انوارِ غوثیہ

شرح

الشمائل النبویہ

المعروف

شمائل ترمذی



(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی (سجادہ نشین)

ضیاء الدین پبلیکیشنز

نزد شہید مسجد کھارادر کراچی فون: 0213-2203464

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انوارِ غوثیہ

شرح

الشمائل النبویہ

جس میں

"الشمائل النبویہ لامام الھمام الحافظ المتقن ابی عیسیٰ محمد بن سورہ الترمذی المشہور بشمائل ترمذی" کا اردو ترجمہ، حلِ لغت، تشریح اور اسماء الرجال بیان کیا گیا ہے۔

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی
(سجادہ نشین)

نام کتاب ———— انوار غوثیہ شرح شمائل النبویہ

مصنف ———— امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف ومترجم ———— سید امیر شاہ قادری گیلانی

ناشر ———— ضیاء الدین پبلی کیشنز کراچی

ملنے کا پتہ

مکتبہ غوثیہ رجسٹرڈ

مین یونیورسٹی روڈ عسکری پارک کراچی

021-34910584-34926110-0322-3859654

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْكَ بِحَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی عِنْدَكَ یَا حَبِیْبَنَا یَا سَیِّدَنَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَتَوَسَّلُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ الْمَوْلَی الْعَظِیْمِ یَا نِعْمَ الرَّسُوْلُ الطَّاہِرُ اَللّٰھُمَّ شَفِّعْہُ فِیْنَا بِجَاہِہٖ عِنْدَكَ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَنَبِیِّكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا ———— امابعد

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہٗ وعزّ اسمہٗ نے اپنے پیارے حبیب کریم سرورِ عالم وعالمیان، خاتم النبیین والمرسلین، عالمِ علومِ اولین وآخرین، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم برکات کے طفیل ۱۵ رشعبان ۱۳۸۹ھ سے لے کر ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ تک "شَمَائِلِ النَّبَوِیَہ" المشہور بہ شمائل ترمذی شریف کے درس دینے کا موقع مرحمت فرمایا۔ درس شریف کے دوران جو ترجمہ، حلِ لغت، تشریح اور اسماء الرجال یہ فقیر بیان کرتا اور جو حواشی ضروریہ بطور شرح کے قلم بند کرتا وہ محبّی محمد اصغر صاحب[1] قادری مرحوم جمع کرتا رہتا۔

تمام حلقۂ درس جناب صوفی محمد اسلم صاحب نقشبندی، شیخ غلام رسول صاحب قادری، جناب الحاج خواجہ محمد قاسم صاحب قادری، جناب الحاج محمود صاحب چشتی گولڑوی، جناب الحاج عبدالعزیز صاحب قادری، جناب خواجہ محمد نعیم صاحب قادری،

---

[1] محبّی محمد اصغر صاحب قادری مشرقی پنجاب سے پاکستان بننے کے وقت ہجرت کر آئے تھے، مختلف محکموں میں ملازمت کرتے رہے، آخر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا۔ اس فقیر سے دست گرفتہ ہوئے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ کے اسباق کی تکمیل کی، انتہائی پابند صوم وصلوٰۃ ہوئے اور آخری لمحہ تک ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ ۱۳۹۳ھ میں انتقال کیا، اور ابوالبرکات سید حسن قادری رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ آسودہ ہوئے۔

جناب خواجہ فقیر صاحب قادری، جناب محمد امین صاحب قادری ایم اے، جناب عبدالواحد صاحب قادری، جناب تاج محمد صاحب قادری سریکوٹی، برخوردار سید محمد حسین صاحب قادری گیلانی ایم کام، ملک محمد صادق بھان قادری، ملک محمد عظیم چشتی صاحب، جناب غلام صاحب قادری، عبدالجلیل صاحب قادری، جناب نذر صاحب قادری اور جناب صابر حسین صاحب قادری، ٹیلیفون سپروائیزر کی انتہائی دلی خواہش تھی کہ اس شرح کو مکمل کرکے شائع کیا جائے تاکہ اس سے عامۃ المسلمین نفع حاصل کریں، اور حضور سراپا نور، دانائے غیوب، سرور کل صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش پائے مبارک پر چل کر دنیا اور آخرت میں سرخروئی حاصل کریں۔

جناب علاؤالدین صاحب عدیم ایم اے نے نہایت ہی محنت اور کاوش سے تصحیح کی خدمت سرانجام دی فجزا اللہ احسن الجزاء۔ نیز یہ فقیر حضرت علامہ مفتی مولینا ابا الفضل اولینا جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب ایم۔اے۔ پی۔ایچ۔ڈی کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے، جنہوں نے اس فقیر کی عاجزانہ عرضداشت کو قبول فرماتے ہوئے نہایت ہی عارفانہ اور عالمانہ مقدمہ تحریر فرمایا۔

اللہ جل جلالہ، وعز اسمہ، وجل مجدہ، کا انتہائی کرم تھا کہ اس کتاب کی کتابت بھی صالح نوجوان محترم محمد اسلم تنویر چوہان ساکن گوجرانوالہ نے نہایت ہی پاکیزگی اور عقیدت کے ساتھ کی، اور فن کتابت کا مظاہرہ کئی ایک عنوان باب بہ باب کی مناسبت سے بسم اللہ شریف کے تحریر کرنے میں کیا ہے جو کہ قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا۔ تقریباً تمام کتاب باوضو کتابت کی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے حضور عالیہ میں دعا ہے کہ حضور شفیع المذنبین خاتم النبیین صاحب لواء حمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل اور جناب غوث اعظم محبوب سبحانی السید الشیخ سیدنا و مرشدنا و مولینا سید عبدالقادر الگیلانی قدس سرہٗ کے صدقہ میں ہم سب کو نبی الانبیاء، صاحب شفاعت کبریٰ، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ حامل لواء حمد، رحمۃ للعالمین جناب احمد مجتبےٰ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

◎

سگ درگاہ عالیہ قادریہ حضرت ابوالبرکات سید حسن رحمۃ اللہ علیہ

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی

یکہ توت، پشاور شہر

۲۷ر جمادی الثانی ۱۳۹۴ھ

تَمَّتْ بِالْخَیْر

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ قال الشیخ الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ

بَابُ مَاجَآءَ فِي خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور پیغمبرِ اسلام حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ مقدس اور حلیہ پاک کے بیان سے متعلق ہے۔

(اس باب میں چودہ ۱۴ احادیث ہیں)

حل لغت

خَلْق۔ خاءِ معجمہ کی زبر اور لام کے سکون کے ساتھ ہے جس کے معنی "ایجاد" کے ہیں۔ یہ مصدر ہے اور مفعول کے معنی دیتا ہے یعنی "وہ دنیا میں ایجاد کی گئی ہے"۔ یہاں انسان کی ظاہری صورت مراد ہے اور

خُلُق۔ خاءِ معجمہ کی پیش اور لام کی بھی پیش کے ساتھ جس کے معنی طبع اور خو کے ہیں۔ یہ معنی باطن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس عنوان سے کتاب میں الگ باب موجود ہے اس سے انسان کی باطنی صورت مراد ہے۔

تشریح

صاحبِ شمائل شریف نے ظاہری شکل وصورت اور حلیہ مبارک کو باطنی اوصافِ مقدسہ پر مقدم گردانا ہے اس سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کاملہ بنی نوعِ انسانی پر ظاہر ہو جائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیئت اور صورت ظاہری میں جلوہ فرما تھیں۔ حسنِ ظاہر حسنِ باطن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہوا کرتا ہے۔

حضرت علامہ اجل فقیہ اعظم مولینا مولوی ملا علی القاری رحمۃ اللہ الباری جمع الوسائل ج ۱ ص ۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

والمعنی باب ماجاء من الاحادیث التی وردت فی بیان خلق اللہ تعالیٰ صورۃ رسولہ الاعظم ونبیہ الاکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الوجہ الاتم ولذا قیل من تمام الایمان بہ اعتقاد انہ لم یجتمع

"حقیقت یہ ہے کہ اپنے رسولِ معظم و نبیِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کے پیدا کرنے کے بارے میں جو احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں وہ تخلیق کی ساخت اور کمال کو مکمل طور پر ثابت کر رہی ہیں۔ اسی لئے ارشاد ہے کہ کسی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب

اسماء الرجال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لہ آپ کا اسم گرامی محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ تھا۔ کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ ۲۰۹ھ بمقام ترمذ پیدا ہوئے۔ موضع ترمذ بلخ میں دریائے جیحون کے کنارے پر واقع ہے۔ اسی وجہ سے آپ کو ترمذی کہا جاتا ہے۔ بڑے جلیل القدر محقق اور محدث ہوئے ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت استاذ گرامی محدث کبیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "آپ کی تصانیف کثیرہ ہیں جن میں صحیح ترمذی شریف شہرۂ آفاق ہے۔ بلحاظ ترتیب اور تکرار یعنی تکرارات کم ہونے کے مقبول عند الفحول ہے۔ اس میں اکثر مقامات پر مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اکثر محدثین آپ کو خلیفہ بخاری کے نام سے یاد کرتے ہیں۔" لکھتے ہیں: "ان کی کتاب شمائل نبوی بھی مشہور ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک، چہرۂ انور، اعضاء اقدس کے حالات لکھے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ بھی اس میں درج ہے۔" حضرت علامہ صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب اپنے رسالہ الاکمال فی اسماء الرجال میں تحریر فرماتے ہیں "امام حدیث کی ایک جماعت سے حدیث حاصل کی۔ صدر اول کے مشائخ سے ان کی ملاقات ہوئی جیسے قتیبہ بن سعد، محمود بن غیلان، محمد بن بشار،

تمّت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ قال الشیخ الحافظ ابو عیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور پیغمبرِ اسلام حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ مقدس اور حلیہ پاک کے بیان سے متعلق ہے۔

(اس باب میں چودہ ۱۴ احادیث ہیں)

حل لغت

خَلْق۔ خاءِ معجمہ کی زبر اور لام کے سکون کے ساتھ ہے جس کے معنیٰ "ایجاد" کے ہیں۔ یہ مصدر ہے اور مفعول کے معنیٰ دیتا ہے یعنی "وہ دنیا میں ایجاد کی گئی ہے"۔ یہاں انسان کی ظاہری صورت مراد ہے اور خُلُق۔ خاءِ معجمہ کی پیش اور لام کی بھی پیش کے ساتھ جس کے معنیٰ طبع اور خو کے ہیں۔ یہ معنیٰ باطن کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اس عنوان سے کتاب میں الگ باب موجود ہے اس سے انسان کی باطنی صورت مراد ہے۔

تشریح

صاحب شمائل شریف نے ظاہری شکل و صورت اور حلیہ مبارک کو باطنی اوصافِ مقدسہ پر مقدم گردانا ہے اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کاملہ بنی نوعِ انسانی پر ظاہر ہو جائیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہیئت اور صورت ظاہری میں جلوہ فرما تھیں۔ حسنِ ظاہر حسنِ باطن پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ظاہر باطن کا عنوان ہوا کرتا ہے۔

حضرت علامہ اجل فقیہ اعظم مولانا مولوی ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ جمع الوسائل ج ۱ ص ۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

والمعنی باب ما جاء من الاحادیث التی وردت فی بیان خلق اللہ تعالیٰ صورۃ رسولہ الاعظم ونبیہ الاکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الوجہ الاتم ولذا قیل من تمام الایمان بہ اعتقاد انہ لم یجتمع

"حقیقت یہ ہے کہ اپنے رسولِ معظم و نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورتِ مبارکہ کے پیدا کرنے کے بارے میں جو احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں وہ تخلیق کی ساخت اور کمال کو مکمل طور پر ثابت کر رہی ہیں۔ اسی لئے ارشاد ہے کہ کسی شخص کا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب

اسماء الرجال

۱ آپ کا اسم گرامی محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ تھا، کنیت ابو عیسیٰ تھی۔ ۲۰۹ھ بمقام ترمذ پیدا ہوئے۔ موضع ترمذ نہر دریائے جیحون کے کنارے پر واقع ہے اسی وجہ سے آپ کو ترمذی کہا جاتا ہے۔ بڑے جلیل القدر محقق اور محدث ہوئے ہیں۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ حضرت استاذی محدث کبیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "آپ کی تصانیف کثیرہ ہیں جن میں صحیح ترمذی شریف بہترین تالیف ہے۔ بلحاظ ترتیب اور تکرار یعنی تکرارات کم ہونے کے مقبول عند الفحول ہے۔ اس میں اکثر مقامات پر مذاہب ائمہ اور دیگر وجوہ استدلال کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اکثر محدثین آپ کو خلیفہ بخاری سے یاد کرتے ہیں۔" لکھتے ہیں: "ان کی کتاب شمائل نبوی بھی مشہور ہے جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک، چہرہ انور، اعضاء اقدس کے حالات لکھے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مبارکہ بھی اس میں درج ہے۔" حضرت علامہ صاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین ابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب اپنے رسالہ الاکمال فی اسماء الرجال میں تحریر فرماتے ہیں: "ائمہ حدیث کی ایک جماعت سے حدیث حاصل کی۔ صدر اول کے مشائخ سے ان کی ملاقات ہوئی جیسے قتیبہ بن سعد، محمود بن غیلان، محمد بن بشار،

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

ادمی من المحاسن الظاهرة الدالة على محاسنه الباطنة ما اجتمع فی بدنه صلی اللہ علیہ والہ وسلم ۔

تک کہ وہ یہ اعتقاد نہ رکھے کہ بلاریب حضور پُرنُور شافع یوم النشور کے وجودِ گرامی میں ظاہری اور باطنی کمالات اس قدر خوبی کے ساتھ ودیعت کر دیئے گئے ہیں کہ ظاہری اوصاف کا جلال و کمال باطن کی عظمت و کمال کا آئینہ دار ہے کسی اور مخلوق میں اس قدر ظاہری اور باطنی خوبیوں کا اجتماع ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اور حضرت علامہ فرماتے ہیں :۔

ومن ثم نقل القرطبی عن بعضهم انه لم يظهر تمام حسنه صلی اللہ علیہ والہ وسلم والا لما اطاقت اعين الصحابة النظر اليه۔

اور اسی طرح قرطبی نے بعض راویوں سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ظاہری محاسن اور جمال جہان آرا پُورے طور پر ظاہر نہیں ہوئے اور اگر ایسا ہو بھی جاتا تو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکتے۔

اور فرماتے ہیں :۔

واما الکفار فکانوا کما قال تعالیٰ وتَرَاهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۔

اور کفار کا تو یہ حال تھا کہ وہ بظاہر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف نظر کرتے دکھائی دیتے تھے لیکن درحقیقت دیکھنے کی قوت سے محرُوم تھے۔

نیز فرمایا :۔

وقال بعض الصوفية اکثر الناس عرفوا اللہ عزوجل وما عرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لان حجاب البشرية غطى ابصارهم ۔

اور بعض صوفیائے کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا ارشاد ہے کہ بعض حضرات نے اللہ تعالیٰ کو تو دیکھ لیا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو عارفانہ نظر سے نہیں دیکھا ہے کیونکہ ان کی اپنی بشریت کا حجاب ان کی آنکھوں کو ڈھانپے ہوئے تھے۔

احمد بن منیع، محمد بن مثنیٰ، سفیان بن وکیع، محمد بن اسمٰعیل بخاری وغیرہ وغیرہ اور بہت سے لوگوں نے حدیث حاصل کی۔ ان میں محمد بن احمد محبوبی مروزی بھی شامل ہیں۔ استاذِ گرامی نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا ہے کہ صاحب تاریخ الاولیاء نے ان کی وفات موضع بوغ میں لکھی ہے جو شہر ترمذ سے تین کوس کا فاصلہ پر ہے۔ صاحب شمائل شریف کی تاریخ وفات ۱۳ رجب ۲۷۹ھ ہے۔

تنبیہ:۔ ان کا ہم نام ایک اور شخص بھی گزرا ہے جو حکیم ترمذی کے نام سے مشہور ہے۔ استاذِ محترم رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔ ان کے بعد ان کے ایک اور بھی ہم نام حکیم ترمذی گزرے ہیں لیکن ان کا اصلی نام ابو عبداللہ بن علی بن حسن تھا جو ۵۰۵ھ میں فوت ہوئے اور ان کی ایک تصنیف نوادر الاصول ہے جس میں موضوعات احادیث بہت ہیں۔ ودیح الدیلمی اصول حدیث خیر البشر

حدیث ۱ اخبرنا ابو رجاء قتیبة[1] بن سعید عن مالك[2] بن انس عن ربیعة[3] بن ابی عبدالرحمٰن عن انس[4] بن مالك انه سمعه یقول كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ فَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَأْسِ سِتِّیْنَ سَنَةً وَلَیْسَ فِیْ رَأْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَیْضَاءَ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک کہتے ہیں کہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ تو بے ڈول لمبے قد کے تھے اور نہ ہی ٹھگنے، اور آپ کا رنگ نہ تو چُونے کی طرح سفید تھا اور نہ ہی مٹیالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال مبارک نہ تو پیچدار تھے اور نہ ہی سیدھے اکڑے ہوئے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چالیس[4] سال کی عمر شریف میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ آپ دس برس مکہ مکرمہ اور دس برس مدینہ منورہ میں تبلیغ اسلام کے لئے قیام فرما رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تریسٹھ برس کی عمر میں وصال عطا فرمایا۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرِ اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس[2] بال شریف بھی سفید نہ تھے۔

حل لغات طَوِیْل۔ لمبے، دراز۔ اَلْبَائِن۔ بے ڈول، بے ڈھنگے۔ طَوِیْلُ الْبَائِن، بے ڈول لمبے یعنی حدِ اعتدال سے زیادہ دراز قامت۔ قَصِیْر۔ پست قد، ٹھگنا۔ اَبْیَض۔ سفید۔ اَمْهَق۔ اس کا مادہ مَهَقْ ہے، چُونے کی طرح سفید۔ آدم۔ گندم گوں، مٹیالا۔ اُدْمَة۔ گندم گونی۔ الْجَعْد۔ گھنگھریالے، پیچدار، جھنگلہ موی۔ اَلْقَطَط۔ کثیر الشعر، بہت زیادہ بال، حبشیوں کی طرح۔ جَعْدُ الْقَطَط۔ بہت زیادہ گھنگھریالے (پیچدار) بال۔ اَلسَّبْط۔ سیدھے بال، اکڑے یا کھڑے بال۔ یہ جَعْدُ الْقَطَط کا بالکل خلاف ہے۔ بَعَثَ۔ کھڑا کیا، مبعوث کیا، نبوت سے سرفراز فرمایا۔ رَأْس۔ ابتدا، سر۔ اَرْبَعِیْن۔ چالیس[4]۔ سَنَة۔ سال، برس۔ اَقَامَ۔ قیام فرمایا، ٹھہرے، تبلیغ کی۔ عَشْر۔ دس۔ سِنِیْن۔ سال۔ سَنَة کی جمع ہے۔ تَوَفّٰی۔ وفات دی، وصال دیا۔ سِتِّیْن۔ ساٹھ۔ سَنَة۔ دو سے لے کر پانچ سال تک استعمال ہوتا ہے۔ لِحْیَة۔ داڑھی۔ عِشْرُوْن۔ بیس۔ شَعْر۔ بال۔ بَیْضَاء۔ سفید۔

تشریح صاحبِ شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو لفظ اخبرنا سے شروع کیا ہے لہٰذا جاننا چاہیئے کہ حدیث، سماع

اسماء الرجال حدیث ۱

۱ قتیبہ۔ آپ کا نام علی لقب قتیبہ، کنیت ابو رجاء، والد کا نام سعید اور دادا کا نام جمیل تھا۔ بلخ کے ایک گاؤں بغلان کے رہنے والے تھے۔ بقول ملا علی قاری رحمۃ الباری ۱۴۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۰ھ میں انتقال کیا۔ عراق، مصر، شام، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کا سفر کیا۔ بڑے بڑے محدثین کرام اور خصوصاً امام مالک سے حدیث پڑھی۔ سوائے ابن ماجہ کے باقی تقریباً تمام ائمہ نے آپ سے حدیث کا علم اخذ کیا۔ امام بخاری اور امام ترمذی بھی آپ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ مامون فی الحدیث حافظ الحدیث اور انتہائی ثقہ ہیں اور صاحبِ سنن بھی ہیں۔

۲ حضرت امام مالک بن انس بن مالک، اصبحی ہیں۔ کنیت ابو عبداللہ ہے۔ بقول صاحب الکمال فی اسماء الرجال ۹۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ تابعین کے بعد اس زمین پر آپ اللہ تعالیٰ کی حجت ہیں۔ آپ فقہ اور حدیث میں بھی اہلِ اسلام کے امام تھے۔ آپ ائمہ اربعہ میں سے امام ہیں۔ آپ نے زہری، یحییٰ بن سعید، نافع، محمد بن المنکدر، ہشام بن عروہ، ربیعہ بن عبدالرحمٰن، زید بن اسلم اور بے شمار مشاہیر علماء حدیث سے علم حاصل کیا۔ بقول ملا علی قاری رحمۃ الباری آپ نے نو سو مشاہیر علماء سے حدیث اخذ کی، اسی طرح بہت سی کثیر علماء نے آپ سے حدیث پڑھی جیسے امام شافعی، محمد بن ابراہیم بن دینار، ابو ہاشم، عبدالعزیز بن ابی حازم وغیرہ۔

اور اخبار میں فرق ہے یا نہیں؟ حضرت علامہ شارح صحیح البخاری محدّث جلیل مرشدنا و مولینا شاہ محمد غوث صاحب پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

"نزد ابن عیینہ و امام بخاری و بعضی دیگر ہیچ فرق نیست در حدیث و اخبار و سماع و انباء یعنی لفظ حدثنا و اخبرنا و سمعت و انبانا یک است چنانچہ در متن بخاری بعد ازیں مذکور خواہد شد و جمہور تفاوت کردہ اند بآنکہ اعلاء درجات سماع است محمول است بر سماع از شیخ خاصۃ بعد آں اخبار بعد آں انباء و فرق کردہ اند در اخبار و انباء بآنکہ اخبار محمول است بر قرأت علی الشیخ و انباء بر اجازت محمول است پس ایں ادنیٰ است از ماقبل و در مفرد و جمع نیز فرق است اگر بلفظ حدثنا و اخبرنا گوید اشارت بآں است کہ دیگراں ہم حاضر آں بودند و ہمہ را اخبار شد از شیخ و اگر بلفظ مفرد باشد اشارت بآنکہ متکلم مفرد است در سماع از شیخ۔"

"ابن عیینہ، امام بخاری اور بعض دوسرے محدثین نے حدیث، اخبار، سماع اور انباء یعنی حدثنا، اخبرنا، سمعت، اور انبانا میں کوئی فرق نہیں فرمایا ہے چنانچہ متن بخاری میں بیان کیا جائے گا۔ اور جمہور محدثین نے ان اصطلاحات میں تفاوت کیا ہے ان میں اعلیٰ درجہ سماع کو حاصل ہے کیونکہ وہ خاص شیخ کے سماع پر محمول ہے اس کے بعد اخبار پھر انباء۔ نیز اخبار اور انباء میں بھی فرق کرتے ہیں۔ اخبار قرأت علی الشیخ پر محمول ہے اور انباء اجازت پر، لہٰذا انباء اخبار سے ادنیٰ ہے اور مفرد اور جمع میں بھی فرق فرماتے ہیں اگر حدثنا اور اخبرنا فرمایا تو اس بات کی طرف اشارہ ہوگا کہ اس مجلس میں اور حضرات بھی تھے اور ان سب کو شیخ سے اخبار ہوا اور اگر لفظ مفرد سے ذکر ہو تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ متکلم اپنے شیخ سے سماع میں اکیلا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے ڈول دراز قامت تھے اور نہ ہی پست قد بلکہ اگر ایک جماعت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوتے تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جماعت میں اونچے اور نمایاں دکھائی دیتے۔ امام بیہقی اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں:

"ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم

"یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صحابہ کرام

مشائخ بخاری، مسلم، ابوداؤد، الترمذی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین اور دیگر ائمہ حدیث نے بھی آپ ہی سے علم حدیث اخذ کیا۔ الشیخ ابراہیم بن محمد بیجوری الشوفی ۱۲۷۶ھ فرماتے ہیں: "قال البخاری اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر وقال الشافعی حدثنا مالک عن نافع عن ابن عمر کانت سلسلۃ الذہب کما قال شیخنا [illegible] علی شمائل المحمدیہ" محدث جلیل استاذ محترم الحافظ صاحبزادہ حافظ علی احمد صاحب پشاوری درج الدرر فی اصول حدیث خیر البشر ص ۵ پر تحریر فرماتے ہیں: حضرت امام مالک نے ایک ہزار حدیث اپنے ہاتھ سے لکھی کتاب موطا شریف تصنیف کی۔ ایک ہزار آدمیوں نے ان کی املا سماع کر کے سند حاصل کی۔ امام شافعی فرماتے ہیں: "ما تحت السماء اصح من موطا" آسمان کے نیچے موطا سے زیادہ صحیح کتاب نہیں، محدثین کے نزدیک ان کا ارشاد صحیح بخاری کے وجود سے پہلے کا ہوگا کیونکہ صحیحین کا درجہ سب پر مفوق ہے۔ ربیعہ بن عبد الرحمٰن لقب "الرائے" اور فروخ نام ہے۔ ابو عثمان القرشی المدنی فقیہ عصر اور صاحب الرای تھے۔ حافظ الحدیث مدینہ منورہ کے فقہاء میں سے ایک فقیہ تھے۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ "ذہبت حلاوۃ الفقہ بموتہ" امام سمعانی الانساب میں فرماتے ہیں کہ آپ کی وفات ۱۳۸ھ میں ہوئی۔

لا يبنشي مع جماعة الا تميز عليهم بقامته مهما كانوا طوالا ' وهذا معجزة لـهٗ .	میں چلتے تو سب سے بلند و بالا دکھائی دیتے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت دراز قد نہ تھے ۔ اور یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا ۔

عربی میں "الامہق" ایسی بہت زیادہ سفیدی کو کہتے ہیں جس میں سُرخی کا شائبہ تک نہ ہو اور نہ ہی اس میں چمک ہو' اور یہ مذموم ہے' اگر ایسی سفیدی جو کہ سُرخی سے ملی ہوئی ہو' اور اس میں نُور ہو تو وہ ممدوح ہے تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک چُونے کی طرح سفید نہیں تھا کہ لوگوں کو معیوب دکھائی دے جیسے برص زدہ ۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک دونوں رنگوں کا متوازن اور حسین امتزاج تھا جیسا کہ علماء فرماتے ہیں اس دُنیا میں بہترین اور خوبصورت رنگ "سفید سُرخی مائل" ہے اور آخرت کا بہترین اور خوبصورت رنگ "سفید زردی مائل" ہے ۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان دونوں بہترین اور خوبصورت رنگوں کا مُرقع تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مُبارک نہ تو مٹیالا اور نہ ہی بالکل گندم گوں تھا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مُبارک حبشیوں کی طرح انتہائی گھنگھریالے نہ تھے اور نہ ہی بالکل ایستادہ تھے ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے چالیس برس کی عُمر مبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت کا اعلان فرمانے کی ہدایت کی ۔ عُلماء فرماتے ہیں کہ حضور پُرنُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور پیر کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اُتری ۔ مدینہ منوّرہ پیر کے دن داخل ہوئے ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مُبارک بھی پیر کے دن ہی ہوا ۔ جناب انس بن مالک فرماتے ہیں کہ "مکہ مکرمہ میں دس برس تک قیام فرمایا" یعنی نبوت کے اعلان فرمانے کے بعد اور رسالت کے اعلان فرمانے کے بعد تیرہ برس تک قیام رہا ۔ اس لئے تمام علماءِ اُمت کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہجرت فرمانے سے پہلے زمانۂ نبوت و رسالت کا قیام مکہ مکرمہ میں تیرہ برس تھا ۔ جناب علامہ مُلّا علی القاری رحمہ الباری بھی اس کی تاویل یُوں ہی فرماتے ہیں ۔

"ویحتمل ان الراوی اقتصر علی العقد وترك الكسر ولا خلاف فی قولہ[1]"	"اور عرب کا یہ دستور ہے کہ وہ کسر کو چھوڑ دیتے ہیں"

یہ دور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر مصائب و آلام کا دور تھا مگر الحمد للہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عزمِ راسخ ، مضبُوط استقلال اور یقینِ محکم تھا جس نے ان تمام مصائب و آلام پر قابو پا لیا ۔ حقیقت یہ ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی لازوال قربانیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے پناہ عزم و استقلال کی نظیر

[1] کتاب جمع الوسائل فی شرح شمائل جلد اوّل

دُنیا بھر کے پیروانِ مذاہب و ملل میں نہیں ملتی۔ انس بن مالک فرماتے ہیں "آپ نے دس برس مدینہ منورہ میں قیام فرمایا" یعنی ہجرت کے بعد آپ کا قیام مدینہ منورہ میں دس برس رہا۔ پیر یا جمعرات کے دن مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ پیر کے دن مدینہ اوّل یعنی قباء میں تشریف فرما ہے۔ چوبیس دن یہاں قیام رہا۔ مسجد کی بنیاد رکھی جسے مسجد قباء کہتے ہیں۔ یہاں سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو راستہ میں جُمعہ کی نماز ادا فرمائی۔ یہ مسجد آج تک مشہور ہے۔ مدینہ منورہ کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جھُرمٹ میں اُونٹنی پر سوار روانہ ہوئے۔ جب مدینہ منورہ پہنچے تو ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ نُورِ مجسم، صاحبِ خلقِ عظیم، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے مہمان ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معتقدین کا پُرخلوص اشتیاق دیکھ کر فرمایا کہ میری اُونٹنی جس جگہ بیٹھ جائے گی وہیں قیام پذیر ہُوں گا' چنانچہ اُونٹنی جناب ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ابوایوب انصاری کے کلبۂ احزان کو اپنے قدومِ میمنت لزوم سے بابرکت فرماکر قیام کا اعلان کردیا۔ یہاں قیام کے دس برس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تبلیغ اسلام اعلائے کلمۃ اللہ' غزوات و سرایا' امر بالمعروف نہی عن المنکر' بیرُونی ممالک کے وفود سے ملاقات اور بیرونی ممالک کو وفود بھیجنا' تزکیۂ نفوس' تربیتِ صحابۂ کرام' تعلیمِ حکمت اور عام انسانیت کو راہِ ہدایت کی طرف دعوت دینے میں گذارے۔ اصح روایات کے مُطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عُمر شریف تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔ چالیس۴۰ برس کی عُمر شریف میں نبوّت کا اعلان فرمایا۔ تیرہ برس بحیثیت نبی و رسُول مکہ مکرمہ میں اور دس برس ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں قیام فرماکر واصل بحق ہوئے۔ بقول انس بن مالک "جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہُوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مُبارک اور سرِ اقدس میں بیس۲۰ بال مُبارک بھی سفید نہ تھے۔

حضرت علامہ شارح شمائل شریف مولینا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کی وجہ فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"باید دانست کہ حکمت در کم بودن سفیدی موی حضرت آنست کہ اکثر اوقات زنان موی سفید را مکروہ می دارند و اگر از رسُولِ خدا کسے چیز را مکروہ دارد کافر شود نعوذ باللہ منہا۔ پس از برائے محافظت ازواجِ مطہرات

"یعنی[1] حضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سفید بال کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اوقات عورتیں سفید بالوں کو ناپسند کرتی ہیں اور اگر حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کسی بھی چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھا جائے تو کُفر ہے۔

[1] حلاوۃ المسلمین شرح شمائل شریف (نعمی)

آنحضرت ایزد تعالیٰ اورا از کثرت سفیدی نگاہ داشت واللہ اعلم"

نعوذ باللہ منہا۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کی محافظت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں کو زیادہ سفید ہونے نہیں دیا۔

حدیث ع۲ حدثنا حمید[1] بن مسعدۃ البصری حدثنا عبد الوہاب[2] الثقفی عن حمید[3] عن انس[4] بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رَبْعَةً وَلَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ حَسَنَ الْجِسْمِ وَكَانَ شَعْرُهٗ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَّلَا سَبْطٍ اَسْمَرَ اللَّوْنِ اِذَا مَشٰى يَتَكَفَّاُ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد درمیانہ تھا یعنی نہ تو دراز قامت تھے اور نہ ہی پست قد (ٹھنگنے) جسم مبارک انتہائی خوبصورت تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ بہت گھنگھریالے تھے اور نہ ہی کھڑے، رنگ مبارک سنہری تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو بغیر رکاوٹ (آگے کو جھکے ہوئے) کے چلتے تھے۔

حل لغات رَبْعَۃ۔ الوسط بین الطول والقصر، نہ لمبا اور نہ پست، درمیانہ، معتدل القامت اس کی جمع رَبَعات اور رَبْعات آتی ہے۔ الرَّبْعَۃ۔ عطر فروش کا ڈبہ کہا جاتا ہے "فتح العطار ربعۃ" عطر فروش نے اپنا ڈبہ کھولا۔ حَسَن۔ بہترین، خوبصورت، خوشنما، مناسب۔ اَسْمَر۔ وہ رنگ جس میں سرخی اور سفیدی دونوں ملے ہوئے ہوں یعنی سنہری رنگ۔ یَتَکَفَّاُ۔ بغیر رکاوٹ کے، آگے کو جھکا ہوا، قدم بقدم چلنا۔

تشریح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے، یعنی نہ ہی زیادہ لمبے اور نہ ہی پست بلکہ متوسط قد کے مالک تھے "ولیس بالطویل ولا بالقصیر" کا جملہ، کان کے لئے بیانیہ ہے اور عطف تفسیری ہے۔ اسی مناسبت کی وجہ سے "یعنی" کے ساتھ ترجمہ کیا گیا ہے، جسم سے مراد جسد ہے، اور جسد بدن اور اعضاء کا نام ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک انتہائی متناسب الاعضاء تھا۔ نہ تو موٹے تھے اور نہ ہی کمزور وناتواں، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اطہر

اسماء الرجال حدیث ع۲

ع۱ حمید حافظ ہے معتبر ہے۔ بہت لوگوں نے سوائے امام بخاری کے اس سے روایت کی ہے۔ ۲۴۴ھ میں انتقال کیا۔

ع۲ عبد الوہاب ان کی کنیت ابو محمد ہے۔ بصرہ کے اشراف میں سے ایک ہیں۔ ثقہ اور جلیل ہیں۔ ان سے امام شافعی، احمد بن حنبل، ابن راہویہ جیسے علماء نے روایت کی ہے۔ وفات سے تین برس پہلے ضعف دماغ ہو گیا تھا۔ ۱۰۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۴ھ میں انتقال کیا۔ آپ کا پورا شجرہ یوں ہے۔ ابو محمد عبد الوہاب بن عبد المجید بن الصلت بن عبد اللہ بن عبد الحکم بن ابی العاص، آپ عرب کے مشہور قبیلہ ثقیف سے تعلق رکھتے ہیں۔

ع۳ حمید، ابی عبیدہ الخزاعی البصری ابن ابی حمید طویل کہتے ہیں چونکہ اس کا ہمسایہ حمید قصیر تھا لہٰذا ان دونوں میں امتیاز کرنے کے لئے اسی کو حمید طویل کہا جاتا ہے۔ جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔ ثقہ حجت ہے۔ صاحب ابن الجوزی فرماتے ہیں۔ ومن ترکہ فانما ترکہ للدخولہ فی عمل السلطان۔ ۱۴۳ھ میں بحالت نماز انتقال کیا۔

ع۴ حدیث ع۱ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

نہایت ہی مناسب دیدہ زیب اور نظر فریب تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رنگ مبارک میں سُرخی اور سفیدی نمایاں تھی جس کی وجہ سے سنہرا پن دکھائی دیتا تھا۔ گویا صباحت اور ملاحت کا متناسب امتزاج تھا۔ صرف اس روایت میں اسمر اللون آیا ہے اور ایک روایت میں ازہر اللون آیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تقریباً پندرہ صحابہ کرام نے آپ کو ابیض اللون سے موصوف کیا ہے۔ حضرت علامہ احمد عبد الجواد الدومی اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

"والتوفیق ان نقول: المراد با السمرة الحمرة المخلوطة بالبیاض وھذا یدخل فیہ" ازھر اللون "وعلی ذلک فلا تعارض ولا تناقض" [1]	"السمرۃ سے مُراد سرخی کے ساتھ سفیدی ملی ہوئی ہے ازہر اللون کے بھی یہی معنی ہیں لہٰذا کوئی تعارض یا تناقض نہیں ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس وقت چلتے تو اس میں غرور یا تکبر کا شائبہ تک نہ ہوتا بلکہ ایسا دکھائی دیتا کہ آپ گویا اوپر سے نیچے کی طرف آرہے ہیں۔ جناب علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:

"ای یمیل الی قدام کالسفینة فی جریھا"	"یعنی آگے کی طرف جھکے ہوئے جیسے چلنے میں کشتی نظر آتی ہے۔"

کشادہ کشادہ قدم اُٹھاتے یعنی سینہ تان کر اکڑ کر نہ چلتے۔ نہایت ہی باوقار، عزت منداز اور پسندیدہ چال سے چلتے۔

رفتار تر اگر ملک از عرش ببیند
آید بزمین فرش کند بال و پر خود

حدیث ۳ حدثنا محمد[1] بن بشار یعنی العبدی حدثنا محمد[2] بن جعفر حدثنا شعبة[3] عن ابی اسحٰق[4] قالت سمعت البراء[5] بن عازب یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رجلاً مربوعًا بعید ما بین المنکبین عظیم الجمة الی شحمة اذنیہ علیہ حلة حمراء ما رایت شیئا قط احسن منہ۔

ترجمہ براء بن عازب کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم درمیانہ قد آدمی تھے۔ دونوں شانوں کے درمیان

له الاتحافات الربانیہ شرح شمائل المحمدیہ ص ۱۲ مطبوعہ مصر

اسماء الرجال حدیث ۳

۱۔ محمد بن بشار بن عثمان بن کیسان البصری کنیت "ابوبکر" ہے۔ بندار کے نام سے مشہور ہے۔ وہ بندار اسے کہتے ہیں جو معنی سوق العلم بندار اسے کہتے ہیں۔ الحافظ ابن حجر فرماتے ہیں: "ھو شیخ الائمة الستة" یعنی ائمہ ستہ کے شیخ ہیں۔ ابوداؤد فرماتے ہیں: "کتبت عنہ خمسین الف حدیث" یعنی میں نے ان سے پچاس ہزار احادیث سنی ہیں۔ آپ ثقہ ہیں۔ تمام علماء نے ان کے ثقہ ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ محمد بن جعفر اور دیگر بہت لوگوں نے ان سے سماع کیا ہے۔ ابن اسحاق اور بہت صحابہ نے ان سے روایت کی ہے۔ العبدی کی نسبت قبیلہ عبد قیس کی وجہ سے ہے۔ رجب ۲۵۲ھ میں انتقال ہوا۔

فاصلہ تھا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے سرِ اقدس کے بال مبارک دونوں کانوں کی لو تک لمبے تھے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا جوڑا سُرخ رنگ کا تھا۔ میں نے آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ) ہی کو ہر چیز سے بڑھ چڑھ کر حسین پایا۔

حلِ لغات

مَرْبُوعًا۔ میانہ قد۔ معتدل القامۃ۔ بُعَیْد اور بَعِیْد۔ بھی آیا ہے، فاصلہ، دُوری۔ مَنْکَبَیْن مَنْکَب کا تثنیہ ہے اور مَنَاکِب جمع ہے، کندھا شانہ، شانہ کی ہڈی۔ اَلْجُمَّہ کندھوں پر لٹکے ہوئے بال، زلف، اگر کانوں کی لو تک ہوں تو انہیں لِمَّہ کہتے ہیں اور اگر اَلْجُمَّہ سے کم ہوں تو ان کو وَفْرَہ کہتے ہیں۔ شَحْمَۃ۔ کان کی لو، کان کا وہ مقام جہاں بالی پہننے کے لئے چھید کیا جاتا ہے۔ حُلَّۃ۔ جوڑا۔ کپڑوں کا جوڑا۔ لنگی اور چادر۔ حَمْرَاء۔ سُرخ رنگ (دھاری والا)۔ قَطُّ۔ فقط، سوائے۔ ظرف زمان ہے اور استغراق ماضی کے لئے آتا ہے اور نفی کے ساتھ مختص ہے۔

تشریح

جناب براء بن عازب فرماتے ہیں کہ "آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا" یعنی سینہ مبارک چوڑا تھا مونڈھے پر مونڈھا چڑھا ہوا نہ تھا کہ کبڑا پن نظر آئے اور فرمایا "آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کے سرِ اقدس کے بال مُبارک دونوں کانوں کی لو تک لمبے تھے" اگرچہ اَلْجُمَّہ کے معنی کندھوں پر لٹکے ہوئے بال یعنی زلف کے ہیں مگر یہاں پر "اِلٰی شَحْمَۃِ اُذُنَیْہِ" کے قرینہ کی وجہ سے مندرجہ بالا ترجمہ کیا گیا اور فرمایا "آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا جوڑا سُرخ رنگ کا تھا" شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ خالص سُرخ نہیں تھا بلکہ دھاری دار تھا، صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں "یہ خالص سُرخ نہ تھا بلکہ اس میں سُرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں (ج ۱۔ کتاب ص ۱۲۶) سُرخ رنگ کا لباس مرد پہن سکتا ہے یا نہیں اس پر کافی بحث ہے۔ فقہاء نے مکروہ لکھا ہے لیکن یہ بھی لکھا ہے کہ سُرخ کپڑا دھاری دار ہو یا اس کا سوت رنگا ہوا ہو تو جائز ہے۔ ابن جریر طبری نے کہا ہے کہ مطلقاً جائز ہے مگر ثقاہت اور مروّت کے خلاف ہے اور براء بن عازب فرماتے ہیں، میں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کو ہر ایک چیز سے بڑھ چڑھ کر حسین پایا" سبحان اللہ! آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی ذاتِ ستودہ صفات کے ساتھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت، شیفتگی اور عشق کا کیا عالم ہے کہ کائناتِ خداوندی کے اندر اگر کسی کا حُسن اُن کی آنکھوں میں سما سکا تو وہ صرف اور صرف ذاتِ اقدس، مجسمۂ حُسن وجمال، صاحبِ قاب قوسین او ادنیٰ، عالم ما کان و ما یکون، خاتم النبیین، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، رحمۃ للعالمین، مومنوں کے رؤف ورحیم، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کا نورانی وجودِ مبارک ہے۔

مولای صلّ وسلّم دائما ابدا
علیٰ حبیبک خیر الخلق کلّھم

۲۶ محمد بن جعفر نام کنیت ابو عبداللہ ہے البصری الہذلی ہیں۔ غندر کے نام سے مشہور ہیں یہ ابن جریج کی مجلس میں بہت سوال کرتے تھے اس لئے ایک دن انہوں نے ان سے کہا ما ترید یا غندر۔ پس اسی نام سے مشہور ہوگئے۔ پچاس برس تک ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرتے رہے۔ ائمہ ستہ نے اپنی صحاح میں آپ سے تخریج کی ہے۔ نیز تمام ائمہ نے آپ پر اعتماد کیا ہے۔ ایک بڑی جماعت نے بھی آپ سے تخریج کی ہے۔ امام احمد بن حنبل اور یحیٰی بن معین نے آپ سے روایت کی ہے۔ ستر برس کی عمر میں ۱۹۳ھ میں انتقال کیا۔

۲۷ شعبہ بن الحجاج بن الورد العتکی۔ امام ثوری فرماتے ہیں: یہ امیر المؤمنین فی الحدیث ہے۔ جناب ملا علی قاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں: "کان اماما من ائمۃ المسلمین ورکنا من ارکان الدین"۔ امام شافعی فرماتے ہیں: "ولا شعبۃ ما عرف الحدیث بالعراق" یعنی اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں کوئی حدیث کو نہ جانتا۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: "لم یکن فی زمن شعبۃ مثلہ" یعنی شعبہ کے دور میں ان کی نظیر نہ تھی۔ امام ثوری اور حسن ان سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کا شمار اتباع تابعین میں ہوتا ہے۔ ۱۶۰ھ میں انتقال کیا۔

۲۸ ابی اسحاق کا نام عمرو بن عبداللہ السبیعی الہمدانی الکوفی ہے۔ آپ مشہور تابعی ہیں۔ کثیر الروایت ہیں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور ابن عباس کو دیکھا ہے۔ بہت

اے حسن تو در شکل بشر خوش بشرے نیست
خوبی کہ تو داری صنما در دگرے نیست

المواہب اللدنیہ میں الشیخ ابراہیم بن محمد البجوری ص۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"وقد صرحوا بان من کمال الایمان اعتقاد انہ لم یجتمع فی بدن انسان من المحاسن الظاہرۃ ما اجتمع فی بدنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مع ذالک فلم یظہر تمام حسنہ والا لما طاقت الاعین رؤیتہ"

علماء محققین نے تصریح کر دی ہے کہ کمال ایمان کے معتقدات میں سے ایک اعتقاد یہ بھی ہے کہ جو کچھ حسن ظاہر، حضور سراپا حسن وجمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک میں جمع کر دیا گیا تھا وہ کسی انسانی وجود میں ہرگز مجتمع نہیں ہوا، باوجود اس اجتماع حسن ظاہری کے جو حسن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا پورا کا پورا ظاہر نہیں ہوا کیونکہ دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اتنی طاقت ہی نہیں تھی کہ وہ اس حسن کو جی بھر کے دیکھ سکتے۔

حدیث ۴ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا وکیع[2] حدثنا سفیان[3] عن ابی اسحٰق[4] عن البراء[5] بن عازب قال مَا رَاَيْتُ مِنْ ذِیْ لِمَّةٍ فِیْ حُلَّةٍ حَمْرَاءَ اَحْسَنَ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ لَهٗ شَعْرٌ یَضْرِبُ مَنْكِبَیْهِ بَعِیْدَ مَا بَیْنَ الْمَنْكِبَیْنِ لَمْ یَكُنْ بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالطَّوِیْلِ۔

ترجمہ براء بن عازب نے فرمایا میں نے کسی کو سُرخ جوڑے میں ملبوس اور کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے بالوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر خوبصورت نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بال مُبارک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانوں کو چُومتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مُبارک نہ پست قامت تھا اور نہ دراز۔

حل لغات لِمّة۔ کانوں کی لو تک لٹکے ہوئے بال۔

بڑے عابد تھے صائم الدہر اور قائم اللیل تھے۔ بڑا ... کئی بار جہاد میں شامل ہوئے۔ براء بن عازب اور زید بن ارقم سے سماع کیا۔ اعمش، شعبہ اور ثوری نے آپ سے روایت کی ہے۔ ۱۲۷ھ یا ... میں انتقال کیا۔

۵ براء ابن عازب نام اور ابو عمارہ کنیت ہے، الانصاری الاوسی ہیں۔ مشاہیر صحابہ کرام میں سے ایک ہیں۔ جنگ خندق میں موجود تھے۔ ۲۴ھ میں رے کو فتح کیا۔ حضرت امام الاولیاء علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ جنگ جمل، صفین اور نہروان میں شامل ہے۔ ۷۲ھ میں مصعب بن زبیر کے دور میں کوفہ میں انتقال کیا۔

اسماء الرجال

۱ محمود بن غیلان کنیت ابو احمد المروزی ہے۔ بغداد کے ... تابعین نے ان سے حدیث نقل کی ہے۔ شیخین اور صاحب المصنف نے ان سے تخریج کی ہے۔ الفضل بن موسیٰ اور دیگر ثقہ اصحاب نے ان سے سماع کیا۔ ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں۔ ۲۳۹ھ میں انتقال کیا۔

۲ وکیع ابن الجراح کنیت ابو سفیان الرواسی ثقہ، حافظ اور عابد تھے۔ الاکابر من طبقہ تابعہ میں سے ایک ہیں۔ نیشاپور کے قریوں میں سے ایک قریہ کے رہنے والے ہیں۔ ثوری اور ابن ... لوگوں نے ان سے سماع کیا ہے۔ قتیبہ اور سینکڑوں لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ امام اعظم امام ابو حنیفہ کے تلمیذ رشید اور حنفی مذہب تھے۔

(نوٹ) اس حدیث شریف کے مشکل الفاظ حدیث عـ۳ میں حل کئے گئے ہیں۔

تشریح

اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر شے سے زیادہ حُسن اور خوبصورتی عطا فرمائی تھی اس حُسن اور خوبصورتی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زُلفوں اور سُرخ دھاریدار حلّہ نے نورٌ علیٰ نور بنا دیا۔

صاحب جلادۃ المتعلین جناب قاضی محمد عاقل ابن شیخ محمد خاکی[1] فرماتے ہیں:۔

"اگر گویند کہ از حدیثِ بالا مفہوم شد کہ موئے مبارک آں سرور وردو خدا برد، بنرمہ گوش، بیدہ، واز ایں حدیث چناں فہمیدہ شد کہ از نرمہ گوش گذشتہ بہر دو دوش رسیدہ و در روایتے دیگر آمدہ کہ بود موئے او تا دو گوش او، در صحیحین واقع شدہ کہ بود موئے او تا انصاف ہر دو گوش او، پس رفع اختلاف روایات چہ باشد، جواب گوئیم، کہ اختلاف روایات بنا بر اختلاف اوقات است، وقتی کہ آں سرور قصر موئے مبارک می فرمود تا گوش می بود یا نرمہ گوش یا نیمہ گوش، و وقتے کہ ترک قصر می کردے دراز می شدے تا بدوش پس چنانچہ دیدہ اند، خبر دادہ اند۔ واللہ اعلم۔

"اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے اُوپر والی حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرِ اقدس کے بال مُبارک کان کی لو تک پہنچتے تھے اور اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کانوں کی لو سے گذر کر دونوں کندھوں مُبارک تک پہنچتے تھے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ دونوں کانوں مبارک تک پہنچتے تھے اور صحیحین میں آیا ہے کہ دونوں کانوں مُبارک کے آخر تک پہنچتے تھے لہٰذا یہ اختلاف روایات کس طرح حل ہوگا۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلافِ روایات، اختلافِ اوقات پر مبنی ہے، جس وقت آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قصر فرماتے تو بال مبارک کانوں کی لو یا نصف کانوں تک پہنچتے اور جس وقت ترکِ قصر فرماتے تو بال مُبارک لمبے ہو جاتے، یہاں تک کہ کندھوں مُبارک تک پہنچتے۔ جس حالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا اسی کیفیت کو بیان کر دیا ہے۔ واللہ اعلم۔"

بغداد آئے اور وہاں حدیث بیان کرتے رہے امام احمد رضا فرماتے ہیں ما رأیت ادعیٰ للعلم منہ ولا احفظ اور حماد بن زید نے کہا نوشت لعلت انہ ارجح من سفیان متورا کے دن ۱۹۹ھ میں انتقال کیا۔

عـ۳ سفیان ان سے مراد سفیان بن سعید الثوری الکوفی ہے نہ کہ سفیان بن عیینہ ہے۔ اکمال فی اسماء الرجال لصاحب مشکوٰۃ میں ہے کہ سفیان الثوری امام المسلمین اور اللہ کی مخلوق پر حجت ہیں۔ والیہ المنتہی فی علم الحدیث، تمام لوگ آپ کے دین، زہد، ورع اور ثقہ ہونے پر اجماع کئے ہوئے ہیں اور اس میں کسی ایک کو اختلاف نہیں ہے۔ فرماتے ہیں احد اقطاب المسلمین "اور" احد الائمۃ المجتہدین "ہیں۔ بہت کثیر نے آپ سے سماع کیا اور عمر، اوزاعی، ابن جریج، مالک، شعبہ، ابن عیینہ، فضیل بن عیاض اور بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے، سلیمان بن عبد الملک کے ایام حکومت میں (۹۵ھ) تولد ہوئے اور بصرہ میں ۱۶۱ھ میں وفات پائی۔

عـ۴ حدیث ع۲ کے ذیل میں ان کا حال موجود ہے۔ دیکھو حاشیہ ع۴

عـ۵ حدیث عـ۲ کے ذیل میں ان کا حال موجود ہے دیکھو حاشیہ عـ۵

عـ۱ قلمی نسخہ

حدیث ۵

حدثنا محمد[1] بن اسماعیل حدثنا ابونعیم[2] حدثنا المسعودی[3] عن عثمان[4] بن مسلم ھرمز عن نافع[5] بن جبیر بن مطعم عن علی[6] ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ قَالَ لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِالطَّوِیْلِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ ضَخْمُ الرَّاْسِ ضَخْمُ الْکَرَادِیْسِ طَوِیْلُ الْمَسْرُبَۃِ اِذَا مَشٰی تَکَفَّأَ تَکَفُّوًا کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ لَمْ اَرَ قَبْلَہٗ وَلَا بَعْدَہٗ مِثْلَہٗ۔

ترجمہ

امیر المؤمنین جناب علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ دراز قد تھے اور نہ ہی پست قامت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُرگوشت تھے، سرِ اقدس موزوں بڑا تھا، جوڑوں کی ہڈیاں ڈلدار تھیں، سینہ مبارک سے لے کر ناف تک ایک لمبی لکیر تھی، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تھے تو بلا رکاوٹ آگے کو جھکے ہوئے چلتے تھے گویا نشیب کی طرف قدم اُٹھا رہے ہیں، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل حُسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔

حل لغات

شَثْن۔ گوشت سے بھری ہوئی، پُرگوشت، موٹا ہونا، مضبوط اور قوی ہونا۔ اَلْکَفَّیْن، دو ہتھیلیاں۔ اَلْقَدَمَیْن۔ پاؤں کے تلوے۔ ضَخْمٌ۔ موٹا، برابر، موزوں، ڈالدار ہونا۔ ضَخَامَۃٌ بھی آتا ہے اور ضِخَمٌ بھی ہے۔ کَرَادِیْس، ہڈی کے جوڑ، ہر ہڈی جس پر گوشت ہو۔ کُرْدُوْس کی جمع ہے کَرَادِس، اور کَرَادِیْس آتی ہے۔ مَسْرُبَۃ سَرَبٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی راہ کے ہیں، "محل خروج الخارج" یہاں پر طَوِیْلُ الْمَسْرُبَۃ کے معنی سینہ مُبارک سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ ھی الشعر الدقیق الذی یبدئ من الصدر وینتھی بالسرۃ۔ یَنْحَطُّ، قدم اُٹھاتے تھے، چلتے تھے۔ حَطٌّ کے معنی اُوپر سے نیچے اترنا، معاف کردینا، چھوڑ دینا، نرخ گھٹ جانا (اپنے اپنے قرینہ کے لحاظ سے اپنا اپنا معنی ہوگا) انحطاط النزول واصلہ الانحدار من علو الی اسفل۔ صَبَبٌ، نشیب، الصبب ما انحدر من الارض۔ صَبٌّ، نیچے اُترنا۔ مِنْ بمعنی فِی ہے۔ کما فی بعض النسخ (البیجوری ص۱۴)

تشریح

جناب امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال

۱؎ اسم محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ الجعفی البخاری اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کو الجعفی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ کے جد اعلیٰ مغیرہ مجوسی تھے جو یمان البخاری کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ یمان البخاری الجعفی تھے اسی نسبت سے امام بخاری کو جعفی اور بخاری بھی کہا جاتا ہے۔ جعفی یمن میں ایک قبیلہ ہے جو جعفی بن سعد کی طرف منسوب ہے۔ آپ بروز جمعہ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ بعد از عید الفطر بخارا میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ عید الفطر کی رات خرتنگ مضافات بخارا میں بعمر ۶۲ سال وفات پائی۔ امام موصوف نے دس سال کی عمر میں کتب ... ۱۸ برس کی عمر میں قضایا الصحابہ والتابعین مدینہ منورہ میں بیٹھ کر تصنیف کی۔ یہ آپ کی پہلی تصنیف ہے۔ پھر مشہور و مایہ ناز کتاب صحیح البخاری تصنیف فرمائی۔ ادب المفرد، مسند الکبیر، جامع الکبیر، التاریخ الاوسط والصغیر وغیرہ کتب فاخرہ بھی آپ کی تصنیف سے ہیں۔ آپ علم حدیث کے حصول کیلئے بڑے بڑے ائمہ حدیث اور حفاظ حدیث، مشائخ کی خدمت میں خراسان، عراق، الحجاز، شام، مصر حاضر ہوئے اور ان سے اس علم شریف کو اخذ کیا ان میں مشہور و معروف یہ ہیں: المکی بن ابراہیم البلخی، عبید اللہ بن موسیٰ العبسی، ابو عاصم شیبانی، علی بن المدینی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی وغیرہ وغیرہ۔

کے ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے" بعض علماء نے کہا ہے کہ شثن کے معنی یہ ہیں کہ پُوری انگلیاں موٹی مضبُوط ہُوں لیکن چھوٹی نہ ہوں اور مردوں میں یہ صفت عُمدہ اور محمُود ہے کیونکہ اس سے گرفت مضبُوط ہوتی ہے لیکن عورتوں میں یہ صفت اچھی اور پسندیدہ نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ :۔

"مَسَسْتُ خزا ولا حریرا الین من کف رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم"

"میں نے دیبا اور حریر بھی آپ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلّم کی ہتھیلی سے بڑھ کر نرم اور ملائم نہیں دیکھی۔"

علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف اس سے پہلی حدیث مبارک کے خلاف نہیں ہے اسلئے کہ جب انگلیاں اور ہتھیلیاں پُر گوشت ہوں گی' اس وقت نرم بھی ہوں گی' بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فرمایا' نرمی جلد میں تھی سختی اور مضبُوطی ہڈیوں میں تھی' لہٰذا اللہ جل جلالہ وعم نوالہ نے آپ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلّم میں یہ دونوں عمدہ اور پسندیدہ خصلتیں رکھ دی تھیں یعنی جسم شریف نرم اور ملائم' اور اس کے ساتھ جوڑوں میں زور' مضبوطی اور قوت ودلیعت فرمادی۔ حضرت علامہ ملّا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل ص۲۳ پہ اصمعی کا قول نقل کرتے ہیں۔

"فکان اذا عمل فی الجهاد او مهنه اهله صار کفه خشنا للعارض المذکور واذا ترك ذالك ما ر كفه الیٰ اصل جبلته من النعومة۔"

"یعنی حضور اقدس صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلّم جب جہاد میں مصروف ہوتے یا گھر میں کسی مشقت کے کام میں مشغول ہوتے تو آپ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلّم کی ہتھیلیاں اس عارض کی وجہ سے سخت ہوجاتیں اور جب فارغ ہوجاتے تو آپ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلّم کی ہتھیلیاں اپنی اصلی کیفیت یعنی نرمی کی حالت میں لوٹ آتیں۔"

جناب امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ "سر اقدس موزوں بڑا تھا" کی شرح میں حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"وایں نشان کامل بودن قوی دماغ است کہ سبب زیادتی فہم وفراست است۔ دردے فائدہ ہائے

یہ دماغ کے قوی ہونے کی کامل ترین علامت ہے جو کہ فہم وفراست کی زیادتی کا سبب ہے اور اس

استاذ محترم گرامی قدر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ درج الدرر فی اصول حدیث خیر البشر ص۱۴۹ پر تحریر فرماتے ہیں "صحیح البخاری تیس پاروں پر ترتیب دی۔ چھ لاکھ احادیث صحیحہ سے سات ہزار دو سو پچہتر حدیثیں چھانٹی ہیں اور اگر ان کو چھانٹ لیا جائے تو باقی چار ہزار حدیثیں رہ جاتی ہیں جو کہ بخاری شریف میں مندرج ہیں۔" صاحب الکمال فی اسماء الرجال ص۲۴ پر لکھتے ہیں "الفربری کہتا تھا کہ نوے ہزار آدمیوں نے اس کتاب (بخاری شریف) کی سند بلا واسطہ آپ سے حاصل کی ہے اور سولہ برس میں تصنیف فرمائی ہے" محمد بن اسحاق فرماتے ہیں :۔ ما رایت تحت ادیم هذه السماء اعلم بالحدیث من محمد بن اسماعیل البخاری۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ ما اخرجت خراسان مثل محمد بن اسماعیل۔ روی الحاکم ابو عبداللہ فی تاریخ نیشاپور باسنادہ عن احمد بن حمدون قال جاء مسلم بن الحجاج الی البخاری فقبل بین عینیه وقال دعنی اقبل رجلیك یا استاذ الاستاذین ویا سید المحدثین ویا طبیب الحدیث فی علله (مقدمہ مع البخاری ص۳ نور محمد اصح المطابع دہلی) اکثر محدثین کرام آپ کو "امیر المومنین فی الحدیث" اور تمام الحدیث النبویہ کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ الجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بے شمار است۔" — میں بے شمار فائدے ہیں۔"

علامہ ابراہیم الیبجوری ص۱۳ پر تحریر فرماتے ہیں ۔

"وھو آیۃ النجابۃ " — "اور یہ سردارِ قوم ہونے کی علامت ہے۔"

اور یہ ارشاد مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کہ " آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے سینہ مبارک سے لے کر ناف مبارک تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی " کا شارحین نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ " سوائے آں بر سینہ و شکم آں حضرت (درود خدا بر او باد) موئے دیگر نہ بود۔" حضور پاک صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے سینہ اور شکم پر سوائے ایک لمبی بالوں کی لکیر کے اور بال نہیں تھے ۔ بیہقی فرماتے ہیں۔" لہ شعرات من سرتہ تجری کالقضیب لیس علی صدرہ ولا علیٰ بطنہ غیرھا"

جناب امام الاولیاء مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ آنحضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم سے پہلے اور آنحضرت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی مثل (مانند) حُسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔" جناب قاضی محمد عاقل ابن شیخ محمد خاکی رحمۃ اللہ عَلَیْہ فرماتے ہیں :-

"ایں کلام مبنی بر عرف عرب است کہ میگویند ندیدم پیش ازو، و نہ پس ازو مانند او، و مرادی دارند کہ کسے را در عمر خود مثل او ندیدہ ام، قطع نظر از معنی قَبْلِیَّتْ و بعدیت۔ پس مراد حضرت امیرنا۔ یدن مانند وست در عمر خود۔"

"یعنی یہ کلام عرف عرب پر مبنی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے اور بعد میں اس کی مانند میں نے کسی ایک کو نہیں دیکھا، اور مُراد یہ لیتے ہیں کہ اپنی عمر میں، میں نے کسی ایک کو نہیں دیکھا، قطع نظر قبلیت و بعدیت کے معنی کے۔ لہٰذا جناب امیر (علی عَلَیْہِ السلام) کا اپنی عُمر میں حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی مانند کسی اور کو نہ دیکھنا کے معنی میں ہے۔"

اس ایک فقرہ کے اندر امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور سراپا نور، مجسمہ حُسن و خوبصورتی سید الانبیاء صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کا کمال حُسن اور نہایت جمال کا ذکر فرمایا ہے ۔

حُسنِ یوسف ، دمِ عیسیٰ ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

"البخاری جبل الحفظ" و امام الدنیا عمی فی صباہ فابصر بدعاء امہ" عبدالواحد بن آدم طواویسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کو خواب میں دیکھا کہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم مع جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کھڑے انتظار کر رہے ہیں وہ فرماتے ہیں میں نے سلام عرض کیا حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے جواب مرحمت فرمایا، میں نے عرض کیا کہ اے حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ یہاں پر کیسے تشریف لائے ہیں، ارشاد فرمایا: انتظر محمد بن اسماعیل البخاری" محمد بن اسماعیل کا انتظار کر رہا ہوں" بعد میں تحقیق ثابت ہوا کہ وہی وقت اور تاریخ امام بخاری کے وصال کی تھی،

۲۵ نام الفضل بن دکین، کنیت ابو نعیم ہے۔ امام بخاری کے اکابر شیوخ سے ہیں، حضرت علامہ ملا علی القاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں: "ذکرہ الذہبی فی کتاب الضعفاء وذکر انہ رمی بالتشیع قلیل وکان مزاحا ذا دعابۃ مع فقہہ ودینہ، وکان فی غایۃ الاتقان والحفظ وھو حجۃ" جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص۲۱ اسی کتاب کے حاشیہ پر علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں " رمی بالتشیع لذا اللہ تکلم الناس فیہ ولکن احتج بہ الجماعۃ جمیعا" ۲۱۹ھ میں بمقام کوفہ انتقال کیا۔

حدیث ع۶

حدثنا سفیٰن[۱] بن وکیع حدثنا ابی عن المسعودی[۲] بهذا الاسناد نحوهٗ بمعناه حدثنا احمد[۳] بن عبدة الضبی البصری وعلی[۴] ابن حجر وابوجعفر[۵] محمد بن الحسین وهو ابن ابی حلیمة والمعنی واحد قالوا حدثنا عیسٰی[۶] بن یونس عن عمر[۷] بن عبدالله مولیٰ غفرة قال حدثنی ابراهیم بن محمد عن ولد علی بن ابی طالب قَالَ کَانَ عَلِیٌّ اِذَا وَصَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالطَّوِیْلِ الْمُمَّغِطِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ الْمُتَرَدِّدِ وَ کَانَ رَبْعَةً مِّنَ الْقَوْمِ وَلَمْ یَکُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبِطِ کَانَ جَعْدًا رَجِلًا وَلَمْ یَکُنْ بِالْمُطَهَّمِ وَلَا بِالْمُکَلْثَمِ وَکَانَ فِیْ وَجْهِهٖ تَدْوِیْرٌ اَبْیَضُ مُشْرَبٌ اَدْعَجُ الْعَیْنَیْنِ اَهْدَبُ الْاَشْفَارِ جَلِیْلُ الْمُشَاشِ وَالْکَتَدِ اَجْرَدُ ذُوْ مَسْرُبَةٍ شَثْنُ الْکَفَّیْنِ وَالْقَدَمَیْنِ اِذَا مَشٰی تَقَلَّعَ کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ وَاِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ مَعًا بَیْنَ کَتِفَیْهِ خَاتَمُ النُّبُوَّةِ وَهُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ اَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا وَاَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً وَاَلْیَنُهُمْ عَرِیْکَةً وَاَکْرَمُهُمْ عَشِیْرَةً مَنْ رَاٰهُ بَدِیْهَةً هَابَهٗ وَمَنْ خَالَطَهٗ مَعْرِفَةً اَحَبَّهٗ یَقُوْلُ نَاعِتُهٗ لَمْ اَرَ قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ ،

قال ابوعیسی سمعت اباجعفر محمد بن الحسین یقول سمعت الاصمعی یقول فی تفسیر صفة النبی صلی الله علیه واٰله وسلم الممغط الذاهب طولا قال وسمعت اعرابیا یقول فی کلامه تمغط فی نشابته ای مدها مدا شدیدا والمتردد الداخل بعضه فی بعض قصرا واما لقطط فالشدید الجعودة والرجل الذی فی شعره حجونة ای تثنٍ قلیلا واما المطهم فالبادن الکثیر اللحم والمکلثم المدور الوجه والمشرب الذی فی بیاضه حمرة والادعج الشدید سواد العین والاهدب الطویل الاشفار والکتد مجتمع الکتفین وهو الکاهل والمسربة هو الشعر الدقیق الذی کان قضیب من الصدر الی السرة والشثن الغلیظ الاصابع من الکفین والقدمین والتقلع ای یمشی بقوه

ع۲ نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود الکوفی المسعودی ہے۔ میرک نے ذکر کیا ہے کہ علماء نے کہا کہ "صدوق ہے مگر ہو سکے پہلے پریشان خیال ہو گئے تھے جن لوگوں نے آپ سے بغداد میں سماع کیا ہے تو وہ ذہنی پریشانی سے قبل تھا" امام نسائی فرماتے ہیں لاباس بہ وھو من کبار اتباع التابعین ابن معین نے کہا "ما اعلم احدا اعلم بعلم ابن مسعود منہ" ۱۶۰ھ میں انتقال کیا۔

ع۳ عثمان بن مسلم بن ہرمز نام ہے۔ جمع الوسائل میں حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں "وعثمان هذا فیه لین، اخرج حدیثه الترمذی والنسائی فی مسند علی لہ" علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ قال النسائی عثمان هذا لیس بذاك۔

ع۴ اسم گرامی علی بن ابی طالب القرشی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے ... کمال تھا۔ ... یا۔ ان کا باپ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ سے روایت کرتا ہے امام زہری وغیرہ اس سے ۹۹ھ میں انتقال ... ابعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ... سماع کیا ہے اپنے باپ ابی ہریرہ اور دیگر ... گئی امام علی کرم اللہ وجہہ الکریم ... ع۶ عجلی ثانی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین ...

ع۵ نام نافع بن جبیر بن مطعم القرشی البخاری

والصبب الحدور تقول الحدر نا فی صبوب وصبب وقول جلیل المشاش یرید رؤس المناکب والعشرۃ الصحبۃ والعشیر الصاحب والبدیھہ المناجاۃ یقال بدھتہ بامر ای فجئتہ۔

ترجمہ حضرت ابراہیم بن محمد (جو کہ حضرت امیرالمومنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ کے پوتے ہیں) جناب امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت بھی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ' جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو ارشاد فرماتے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو بے ڈھب لمبے تھے اور نہ بدنما پست قد' کہ ایک عضو دوسرے عضو میں گھسا ہوا ہو' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں مائل بدرازی تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک نہ تو بہت زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ ہی سیدھے کھڑے بلکہ خمیدہ و کنڈل تھے۔ نہ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجودِ اقدس موٹا تھا اور نہ ہی چہرۂ انور بالکل گول (چپٹا) تھا بلکہ رُخ تاباں کتابی تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنگ مبارک میں سفیدی اور سرخی کا امتزاج تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مبارک کشادہ خوب سیاہ تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو مبارک لمبے لمبے اور انتہائی خوبصورت تھے' جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں اور دونوں شانوں کا درمیانی حصہ بھی مضبوط تھا' وجودِ اقدس پر بال نہ تھے مگر سینۂ مبارک سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہاتھ کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُر گوشت تھے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو ایسے مضبوط قدم اٹھاتے جیسے فراز سے نشیب کی طرف گام فرسا ہوں۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایک کی طرف متوجہ ہوتے تو اچھی طرح متوجہ ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ از روئے قلب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ فیاض تھے' اور از روئے گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سچے تھے اور از روئے طبیعت مبارکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ نرم تھے اور از روئے قبیلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرب کے قبیلوں میں سب سے زیادہ محترم و بزرگ تھے۔ جو شخص اچانک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتا تو ہیبت کھا جاتا اور جو شخص حصولِ معرفت کے لئے متواتر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتا رہتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا محبوب بنا لیتا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا کہے گا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ

تحریر فرماتے ہیں: "وھو اول من اسلم من المذکورین فی اکثر الاقوال" بعض کہتے ہیں کہ ۱۰ پندرہ برس اور بعض کے نزدیک سولہ برس اور بعض کے دس برس کی عمر شریف میں اظہار اسلام کیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مبارک میں پرورش پائی۔ سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ غزوہ تبوک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب آپ کو مدینہ منورہ میں ٹھہرا کر اپنا نائب مقرر کیا تو ارشاد فرمایا "انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ" اے علی تو میرے لئے ایسا ہے جیسے ہارون علیہ السلام کے لئے موسیٰ علیہ السلام تھے۔" آپ عالم علم نبوت' نقیب علم' صاحب الباب' عالم حکمت الٰہی تھے' علم لدنی کے مالک اور امام الاولیاء تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کرم اللہ وجھہ الکریم کے بارے میں خیبر کے دن ارشاد فرمایا: لاعطین الرایۃ ھذا الرجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ۔ یعنی ضرور بالضرور کل علم میں اس شخص کو عطا کروں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ہے اور اس شخص کو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول محبوب ہے۔

والہٖ وسلّم سے پہلے اور آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مثل حُسن اور خوبصورتی میں کسی ایک کو نہیں دیکھا۔

حلِ لغات

وَصْفٌ۔ تعریف کرنا، صفت بیان کرنا، حلیہ بیان کرنا۔ اَلْمُمَّغِط۔ اس کا مصدر مَغِطٌ ہے، زور سے کھینچنا، کھینچ کر لمبا کرنا: الممغط کے معنی "کھینچے ہوئے" ہے۔ اَلطَّوِیْلُ الْمُمَّغِطُ کے معنی بہت لمبے، بے ڈھنگے لمبے، المُمغط، دوسری میم کی شد کے اور غین معجمہ کے ساتھ اسم فاعل ہے، اصل امغاط ہے۔ اِمْغاط دراصل انمغاط تھا۔ نون کو از جہت مطاوعہ قلب کرکے میم بنا دیا اور میم کو میم میں مدغم کردیا تو امّغاط بن گیا۔ بعض حضرات نے مُمَغَّط پڑھا ہے (غین کی شد کے ساتھ) اور یہ تمغیط سے اسم مفعول بنا ہے، معنی وہی ہیں۔ اَلْمُتَرَدِّد۔ ایک دوسرے میں گھسا ہوا ہونا، بدنما ہونا۔ اَلْقَصِیْرُ الْمُتَرَدِّدُ، ایک عضو میں دوسرا عضو گھسا ہوا ہو۔ اَلْمُطَهَّمُ، موٹا، پھولا ہوا تَطْهِیم سے اسم مفعول ہے۔ اَلْمُكَلْثَمُ، گول منہ ہونا، گال پھولے ہوئے ہونا، چپٹا منہ ہونا۔ یہ اسم مفعول ہے اس کا مصدر كَلْثَمَةٌ ہے۔ تَدْوِیْرٌ۔ گول اور لمبے کے درمیان، نہ بہت زیادہ گول اور نہ ہی لمبوترا، کتابی صورت۔ اَدْعَج۔ مصدر دَعَج ہے، نہایت سیاہ، خوب کالا ہونا کشادگی کے ساتھ، صاحب قاموس فرماتے ہیں۔ الدعج سواد العین مع سعتها۔ عَیْنَیْن۔ دو آنکھیں تثنیہ ہے۔ اَهْدَب۔ هَدَب مصدر ہے۔ خوبصورت لمبے لمبے پلکیں لمبی ہونا یا شاخیں لٹک آنا۔ اَشْفَار۔ شفر کی جمع ہے۔ ابرو، پلک کا وہ کنارہ جہاں بال اُگتے ہیں۔ اَهْدَبُ الْاَشْفَار، خوبصورت لمبے لمبے ابرو۔ جَلِیْل، قوی، مضبوط، اَلْمُشَاش، ہڈیوں کے کنارے۔ بدن کے جوڑوں کی ملنے والی ہڈیاں، جَلِیْلُ الْمُشَاش، ہڈیوں کے کنارے مضبوط تھے۔ اَلْكَتِد، دونوں شانوں کے درمیان کی جگہ، اس کی جمع اَكْتَادٌ اور كُتُوْدٌ ہے۔ اَجْرَد، بغیر بالوں کے، بن بال۔ تَقَلَّعَ مضبوط قدم لیتے۔ معاً، پورے اچھی طرح۔ اَجْوَدُ، سب سے زیادہ سخی، اَفعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ لَهْجَةً، زبان مبارک، بولی جس کی عادت ہو۔ اَلْیَن، لِین سے ہے بہت زیادہ نرم۔ عَرِیْكَةً، طبیعت، نرم خو، عَشِیْرَة، قبیلہ۔ بَدِیْهَة۔ اچانک، ناگہاں۔ هَابَه، ہیبت کھا جاتا تھا، ٹھٹک جاتا تھا۔ خَالَطَ۔ خَلْطٌ سے ہے۔ ساتھ رہنا، ملا ہونا۔ نَاعِتُه، ان کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا ان کی تعریف بیان کرنے والا۔ صاحب مصباح اللغات ص۸۷۵ پر فرماتے ہیں " اکثر نعت کا استعمال صفات حسنہ کیلئے ہوتا ہے۔ صاحب لغات الحدیث ج۴ کتاب نون ص۹۸ پر فرماتے ہیں" نعت کے مقابلہ میں وصف ہے۔ وصف عمدہ اور مذموم دونوں کے

لیے استعمال ہوتا ہے۔

تشریح

جناب امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) میں مائل بہ درازی تھے" یعنی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا ہوتے تو معتدل القامت نظر آتے، نہ لمبے اور نہ ہی پست قد تھے اور جس وقت حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تشریف فرما ہوتے تو سب سے بلند قامت دکھائی دیتے۔ یہ سب سے اونچا نظر آنا قد مبارک کے لمبا ہونے کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ معجزانہ طور پر تھا۔ قاضی محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " و ایں در معنی معجزہ آں سرور است " اور ارشاد ہے۔

"رنگ مبارک میں سفیدی اور سرخی کا ظہور تھا۔ عربی الفاظ ہیں " اَبْیَضُ مُشْرَبٌ " یعنی سفید رنگ سرخ آمیز تھا گویا سفیدی میں سرخی ملی ہوئی تھی جیسے سچے گلاب کے پھول کا رنگ ہوتا ہے۔ یہاں پر خبر مبتداء محذوف ہے یعنی ھُوَ اَبْیَضُ ہے اور لفظ مشرب اس کی صفت ہے۔ امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے " نہ ہی آسکتا ہے اور نہ ہی ہوسکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ سبحانہ نے خاتم النبیین قرآن حکیم کو آخری وحی اور اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری اُمت بنا کر دینِ اسلام کی تکمیل فرما دی۔ حضور شفیع المذنبین سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کُنْتُ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ یعنی (حضرت) آدم (علیہ السلام) ابھی پانی اور مٹی میں تھے (پیدا بھی نہیں ہوئے تھے) کہ میں نبی تھا۔ دوسرا ارشاد ہے۔ اَنَا الْعَاقِبُ میں عاقب ہوں۔ اور خود ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تشریح میں فرمایا۔ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوتا گویا تخلیق کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے نبی اور بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہیں۔ حضور خاتم النبیین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسئلہ کو ایک نہایت ہی واضح مثال کے ساتھ بیان فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے۔ مثلی ومثل الانبیاء کمثل قصر احسن بنیانہ وترک منہ لبنۃ وطاف بہ النظار یتعجبون من حسن بنیانہ الا موضع تلک اللبنۃ، فکنت انا سددت موضع اللبنۃ فختم بی البنیان وختم بی الرسل" اس مثال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبوت کو ایک محل سے تشبیہ دی ہے جس کی ساری عمارت مکمل ہو چکی ہے مگر صرف ایک اینٹ لگانی باقی رہتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ " میں ہی وہ اینٹ تھا جس کی جگہ قصرِ نبوت میں خالی تھی، میں آیا اور میں

عمارت کو مکمل کر دیا" بلکہ ارشاد فرمایا کہ عمارت کے مکمل ہونے کا یہ مطلب ہے کہ "اب میرے ساتھ سلسلۂ رسالت (نبوت) کو ختم کر دیا ہے" اور دُوسری حدیث شریف میں ارشاد ہے "فانا اللبنة وانا خاتم النبیین" اور وہ اینٹ میں ہُوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔" اور نیز خُتِمَ بی الرسل فرما کر رسولوں کا سلسلہ بھی ختم کر دیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسُول ما رسالت ختم کرد

...ہے کہ "از روئے دِل آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ فیاض تھے"۔ سخاوت کے پاکیزہ خیالات کے پیدا ہونے ... لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت بقول علامہ محمد البجوری رحمۃ اللہ علیہ۔

...ن جودہ عن طیب قلب وانشراح صدر لا عن تکلف وتصنع"

"قلبی انبساط اور انتہائی خوشی کے ساتھ ہوتی تھی نہ کہ تکلف اور بناوٹ کے ساتھ"

...ہے "از رُوئے گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے زیادہ سچے تھے" یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان ... کبھی بھی کوئی جھوٹا کلمہ آیا ہی نہیں نیز یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ادائی کلام اور ادائی مخارج میں انتہائی صحیح اور موزوں تر ... تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا پاکیزہ اور مناسب لہجہ کسی دُوسرے کا نہ تھا، اسی لئے مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم افصح تھے۔ جناب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَاَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ ...ون بِلُغَةِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یعنی "میں عرب میں فصیح تر ہوں اور یہ کہ اہل جنت جناب محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی لغت میں گفتگو کرتے ہیں۔" امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ از رُوئے قبیلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عرب کے قبیلوں ...سے زیادہ محترم و بزرگ تھے" یعنی قبائل عرب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا کوئی قبیلہ نہیں ہے۔ حضرت قاضی عیاض ... علیہ اپنی مشہور کتاب شفا شریف میں تحریر کرتے ہیں کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی منزلت، فضیلت، اعلیٰ مرتبہ اور ... کہ دونوں جہانوں میں کسی فرد کو نہیں ملی بلکہ خاصۂ خواجۂ عالم و عالمیان (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔ وہ ابن عباس کی مندرجہ ذیل ...سے ثابت ہے، پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو دو قسموں پر تقسیم کر کے مجھے ...ں رکھا اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ اصحاب الیمین و اصحاب الشمال، دائیں طرف والے اور بائیں طرف والے۔ پس ...ں طرف والوں میں سے ہوں اور ان دائیں طرف والوں کے سب افراد سے بہتر ہوں پھر اللہ تعالیٰ نے اُن قومیں بنائیں اور مجھے

---

۵۵ ابو جعفر محمد بن الحسین مقبول ہے سوائے مصنف کے کسی اور نے اس سے تخریج نہیں کی۔

۵۶ عیسیٰ بن یونس ابن ابی اسحٰق السبیعی ابا عمرو الکوفی الرملی ہے، مالک بن انس اور اوزاعی اپنے باپ یونس، اسحٰق بن راہویہ اور ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ ائمہ ستہ ان سے احادیث کا اخراج کرتے ہیں علامہ الشیخ محمد ابراہیم بن محمد البجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کان علماء فی العلم والعمل "ثقہ" ہیں زاہد تھے ایک برس حج کرتے تھے اور ایک برس جہاد میں شریک ہوتے تھے بیان کیا گیا ہے کہ پینتالیس حج کئے اور پینتالیس ۴۵ غزوات میں شریک ہوئے ۱۸۷ھ میں انتقال کیا۔

۵۷ عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرہ کثیر الارسال ہے، ترمذی نے ان سے اخراج کیا ہے، کہا گیا ہے کہ ابن عباس کو پایا ہے انس اور سعید بن المسیب سے صحیح کیا ہے ابن مسعود نے ثقہ کہا ہے نسائی اور ابن معین نے ضعیف بیان کیا ہے ... ۱۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

۵۸ ابراہیم بن طہمان آپ کی کنیت ابو القاسم ہے آپ کی والدہ کا نام ... ہے آپ حضرت امیر المؤمنین پر ناز و محبت ... حضرت ... کرم اللہ وجہہ الکریم سے ... زندہ ہیں۔ صدوق ہیں ترمذی، نسائی، ابن ماجہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ جناب حضرت علامہ علی القاری رحمۃ اللہ ... اور ... ... وفات ... ...

سب سے بہتر قوم میں رکھا۔ اس کی دلیل یہ آیت ہے۔ واصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ واصحاب المشئمۃ ما اصحاب المشئمۃ والسابقون
السابقون اولئك المقربون ۔ اور دائیں طرف والے اور کیسے دائیں طرف والے' اور بائیں طرف والے اور کیسے بائیں طرف والے
اور سبقت لے جانے والے تو سب سے سبقت لے جانے والے تھے' وہی خاص مقرب ہیں' پس میں ان سبقت لے جانے والوں سے ہوں
جو سب پر سبقت لے گئے اور پھر قوم کے تمام افراد سے بہتر ہوں پھر ان اقوام سے قبائل بنائے اور مجھ کو اس قبیلہ میں رکھا جو سب سے
بہتر تھا اور اس کی یہ آیت دلیل ہے۔" وجعلنا کم شعوبا و قبائل" اور ہم نے تم کو گروہ اور قبیلوں میں تقسیم کیا' پس مختصر
کر اولادِ آدم میں سب سے زیادہ پاکیزہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں سب سے زیادہ مکرم ہوں (اور کوئی فخر نہیں ہے) پھر رب کریم
نے قبیلوں میں سے گھر چن لئے اور آخری گھر جو سب سے بہتر تھا اس سے میرا ظہور ہوا ہے اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

"اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۝"

" اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔"

اور ارشاد ہے۔ از روئے حصولِ معرفت جو بھی آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت بابرکت میں متواتر حاضر ہوتا تو آنحضور صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو اپنا محبوب بنا لیتا"۔ یعنی جب آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ مبارکہ میں مسلسل اور متواتر حاضر ہونے کا موقع
پاتا تو آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حُسنِ معاشرت' اخلاقِ حسنہ' پیار اور محبت سے ملنا اس شخص پر اتنا اثر کرتا کہ وہ حضور پاک صَلَّی
اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر خود بخود قربان ہو ہو جاتا' اور آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توجہاتِ عالیہ نیز صحبتِ مبارکہ کی وجہ سے معرفتِ الٰہی کے
نُور سے منور ہو کر انوار و تجلیاتِ الٰہی کا مرکز بن جاتا' یہی وجہ تھی کہ جو بھی آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمتِ اقدس میں آتا تو پھر آپ
صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی صحبتِ مبارکہ سے غیر حاضر ہونے کا نام بھی نہ لیتا۔ نتیجۃً انسانیتِ کاملہ کی معراج اسے نصیب ہو جاتی۔

"واعلم انه قد جرت عادة اصحاب الحديث ان الحديث اذا روی باسنادين او اكثر و اساقوا باسنادا آخر يقولون فی آخره مثله او نحوه اختصاراً والمثل يستعمل بحسب الاصطلاح فيما اذا كانت

یعنی خوب اچھی طرح جان لو کہ اصحابِ حدیث میں یہ عادت جاری ہے کہ جس وقت کوئی حدیث دو یا اکثر سندوں کے ساتھ روایت کی جائے اور پہلی اسناد کے ساتھ حدیث آگے لے جائیں پھر دوسری اسناد کے ساتھ لائیں تو اس کے آخر میں اختصار کرنے کے لئے مثلہ یا

لم یسمع من جده"
امیرالمومنین" علاء ابن ابی
بن محمد الہجویری رحمۃ اللہ علیہ
فرماتے ہیں' وفی ھذا السند
القطاع لان ابراہیم ھذا
لم یسمع من علی ولذا قال
المؤلف فی جامعه بعد
ایراد ھذا الحدیث بھذا
الاسناد لیس اسناده بمتصل"
علم، عبادت اور شجاعت میں
تمام عرب میں مشہور ہیں۔

الموافقہ بین الحدیثین فی اللفظ والمعنی، والنحو یستعمل اذا کانت الموافقۃ فی المعنی فقط، ھذا ھو المشھور بینھم وقد یستعمل کل واحد منھما مقام الآخر فعلی ھذا قولہ بمعناہ لارادۃ ان النحو یستعمل فی ھذا المقام للمعنی دون اللفظ مجازا۔"

(جمع الوسائل صفحہ ۲۳، ۲۴)

نحوہ کہہ دیتے ہیں۔ بحسب اصطلاح مثل اس وقت استعمال کرتے ہیں جس وقت دو حدیثوں کے الفاظ و معنی میں موافقت ہو اور نحو اس وقت استعمال کرتے ہیں جس وقت صرف معنی میں موافقت ہو اور لفظ میں نہ ہو، یہ وہ تعریف ہے جو ان کے درمیان مشہور ہے۔ اور کبھی کبھی ہر ایک ان دونوں میں سے دوسرے کے مقام پر استعمال کیا جاتا ہے تو اس بنا پر اس معنی کے ساتھ اس ارادہ کے لئے ہے کہ نحو اس مقام میں معنی کے لئے استعمال ہوا ہے سوائے لفظ کے، جو کہ از روئے مجاز کے بھی استعمال نہیں ہے۔

حدیث ع۷

حدثنا سفینؔ[1] بن وکیع قال حدثنا جمیعؔ[2] ابن عمیر بن عبد الرحمن بن العجلی املاء علینا من کتابہ قال حدثنی رجلؔ[3] من بنی تمیم من ولد ابی ھالۃ زوج خدیجۃ یکنے اباعبداللہ عن ابن لابی[4] ھالۃ عن الحسن[5] بن علی قال سئلت خالی ھند ابن ابی ھالۃ وکان وصافا عن حلیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا اشتھی ان یصف لی منھا شیئًا اتعلق بہ فقال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا یَتَلَاْلَاُ وَجْھُہٗ تَلَاْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَۃَ الْبَدْرِ اَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوْعِ وَاَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ عَظِیْمَ الْھَامَۃِ رَجِلَ الشَّعْرِ اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِیْقَتُہٗ فَرَقَھَا وَاِلَّا فَلَا یُجَاوِزُ شَعْرُہٗ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ اِذَا ھُوَ وَفَّرَہٗ اَزْھَرَ اللَّوْنِ وَاسِعَ الْجَبِیْنِ اَزَجَّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ مِنْ غَیْرِ قَرَنٍ بَیْنَھُمَا عِرْقٌ یُدِرُّہُ الْغَضَبُ اَقْنَی الْعِرْنِیْنِ لَہٗ نُوْرٌ یَعْلُوْہُ یَحْسَبُہٗ مَنْ لَمْ یَتَاَمَّلْہُ اَشَمَّ کَثَّ اللِّحْیَۃِ سَھْلَ الْخَدَّیْنِ ضَلِیْعَ الْفَمِ مُفَلَّجَ الْاَسْنَانِ دَقِیْقَ الْمَسْرُبَۃِ

اسماء الرجال

ع۱ سفین بن وکیع، کنیت ابو محمد الرواسی الکوفی ہے، پورا نام سفین بن وکیع بن الجراح بن ملیح ہے، اپنے باپ اور مطلب بن زیاد سے روایت کرتا ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ اس سے حدیث اخراج کرتے ہیں کہا گیا ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

ع۲ جمیع بن عمیر، جمیع مصغر ہے، اس کے باپ کا نام بعض نسخوں میں عمر آیا ہے۔ چنانچہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں: "چوں جمیع مذکور رافضی بود از راہ تعصب اسم عمر را تحریف کردہ گاہے نام پدر خود می گفت و گاہے عمر۔ می گفت بنا برآں در نسخہا اختلاف افتاد"

ع۳ بنی تمیم کے ایک شخص سے، اس شخص کا نام یزید بن عمر تھا، اس کی کنیت ابو عبداللہ تمیمی، اور یہ ابی ہالہ کی اولاد سے تھا۔ ابی ہالہ کا نام مالک تھا اور یہ حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کے پہلے شوہر تھے۔ اس شوہر سے دو لڑکے پیدا ہوئے، ایک کا نام ہند تھا دوسرے کا نام ہالہ۔ مالک کے بعد عتیق بن خالد مخزومی سے نکاح کیا، اس سے لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ہند رکھا۔ عتیق کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حبالۂ عقد میں آئیں۔

ع۴ یعنی ہند سے

ع۵ امام حسن، امام زین حسن، کنیت ابو محمد اور والد کا نام امام الاولیاء جناب امیر المومنین علی

كَانَ عُنُقَهُ جِيْدُ دُمْيَةٍ فِيْ صَفَاءِ الْفِضَّةِ مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ سَوَاءُ الْبَطْنِ
الصَّدْرِ بَعِيْدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ اَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ مَوْصُوْلُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَ…
بِشَعْرٍ يَجْرِيْ كَالْخَطِّ عَارِى الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوٰى ذٰلِكَ اَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْ…
وَاَعَالِى الصَّدْرِ طَوِيْلُ الزَّنْدَيْنِ رَحْبُ الرَّاحَةِ شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ سَا…
الْاَطْرَافِ اَوْقَالَ شَائِلُ الْاَطْرَافِ خُمْصَانُ الْاَخْمَصَيْنِ مَسِيْحُ الْقَدَمَيْنِ يَنْبُوْعَنْهُمَا…
اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا يَخْطُوْ تَكَفِّيًا وَيَمْشِىْ هَوْنًا ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ اِذَا مَشٰى كَاَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَ…
وَاِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيْعًا خَافِضُ الطَّرْفِ نَظَرُهُ اِلَى الْاَرْضِ اَكْثَرُ مِنْ نَظَرِهِ اِلَى السَّمَاءِ جُ…
نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ يَسُوْقُ اَصْحَابَهُ وَيَبْدَءُ مَنْ لَقِىَ بِالسَّلَامِ۔

ترجمہ جناب امام حسن بن امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہ…
سے پوچھا اور وہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بہت ہی زیادہ حلیہ مُبارک بیان فرمایا کرتے تھے او…
بڑا شوق تھا کہ وہ میرے لئے سید پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حُلیہ مُبارک بیان کریں تاکہ میں اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں…
انہوں نے فرمایا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنفسِ نفیس عظیم و بزرگ تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے…
اور محترم تھے، چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم درمیانہ قد سے ذرا بڑے تھے اور لمبے…
قد سے ذرا چھوٹے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سرِ اقدس موزوں بھاری تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال (مبارک…
خمیدہ) تھے، اگر سرِ اقدس کے بالوں کی مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرِ اقدس کے بال مُ…
جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ مُبارک انتہائی سفید اور چمک دا…
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کشادہ پیشانی والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ابرو کمان کی طرح خمیدہ اور انتہائی بار…
جو کہ پورے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے، دونوں ابروؤں کے درمیان رگ تھی جو کہ غصہ کے وقت اُبھر آتی تھی آپ صلی اللہ علی…
کی ناک مُبارک اُونچی تھی جس سے نور پھوٹ پھوٹ پڑتا تھا جو شخص غور سے دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلند بینی والا…
کرتا (حالانکہ ایسا نہیں تھا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مُبارک گھنی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخسار مُبارک…
تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کشادہ دہن تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے والے دانتوں میں کشادگی تھی، آپ صلی…

(کرم اللہ وجہہ الکریم) آپ حضور پاک سید الکونین رحمۃ للعالمین پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نواسے ہیں ۳ھ میں ۱۵ رمضان المبارک کو تولد ہوئے نوجوانانِ جنت کے سرداروں میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پھول تھے تیرہ احادیث حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں نیز اپنے باپ اور ماموں ہند سے روایت کرتے ہیں آپ کے فرزند حسن بن حسن ابوہریرہ اور جماعت کثیرہ نے آپ سے روایت کی ہے ۵۰ھ میں انتقال ہوا جنت البقیع میں دفن ہوئے ملا علی قاری رحمۃ الباری جمع الوسائل شرح شمائل میں لکھتے ہیں وبقی نسله من حسن بن حسن وزید بن حسن یعنی آپ کی نسل حسن بن حسن اور زید بن حسن سے چلی ہے، اُمت مسلمہ کے چھ مہینہ اور کچھ دن امیر رہے۔

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے سینہ مبارک سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گردن مُبارک نہایت ہی خُوبصورت اور چمکتی تھی جو کہ چاندی کی طرح صاف تھی' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وجودِ مُبارک کا ہر عضو انتہائی متناسب تھا' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اعضاء ایک دُوسرے کو مضبُوط پکڑے ہوئے تھے (یہ نہیں کہ ڈھیلے اور لٹکے ہوئے تھے) آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پیٹ اور سینہ بالکل برابر تھا' سینہ مُبارک کشادہ تھا. آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہڈیوں کے جوڑ مضبُوط تھے' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا جسمِ اطہر نورٌ علیٰ نور تھا' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حلقوم سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک لکیر تھی' سوائے اس لکیر کے دونوں پستانوں اور پیٹ پر بال نہیں تھے' دونوں بازوؤں' دونوں مُونڈھوں اور سینہ اقدس کے اُوپر کے حصہ پر بال تھے' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کلائیاں لمبی تھیں آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ہتھیلیاں فراخ تھیں' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور پاؤں کے تلوے پُرگوشت تھے' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی انگلیاں خوبصُورت لمبی تھیں' پاؤں کے تلوے گہرے تھے' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے قدم مُبارک ہموار تھے' جب ان پر پانی ڈالا جاتا تو بہہ جاتا' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مضبوط قدم اُٹھاتے اور آہستہ آہستہ چلتے' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تیز رفتار بھی تھے' جب چلتے تو یوں معلُوم ہوتا کہ بلندی سے پستی کی طرف جا رہے ہیں. جب آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کسی کی طرف توجہ فرماتے تو پوری توجہ فرماتے' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نیچی نظر سے دیکھتے تھے' آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نظر اکثر زمین کی طرف ہوتی کبھی آسمان کی طرف بھی دیکھتے آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم گوشۂ چشم سے ملاحظہ کیا کرتے تھے' آپ اپنے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو چلتے وقت اپنے سے آگے کر دیتے تھے آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جس سے بھی ملتے تو سلام میں پہل فرماتے

حلِ لغات

وَصَّافاً۔ بہت وضاحت سے بیان کرنے والے۔ وَصَفَ یَصِفُ وَصْفاً وصِفَۃً بیان کرنا' تعریف کرنا۔ اَشْتَھِیْ۔ میں بہت شوق رکھتا ہوں' میں بہت خواہش کرتا ہُوں۔ اَتَعَلَّقُ۔ میں تعلق پیدا کروں' تصور کروں میں جانوں۔ فَخْماً۔ بزرگ' عظیم' شاندار' فَخُمَ' عالی مرتبت' عالی شان' عظیما فی نفسہ۔ مُفَخَّماً۔ دُوسروں کی نظروں میں بھی عالی مرتبت' معظما فی صدور الصدور وعین العیون۔ یَتَلَألَاُ۔ اتلالو' ھو الاضاءۃ والاشراق چمکتا تھا' واصل "تلالا"۔ ابیض۔ اَطْوَلَ۔ ذرا بڑا تھا' مائل بطول' اَلْمَرْبُوْع' درمیانہ قد' وھو ما بین الطویل والقصیر علی حد سواء یقال رجل ربعۃ مربوع (جمع الوسائل) اَلْمُشَذَّب' بہت لمبا' تڑنگا' اصل میں "مُشَذَّب" کھجور کا وہ درخت ہے جس کی ڈالیاں کاٹ ڈالی گئی ہوں' مصدر تشذب ہے جس کا معنیٰ چھیلنا' کاٹنا اور چھانٹنا

ہے۔ اَلْمُشَذَّب کا مصدر "تَشْذِيبٌ" ہے۔ طویل مفرط' اَلْهَامَةُ' موذوں سر۔ عَظِيمُ الْهَامَّةِ' سر اقدس موزوں بڑا تھا' رَجِلٌ بالوں کا نہ بالکل سیدھا ہونا اور نہ ہی گھونگر دار ہونا بلکہ کُنڈل دار یا خمیدہ بال ہونا۔ اِنْفَرَقَتْ ' الگ ہوئے' جُدا ہوئے۔ عَقِيقَةٌ' سر کے بال پھٹ جانا جس کو "مانگ" کہتے ہیں' اِنْعِقَاقٌ مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانا ہے۔ اَزْهَرُ اللَّوْنِ۔ سفید اور چمکدار رنگ والے۔ زَهْرَةٌ اصل ہے جس کے معنی سفیدی' خوبصورتی' تازگی' حُسن اور روشنی کے ہیں۔ اَزَجّ۔ لمبی خمیدہ' کمان کی طرح' زَجٌّ سے نکلا ہے جس کے معنی نفیس باریکی کے ہیں۔ الحَوَاجِب ' ابرو' یہ جمع ہے اس کا واحد حَجِبٌ آتا ہے۔ سَوَابِغٌ ' بھرے ہوئے پورے پُورے' قَرَنَ ملے ہُوئے' عِرْقٌ' رگ' يُدِرُّهُ' اُبھر آتی تھی' سوج جاتی تھی۔ اَقْنیٰ۔ اُونچی' بلند۔ عِرْنِيْن۔ ناک۔ بینی۔ اَقْنَى الْعِرْنِيْنِ۔ ناک مبارک اُونچی بلند تھی' نہایہ میں ہے قِنا کہتے ہیں ناک لمبی ہونا اور درمیان میں انحداب ہونا اور نرم باریک ہونا اور محیط میں ہے "قَنَانِي الْاَنْف" یہ ہے کہ ناک کا اُوپر کا حصّہ بلند ہو اور درمیانی حصّہ محدب ہو' مرد کو اَقْنَى الْاَنْف اور عورت کو قَنْوَآءُ کہتے ہیں۔ اَشَمّ' بلند بینی' شَمَمٌ کے معنی ناک کا بلند ہونا اور اُوپر سے برابر ہونا اور نتھنوں کا ذرا باہر نکلنا۔ كَثٌّ گھنی داڑھی والا' نہایہ میں ہے کہ داڑھی کی کثاثت یہ ہے کہ باریک اور لمبی نہ ہو بلکہ اس میں کثافت اور دولدار پنا ہو' مجمع البحرین میں ہے یعنی چھوٹی داڑھی اور گھنی ہوئی۔ سَهْلٌ' ہموار' اَلْخَدَّيْنِ' رخسارے' ضَلِيعٌ' کشادہ' پورے اعضاء والے مضبوط آدمی کو بھی کہتے ہیں' یہاں پر منہ' یعنی فمہ قرینہ سے کشادہ کا ہی معنی ہے۔ مُفَلَّجٌ' فصل' جدائی' کشادگی' فَلَجٌ سے نکلا ہے۔ دَقِيقٌ' باریک' ہلکی۔ اَلْمَسْرُبَة۔ ناف' جِيدٌ' گردن یا گردن کا وہ مقام جہاں ہار پہنتے ہیں۔ دُمْيَةٌ' پُتلی' وہ پُتلی جو منقش اور مزین ہو اور اس میں خُون کی طرح سُرخی ہو' بعضوں نے کہا کہ ہاتھی دانت کی پُتلی' عرب لوگ کہتے ہیں اَحْسَنُ مِنَ الدُّمْيَةِ' پُتلی سے بھی زیادہ خوبصورت۔ اَلْخَلْقُ' اعضاء' بَادِنٌ مضبُوط۔ اعضاء' مُتَمَاسِكٌ' قوی۔ بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ' آپ کے اعضاء مُبارکہ باقوت ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے تھے' یہ نہیں کہ ڈھیلے لٹکتے تھے۔ سَوَاءٌ' برابر' ہموار' ایک جیسے۔ اَنْوَرُ۔ نُورانی' مُتَجَرِّدٌ جسم مبارک محیط میں ہے کہ مُتَجَرَّدٌ بفتحہ را مصدر میمی ہے بمعنی برہنگی اور ننگاپن اور بکسر را جسم کو کہتے ہیں۔ اَللَّبَّة۔ ذبح کرنے کی جگہ۔ حلقوم' دگدگی "المنجد" عَارِيٌ' صاف خالی' اَلثَّدْيَيْنِ۔ دونوں پستان۔ رَحْبٌ۔ سخی' کشادہ' رَحْبُ الرَّاحَة' ہتھیلی' ہاتھ۔ اَطْرَاف' انگلیوں کے پورے' طرف کی جمع ہے۔ خَمْصَانُ الْاَخْمَصَيْنِ دونوں اَخمصین خالی تھے اَخْمَص پاؤں کا وہ مقام ہے جو ایڑی پنجہ کے بیچ میں ہوتا ہے۔ خَمْصٌ یا خُمُوصٌ کے معنی ورم بیٹھ جانا' باریک شکم ہونا' پیٹ خالی ہونا' یہاں مراد تلوے خالی ہونا ہے۔ مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ' ہموار' سپاٹ تلوے والے یعنی چکنے نرم' جن میں پھٹن اور شگاف

نہ ہو، یَنْبُوْ ، ہو جائے۔ زَالَ ، چلتا۔ قَلْعًا ، زور سے پاؤں اُٹھانا۔ ذَرِیْعٌ ، جلدی، تیز رفتار۔ خَافِضٌ ، نیچی نظر سے دیکھنا۔ جُلّ ، گوشۂ چشم سے دیکھنا، یَسُوْقُ ، آگے چلاتے، یَبْدَاُ ، ابتدا کرتے، شروع کرنے، پہل کرتے۔

تشریح جناب امیر المؤمنین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے کہ "مجھے بڑا شوق تھا کہ وہ میرے سامنے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا حلیہ مُبارک بیان کریں تاکہ میں اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں" کمال محبت کا اظہار ہو رہا ہے حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری جمع الوسائل ص۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"اتشبث بذلك الوصف واجعله محفوظا فی خزانة خیالی"

"حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اس حلیہ مبارک کو لئے رہوں (اس پر عمل کرنا کافی ہے تاکہ میری نجات ہو جائے) اور اپنے تصور میں اسے محفوظ کر لوں۔

گویا اس نُورانی حلیہ شریف کو یاد رکھوں، اس کے ساتھ تعلق پیدا کروں اور اس مرکزِ انوار و تجلیات کے وجُودِ مبارک کے ساتھ رابطہ پیدا کروں تاکہ فیوضات و برکات نبوت سے مستفیض ہو جاؤں، اتنی کم سنی میں حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے حضرت امام حسن علیہ السلام کا والہانہ عشق و محبت کا تعلق اہلبیت کرام کا ہی حصہ ہے، ہند بن ابی ہالہ نے فرمایا "چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا" "یَتَلَاْلَوءُ" تجدد اور استمرار کے معنی پر دلالت کرتا ہے یعنی ہمیشہ ہمیشہ اور ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا روئے اقدس چمکتا رہتا تھا۔ استاذِ گرامی قدر محدثِ جلیل حضرت مولینا مولوی صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے چہرۂ انور کو سورج سے تشبیہ نہیں دی بلکہ چودھویں رات کے چاند کے ساتھ دی ہے اس لئے کہ یہ بات مشہور ہے کہ چاند کی روشنی سورج سے مستفاد ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے چہرہ انور کی روشنی اللہ تعالیٰ کے نُورِ قدسی سے مستفاد تھی۔ گویا آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا روئے انور انوار و تجلیاتِ الٰہی کا مظہر تھا، اسی لئے ہر لمحہ ہر آن درخشندہ و تابندہ رہتا"

نیز استاذ گرامی منزلت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"آنحضور سراپا نُور صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوئے اقدس کے حُسن و جمال میں اتنی کشش اور جاذبیت تھی کہ دیکھتے ہی چلے جائیے۔ آنکھوں میں ٹھنڈک اور فرحت بڑھتی جاتی ہے اور جمال جہان آراء کو دیکھنے سے جی بھرتا ہی نہیں مگر سورج کو ایک بار دیکھنے سے ہی آنکھیں چُندھیا جاتی ہیں اور بصارت بھی کمزور ہو جاتی ہے۔" فافہم

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مُبارک نہایت خوبصورت تھی اور چمکتی تھی" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مُبارک پُتلی کی گردن تھی صاف اور سفید، عرب کہتے ہیں اَحْسَنُ مِنَ الدُّمْیَۃِ۔ پُتلی سے بھی زیادہ خوبصورت۔ ارشاد ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِاقدس کے بال مُبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لَو سے ذرا نیچے ہوتے تھے" جناب سیدالعرب والعجم، شفیع المذنبین صاحب لواء حمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِاقدس کے بالوں کے بارے میں احادیثِ مبارکہ میں تین قسم کا ذکر آیا ہے۔ وفرہ، جُمّہ اور لِمّہ۔ علماءِ کرام فرماتے ہیں جب بال مبارک فی الجملہ بڑھ جاتے تو وفرہ یعنی گوش مُبارک کی لو سے لمبے ہوجاتے، اور جب بہت بڑھ جاتے تو کندھوں پر پہنچ جاتے، اور جب اتنے زیادہ نہ بڑھاتے تو کانوں تک یا ان سے ذرا اُوپر ہی ہوتے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ کیفیہ "اختلافِ اوقات پر مبنی ہے تو ثابت ہُوا کہ تینوں طرح بال رکھنا سُنّت ہے اور یہ جو بعض مرد عورتوں کی طرح بالکل ہی بال چھوڑ دیتے ہیں جو سینہ تک اور بسا اوقات پیٹ تک پہنچ جاتے ہیں، خلافِ سنّت ہے اور جناب سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح بال رکھنے سے منع فرمایا ہے کہ سر کے بعض حصہ پر (بناؤ سنگار کے لئے) بال رکھے جائیں اور بعض حصہ سے ترشوا دیئے جائیں، آج کل کی اصطلاح میں اسے فرنگی بال کہتے ہیں۔ اللھم احفظنا من ھذا۔ ارشاد ہے "اپنے صحابہ کو چلتے وقت اپنے سے آگے کر دیتے تھے" علماء فرماتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع تھی حضرت علامہ مولینا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب، صاحب شرح شمائل شریف میں فرماتے ہیں۔

"می فرمود بگذارید پشت مرا از برائے فرشتگان" "یعنی میرے پیچھے سے ہٹ جاؤ کہ فرشتے چل رہے ہیں"۔

واخرجہ الدارمی باسناد صحیح انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خلوا ظھری للملئکۃ، واخرج احمد عن جابر قال کان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یمشون امامہ ویدعون ظھرہ للملئکۃ[1]۔ ارشاد ہے:۔

"آنحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر مبارک اکثر زمین کی طرف ہوتی کبھی آسمان کی طرف بھی دیکھتے"۔

یہ حضور سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تھی اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کوئی عادتِ مبارکہ حکمت و معرفت سے خالی نہیں تھی اور ابوداؤد میں جو یہ حدیث آئی ہے:۔

"عن عبد اللہ بن سلام قال کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا جلس یتحدث یکثر ان یرفع طرفہ الی السماء"

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرمانے کے لئے تشریف فرما ہوتے تو اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھتے۔"

[1] جمع الوسائل از ملا علی قاری رحمہ الباری جز اول صفحہ ۱۳۴

توحضرت علامہ ملا علی قاری ؒ نے اس کی شرح یوں فرمائی ہے :-

"مع انه قد يحتمل ان الرفع محمول علىٰ حال توقعه انتظار الوحي في امر ينزل عليه"

"باوجود اس کے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آسمان کی طرف نظر مبارک اٹھا کر دیکھنا کبھی تو اس بات پر محمول کیا جاتا ہے کہ امر کے لئے وحی نازل ہوتی، اس کے انتظار کے لئے نظر مبارک اٹھا کر دیکھتے"۔

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گوشۂ چشم سے ملاحظہ کیا کرتے تھے۔" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیکرِ شرم وحیا تھے، اسی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے، محدثِ جلیل الامام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"المراد بالنظر بلحاظ العين ان نظره الى الاشياء لم يكن كنظر اهل الحرص والشره بل كان ينظر اليها في الجملة وبقدر الحاجة لا سيما الى الدنيا وزخرفها"

ارشاد ہے "جس سے بھی ملتے تو سلام میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہل فرماتے" حضور صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ملنے والے کے ساتھ حتیٰ کہ وہ عورت یا بچہ ہی کیوں نہ ہوتا سلام میں پہل فرمانا کمال حسن اخلاق تھا اور تعلیم امت بھی ہے "المواہب اللدنیہ" حاشیۃ العلامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ میں ہے۔

"وفي هذه الافعال السابقة من تعليم امة كيفية المشي وعدم الالتفات وتقديم الصحبة والمبادرة بالسلام مالا يخفى على المومنين لفهم اسرار احواله"

حدیث ۸ حدثنا ابوموسى محمد[1] بن المثنى حدثنا محمد[2] بن جعفر حدثنا شعبة[3] عن سماك[4] بن حرب قال سمعت جابر[5] بن سمرة يقول كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ضَلِيْعُ الْفَمِ اَشْكَلُ الْعَيْنِ مَنْهُوْسُ الْعَقِبِ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ لِسِمَاكٍ مَا ضَلِيْعُ الْفَمِ قَالَ عَظِيْمُ الْفَمِ قُلْتُ مَا اَشْكَلُ الْعَيْنِ قَالَ طَوِيْلُ شَقِّ الْعَيْنِ قُلْتُ مَا مَنْهُوْسُ الْعَقِبِ قَالَ قَلِيْلُ لَحْمِ الْعَقِبِ۔

ترجمہ سماک بن حرب کہتا ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم "ضلیع الفم"

"اشکل العین" اور "منہوس العقب" تھے۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے سماک سے پوچھا "ضلیع الفم" کسے کہتے ہیں، انہوں نے کہا کشادہ دہن والے کو کہتے ہیں۔ میں نے پوچھا "اشکل العین" کسے کہتے ہیں انہوں نے کہا اس سیاہ آنکھ کو کہتے ہیں جس کی سفیدی میں لمبے سُرخ ڈورے ہوں۔ میں (شعبہ) نے پوچھا "منہوس العقب" کسے کہتے ہیں اس (سماک) نے جواب دیا کم گوشت والی ایڑی کو کہتے ہیں۔

حل لغات

ضَلِیْع۔ عظیم، بڑا، چپٹا۔ فَم، منہ۔ ضَلِیْعُ الْفَم، کشادہ دہن، قوی چہرے والا۔ اَشْکَل، سُرخی ملا ہُوا۔ اَلْعَیْن، آنکھ۔ اَشْکَلُ الْعَیْن، دونوں آنکھوں کی سفیدی میں سُرخی ملی ہوئی۔ عرب لوگ جب پانی میں خُون کی سُرخی ملی ہوئی ہو تو اس پانی کو مَآءٌ اَشْکَل کہتے ہیں۔ شَقّ، ڈورے۔ مَنْہُوس، کم۔ العَقِب، ایڑی۔ مَنْہُوسُ العَقِب، کم گوشت ایڑی۔

تشریح

اہل عرب کے نزدیک کشادہ دہن اور قوی چہرہ والا شخص محترم، بُزرگ اور محمود سمجھا جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تبارک تعالیٰ نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو یہ صفت محمودہ بھی مرحمت فرمائی تھی۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں "آنکھوں کی سفیدی میں سُرخی ملی ہُوئی تھی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں مُبارکہ بھی اس صفت حسنہ سے مزین تھیں جو کہ عرب میں ازروئے خوبصورتی و حُسن انتہائی محبُوب اور محمود ہے۔

بیہقی میں حضرت سیدنا امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تعریب سے روایت ہے فرماتے ہیں:

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عظیم العینین اھدب الاشفار مشرب العین بحمرۃ"

"یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں مبارک میں سُرخ ڈورے تھے لمبے ابرو تھے سُرخی اور سفیدی ملا ہوا یعنی سنہری رنگ مُبارک تھا۔"

علامہ محمد ابراہیم بیجوری فرماتے ہیں:

"والصواب ما اتفق علیہ العلماء وجمیع اصحاب الغریب ان الشکلۃ حمرۃ فی بیاض العین واما الشھلۃ فھی حمرۃ فی سوادھا والشکلۃ احدی علامات النبوۃ" (المواہب اللدنیۃ ۲۴)

"اور صحیح بات یہ ہے جس پر علماء اور تمام اہل لغت نے اتفاق کیا ہے کہ آنکھوں کی سفیدی میں سُرخ ڈورے کو شکلہ کہتے ہیں اور اس کی سیاہی میں سرخ ڈورا ہو تو اس کو شھلہ کہتے ہیں اور یہ شکلہ نبوت کی علامات میں سے ایک ہے۔"

اسماء الرجال

۱۔ ابو موسیٰ محمد بن المثنیٰ اپنے دور میں معروف ثقہ اور صاحب ورع تھے، ابن عیینہ اور غندر سے روایت کرتے ہیں اور ایک کثیر جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔

۲۔ محمد بن جعفر (حدیث ۲ کے ضمن میں دیکھئے)

۳۔ شعبہ، محمد بن جعفر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیس برس رہے۔ سماک بن حرب کا شاگرد ہے۔

۴۔ سماک بن حرب، ابو المغیرہ کوفی ہیں۔ علماء تابعین میں سے ایک ہیں۔ اسی صحابہ کو پایا ہے۔ ثقہ ہیں۔ ابن المبارک نے انہیں ضعیف کہا ہے۔ بخاری اور مسلم نے ان سے تخریج کی ہے۔ ۱۲۳ھ میں فوت ہوئے۔

۵۔ جابر بن سمرہ، بیٹا اور باپ دونوں صحابی ہیں۔ سمرہ سے بخاری، مسلم، ابو داؤد اور جماعت محدثین نے تخریج کی ہے۔ جابر بن سمرہ کی کنیت ابو عبد اللہ العامری ہے۔ سعد بن وقاص کی بہن کا بیٹا ہے۔ کوفہ آئے اور وہیں ۷۴ھ میں فوت ہوئے، روی عنہ جماعۃ محدثین کی ایک جماعت ان سے روایت کرتی ہے۔

حدیث ۹

حدثنا هناد[1] بن السرى حدثنا عبثر[2] بن القاسم عن اشعث[3] يعنى ابن سوار عن ابى اسحٰق[4] عن جابر[5] بن سمرة قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِىْ لَيْلَةٍ اِضْحِيَانٍ وَّعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَيْهِ وَاِلَى الْقَمَرِ فَلَهُوَ عِنْدِىْ اَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ ۔

ترجمہ

جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے روشن ترین راتوں میں سے ایک رات حضور رسول خدا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو سرخ جوڑا زیب تن فرمائے دیکھا تو کبھی تو حضور سراپا حسن وجمال صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو دیکھتا اور کبھی چاند کی طرف دیکھتا۔ پس میرے نزدیک حضور پاک صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم چاند سے بدرجہا زیادہ خوبصورت تھے۔

حل لغات

اِضْحِیَانٍ ، روشن ترراتت۔

تشریح

جناب جابر رضی اللّٰہ عنہ کی نظر مبارک اور اعتقاد پاک میں حضور سید دوعالم صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حسن وجمال چاند کی خوبصورتی سے بدرجہا دلکش تھا اور آنحضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوبصورتی کے انوار کے آگے چاند کی نورانیت ماند پڑ رہی تھی۔ ابن جوزی اور بعض دوسرے راویوں کی روایت میں بجائے عِنْدِیْ "میرے نزدیک" کے عَیْنِیْ (میری نظر میں) آیا ہے حضرت العلامہ الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وفى رواية لابن المبارك وابن الجوزى عن ابن عباس لم يكن له ظل ولم يقم مع شمس قط الا غلب ضوؤه على ضوء الشمس ولم يقم مع سراج قط الا غلب ضوؤه على ضوء السراج"

"ابن مبارک اور ابن جوزی حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور سراپا نور صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہیں تھا اور جس وقت بھی آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم سورج کی روشنی میں کھڑے ہوتے تو سورج کی روشنی پر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت غالب ہوتی، اسی طرح جس وقت بھی آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم چراغ کی روشنی میں تشریف فرما ہوتے تو چراغ کی روشنی آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانیت

اسماء الرجال

۱۔ هناد بن السرى، الکوفی تمیمی الدارمی ہے۔ زاہد اور حافظ الحدیث ہے۔ انتہائی عبادت گزار ہونے کی وجہ سے انہیں راہب کوفہ کہا جاتا تھا۔ صحاح میں چار نے ان سے تخریج کی ہے۔ ۲۴۳ھ میں انتقال کیا۔

۲۔ عبثر بن القاسم الزبیدی الکوفی ہے ثقہ ہے محدثین کی ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

۳۔ اشعث۔ بخاری اپنی تاریخ میں مسلم، ترمذی اور نسائی اپنی اپنی صحاح میں اس سے روایت کرتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے (مناوی)

۴۔ ابی اسحٰق (دیکھئے اسماء الرجال حدیث ۳)

۵۔ جابر بن سمرہ (دیکھئے اسماء الرجال حدیث ۵)

کے سامنے ماند پڑ جاتی۔"

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اول صفحہ ۴۲ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"فی ان نورہ ظاھر فی الآفاق والانفس مع زیادۃ الکمالات الصوریۃ والمعنویۃ بل فی الحقیقۃ کل نور خلق فی نورہ وکذا قیل فی قولہ تعالیٰ اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہٖ ای نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فنور وجھہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذاتی لاینفک عنہ واللیالی والایام ونور القمر مکتسب مستعار ینقص تارۃ و یخسف اخری"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور مبارک آفاق و انفس میں کمالاتِ صوریہ و معنویہ کی زیادتی کے ساتھ ظاہر و باہر ہے، بلکہ درحقیقت تو تمام نور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پیدا ہوئے ہیں اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ اللہ نور السموٰت والارض مثل نورہٖ سے مراد نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے پس حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس کا نور ذاتی ہے دن اور رات میں ایک منٹ بھی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ نہیں ہو سکتا، اور چاند کی چاندنی اکتسابی عارضی ہے کسی وقت کم ہو جاتی ہے اور کسی وقت گہنا جاتی ہے۔ چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

حدیث ۱۱ حدثنا سفیٰنُ بن وکیع حدثنا حُمَیدُ بن عبد الرحمٰن الرؤاسی عن زُھَیرٍ عن ابی اِسحٰق قال سَاَلَ رَجُلٌ اَلْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ اَکَانَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّیْفِ قَالَ لَا بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ۔

ترجمہ ابو اسحٰق نے کہا کہ ایک شخص نے براء بن عازب سے دریافت کیا کہ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخِ انور تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

تشریح جناب براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے تلوار کی مانند سے نفی کی ہے۔ کیونکہ آنحضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور میں نہ تو تلوار جیسی لمبائی تھی اور نہ ہی صرف سفیدی، نیز اس سے طول مفرط ہونے کی بھی نفی ہے در حقیقت

سیدالکونین' رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ انور بالکل گول بھی نہیں تھا بلکہ نہایت ہی خوبصورت 'انتہائی حسن و جمال لئے ہوئے کتابی نما تھا، صحیح مسلم میں ہے "لا بل مثل الشمس والقمر" یعنی "اشراق و اضاءت میں سورج کے مشابہ تھا اور حسن و ملاحت میں چاند کی مانند" یہ تمام تشبیہات تقریبی ہیں' ایک چاند کیا ہزاروں چاند جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ناخن پا کے ادنیٰ حسن و جمال کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔ الصلوٰۃ والسلام علیك یاحبیب اللہ۔

حدیث ۱۱ حدثنا ابوداود[۱] المصاحفی سلیمان بن سلم حدثنا النضر[۲] بن شمیل عن صالح[۳] بن ابی الاخضر عن ابن[۴] شہاب عن ابی[۵] سلمۃ عن ابی ہریرۃ[۶] قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَبْیَضَ کَاَنَّمَا صِیْغَ مِنْ فِضَّۃٍ رَجِلَ الشَّعْرِ۔

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وجود مبارک اتنا حسین تھا جیسا کہ چاندی سے ڈھالا گیا ہو' آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک کنڈل دار (خمیدہ) تھے۔

حلِ لغات صِیْغَ۔ ڈھلی ہوئی' زیور۔ فِضَّۃ۔ چاندی' عرب لوگ کہتے ہیں صِیَاغَۃُ اللّٰہِ صِیَاغَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُس کو بہترین شکل میں ڈھالا۔

تشریح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی روشنی میں حضور بنائے گئے تھے' پیدا کئے گئے تھے' ڈھالے گئے تھے چاندی کے زیور کی طرح' یہ تشبیہ اس کی نرمی' ملائمت اور چمک کی وجہ سے ہے' نہ خالص سفیدی کی وجہ سے' جس کا بیان پہلے گذر چکا ہے' اس میں اِس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تمام اعضاء مضبوط اور متناسب تھے۔ چہرۂ اقدس اور وجود مقدس کی نورانیت اپنی پوری شان کے ساتھ جلوہ گر تھی۔

حدیث ۱۲ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعد اخبرنا اللیث[۲] بن سعد عن ابی الزبیر[۳] عن جابر[۴] بن عبد اللہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ عُرِضَ عَلَیَّ الْاَنْبِیَآءُ فَاِذَا مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ ضَرْبٌ مِّنَ الرِّجَالِ کَاَنَّہٗ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَۃَ وَرَاَیْتُ عِیْسَی بْنَ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا عُرْوَۃُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَرَاَیْتُ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَیْتُ بِہٖ شَبَھًا صَاحِبُکُمْ یَعْنِیْ نَفْسَہٗ

اسماء الرجال

۱۔ ابوداود المصاحفی۔ اس کو مصاحفی اس لئے کہتے ہیں یا تو یہ مصحف لکھتے تھے یا فروخت کرتے تھے' ثقہ ہیں۔

۲۔ النضر بن شمیل۔ محدثین نضر کے ساتھ الف لام لکھنے کا التزام کرتے ہیں تاکہ نضر' صاد کے ساتھ میں فرق ہو جائے۔ شمیل کا نام ابوالحسن المازنی' النحوی البصری ہے' ثقہ اور ائمہ ستہ نے اس سے حدیث تخریج کی ہے۔

۳۔ صالح بن ابی الاخضر۔ ہشام بن عبد الملک ہے' امام زہری کا خادم تھا۔ المصنف نے ان کو ضعیف کہا ہے لیکن ذہبی نے صالح الحدیث کہا' خرجہ لہ الاربعۃ۔

۴۔ ابن شہاب۔ یہ امام زہری ہیں' فقیہ کبیر' علامہ وقت' حافظ الحدیث اور جلیل تابعی ہیں' تقریباً دس صحابہ سے حدیث کی ہے

اَلْكَرِيْمَةُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِذَا اَقْرَبُ مَنْ رَاَيْتُ بِهٖ شَبَهًا دِحْيَةُ .

ترجمہ

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رُوبرو انبیاء کرام کو پیش کیا گیا، پس جب موسیٰ علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو وہ ایسے پتلے کم گوشت والے آدمی تھے جیسا کہ شنوءہ (قبیلہ) کے افراد ہیں، اور میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ اِن سب لوگوں میں جو میری نظر میں ہیں از روئے حلیے کے عروہ بن مسعود کے مشابہ ہیں اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو وہ میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے از روئے حُلیہ کے تمہارے آقا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے مشابہ ہیں یعنی اپنے وجود مُبارک کا ذکر کیا، اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو وہ میرے نزدیک میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں سے از روئے حُلیہ کے دحیہ (کلبی) کے مشابہ ہیں۔

حل لغات

عُرِضَ، پیش کیا گیا، مصدر عَرْضٌ ہے جس کے معنی پیش کرنا، ظاہر ہونا، دکھانا، سامنے آنا وغیرہ ہیں۔ ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ، دُبلے پتلے، کم گوشت، چھریرے بدن کے، اکہرا بدن، جب رجال کے ساتھ ضرب آئے تو اس کے معنی پتلے، دُبلے اور چھریرے بدن والے آدمی کے ہوتے ہیں۔ شَنُوْءَةٌ، ایک قبیلہ کا نام ہے جس کے آدمی کم گوشت اور دُبلے پتلے ہوتے ہیں، یہ قبیلہ عبداللہ بن کعب ہے، یہ قبیلہ انتہائی پاکی، افعالِ حسنہ اور حسن کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ صَاحِبُكُمْ، تمہارا آقا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شَبَهًا، از روئے حُلیہ۔ دِحْيَة، دحیہ کلبی ایک صحابی کا نام ہے۔

تشریح

ارشاد ہے "میرے سامنے انبیاء (کرام) کو پیش کیا گیا" یعنی حضرات انبیاء کرام علیھم السلام کو اپنی ہیئت وصورت کے ساتھ جو زندگی میں ان کو حاصل تھی پیش کیا گیا۔

جناب قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:-

بدانکہ معروض بودن پیغمبراں برآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از ہمہ چرا کہ معروف ومشہور است کہ عرض لشکر پیش سلطان محتشم می کنند"	جان لو کہ تمام پیغمبروں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کیا جانا ایسے ہی ہے جیسا کہ معروف ومشہور ہے کہ لشکر سلطان محتشم کے رُوبرو پیش کیا جاتا ہے۔

اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت ثابت ہو رہی ہے۔ ارشاد ہے" جیسا شَنُوْءَة قبیلہ کے افراد ہوتے ہیں"

۵۰ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال کیا اور بقیع میں دفن ہوئے۔

اسماء الرجال

۱؎ قتیبہ بن سعید، ان کی کنیت ابو رجاء البلخی ہے، ثقفی ہیں۔ ۲؎ اللیث بن سعد، یہ امام ہیں، ابن معین کے ہاں ثقہ ہیں۔ جمعہ ۱۵ شعبان ۱۷۵ھ میں انتقال کیا۔ ۳؎ ابی الزبیر، ان کا نام محمد بن مسلم المکی الاسدی ہے، ایک جماعت نے ان سے تخریج کی ہے، حافظ الحدیث اور ثقہ ہے، قال ابو حاتم لا یحتج بہ، وثقہ الذہبی۔ ۴؎ جابر بن عبداللہ صحابی بن صحابی ہیں۔ یہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب اٹھارہ جہادوں میں شامل ہوئے۔ مدینہ منورہ میں ۹۴ھ میں انتقال کیا۔

قبیلہ تنوخ یمن کے قبائل سے ایک قبیلہ ہے' عبداللہ بن کعب اسی قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے' یہ قبیلہ انتہائی پاکیزگی و نظافت' حسن و خوبصورتی اور نیکی و افعال حسنہ کی وجہ سے بہت مشہور ہے. ارشاد ہے" اور میں نے جبرئیل کو دیکھا تو میرے نزدیک جن لوگوں کو میں نے دیکھا ہے از روئے حلیہ دحیہ کے مشابہ ہیں" آپ سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ایک مشہور و معروف صحابی حضرت دحیہ کلبی تھے' جو کہ قبیلہ بنی کلب سے تعلق رکھتے تھے' تاریخ دانوں نے لکھا ہے کہ جناب دحیہ کلبی کو اللہ جل جلالہ نے اتنا حسن و جمال بخشا تھا کہ جس شہر یا علاقہ میں آپ کا گذر ہوتا تو مرد تو مرد' عورتیں بھی ان کو دیکھنے کے لئے اژدھام کرتیں' حضرت جبریل علیہ السلام بسا اوقات انہی کی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوتے

اس حدیث کا ترجمۃ الباب یہ ہوا کہ آپ سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی صورت مبارک کی مثل اور مشابہ تھی۔

حدیث ۱۳ حدثنا محمد بن بشار[ع۱] سفین[ع۲] ابن وکیع المعنی واحد قالا اخبرنا یزید[ع۳] بن هارون عن سعید[ع۴] الجریری قال سمعت ابا الطفیل[ع۵] یقول رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَمَا بَقِیَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَدٌ رَاٰہُ غَیْرِیْ قُلْتُ صِفْہُ لِیْ قَالَ کَانَ اَبْیَضَ مَلِیْحًا مُقَصَّدًا ۔

ترجمہ سعید الجریری سے روایت ہے کہ میں نے ابوالطفیل سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (بہت اچھی طرح سے) دیکھا ہے' اور اس وقت روئے زمین پر بغیر میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنے والوں میں سے کوئی بھی موجود نہیں ہے. میں نے (ابوالفضل سے) عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کچھ حلیہ مبارک میرے سامنے بیان کیجئے' انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملیح تھے' میانہ قد تھے۔

حل لغات مَا بَقِیَ' کوئی باقی نہیں' کوئی موجود نہیں' کوئی زندہ نہیں. وَجْہِ الْاَرْضِ' روئے زمین پر' زمانے میں' مَلِیْحًا' ملاحت والا' نمکین. مُقَصَّدًا' میانہ قد. قَصْدٌ مصدر ہے جس کے معنی میانہ روی کرنا' عدل کرنا' وغیرہ ہیں' ایسے وجود والے کو کہتے ہیں جو نہ لمبا ہو نہ ٹھنگنا' نہ موٹا ہو نہ دبلا۔

تشریح حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد "اور اس وقت روئے زمین پر بغیر میرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے دیکھنے والوں میں سے کوئی موجود نہیں ہے" کا یہ مطلب ہے کہ حضرات گرامی منزلت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے اس وقت کوئی سوائے میرے زندہ موجود نہیں ہے لہٰذا جناب سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مُبارک خصائل و اعمال شریف اور شمائل پاک مجھ سے پُوچھو تاکہ میں تمہیں بیان کروں اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال درجے کا عشق اور ذوق و شوق تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُلیہ مُبارک معلوم کرکے شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات اور وجودِ اقدس کے ساتھ تعلق اور رابطہ قائم کرکے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشق و محبت اپنے اندر پیدا کرتے تھے اور اپنے قلب و دماغ پر اس کا نقش جما دیتے تھے جو کہ نجات اخروی کا وسیلہ اور ذریعہ تھا۔

ارشاد ہے "میانہ قد تھے" یعنی مُقصَدًا کے معنی محدثین کرام نے یہ لکھے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اوصاف ظاہری و باطنی میں میانہ تھے۔ گویا وجودِ اقدس کے لحاظ سے نہ دراز قد تھے نہ ٹھنگنے۔ نہ موٹے تھے نہ کمزور۔ اسی طرح عقل شجاعت وغیرہ وغیرہ اوصاف باطنی میں بھی بدرجہ توسط اور معتدل تھے جو کہ محمود ہے نہ افراط تفریط والے جو کہ مذموم ہے الغرض کمال تعدل کے مالک تھے۔

حدیث ۱۴

حدثنا عبدُ[۱] اللہ بن عبد الرحمن اخبرنا ابراھیمُ[۲] بن المنذر الحزامی اخبرنا عبد العزیز[۳] بن ثابت الزھری حدثنا اسماعیلُ[۴] بن ابراھیم بن اخی موسٰی بن عقبہ عن کریبٍ[۵] عن ابنِ[۶] عباس رضی اللہ عنھما قال کَانَ رَسُوْلُ اللہ صَلّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَفْلَجَ الثَّنِیَّتَیْنِ اِذَا تَکَلَّمَ رُاِیَ کَالنُّوْرِ یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ ثَنَایَاہُ۔

ترجمہ

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے دونوں دانتوں کے درمیان کشادگی تھی، جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو سامنے والے دانتوں سے نور دکھائی دیتا۔

حل لغات

اَفْلَجَ. کشادگی، یہاں پر فَلَجٌ بمعنی فَرَقٌ ہے۔ اَلثَّنِیَّتَیْن، سامنے کے دونوں دانت. ثَنَایَا سامنے والے دانت۔

اسماء الرجال

۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن: [illegible] الطائفی الثقفی ہے۔ [illegible] السمرقندی اور صاحب کتاب [illegible] سنن ہے۔
۲ ابراہیم بن المنذر الحزامی: صحاح ستہ نے ان سے روایت کی ہے۔
۳ عبدالعزیز بن ثابت الزہری: امام اسماء الرجال ان کے بارے [illegible] ثابت [illegible] والدین نے یوں لکھا ہے ان کی عمران بن [illegible] کتابیں جل گئیں چونکہ حافظہ سے احادیث بیان کرتے تھے اس میں خلل اور غلطی کے احتمال کی وجہ سے بیان کرنا ترک کردیا ترمذی ان کی احادیث کو تخریج کرتا ہے۔
۴ اسماعیل بن ابراہیم الاسدی: ثقہ ہے، بخاری نسائی اور ترمذی شمائل میں ان سے روایت کرتے ہیں۔
۵ کریب: [illegible] الہاشمی [illegible] ثقات امت نے ان سے تخریج کی ہے۔
۶ ابن عباس: عبداللہ نام، ابو العباس کنیت، حبر [illegible] ترجمان القرآن لقب ہیں الفضل کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں [illegible] اور علم میں شہرت رکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا کے فرزند ہیں ۶۸ھ میں طائف میں فوت ہوئے ابن الحنفیہ نے جنازہ پڑھایا اور (کہا) "مات ربانی ھذہ الامۃ" آپ بے حساب ہیں جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے دہن مبارک میں حضور پاک صلی اللہ [illegible]

علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعاب دہن شریف لگایا
حضرت مجوزؔ سے روایت ہے کہ جب آپ کا جنازہ رکھا گیا تو ایک سفید پرندہ آیا اور کفن پر بیٹھ گیا پھر کفن کے اندر داخل ہو گیا۔ اس پرندہ کو بہت تلاش کیا گیا مگر وہ کفن کے اندر ہی غائب ہو گیا۔

تشریح

حضرت ابنِ عباس کا ارشاد ہے "جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو سامنے والے دانتوں سے نور دکھائی دیتا" اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ سامنے کے دانتوں سے دورانِ گفتگو نور ظاہر ہوتا تھا حضرت علامہ شیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ کے ص۲۷ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ویکون الخارج حینئذ نوراً حسیا معجزۃ لہٗ	یعنی یہ نورِ مبارک جو اس وقت ظاہر ہوتا تھا آنکھوں سے ظاہر ہوتا تھا یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا۔

اور فرماتے ہیں کہ:۔

ومن صار الی انہ معنوی زاعما ان المراد بہ لفظہ الشریف علی طریق التشبیہ فقد وھم وما فھم قولہ رؤی"	اور وہ لوگ جنہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ یہ معنوی نور تھا اور اس سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ شریف بطریق تشبیہ ہیں یہ ان کا وہم ہے کیونکہ انہوں نے لفظ رُؤِیَ (دیکھا گیا) کو نہیں سمجھا۔

"نورِ مجسم سردارِ انبیاء احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از فرق سر تا ناخن پا معجزہ ہی معجزہ تھے۔ جناب قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

حاصل باب آنست کہ ہمہ اعضاء مبارک در نہایت موزونی وکمال حسن وملاحت در حد اعتدال بودند۔	"یعنی اس باب کا حاصل یہ ہے کہ جناب رحمۃ العالمین صاحب مقام محمود حامل لواء حمد صاحب شفاعت کبریٰ جناب سیدنا ومولینا وملجانا وماوٰی ناغوثنا وغیاثنا وعوننا ومعیننا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ مبارک کے تمام اعضاءِ شریفہ کی موزونیت کمالِ حسن اور ملاحت کے اعتبار سے انتہائی اعتدال پر تھی"

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

والحدیث وان کان فی سندہ ھنا مقال الا انہ اخرجہ الدارمی والطبرانی وغیرھما"	یعنی اگرچہ اس حدیث کی اس سند میں گفتگو ہے مگر دارمی طبرانی وغیرھما میں بھی یہ حدیث ان کے طرق پر موجود ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

صاحب قصیدہ بردہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

فَاقَ النَّبِيِّيْنَ فِيْ خَلْقٍ وَّفِيْ خُلُقٍ
وَلَمْ يُدَانُوْهُ فِيْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمٍ

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ خَلْقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خَاتَمِ النُّبُوَّۃِ

مُہرِ نبوّت کے بیان میں یہ باب ہے۔

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں۔)

تشریح اس باب میں اس مہرِ نبوت کی ہیئت، شکل، رنگ، مقدار اور صفات وغیرہ کا ذکر ہے جوکہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد مصطفٰے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک مونڈھوں کے درمیان (ذرا دائیں مونڈھے کے قریب تھی) ہے۔

چونکہ اہل کتاب اس علامت اور نشانی کو دیکھ کر ایمان لاتے تھے (جیساکہ ان کی کتابوں میں اس کا ذکرِ خیر موجود تھا) اس لئے یہ مہرِ نبوت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی موعود ہونے کی علامت اور نشانی ہے۔

چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی (کسی قسم کا نبی) آ نہیں سکتا اور نہ ہی آئے گا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اقدس پر بھی اس مہر کو ثبت کرکے بتلا دیا گیا اور یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ کسی نبی کے وجود پر اس جگہ علامت نہ تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ مبارک پر مہرِ نبوت ایک معجزہ ہے

حدیث ۱۵

حدثنا قتیبة[۱] بن سعید حدثنا حاتم[۲] بن اسماعیل عن الجعد[۳] بن عبدالرحمٰن قال سمعت السائب[۴] بن یزید یقول ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ[۵] اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ وَجِعٌ فَمَسَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَاْسِیْ وَدَعَا لِیْ بِالْبَرَکَةِ وَتَوَضَّاَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْءِهٖ وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَنَظَرْتُ اِلَی الْخَاتَمِ الَّذِیْ بَیْنَ کَتِفَیْهِ فَاِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ.

ترجمہ

سائب بن یزید کہتے ہیں کہ مجھے میری خالہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں لے کر حاضر ہوئی پس عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے پیغامبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری بہن کا بیٹا درد میں مبتلا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا میرے لئے برکت کی دُعا کی، پھر وضو فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وضو کے پانی کو میں نے پیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر مبارک کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو میں نے مہرِ نبوت کو جو کہ دونوں مونڈھوں کے درمیان تھی دیکھ لیا۔ پس وہ چھپرکھٹ کی گھنڈی کی طرح تھی۔

حل لغات

وَجِعٌ، درد مند ہونا، بیمار ہونا۔ ظَهْرَ، پشت، پیٹھ، کمر۔ زِرٌّ، گھنڈی، اس کی جمع اَزْرَارٌ ہے۔ الحَجَلة، چھپرکھٹ۔ زِرُّ الْحَجَلَةِ، چھپرکھٹ کی گھنڈی کی طرح، بعضوں نے اس کے معنی کبک کے انڈے کی طرح کئے ہیں۔ کبک ایک مشہور پرندہ ہے جس کو دجاج البر کہتے ہیں اس کی چونچ سرخ ہوتی ہے اور وہ کبوتر کے برابر ہوتا ہے۔ حَجَلہ اس گھر کو کہتے ہیں جو دلہن کے لئے قبہ کی طرح بنایا جاتا ہے اس پر پردے وغیرہ لٹکا کر آراستہ کرتے ہیں۔

تشریح

ارشاد ہے "اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ میری بہن کا بیٹا درد میں مبتلا ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا" یعنی یہ بیمار ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہے اس پر نظر کرم فرمائیں اس کے لئے دُعا کیجئے تاکہ یہ صحت یاب ہو جائے۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے کہ سائب کے پاؤں میں تکلیف تھی مگر یہاں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چونکہ سر کو مسح کیا اس لئے محدثین کرام نے سر کے درد والی روایت کو ترجیح دی ہے اور فرماتے ہیں کہ "اس میں کوئی مانع نہیں کہ دو بیماریاں ہوں" فی الوقت سر میں تکلیف تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر پر ہاتھ پھیرا شفا ہو گئی۔ بیہقی نے روایت کی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پھیرنے کا سائب کے سر پر یہ اثر ہوا کہ "لم یزل سود مع شیب ماسو راسه" سائب کا تمام سر سفید ہو گیا مگر جس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا وہ سیاہ ہی رہا۔ جناب علامہ محمد ابراہیم بن محمد بیجوری لکھتے ہیں:

اسماء الرجال

۱۔ قتیبہ بن سعید، ان کی کنیت ابو رجاء ہے۔

۲۔ حاتم بن اسماعیل، اخرج حدیثہ ...

۳۔ جعد بن عبدالرحمٰن، اخرج حدیثہ الشیخان وغیرہما۔

۴۔ سائب بن یزید بن سعید بن ثمامہ الکندی ہے، اس سے پانچ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے بخاری شریف اور مسلم شریف میں ایک ہے اور ایک بخاری شریف میں۔ یہ ثقہ ہیں صحابی ہیں ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

۵۔ خالتی۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا نام نہیں پایا۔ اور الجزری نے کہا "اور بعض نے اس کا نام علبہ بنت شریح کہا ہے" ہی اخت ام ... "بنت قاسط الکندی" یہ نمر کی بہن ہے۔ قاسط الکندی کی لڑکی ہے۔

"یوخذ منہ ان یسن للراقی ان یمسح محل الوجع من المریض۔"

یہاں سے یہ حکم اخذ کیا گیا ہے کہ دم کرنے والے کے لئے یہ طریقہ سنت ہے کہ بیمار کے درد کی جگہ پر ہاتھ پھیرے۔"

نیز اور بھی احادیث میں آیا ہے کہ صحابہ کرام جب اپنے بدن میں درد کی جگہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بتاتے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس جگہ کو مس فرما کر دعا فرماتے تو صحت یابی نصیب ہو جاتی۔

ارشاد ہے "میرے لئے برکت کی دعا کی" برکت کے معنی بڑھوتری اور زیادتی کے ہیں' یہاں پر مراد عمر اور صحت میں زیادتی ہے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا کا یہ اثر ہوا کہ جناب سائب نے لمبی عمر پائی یعنی ۹۴ برس' اور آخری دم تک صحت اسی طرح برقرار رہی۔ چنانچہ روایت ہے کہ سائب نے فرمایا۔

"ما متعت بسمعی وبصری الا ببرکۃ دعائہ"

"یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعا کی برکت ہے کہ میری سماعت اور بصارت درست اور صحیح ہے۔"

نیز جناب سائب فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ جملہ مبارکہ میرے لئے اس وقت ارشاد فرمایا تھا۔ "بارک اللہ فیک" اللہ تعالے تجھے برکت دے"۔ بخاری اپنی تاریخ میں احمد' ابن سعد' ابو یعلی' بغوی' شفا شریف میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن خدیم رضی اللہ عنہ کے سر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیر کر فرمایا' بُورِکَ فِیْکَ' تجھ میں برکت دی گئی' حضرت ذیال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"فرائیت حنظلہ یوتی بالشاۃ الورم ضرعھا والبعیر والانسان بہ الوارم فیتفل فی یدہ ویمسح بصلعتہ ویقول بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فیمسحہ ثم یمسح موضع الورم فیذھب الورم۔"

تو میں نے حضرت حنظلہ کو دیکھا کہ جب کسی بکری کے تھنول یا اونٹ یا انسان کو کسی جگہ ورم ہو جاتا تو اس کو جناب حنظلہ کی خدمت اقدس میں لے آتے ور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعاب دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بِسْمِ اللہ عَلٰی اَثَرِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور پھر وہ ہاتھ اس (بکری یا اونٹ یا انسان) کی ورم کی جگہ پر ملتے تو وہ ورم فوراً اتر جاتا"

غرضیکہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دست مبارک لگنے اور دعا کی برکت سے نکلی ہوئی آنکھ دوبارہ لگ گئی اور بینا ہو گئی گنجوں کے بال

لہ المواہب اللدنیہ صفحہ ... از علامہ ... زرقانی ...

اُل آئے، ٹوٹی ٹانگ جُڑ گئی، دُکھتی آنکھیں تندرست ہوگئیں، خشک سوتے چل پڑے، اور سر کے جس حصہ پر ہاتھ مبارک پھیرا وہ حصہ سفید نہیں ہُوا۔ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وسلم علیک یاحبیب اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یانبی اللہ۔

علامہ ابراہیم محمد بجوری رحمۃ اللہ علیہ المواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں :-

یوخذ منہ انہ یسن للراقی ان یدعو للمریض بالبرکۃ اذ کان ممن تبرک بہ

رشاد ہے پھر وضو فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس وضوئے پانی کو پیا۔"

یعنی وہ پانی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارکہ سے لگ کر گرا تھا پیا۔ علامہ البجوری بھی فرماتے ہیں کہ یہی انسب ہے کیونکہ شارب کا مقصد تبرک حاصل کرنا تھا۔ اکابرین دیوبند کے ایک عالم محدث سہارنپوری جناب محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں :-

"اگر وضو کا وہ پانی مُراد ہے جو بدن سے دھو کر گرتا ہے جس کو ماء مستعمل کہتے ہیں تب بھی کوئی اشکال اس جگہ اس لئے نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو فضلات تک بھی پاک ہیں پھر ماء مستعمل کا کیا ذکر۔"

اکابرین قریش نے عروہ بن مسعود کو (جبکہ وہ کافر تھے) حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات معلوم کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ انہوں نے جا کر اکابرین قریش کو بتایا کہ اے میری قوم یقیناً میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں مگر جو تعظیم و تکریم (سیدنا ومولٰینا وشفیعنا حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ان کے صحابہ کو ان کی کرتے ہوئے دیکھی ہے وہ کسی دوسری جگہ نہیں دیکھی۔

واللہ ان تنخم نخامۃ الا وقعت فی کف رجل منھم، فدلک بہا وجھہ وجلدہ واذا امرھم ابتدروا امرہ واذا توضاء کادو یقتتلون علی وضوءہ، واذا تکلم خفضوا اصواتھم عندہ، وما یحدون علیہ النظر تعظیما"

یعنی قسم بخدا جب وہ تھوکتے ہیں تو وہ تھوک کسی نہ کسی اصحاب کی ہتھیلی پہ ہوتی ہے جس کو وہ اپنے منہ اور جسم پر مل لیتے ہیں اور جب وہ کسی کام کے کرنے کا امر فرماتے ہیں تو سب کے سب اس کام کے کرنے کے لئے دوڑ پڑتے ہیں اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ ان کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کے پانی کو حاصل کرنے کے لئے یوں گرتے پڑتے ہیں کہ گویا ابھی لڑ پڑیں گے، اور جب وہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گفتگو کیلئے لب کشائی

فرماتے ہیں تو سب کے سب آپ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کے حضور میں چُپ ہوجاتے ہیں اور آپ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف تعظیماً نظر بھی اٹھا کر نہیں
دیکھتے[1] " الخ

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور پاک سیّد الکونین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہُوا۔

" رایت بلالا اخذ وضوء النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ورایت الناس یبتدرون ذالک الوضوء فمن اصاب منہ شیئا تمسح بہ ومن لم یصب منہ شیئا اخذ من بلال ید صاحبہ "

تو میں نے بلال کو دیکھا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے وضو کا پانی لیا اور لوگ اس پانی کو لینے کے لئے دوڑ رہے تھے جس کو اس پانی سے کچھ مل جاتا تو وہ اسے مَل لیتا اور جس کو کچھ نہ ملتا وہ دوسروں کے ہاتھوں کی تری لے کر مَل لیتا۔

ارشاد فرمایا " کہ میں کمر مبارک کے پیچھے کھڑا ہوگیا " یعنی جناب سائب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیچھے ادباً و تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ اس وقت جناب سائب کی نظر سید دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے دونوں مبارک کندھوں کے درمیان پڑگئی۔ تو جناب سائب مُہرِ نبوت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

مستدرک الحاکم میں وہب سے روایت ہے :۔

" لم یبعث اللہ نبیا الا وعلیہ شامۃ النبوۃ کانت فی یدہ الیمنی الا نبیا فان شامۃ النبوۃ کانت بین کتفیہ خصوصیہ لہ، وبہ جزم السیوطی فی خصائصہ "

اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اس کے داہنے ہاتھ پر علامتِ نبوت تھی مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی نبوت کی نشانی دونوں مبارک کندھوں کے درمیان تھی، یہ خصوصیت آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ہی تھی اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی پر جزم فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ

[1] بخاری شریف

والہٖ وسلم کی خصوصیات میں سے یہ بھی ایک خصوصیت تھی۔

حدیث ۲/۱۶ حدثنا سعید[1] بن یعقوب الطالقانی اخبرنا ایوب[2] بن جابر عن سماک[3] بن حرب عن جابر[4] بن سمرة قال رَأَيْتُ الْخَاتَم بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَالِهٖ وَسَلَّمَ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت کی زیارت کی جو کہ سُرخ گلٹی جیسی تھی جس کا حُجم کبوتر کے انڈے جتنا تھا۔

حل لغات غُدَّۃٌ۔ غدود، گلٹی، پتولی (رسولی) قاموس میں ہے انہا کل عقدة فی الجسد، المصباح میں ہے الغدة لحم یحدث بین الجلد واللحم یتحرك بالتحریك، اس کی جمع "غدائد" ہے۔
بیضہ۔ انڈا۔ الحمامة۔ کبوتر۔

تشریح اس روایت میں جناب جابر بن سمرہ نے مہرِ نبوت کا حجم اور رنگ بتلایا ہے ارشاد ہے جو کہ سُرخ گلٹی جیسی تھی، جس کا حجم کبوتر کے انڈے جتنا تھا، یعنی دونوں مبارک کندھوں کے درمیان جسم اطہر و مبارک و مقدس و منور کے اوپر بڑھا ہُوا گوشت کا ٹکڑا جیسا تھا جو کہ اگر ہلایا جائے تو حرکت کرتا ہو اور یہ ٹکڑا اتنا ہو گا جتنا کبوتر کا انڈا۔

حدیث ۳/۱۷ حدثنا ابو مصعب[1] المدینی اخبرنا یوسف[2] ابن الماجشون عن ابیه[3] عن عاصم[4] بن عمر بن قتادہ عن جدته رمیثة[5] قال سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَالِهٖ وَسَلَّمَ وَلَوْ اَشَاءُ اَنْ اُقَبِّلَ الْخَاتَمَ الَّذِيْ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِنْ قُرْبِهٖ لَفَعَلْتُ يَقُوْلُ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ يَوْمَ مَاتَ اهْتَزَّ لَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ۔

ترجمہ رمیثہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات اس وقت سنی جبکہ مجھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسقدر قرب حاصل تھا کہ اگر میں چاہتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہرِ نبوت کو چُوم لیتی اور

اسماء الرجال

۱۔ سعید بن یعقوب الطالقانی طالقان قزوین (ایران) میں ایک شہر ہے۔ یہاں کے رہنے والے تھے، ثقہ ہیں۔ ابوداؤد ترمذی اور نسائی نے ان سے تخریج کی ہے قال ابن حبان ربما اخطاء۔

۲۔ ایوب بن جابر الیمامی نے سماک سے پھر کوفہ چلے آئے اور خلف بن منذر اور قتیبہ بن سعید روایت کی ہے، وغیرھمانے اور ابن ابی لیلی سے روایت کی ہے، ابوداؤد اور المصنف نے ان سے تخریج کی ہے۔ قال ابو زرعہ وغیرہ ضعیف من السابعة۔

۳۔ سماک بن حرب۔ دیکھیں اسماء الرجال حدیث ۳۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۴۔ جابر بن سمرہ۔ دیکھیں اسماء الرجال حدیث ۹۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

وہ بات یہ تھی کہ جب سعد بن معاذ فوت ہوئے تو اس دن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ " سعد بن معاذ کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش بھی حرکت میں آگیا "۔

حل لغات

اقبّل ۔ میں چوم لیتی ۔ اس کا مصدر تقبیل ہے ۔ چوم لینا ۔ بوسہ لینا ۔ ھتزّ حرکت میں آگیا ہل گیا ۔ ثلاثی مجرد ھتزّ ہے جس کے معنی حرکت دینا ، خوش کرنا ، ٹوٹ جانا ۔ اِھتزّ کا مصدر اِھتزاز ہے جس کے معنی حرکت کرنا ۔ دل کا خوش ہونا جھومنا ۔

تشریح

حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہِ قدس میں جس طرح مردوں کو قرب خاص حاصل تھا اسی طرح بمقتضائے شان رحمۃ اللعالمینی عورتوں کو بھی یہ فخر حاصل تھا چنانچہ جنابہ رمیثہ کا یہ جملہ (کہ اگر میں چاہتی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مہرِ نبوت کا بوسہ لے لیتی ") سید پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ان پر انتہائی شفقت ، رأفت اور رحمت کا مظہر ہے ۔

حضرت سعد بن معاذ نے حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھوں مدینہ منورہ میں اسلام قبول کیا ، چونکہ آپ اپنے قبیلہ کے بزرگ تھے لہٰذا آپ کے خاندان نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا ۔ بڑے جلیل القدر اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جاں نثار صحابی تھے ۔ جنگ خندق میں آپ کو تیر لگا جس کی وجہ سے خون بند نہ ہوا اور ایک ماہ کے بعد فوت ہو گئے آپ کی عمر اس وقت ۳۷ برس تھی ۔ جب آپ کا جنازہ اٹھایا گیا تو بہت ہلکا پھلکا تھا ۔ کندھوں پر رکھا ہوا معلوم ہی نہیں ہوتا تھا ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ ان الملٰئکۃ تحملہ " یعنی بے شک اس کے جنازہ کو فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے " آپ کے جنازے میں ستر ہزار فرشتے شامل ہوئے ، نیز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے " کہ سعد بن معاذ کی موت سے اللہ تعالےٰ کا عرش حرکت میں آگیا " یعنی آپ کی وفات پر اللہ جل جلالہ کا عرش عظیم بھی انکی روح کی آمد کی خوشی میں جھوم گیا ۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری فرماتے ہیں ۔ " ای استبشارا وسرورا بقدوم روحہ جس وقت انتہائی سرور ، لطف اور وجدانی کیفیت میں جسم اور روح جھوم جھوم اٹھتی ہے تو اس وقت اس جھومنے کو بھی اھتزاز کہتے ہیں جیسے حدیث میں آیا ہے ۔ " اِھتزّوا فی ذکرِ اللہ " اللہ جل جلالہ کی یاد میں جھومے اور خوش ہوئے ۔

ترجمۃ الباب یہ نکلا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دونوں شانوں مبارک کے درمیان مہرِ نبوت تھی ۔

اسماء الرجال

عا ابو مصعب المدنی ۔ ابو مصعب کنیت ہے ۔ المدنی ، مدائن بغداد شریف (عراق) کا ایک شہر ہے اسی وجہ سے مدنی مشہور ہوئے ۔ مدینہ منورہ کے رہنے والے کو مدنی کہتے ہیں ۔ ابن کا نام مطرف بن عبداللہ المدنی ہے ۔ ابن معین نے بھی ثقہ کہا ہے ۔ ابو داؤد ، ترمذی اور نسائی نے ان سے روایت کی ہے ۔ اس کتاب میں ان سے صرف یہی ایک حدیث مروی ہے ۔

عا۲ یوسف بن الماجشون ۔ نام اسی طرح ہے یوسف بن یعقوب بن ابی سلمہ بن الماجشون ، اس سارے خاندان کو ماجشون کہتے ہیں ۔ اپنے باپ زہری اور مقبری سے روایت کرتے ہیں اور امام احمد ان سے روایت کرتے ہیں ۔ شیخان ، المصنف ، نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے ۱۸۵ھ میں انتقال کیا ۔

عا۳ ان ابیہ یعنی یعقوب الماجشون سے ۔ یہ صحابہ سے بطریق ارسال روایت کرتے ہیں اور اعرج سے بھی روایت کرتے ہیں ۔ ان کے دونوں بیٹے ان سے روایت کرتے ہیں ۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں ۔ ۱۲۴ھ میں انتقال کیا ۔

عا۴ عاصم بن عمر بن قتادہ ۔ ذہبی کا قول ہے کہ ثقہ ہیں ۔ کثیر الحدیث ہے ۔ مغازی کا عالم ہے ۔ محدثین کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے ۔ ۱۲۰ھ میں فوت ہوئے ۔

عا۵ رمیثہ ، یہ عمرو بن ہشام بن عبدالمطلب بن

حدیث ۴/۱۸ حدثنا احمد[1] بن عبدۃ الضبی وعلی[2] بن حجر وغیر واحد قالوا انبأنا عیسٰی[3] بن یونس عن عمر[4] بن عبد اللہ مولی غفرۃ قال حدثنی ابراھیم[5] بن محمد من ولد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال کَانَ عَلِیٌّ اِذَا وَصَفَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِہٖ وَقَالَ بَیْنَ کَتِفَیْہِ خَاتَمُ النُّبُوَّۃِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ.

ترجمہ حضرت امیر المومنین مولائے کائنات علی المرتضٰی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اولاد میں سے (یعنی آپ کے پوتے) ابراہیم بن محمد فرماتے ہیں کہ جس وقت بھی حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب غالب علی کل غالب علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ حضرت شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین صاحب شفاعتِ کبریٰ احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور فرمایا کہ دونوں مبارک شانوں کے درمیان مُہرِ نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تمام انبیاء کو ختم کرنے والے تھے۔

تشریح یہ حدیث مبارک باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں گذر چکی ہے، یہاں پر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ اس میں مُہرِ نبوت کا ذکر ہے۔ حدیث شریف کی تشریح اس باب میں لکھ دی گئی ہے۔

حدیث ۵/۱۹ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا ابو[2] عاصم حدثنا عزرۃ[3] بن ثابت حدثنا علباء[4] احمر الیشکری قال حدثنی ابو زید[5] عمرو بن اخطب الانصاری قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم یَا اَبَا زَیْدٍ اُدْنُ مِنِّیْ فَامْسَحْ ظَھْرِیْ فَمَسَحْتُ ظَھْرَہٗ فَوَقَعَتْ اَصَابِعِیْ عَلَی الْخَاتَمِ قُلْتُ وَمَا الْخَاتَمُ قَالَ شَعْرَاتٌ مُجْتَمِعَاتٌ.

ترجمہ عمرو بن اخطب انصاری فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا، اے زید کے والد! میرے نزدیک ہو جا اور میری پیٹھ کو مل، پس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی پُشتِ مبارک کو ملنے لگا پس اچانک میری انگلیاں مُہر (نبوت) پر لگ گئیں، میں نے (یعنی علباء نے) کہا مہر (نبوت) کیا ہے (ابو زید نے) کہا کہ بالوں کا مجموعہ۔

عبد مناف کی نسل سے ہے، صحابیہ ہے اس سے صرف دو حدیثیں مروی ہیں ایک یہ اور دوسری صلاۃ ضحی سے متعلق۔ نسائی نے اس کی تخریج کی ہے اور عائشہ صدیقہ سے روایت کرتی ہے۔

اسماء الرجال
[1] دیکھو حدیث ۶ حاشیہ ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔
[2] دیکھو حدیث ۷ حاشیہ ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔
[3] دیکھو حدیث ۶ حاشیہ ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔
[4] دیکھو حدیث ۶ حاشیہ ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔
[5] دیکھو حدیث ۶ حاشیہ ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔

اسماء الرجال
[1] دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۱۔
[2] نام الضحاک ہے، کنیت ابو عاصم ہے، البصری ہیں، امام بخاری کے شیخ ہیں، صاحب مناقب وفضائل ہیں، ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔
[3] عزرہ بن ثابت بن ابی زید الانصاری البصری ہے، اصحاب ستہ نے ان سے تخریج کی ہے۔

حل لغات اُدْنُ. نزدیک آ، قریب ہو۔ وَقَعَتْ، وَقُعٌ سے ہے۔ اچانک چھوجانا، اچانک پڑ گئیں۔ شَعْرَاتٌ بال۔ شعر کی جمع ہے۔ مُجْتَمِعَاتٌ، مجموعہ۔

تشریح حضرت ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ مواہب اللدنیہ صہ۳۱ پر تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا یہ بھی معنی ہے کہ:۔

"انه صلى الله عليه واله وسلم علم بنور النبوة ان ابازيد يريد معرفة كيفية الخاتم فامره ان يمسح ظهره"

کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور نبوت سے جان لیا کہ ابازید مُہر نبوت کی کیفیت معلوم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں لہذا ان کو پشت مُبارک ملنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔

اور ارشاد ہے کہ "بالوں کا مجموعہ تھا" چونکہ مہر نبوت کے اطراف میں بال تھے، اس لئے انہوں نے اس طرح ذکر کیا ورنہ حقیقتاً تو مہر نبوت گوشت کی گلٹی جیسی تھی۔

جامع المصنف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے دُعا بھی فرمادی تھی کہ "اے میرے اللہ! اس کو زینت بخش دے" اَللّٰھُمَّ جَمِّلْهُ "راوی کا بیان ہے کہ" ان کی عمر کچھ اوپر سو برس کی ہوئی مگر ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے مگر چند ایک" بیہقی کی روایت ہے کہ "چہرہ پر ایک ذرہ بھر شکن نہ تھا، صاف اور روشن جیسے جوانوں کا چہرہ ہوتا ہے۔"

حدیث ۶/۲ حدثنا ابو عمار الحسين بن حريث الخزاعي حدثنا علي بن حسين بن واقد حدثني ابي حدثني عبد الله بن بريدة قال سمعت ابي بريدة يقول جَاءَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عليه واله وسلم حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بِمَائِدَةٍ عَلَيْهَا رُطَبٌ فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم فَقَالَ يَا سَلْمَانُ مَا هٰذَا فَقَالَ صَدَقَةٌ عَلَيْكَ وَعَلٰى اَصْحَابِكَ فَقَالَ اِرْفَعْهَا فَاِنَّا لَا نَاكُلُ الصَّدَقَةَ قَالَ فَرَفَعَهَا فَجَاءَ الْغَدَ بِمِثْلِهِ فَوَضَعَهُ بَيْنَ يَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم فَقَالَ مَا هٰذَا يَا سَلْمَانُ فَقَالَ هَدِيَّةٌ لَكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم لِاَصْحَابِهِ ابْسُطُوْا ثُمَّ نَظَرَ اِلَى الْخَاتَمِ عَلٰى ظَهْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه واله وسلم فَاٰمَنَ بِهٖ

ایک جماعت سے روایت کرتا ہے عمرو بن دینار اور وکیع ابن جہد ... العلقمہ نے اس سے روایت کی ہے اور یہ ثقہ تک۔

۲۔ علی بن الحسن الیشکری عمرو وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن واقد وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ یہ ثقہ اور صدوق ہیں۔ مصنف، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ تخریج کرتے ہیں۔

۳۔ ابو زید عمرو بن اخطب انصاری البدری، ... جلیل صحابی ہیں۔ مسلم اور حضرات اربعہ نے ان سے تخریج کی ہے۔

كَانَ لِيَهُودِ فَاشْتَرَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم بِكَذَا وَكَذَا دِرْهَمًا عَلَى اَنْ يَغْرِسَ لَهُمْ نَخْلًا فَيَعْمَلَ سَلْمَانُ فِيهِ حَتّٰى تَطْعَمَ فَغَرَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم النَّخْلَ اِلَّا نَخْلَةً وَاحِدَةً غَرَسَهَا عُمَرُ فَحَمَلَتِ النَّخْلُ مِنْ عَامِهِ وَلَمْ تَحْمِلِ النَّخْلَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم مَا شَاْنُ هٰذِهِ النَّخْلَةِ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم اَنَا غَرَسْتُهَا فَنَزَعَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم فَغَرَسَهَا فَحَمَلَتْ مِنْ عَامِهِ.

ترجمہ عبداللہ بن بریدہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی بریدہ سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ جس وقت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو جناب سلمان فارسی ایک تھنوس لے کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جو کہ تازہ کھجوروں سے بھرا ہوا تھا، حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حضور میں یہ تھنوس رکھ دیا گیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے سلمان یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے لئے صدقہ لایا ہوں، حضور نبی برحق صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اس تھنوس کو اٹھا لے جا ہم صدقہ نہیں کھاتے (راوی کہتا ہے) پس وہ تھنوس اٹھا دیا گیا۔ پھر دوسرے دن سلمان فارسی پہلے تھنوس کی مانند تازہ کھجوروں کا بھرا ہوا تھنوس لائے اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے سلمان یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تحفہ ہے پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ارشاد فرمایا کہ ہاتھ پھیلاؤ، پھر سید الکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی اور ایمان لے آئے، پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان کو اتنے اتنے درہموں میں خرید لیا (یعنی مکاتب بنا دیا) اور ساتھ ہی اس شرط پر کہ اس یہودی کے لئے کھجور کے درخت بوئے جائیں اور سلمان ان درختوں کی نگرانی کریں یہاں تک کہ وہ پھل لائیں اور پھل کھایا جائے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے بابرکت ہاتھوں سے وہ پودے بو دیئے سوائے ایک پودے کے جسے جناب عمر (رضی اللہ عنہ) نے بویا، تو تمام پودے ایک سال ہی میں پھل لے آئے سوائے اس ایک کے، پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس درخت کو کیا ہوا؟ جناب عمر نے جواب دیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) اس کو میں نے بویا تھا۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس پودے کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور

چھ پنے دستِ مُبارک سے وہاں پودا لگا دیا پس وہ اسی سال پھل لے آیا

حل لغات حِيْنَ. جس وقت، قَدِمَ. آئے تشریف لائے۔ مَائِدَةٌ خوان سینوں۔ رُطَبٌ تر و تازہ کھجوریں۔ غَدٍ. کل، دُوسرے دن۔ اُبْسُطُوا. پھیلاؤ ہاتھ بڑھاؤ آگے بڑھو۔ يَغْرِسُ. بوٹے لگائے غَرْسٌ. مصدر ہے۔ نَخِيْلٌ. کھجور کا درخت۔ نَزَعَهَا. اسے اکھیڑ پھینکا۔ نَزْعٌ مصدر ہے اکھیڑنا، معزول کرنا، مارنا، کھینچنا، سینچنا، مرنے کے قریب ہونا۔

تشریح جناب سلمان فارسی فارس کے رہنے والے تھے۔ فارس اصفہان کے علاقہ کو کہتے ہیں آج کل یہ ایران ہے آپ مجوسی آتش پرست تھے، ابتداء ہی سے عبادت گذار زاہد اور راہبانہ طبیعت رکھتے تھے تحقیق مذاہب پر کافی محنت کی صاحب علم تھے اسی لئے تلاشِ حق میں مصروف رہے۔ آتش پرستی چھوڑ کر عیسائیت قبول کی ایران سے عراق آئے پادریوں اور راہبوں کی خدمت میں رہ کر وافر علم حاصل کیا۔ بغداد سے موصل، موصل سے نصیبین، نصیبین سے عموریا مختلف عیسائی عالموں اور راہبوں کی خدمت کی۔ عموریا کا یہ پادری نہایت ہی خدا ترس، نرم دل اور کتب سماویہ کا بہترین عالم تھا جب وہ مرنے لگا تو جناب سلمان نے اس سے پوچھا اب میں کس کے پاس جاؤں، اس نے جواب دیا کہ عیسائی علماء ختم ہو چکے ہیں۔ عرب میں دینِ ا داعی نبی آخر الزماں پیدا ہو گا اور مدینہ شریف کی تمام نشانیاں ان کو بتلا دیں اور کہا کہ اس پیغمبر کی یہ علامت ہے کہ وہ صدقہ نہیں کھائے گا ہدیہ قبول کرے گا اور اس کے دونوں مونڈھوں کے درمیان مُہرِ نبوت ہوگی جناب سلمان عموریا سے نکل پڑے اثنائے سفر چند تاجروں سے پالا پڑ گیا وہ ان کو مکہ مکرمہ لے آئے اور اپنا غلام ظاہر کر کے مدینہ منورہ کے بنی قریظہ قبیلہ کے ایک یہودی زمیندار پر فروخت کر دیا۔ اس یہودی کے ساتھ مدینہ طیبہ پہنچ گئے۔ جناب سلمان فرماتے ہیں کہ جو نشانیاں عموریا کے پادری نے بتائی تھیں مدینہ پاک میں وہ سب کی سب بعینہٖ موجود تھیں۔ اب میرے دل میں وہی تلاش کا جذبہ اُمڈ آیا اور میں دریافت کرتا رہا کہ آیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو کہ حق کی معرفت عطا کرے اور ان علامتوں والی شخصیت مجھے مل جائے جو اس پادری نے بتلائی تھیں اس تلاش میں پتہ چلا کہ قبا میں ایک صاحب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں اور نبوت الٰہی کے داعی ہیں۔ میں اپنی شناخت کو پورا کرنے کے لئے ایک خوان میں تازہ کھجوریں لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور کھجوریں پیش کر کے عرض کیا کہ "یہ صدقہ ہے آپ لے لیں" تو آپ نے فرمایا "اسے اٹھا لے ہم صدقہ نہیں کھاتے" دوسرے دن پھر اسی طرح کھجوریں حاضر کیں اور عرض کیا کہ "یہ تحفہ ہے قبول کر لیں" ارشاد فرمایا "اے صحابہ ہاتھ بڑھاؤ" یعنی کھاؤ اور سب میں تقسیم فرما دیں اب جناب سلمان کی دونوں شناختیں پوری ہو گئیں یعنی صدقہ نہیں لیا اور تحفہ قبول کر لیا۔ اب تیسری شناخت

باقی بچی کہ مُہرِ نبوت کی زیارت سے مشرف ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع کے قبرستان میں ایک جنازہ پر تشریف لے گئے
تھے اور بیٹھے ہوئے تھے جناب سلمان آپ کی پیٹھ مبارک کی طرف آتے ہیں اور جاتے ہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
نورِ نبوت سے جناب سلمان کے قلبی ارادہ کو ملاحظہ فرمالیا اور از راہِ شفقت و تلطف اپنی کمر مبارک سے کپڑا اُٹھا لیا بس پھر کیا تھا۔
جناب سلمان کی کیفیت بدل گئی اور جیسا کہ مولوی محمد زکریا دیوبندی محدث سہارنپوری نے شرح شمائل میں صفحہ ۳ پر لکھا " میں
جوش میں اس پر (مُہرِ نبوت) جُھکا اور اس کو چُوم رہا تھا اور رو رہا تھا " جب جناب سلمان کی تسلی ہوگئی تو " پس ایمان لے آئے "
حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دن گذر جانے کے بعد جناب سلمان سے فرمایا کہ اپنے آقا سے اس غلامی کا مکاتبت پر فیصلہ
کرلو۔ چنانچہ جناب سلمان نے دو باتوں پر یہودی سے فیصلہ کرلیا۔ پہلی شرط یہ تھی کہ چالیس اوقیہ سونا ادا کرے۔ دوسری شرط یہ تھی کہ اس
یہودی کے باغ میں تین سو درخت کھجور کے بوئے اور جب تک وہ پکا کھانے کا پھل نہ لائیں جناب سلمان ان کی چوکیداری کریں جب
یہ دونوں شرطیں پوری ہوں تو پھر جناب سلمان غلامی سے آزاد ہوجائیں گے۔ جناب سلمان نے یہ دونوں شرطیں اپنے آقا و مولیٰ ملجا
و ماویٰ ہادیِ برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کردیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفسِ نفیس اس یہودی کے باغ
میں تشریف لے گئے اور جناب سلمان ایک ایک پودا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اپنے بابرکت ہاتھوں سے وہ پودے لگاتے یہاں تک کہ سوائے ایک پودے کے تمام پودے لگا دیئے " وہ ایک
پودا جناب عمر فاروق نے بویا۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ تھا کہ ایک برس کے اندر اندر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا لگایا ہوا باغ پھلا پھولا اور پھل دینے لگا مگر وہ ایک پودا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لگایا تھا پھل نہ لایا " یہ حضور پاک صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک عظیم معجزہ تھا جس نے مدینہ طیبہ کے لوگوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ ارشاد ہے کہ " آپ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اس درخت کو کیا ہوا " جناب سیدنا عمر فاروق نے عرض کیا " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو میں
نے بویا تھا " سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پودے کو اکھیڑ کر پھینک دیا اور پھر اپنے دستِ مبارک سے وہاں دوسرا پودا
لگا دیا " فرماتے ہیں کہ " وہ اسی سال پھل لے آیا " سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات ہیں کہ بارانِ رحمت کی
طرح برس رہے ہیں، اِدھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیال مبارک میں کوئی بات آتی اُدھر معجزانہ طور پر وہ پوری ہوجاتی۔
اس واقعہ میں یہ دوسرا معجزہ تھا اور تیسرا معجزہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ سونا آیا جو کہ تھوڑا تھا آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے وہ سونا جناب سلمان کو دے دیا کہ اس میں سے مالک کو چالیس اوقیہ دے دے (ایک اوقیہ بروزن چالیس درہم ہے اور

ایک درہم ۴ ماشہ کا ہوتا ہے، جناب سلمان نے عرض کیا کہ "حضور یہ ناکافی ہے" آپ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ اسی سے پورا فرمادے گا" جناب سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے اسی سے چالیس اوقیہ سونا وزن کرکے اپنے یہودی مالک کو دے دیا" گویا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہی جناب سلمان رضی اللہ عنہ کی بدلِ کتابت خود ادا فرمائی۔

حدیث ۲۱ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا بشر[2] بن الوضاح انبأنا ابو[3] عقیل الدورقی عن ابی نضرۃ[4] العوفی قال سألت ابا سعید[5] الخدری عن خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یعنی خاتم النبوۃ فقال کان فی ظھرہ بضعۃ ناشزۃ۔

ترجمہ ابی نضرۃ العوفی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی سعید خدری سے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مُہر کے متعلق دریافت کیا یعنی مُہرِ نبوت کے بارے میں، اس نے جواب دیا کہ وہ (مُہرِ نبوت) رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی کمر مبارک میں ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔

حل لغات
بِضعَۃٌ۔ گوشت کا ٹکڑا۔
نَاشِزَۃٌ۔ اُبھرا ہوا گوشت، گوشت کا کچھ اُٹھا ہوا۔

حدیث ۲۲ حدثنا ابو الاشعث[1] احمد بن المقدام العجلی البصری حدثنا حماد[2] بن زید اخبرنا عاصم[3] الاحول عن عبد[4] اللہ بن سرجس قال اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وھو فی ناس من اصحابہٖ فدرت ھٰکذا من خلفہٖ فعرف الذی ارید فالقی الرداء عن ظھرہٖ فرأیت موضع الخاتم علی کتفیہ مثل الجمع حولھا خیلان کانھا ثآلیل فرجعت حتی استقبلتہ فقلت غفر اللہ لک یا رسول اللہ فقال ولک فقال القوم استغفر لک رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فقال نعم ولکم ثم تلا ھٰذہ الاٰیۃ واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات۔

ترجمہ عبداللہ بن سرجس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نورِ مجسم رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر

اسماء الرجال

ع۱ محمد بن بشار دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ بشر بن الوضاح بشر صدق کے وزن پر ہے۔ الوضاح یہ ابو الہیثم ہے۔ ابن حبان نے اسے ثقہ کہا ہے۔ خرج لہ فی الشمائل، ابی عقیل وغیرہ سے روایت کی ہے اور اس سے بزار وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ع۳ ابو عقیل الدورقی۔ اس کا نام بشیر ہے عقبہ کا بیٹا ہے۔ دورق فارس میں ایک شہر ہے اس کی نسبت سے دورقی کہلاتا ہے، ثقہ ہے، شیخان اور المصنف نے تخریج کی ہے۔ ابی المتوکل اور العبدی سے روایت کرتا ہے اور اس سے بہر روایت کرتا ہے۔ مواہب اللدنیہ کے حاشیہ پر مصحح نے لکھا ہے کہ معروف بہز ہے، بہر نہیں ہے۔ بہز بن حکیم بن معاویہ بن حیدہ القشیری

ع۴ ابی نضرۃ، اجل تابعین سے ہے۔ اس کا نام المنذر بن مالک بن قطعہ ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

ع۵ ابا سعید۔ سعید بن مالک بن سنان الخدری ہے اخرج حدیثہ ارباب الصحاح الستۃ۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی کہ دین اسلام کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کروں گا۔

ہُوا، اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کے درمیان رونق افروز تھے پس میں ان کی پُشت کی طرف سے گرد گھوما، میں جو چاہتا تھا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے اس ارادے کو پہچان گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پشت مُبارک سے چادر ہٹالی پس میں نے آپ کے کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت کی جگہ دیکھی جو کہ بند مٹھی کے برابر تھی اور اس کے چاروں طرف تل تھے گویا پتوڑی کی طرح۔ پھر میں لوٹ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کی طرف آیا تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! اللہ آپ کی مغفرت فرمائے۔ آپ نے فرمایا تمہاری بھی مغفرت ہو، حاضرین نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ آپ کو مغفرت عطا فرمائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں اور تم سب کو بھی مغفرت عطا فرمائے۔ پھر یہ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔ واستغفر لذنبك وللمومنين والمومنات۔

حل لغات

وَهُوَ فِي نَاسٍ۔ صحابہ میں۔ فَدُرْتُ۔ پس میں پھرا، میں گرد گھوما۔ الجَمْع۔ بند مُٹھی۔ مُکہ۔ مُشت۔ خِيلَان۔ خال، تل۔ جمع ہے۔ ثَآلِيل۔ پتوڑی کی طرح (چھوٹے چھوٹے دانے، گھنڈی مسہ)

تشریح

حضور سرورِ عالم و عالمیان دانائے رازہائے خفی و جلی جناب پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نُورِ نبوت سے جناب عبداللہ بن سرجس کے اس دلی ارادہ کو دریافت کرلیا کہ وہ مُہرِ نبوت دیکھنا چاہتے ہیں لہٰذا ازراہ شفقت و محبت اپنی کمر مُبارک سے کپڑا اٹھالیا اور عبداللہ بن سرجس نے مُہرِ نبوت کی زیارت کرلی۔ جناب عبداللہ بن سرجس نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس احسانِ عظیم اور کرم نوازی کا شکریہ اس طرح ادا کیا کہ دعا کی "اے اللہ تعالیٰ تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجات بلند فرما" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح جواب دیا۔ اس میں تعلیمِ اُمت ہے کہ اگر کوئی تم پر احسان کرے تو تم بھی اس کا شکریہ ادا کرو، اور جب کوئی تمہیں دُعا دے تو تم بھی اسی کی مانند یا اس سے بہتر دعا میں اسے جواب دو۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا۔

حضرت امام المحدثین شیخ عبدالرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۳۱ھ جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص۴۲ (از ملا علی قاری رحمہ الباری) کے حاشیہ پر شرح میں لکھتے ہیں۔

"سئل ولی الله شيخ الاسلام الحافظ	ولی اللہ شیخ الاسلام حافظ ابوزرعہ عراقی سے پوچھا
ابوزرعه العراقی: هل خاتم النبوة	گیا، کیا مُہرِ نبوت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من خصائص المصطفى وهل ولد به	کے خصائص سے تھی اور کیا جب آپ پیدا ہوئے یہ

اسماء الرجال

۱؎ ابوالاشعث احمد بن المقدام صدوق ہے۔

۲؎ حماد بن زید ثقہ ہے۔ صحاح نے تخریج کی ہے۔ ابن معین کا قول ہے "ما رایت احد اتقن منہ"۔ ابن یحییٰ کا قول ہے "ما رایت احد احفظ منہ"۔ ابن المہدی کا قول ہے "ما رایت اعلم منہ"۔

۳؎ عاصم الاحول۔ ابوعبدالرحمان سلیمان بصری کا بیٹا ہے۔ ثقہ ہے، سوائے ابن قطان کے ان کے بارے میں کسی نے گفتگو نہیں کی، اور وہ بھی اس وجہ سے کہ یہ حکمران ٹولہ میں شامل ہوگئے تھے۔ صحاح میں ائمہ ستہ نے تخریج کی ہے۔

۴؎ عبدالرحمان بن سرجس صحابی ہیں، بصرہ میں سکونت رکھی، ائمہ ستہ نے تخریج کی ہے۔

وهل دفن معه ؟ فاجاب بانه من خصائصه دون بقية الانبياء ولم ينقل انه ولد به وورد ان جبريل عليه السلام ختمه به واما دفنه معه فلا شك فانه قطعة من جسده و الاشارة به الى انه خاتم الانبياء والله اعلم ۔

تھی اور جب دفن ہوئے تو ساتھ تھی' انہوں نے اثبات میں جواب دیا، سوائے آپ کے کسی دوسرے نبی کی یہ خصوصیت نہ تھی اور نہ ہی یہ محو ہوئی کیونکہ آپ کے ساتھ ہی پیدا ہوئی اور روایت ہے کہ جبریل نے آپ کو یہ مُہر لگائی اور آپ کے ساتھ دفن ہوئی کیونکہ آپ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا تھا اور اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے. واللہ اعلم

بابُ مَاجَاءَ فِی خَاتِمَ النُّبُوَّۃ پورا ہو گیا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس کے بالوں کا بیان ہے

(اِس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

تشریح پیغمبرِ اسلام سراپا حُسن و جمال، نورِ مجسم احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سرِ اقدس پر مبارک بالوں کی اس کیفیت کا ذکر ہے کہ آیا وہ کتنے لمبے اور کتنے چھوٹے تھے، آیا وہ زیادہ تھے یا تھوڑے۔ نیز مبارک بالوں پر تیل لگانے اور مانگ نکالنے کی کیفیت کا بھی ذکر ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے مُبارک بالوں کی کیفیت جس صحابی نے جیسے دیکھی ویسے بیان کر دی اس لئے روایات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری متوفی ۱۲۷۶ھ مواہب اللدنیہ کے صفحہ ۳۶ پر لکھتے ہیں:-

قال ابن العربی الشعر فی الرأس زینۃ وترکہ سنۃ وحلقہ بدعۃ۔

ابن عربی نے کہا ہے کہ سر پر بال رکھنا زینت ہے اور ان کا چھوڑنا سنت ہے اور ان کا مونڈنا بدعت ہے۔

اور لکھتے ہیں:-

قال فی شرح المصابیح لم یحلق النبی راسہ فی سنی الھجرۃ الا فی عام الحدیبیۃ وعمرۃ القضاء وحجۃ الوداع ولم یقصر شعرہ الا مرۃ واحدۃ کما فی الصحیحین۔

شرح المصابیح میں ہے کہ ہجرت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے حدیبیہ، عمرۃ القضاء اور حجۃ الوداع کے سالوں کے بال نہیں منڈوائے اور سوائے ایک بار کے بال کم نہیں کئے کما فی الصحیحین

حدیث ۱/۲۴ حدثنا علیؒ بن حجر انبأنا اسمٰعیل بن ابراھیم عن حمیدؒ عن انسؓ بن مالك قال كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم اِلٰی نِصْفِ اُذُنَیْهِ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بال آدھے کانوں تک لٹکتے تھے۔

حل لغات شَعْرٌ۔ بال۔
اُذُنَیْهِ۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے دونوں کان مبارک۔

تشریح ارشاد ہے "حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بال مبارک آدھے کانوں تک لٹکتے تھے" جس صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک کی صورت دیکھی، ویسے ہی وہ بیان کر دی، چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نصف کانوں تک سر اقدس کے بال مبارک دیکھے تو ان کا ذکر کیا، حضرت علامہ عبدالروف مناوی شرح میں لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے خوارج کی شناخت یہ بتلائی کہ فی الصحیح عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ذکر قوما یکونون فی امتہ یخرجون فرقۃ سیماھم التحالق۔

حدیث ۲/۲۴ حدثنا ھنادؒ بن السری حدثنا عبدالرحمٰنؒ بن ابی الزناد عن ھشامؒ بن عروہ عن ابیہؒ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ وَكَانَ لَهٗ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ دُوْنَ الْوَفْرَةِ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ایک برتن سے غسل کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سر اقدس پر بال ہوتے جو کہ کندھوں کو چھوتے اور کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے۔

حل لغات اَلْجُمَّةِ۔ کندھوں تک پہنچے ہوئے بال، زلف۔ اَلْوَفْرَةِ۔ الجمہ سے کم بال، اور کانوں کی لو سے

اسماء الرجال ۱/۲۴
ع۱ دیکھو حدیث ع۶ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۳
ع۳ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۴

اسماء الرجال ۲/۲۴
ع۱ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ عبدالرحمان بن ابی الزناد ابی الزناد کا نام عبداللہ بن ذکوان ہے۔ المدنی، مولیٰ قریش ہے، صدوق ہے، بخاری نے تعلیق میں، صحاح اربعہ اور مسلم نے اپنی اپنی صحاح میں تخریج کی ہے، جب بغداد تشریف آئے تو حافظہ کمزور ہو گیا تھا ۱۷۴ھ میں فوت ہوئے۔
ع۳ ہشام بن عروہ۔ ان سے فقہ کثیر روایت کی ہے جیسے عبداللہ بن زبیر اور ابن عمرؓ سے سماع کی، ثوری، مالک بن انس، اور ابن عیینہ نے روایت کی، ۱۴۶ھ میں فوت ہوئے۔
ع۴ عن ابیہ، یعنی عروہ بن زبیر بن العوام صحابی ہیں۔ ثقہ ہیں۔ کثیر الحدیث ہیں۔ عالم، فقیہ اور ثقہ ہیں۔ مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء سے ایک ہیں۔ وہ فقہاء یہ ہیں۔

ذرا نیچے بال۔ اَلُمّہ ۔ اگر کانوں کی لو تک ہوں تو لُمّہ کہتے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "میں اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ایک برتن سے غسل کرتے تھے" یعنی پانی ایک ہی برتن میں ہوتا' اسی برتن سے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نہا لیتے اور پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اسی برتن سے باقی ماندہ پانی سے غسل کر لیتیں۔ آج کل کے بعض معتزلی فکر رکھنے والے اس حدیث کو نہایت ہی غلط معنی پہناتے ہیں جن سے ایک مومن کا دل دُکھ جاتا ہے' حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تو مجسمۂ شرم و حیا تھے' اللہ تعالیٰ ایسے بے ہودہ ' غلط عقیدوں اور باتوں کے کرنے سے اپنی امان میں رکھے آمین ثم آمین۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سرِ اقدس کے مبارک بال کندھوں کو چھوتے اور کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے" آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے مبارک بالوں کی صُورت مختلف اوقات میں مُختلف ہوتی' چنانچہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مندرجہ بالا صُورت دیکھ کر بیان فرما دی۔

حدیث ۳/۲۵ حدثنا احمد بن منیع[ع۱] حدثنا ابو قطن[ع۲] حدثنا شعبۃ[ع۳] عن ابی اسحٰق[ع۴] عن البراء بن عازب[ع۵] قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مَرْبُوْعًا بَعِیْدَ مَا بَیْنَ الْمَنْکِبَیْنِ وَکَانَتْ جُمَّتُہٗ تَضْرِبُ شَحْمَۃَ اُذُنَیْہِ۔

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد تھے' آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے دونوں مُبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی زُلفِ مبارک آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے مبارک کانوں کی لو کو بوسہ دیتی تھیں۔

حل لغات مَرْبُوْعًا۔ میانہ قد ، معتدل القامۃ ، متوسط القامۃ۔
بَعِیْدَ۔ فاصلہ ، کشادہ۔

تشریح اس حدیث مُبارک کی تشریح حدیث ع۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم میں گذر چکی ہے۔ ترجمۃ الباب آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سرِ اقدس کے مبارک بالوں کا ذکرِ خیر ہے۔

الاکل من لم یعتقد کی باعثہ
صحتہ ضیبتہ عن العنق خارجہ
عبداللہ ۲ عروہ ۳
خمسہم ابوبکر ۵ سلیمان ۶ خارجہ
قاسم ۷ سعید ۸
صائم الدھر تھے۔
ع۵ عائشہ۔ جناب سیدنا
امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ کی لڑکی ہیں صدیقہ
بنت صدیق ہیں۔ ام المومنین
ہیں۔ صدیقہ فصیحہ عالمہ اور فاضلہ
ہیں۔ تاریخ عرب کی مشہور مورخہ
ہیں۔ آپ سے کثیر احادیث مروی
ہیں صرف بخاری شریف میں
۲۲۴ احادیث مروی ہیں۔ صحابہ
اور تابعین کی ایک کثیر جماعت
نے آپ سے روایت کی ہے
آپ کو جنت کی بشارت ہے
قرآن حکیم نے آپ کی پاکدامنی
پہ شہادت دی ہے۔ تمام اکابر
صحابہ کی آپ ہی مرجع تھیں
امیر معاویہ کے دور میں ۱۷
رمضان ۵۸ھ بروز منگل
مدینہ منورہ میں وفات پائی،
اس وقت مروان حاکم مدینہ تھا۔ ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی،
آپ نے حکم دیا تھا کہ مجھے رات کو ہی دفن کیا
جائے چنانچہ راتوں رات آپ کو دفن کر دیا
گیا۔ آپ کی قبر مبارکہ البقیع میں ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۲۵

ع۱ احمد بن منیع۔ ان کی کنیت ابوجعفر
البغوی ہے، حافظ، ثقہ اور صاحب مسند
ہے۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔ محدثین
کی ایک جماعت نے ان سے روایت
کی ہے۔

حدیث ۴/۲۶ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا وھب[۲] بن جریر بن حازم حدثنی ابی[۳] عن قتادۃ[۴] قال قلت لانس کیف کان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال لم یکن بالجعد ولا بالسبط کان یبلغ شعرہ شحمۃ اذنیہ۔

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب انس سے پوچھا کہ حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس کے بال مبارک کیسے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہ پیچدار تھے اور نہ ہی سیدھے اکڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی مبارک زُلفیں کانوں کی لو تک پہنچتی تھیں۔

حل لغات حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں مشکل الفاظ کے معنی ملاحظہ کریں۔

تشریح باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں اس کی تشریح گذر چکی ہے۔

حدیث ۵/۲۷ حدثنا محمد[۱] بن یحیی بن ابی عمر المکی حدثنا سفین[۲] بن عیینۃ عن ابن ابی نجیح[۳] عن مجاھد عن ام ھانی[۴] بنت ابی طالب قالت قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم علینا مکۃ قدمۃ ولہ اربع غدائر۔

ترجمہ جنابہ ام ھانی بنت ابی طالب سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عمرہ کے لئے مکہ معظمہ قدم رنجہ فرمایا تو ہمارے ہاں بھی تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سر اقدس میں چار زُلفیں تھیں۔

حل لغات قَدِمَ۔ قدم رنجہ فرمایا، آئے، تشریف لائے۔ قَدمۃ۔ عمرہ۔ غدائر۔ غدیرہ کی جمع ہے، بالوں کی لٹیں، زلفیں، چوٹی، مینڈھی۔

تشریح سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بقول صاحب جمع الوسائل ص۴۸ حضرت علامہ مُلا علی قاری رحمہ الباری چار بار مکہ مکرمہ میں قدم رنجہ فرمایا۔

۲؎ ابو نقطن ان کا نام عمرو بن الھیثم الزبیدی ہے۔ صدوق اور ثقہ ہے۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔

۳؎ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

۴؎ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

۵؎ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال ۴/۲۶

۱؎ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

۲؎ وھب بن جریر بن حازم الازدی البصری ہیں۔ ابن معین اور العجلی نے کہا ہے کہ ثقہ ہے النسائی نے کہا ہے "لاباس به و تکلم فیه عفان۔"

ہشام بن حسان سے روایت کرتے ہیں اور احمدان سے روایت کرتے ہیں۔ اصحاب ستہ نے ان سے تخریج کی ہے۔ جب ۲۰۶ھ میں حج سے واپس آ رہے تھے تو فوت ہوگئے اور بصرہ میں دفن ہوئے۔

۳؎ ابی یعنی اپنے باپ سے۔ ان کا نام جریر اور کنیت ابو النضر ہے۔ قتادہ کی روایت میں ان کی حدیث میں ضعف ہے۔ جناب حضرت علامہ قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں "ولہ اوھام اذا حدث عن حفظہ و مع ھذا روی حدیثہ الائمۃ

"كان لرسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم قدومات اربعة لمكة، عمرة القضاء وفتح مكة وعمرة الجعرانة ولحجة الوداع۔"

یعنی عمرۃ القضاء جو کہ ۷ھ میں ہوا، فتح مکہ جو کہ ۸ھ میں ہوئی، عمرۃ الجعرانۃ اسی سفر میں ہوا۔ اور حجۃ الوداع جو کہ ۱۰ھ میں ہوا۔

نیز حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا ام ھانی کے گھر تشریف فرما ہونا بقول صاحب جمع الوسائل فتح مکہ کے موقع کا دن تھا۔ ارشاد ہے "کہ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سراقدس کے بالوں کی چار زلفیں بنی ہوئی تھیں" یعنی بال مبارک چار لٹوں میں منقسم تھے۔ معلوم ہوا کہ مبارک بالوں کی جو صورت جناب ام ھانی نے دیکھی وہ بیان فرمادی۔

حدیث ۶/۲۸ حدثنا سويد[1] بن نصر حدثنا عبد الله[2] بن المبارك عن معمر[3] عن ثابت[4] البناني عن انس[5] اَنَّ شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه واٰله وسلم كَانَ اِذَا اِنْصَافِ اُذُنَيْهِ۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے یہ کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے نصف (مُبارک) کانوں تک ہوتے تھے۔

حل لغات اِنْصَاف۔ آدھے تک پہنچنا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے بال مبارک آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے نصف (مُبارک) کانوں تک ہوتے تھے" جناب انس رضی اللہ عنہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے بالوں کی اس صورت کو دیکھا تو ویسے ہی ذکر کر دیا، ورنہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے بالوں کی مختلف صورتیں تھیں جیسا کہ احادیث مُبارکہ میں ذکر ہو رہا ہے۔

السنۃ فی صحاحہم" اور علامہ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اجمعوا علی زھدہ وعلمہ" ۳؎ قتادہ، والد کا نام دعامہ ہے، کنیت ابی الخطاب ہے، بصری ہے، ثقہ ہے، جلیل تابعی ہے، بزار اور اکمہ تھے، الکشاف نے کہا ہے "لم یکن فی ھذہ الامۃ اکمہ ممسوح غیرہ" ائمہ ستہ اجمعوا علیہ وزھدہ، نے اس سے تخریج کی ہے۔ ۱۱۷ھ میں انتقال کیا۔ ۴؎ انس بن مالک، دیکھیے حدیث ۷؎ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۴؎

اسماء الرجال ۵/۲۸

۱؎ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر المکی، فی الاصل العدنی ہے، صدوق ہے، ضعیف السند ہے، ابو حاتم نے کہا: "کان فیہ غفلۃ"۔ مسلم نے اپنی صحیح میں اس سے اکثر روایتیں لی ہیں، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ تخریج کرتے ہیں۔ شمائل اور مسلم میں جہاں بھی ابن عمر سے روایت ہو تو مراد محمد بن یحییٰ ہی ہوتا ہے۔ ۲۵۸ھ میں انتقال کیا۔ ۲؎ سفیان ابن عیینہ۔ ابی محمد بن ابی عمر کنیت ہیں۔ الہلالی الکوفی ہے، الاعور تھا علامہ کبیر ہے۔ ابن دینار سے حدیث بیان کرتا ہے۔ احمد اور ابن المدینی اس سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ، ثبت، عالم، زاہد اور عابد ہیں۔ کوفہ کا رہنے والا تھا اور مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کی۔ امام شافعی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حدیث ۲۹ ع۷ حدثنا سوید[۱] بن نصر حدثنا عبد[۲] اللہ بن المبارک عن یونس[۳] بن زید عن الزہری[۴] حدثنا عبید[۵] اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کَانَ یَسْدِلُ شَعْرَہٗ وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرِقُوْنَ رُؤُسَہُمْ وَکَانَ اَہْلُ الْکِتٰبِ یَسْدِلُوْنَ رُءُوْسَہُمْ وَکَانَ یُحِبُّ مُوَافَقَۃَ اَہْلِ الْکِتٰبِ فِیْ مَالَمْ یُؤْمَرْ فِیْہِ بِشَیْءٍ ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم رَاْسَہٗ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے سر اقدس کے بال مبارک یونہی چھوڑ دیتے تھے' درآنحالیکہ مشرکین اپنے سروں کے بالوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے. نیز اہل کتاب بھی سر کے بال یونہی چھوڑ دیتے تھے اور جب تک اس بارے میں کوئی حکم نہیں ہوا آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم (مشرکین کے مقابلہ میں) اہل کتاب کی موافقت کو اچھا سمجھتے تھے. پھر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے سر اقدس کے بالوں میں مانگ نکالا کرتے۔

حل لغات یَسْدِلُ، مصدر سَدْلٌ ہے. وہ یونہی چھوڑ دیتے. یونہی لٹکے رہتے، یَفْرِقُوْنَ. مانگ نکالتے تھے. سر کے بال وسط سے دو حصوں میں کرتے تھے۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر جب تک حکم الٰہی نہ ہوتا اس بات کو اچھا جانتے کہ اہل کتاب کی موافقت کی جائے. اس لئے اہل کتاب کے کام پر ان کے پیغمبر کی کوئی سند تو ہوگی' برخلاف مشرکین کے کہ ان کے ہاں تو کوئی سند ہی نہیں اور جب احکام الٰہی آجاتے تھے تو آپ یہود و نصاریٰ کی مخالفت میں کام کرتے۔

حدیث ۳۰ ع۸ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[۲] بن مہدی عن ابراہیم[۳] بن نافع المکی عن ابن[۴] ابی نجیح عن مجاہد[۵] عن ام ہانی[۶] قَالَتْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ذَا ضَفَائِرَ اَرْبَعٍ۔

ترجمہ ام ھانی سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دیکھا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے چار گیسو تھے۔

حل لغات ضَفَائِرُ. گیسو، زلف، ضَفِیْرٌ کی جمع ہے. ذَا. صاحب، والا۔

اسماء الرجال ع۲۸

جناب امام المحدثین عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ
المغفلی التمیمی ہیں. الائمۃ الاعلام سے ہیں
ع۲ عبد اللہ بن مبارک بن واضح
۱۸۱ھ میں فوت ہوئے.
ہے. ترمذی اور نسائی تخریج کرتے ہیں.
ابن مبارک اور ابن عیینہ سے روایت کرتا
ع۱ سوید بن نصر المروزی ثقہ ہے.

ارشاد ہے "لولا مالك وسفين لذهب علم الحجاز" نیز تابعین سے بھی کی ہے روی سفین الثوری عن القطان عن ابن عیینۃ وھذا الطریق من روایۃ الاکابر عن الاصاغر بواسطہ ۱۹۰ھ میں فوت ہوا.

ع۴ ابن ابی نجیح. ان کا نام عبد اللہ ہے. ترمذی وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے. ۱۳۱ھ میں فوت ہوئے.

ع۵ مجاہد. جبر یا جبیر کا بیٹا ہے. المخزومی ہے ثقہ ہے. علم اور تفسیر کا امام ہے. ائمہ نے تخریج کی ہے. سجدہ کے اندر بحالت سجدہ ۱۰۳ھ میں فوت ہوئے.

ع۶ ام ھانی. ان کا نام فاختہ یا عاتکہ یا ھند ہے. ابو طالب کی لڑکی ہے. فتح مکہ پر ایمان لائی. ۴۶ احادیث ان سے روایت ہیں ان سے جعدہ، عروہ اور ایک گروہ نے روایت کیا ہے. حکومت امیر معاویہ میں انتقال ہوا.

تشریح اس باب میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس کے مبارک بالوں کی مختلف صورتیں بیان ہوئی ہیں ان تمام صورتوں کی تطبیق حضرت مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری اپنی کتاب حلاوۃ المتعلمین میں اس طرح فرماتے ہیں:-

"اگر گویند کہ از حدیث بالا مفہوم شد کہ موئے مُبارک آنسرور در دو خدا برو ، بنرمہ گوش رسیدہ و ازیں حدیث چناں فہمیدہ شد کہ از نرمہ گوش گذشتہ بر دو دوش رسیدہ ، و در روایتے دیگر آمدہ بود کہ موئے او تا دو گوش او ، در صحیحین واقع شدہ کہ بود موئے او تا انصاف ہر دو گوش او۔

پس رفع اختلافات روایات چہ باشد، جواب گویم کہ اختلاف روایات بنا بر اختلاف اوقات است ، وقتے کہ آنسرور قصر موئے مبارک می فرمود، تا بگوش می بود یا نرمہ گوش یا نیمہ گوش، وقتے کہ ترک قصری کردے دراز می شدے تا بہ دوش، پس چنانچہ دیدا اند خبر دادہ اند ، واللہ اعلم۔"

"اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے اوپر والی حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کانوں کی لو تک پہنچتے تھے اور اس حدیث سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ کانوں کی لو سے گذر کر دونوں مُبارک کندھوں تک پہنچتے تھے اور صحیحین میں آیا ہے، کہ دونوں کانوں مبارک کے آخر تک پہنچتے تھے لہٰذا یہ اختلاف روایات کس طرح حل ہوگا" اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ یہ اختلاف روایات اختلافِ اوقات پر مبنی ہے جس وقت آنسرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر فرماتے تو بال مبارک کانوں کی لو یا نصف کانوں تک پہنچتے اور جس وقت ترکِ قصر فرماتے تو بال مبارک لمبے ہو جاتے یہاں تک کہ کندھوں مبارک تک پہنچ جاتے بہر حالت میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا اسی کیفیت کو بیان فرما دیا واللہ اعلم۔"

باب مَاجَآءَ فِی شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

○

التوفی ۲۰۰ھ لکھتے ہیں: "ثقہ ثبت حجۃ جمع علماً عظیماً من فقہ وادب و تصوف وزہد و شعر" ۱۸۱ھ میں فوت ہوئے۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔
۳ معمر بن راشد البصری ہیں نزیل یمن ہوئے۔ ائمہ ستہ نے ۱۵۴ھ میں تخریج کی ہے۔ فوت ہوئے۔
۴ ثابت بن اسلم ہے۔ ثقہ عابد زمانہ ہے، جلیل القدر ہے، صاحب مناوی لکھتے ہیں "ولہ کرامات"، حضرت انس کی صحبت میں چالیس برس رہے۔ ۱۲۳ھ میں انتقال ہوا ہے۔
۵ انس: دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال ۲۹
۱ سوید بن نصر، دیکھو حدیث ۲۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔
۲ عبداللہ بن مبارک، دیکھو حدیث ۲۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔
۳ یونس بن یزید الایلی ہے۔ ائمہ نے اس سے تخریج کی ہے۔
۴ الزہری، دیکھو حدیث ۱۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک بالوں میں کنگھی (یا کنگھا) کرنے کا بیان ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

تشریح حضور پاک شفیع المذنبین، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، محبوب رب العالمین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مانگ نکالنا، کنگھی کرنا، تیل لگانا، سر اقدس کے مبارک بالوں کو پاک صاف اور آراستہ کرنا وغیرہ کیفیات کا ذکر خیر اس باب میں کیا گیا ہے۔

الترجل والترجیل ھو تحسین الشعر وتنظیفه وتنظیمه وتسریحه

ابن حجر فرماتے ہیں۔ والترجیل من باب النظافة۔ بالوں کو آراستہ کرنا، صاف ستھرا رکھنا، درست کرنا اور کنگھی کرنا، پاکیزگی اور ستھراپن سے تعلق رکھتا ہے اسی لئے یہ مندوب ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے، اَلنَّظَافَةُ مِنَ الْاِیْمَانِ، پاکیزگی ایمان سے ہے۔ دُوسرا ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی نَظِیْفٌ یُحِبُّ النَّظَافَةَ۔ اللہ تعالیٰ پاک صاف ستھرا ہے پاکی اور صفائی کو پسند فرماتا ہے۔

ع۵ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ۔ ائمہ نے ان سے تخریج کی ہے، ان کا باپ بھی علماء وقت میں سے تھا اور کبیر تابعی تھا اور ان کا دادا عتبہ عبداللہ بن مسعود کا بھائی تھا۔

ع۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال ع۳۴

ع۱ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

ع۲ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ ثقہ، حافظ، عادل، ثبت، عارف بالرجال ہے۔ اخرج له الستة۔ ۱۹۸ھ میں بصرہ میں فوت ہوئے۔

ع۳ ابراہیم بن نافع المکی، مخزومی ہے، ثقہ حافظ ہے۔ الستہ نے اس سے روایت کی ہے۔

ع۴ دیکھو حدیث ۵/۲۶ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

ع۵ دیکھو حدیث ع۵/۲۶ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۶ دیکھو حدیث ع۵/۲۶ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

حدیث ۱/۳۱ حدثنا اسحٰق[1] بن موسی الانصاری حدثنا معنٌ[2] بن عیسیٰ حدثنا مالكٌ[3] بن انس عن هشامٍ[4] بن عروة عن ابيه[5] عن عائشة[6] رضی اللہ عنها قَالَتْ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه واٰله وسلم وَاَنَا حَائِضٌ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اس حال میں کہ میں ایام ماہواری میں ہوتی۔

حل لغات اُرَجِّلُ ۔ میں کنگھی کرتی تھی، واحد متکلم ہے ۔ حَائِضٌ یا حَائِضَه، وہ عورت جس کو حیض آتا ہو۔ یہ اسی طرح ہے جیسے مُرْضِعٌ اور مُرْضِعَة "دودھ پلانے والی عورت" یا اور طَالِقٌ اور طَالِقَةٌ طلاق والی عورت۔

تشریح ارشاد ہے " میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس کے بالوں میں کنگھی کرتی تھی اس حال میں کہ میں ایام ماہواری میں ہوتی " ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے اس ارشاد گرامی سے ثابت ہوا کہ حائضہ عورت کے ساتھ مخالطت جائز ہے سوائے ہم بستری کے، حائضہ عورت کے ہاتھ اور تمام بدن کو سوائے اس جگہ کے جہاں یہ پلید خون لگا ہو چھونا بلا کراہیت جائز ہے ۔ جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"دریں حدیث دلیل است برآنکہ مخالطت زن حائضہ جائز است بلا کراہیت، دستہا وسائر بدن او پاک است مادامی کہ خون آلودہ نشدہ باشد۔"

حدیث ۲/۳۲ حدثنا یوسُف[1] بن عیسیٰ حدثنا وکیعٌ[2] حدثنا الربیع[3] بن صبیح عن یزید[4] بن ابان هو الرقاشی عن انسٍ[5] بن مالك قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه واٰله وسلم يُكْثِرُ دُهْنَ رَأْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ حَتّٰى كَاَنَّ ثَوْبَهٗ ثَوْبُ زَيَّاتٍ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سرور کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر سر اقدس میں تیل ڈالا کرتے تھے اور بسا اوقات داڑھی مبارک میں کنگھی کیا کرتے تھے اور اکثر سربند باندھتے تھے یہاں تک سر مبارک پر باندھے

اسماء الرجال حدیث ۳۱

۱ اسحٰق بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ بن یزید انصاری ہے، ابن عیینہ، اشجعی، ابن وہب اور العنبری وغیرہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن خزیمہ، مسلم، مصنف اور النسائی وغیرہم روایت کرتے ہیں۔ صدوق ہے ثقہ ہے متقی ہے۔

۲ معن بن عیسیٰ، الاشجعی ہے ثقہ ثبت ہے سوائے ابن ماجہ کے باقی صحاح ستہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

۳ مالک بن انس، دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ ہشام بن عروہ، دیکھو حدیث ۲۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

۵ عن ابیہ، دیکھو حدیث ۲۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

۶ عن عائشہ، دیکھو حدیث ۲۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

اسماء الرجال حدیث ۳۲

۱ یوسف بن عیسیٰ، اس کی کنیت ابو یعقوب ۔ ثقہ ہے سوائے ابن ماجہ کے باقی صحاح ستہ نے اس سے تخریج کی ہے ۲۴۹ھ میں انتقال کیا۔

۲ وکیع، دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ الربیع بن صبیح، السعدی البصری صدوق ہے،

کا کپڑا (سربند) تیلی کے کپڑے کی طرح (چکنا) ہوجاتا تھا۔

حل لغات | يُكْثِرُ۔ کثرت سے۔ لبا اوقات۔ دَهَنَ۔ تیل لگاتے۔ دُهْنُ بمعنی تیل۔ تَسْرِيْح۔ چرانا، چھوڑ دینا رخصت کرنا، طلاق دینا، آسان کرنا، کھول دینا۔ جب بالوں کے ساتھ آئے تو کنگھی کرنا مراد ہوتا ہے۔ قِنَاع۔ نقاب، گھونگھٹ، اوڑھنی، دوپٹہ، سربند، اس کی جمع اِقْنَاعٌ اور اِقْنَعَةٌ آتی ہے۔ ثَوْبٌ، کپڑا۔ پارچہ زَيْتٌ۔ تیل، زَيَّاتٌ۔ تیلی۔

تشریح | ارشاد ہے "کہ حضور سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر سرِ اقدس میں تیل ڈالا کرتے تھے"، معلوم ہوا کہ سرِ مبارک کو تیل سے تر فرمایا کرتے تھے اور داڑھی مبارک میں کنگھی کرتے تھے اور سرِ اقدس پر عمامہ شریف کے نیچے رومال کی طرح کا کپڑا باندھ لیتے تاکہ عمامہ مبارک تیل کی چکناہٹ سے میلا نہ ہو۔ چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج شریف اور طبیعت شریف انتہائی نظافت پسند تھی اس لئے عمامہ مبارک کو بھی تیل کی چکناہٹ سے بچانے کے لئے اور پاک صاف رکھنے کے لئے یہ کپڑا استعمال فرمائے۔

حدیث ۳۳ | حدثنا هناد[1] بن السري حدثنا ابو الاحوص[2] عن اشعث[3] بن ابي الشعثاء عن ابيه[4] عن مسروق[5] عن عائشة رضي الله عنها قالت اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واٰله وسلم لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِيْ طُهُوْرِهٖ اِذَا تَطَهَّرَ وَفِيْ تَرَجُّلِهٖ اِذَا تَرَجَّلَ وَفِيْ اِنْتِعَالِهٖ اِذَا انْتَعَلَ۔

ترجمہ | ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے وقت داہنی جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے تھے اور اسی طرح جب کنگھی فرماتے تھے تو داہنی جانب سے کرتے تھے نیز جس وقت جوتی مبارک پہنتے تھے تو داہنی جوتی پہنتے۔

حل لغات | اَلتَّيَمُّن۔ داہنی طرف۔
اِنْتَعَلَ۔ جوتی پہننا۔

تشریح | ارشاد ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو کرتے وقت داہنی جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے تھے" یعنی

ترمذی، ابن ماجہ اور بخاری نے اپنی تاریخ میں تخریج کی ہے۔
۲ یزید۔ ابن حجر فرماتے ہیں "ضعفوه فالحديث معلول" ضعیف ہے حدیث معلول ہے۔
۳ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۳۳
۱ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابو الاحوص۔ اس کا نام سلام بن سلیم ہے۔ چار ہزار احادیث اس سے ہیں۔ ابن معین اور زہری نے ثقہ کہا ہے۔
۳ اشعث بن ابی الشعثاء اپنے باپ اور الاسود سے روایت کرتا ہے اور اس سے شعبہ روایت کرتا ہے۔ ثقہ ہے "خرج له الستة"۔
۴ ابیہ۔ اس کا نام سلیم بن اسود بن حنظلہ ہے۔ عمرو بن مسعود اور ابی ذر سے روایت کرتا ہے۔ ثقہ ہے "خرج له الجماعة"۔ بعض بتلاتے ہیں کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وقت پایا ہے غلط ہے۔
۵ مسروق۔ ثقہ ہے، امام ہمام ہے۔ عابد زاہد اور عالم ہے۔ قدوة من الاعلام الکبار۔
۶ دیکھو حدیث ۲/۳۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

وضو کرتے وقت پہلے داہنا ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھوتے۔ اسی طرح پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں پاؤں دھوتے۔ ارشاد ہے "اسی طرح جب کنگھی فرماتے تو داہنی جانب سے کرتے"۔ یعنی سر اقدس اور داڑھی مبارک کی کنگھی داہنی طرف پہلے کرتے تھے۔ ارشاد ہے، "نیز جس وقت جوتی مبارک پہنتے تھے تو داہنی جوتی پہلے پہنتے" یعنی داہنے پاؤں میں پہلے جوتی پہنتے پھر بائیں پاؤں میں جوتی پہنتے۔ صرف ان تین اشیاء پر منحصر نہیں ہے بلکہ جتنے بھی تکریم کے کام ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو داہنی جانب سے کرتے تھے چنانچہ کسی چیز کا دینا، کسی چیز کا لینا، کسی کپڑے کا پہننا، مسجد میں داخل ہونا، سر اور لب کے بال کٹوانا، مسواک کرنا، آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، ناخن کٹوانا۔ غرضیکہ تمام امورِ حسنہ داہنی جانب سے شروع کرنا انسب اور بہتر ہے۔

ناخن کٹوانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے داہنے ہاتھ کی سبابہ (شہادت کی انگلی)، انگلی سے شروع کرے، پھر وسطٰی انگلی (درمیانی بڑی) پھر بنصر (درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی) پھر خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) پھر ابہام (انگوٹھہ) پھر بائیں ہاتھ کی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی)، انگلی سے شروع کرے۔ پھر بنصر (درمیانی انگلی کے ساتھ والی انگلی) پھر سبابہ (شہادت کی انگلی) پھر ابہام (انگوٹھہ) پر ختم کرے، اور پاؤں کی انگلیوں کے ناخن داہنے پاؤں کے خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) انگلی سے شروع کرکے بائیں پاؤں کی خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) پر بالترتیب ختم کرے۔ اور کراہیت کے اعتبار سے بایاں طرف استعمال کرنا چاہیئے جیسے پاخانہ جائے، تو پہلے بایاں پاؤں داخل کرے۔ مگر مسجد میں داخل ہو تو شرافت کی وجہ سے پہلے دایاں پاؤں داخل کرے۔ مواہب اللدنیہ میں علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"ولذالک قال النووی قاعدۃ الشرع المستمرۃ استحباب البداءۃ بالیمین فی کل ماکان من باب التکریم وماکان بضدہ فاستحب فیہ التیاسر"

ابوداؤد میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں:۔

"کانت ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الیمنی لطھورہ وطعامہ وکانت الیسری لخلائہ وماکان من اذیٰ"

کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو کے لئے اور کھانے کے لئے تھا اور بایاں ہاتھ بیت الخلاء کے لئے اور دیگر اسی قسم کے کاموں کے لئے تھا۔"

حدیث ۳۴[۱] حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا یحیی[۲] بن سعید عن ھشام[۳] بن حسان عن الحسن[۴] البصری عن عبد[۵] اللہ بن مغفل قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عن الترجل الا غبا۔

ترجمہ عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے مگر ایک دن چھوڑ کر۔

حل لغات نھی۔ منع کیا۔ غِبًّا۔ ایک دن چھوڑ کر دوسرے دن، ایک دن آنا اور دوسرے دن نہ آنا۔ غِبٌّ اور غُیُوبٌ مصدر ہے، ایک دن جانوروں کا پانی پینا اور ایک دن پیاسا رہنا۔ اور جب طعام کے لئے آئے تو طعام کا باسی ہونا یا بدبودار ہونا ہوتا ہے۔ جب بخار کے ساتھ آئے تو دوار کا بخار ہوتا ہے جسے حمی الغب کہتے ہیں۔ جب الامور کے ساتھ آئے تو کاموں کا انتہا کو پہنچ جانا مراد ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کنگھی کرنے سے منع فرماتے تھے مگر ایک دن چھوڑ کر" یعنی یہ منع کرنا مداومت کا ہے نہ کہ مطلقاً۔ جمع الوسائل میں حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری نقل فرماتے ہیں۔

"قال القاضی والمراد النھی عن المواظبۃ علیہ والاھتمام بہ لانہ مبالغۃ فی التزین وتھالک بہ"

چونکہ یہ عورتوں کی عادت ہے کہ ہر وقت اپنے بالوں کی کنگھی پٹی کرتی رہتی ہیں اس لئے مردوں کو ہر وقت اس شغل سے منع فرمایا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ کراہیت تنزیہی ہے۔ علامہ ابن العربی فرماتے ہیں:۔ موالاتہ تصنع وترکہ تدنس واغبابہ سنۃ۔

حدیث ۳۵[۵] حدثنا الحسن بن عرفۃ قال حدثنا عبد السلام[۲] بن حرب عن یزید[۳] بن ابی خالد عن ابی العلاء الاودی عن حمید[۵] بن عبد الرحمن عن رجل[۴] من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کان یترجل غبا۔

اسماء الرجال حدیث ۳۴

ع۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تحت ع۱

ع۲ یحیی بن سعید، اپنے زمانہ کا امام، حافظ، زاہد اور صاحب ورع ہے۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔ چالیس برس تک دن بھر میں ایک ختم قرآن کرتے رہے۔ حضرت علامہ الجوری لکھتے ہیں۔ "وبشر فیما موتہ بعشر سنین مامون من اللہ یوم القیامۃ"

ع۳ ہشام بن حسان۔ اکابر ثقات سے ایک ہیں۔ عظیم ترین امام ہیں۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے "قال الذھبی، واخطاء مثبتہ فی تصعیفہ"

ع۴ الحسن البصری، افضل التابعین ہیں، ائمہ ستہ نے اور ایک جماعت نے تخریج کی ہے امام جلیل ہیں۔ اہل طریقت و تصوف کے امام، الاولیاء امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے بعد امام ہیں علامہ الجوری تحریر فرماتے ہیں "ادرک مائۃ وثلاثین صحابۃ" ایک سو تیس صحابہ کرام کو دیکھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کیا کرتی تھیں ایک دن تو آپ روئے تو ام المومنین نے آپ کو اپنا دودھ پلا دیا۔ بس پھر کیا تھا یہ فیض اور برکت اسی دودھ کو نوش کرنے کی وجہ سے تھا علامہ مناوی لکھتے ہیں "نورث فیہ حتی صار عالما زاھدا فقیھا"

صلوٰۃ وسلام علیک یارسول اللہ

ترجمہ حمید بن عبدالرحمان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک دن چھوڑ کر دوسرے روز کنگھی کیا کرتے تھے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک دن چھوڑ کر دوسرے روز کنگھی کیا کرتے تھے. یعنی صاحب مناوی جناب محدث جلیل عبدالرؤف صاحب المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں :-

"ای کانت عادته انه لایبالغ فی الترجل بل یفعلون یوماً ویترکه یوماً "

"یعنی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی یہ عادت نہیں تھی کہ کنگھی زیادہ کرتے ہوں بلکہ ایک دن کرتے تھے اور دوسرے روز نہیں کرتے تھے۔"

اسی طرح حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری نے فرمایا کہ ایک دن کنگھی کرو اور دوسرے روز نہ کرو " ان یفعل یوماً ویترك یوماً " بلکہ جناب امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ ہفتے میں ایک بار کنگھی کرے۔ "وفی کل اسبوع " جناب حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ " شانہ کردن و آراستہ موئی بروغن مگر گاہ گاہ، زیرا کہ در مواظبت آں تقیید و اشتغال بزینت و آرائش است و آں مناسب بزنان است نہ مردان[1] "

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَرَجُّلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پُورا ہوگیا۔

"فصیحاً" کے حاشیہ نمبر ۲ (جمع الوسائل صفحہ ۸۹)

۵ عبداللہ بن مغفل مشہور صحابی ہیں، بیعت رضوان میں شامل ہیں، فتح مکہ کے دن یہ سب سے پہلے داخل شہر ہوئے اور انہوں نے تکبیر کہی۔ بصرہ میں ۵۷ھ میں فوت ہوئے۔

اسماء الرجال حدیث نمبر ۵

۱ حسن بن عرفہ، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔ صدوق وثبت من العاشرۃ ہے۔ ۲ عبدالسلام بن حرب کوفی ہے، ثقہ ہے، مشائخ کبار سے ہے، حافظ ہے، حجت ہے، بعض نے ضعیف ٹھہرایا ہے، ایک جماعت نے تخریج کی ہے، ۱۸۷ھ میں انتقال کیا۔ ۳ یزید بن ابی خالد ثقہ ہے، ۲۴ ہزار احادیث کا حافظ ہے۔ ابوداؤد، مصنف، ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔ ربیع، ابی اللیث، ابن علیہ اور ابن خلف سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابی داؤد، فریابی اور قتیبہ روایت کرتے ہیں۔ ۲۴۳ھ میں فوت ہوئے۔ ۴ ابی العلاء الاودی، اس کا نام داؤد بن عبداللہ ہے۔ ابوزرعہ کہتے ہیں "لاباس بہ" اور دوسرے محدثین فرماتے ہیں ثقہ ہے۔ مصنف، ابوداؤد اور ابن ماجہ تخریج کرتے ہیں۔ الاودی، اود بن صعب کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔ ۵ حمید بن عبدالرحمٰن اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور اس سے ابوبشر اور قتادہ روایت کرتے ہیں۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے ۱۰۵ھ میں انتقال ہوا۔ ۶ عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا ہے کہ یہ حکم بن عمرو ہیں یا عبداللہ بن سرجس یا عبداللہ بن مغفل ہیں۔ علمائے محدثین فرماتے ہیں کہ صحابی کا ابہام کسی قسم کے نقصان کا باعث نہیں ہے کیونکہ تمام صحابہ عدول ہیں "کلهم عدول"۔

[1] علاوہ المتعلمین از حضرت موصوف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ شَیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس اور ریش مبارک پر سفید بالوں کی موجودگی کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں۔)

حل لغات شَیْبٌ کا معنی بڑھاپا اور بالوں کی سفیدی ہے۔ شَیْبَۃٌ اور مُشِیْبٌ بھی اس معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اگر شِ کی زیر کے ساتھ پڑھا جائے جیسے شِیْبٌ۔ تو اس کے معنی بھیڑیئے کا بچہ ہے۔ شَیْبَانَ، عرب کا ایک قبیلہ ہے اس میں محمد بن حسن شیبانی (جو کہ حضرت امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں) تھے۔

تشریح حضور اکرم سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس اور ریش مُبارک میں کس کس جگہ سفید بال تھے کتنے تھے اور کیا آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ان کو خضاب کیا تھا اور ان مبارک بالوں کی سفیدی خوفِ الٰہی کی وجہ سے تھی۔ اس باب میں اِن باتوں کا ذکر ہے۔

حضورِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بالوں مبارک کو بطور تبرک اور حصولِ برکات کے لئے امہات المؤمنین و صحابہ کرام اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور اس بال مبارک سے شفا حاصل کرتے۔ بخاری شریف اور مشکوٰۃ میں ہے کہ حضرت عثمان بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھ کو پانی کا پیالہ دے کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈال کر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ ان کے پاس حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا موئے مبارک تھا۔

فاخرجت من شعر رسول اللہ صلی اللہ   یعنی جو چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا تو وہ اس

علیہ والہ وسلم وکانت تمسکہ فی جلجل من فضۃ فخفخضتہ لہ فشرب منہ "

کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اس کو شفا ہو جاتی۔

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں :۔

"رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم والحلاق یحلقہ وطاف بہ اصحابہ فما یریدون ان تقع شعرۃ الا فی ید رجل "

کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ کے سر مبارک کی حجامت بنا رہا تھا اور صحابہ کرام آپ کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے وہ یہی چاہتے تھے کہ حضور کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔

بخاری شریف پارہ اول ص۲۹ نور محمد اصح المطابع دہلی میں ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

"قلت لعبیدہ عندنا من شعر النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اصبناہ من من قبل انس او من قبل اھل انس فقال لان تکون عندی شعرۃ منہ احب الی من الدنیا وما فیہا "

میں نے عبیدہ سے کہا ہمارے پاس سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا اہل انس سے پہنچے ہیں تو عبیدہ نے فرمایا میرے پاس ان بالوں میں سے ایک بال کا ہونا میرے نزدیک دنیا وما فیہا سے محبوب تر ہے۔

حدیث ع۱ / ۳٦

حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا ابو داود[2] حدثنا همام[3] عن قتادة[4] قال قلت لانس[5] بن مالك هل خضب رسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم قال لم يبلغ ذٰلك انما كان شيبًا في صدغيه ولٰكن ابوبكر خضب بالحناء والكتم.

ترجمہ

جناب قتادہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس سے دریافت کیا حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خضاب کیا کرتے تھے انھوں نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے بالوں کی سفیدی اس حد تک ہی نہیں تھی کہ انہیں خضاب کی ضرورت پڑتی، صرف آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی کنپٹیوں پر چند بال سفید تھے مگر جناب ابوبکر (رضی اللہ عنہ) حنا اور کتم سے خضاب کیا کرتے تھے۔

حل لغات

خَضَبَ، خضاب کیا۔ شَیْبٌ بڑھاپا، سفید بالوں کا آنا۔ صُدْغَیْهِ۔ دونوں کنپٹیاں، وہ مقام جو آنکھ اور کان کے درمیان ہے اسے صُدْغ کہتے ہیں۔ الحِنَّاء، مہندی۔ الکَتَم ایک قسم کا گھاس ہے جو سیاہ رنگت پیدا کرتا ہے۔

تشریح

مسئلۂ خضاب کی تحقیق آنے والے باب "ما جاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم" میں دیکھئے گا۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں کنپٹیوں کے چند بال سفید تھے" حضور پاک سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سرِ اقدس میں پیشانی مبارک اور کنپٹیوں پر نیز روئے انور پر ٹھوڑی اور نچلے ہونٹ کے درمیان چند بال مبارک سفید تھے علماءِ اُمت نے فرمایا 'فی مفرق راسه' 'وفی الصدغین' 'وفی العنفقة'، اور عنفقة کے معنی بیان فرمائے 'ما بین الذقن والشفة السفلٰی'، علامہ زرقانی 'مواہب شریف' میں فرماتے ہیں "بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سرِ اقدس اور داڑھی مبارک میں کل سترہ یا اٹھارہ ہی سفید بال تھے۔

حدیث ع۲ / ۳۷

حدثنا اسحٰق[1] بن منصور ويحيٰى[2] بن موسى قالا حدثنا عبد[3] الرزاق عن معمر[4] عن ثابت[5] عن انس[6] قال ما عددت في راس رسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم ولحيته الا اربع عشرة شعرة بيضاء.

ترجمہ

حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں گنے حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سرِ اقدس اور ریش مبارک

اسماء الرجال حدیث ۳٦

ع۱ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ ابوداؤد الطیالسی ہے۔ سلیمان نام ہے۔ الجارود البصری ہے۔ ثقہ اور حافظ ہے فارسی الاصل ہے۔

ع۳ ہمام۔ یحییٰ کا بیٹا ہے۔ ہمام بن یحییٰ بن دینار العوذی ہے۔ ابو حاتم نے کہا ثقة فی حفظه شیء۔ ابو زرعہ نے کہا لا باس به۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔ علماء بصرہ میں سے ایک ممتاز عالم دین ہیں۔

ع۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۵ انس بن مالک، دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۴

اسماء الرجال حدیث ۳۷

ع۱ اسحٰق بن منصور ابن بہرام ہے۔ کوسج؟ نووی نے اس کی کنیت ابو یعقوب کہی ہے۔ تکلم فیه للتشیع، اصحاب ستہ نے روایت کی ہے۔

ع۲ یحییٰ بن موسیٰ ثقہ ہے۔ ابن عیینہ اور وکیع سے روایت کرتے ہیں، الحکیم الترمذی وغیرہ اس سے روایت لیتے ہیں۔ بخاری، ابوداؤد اور نسائی تخریج کرتے ہیں۔ قال العصام وکان یتشیع، واللہ اعلم۔

ع۳ عبدالرزاق بن ہمام بن نافع ہے۔ الحمیری ہے۔ حافظ کبیر اور مصنف شہیر ہے۔ اصحاب ستہ تخریج کرتے ہیں۔

ع۴ معمر۔ دیکھو حدیث ۲۸ حاشیہ ع۲

ع۵ دیکھو حدیث ۲۸ ... طارق

میں مگر چودہ سفید بال۔

حل لغات

مَاعَدَدْتُ۔ میں نے نہیں گنے، میں نے نہیں شمار کئے۔

تشریح

اس حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چودہ[۱۴] بال سفید ہونے کا ذکر ہے اور ایک دوسری حدیث شریف میں سترہ[۱۷] بال کے سفید ہونے کا ذکر آیا ہے، اور مسلم شریف کی ایک حدیث میں دس[۱۰] بال کے سفید ہونے کا ذکر آیا ہے، نیز ایک حدیث شریف میں گیارہ[۱۱] بال کے سفید ہونے کا بیان ہے مگر اس آخری حدیث کو علماء کرام نے شاذ اور منکر لکھا ہے۔ صاحب حلادہ المتعلمین جناب علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"وجہ جمع درمیان احادیث آنست کہ اختلافِ اخبار بحسب اختلاف اوقات است یعنی انس در اوائل دیدہ بود و در اواخر ہفدہ موئے سفید دید"

یعنی ان احادیث کی تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ مختلف اوقات میں دیکھنے والے نے مختلف خبر دی ہے یعنی جناب انس نے پہلے پہل جتنے بال مُبارک دیکھے تھے ان کا ذکر کر دیا اور جب آخر میں کچھ زیادہ یعنی سترہ کے قریب دیکھے تو انہیں ذکر کر دیا"

بہرحال بال مبارک اٹھارہ تک سفید تھے، واللہ اعلم۔

حدیث ۳/۳۸

حدثنا محمد بن المثنی[۱] حدثنا ابوداؤد[۲] انبأنا شعبة[۳] عن سماك[۴] بن حرب قال سمعت جابر[۵] بن سمرة يسئل عن شيب رسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم فقال اِذَا دَهَنَ رَأْسَهٗ لَمْ يُرَ مِنْهُ شَيْبٌ فَاِذَا لَمْ يَدْهِنْ رُئِيَ مِنْهُ۔

ترجمہ

سماک بن حرب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرہ سے سنا، ان (جابر) سے حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سفید بالوں کے متعلق پوچھا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ جب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بالوں میں تیل لگاتے تھے تو سفید بال نظر نہیں آتے تھے اور جب تیل نہیں لگاتے تھے تو بعض بال سفید دکھائی دیتے تھے۔

تشریح

جناب جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مندرجہ ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

شعر صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

حاشیہ ۷ ۔ انس۔ دیکھیو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۷

اسماء الرجال حدیث ۳/۳۸

۱ محمد بن المثنی۔ دیکھیو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۲ ابوداؤد۔ دیکھیو حدیث ۱/۳۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲

۳ شعبہ۔ دیکھیو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۳

۴ سماک بن حرب۔ دیکھیو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۴

۵ جابر بن سمرۃ۔ دیکھیو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۵

کے سرِاقدس کے بال مبارک تیل سے تر ہوتے تو چمک اُٹھتے، پھر وہ چند بال جو سفیدی مائل ہوتے تو دکھائی نہ دیتے یا تیل لگنے کے بعد کنگھی کرنے سے بالوں کی تہوں میں وہ سفید بال چھپ جاتے اس لئے کہ وہ بہت ہی کم تھے۔

حدیث ۳۹ حدثنا محمدؒ بن عمر بن الولید الکندی الکوفی انبأنا یحییٰؒ بن ادم عن شریکؒ عن عبیدؒ اللہ بن عمر عن نافعؒ عن ابنؓ عمر قال اِنَّمَا کَانَ شَیْبُ رسُولِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نَحْوًا مِّنْ عِشْرِیْنَ شَعْرَۃً بَیْضَآءَ۔

ترجمہ ابنِ عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال مبارک تقریباً بیس۲۰ ہی سفید تھے۔

تشریح اسی طرح کی حدیث مبارک حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں "ولیس فی راسہ ولحیتہ عشرون شعرۃ بیضاء" اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرِاقدس اور داڑھی مبارک میں بیس۲۰ بال (مبارک) بھی سفید نہ تھے۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف تحریر فرماتے ہیں۔

"حکمت در کم بودن سفیدی موی آنحضرت آنست کہ اکثر اوقات زنان موئی سفید را مکروہ می دارند و اگر از رسولِ خدا کسے چیزے را مکروہ دارد کافر شود، نعوذ باللہ منہا، پس از برائے محافظت ازواج مطہرات آنحضرت ایزد تعالیٰ او را از کثرت سفیدی نگاہ داشت، واللہ اعلم۔"

یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سفید بال کم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اکثر اوقات عورتیں سفید بالوں کو ناپسند کرتی ہیں اور اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کسی چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھا جائے تو کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ لہٰذا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی محافظت کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بالوں کو زیادہ سفید نہیں ہونے دیا۔

اسماء الرجال حدیث ۳۹

ع۱ محمد بن عمر بن الولید الکندی الکوفی۔ ابو حاتم نے کہا ہے کہ صدوق ہے النسائی نے کہا، لا باس بہ۔ المصنف، النسائی اور ابن ماجہ نے اس سے تخریج کی ہے۔

ع۲ یحییٰ بن آدم، ثقہ ہے، حافظ الحدیث ہے۔ مالک اور مسعر سے روایت کرتا ہے۔ احمد اور اسحٰق اس سے روایت کرتے ہیں اصحاب ستہ اس سے تخریج کرتے ہیں۔

ع۳ شریک، یہ صاحب ابن عبد اللہ بن ابی نمر النخعی ہیں۔ شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر دوسرے صاحب ہیں۔ بعض شراح کو ان کے نام کے متعلق وہم ہوا ہے۔ ضروری ہے کہ ان ہر دو حضرات کے متعلق نام میں تمیز کی جائے۔ صدوق ثقہ اور حافظ الحدیث ہے مگر صاحب مواہب جناب حضرت علامہ شیخ ابراہیم بن محمد البیجوری فرماتے ہیں۔ لکن یغلط و یخطی کثیراً۔ ایک جماعت نے ان سے تخریج کی ہے۔

ع۴ عبید اللہ بن عمر۔ ثقہ ہے۔ اکابر فقہاء میں سے ہے۔

ع۵ نافع۔ ثقہ ہے، ثبت ہے، امام تابعین میں سے اپنے وقت کے عالم مولیٰ ابن عمر ہیں۔ مغربی یا دیلمی ہیں۔

ع۶ ابن عمر۔ کنیت ابی عبد الرحمٰن اور نام عبد اللہ ہے، بہت مشہور اور جلیل صحابی ہیں۔ ۱۶۳۰ احادیث حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کی ہیں۔

صلی اللہ علیک یا رسول اللہ

حدیث ۴۴[۵] حدثنا ابوکریب[۱] محمد بن العلاء حدثنا معاویۃ[۲] بن ھشام عن شیبان[۳] عن ابی اسحٰق[۴] عن عکرمۃ[۵] عن ابن عباس قال قال ابوبکر یا رسول اللہ قد شبت قال شیبتنی ھود والواقعۃ والمرسلات وعم یتساءلون واذا الشمس کورت۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ بوڑھے ہو گئے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے ھود، واقعہ، مرسلات عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت کی سورت کی تلاوتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

حل لغات شِبْتَ۔ واحد مذکر حاضر ہے "تو بوڑھا ہو گیا ہے"۔

تشریح سورۂ ھود پارہ گیارہ اور بارہ میں، الواقعہ پارہ ستائیس میں، المرسلات پارہ انتیس میں اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت تیسویں پارہ میں ہے۔

حدیث ۴۵[۶] حدثنا سفیٰن[۱] بن وکیع حدثنا محمد[۲] بن بشر عن علی بن صالح عن ابی اسحٰق[۴] عن ابی جحیفۃ قال قالوا یا رسول اللہ نراک قد شبت قال شیبتنی ھود واخواتھا۔

ترجمہ جناب ابی جحیفہ نے فرمایا کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم بوڑھے نظر آ رہے ہیں، جناب سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے سورۂ ھود اور اسی طرح کی سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے۔

تشریح دوسری احادیث میں سورہ الحاقہ اور القارعۃ اور الغاشیۃ کا ذکر بھی آیا ہے۔ ابن سعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:-

قال بینا ابوبکر وعمر جالسان نحو المنبر — کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر مسجد نبوی (مبارک) میں

شامل میں شریک ہوئے۔

اسماء الرجال حدیث ۴۴

۱ ابوکریب محمد بن العلاء۔ کوفہ میں ثقہ ہے کوفی ہے۔ بہت حدیث بیان کرنے والا تھا۔ صحاب ستہ نے اس سے تخریج کی ہے۔ ۲۴۸ھ میں انتقال کیا۔

۲ معاویہ بن ہشام کوفی ہے، ابوحاتم نے کہا کہ صدوق ہے، ابوداؤد نے کہا ہے کہ ثقہ ہے، بخاری نے الادب المفرد میں اور صحاب ستہ نے تخریج کی۔

۳ شیبان۔ اخرج حدیثہ الترمذی والنسائی۔

۴ ابی اسحٰق۔ السبیعی ہے، دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴۔

۵ عکرمہ۔ عکرمہ بن عبداللہ ہے، مولیٰ ابن عباس ہے، عالم ہے۔ علامہ قاری جمع الوسائل کے صفحہ ۹۲ پر لکھتے ہیں: "ثبت عالم ولم یثبت تکذیبہ عن ابن عمر وھو من کبار التابعین"

۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۷۔

اسماء الرجال حدیث ۴۵

۱ سفیٰن بن وکیع۔ دیکھو حدیث ۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱۔

اذ طلع علیھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم من بعض بیوت نسائه یمسح لحیته ویرفعھا فینظر الیھا قال انس وکان ابوبکر .رجلا رقیقا وکان عمر رجلا شدیدا فقال ابوبکر بابی وامی لقد اسرع فیك الشیب فرفع لحیته بیدہٖ فنظر الیھا وذرفت عینا ابی بکر ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اجل شیبتنی ھود واخواتھا قال ابوبکر بابی واُمی ما اخواتھا قال الواقعه والقارعة وسأل سائل واذ الشمس کورت۔

منبر شریف کے قریب تشریف فرما تھے، اچانک حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے دولت کدہ سے باہر تشریف لائے، اس حال میں کہ داڑھی مبارک پر دستِ پاک پھیر رہے تھے، حضرت انس فرماتے ہیں کہ جناب ابوبکر انتہائی نرم دل تھے اور جناب عمر سخت طبیعت تھے۔ جناب ابوبکر نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر قربان! آپ تو بہت جلد بوڑھے ہوگئے اور جناب ابوبکر کی آنکھوں سے سیلاب کی طرح آنسو اُمڈ آئے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، ہاں سورہ ھود اور اسی طرح کی سورتوں نے مجھے بوڑھا کردیا ہے۔ جناب ابوبکر نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! اسی طرح کی سورتیں اور کونسی ہیں، حضور پاک نے ارشاد فرمایا۔ "الواقعۃ"، "القارعۃ" "ساٸل سائل" اور "اذا الشمس کورت"

حدیث ۴۲ حدثنا علی[1] بن حجر قال انبانا شعیب[2] بن صفوان عن عبدالملك[3] بن عمیر عن ایاد[4] بن لقیط العجلی عن ابی رمثة[5] التیمی تیم الرباب قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وَمَعِیَ ابْنٌ لِّیْ قَالَ فَاُرِیْتُهٗ فَقُلْتُ لَمَّا رَاَیْتُهٗ هٰذَا نَبِیُّ اللّٰهِ وَعَلَیْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ وَلَهٗ شَعَرٌ قَدْ عَلَاهُ الشَّیْبُ وَشَیْبُهٗ اَحْمَرُ۔

ترجمہ ابی رمثہ تیمی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوا اور

۲ محمد بن بشر دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۳ علی بن صالح، الکوفی الہمدانی ہے، ثقہ ہے، ابن حجر نے لکھا ہے۔ "وکان راساً فی العلم والعمل والقرأت" ایک جماعت نے سوائے بخاری کے تخریج کی ہے۔ ۱۵۳ھ میں انتقال کیا۔

۴ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۴

۵ ابی جحیفہ۔ مشہور صحابی ہے آپ پچاس احادیث کے راوی ہیں۔ دو حدیثیں بخاری و مسلم میں مشترک ہیں۔ دو حدیثیں بخاری میں اور تین احادیث مسلم میں ہیں۔ حضرت اسد اللہ الغالب غالب علی کل غالب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے مخلص ترین جان نثاروں میں سے تھے۔ آپ "وھب الخیر" کے نام سے موسوم تھے۔ آپ بیت المال کے ناظم تھے۔ ۷۲ھ میں انتقال کیا۔

اسماء الرجال حدیث ۴۲

۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۲ شعیب بن صفوان، ثقفی کوفی ہے۔ ابن حجر نے کہا کہ مقبول ہے۔ بخاری نے اسے تخریج کی ہے۔

میرا لڑکا بھی میرے ساتھ تھا۔ ابی رمثہ نے کہا کہ مجھے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شناخت کروائی گئی۔ پس جس وقت میں نے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو فوراً کہہ اٹھا، کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت دو سبز رنگ کے کپڑے زیبِ تن فرمائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک پر بڑھاپے کے آثار کا غلبہ تھا اور بڑھاپے کی علامت سُرخ بال مبارک تھے۔

تشریح

ابی رمثہ کا ارشاد ہے "مجھے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شناخت کروائی گئی، گویا ابی رمثہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے نہیں پہچانتے تھے۔ جب ابی رمثہ نے حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظمت وشان والا نورانی چہرۂ اقدس دیکھا تو فوراً پکار اُٹھے "یہی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں"۔ جناب علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری۔ جمع الوسائل جلد اوّل ص۹۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ " ومعناہ علمت یقینا انہ نبی اللہ من نور جمالہ العلی وظہور کمالہ الجلی حیث لا یحتاج الی اظہار معجزۃ واتیان برھان وحجۃ " ارشاد ہے۔ " اس وقت دو سبز کپڑے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیبِ تن فرماتے " ایک تو لنگی تھی اور دوسری چادر۔ جناب حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ فرماتے ہیں:۔

" واللباس الاخضر ہو لباس اہل الجنۃ کما فی الخبر" "یعنی سبز لباس جنتیوں کا لباس ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "

اور نیز ارشادِ خداوندی بھی ہے " وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا " "اور اہلِ جنت سبز کپڑے پہنے ہونگے " ارشاد ہے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک پر بڑھاپے کا غلبہ تھا " شَعَرٌ پر جو تنوین ہے یہ تقلیل کے لئے ہے' اسی وجہ سے معنی میں " چند موئے مُبارک " کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے " بڑھاپے کی علامت سُرخ بال مبارک تھے " یعنی چند بال مبارک سُرخی مائل تھے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ جو بال سفید ہونے لگیں وہ پہلے سیاہی سے سنہرا پن اختیار کرتے ہیں، پھر سفید ہو جاتے ہیں' جمع الوسائل میں حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری لکھتے ہیں " لان العادۃ اوّل مایشیب اصول الشعر وان الشعر اذا قرب شیبہ صار احمر ثم ابیض " جناب شارح شمائل شریف علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں:۔

" سفیدی او مائل بسرخی بود نہ از سبب خضاب " یعنی ان بالوں کی سفیدی مائل بسُرخی تھی اور یہ۔

ثلہ عبدالملک بن عمیر، اللخمی، عالم ہے، فصیح ہے، ربعیلی ہے۔ حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے بسا اوقات تدلیس کا مرتکب ہوا ہے۔ امام احمد نے فرمایا: مضطرب الحدیث ہے۔ ابن معین نے کہا: مخلط ہے۔ وثقہ جمع، اخرج حدیثہ الجماعۃ۔ ۱۳۶ھ میں انتقال کیا۔

ثلہ ایاد بن لقیط العجلی، ذہبی نے کہا کہ ثقہ ہے۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں، مسلم نے اپنی صحیح میں، ابوداؤد نے اپنی سنن میں اس سے تخریج کی ہے۔ العِجلی۔ ع کے زیر اور ج کے سکون کے ساتھ ہے۔

ثلہ ابی رمثہ التیمی، تیم الرباب۔ چونکہ عرب میں قبیلہ تیم قریش موجود ہے اس لئے تیم الرباب لکھ کر اس سے احتراز کیا۔ ابن حجر نے لکھا ہے کہ رباب پانچ ہیں: ضبۃ، ثور، عکل، تیم اور عدی۔ ان کا نام رفاعہ یا حبان یا جندب یا خشخاش ہے۔ التیمی قبیلہ کی طرف سے نسبت ہے۔

بلکہ عادت آنست چوں موی بسفیدی نزدیک می شود اوّل سُرخی می گردد و بعدازاں سفید خالص می شود' واللہ اعلم"

سُرخی خضاب کی نہیں تھی بلکہ بالوں کے رنگ تبدیل کرنے کی عادت ہی ایسی ہے کہ جب سفید ہونے لگتے ہیں تو پہلے سُرخی مائل ہوتے ہیں پھر سفید ہوجاتے ہیں"۔

حدیث ۴۳ حدثنا احمدؔ بن منیع حدثنا سریجؔ بن النعمان حدثنا حمادؔ بن سلمۃ عن سماکؔ بن حرب قال قیل لجابرؔ بن سمرۃ اَمَا کان فی رأسِ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم شیبٌ قال لم یکن فی رأسِ رسولِ اللہِ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم شیبٌ اِلّا شعراتٌ فی مفرقِ رأسِہٖ اِذا ادّھن واراھنّ الدّھنُ۔

ترجمہ سماک بن حرب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جابر بن سمرہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم کے سرِاقدس میں سفید بال تھے' جابر بن سمرہؓ نے فرمایا جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم کے سرِمبارک میں سفید بال نہیں تھے۔ بجز چند بالوں کے جو کہ مانگ میں تھے۔ جب آنجناب صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم سرِاقدس پر تیل لگاتے تھے تو وہ بھی نظروں سے اوجھل ہوجاتے تھے۔

تشریح چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم کے سرِاقدس میں سفید بال بہت کم تھے اس لئے تیل لگانے کے بعد جب کنگھی فرماتے تو وہ چند سپید بال سیاہ بالوں کی تہوں میں چھپ جاتے اور دکھائی نہ دیتے' نیز اس حدیث مبارک میں سوال چونکہ صرف سرِاقدس کے بالوں کے بارے میں تھا اس لئے جناب جابر بن سمرہ نے جواب میں بھی صرف سرِمُبارک کا ذکر کیا داڑھی مبارک کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ سفید بالوں کو اکھیڑنا اکثر علماء نے مکروہ فرمایا ہے جیسا کہ ایک مرفوع حدیث ہے۔ لاتنتفوا الشیب فانہ نور المسلم رواہ الاربعۃ وقالوا حسن۔ یعنی سفید بالوں کو نہ اکھیڑو کیونکہ یہ نورِ مسلم ہیں۔

"بابُ مَاجَآءَ فِیْ شَیْبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم" پُورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ۴۳

ع۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ سریج بن النعمان ابن الجوہری سے علم حدیث اخذ کیا۔ بخاری اور دیگر ائمہ اربعہ اس سے تخریج کرتے ہیں بخاری روایت بھی کرتے ہیں۔ ۲۱۷ھ میں انتقال کیا۔

ع۳ حماد بن سلمہ۔ عابد ہے زاہد ہے۔ مجاب الدعوۃ ہے۔ مسلم اور دیگر ائمہ اربعہ اس سے تخریج کرتے ہیں۔ مگر بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں تخریج کی ہے۔ قال ابن حجر ابثت الناس لکن تغیر آخراً۔ احد الاعلام ہے ۱۶۷ھ میں فوت ہوئے۔

ع۴ سماک بن حرب دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ جابر بن سمرۃ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِی خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خضاب فرمانے کا بیان ہے۔

(اس باب میں چار احادیث ہیں)

حل لغات خِضَاب کے معنی بالوں کا رنگ تبدیل کرنا ہے۔ خَضَبٌ، بالوں کا رنگنا۔

تشریح علماء کرام کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ حضور سرورِ عالم وعالمیان، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خضاب فرمایا تھا یا نہیں؛ حضرت علامہ شارح شمائل شریف جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"اکثر علماء برآنند کہ بہتر عالم درود خدا برو وسلامتی خضاب ہرگز نکردہ، وبعضے برآنند کہ خضاب کردہ واللہ اعلم۔"

یعنی "اکثر علماء کا نظریہ ہے کہ حضور بہترین عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ہرگز خضاب نہیں کیا اور بعضے کہتے ہیں کہ خضاب کیا ہے واللہ اعلم۔"

درحقیقت سید پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بال مبارک جو سُرخی مائل تھے یا تو قدرتی تھے جیسا کہ سفیدی پر آنے سے پہلے ہوا کرتے ہیں یا حضورِ پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مہندی لگانے کی وجہ سے سُرخ تھے، واللہ اعلم۔

حضرت سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق۔ حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق۔ حضرت سیدنا امیر المومنین عثمان غنی۔ حضرت سیدنا امیر المومنین امام حسن اور امام ہمام مظلوم کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے خضاب کیا۔ سُرخ خضاب علماء احناف کا اتفاق ہے کہ جائز ہے بلکہ مستحب ہے مگر سیاہ خضاب سوائے موقع جہاد کے مکروہ ہے۔ الخضاب بالسواد قال عامۃ المشائخ انہ مکروہ (محیط) یعنی محیط میں ہے کہ سیاہ خضاب عام مشائخ کے نزدیک مکروہ ہے۔

سُرخ خضاب شافعیہ کے نزدیک سنت ہے اور سیاہ حرام ہے۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

وعندنا معاشر الشافعیہ بغیر السود سنۃ وبالسواد حرام یدل لنا ما فی الصحیحین لما جیئ بابی قحافۃ یوم الفتح للنبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ولحیتہ و راسہ کالثغامۃ بیاضا فقال غیروا ھذا بشیئ واجتنبوا السواد۔

یعنی ہم علماء شافعیہ کے نزدیک سیاہ خضاب حرام ہے اور غیر از سیاہ سنت ہے اس پر ہمارے نزدیک وہ حدیث جو صحیحین میں دلیل ہے جس میں ارشاد ہے، فتح مکہ کے دن ابی قحافہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت اقدس میں لایا گیا جبکہ ان کی داڑھی اور سر مبارک بالکل سفید تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا اس سفیدی کو کسی شئ کے ساتھ بدل دو، اور سیاہ کرنے سے بچو۔

حدیث ۴۴

حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا هشیم[2] حدثنا عبد الملك[3] بن عمير عن اياد[4] بن لقيط قال اخبرني ابو رمثة[5] قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَعَ ابْنٍ لِّيْ فَقَالَ ابْنُكَ هٰذَا فَقُلْتُ نَعَمْ اَشْهَدُ بِهٖ قَالَ لَا يَجْنِيْ عَلَيْكَ وَلَا تَجْنِيْ عَلَيْهِ قَالَ وَرَاَيْتُ الشَّيْبَ اَحْمَرَ قَالَ اَبُوْ عِيْسٰى هٰذَا اَحْسَنُ شَيْءٍ رُوِيَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ وَاَفْسَرُ لِاَنَّ الرِّوَايَاتِ الصَّحِيْحَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ وَاَبُوْ رِمْثَةَ اسْمُهٗ رِفَاعَةُ ابْنُ يَثْرِبِيِّ التَّيْمِيُّ ۔

ترجمہ ابورمثہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے لڑکے کے ہمراہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یہ تیرا بیٹا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں حضور یہ میرا بیٹا ہے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کے گواہ ہیں۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرے بیٹے کے قصور کا تجھ سے اور تیرے قصور کا تیرے بیٹے سے مواخذہ نہ ہوگا' ابورمثہ فرماتے ہیں اس وقت میں نے حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند بالوں کو مائل بسُرخ دیکھا۔ ابوعیسیٰ کہتے ہیں کہ اس باب میں یہ سب سے صحیح روایت کی گئی ہے اور واضح ہے روایات صحیحہ ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑھاپے کو نہیں پہنچے تھے اور ابورمثہ کا نام رفاعہ بن یثربی التیمی ہے۔

حل لغات

يَجْنِيْ ۔ جِنَايَةٌ سے ہے جس کے معنی قصور کرنا یا جرم کرنا ہے۔

اَفْسَرُ ۔ تفسیر، واضح۔

تشریح ارشاد ہے کہ "کیا یہ تیرا بیٹا ہے اور ابورمثہ کا جواباً عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب گواہ رہیں کہ یہ میرا ہی بیٹا ہے" جاہلی دور میں عربوں کا عام طریقہ تھا کہ اگر باپ کوئی قصور یا جُرم کا مُرتکب ہوتا تو اس کا بیٹا اس کے بدلے میں پکڑ لیا جاتا' اور اسی طرح اگر بیٹا قصور یا جُرم کا مرتکب ہوتا تو اس کا باپ اس کے بدلے میں پکڑ لیا جاتا' لہٰذا ابورمثہ نے یہ بات اسی نکتۂ نظر سے عرض کی کہ یہ میرا اپنا صلبی بیٹا ہے' اگر مجھ سے کوئی جُرم یا قصور ہو جائے تو عربوں کے عام طریقہ کے مطابق میرے اس لڑکے سے ہی بدلہ پورا ہو' سید المرسلین' شفیقِ اُمت' صاحب عدل و انصاف نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربوں کے اس طریقِ جاہلیت کو کلیتاً رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا" تیرے بیٹے کے قصور کا تجھ سے اور تیرے قصور کا تیرے بیٹے سے مواخذہ نہ ہوگا" یعنی دینِ اسلام جو کہ دینِ فطرت ہے اب اس میں دورِ جاہلیت کا کوئی ظُلم یا کسی قسم کی

اسماء الرجال حدیث ۴۴

[1] احمد بن منیع دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] ہشیم امام ثقہ حافظ الحدیث ہے تدلیس بہت کرنے والا ہے

[3] عبدالملک بن عمیر، دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

[4] ایاد بن لقیط دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

[5] ابورمثہ دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

زیادتی کا طریقہ جاری نہیں رکھا جا سکتا اور نہ ہی رہ سکتا ہے۔ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ طریقہ نہیں کہ قصور یا جرم تو ایک شخص کرے اور سزا دوسرا بھگتے۔ بلکہ جو جرم یا قصور کرے گا وہی قابلِ سزا ہے' اسلام کے طریقہ میں لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (کوئی شخص دُوسرے کے بوجھ کا ذمہ دار نہیں) کا حکم ہے۔ جناب ابورمثہ فرماتے ہیں کہ " میں نے حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند بالوں کو مائل بسُرخی دیکھا" حضرت علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب حلاوۃ المتعلمین شرح شمائل شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

" در ابتدا شیب اوّل موی سرخ می شد و بعد ازاں سفید خالص واین مبنی بر آنست کہ موی سفید مُبارک مخضوب نہ بود' واللہ اعلم"

یعنی " بڑھاپے کی ابتدا میں بال سُرخی مائل ہوتے ہیں اور اس کے بعد سفید ہو جاتے ہیں اور یہ اس پر مبنی ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مُبارک خضاب والے نہ تھے واللہ اعلم "

حدیث ۲/۴۵ حدثنا سفیٰن[1] بن وکیع قال اخبرنا ابی[2] عن شریک[3] عن عثمان[4] بن موھب قال سُئِلَ اَبُوْھُرَیْرَةَ[5] ھَلْ خَضَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ نَعَمْ قَالَ اَبُوْعِیْسٰی وَرَوٰی اَبُوْعَوَانَةَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ فَقَالَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ۔

ترجمہ عثمان بن موہب فرماتے ہیں کہ جناب ابوہریرہ سے کسی صاحب نے پوچھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خضاب کیا تھا تو ابوہریرہ نے کہا کہ ہاں۔

تشریح حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری اپنی کتاب حلاوۃ المتعلمین میں لکھتے ہیں۔

" بدانکہ ایں حدیث در ظاہر مخالف می نماید بحدیث قتادہ کہ بالا گذشت' چراکہ در روے نفی خضاب صریح است و درایں جا اثبات آں پس بعضے علماء توفیق داوہ اند بایں وجہ کہ رسول خدا درد و خدا

یعنی جان لے کہ یہ حدیث ظاہر طور پر قتادہ کی حدیث کے مخالف نظر آ رہی ہے جو کہ پہلے گذر چکی ہے کیونکہ اس میں صریح طور پر خضاب کرنے کی نفی ہے اور اس حدیث میں اثبات ہے لہذا بعض علماءِ کرام

اسماء الرجال حدیث ۲/۴۵

۱ سفیٰن بن وکیع، دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ ابی یعنی وکیع، دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ شریک، دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۴ عثمان بن موھب، حضرت علامہ مولانا علی قاری جمع الوسائل میں تحریر فرماتے ہیں واما عثمان بن موھب المنسوب الی الاب من الطبقة الخامسة لم یخرج من اصحاب الصحاح حدیثه الا النسائی وھو الراوی الخ۔

۵ ابوہریرہ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

بردسلامتے در بعضے اوقات صداع، حنا را بسر مبارک خود می مالید، بنا بر آں موی مبارک او ملون می شد و مردم گماں می بردند کہ حضرت کردہ است، و در حقیقت خضاب متعارف نبود، و احتمال است کہ نفی و اثبات بر اختلاف اوقات باشد، یک وقتے کردہ باشد و اکثر اوقات نکردہ پس رعایت ہر یکے بر وفق معاینہ اوست واللہ اعلم۔"

نے دونوں میں اس طرح توفیق کی ہے کہ بعض وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سر اقدس میں درد کی وجہ سے مہندی لگاتے اس سے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بالوں مبارک کا رنگ بدل جاتا تو دیکھنے والے گمان کرتے کہ خضاب فرمایا ہے، در حقیقت خضاب متعارف نہ تھا۔ نیز یہ بھی احتمال ہے کہ اختلاف اوقات کی بنا پر نفی و اثبات ہے کسی ایک وقت کیا ہو اور اکثر اوقات نہیں کیا لہذا جس نے دیکھا ویسے ہی بتایا، واللہ اعلم"

حدیث ۴۶ حدثنا ابراهيم[1] بن هرون قال انبأنا النضر[2] بن زرارة عن ابى جناب[3] عن اياد[4] بن لقيط عن الجهذمة[5] امرأة بشير[6] بن الخصاصية قالت انا رأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يخرج من بيته ينفض رأسه وقد اغتسل وبرأسه ردع او قال ردغ من حناء شك فى هذا الشيخ.

ترجمہ جہذمہ جو کہ بشیر بن الخصاصیہ کی بیوی ہے روایت کرتی ہے فرماتی ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو گھر (مبارک) سے تشریف لاتے ہوئے دیکھا کہ سر اقدس جھاڑ رہے تھے اور غسل کیا ہوا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کے سر اقدس پر حنا کا داغ تھا۔ صاحب ترمذی کے شیخ ابراہیم بن ہارون نے ردع کہا یا ردغ کہا اس میں صاحب ترمذی کو شک ہے۔

حل لغات يَنْفُضُ وہ جھاڑتے تھے، نَفَضَ ماضی ہے يَنْفُضُ مضارع ہے اور نَفْضٌ مصدر ہے جس کے معنی جھاڑنا، ہلانا اور لرزنا کے ہیں۔ رَدْعٌ اصل میں زعفران کو کہتے ہیں جس کپڑے میں لتھڑی ہوئی ہو، اس کو رَدْعٌ کہتے ہیں۔

رَدْغٌ۔ کیچڑ۔

اسماء الرجال حدیث ۴۶

۱ ابراہیم بن ہارون، بلخی ہے، عابد زاہد صدوق اور ثقہ ہے، حاتم بن اسماعیل سے روایت کرتا ہے، حکیم ترمذی وغیرہ تخریج کرتے ہیں۔

۲ النضر بن زرارہ۔ اوردہ الذہبی فی الضعفاء والمتروکین، اور کہا انہ مجہول لہ، اور ابن حجر نے کہا کہ یہ مستور ہیں صرف شمائل میں المصنف نے تخریج کی۔

۳ ابی جناب۔ ان کا نام یحییٰ بن ابی حیۃ الکلبی ہے، مشہور محدث ہے۔ ربما ضعفوہ۔

۴ ایاد بن لقیط، دیکھیے حدیث باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

۵ الجہذمۃ، صحابیہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس کا نام بدل کر لیلیٰ رکھا، بشیر بن الخصاصیہ کی بیوی ہے۔

۶ بشیر بن الخصاصیہ، اس کا اصلی نام زحم تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر بشیر رکھا۔ الخصاصیہ خصاصہ بن عمرو بن کعب بن الغطریف الاکبر کی طرف نسبت ہے۔

صلوٰۃ وسلام علیک یارسول اللہ

تشریح حضرت شارح شمائل شریف مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمت اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"پس باید دانست کہ علماء محققین اتفاق کردہ اند کہ رَدْغٌ بغین معجمہ غلط است، و صحیح رَدْعٌ بعین مہملہ است و گفتہ اند کہ اہل لغت اتفاق دارند بر آنکہ رَدْعٌ بعین مہملہ لمعہ و قطعہ است از زعفران یا حنا و رَدْغٌ بغین معجمہ طین است، پس معنی ثانی مناسب ندارد، واللہ اعلم"

یعنی "خوب اچھی طرح جان لینا چاہیئے کہ علماءِ محققین نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ رَدْغٌ غین معجمہ کے ساتھ غلط ہے اور صحیح رَدْعٌ عین مہملہ کے ساتھ ہے، اور علماءِ محققین نے فرمایا ہے کہ اہلِ لغت نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ رَدْعٌ عین مہملہ کے ساتھ کے معنی لمعہ ہے یا قطعہ ہے جو کہ زعفران یا حنا کا ہوتا ہے اور رَدْغٌ غین معجمہ کے ساتھ کے معنی طین یعنی کیچڑ ہے لہٰذا یہ دوسرا معنی یعنی کیچڑ قطعاً مناسب نہیں ہے واللہ اعلم"

حدیث ۴۷ حدثنا عبداللہ[۱] بن عبد الرحمٰن انبأنا عمرو[۲] بن عاصم حدثنا حماد[۳] بن سلمۃ انبانا حمید[۴] عن انس[۵] قَالَ رَأَيْتُ شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مَخْضُوْبًا قَالَ حَمَّادُ وَاَخْبَرَنَا عبد اللہ[۶] بن محمد بن عقیل قَالَ رَأَيْتُ شَعْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم عِنْدَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ مَخْضُوْبًا۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بال مُبارک خضاب کئے ہوئے دیکھے۔ نیز حماد نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن محمد بن عقیل نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب انس بن مالک کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا خضاب شدہ بال مبارک دیکھا۔

تشریح جناب محدثِ کبیر احمد عبد الجواد الدومی، الاتحاف الربانیہ بشرح الشمایل المحمدیہ میں صفحہ ۸۶ پر لکھتے ہیں:-

اسماء الرجال حدیث نمبر ۴۷

۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن، حافظ الحدیث ہے، ثبت ہے، عالم ہے، سمرقندی ہے، صاحب المسند المشہور ہے۔ ابو حاتم نے کہا ھو امام اھل زمانہ۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

۲ عمرو بن عاصم۔ حافظ الحدیث ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے کچھ اوپر دس ہزار احادیث حماد بن سلمہ سے لکھی ہیں۔ ابن حجر نے کہا ہے صدوق ہے۔ ان سے کافی لوگوں نے روایت کی ہے۔ ومنھم شعبۃ وعنہ البخاری۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

۳ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۳

۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۴

۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۵

۶ عبداللہ بن محمد بن عقیل۔ کان احمد وابن راھویہ یحتجان بہ۔ لکن ابو حاتم نے کہا لین الحدیث ہے۔ ابن خزیمہ نے کہا لا احتج بہ۔ بخاری، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔

"فی ھذا الحدیث دلیل ایضاً علی الخضاب، ولکن ھذا الحدیث لایقاوم ماجاء فی الصحیحین انہ لم یخضب"	اس حدیث میں خضاب کرنے کی دلیل پائی جاتی ہے اور صحیحین کی وہ حدیث جس میں خضاب نہ کرنے کا بیان ہے۔ اس حدیث کی مقاومت نہیں کرتی۔

والروایۃ الثانیہ التی تفید ان شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رئی عند انس محضوبا، یحتمل انہ من فعل انس لحفظ شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ خِضَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِي كُحْلِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں سُرمہ کرنے کا بیان ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود بنفس نفیس اپنی مبارک آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا، سُرمہ ڈالنے کے متعلق ارشادات گرامی، سُرمہ ڈالنے کا طریقہ اور سرمہ ڈالنے کے فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا مستحب ہے، چاہیئے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع سنت کرتے ہوئے ہم سُرمہ کا استعمال کریں تاکہ اُخروی ثواب کے مستحق ہوں اور جو فوائد ظاہری اس کے استعمال سے آنکھوں کو حاصل ہوتے ہیں ان سے بھی بہرہ مند ہوں۔ مواہب اللدنیہ شرح شمائل النبویہ میں حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ تحریر فرماتے ہیں :-

والاكتحال عندنا معاشر الشافعية سنة للاحاديث الواردة فيه۔

اور ہم شافعیہ کے نزدیک وہ احادیث جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں آنکھوں میں سُرمہ ڈالنا سُنت ہے۔

علامہ البیجوری فرماتے ہیں :-

"كان له صلى الله عليه وآله وسلم ربعة اسكندرانيه مراٰة ومشط ومكحلة ومقراض ومسواك وكانت له مراٰة اسمها المدلة"

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اسکندریہ کی ڈبیہ تھی جس میں شیشہ، کنگھی، سُرمہ دانی، قینچی، اور مسواک ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو شیشہ تھا اس کا نام المدلۃ تھا۔

صلوٰۃ وسلام علیک یارسول اللہ

حدیث ع۴۸

حدثنا محمدؑ بن حمید الرازی انبأنا ابوداؤدؑ الطیالسی عن عبادؑ بن منصور عن عکرمۃؑ عن ابن عباسؑ رضی اللہ عنہما انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اکتحلوا بالاثمد فانّہ یجلو البصر وینبت الشعر وزعم انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کانت لہ مکحلۃ یکتحل منہا کل لیلۃ ثلثۃ فی ھذہٖ وثلاثۃ فی ھذہٖ ۔

ترجمہ

ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اثمد کا سُرمہ ڈالا کرو کیونکہ وہ بینائی کو جلا دیتا ہے اور پلکیں اُگاتا ہے، جناب ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سُرمہ دانی تھی، جس سے ہر رات تین سلائی ایک آنکھ مبارک میں اور تین سلائی دوسری آنکھ میں ڈالتے ۔

حل لغات

اِکتَحِلُوا ۔ تم سُرمہ ڈالو، تم سُرمہ لگاؤ، کحل، سرمہ، الکحل بالضم کل مایوضع فی العین للاستشفاء، الکحل ضم کے ساتھ ہر وہ شے آنکھوں میں شفا طلب کرنے کے لئے استعمال کی جائے۔ اِثمَد۔ سنگ سیاہ سرمہ کا پتھر، بیان کیا جاتا ہے کہ یہ سُرمہ کا پتھر اصفہان میں ہوتا ہے۔ تھوڑے پانی کو بھی ثَمَدُ کہتے ہیں۔ حدیث مبارک میں ہے دافجرلھم الثمدُ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے ایک تھوڑے سے پانی کو رواں کر دیا' یَجلُو البَصَرَ۔ بینائی کو جلا دیتا ہے، بینائی کو زیادہ کرتا ہے۔ یُنبِتُ الشَّعرَ، بال اُگاتا ہے۔ مصدر نَبتٌ ہے جس کے معنی اُگنا، سرسبز ہونا ہے۔ زَعَمَ۔ یہ لغت اضداد میں سے ہے جس کے معنی گمان یا خیال کے ہیں۔ اسی طرح اس کے معنی سچی بات کہنے کے بھی ہیں۔ اسی لئے یہاں شارحین نے زَعَمَ کے معنی "القول المحقق" کے کئے ہیں۔ مُکحَلَۃٌ سُرمہ دانی ۔

تشریح

ارشاد ہے "اثمد کا سُرمہ ڈالا کرو" اس سُرمہ کے استعمال کی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ یہ سُرمہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بھی استعمال فرمایا اور استعمال کرنے کا ارشاد فرمایا اور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ علیہ وآلہ وسلم تو خبر کا امر ہی فرمایا کرتے تھے، ترمذی کی روایت میں ہے" اکتحلو بالاثمد المروح " اور سُنن ابی داؤد میں ہے۔" امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالاثمد المروح عند النوم " ارشاد ہے" بینائی کو جلا دیتا ہے" یعنی آنکھوں کی نورانیت زیادہ کرتا ہے اور دماغ سے جو خراب مادہ آنکھوں کے ذریعے خارج ہوتا ہے اس کو زائل کرتا ہے اور آنکھوں کو صاف ستھرا رکھتا ہے' ابن ماجہ میں روایت آئی ہے کہ " تمام سُرموں میں بہتر سُرمہ اثمد ہے کہ روشن کرتا ہے

اسماء الرجال حدیث ع۴۸

ع۱ محمد بن حمید الرازی حافظ الحدیث اور ثقہ ہے۔ ابن حجر نے کہا ضعیف ہے۔ امام بخاری نے فرمایا فیہ نظر۔ ابوداؤد، المصنف اور ابن ماجہ اس سے تخریج کرتے ہیں۔ ابن حجر نے کہا ۲۳۰ھ میں فوت ہوئے۔

ع۲ ابوداؤد الطیالسی دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ عباد بن منصور ابو سلمہ ناجی ہیں۔ الکاشف میں ہے ضعیف ہے۔ النسائی نے کہا لیس بالقوی خرجہ البخاری فی التعلیق والاربعہ۔

ع۴ دیکھو حدیث ع۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

ع۵ ابن عباس دیکھو حدیث ع۱۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

ہے نگاہ کو اور اُگاتا ہے پلکوں کو"

حدیث ۲/۴۹ حدثنا عبدُاللہ[1] بن الصباح الهاشمی البصری اخبرنا عبیدُ[2] اللہ بن موسیٰ اخبرنا اسرائیل[3] بن یونس عن عبَّاد[4] بن منصور ح وحدثنا علی[5] بن حجر حدثنا یزیدُ[6] بن هارون انبأنا عبادُ[7] بن منصور عن عکرمة[8] عن ابن عبّاس[9] قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه واٰله وسلم یَکْتَحِلُ قَبْلَ اَنْ یَنَامَ بِالْاِثْمِدِ ثَلٰثًا فِیْ کُلِّ عَیْنٍ وَقال یزید بن هارون فی حدیثه اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه واٰله وسلم کَانَتْ لَهٗ مُکْحُلَةٌ یَکْتَحِلُ مِنْهَا عِنْدَ النَّوْمِ ثَلٰثًا فِیْ کُلِّ عَیْنٍ۔

ترجمہ جنابِ ابن عباس فرماتے ہیں کہ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نیند فرمانے سے پہلے ہر ایک آنکھ مبارک میں اثمد کے سُرمہ کی تین سلائی لگایا کرتے تھے اور یزید بن ہارون نے فرمایا کہ ایک حدیث کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی جس سے نیند فرمانے کے وقت حضورِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہر آنکھ مبارک میں تین بار سُرمہ لگاتے تھے۔

تشریح ارشاد ہے "ہر آنکھ مُبارک میں تین بار سُرمہ لگاتے تھے" یعنی داہنی آنکھ میں تین سلائی اور بائیں آنکھ میں تین سلائی سُرمہ استعمال فرماتے۔ بعض احادیثِ مبارکہ میں ذکر ہے کہ "جو شخص سُرمہ لگائے تو طاق لگائے" حضرات علمائے کرام فرماتے ہیں کہ سُرمہ استعمال کرنے کے دو طریقے ہیں، ایک یہ کہ تین سلائی داہنی آنکھ میں اور دو سلائی بائیں آنکھ میں، اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تین تین سلائی ہر ایک آنکھ میں لگائے، نیز داہنی جانب سے شروع کرے کیونکہ تکریم کے جتنے بھی کام ہوتے ان کو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم داہنی جانب سے ہی کیا کرتے تھے۔ اس حدیث پاک کی دو سندیں ذکر کی گئی ہیں اور ان دو اسناد کے درمیان ح ذکر کی گئی ہے، اس ح کے متعلق حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل میں کافی بحث کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

"قال شیخ مشائخنا المعظمین شیخ القراء والمحدثین محمد بن محمد بن محمد الجزری	یعنی ہمارے بزرگ ترین شیخ المشائخ شیخ القراء والمحدثین محمد بن محمد بن محمد جزری رحمۃ اللہ علیہ

اسماء الرجال حدیث ۴۹
ع۱ عبداللہ بن الصباح الہاشمی البصری، تقریب۔ ثقہ ہیں ... المصنف اور النسائی نے تخریج کی ہے۔ ۲۵۰ھ میں فوت ہوئے۔
ع۲ عبیداللہ بن موسیٰ الجلیل ہے ... ثقہ ... حفاظِ حدیث سے ایک ہے ... ابن حجر نے فرمایا ثقہ یتشیع ۲۱۳ھ میں فوت ہوئے۔
ع۳ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحٰق السبیعی ہے۔
ع۴ اور ع۷ عباد بن منصور، دیکھو حدیث ع۱ باب ۴ حاشیہ ع۳
ع۵ علی بن حجر، دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۱
ع۶ یزید بن ہارون دیکھو حدیث ع۱۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۲
ع۸ عکرمہ، دیکھو حدیث ع۵ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۵
ع۹ ابن عباس، دیکھو حدیث ع۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۹

رحمہ اللہ تعالیٰ فی البدایہ: اذا کان للحدیث اسنادان او اکثر کتبوا "ح" عند الانتقال من اسنادٍ اشارۃ الی التحویل من اسنادٍ الی اسنادٍ فیتلفظ بہا بہا الحدیث عند الوصول الیہا فیقول حا ویمد فی القرأۃ وعلیہ عمل اصحابنا"

نے بدایہ میں فرمایا: جب ایک حدیث کی دو سندیں ہوں یا زیادہ، تو جس وقت ایک سند سے دوسری سند کی طرف لوٹنے کا وقت آئے تو ح لکھا جائے یہ ایک سند سے دوسری سند کی طرف لوٹنے کا اشارہ ہے اور حدیث مبارک پڑھنے والا جب اس جگہ پہنچے تو حا کا تلفظ کرے اور قرأۃ میں ح کو لمبا کرکے یعنی حا پڑھے اور ہمارے اصحاب کا اسی پر عمل ہے۔

حضرت قطب الاقطاب شیخ المحدثین سیّد شاہ محمد غوث صاحب پشاوری ثم لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:-

"ح بجائے مہملہ اشارت است بتحویل اسناد یعنی انتقال از یک اسناد باسناد دیگر می گویند چوں خوف التباس می باشد کہ مبادا ظن کردہ شود ہر دو سند را یک سند، لہٰذا درمیان کلمہ حا می آرند"

یعنی "ح (حائے مہملہ) یہ اشارہ ہے اسناد کی تبدیلی کا یعنی ایک اسناد سے دوسری اسناد کی طرف لوٹنا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ ایک دوسرے کے مشابہ ہوجانے کا خوف پیدا ہو کہ دونوں سندوں کو ایک ہی سند سمجھا جائے اس لئے دونوں سندوں کے درمیان کلمہ حا لے آتے ہیں"

حدیث ۳۲ / ۵۰ حدثنا احمد[۱] بن منیع انبأنا محمد[۲] بن یزید عن محمد[۳] بن اسحٰق عن محمد[۴] بن المنکدر عن جابر[۵] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیکم بالاثمد عند النوم فانہ یجلو البصر وینبت الشعر۔

ترجمہ جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ سوتے وقت اثمد کا سرمہ ضرور آنکھوں میں ڈال لیا کرو، پس بیشک یہ آنکھوں کی بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اُگاتا ہے۔

اسماء الرجال حدیث نمبر ۵۰
۱ احمد بن منیع دیکھو حدیث ۳۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ محمد بن یزید یہ ثقہ ہے ثبت ہے عابد ہے ابدال میں شمار کیا گیا ہے۔ ابوداؤد المصنف النسائی نے تخریج کی ہے ۱۹۰ھ میں فوت ہوا۔
۳ محمد بن اسحق علامہ ہے مغازی اور سیر کا امام ہے عطاء اور اس طبقہ کے علماء سے روایت کرتے ہیں ان سے شعبہ اور سفیان روایت کرتے ہیں۔ وکان بحراً من بحار العلم صدوق لکنہ یدلس لہ غرائب واختلف فی الاحتجاج بہ وحدیثہ فوق الحسن۔
۴ محمد بن المنکدر تابعی ہے جلیل ہے ثقہ ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ان سے مالک اور سفیان روایت کرتے ہیں۔
۵ جابر بن عبداللہ: یہ جابر بن عبداللہ انصاری سلمی ہیں۔ ان مشاہیر صحابہ میں ایک ہیں جو کثرت سے روایت کرتے ہیں۔ جہاد بدر اور اس کے بعد ہونے والے جہادوں میں شمولیت فرمائی۔ شام اور مصر بھی گئے تھے ۱۵۴۰ احادیث ان سے مروی ہیں۔ آخری عمر میں نابینا ہوگئے تھے ۹۴ برس کی عمر میں ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین میں سب سے آخری صحابی تھے جو کہ مدینہ طیبہ میں فوت ہوئے۔

تشریح اس حدیث مبارک کی تشریح گذری ہوئی احادیث میں دیکھئے۔

حدیث ۵۱ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید قال اخبرنا بشر[۲] بن المفضل عن عبد[۳] اللّٰه بن عثمان بن خثیم عن سعید[۴] بن جبیر عن ابن[۵] عباس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰه علیہ والہ وسلم اِنَّ خَیْرَ اَکْحَالِکُمُ الْاِثْمِدُ یَجْلُو الْبَصَرَ وَ یُنْبِتُ الشَّعَرَ۔

ترجمہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا' تمہارے سب سُرموں سے سے اچھا سُرمہ اثمد کا سُرمہ ہے' بینائی کو جلا دیتا ہے اور بالوں کو اُگاتا ہے۔

حل لغات اَکْحَال۔ سرمے، کحل کی جمع ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح بھی گذر چکی ہے' وہاں دیکھ لیجئے گا۔

حدیث ۵۲ حدثنا ابراھیم[۱] بن المستمر البصری حدثنا ابو عاصم[۲] عن عثمان[۳] بن عبد الملک عن سالم عن ابن[۴] عمر قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰه علیہ والہ وسلم عَلَیْکُمْ بِالْاِثْمِدِ فَاِنَّہٗ یَجْلُو الْبَصَرَ وَ یُنْبِتُ الشَّعَرَ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم و عالمیان صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اثمد کا سُرمہ ڈال لیا کرو' یہ آنکھوں کی بینائی کو جلا دیتا ہے اور بال اُگاتا ہے۔

تشریح ان تمام احادیث مبارکہ میں اصفہانی سُرمہ کرنے کی ترغیب ہے اور ان کے فوائد کا ارشاد ہے۔ حضرات علماءِ محققین نے حضور پاک صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم کے اُن پُرحکمت ارشادات کی روشنی میں فرمایا ہے کہ سُرمہ لگانا مستحب ہے اور ہر قسم کا سُرمہ جو آنکھوں کو فائدہ پہنچائے اور پلکیں اُگائے اس کا استعمال بلاشبہ جائز ہے اور اثمد کا سُرمہ استعمال کرنا افضل ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ کُحْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰه علیہ والہ وسلم پُورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ۵۱
۱ قتیبہ بن سعید دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲ بشر بن المفضل ابو اسماعیل ہے۔ حجت ہے' ثقہ ہے' ثبت ہے۔ الرقاشی ... ابن المدینی فرماتے ہیں ہر روز چار سو رکعات نفل پڑھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے۔ ۱۸۶ھ میں فوت ہوا۔
۳ عبداللّٰہ بن عثمان بن خثیم مکی ہے' قاری ہے' ابو حاتم نے کہا صالح الحدیث ہے۔ خرج لہ البخاری والتعلیق والخمسہ ۱۳۲ھ میں فوت ہوا۔
۴ سعید بن جبیر۔ آپ جلیل تابعی ہیں بلکہ کہا گیا ہے کہ افضل التابعین ہیں۔ آپ کے علم' عبادت اور زہد پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔ حجاج نے آپ کو بلا بھیجا۔ جب آپ حجاج کے پاس آئے تو اس نے آپ سے دریافت کیا کہ میرے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو قاسط اور عادل ہے۔ حجاج بہت خوش ہوا (لوگوں نے کہا کہ حجاج! سعید بن جبیر نے تو تمہاری تعریف کی ہے۔ حجاج نے کہا تم (نہیں سمجھے) لیکن اس نے تو میری مذمت کی ہے۔ سعید نے مجھے ظالم قرار دیا ہے اور مجھے کافر بھی بنایا ہے اور حجاج نے یہ آیت پڑھی "فاما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا" اور حجاج نے کہا کہ سعید نے مجھے کافر کی نسبت کی ہے اور یہ آیت پڑھی "ثم الذین کفروا بربہم یعدلون" ...

صلى الله تعالى عليك يا رسول الله

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباسِ مبارک کا بیان ہے

(اس باب میں سولہ احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں حضور شفیع المذنبین، صاحب شفاعتِ کبریٰ ملجانا وماوانا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں کا، جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفید لباس اور کُرتہ پسند پسند فرمانا، کُرتے کی ہیئت کا، چادر مبارک اوڑھنے کا، نیا کپڑا پہنتے وقت دعا کرنے کا اور مختلف رنگوں کے لباس پہننے کا ذکر ہے۔ علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ کے صفحہ ۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"واللباس تعتریه الاحكام الخمسة فيكون واجبا كاللباس الذی يستر العورة عن العيون ومندوبا كالثوب الحسن للعيدين والثوب الابيض للجمعة، ومحرما كالحرير للرجال ومكروها كلبس الخلق دائما للغنی، ومباحا وهوما عدا ذلك"

یعنی لباس کے پہننے میں پانچ قسم کے احکام ہیں، جس لباس سے لوگوں کی نظروں سے ستر عورت کو چھپا دیا جائے ایسا لباس پہننا واجب ہے دونوں عیدوں کے ایام میں جو اچھا کپڑا اور جمعہ کے دن جو سفید کپڑا پہنا جائے وہ مندوب ہے، اور ریشمی لباس کا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے، مالدار آدمی کو ہمیشہ کے لئے پھٹے پرانے کپڑے پہننا مکروہ ہے اور اس کے برعکس مباح ہے۔

فرمایا حضرت محدث جلیل سید شاہ محمد غوث صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں، ومراد لعبد سقوط برازش می گفت لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، یعنی جب سعید بن جبیر کا سر زمین پر گر کر لوٹ گیا تو اس کے بعد بھی پکار رہا تھا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ جناب البیجوری فرماتے ہیں: "فلما قطعت رأسه صارت تقول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔"

۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۵۲

۱ ابراہیم بن المستمر البصری ابن خزیمہ اور ایک گروہ نے اس سے تخریج کی ہے۔ نسائی نے کہا صدوق ہے۔ ابوداؤد، المصنف، النسائی اور ابن ماجہ نے اس سے تخریج کی ہے۔

۲ ابوعاصم۔ دیکھو حدیث ۱۹ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۲

۳ عثمان بن عبدالملک، مستقیم فی العلم ہے۔ قال ابوحاتم، منکر الحدیث ہے۔ ابن المسیب امام احمد نے فرمایا لیس بذلك۔ ابوعاصم روایت کرتا ہے اور اس سے ابوعاصم روایت کرتا ہے اور اس سے ابن ماجہ اس سے تخریج کرتا ہے۔

۴ سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب جلیل تابعی ہے۔ مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں سے ایک ہے۔ کان رأسا فی العبادة والزهد، خرج له الجماعة۔

۵ ابن عمر۔ یہ عبداللہ بن عمر بن الخطاب ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں تمام

جناب علامہ احمد عبدالجواد الدومی صاحب الاتحافات الربانیہ بشرح الشمایل المحمدیہ ص۹۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یلبس من لباس قومہ، ولا یحب ان تیمیز علی واحد منھم"

حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا قومی لباس پہنا کرتے تھے، اور لباس کے پہننے میں کسی ایک پر فوقیت پسند نہیں فرماتے تھے۔

حدیث ۵۳

حدثنا محمد[۱] بن حمید الرازی انبأنا الفضل[۲] بن موسیٰ وابو تمیلۃ[۳] وزید[۴] بن حباب عن عبد[۵] المومن ابن خالد عن عبد[۶] اللہ بن بریدۃ عن ام سلمۃ[۷] قالتْ کَانَ اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْقَمِیْصَ۔

ترجمہ ام المؤمنین اُمّ سلمہ فرماتی ہیں کہ کپڑوں میں نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمیص (کرتہ) بہت پسند تھی۔

حل لغات قَمِیْص۔ کرتہ، والقمیص اسم لمایلبس من المخیط الذی لہ کمان و جیب یلبس تحت الثیاب ولا یکون من صوف کذا فی القاموس۔

تشریح اس حدیث کی تشریح اسی باب میں تیسری حدیث کی شرح میں دیکھیے۔

حدیث ۵۴

حدثنا علی بن حجر حدثنا الفضل[۲] بن موسیٰ عن عبد المومن[۳] بن خالد عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ام سلمۃ[۵] قالتْ کَانَ اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلْقَمِیْصَ۔

ترجمہ ام المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کپڑوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قمیص (کرتہ) بہت پسند تھی۔

ہوئے۔ کان اماماً واسع العلم متین الدین زہد و تقویٰ کا نمونہ تھے۔ ۲۵۳ھ میں فوت ہوئے۔

اسماء الرجال حدیث ۵۳

۱۔ محمد بن حمید الرازی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔
۲۔ الفضل بن موسیٰ۔ کنیت ابو عبداللہ ہے، المروزی ہے، صحاح ستہ نے تخریج کی ہے۔
۳۔ ابو تمیلہ۔ ان کا نام یحییٰ بن واضح ہے، المروزی الانصاری ہے۔ اخرج حدیثہ الستہ۔
۴۔ زید بن حباب۔ اصحاب ستہ نے تخریج کی ہے۔ کنیت ابو الحسن ہے، العکلی ہے، خراسانی ہے۔ پھر کوفی ہو گیا، حافظ الحدیث ہے، قال الذہبی لا باس بہ، ۲۰۳ھ میں انتقال کیا۔
۵۔ عبدالمومن بن خالد الحنفی المروزی ہے۔ اخرج حدیثہ ابوداؤد والترمذی والنسائی۔ ابن حبان نے ان کا ذکر ثقات میں کیا ہے۔ زین الدین عراقی نے کہا ہے کہ ان کے ذریعہ ہونے کی حدیث ہے اور ان کی حدیث نہیں۔
۶۔ عبداللہ بن بریدہ۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۴۔
۷۔ ام سلمہ۔ ان کا اسم گرامی ہند بنت امیہ ہے۔ ابوبکر کے مرتبے کے بعد امہات المومنین میں ... ابن عباس، نافع، ابن مسیب اور کئی صحابہ و تابعین ان سے روایت کرتے ہیں۔

صلوٰۃ وسلام علیک یا رسول اللہ

تشریح اس حدیث کی تشریح بھی اسی باب میں تیسری حدیث کی شرح میں ملاحظہ فرمائیے گا۔

حدیث ۳/۵۵ حدثنا زیاد[1] بن ایوب البغدادی حدثنا ابو تمیلة[2] عن عبد المؤمن[3] بن خالد عن عبد[4] الله بن بریدة عن امه[5] عن ام[6] سلمة قالت کان احب الثیاب الی رسول الله صلی الله علیه واله وسلم یلبسه القمیص ۔ قال ابو عیسٰی ھکذا زیاد بن ایوب فی حدیثه عن عبد الله بن بریدة عن امه عن ام سلمة وھکذا روی غیر واحد عن ابی تمیلة مثل روایة زیاد بن ایوب وابو تمیلة یزید فی ھذا الحدیث عن امه وھو اصح ۔

ترجمہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم پہننے کے کپڑوں میں قمیص (کرتہ) کے پہننے کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے۔

تشریح ان ہر سہ احادیث کا متن ایک ہی ہے سوائے اس کے کہ اس حدیث میں "یَلْبَسُهٗ" آیا ہے مگر چونکہ اسناد قدرے مختلف تھے اس لئے ایک ہی متن کو علیحدہ علیحدہ سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

کرتہ کے ساتھ تمام بدن (تقریباً) ڈھانپ لیا جاتا ہے۔ بدن پر کرتہ ہلکا بھی محسوس ہوتا ہے۔ اس کے استعمال میں تکبر اور فخر بھی نہیں پایا جاتا ہے اور اس سے بدن اچھا ستھرا اور خوبصورت نظر آتا ہے لہٰذا علماء کرام نے فرمایا کہ غالباً اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کرتہ پہننا مرغوب خاطر تھا۔ جناب سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لباس کے استعمال کے متعلق بھی انتہائی زہد و درویشانہ زندگی کو محبوب رکھا۔ جناب علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ کے صفحہ ۵۰ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"لم یکن لہ سوی قمیص واحد"

یعنی "جناب سرور عالم و عالمیان، صاحب شفاعت کبریٰ، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ایک کے سوا دوسری قمیص بھی نہ تھی۔"

---

۲۸۴ احادیث ان سے مروی ہیں۔ تیرہ احادیث پر متفق علیہ ہیں۔ انفراد البخاری بثلاثة ومسلم بثلاثة۔ ۵۹ھ میں انتقال کیا۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۵۴

[1] علی بن حجر۔ دیکھو حدیث [1] باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ [1]۔

[2] الفضل بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث [1] اسی باب کے حاشیہ [2]۔

[3] عبد المؤمن بن خالد۔ دیکھو حدیث [1] اسی باب کے حاشیہ [3]۔

[4] عبد اللہ بن بریدہ۔ دیکھو حدیث [6] باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ [5]۔

[5] ام سلمہ۔ دیکھو حدیث [1] اسی باب کے حاشیہ [5]۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۵۵

[1] زیاد بن ایوب البغدادی، کنیت ابو ہاشم ہے، طوسی ہے، دلویہ اس کا لقب ہے، ثقہ ہے، حافظ الحدیث ہے، اخرج حدیثه الشیخان والترمذی والنسائی۔

[2] ابو تمیلہ۔ دیکھو حدیث [1] اسی باب کے حاشیہ [2]۔

[3] عبد المؤمن بن خالد۔ دیکھو حدیث [1] اسی باب کے حاشیہ [3]۔

[4] عبد اللہ بن بریدہ۔ دیکھو حدیث [6] باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ [5]۔

[5] امہ۔ علامہ عبد الرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں "قال الذہبی الذہبی ...

نیز اسی صفحہ پر فرماتے ہیں :۔

"فی الوفاۃ عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت ما رفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قط غداء لعشاء ولا عشاء لغداء ولا اتخذ من شیئ زوجین لا قمیصین ولا ردائین ولا ازارین ولا زوجین من النعال"

"اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم صبح کے کھانے میں سے شام کیلئے، اور شام کے کھانے میں سے صبح کے لئے کچھ بھی بچا نہیں رکھتے تھے (یعنی ایک سے دوسرے وقت کے لئے کچھ بھی نہ چھوڑتے سب کچھ تقسیم فرما دیتے) اور بیک وقت آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس کسی چیز کے دو جوڑے نہیں ہوتے تھے، نہ دو قمیص، نہ دو چادریں، نہ دو لنگیاں اور نہ ہی جوتوں کے دو جوڑے"

حدیث ۵۶/۴ حدثنا عبد اللہ[1] بن محمد بن الحجاج حدثنا معاذ[2] بن ھشام حدثنی ابی[3] عن بدیل[4] العقیلی عن شھر[5] بن حوشب عن اسماء[6] بنت یزید قالت کَانَ کُمُّ قَمِیْصِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِلَی الرُّسْغِ ۔

ترجمہ اسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ حضور سید الانس والجان پیغمبر اسلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قمیص کی آستین کلائی تک ہوتی تھی۔

حل لغات کُمٌّ ۔ آستین قمیص ۔ رُسْغٌ ۔ یہ بجائے س کے صاد کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے رُصْغٌ وہ جوڑ جو کلائی اور بازو، یا ہتھیلی اور کلائی یا پنڈلی اور ان کے درمیان واقع ہو، پہنچا۔ اس حدیث شریف میں س (الرسغ) کے ساتھ ہے اور ایک دوسری حدیث شریف میں ص (الرصغ) کے ساتھ اس طرح آیا ہے "اِنَّ کُمَّہٗ کَانَ اِلَی الرُّصْغِ" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آستین پہنچے تک تھی۔ وھو مفصل ما بین الکف والساعد من الانسان۔

تشریح جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :۔

العراق ویحتاج الحال الی معرفۃ حالہا ولم ادمن ترجمہا"
[۲] ام بکر۔ دیکھو حدیث [۱] اسی باب کے حاشیہ [۱]

اسماء الرجال حدیث ۵۶/۴
[۱] عبد اللہ بن محمد بن الحجاج۔ ابن خزیمہ وغیرہ نے اس سے علم حدیث اخذ کیا ہے۔ صرف ترمذی ہی اس کی تخریج کرتے ہیں
[۲] معاذ بن ہشام۔ اصحاب ستہ اس کی احادیث کی تخریج کرتے ہیں
[۳] ابی۔ یعنی ہشام بن عبد اللہ ابوبکر الدستوائی، ابو داؤد طیالسی نے کہا کہ "کان ھشام امیر المؤمنین فی الحدیث"
[۴] بدیل العقیلی۔ ثقہ جماعۃ
[۵] شہر بن حوشب۔ ابن عباس اور ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہیں اور اس سے ثابت وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن معین اور امام احمد وغیرہما نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ قال ابن حجر صدوق دیہام وقال ابن ہارون ضعیف"
[۶] اسماء بنت یزید، انصاری صحابیہ ہیں۔ ان کی کنیت ام سلمہ ہے اس سے ۸۱ احادیث ہیں۔ "ادب المفرد" میں بخاری تخریج کرتے ہیں۔ وروی عنہا الاربعۃ۔ علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "قتلت یوم الیرموک تسعۃ من الروم کما فی التقریب" "شھدت الیرموک وقتلت ایضاً جماعۃ

"شیخ جزری می فرماید کہ دریں حدیث دلالت است برآنکہ سنت آنست کہ آستین پیراہن ازبند دست دراز نباشد و درسواء پیراہن سنت آنست کہ ازانگشتان تجاوز نہ کند"

یعنی "شیخ جزری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف دلالت کر رہی ہے کہ کُرتہ کی آستین کا کلائی تک رکھنا سُنّت ہے، پہنچے سے آستین دراز نہ ہو اور بغیر کُرتہ کے یہ سُنّت ہے کہ انگلیوں سے آستین تجاوز نہ کرے۔"

حدیث ۵۵ حدثنا ابو عمار[1] الحسین بن حریث حدثنا ابو نعیم[2] حدثنا زھیر[3] عن عروۃ[4] بن عبد اللہ بن قشیر عن معاویۃ[5] بن قرۃ عن ابیہ[6] قال اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ رَھْطٍ مِنْ مُزَیْنَۃَ لِنُبَایِعَہٗ وَاِنَّ قَمِیْصَہٗ لَمُطْلَقٌ اَوْقَالَ زِرُّ قَمِیْصِہٖ مُطْلَقٌ قَالَ فَاَدْخَلْتُ یَدِیْ فِیْ جَیْبِ قَمِیْصِہٖ فَمَسِسْتُ الْخَاتَمَ

ترجمہ قرۃ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں قبیلہ مُزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہُوا تاکہ ہم سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کریں اس وقت حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کُرتہ مبارک (کا گریبان، کھلا ہوا تھا' یا (قرہ نے یہ) فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قمیص مبارک کا تکمہ (بٹن) کھلا ہُوا تھا' (قرہ نے) فرمایا کہ میں نے اپنا ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتہ مبارک کے گریبان کے اندر داخل کرکے مہرِ نبوت کو چُھوا۔

حل لغات رَھْطٍ۔ قوم اور قبیلہ تین اشخاص سے لے کر سات یا دس یا چالیس اشخاص تک کی جماعت کو کہتے ہیں اور یہ ایک ایسی جماعت ہوتی ہے جس میں عورتیں شامل نہیں ہوتیں، گروہ۔ رَھْطٌ کے معنی بڑے بڑے لقمے کھانا بھی ہیں۔ مُزَیْنَۃَ۔ مُضر سے قبیلہ ہے۔ واصلہ اسم امرأۃ۔ لِنُبَایِعَہٗ۔ تاکہ ہم بیعت کریں اس کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ مُطْلَقٌ۔ کھلی ہوئی۔ طَلْقٌ سے ہے جس کے معنی رسی کھل جانا' بندسے چھوٹ جانا کے ہیں۔ زِرٌّ۔ گھنڈی، تکمہ، بٹن' اس کی جمع اَزْرَارٌ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "میں قبیلہ مُزینہ کی ایک جماعت کے ساتھ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس

اسماء الرجال حدیث نمبر ۵۵
۱۔ ابو عمار الحسین بن حریث دیکھو حدیث نمبر ۲ باب ما جاء فی خاتم النبوة حاشیہ ۱
۲۔ ابو نعیم دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۲
۳۔ زہیر دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۳
۴۔ عروہ بن عبد اللہ بن قشیر الجعفی ہے ابن حجر نے کہا ثقہ ہے اور ایک طائفہ ابن سیرین اس سے روایت کرتا ہے، اس سے سفین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ خرج لہ داؤد وابن ماجہ۔
۵۔ معاویہ بن قرة، عالم ہے، ثقہ ہے، ثبت ہے، عامل ہے ۱۱۳ھ میں فوت ہوا۔ خرج لہ الجماعة۔
۶۔ ابیہ، یعنی قرة بن ایاس ابن ہلال المزنی ہیں صحابی ہیں البصرہ میں مقیم ہو گئے تھے۔ خرج لہ الائمة۔ ۶۴ھ میں انتقال فرمایا۔

میں حاضر ہوا تا کہ ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کریں" یہ بیعت جیسا کہ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ نے تحریر فرمایا "عَلَی الْاِسْلَام" اسلام لانے کی بیعت تھی۔ قبیلہ مزنیہ، مُضر قوم کا ایک قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ سے ایک جماعت بیعت اسلام کے لئے آئی اور جناب قرۃ بن ایاس بھی ان کے ہمراہ آئے اور بیعت اسلام سے مشرف ہوئے، ارشاد ہے کہ "اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کُرتہ مُبارک (کا گریبان) کھلا ہوا تھا" یا قرۃ نے یہ فرمایا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قمیص کا تکمہ کُھلا ہوا تھا" یعنی جس وقت یہ جماعت بیعت اسلام کے لئے حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا گریبان کھلا ہوا تھا، چونکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی یہ عادت تھی کہ جس طرح وہ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھتے، اسی طرح کا طریقہ اختیار کرتے، چاہے وہ لباس کی کسی ہیئت کا ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ جمع الوسائل میں جناب محدثِ کبیر حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں :-

"قال عروۃ فلما رأیت معاویۃ ولا اباہ الا مطلقی الازرار فی شتاء ولا خریف ولا یزران ازرارھما"

"عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے معاویہ اور اس کے باپ کو کبھی نہیں دیکھا مگر دیکھا تو ایسی حالت میں کہ ان کے گریبان کی گھنڈی (تکمہ) لگی ہوئی نہیں ہوتی تھی اگرچہ گرمی ہو یا سردی، ہمیشہ ان کی گھنڈیاں کھلی رہتی تھیں۔"

یہی اطاعت فرمانبرداری اور محبت کا وہ مقدس اور پاک جذبہ تھا جس کی بدولت آج امتِ محمدیہ کے پاس حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک ایک سنت، ایک ایک عمل اور ایک ایک ادا موجود اور محفوظ ہے۔ ارشاد ہے "میں نے اپنا ہاتھ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کُرتہ مبارک کے گریبان کے اندر داخل کر کے مُہرِ نبوت کو چھُوا" جَیْب کا اطلاق اس کپڑے پر ہوتا ہے جو کہ قمیص کے سینہ پر علیحدہ لگایا جاتا ہے تاکہ اس میں کچھ شے رکھی جا سکے مگر جناب محدثِ کبیر علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں :-

"ولکن المراد من الجیب فی ھذا الحدیث طوقہ الذی یحیط بالعنق"

"اور لیکن اس حدیث میں جیب سے مراد وہ گریبان ہے جو گردن کو گھیرے ہوئے ہو"

ایک صحابی کو حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ اتنا والہانہ عشق تھا اور اتنی غائت درجہ کی محبت تھی کہ انہوں نے جب

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گریبان کھلا دیکھا تو بے صبری اور وارفتگی کے عالم میں ہر قسم کے آداب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے گریبان مبارک کے اندر ہاتھ داخل کرکے مُہرِ نبوت چھُونے کی سعادت حاصل کرلی اور اس کی برکت اور نورانیت سے اپنے وجُود کو بابرکت اور منور بنالیا اور حضور سراپا برکت و نور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہ کمال شفقت عنایت اور مہربانی تھی کہ ان کو مہر نبوت چھُونے سے منع نہیں کیا' صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اطہر کے ساتھ انتہائی محبت وعقیدت تھی کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود بابرکت کو ہاتھ لگانا بھی اپنے لئے ہزار ہا برکات اور سعادت کا باعث اور ذریعہ سمجھتے تھے' حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ شارح شمائل شریف فرماتے ہیں :-

"پس سودم مُہرِ نبوت را بدست خود از برائے تبرک وتیمن او' وایں از سبب کمال شفقت وبرامت خود' دگرنہ کرا مجال است کہ ایں قدر جرأت نماید"

یعنی "پس میں نے اپنے ہاتھ سے مُہرِ نبوت کو چھُوا تاکہ اس کی برکت اور تیمن مجھے حاصل ہو اور یہ حضور شفیقِ اُمت پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی اُمت پر کمال شفقت ہے ورنہ کسی کی کیا مجال ہے کہ یہ جرأت کرسکے"۔

حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ میں لکھتے ہیں ۔

"وانما قصد التبرك" یعنی اس صحابی رضی اللہ عنہ کا ارادہ (مہر نبوت کے چھُونے سے) تبرک حاصل کرنا تھا۔

حدیث ۶/۵۸ حدثنا عبدُ[۱] بن حمید حدثنا محمدُ[۲] بن الفضل اخبرنا حمادُ[۳] بن سلمة عن حبیبُ[۴] بن الشهید عنْ[۵] الحسن عن انسُ[۶] بن مالك اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه واٰله وسلم خَرَجَ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلٰی اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ عَلَیْهِ ثَوْبٌ قِطْرِیٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهٖ فَصَلّٰی بِهِمْ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ سَاَلَنِیْ یَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ اَوَّلَ مَا جَلَسَ اِلَیَّ فَقُلْتُ حدثنا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ فَقَالَ لَوْكَانَ مِنْ كِتَابِكَ فَقُمْتُ لِاُخْرِجَ كِتَابِیْ فَقَبَضَ عَلٰی ثَوْبِیْ ثُمَّ قَالَ اَمْلِلْهُ عَلَیَّ فَاِنِّیْ اَخَافُ اَنْ لَا اَلْقَاكَ قَالَ

فَاَمْلَيْتُهُ عَلَيْهِ ثُمَّ اَخْرَجْتُ كِتَابِىْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اپنے کاشانۂ اقدس) تشریف لائے اس حالت میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لئے ہوئے تھے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یمنی چادر تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لپٹے ہوئے تھے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (اسی حالت میں) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھائی اور عبد بن حمید نے کہا محمد بن الفضل فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن معین نے میرے پاس بیٹھتے ہی مجھ سے اس حدیث کے متعلق پوچھا۔ میں نے اس طریق سے حدیث بیان کرنی شروع کر دی کہ حدیث بیان کی مجھ سے حماد بن سلمہ نے' تو اس (یحییٰ بن معین) نے کہا کہ اگر تو اپنی کتاب سے (یہ حدیث) پڑھتا (تو بہتر تھا) میں (محمد بن فضل) کتاب لانے کے لئے اُٹھا تو انہوں (یحییٰ بن معین) نے میرا دامن پکڑ لیا اور فرمایا مجھے لکھا دے مجھے ڈر ہے کہ تم سے ملاقات نہ ہو سکے۔ (محمد بن فضل نے) کہا میں نے اس (یحییٰ بن معین) کو زبانی (یہ حدیث) لکھا دی' پھر میں وہ کتاب لے کر آیا اور اسے پڑھ کر (یہ حدیث) سنائی۔

حل لغات مُتَّكِئٌ۔ وہ بھروسہ کئے ہوئے تھے۔ وہ سہارا لئے ہوئے تھے' وہ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ قِطْرِيٌّ یمنی چادر' جامہ غلیظ از قطن۔ تَوَشَّحَ بِهٖ۔ ڈالی ہوئی تھی' گرائی ہوئی تھی۔ مجمع البحار میں ہے کہ تَوَشُّحُ یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارا بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر داہنے کندھے پر ڈالنا' پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔ اِمْلَلْهُ۔ املا کرادے اسکو' لکھا اس کو۔

تشریح ارشاد ہے "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے' اس حالت میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پر سہارا لئے ہوئے تھے" یا تو یہ وہ بیماری کا زمانہ تھا جس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوا' یا کسی دوسری بیماری کے دوران ایسا کیا گیا ہوگا مگر جناب محدث کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ پہلی بات صحیح نظر آتی ہے اور حضرت علامہ اجل شیخ الدرس حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ یہی فرماتے تھے۔ جمع الوسائل میں جناب محدث کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

ففی روایۃ الدارقطنی انہ خرج بین | دار قطنی کی روایت ہے کہ جناب سید دو عالم

اسماء الرجال حدیث نمبر ۵۸
(۱) عبد بن حمید۔ ثقہ ہے حافظ ہے' صاحب تصانیف ہے۔ یہ علی بن الجعد اور نضر بن شمیل وغیرہ حضرات سے روایت کرتا ہے۔ مسلم ترمذی اور دوسرے حضرات اس سے روایت کرتے ہیں۔ ۲۴۹ھ میں انتقال کیا۔
(۲) محمد بن الفضل۔ حافظ ہے ثقہ ہے مرتبہ۔ لکنہ اختلط آخرا فترک الاخذ عنہ۔ ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔ ۲۲۴ھ میں انتقال کیا۔
(۳) حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث نمبر ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ نمبر ۳
(۴) حبیب بن الشہید۔ تابعی ہے' ثقہ ہے' ثبت ہے۔ الائمہ ستہ نے اس سے تخریج کی ہے۔ ۱۴۵ھ میں انتقال کیا۔
(۵) الحسن۔ دیکھو حدیث نمبر ۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ نمبر ۵
(۶) انس بن مالک۔ دیکھو حدیث نمبر ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ نمبر ۵

اسامۃ ابن زید والفضل بن عباس الی الصلوٰۃ فی مرضہ الذی مات فیہ فصلی باصحابہ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسامہ بن زید اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سہارا لئے اپنے کاشانۂ اقدس سے نماز کے لئے اس بیماری میں تشریف لائے جس میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہُوا' اور اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نماز پڑھائی۔

ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یمنی چادر تھی جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لپیٹے ہوئے تھے" جناب محدث کبیر علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"والمراد ھھنا انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادخل الثوب تحت یدہ الیمنی القاہ علی منکبہ لا یسرکما یفعلہ المحرم"

یعنی یہاں پر یہ مُراد ہے کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر مُبارک داہنے بازو کے نیچے لے کر بائیں کندھے پر ڈال رکھی تھی جیسا کہ مُحرِم احرام باندھتا ہے"۔

امام بخاری ابن عباس سے روایت فرماتے ہیں:۔

"قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مرضہ الذی مات فیہ وعلیہ ملحفۃ متغطیا بھا"

ابن عباس نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس سے باہر اس بیماری میں تشریف لائے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مُبارک ہُوا' اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چادر میں لپیٹے ہوئے تھے۔

یمنی چادر ایک قسم کا خوبصورت موٹا رضائی جیسا کپڑا ہوتا ہے جو کہ بحرین کی طرف سے آتا ہے۔ ازھری لکھتے ہیں کہ بحرین میں ایک قریہ ہے جس کا نام قطرہ ہے۔ اس کپڑے کی نسبت اسی قریہ کی طرف ہے' اسی لئے اس کپڑے کو قطری کہا گیا ہے۔

حدیث ۵۹

حدثنا سوید[1] بن نصر حدثنا عبد[2] اللہ بن المبارک عن سعید[3] بن ایاس الجریری عن ابی[4] نضرۃ عن ابی[5] سعید الخدری قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِذَا سْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاہُ بِاِسْمِہٖ عِمَامَۃً اَوْ قَمِیْصًا اَوْ رِدَآءً ثُمَّ یَقُوْلُ اللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ۔

ترجمہ

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کو اس نام سے موسوم فرماتے جیسے عمامہ یا کُرتہ یا چادر، پھر فرماتے اے اللہ تبارک وتعالیٰ ہر قسم کی تعریف، ہر زمانے میں، ہر مرتبہ پر، ہر ایک سے، خاص تیرے ہی لئے ہے جیسے کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا اس پر میں تیرا شکرادا کرتا ہُوں۔ اے اللہ: تجھ ہی سے اس کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں اور جس کام کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے لئے بھی بھلائی چاہتا ہوں۔ اس کپڑے کے شر سے تجھ ہی سے پناہ مانگتا ہوں اور جس شرارت والے کام کیلئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اس کے شر سے پناہ مانگتا ہوں۔

حل لغات

اِسْتَجَدَّ. موجود پاتے، پہنتے۔

تشریح

ارشاد ہے "نیا کپڑا زیب تن فرماتے تو اس کو اس کے نام سے موسوم فرماتے جیسے عمامہ یا کرتہ یا چادر" یعنی اس کپڑے کا نام رکھتے جیسے حدیث میں آیا "کان لہ عمامۃ تسمی السحاب" آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ مبارک تھا جس کا نام سحاب تھا۔ محدثین کرام رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے یہ معنی بھی لکھے ہیں کہ جس وقت آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نیا کپڑا پہنتے تو اظہارِ حمد اور تحدیثِ نعمت کے طور پر اس طرح ارشاد فرماتے۔ رَزَقَنِیَ اللّٰہُ ھٰذِہِ الْعِمَامَۃَ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عمامہ عطا فرمایا، یا یہ قمیص، یا یہ چادر مرحمت کی ہے اور پھر یہ دُعا فرماتے، اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْاَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ۔ صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی دُعا منقول نہیں بلکہ ایسے مواقع پر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دعائیں بھی ماثور ہیں حضرت عُمر کی حدیث جو کہ مرفوع ہے اور جسے ابن حبان اور الحاکم نے تخریج کیا ہے فرمایا کہ جس نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ

اسماء الرجال حدیث ۵۹

[1] سوید بن نصر. دیکھو حدیث ۲۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] عبد اللہ بن المبارک. دیکھو حدیث ۲۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[3] سعید بن ایاس. ابن معین نے کہا ثقہ ہے ابوحاتم الرازی نے کہا ھو صالح الحدیث۔

[4] ابی نضرۃ. دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۴

[5] ابی سعید الخدری. دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۵

كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ۔ ثم عمد الی الثوب الذی اخلق فتصدق بہ کان ھفظ اللہ وفی کنف اللہ وفی ستر اللہ حیا ومیتا ۔ حضرت معاذ بن انس کی حدیث ہے جو کہ مرفوع ہے اور جسے امام احمد نے تخریج کیا ہے، فرمایا جس شخص نے نیا کپڑا پہنا پھر کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ وَّلَاقُوَّۃٍ عفر اللہ لہ ماتقدم من ذنبہ ' اور ابوداؤد نے اپنی ایک روایت میں 'و ماتاخر' کو زیادہ بیان کیا ہے۔

حدیث [۸] [۶۰] حدثنا هشام[1] بن یونس الکوفی انبانا القاسم[2] بن مالک المزنی عن الجریری[3] عن ابی نضرة[4] عن ابی سعید[5] الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نحوہ حدثنا محمد[6] بن بشار انبانا معاذ[7] بن هشام حدثنی ابی[8] عن قتادہ[9] عن انس[10] بن مالک قَالَ کَانَ اَحَبُّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یَلْبَسُہُ الْحِبَرَۃَ ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو سب کپڑوں میں پہننے کے لئے یمن کی سبز رنگ کی چادر بہت پسند تھی۔

حل لغات اَلْحِبَرَۃَ ۔ یمنی سبز رنگ کی چادر، حَبَرٌ اچھا کرنا، رنگین کرنا۔ بَرْدٌ حَبِیْرٌ اور بُرْدُ حِبَرَۃٍ نقش بیلدار چادر، یہ یمن میں بنا کرتی ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو پہننے کے سب کپڑوں میں سے یمن کی سبز رنگ کی چادر بہت پسند تھی" یہ چادر پنبہ یا کتان سے بنتی ہے، یہ کپڑا عربوں کے نزدیک اشرف اور اعلیٰ کپڑوں میں شمار ہوتا ہے۔ نیز علماء کرام نے فرمایا ہے کہ چونکہ جنتیوں کا لباس سبز رنگ کا ہوگا اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اس رنگ کا کپڑا بہت پسند تھا۔

یہاں پر اس شک کو کہ گذشتہ احادیث میں کرتہ کی پسندیدگی کا ذکر ہے اور اس حدیث شریف میں یمنی سبز رنگ کی چادر کا ذکر آیا ہے، جناب علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف نے نہایت احسن طور پر رفع کر دیا ہے، فرماتے ہیں:۔

"مراد احب آنکہ ساتر بود و حِبَرَۃ احب ازبرائے "احب الثیاب سے مراد یہ ہے کہ چونکہ کرتہ تقریباً

اسماء الرجال حدیث [۸]

[1] ہشام بن یونس الکوفی، اللولوی ہے، ثقہ ہے، ابوداؤد اور المصنف اس سے روایت کرتے ہیں، ۲۵۲ھ میں انتقال ہوا۔

[2] القاسم بن مالک المزنی، الکوفی ہے، احمد ابن عرفہ اور دیگر کئی محدثین ان سے روایت کرتے ہیں، خرج لہ شیخان والنسائی وابن ماجہ، قال ابن حجر صدوق فیہ لین ۱۹۰ھ کے بعد فوت ہوئے۔

[3] الجریری، دیکھو حدیث [۵۹] اسی باب میں۔

[4] ابی نضرۃ، دیکھو حدیث [۲۰] باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ [۶]۔ دیکھو

[5] ابی سعید الخدری، دیکھو حدیث [۱۲] باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ [۵]

[6] محمد بن بشار، دیکھو حدیث [۸] باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ [۱]

[7] معاذ بن ہشام، دیکھو حدیث [۵۹] اسی باب میں۔

[8] ابی، دیکھو حدیث [۵۹] اسی باب میں۔

[9] قتادہ، دیکھو حدیث [۲] باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ [۲]

[10] انس بن مالک، دیکھو حدیث [۱] باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ [۲]

رنگ بود یا آنکہ جامہا دوختہ احب پیراہن بود
وازجامہ نا دوختہ احب حِبْرَۃ بود' واللہ اعلم"

وجود کو بڑی خوبصورتی سے ڈھانپ لیتا ہے اسلئے
وہ پسندیدہ تھا اور چادر از روئے رنگ کے پسند
تھی اور بغیر سلے کپڑوں میں یمنی سبز رنگ کی چادر
پسندیدہ تھی ۔ واللہ اعلم"

حضور سرورِ عالم دو عالمیان صاحب شفاعت کبریٰ احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب وصال فرمایا تو سُجِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم بِبُرْدٍ حِبْرَۃٍ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک یمنی چادر ڈال دی گئی تھی یعنی آنجناب سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اطہر کو اس میں چھپا دیا گیا تھا۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے " اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا الْخَمِیْرَ وَ اَلْبَسَنَا الْحَبِیْرَ" شکر ہے اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم خمیر کھلایا اور الحبیر پہنایا۔

بعض نسخوں میں "یَلْبَسُہٗ" کی جگہ "یَلْبَسُھَا" بھی آیا ہے جیسے " کَانَ اَحَبَّ الثِّیَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنْ یَّلْبَسَھَا الْحِبَرَۃَ "

حدیث ۹ / ۶۱ حدثنا محمود[1] بن غیلان انبانا عبد[2] الرزاق انبانا سفین[3] عن عون[4] بن جحیفة عن اَبیہ[5] قَالَ رَءَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَعَلَیْہِ حُلَّۃٌ حَمْرَآءُ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی بَرِیْقِ سَاقَیْہِ قَالَ سُفْیٰنُ اُرَاھَا حِبَرَۃً۔

ترجمہ ابی جحیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے، گویا اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں مبارک پنڈلیوں کی نورانیت کو دیکھ رہا ہوں' سفیان فرماتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ حلہ حمرا بردیمانی تھا۔

حل لغات حُلَّۃٌ ، ایک قسم کے دو کپڑے ، ایک لنگی اور ایک چادر۔ بَرِیْقٌ ۔ سفید، نورانیت' درخشندگی' چمک۔ سَاقٌ ۔ پنڈلی۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حال میں دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے تھے" شارحین فرماتے ہیں کہ اس سُرخ جوڑے میں دھاریاں تھیں' خالص

اسماء الرجال حدیث ۹ / ۶۱

۱ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ دیکھو حدیث ۲ / ۳۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ عون بن ابی جحیفہ۔ شعبہ سفیان اور دیگر کئی محدثین اس سے روایت کرتے ہیں' ثقہ ہے خرج لہ الستۃ' ۱۱۶ھ میں فوت ہوا۔

۵ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۴ / ۳۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

سُرخ نہیں تھا۔ صاحب لغات الحدیث جلد اول کتاب ح صفحہ ۱۲۶ پر لکھتے ہیں "یہ خالص سرخ نہ تھا بلکہ اس میں سُرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں" سُرخ لباس مرد پہن سکتا ہے یا نہیں؟ اس پر کافی بحث ہے۔ فقہاء کرام نے مکروہ لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر دھاریدار ہو یا اس کا سوت رنگا ہوا ہو تو جائز ہے۔ ابن جریر طبری نے کہا کہ مطلقاً جائز ہے مگر ثقاہت اور مروت کے خلاف ہے۔ جناب محدثِ کبیر فقیہہ اعظم جناب مُلا علی قاری رحمہ الباری اپنی شرح جمع الوسائل جلد اول ص۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"والمراد بالحلة الحمراء بردان يمانيان منسوجان بخطوط حمر مع سود كسائر البرود اليمنية"

یعنی "حلہ حمرا سے مراد یمنی دو منقش چادریں ہیں جو سیاہی پر سُرخ دھاریوں والی ہوتی ہیں جیسے کہ عام طور پر یمنی چادریں ہُوا کرتی ہیں۔"

نیز فرمایا کہ سُرخ لباس تو منھی عنہ ہے اور مکروہ لبسہ' یعنی اس کا پہننا مکروہ ہے۔ ارشاد ہے "گویا میں اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دونوں مُبارک پنڈلیوں کی نورانیت کو دیکھ رہا ہوں" معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تہمد نصف پنڈلی مبارک تک تھی' تہمد یا پاجامہ ٹخنوں تک ہونا مستحب ہے اور ٹخنوں سے نیچے کرنا اگر از روئے تکبر ہو تو حرام ہے ورنہ مکرُوہ ہے۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور شفیع المذنبین' رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذاتِ والا صفات سے کتنا عظیم عشق تھا' کتنا گہرا پیار تھا اور کتنی والہانہ محبت تھی کہ جس وقت بھی حضور اقدس سراپا نُور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وجودِ مُبارک کا ذکرِ خیر فرماتے تو اپنی محبت کا انتہائی ذوق' شوق اور جذب وکیف کے عالم میں فرماتے جیسے کہ جناب ابی جحیفہ رضی اللہ عنہ کے اس جذبۂ صادقہ کا اظہار اس فقرہ سے ہو رہا ہے "کہ گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں پنڈلیوں مبارک کی چمک اور درخشندگی اب بھی میری نظروں کے سامنے ہے" ایسے معلوم ہو رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تصور مبارک سے اسی طرح ان کا قلب ودماغ منور ومعطر ہو رہا ہے، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیک والک یا حبیب اللہ۔

حدیث ۱/۴۲ حدثنا علی[۱] بن خشرم حدثنا عیسیٰ[۲] بن یونس عن اسرائیل[۳] عن ابی اسحٰق[۴] عن البراء[۵] بن عازب قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ اَحْسَنَ فِیْ حُلَّۃٍ حَمْرَاءَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِنْ کَانَتْ جُمَّتُہٗ تَضْرِبُ قَرِیْبًا مِّنْ مَنْکِبَیْہِ ۔

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے انسانوں میں سے کسی ایک کو بھی سُرخ جوڑے میں ملبوس حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زلف مبارک کندھوں کے قریب تھیں (یعنی کندھوں کو چُومتی تھیں ۔

تشریح اس حدیث مبارک کی تشریح اور حل لغات حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں دیکھئے گا ۔

حدیث ۱/۴۳ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[۲] بن مہدی انبانا عبید اللہ[۳] بن ایاد عن ابیہ[۴] عن ابی رمثۃ[۵] قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وَعَلَیْہِ بُرْدَانِ اَخْضَرَانِ ۔

ترجمہ ابی رمثہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تھے ۔

حل لغات
بُرْدَانِ ۔ دو چادریں ۔
اَخْضَرَانِ ۔ سبز رنگ کی

تشریح تشریح حدیث ۵ اسی باب میں ملاحظہ فرمائیے گا ۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۴۲
۱۔ علی بن خشرم ۔ المروزی ہے حافظ ہے ۔ مسلم نسائی اور ابن خزیمہ اس سے روایت کرتے ہیں نسائی نے ثقہ کہا ہے ۔ ۲۵۷ھ میں فوت ہوئے ۔
۲۔ عیسیٰ بن یونس ہے ۔ دیکھو باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۳
۳۔ اسرائیل ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۴۔ ابی اسحٰق ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴
۵۔ البراء بن عازب ۔ دیکھو ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۱/۴۳
۱۔ محمد بن بشار ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ عبد الرحمٰن بن مہدی ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ حاشیہ ۲
۳۔ عبید اللہ بن ایاد ۔ سوائے البزاز کے باقی ائمہ ستہ نے اس سے تخریج کی ہے یحییٰ ابن معین نے ابی کی یہی بیان کیا ہے ۔
۴۔ ایاد یعنی ایاد ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴
۵۔ ابی رمثہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

حدیث ۱۲/۶۴ حدثنا عبد[1] بن حمید حدثنا عفان[2] بن مسلم قال انبانا عبد[3] اللہ بن حسان العنبری عن جدتیہ دحیبة[4] وعلیبة[5] عن قیلة[6] بنت مخرمة قَالَتْ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وَعَلَیْہِ اَسْمَالُ مُلَیَّتَیْنِ کَانَتَا بِزَعْفَرَانٍ وَقَدْ نَفَضَتْہُ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ طَوِیْلَةٌ ۔

ترجمہ قیلہ بنت مخرمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم دو پُرانی چادریں جن میں زعفران لگائی گئی تھی اور زعفران کو جھاڑ چکی تھیں زیب تن کئے ہوئے تھے اور اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے ۔

حل لغات اِسْمَالٌ ۔ سَمَلٌ کی جمع ہے، سَمَالٌ اور سَمُوْلٌ بھی اس کی جمع آتی ہے جس کے معنی کہنہ یا بوسیدہ کپڑا ہے کہا جاتا ہے کہ سَمَلَ الثَّوْب ۔ یا ثَوْبٌ سَمِیْلٌ کپڑا پرانا ہوگیا یا پُرانا کپڑا ۔ مُلَیَّتَیْن یہ تثنیہ ہے، واحد مُلَیَّتَہ ہے جو کہ تصغیر ہے اس کے معنی دو چادریں ہیں، صاحب مہذب فرماتے ہیں ۔ مَلَآءَة چادر کے معنی میں ہے اور اسمال مافوق الواحد ہے اور اضافۃ بیانیہ ہے یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پر اسمال تھیں کہ وہ دو چادریں ہوتی ہیں ۔ قَدْ نَفَضَ ہٹ گیا تھا، دُور ہوگیا تھا اثر زائل ہوگیا تھا، جھاڑ چکا تھا ۔

تشریح ایک حدیث شریف میں ہے کہ " نَھٰی عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ " آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے مردوں کو زعفرانی رنگ سے منع فرمایا" یعنی ہاتھ، پاؤں یا کپڑے زعفران سے رنگنا ۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے تو زعفران پر قیاس کرکے مردوں کیلئے حرام قرار دیا، امام بغوی فرماتے ہیں " نھی عن التزعفر للرجال " سے مراد یہ ہے کہ مردوں کو بہت زیادہ زعفران استعمال کرنے سے منع کیا اس لئے کہ تھوڑے زعفران کے استعمال کی رخصت عبد الرحمٰن بن عوف کی حدیث سے نکلتی ہے (لغات الحدیث کتاب ز ص۱۹)

اس حدیث کی توضیح میں حضرت استاذِ گرامی محدّث جلیل حافظ گل فقیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ حدیث مندرجہ بالا اور متن کی حدیث میں علماء کرام نے یوں تطبیق کی ہے کہ اس حدیث میں زعفران کے رنگے ہوئے کپڑے کی مخالفت آئی ہے، اور متن حدیث میں اس طرف رہنمائی کردی ہے کہ زعفران کا اثر باقی نہیں رہا تھا لہٰذا دونوں احادیث میں اختلاف نہیں بلکہ توفیق ہے ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲

۱ عبد بن حمید دیکھیے حدیث ۷

۲ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

۳ عفان بن مسلم الباہلی ہے ثقہ ہے ثبت ہے خرج لہ الستة ۲۲۰ھ میں انتقال کیا ۔

۴ عبد اللہ بن حسان العنبری کنیت ابوالجنید ہے اور تمیمی ہے اور حبان سے روایت کرتا ہے اور العوض اس سے روایت کرتا ہے ثقہ ہے قال فی الکاشف ثقہ وفی التقریب مقبول من السابعة اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابوداؤد نے اپنی صحیح میں ان سے تخریج کی ہے ۔

۵ دحیبة العنبریة مقبولة من الثالثة ابوداؤد نے اپنی صحیح اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اس سے تخریج کی ہے

۶ علیبة ۔ جناب مولانا محمد فاضل صاحب تحریر فرماتے ہیں: دحیبہ و صفیہ ہر دو خواہر بودند و ہر دو جدہ حقیقی او اند یکی پدری و علیبہ مادری آنہا است پس علیبہ جدہ عبد اللہ است بواسطہ دحیبہ و عبد اللہ سماع حدیث از ان ہر دو نمودہ و آنہا از قیلہ سماع کردہ اند، چنانچہ از شرح ملا عصام ظاہر می شود و دروی بحث است واللہ اعلم ۔

۷ قیلہ بنت مخرمہ صحابیہ ہے ۔

پُرانی چادریں زیبِ تن فرمانا پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کمال تواضع کی کیفیت پر دلالت کررہا ہے، اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فقراء اور درویش حضور فخرِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس سنّتِ مبارکہ کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

ارشاد ہے اس حدیث میں ایک طویل قصہ ہے" شارحین فرماتے ہیں کہ تقریباً دو صفحات پر یہ قصہ پھیلا ہوا ہے مگر مختصر طور پر یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا" السلام علیك ورحمت اللہ یارسول اللہ "آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا" علیك السلام ورحمة اللہ" اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دو پُرانی چادریں جن میں زعفران لگی ہوئی تھی اور اس کا اثر زائل ہوچکا تھا زیبِ تن فرمائے ہوئے تھے اور دستِ مبارک میں کھجور کی چھڑی تھی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے پاؤں پر تشریف فرما تھے۔ یعنی دونوں رانوں کو پنڈلیوں سے ملایا ہوا تھا (یہ بیٹھنے کا فقیرانہ انداز ہے) جنابِ قیلہ فرماتی ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہیبت میں ایسا رعب اور جلال تھا کہ مجھ پر ہیبت اور خوف طاری ہوگیا۔ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میری طرف نظرِ رحمت سے دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا" تجھ پر سکینت یعنی آرام ہو" پس سید الکونین کے اس ارشاد اور توجہ کاملہ کی بدولت فوراً میری کیفیت بدل گئی اور مجھ پر سے وہ خوف جاتا رہا۔ استاذ گرامی منزلت حضرت علامہ مولانا مولوی الحافظ گل فقیر احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا چونکہ متن حدیث کے ساتھ اس واقعہ کا تعلق نہیں تھا اس لئے صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو بیان کرنا ترک کردیا ہوگا۔

حدیث ۱۳/۶۵ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا بشر[2] بن المفضل عن عبد[3] اللہ بن عثمان بن خثیم عن سعید[4] بن جبیر عن ابن عباس[5] رضی اللہ عنہما قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عَلَیْکُمْ بِالْبَیَاضِ مِنَ الثِّیَابِ لِیَلْبَسْهَا اَحْیَاؤُکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْهَا مَوْتَاکُمْ فَاِنَّهَا مِنْ خِیَارِ ثِیَابِکُمْ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاہیئے کہ تم سفید لباس پہنو، تمہارے زندہ لوگ سفید کپڑے پہنیں اور اپنے مُردوں کو سفید کپڑے کا ہی کفن دو، کیونکہ یہ تمہارے کپڑوں میں سب سے بہترین (عمدہ) کپڑا ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۳/۶۵

ع۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ بشر بن المفضل۔ دیکھو حدیث ۲/۴۲ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ عبد اللہ بن عثمان خثیم دیکھو حدیث ۱/۴۳ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ سعید بن جبیر۔ دیکھو حدیث ۱/۴۳ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ع۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۶

حل لغات

خِیَار ۔ عمدہ ، بہترین ، موزون ،

تشریح

ارشاد ہے "چاہیئے کہ تم سفید لباس پہنو" "عَلَیْکُمْ" اسم فعل ہے جس کے معنی "الزموا" کے ہیں یعنی "چاہیئے" "لازم کرلو" "اختیار کرو" حضرت علامہ مُلا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں "ای خذوا معشر الامۃ" "اے گروہ امت خوب اس پر عمل کرو"۔ ارشاد ہے "تمہارے زندہ لوگ سفید کپڑے پہنیں" حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس حدیث شریف میں سفید کپڑوں کے پہننے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ نیز حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے "قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وعلیہ ثوب ابیض" فرمایا کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں حاضر ہوا تو آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سفید کپڑے زیب تن فرمائے تھے" صلحاءِ اُمت اور علماءِ کرام کے نزدیک بالکل سفید کپڑے پہن کر جمعہ کے دن مساجد میں آنا اور ان مجالس میں حاضر ہونا جن میں ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے یعنی قرات قرآن اور ذکرِ الٰہی وغیرہ بہت بہتر ہے۔ عید کے دن اعلیٰ اور قیمتی لباس پہننا اگرچہ وہ سفید نہ بھی ہو انسب ہے۔

حدیث ۱۴/۶۶

حدثنا محمد[1] بن بشار انباء نا عبد الرحمٰن[2] بن مہدی حدثنا سفین[3] عن حبیب[4] بن ابی ثابت عن میمون[5] بن ابی شبیب عن سمرۃ بن جندب قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اِلْبَسُوا الْبَیَاضَ فَاِنَّہَا اَطْہَرُ وَاَطْیَبُ وَکَفِّنُوْا فِیْہَا مَوْتٰکُمْ ۔

ترجمہ

سمرۃ بن جندب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سیدالکونین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ ستھرے اور پاک رہتے ہیں اور اسی سے اپنے مُردوں کو کفن پہنایا کرو ۔

حل لغات

اَطْھَر ۔ بہت ستھرا ۔
اَطْیَبُ ۔ بہت پاک ، صاف ، نفیس ۔

تشریح

ارشاد ہے "کیونکہ یہ زیادہ صاف ستھرے اور پاک رہتے ہیں" جس قدر بھی دوسرے رنگ کے کپڑے ہیں

اسماء الرجال حدیث ۱۴/۶۶

[1] محمد بن بشار، دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱۔
[2] عبدالرحمٰن بن مہدی، دیکھیے حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲۔
[3] سفیان، دیکھیے حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳۔
[4] حبیب بن ابی ثابت ابو یحییٰ الاسدی الکاہلی الکوفی الاعور، عالم کبیر ہے، ثقہ ہے، صدوق ہے، روایت کرتا ہے ابن عباس سے اور ایک ہے، اس سے سفیان اور ایک خاص گروہ روایت کرتا ہے ۱۱۹ھ میں فوت ہوا۔
[5] میمون بن ابی شبیب
[6] سمرہ بن جندب، صحابی عظیم و جلیل ہے، صدوق المحدث ہے، احادیث کے عظیم الشان حفاظ اور کثرت سے روایت کرنے والے ہیں، ۵۸ھ میں فوت ہوئے۔

ان میں سفید رنگ صاف، ستھرا اور عمدہ ہوتا ہے، نیز بنسبت دوسرے رنگدار کپڑوں کے اگر سفید کپڑے پر داغ یا دھبہ لگ جائے تو وہ بہت نمایاں نظر آتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ سفید کپڑوں کے استعمال میں تکبر اور عزور طبیعت میں پیدا نہیں ہوتا بلکہ تواضع اور کسرِ نفسی کا اظہار ہو جاتا ہے۔

حدیث ۱۵/۶۷ حدثنا احمد[1] بن منیع انبانا یحییٰ[2] بن زکریا بن ابی زائدۃ حدثنا ابی[3] عن مصعب[4] بن شیبۃ عن صفیۃ[5] بنت شیبۃ عن عائشۃ[6] قالَتْ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ذَاتَ غَدَاۃٍ وَعَلَیْہِ مِرْطٌ مِنْ شَعَرٍ اَسْوَدَ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سیدِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک دن صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے اور آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سیاہ بالوں والی کملی اوڑھے ہوئے تھے۔

حل لغات ذَاتَ غَدَاۃٍ۔ صبح کے وقت۔ مِرْطٌ۔ کملی بالوں کی یا ریشم کی۔
شَعَرٍ اَسْوَد۔ سیاہ بال۔

تشریح ارشاد ہے "اور آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سیاہ بالوں والی کملی اوڑھے ہوئے تھے" مرط یا تو خز یا صوف یا کتان یا سیاہ بالوں سے بنائی جاتی ہے، یہ طویل اور کھلی ہوتی ہے۔ اس حدیث اور دوسری احادیث مبارکہ سے بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا کملی اوڑھنا ثابت ہے۔ اسی لئے اکثر فقراء اسلام سیاہ کملی اوڑھ کر اپنے پیارے حبیب لبیب، رسول کریم، سید الفقراء والغرباء والمساکین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سُنّتِ مطہرہ کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ایک شاعر نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

شہنشاہِ عالم کا بستر تو دیکھو
چٹائی کھجوروں کی کالی کملیا

حدیث ۱۶/۶۸ حدثنا یوسف[1] بن عیسیٰ حدثنا وکیع[2] حدثنا یونس[3] بن ابی اسحٰق عن ابیہ[4] عن الشعبی[5] عن عروۃ[6] بن المغیرۃ بن شعبۃ عن ابیہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لَبِسَ جُبَّۃً رُوْمِیَّۃً ضَیِّقَۃَ الْکُمَّیْنِ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۵/۶۷

ع۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱۔
ع۲ یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدۃ، الہمدانی الکوفی ہے۔ کبار محدثین اور ثقہ ہے۔ ۱۸۲ھ میں مدائن میں انتقال کیا۔
ع۳ ابی یعنی زکریا صدوق ہے حافظ ہے، مشہور ہے، امام احمد نے ثقہ بیان کیا۔ ابو حاتم نے کہا لین ہے ۱۴۸ھ میں فوت ہوا۔
ع۴ مصعب بن شیبۃ، العبدی المکی ہے خرج لہ مسلم، قال ابو حاتم لا یحمدونہ والدارقطنی لین واحمد لہ مناکیر و ابو داؤد ضعیف۔
ع۵ صفیہ بنت شیبہ۔ اس سے ایک ہی حدیث روایت ہے، صغار الصحابہ سے ہے۔
ع۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

صلوٰۃ وسلام علیک یا رسول اللہ

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رومی جبہ پہنا ہوا تھا، جس کی آستین تنگ تھیں۔

حل لغات جُبَّۃٌ۔ چُغہ۔ ضَیِّقَۃٌ۔ تنگ۔
الکُمَّیْن۔ آستین۔ اس کا واحد کُمّ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "رومی جبہ پہنا" شارحین نے لکھا ہے کہ یہ رومی جبہ پہننا سفر میں تھا، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ سفر غزوہ تبوک کا تھا، اور رومی اس لئے کہا کہ یہ جُبہ ملک روم کا بنا ہوا تھا، اور اکثر روایات میں جیسا کہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "یہ (جُبہ) شامی تھا" یعنی شام کا بنا ہوا تھا۔ حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد الیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ولا تناقض لان الشام کانت یومئذ مساکن الروم"

"اس میں کوئی تناقض نہیں ہے کیونکہ شام ان ایام میں روم کا علاقہ تھا"

علمائے کرام فرماتے ہیں:۔

وھذا یدل علی ان الاصل فی الثیاب الطھارۃ وان کانت من نسج الکفار لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یمتنع من لبسھا الخ (المواہب علامہ الیجوری ص۵۶)

یہ حدیث شریف اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ کپڑا فی الحقیقت پاک ہوتا ہے، اگرچہ کفار نے ہی کیوں نہ بنایا ہو اس لئے کہ سید الکونین عالم ماکان ومایکون حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پہننے سے منع نہیں فرمایا" الخ

حضرت علامہ فقیہ اجل ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل ص۱۲۳ پر بحوالہ میرک تحریر فرماتے ہیں:۔

"ومن فوائد الحدیث الانتفاع بثیاب الکفار حتی یتحقق نجاستھا لانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبس الجبۃ الرومیۃ"

یعنی حدیث شریف کے فوائد سے ہے کہ جب تک نجاست ثابت نہ ہو جائے کفار کے بُنے ہوئے کپڑوں کو استعمال کیا جا سکتا ہے اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روم کا بنا ہوا جُبہ پہنا"

ارشاد ہے "جس کی آستین تنگ تھیں" چونکہ آستین مبارک تنگ تھیں لہذا بازوؤں کو وضو کرنے کے وقت آستین سے نکالنے میں دشواری

اسماء الرجال ص۱۶ / ۴۸
ے یوسف بن عیسیٰ۔ دیکھیے حدیث نمبر ۳ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۱
۲ے وکیع۔ دیکھیے حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۲
۳ے یونس بن ابی اسحٰق السبیعی
۴ے ابیہ یعنی ابی اسحٰق دیکھیے حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حاشیہ ۴
۵ے الشعبی۔ مشہور فقیہ ہے کبار تابعین سے ہے۔ پانچ سو صحابہ سے روایت کرتا ہے اس کا نام عامر بن شراحیل ہے۔
۶ے عروہ بن مغیرہ بن شعبہ الثقفی الکوفی ہے ثقہ ہے۔ خرج لہ الستۃ ۶۰ھ کے بعد فوت ہوا
۷ے ابیہ یعنی مغیرہ بن شعبہ مشہور معروف صحابی ہے۔ خرج لہ الستۃ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادموں میں سے ہیں۔ کان من خدمۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۰ھ)

پیش آتی اور یہ کیفیت سفر میں تھی۔ المواہب میں الشیخ علامہ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی سنہ ۱۲۷۶ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"ویوخذ منہ کما قالہ العلماء ان ضیق الکمین مستحب فی السفر لا فی الحضر والا فکانت اکمام الصحب بطحاء ای واسعۃ"

"اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے کہ سفر میں تو تنگ آستین کا استعمال مستحب ہے مگر حضر میں نہیں، اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آستین تو کشادہ ہوا کرتی تھیں۔"

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ لِبَاسِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللّٰہِ علیہ واٰلہٖ وسلم پورا ہوگیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ عَیْشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک بسر کرنے کا ذکر ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات عَیْش۔ قاموس میں ہے کہ عیش عبارت ہے حیات اور طعام سے، اس کے معنی عمدہ طریق سے رہنا، زندگی بسر کرنا، ایک خاص طریقہ پر زندگی گذارنا، اس کا مصدر عَیْشٌ، مَعَاشًا اور مَعِیْشًا آتا ہے۔

تشریح صاحب شمائل شریف (یعنی اس کتاب) نے اس عنوان کے تحت دوبار یہ باب باندھا ہے۔ ایک تو اس مقام پر اور دوسری جگہ "باب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے بعد ذکر کیا ہے، اُس باب میں تو احادیث بیان فرمائی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غذا تناول فرمانے کا بیان ہے اور اس مقام پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی گذارنے کا مختصر سا تذکرہ ہے جو کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریاضت اور فقر اختیاری پر مشتمل ہے۔ نیز اس باب میں دو احادیث کا ذکر ہے۔

حدیث ۱/۶۹ حدثنا قتیبة بن سعید حدثنا حماد بن زید عن ایوب عن محمد بن سیرین قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ مُمَشَّقَانِ مِنْ كَتَّانٍ فَيَتَمَخَّطُ فِیْ اَحَدِهِمَا فَقَالَ بَخٍ. بَخٍ يَتَمَخَّطُ اَبُوْهُرَيْرَةَ فِی الْكَتَّانِ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ وَاِنِّیْ لَاَخِرُّ فِیْ مَا بَيْنَ مِنْبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَحُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَیَّ فَيَجِیْءُ الْجَائِیْ فَيَضَعُ رِجْلَهٗ عَلٰی عُنُقِیْ يَرٰی اَنَّ بِیْ جُنُوْنًا وَمَا بِیْ جُنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا الْجُوْعُ

ترجمہ محمد بن سیرین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ان پر دو گیروے رنگ کے پھولدار کپڑے تھے، یہ دونوں کپڑے کتان یعنی سلکی تھے۔ انہوں نے ان دونوں کپڑوں میں سے ایک کے ساتھ اپنے ناک کو صاف کیا۔ پس فرمایا زہے زہے ابوہریرہ آج کتان کے کپڑے سے ناک صاف کر رہا ہے۔ البتہ قسم ہے کہ مجھ پر ایسی حالت گذری ہے کہ میں منبرِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور (ام المومنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ (مبارکہ) کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا تھا پس جب گذرنے والا مجھ پر گذرتا تو یہ سمجھ کر کہ میں مجنون ہوں میری گردن پاؤں سے دباتا حالانکہ مجھے کسی قسم کا جنون نہ تھا بلکہ میری یہ کیفیت تو انتہائی بھوک کی وجہ سے ہوگئی تھی۔

حل لغات ثَوْبَان۔ کپڑے۔ تثنیہ ہے اس کی جمع ثِیَاب اور واحد ثَوْب ہے، مُمَشَّقَان۔ سرخ پھول والے۔ مادہ مِشق ہے جس کے معنی گلِ سُرخ کے ہیں۔ باب تفعیل سے مفعول ہے۔ مُنَقَّش بھی اس کے معنی آتے ہیں۔ کَتَّان۔ سلکی کپڑا۔ السی کا پودا۔ اَلْکَتَّان، سبزکاہی۔ تَمَخَّط۔ ناک جھاڑنا، ناک صاف کرنا۔ بَخٍ بَخٍ۔ زہے زہے، یہ جملہ فرحیہ ہے۔ لَقَدْ۔ لام قسمیہ ہے یعنی اللہ جل جلالہٗ کی قسم ہے۔ اُخِرُّ۔ صیغہ واحد متکلم ہے، میں گرا پڑا تھا۔ اس کا مصدر خَرًّا ہے خُرُوْر بھی آتا ہے۔ جُنُوْن پاگل پن۔ اندرونی تکلیف، اس کے معنی مرگی کے بھی آتے ہیں۔

تشریح مندرجہ بالا حدیث میں جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی اس عسرت اور تنگی رزق کے زمانہ کا تذکرہ کیا ہے اور پھر اپنے اس فراخی رزق اور آسودگی کا ذکر کیا کہ مجھ پر بھوک کی شدت کی وجہ سے بے ہوشی اور بے حسی کی کیفیت طاری ہو جاتی اور مجھ پر گذرنے والے یوں سمجھتے کہ گویا مجھے مرگی کا مرض لاحق ہوگیا ہے اور اب آسودگی اور فراخی کا یہ حال ہے کہ کتان کے قیمتی کپڑوں سے میں ناک صاف کرتا ہوں۔ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کا کہ "بین منبرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور (ام المومنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کے حجرہ (مبارکہ) کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا تھا" شارحین نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ

اسماء الرجال حدیث ۱/۶۹

ع۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ حماد بن زید دیکھو حدیث ۲/۲۲ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ

ع۳ ایوب، ابی کر شیبہ [illegible] ایک ہیں۔ عابد زاہد ثقہ حجۃ اور ثبت ہیں ایک جماعت نے ان سے تخریج کی ہے۔ چالیس حج کئے ہیں۔

ع۴ محمد بن سیرین ثقہ [illegible] فقیہ اور امام ہیں۔ تیس صحابہ کرام کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ ابن عون نے کہا: لم ار فی الدنیا مثلہ، ان کی مثل میں نے دنیا میں نہیں دیکھا (المواہب اللدنیہ حاشیۃ العلامہ ابراہیم بن محمد بیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ)

ع۵ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علیہ وآلہ وسلم کی آمد و رفت اسی مقام پر تھی اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کمال درجے کی رحمت اور شفقت فرماتے تھے لہٰذا یہ کیسے ممکن تھا کہ حضور مومنوں پر رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارکہ اور منبر شریف کے درمیان ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں بھوکا پڑا ہؤا دیکھتے، مگر واقعہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خود بنفس نفیس زندگی مبارک اسی طرح عسرت کی تھی۔ اگر جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فراخی ہوتی تو کبھی بھی جناب ابوہریرہ کو اس حالت میں نہ رہنے دیتے۔ حضرت علامہ ابراہیم بن محمد البجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وانما ذکر ھذا الحدیث فی باب عیشہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانہ دل علی ضیق عیشہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بواسطۃ ان کمال کرمہ ورافتہ یوجب انہ لوکان عندہ شیئ لما ترك اباھریرۃ جائعاً حتی وصل بہ الحال الی سقوطہ من شدۃ الجوع" (المواہب اللدنیہ ص۵۸)

جناب شارح شمائل قاضی محمد عاقل بن شیخ محمد خاکی صاحب شرح حلاوۃ المتعلین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"تعلق ایں حدیث بعنوان باب آنست کہ افتادن ابوہریرہ از سبب گرسنگی پیش درخانہ حضرت و پیش منبر و اُنجا آمد و رفت حضرت درانجا بود' دلالت دارد بر ضیق و تنگی معاش حضرت' زیراکہ مقتضی کمال کرم و شفقت او بر صحابہ آں بود کہ اگر آں سرور را وسعت معاش بودے ابوہریرہ را بایں حال نگذاشتے البتہ بروئے انفاق وایثار می کردے"

حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

"وقد جمع اللہ لحبیبہ بین مقام الفقیر الصابر والغنی الشاکر علی اتم الوجوہ فکان سید الفقراء الصابرین والاغنیاء الشاکرین۔"

اور یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ مقام رفیع انتہائی کمال وجوہ کے ساتھ عطا فرمایا تھا جو کہ ایک صبر کرنے والے فقیر اور شکر ادا کرنے والے غنی کو نصیب ہوتا ہے اسی لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الفقراء الصابرین اور سید الاغنیاء الشاکرین تھے۔

نیز فرمایا:۔

"فحصل لہ من الصبر علی الفقر مالم یحصل لاحد سواہ ومن الشکر علی الغنی مالہ یقدر علیہ غیرہ " الخ	"اسی لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مقام حاصل ہوگیا جو حالت فقر میں صبر کرتے ہوئے دوسرا کوئی بھی حاصل نہ کرسکا اور حالت غنا میں شکر ادا کرنے والے کی حیثیت سے سوائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی دوسرا قدرت نہ پاسکا"

ارشاد ہے۔ بخ بخ یعنی زہے زہے۔ یہ جملہ فرح اور خوشحالی کے وقت کہا جاتا ہے اور تکرار نشاط یعنی خوشی کے لئے ہے۔ اس میں مبالغہ بھی پایا جاتا ہے یعنی واہ واہ، سبحان اللہ!

ارشاد ہے "میری گردن پاؤں سے دباتا" عرب میں یہ بات تھی کہ جب کسی مرگی والے کو مرگی کا دورہ پڑتا تو اس کی گردن کے اعصاب کو زور زور سے دباتے تو اسے آرام آجاتا، چنانچہ جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسی کیفیت کو بیان کیا ہے۔

حدیث ۲ حدثنا قتیبۃ[1] حدثنا جعفر[2] بن سلیمان الضبعی عن مالک[3] بن دینار قال ما شبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من خبز قط ولا لحم الا علی ضفف قال مالک سالت رجلا من اھل البادیۃ ما الضفف فقال ان یتناول مع الناس۔

ترجمہ مالک بن دینار سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ہرگز) روٹی اور نہ ہی گوشت شکم سیر ہوکر اکیلے (نہیں) کھایا مگر لوگوں کے ساتھ، مالک نے کہا کہ میں نے ایک دیہاتی سے ضفف کے معنی پوچھے تو اس نے کہا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ لوگوں کے ساتھ مل کر تناول کرنا۔

حل لغات شَبِعَ۔ سیر ہونا، پیٹ بھر کر کھانا۔ قَطُّ۔ ہرگز۔ خُبْز۔ روٹی۔ ضَفَف۔ لوگوں کے ساتھ مل کر کھانا۔ بعض نے کہا ضففٌ یہ ہے کھانا کھانے والوں کے برابر ہو۔

تشریح اس حدیث میں صحابی کا ذکر نہیں ہے اور مالک بن دینار تابعی ہے جو کہ روایت کر رہا ہے لہذا یہ حدیث "مرسل" ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ جہاں پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ بھر کر کھانے کا ذکر ہے اس سے مراد اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو تہائی پیٹ بھر کر کھانا تناول فرماتے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ الباری

اسماء رجال حدیث ۲

ع۱ قتیبہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

ع۲ جعفر بن سلیمان الضبعی۔ ضبعی قبیلہ کی طرف نسبت ہے۔ بعض نسخوں میں ضبیعی بھی آیا ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ الباری ان کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں جعفر صدوق زاھد لکنہ ینسب الی التشیع اگرچہ جعفر صدوق زاہد ہے لیکن شیعہ ہونے کی نسبت کیا جاتا ہے۔ امام احمد نے فرمایا کہ لا باس بہ

ع۳ مالک بن دینار۔ بصرہ کے علماء اور زہاد سے ہیں۔ نسائی اور ابن حبان نے ثقہ فرمایا ہے۔ ائمہ اربعہ نے تخریج کی ہے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں تخریج کی اور یہ تابعین سے ہیں۔ چونکہ صحابی منقطع ہے اس لئے یہ حدیث مرسل ہے۔

...یر فرماتے ہیں :۔

"المراد بالشبع له صلى الله عليه وآله وسلم اكله ملء ثلثي بطنه فانه صلى الله عليه وآله وسلم لم ياكل ملء البطن قط"

حضرت محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں :۔

"حاصل آنست در طعام تنہا نمی خورد بلکہ با مردم می خورد"

یعنی اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکیلے کھانا تناول نہیں فرماتے تھے بلکہ تمام حضرات کے ساتھ کھانا نوش فرماتے۔"

بَابُ مَا جَآءَ فِی عَیْشِ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ خُفِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزہ کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات خُفّ کے معروف معنی وھو ما یستر الرجل الی الکعبین یعنی ٹخنوں سمیت پاؤں کو ڈھانپنا ہیں اور اس کی جمع خفاف آتی ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سراپا نور، شفیع الامم، رحمۃ للعالمین، احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا و مولینا و ملجانا و ماوینا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موزے پہننا، موزہ پہننے کے بعد ان پر مسح کرنا اور پہننے سے پہلے ان کو جھاڑنے کا بیان ہے۔

جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کے ذکر میں طبرانی نے اوسط میں ذکر کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن حاجت کیلئے جنگل تشریف لے گئے اور وضو کیا۔

ولبس خفه فجاء طائر اخضر
فاخذ الخف الآخر فارتفع به ثم القاه
فخرج منه اسود سالخ فقال رسول الله
صلی الله علیه واٰله وسلم هذه کرامة
اکرمنی الله بها اللهم انی اعوذبك من
شر من یمشی علی بطنه ومن شر علی

اور وضو کرنے کے بعد ایک موزہ پہنا، اسی اثنا میں ایک سبز پرندہ آیا اور دوسرے موزے کو اٹھا کر بلند کیا اور الٹ دیا تو اس سے ایک سیاہ سانپ نکلا پس سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ معجزہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اس سے نوازا ہے، اے اللہ جل جلالہ،

رجلیه ومن شر من یمشی علی اربع ۔

میں اس کاٹنے والے کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو پیٹ کے بل چلتا ہے اور اس کے شر سے جو دو پاؤں پر چلتا ہے اور اس کے شر سے بھی جو چار پاؤں پر چلتا ہے ۔

ایک دوسری روایت ہے جس میں ابی امامہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موزے منگوائے ان میں سے ایک پہنا اسی اثنا میں ایک کوا آیا دوسرا موزہ اُٹھا کر لے گیا اور پھر اسے اُلٹ دیا تو اس میں سے سانپ نکلا۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسے چاہیئے کہ جب تک دونوں موزوں کو جھاڑ نہ لے نہ پہنے ۔

حدیث ۱/۷۲ حدثنا هناد[۱] بن السری حدثنا وکیع[۲] عن دلهم[۳] بن صالح عن حجیر[۴] بن عبدالله عن ابن بریدة[۵] عن ابیه[۶] ان النجاشیَّ اَهدٰی لِلنَّبِیِّ صلی الله علیه واله وسلم خُفَّینِ اَسوَدَینِ سَاذَجَینِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَیهِمَا ۔

ترجمہ بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نجاشی نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں تحفتہً دو موزے سیاہ رنگ کے بھیجے تھے جو کہ صرف سیاہ رنگ کے ہی تھے۔ پھر ان دونوں کو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہن کر وضو فرمایا اور ان پر مسح کیا ۔

حل لغات ساذجین . بمعنی سادہ سیاہ رنگ کے ' یہ تثنیہ ہے اس کا واحد سَاذَج آتا ہے جس کے معنی "بغیر نقش و نگار" "سادہ" "ایک ہی رنگ والا" کے ہیں. علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "ولم اجدها فی کتب اللغة ولا رایت المصنفین فی غریب الحدیث ذکروها"

تشریح نجاشی " ان دنوں حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی ' فارس کے بادشاہ کو کسریٰ ' روم کے بادشاہ کو قیصر ' مصر کے بادشاہ کو عزیز ' ترک کے بادشاہ کو خاقان ' یمن کے بادشاہ کو تبع کہتے تھے . نجاشی کا نام اصحمۃ تھا . جن بادشاہوں کو حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذریعہ خطوط اسلام کی دعوت دی تھی یہ بھی ان میں سے ایک تھے ' ان کی طرف عمرو بن امیۃ الضمری مکتوب مبارک لے کر گئے تھے۔ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی مصری اپنی تالیف الاتحافات الربانیہ بشرح الشمائل المحمدیہ کے ص۱۱۹

اسماء الرجال حدیث ۷۲

۱؎ ہناد بن السری ۔ دیکھو باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۹ حاشیہ ۱

۲؎ وکیع ۔ دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳؎ دلہم بن صالح ۔ جعفر کے وزن پر ہے ابو داؤد نے کہا لا باس بہ ابن معین نے کہا ضعیف ہے شعبی وغیرہ سے روایت کرتا ہے ۔ حجر ۔ بغداد ۔ اس سے ابو داؤد و ترمذی و ابن ماجہ نے

۴؎ حجیر ۔ اخرج حدیثہ ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ

۵؎ ابن بریدہ ۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

پرتحریر فرماتے ہیں :۔

فاسلم سنة ست علی قول الاکثر ومات سنة تسع من الهجرة علی ماصرح به العسقلانی "

یعنی "اکثر علماء کے ارشادات کے مطابق نجاشی ۶ھ میں مُسلمان ہُوا اور ۹ھ میں فوت ہُوا جیساکہ علامہ عسقلانی نے تصریح کی ہے "۔

حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ المواہب اللدنیہ ص۵۹ پر رقمطراز ہیں :۔

" ولما مات اخبرهم النبی صلی اللہ علیه واٰله وسلم بموته یوم موته وخرج بهم وصلی علیه وصلوا معه "

یعنی " اور جس دن نجاشی فوت ہوئے تو حضور سراپا نُور مخبرِ صادق عالم ماکان ومایکون حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اسی دن اس کی موت کی صحابہ کرام کو خبر دی اور مدینہ مُبارک سے باہر تشریف لے جاکر صحابہ کرام کے ساتھ نمازِ جنازہ پڑھائی "

یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے صاحب علمِ غیب ہونے کا عظیم معجزہ ہے۔ ذٰلك فضل اللہ یؤتیه من یشاء ۔

علماءِ احناف کے نزدیک غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھنی اور پڑھانا حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا خاصہ ہے اور کسی کے لئے بھی جائز نہیں' جیساکہ کتب فقہ حنفی میں مذکور ہے۔ نجاشی نے یہ موزے ہدیۃً بھیجے تھے اور آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے از روئے تالیف قلب وتلطف فی المعاملہ کے قبول فرمالئے۔

ارشاد ہے " پھر ان دونوں کو پہن کر وضو فرمایا اور ان پر مسح کیا " موزوں پر مسح کے متعلق تقریباً تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی احادیث وارد ہیں' ائمہ اربعہ کے نزدیک موزوں پر مسح جائز ہے۔ امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو مسح خفین علامت اہلِ سنّت میں داخل ہے۔ فرماتے ہیں " ونمسح علی الخفین فی السفر والحضر " اور ہم تو موزوں پر سفر وحضر میں مسح کرتے ہیں' مقیم کے لئے مسح کی مدت حدث کے وقت سے ایک دن اور ایک رات ہے اور مسافر کو تین دن اور تین رات' یعنی اگر ایک شخص نے ظہر کو وضو کرکے موزے پہنے' اس کے بعد اس کو عصر کے وقت حدث ہُوا تو اب مدتِ مسح عصر کے وقت سے لی جائے گی۔ جو چیز وضو کو توڑنے کا باعث ہے وہی مسح کو بھی توڑتی ہے' نیز موزے سے ایک پیر کا نکال لینا بھی مسح کو توڑ دیتا ہے۔ ہاتھ کی تین اُنگلی کے برابر موزے پر مسح کرنا فرض ہے اس سے زیادہ فرض نہیں' مسح میں نیت وغیرہ نہیں ہے۔

اگر موزہ چھوٹی تین انگلی کے برابر پھٹ جائے اور چلتے وقت یہ تین انگلیاں موزہ سے باہر نکل آئیں تو مسح جائز نہیں، سوت وغیرہ کی جراب پر مسح جائز نہیں۔

حدیث ۲/۲ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا یحییٰ[2] بن زکریا بن ابی زائدہ عن الحسن[3] بن عیاش عن ابی اسحٰق[4] عن الشعبی[5] قال قال المغیرۃ[6] بن شعبۃ اَھدیٰ دِحیۃُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خُفَّین فَلَبِسَھُمَا وَقَالَ اِسْرَائِیلُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَامِرٍ وَجُبَّۃً فَلَبِسَھُمَا حَتّٰی تَخَرَّقَا لَا یَدْرِی النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَذَکِیٌّ ھُمَا اَمْ لَا قال ابو عیسیٰ ھٰذا ھو ابو اسحٰق الشیبانی واسمہ سلیمان۔

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ دحیہ کلبی نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں دو موزے تحفۃً پیش کئے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں کو پہنا، نیز اسرائیل جابر سے اور جابر عامر سے روایت کرتے ہیں کہ موزوں کے علاوہ جُبّہ بھی تھا۔ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو پہنا، یہانتک کہ وہ دونوں پھٹ گئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دونوں موزے مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح کے، ابو عیسےٰ نے کہا کہ یہ ابو اسحٰق شیبانی ہے اور اس کا نام سلیمان ہے۔

حل لغات تَخَرَّقَا. وہ دونوں موزے پھٹ گئے۔ خَرَقٌ مصدر ہے جس کے معنی پھٹ جانا کے ہیں۔

تشریح جناب دحیہ کلبی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مشہور و معروف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک معروف بزرگ صحابی ہیں، آپ بنی کلب سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاریخ اور سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ جناب دحیہ کلبی کو اللہ تعالیٰ نے بہت ہی حسن و جمال عطا فرمایا تھا۔ روایات میں آتا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام لبسا اوقات انہی کی شکل میں حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے، سوائے غزوۂ بدر کے تمام غزوات میں شریک ہوئے، ارشاد ہے "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ تحقیق نہیں فرمائی کہ یہ دونوں موزے مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح کے" علماء احناف کے نزدیک دباغت کے بعد مذبوح یا غیر مذبوح جانور کی کھال کا استعمال جائز ہو جاتا

اسماء الرجال حدیث ۲/۲

[1] قتیبہ بن سعید، دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی حتق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ [1]

[2] یحییٰ بن زکریا، دیکھو حدیث ۱۰/۲ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ [2]

[3] الحسن بن عیاش الاسدی الکوفی ہے، ابن معین نے ثقہ کہا ہے، مسلم اس سے تخریج کرتے ہیں، ہے۔ حافظ زین العراقی فرماتے ہیں مؤلف کے نزدیک حسن بن عیاش کی سوائے اس ایک حدیث کے اور کوئی حدیث نہیں ہے ولیس للحسن بن عیاش عند مؤلف الا ھذا الحدیث الواحد والمواہب اللدنیہ از علامہ الیجوری ص ۹۵

[4] ابی اسحٰق، دیکھو حدیث ۶/۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ [4]

[5] الشعبی، دیکھو حدیث ۱/۶ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ [5]

[6] المغیرہ بن شعبہ، دیکھو حدیث ۶/۶ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ [6]

ہے' یہ مسئلہ کافی احادیث سے ثابت ہے۔ ان میں سے ایک یہ روایت ہے۔ ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ ابن عباس سے اور انہوں نے میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ ہماری ایک آزاد کردہ لونڈی کو کسی نے بکری صدقہ میں دی' وہ بکری مرگئی' حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اس پر گذرے تو ارشاد فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کو کیوں دباغت نہیں کیا۔ انہوں نے عرض کیا یارسول علیک الصلوٰۃ والسلام وہ مُردہ ہے' حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا تو کھانا حرام کیا گیا ہے نہ کہ کھال کا دباغت کرنا (نورالہدایہ شرح وقایہ صـ۴۱)

صاحب ترمذی ابوعیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ "ابواسحاق الشیبانی ہے اور اس کا نام سلیمان ہے" یعنی یہ صاحب ابواسحاق السبیعی نہیں ہیں۔

بَاب مَاجَآءَ فِی خُفِّ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پُورا ہوگیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَابُ مَا جَآءَ فِيْ نَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاپوش مبارک کے ذکر میں ہے ۔

(اس باب میں گیارہ احادیث ہیں)

حل لغات نَعْل۔ جوتا، کفش، پاپوش۔ ماوقیت بہ القدم عن الارض، وہ چیز جس سے قدم کو زمین پر لگنے سے بچایا جائے ۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، احمد مجتبیٰ جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی پاپوش مبارک کا ذکر ہے کہ وہ بیچ سے باریک اور پتلی، ایڑی دار، اور زبان کی شکل کی طرح تھی۔ داہنی جانب سے جوتا مبارک پہنتے، دونوں جوتے پہنتے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس آنحضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے جوتے مبارک محفوظ تھے جن کی زیارت صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور دیگر احباب کرتے ۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ایک خاص قسم کا جوتا بھی پہنا جسے تاسومہ کہا جاتا تھا۔"

حدیث ۳/۱ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا ابوداؤد[2] حدثنا همام[3] عن قتادة[4] قلت لانس[5] بن مالك كيف كان نعل رسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم قال لهما قبالان.

ترجمہ قتادہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک سے پوچھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا پاپوش مبارک کیسے تھا' تو انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک کفش مبارک میں دو تسمے تھے۔

حل لغات نَعَلٌ. جوتا دینا۔ جانور کے پاؤں کو نعل لگانا۔ نَعْلٌ. جوتا۔ اِقبال۔ تسمہ، جب نعل کے ساتھ آئے تو جوتے کا تسمہ مراد ہے، عرب لوگ کہتے ہیں۔ اَقْبَلَ نَعْلَهٗ یا قَبَّلَ نَعْلَهٗ اپنی جوتی میں تسمہ لگایا۔

تشریح اس فقرہ سے کہ" حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاپوش مبارک کیسے تھے" صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کا نبی کریم' رسول عظیم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اطاعت فرمان برداری محبت اور عشق کا کتنا پیارا والہانہ جذبہ کارفرما نظر آرہا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے کسی بھی چلن میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اتباع کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتے' دنیا اور آخرت کی کامیابی اور سرخروئی کا راز اسی میں مضمر سمجھتے تھے اور اسی ایک بات پر یقین کامل رکھتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کے نیچے اور انہی مقدس جوتوں کے صدقہ ہی میں نجات اور بخشش ہے۔ 'اللھم ارزقنا اتباعہ آمین بحرمت وبجاہ نبی رؤف رحیم'

" ہر ایک کفش مبارک" کا ترجمہ شیخ المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی روایت کے مطابق کیا گیا ہے' وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں " ان نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کان لھا قبالان بالافراد" یعنی یہ کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ہر ایک پاپوش مبارک کے دو تسمے تھے (جمع الوسائل ص۱۲۹)

ارشاد ہے " ہر کفش مبارک میں دو تسمے تھے " یعنی ایک تسمہ انگوٹھا اور اس کے ساتھ والی انگلی میں تھا اور دوسرا تسمہ درمیان کی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں ہوتا تھا۔ حضرت علامہ البیجوری المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں " وکان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یضع احد القبالین بین الابھام والتی تلیھا والاخر بین الوسطی والتی تلیھا "

اسماء الرجال حدیث ۳/۱

۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۳/۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ ہمام۔ دیکھو حدیث ۱/۳۶ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۴/۲۶ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۴

۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

حدیث ۴/۲

حدثنا ابو کریب محمد بن العلاء حدثنا وکیع عن سفیان عن خالد الحذاء عن عبد اللہ بن الحارث عن ابن عباس قال کان لنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبالان مثنی شراکھما۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و لہ وسلم کے نفش مبارک کے وہ تسمے جو پشت قدم پر پڑتے تھے دوہرے تھے۔

حل لغات مثنی۔ دوہرے۔

شراک۔ بالکسر۔ جُوتے کا تسمہ جو پشت قدم پر پڑتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "وہ تسمے جو پشت قدم پر پڑتے تھے دوہرے تھے" یعنی یہ تسمے مضبوط اور تنگ تھے تاکہ پاپوش مبارک پاؤں میں مضبوط جما رہے اور پاؤں جوتے سے باہر نہ نکل سکے۔ یہاں پر مُثنّیٰ مفعول واقع ہے یعنی ہر ہر تسمہ میں دو دو تسمے تھے۔ گویا ہر تسمہ دوہرا تھا۔

حدیث ۵/۳

حدثنا احمد بن منیع و یعقوب بن ابراھیم حدثنا ابو احمد الزبیری حدثنا عیسٰی بن طھمان قال اخرج الینا انس بن مالک نعلین جردا وین لھما قبالان قال فحدثنی ثابت بعد عن انس انھما کانتا نعلی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔

ترجمہ عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک نے حضور پاک صلی اللہ علیہ و لہ وسلم کی دو پاپوش مُبارک جن پر بال نہ تھے ہمارے لئے نکالیں۔ ہر ایک پر دو دو تسمے تھے' فرماتے ہیں کہ اس کے بعد ثابت نے مجھے بتایا کہ یہ دونوں نعلین پاک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تھے۔

حل لغات جرداوین۔ وہ جُوتے جن پر بال نہ رہے ہوں۔

الجرد۔ بغیر نباتات والی جگہ

تشریح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۴/۲

۱؎ ابو کریب محمد بن العلاء دیکھو حدیث ۴/۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱؎

۲؎ وکیع دیکھو حدیث ۲/۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲؎

۳؎ سفیان دیکھو حدیث ۲/۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳؎

۴؎ خالد الحذاء۔ امام ثقہ اور حافظ الحدیث ہے۔ جلیل القدر تابعی ہے۔ کثیر الحدیث اور واسع العلم ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ الحذاء کے معنی پاپوش دوز یعنی موچی کے ہیں مگر خالد موچی نہیں تھے بلکہ موچیوں کے بازار میں موچیوں کے ساتھ ان کی نشست و برخاست تھی لہٰذا آپ بھی اسی نام سے مشہور ہوگئے

۵؎ عبد اللہ بن الحارث۔ ان کے ثقہ ہونے پر اجماع ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔

۶؎ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۲/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ حاشیہ ۶؎

کے لباس اور دیگر پہناوے کو محفوظ رکھتے' ان کی زیارت کرواتے اور ان سے تیمن و تبرک اور شفاء حاصل کرتے۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ملبوسات تھے۔ بخاری و مسلم میں حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ اَخْرَجَتْ اِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِيْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِيِّ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فِيْ هٰذَيْنِ۔ جناب عائشہ صدیقہ نے ایک کملی جس پر بہت زیادہ پیوند لگے ہوئے تھے اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں بتایا اور فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں میں وصال فرمایا تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک عورت حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک چادر لے کر حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے اسے اپنے ہاتھ سے بنایا ہے، آپ خود بنفسِ نفیس اسے پہنیں۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے لے لیا اور پھر اس کی تہبند باندھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس تشریف لائے۔ صحابہ کرام میں سے ایک صاحب نے دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے پہنا دیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہت اچھا' آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر مجلس میں تشریف فرما ہونے کے بعد چلے گئے اور پھر اس چادر کو لپیٹ کر واپس آئے اور اس صحابی کو بھیج دی جس نے وہ مانگی تھی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس صحابی کو کہا کہ تو نے یہ چادر مانگ کر کچھ اچھا کام نہیں کیا حالانکہ تجھے علم ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایک کا بھی سوال رد نہیں فرماتے، اس صحابی نے ان کو جواب دیا۔ وَاللّٰہِ مَا سَئَلْتُهَا اِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ اَمُوْتُ مجھے اللہ جل جلالہٗ کی قسم! کہ یہ سوال تو میں نے صرف اس لئے کیا ہے کہ میرے مرنے پر یہ چادر جو کہ حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم نور مطہر اور مقدس کے ساتھ لگ چکی ہے میرا کفن بنے۔ جناب سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہی بردہ پاک اس کا کفن بنا۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بال مبارک ملے تھے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو وصیت فرمائی کہ ایک موئے مبارک میری دائیں آنکھ پر' دوسرا موئے مبارک میری بائیں آنکھ پر اور تیسرا موئے مبارک میرے منہ پر میرے مرنے کے بعد رکھ دینا' جناب ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو کہا کہ آپ اپنے بدن مبارک کی وہ جگہ مجھے بتائیں جس جگہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوما تھا' حضرت امام حسن علیہ السلام نے اپنی ناف مبارک ان کو بتائی تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تبرکاً وہاں بوسہ دیا۔ جناب ثابت البنانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک کہ اس کو بوسہ نہ دے لیتے اور فرماتے :۔

اسماء الرجال حدیث ۳ ص ۲۵

۱؎ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۳ ص ۲۵ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۔

۲؎ یعقوب بن ابراہیم۔ ثقہ مکثر۔

۳؎ ابو احمد الزبیری۔ خرج لہ الجماعۃ۔ یہ زبیر کی جد زبیر ہے ۔ اسی نسبت سے زبیری کہلاتے ۔

۴؎ عیسیٰ بن طہمان تقریب میں ہے کہ صدوق ہے۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے یحییٰ بن آدم اور دیگر حضرات روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہے خرج لہ البخاری۔

۵؎ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

"ید مست رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم" | "یہ وہ ہاتھ ہے جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چھوا ہے۔"

حضرت ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ میرے دادا کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا لحاف تھا۔ جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ بنے تو انہوں نے میرے والد کو کہلا بھیجا کہ مجھے اس لحاف کی زیارت کروائیں چنانچہ میرے دادا اس لحاف کو چمڑے میں لپیٹ کر لائے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس لحاف کو اپنے چہرے پر خوب ملا۔ (تاریخ صغیر امام بخاری)

جنابہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس سید دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جُبّہ مُبارک تھا۔ مُسلم شریف میں ہے:۔

"قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واٰله وسلم يَلْبِسُهَا فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرضٰى يُسْتَشْفٰى بِهَا" | فرماتی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس جُبہ مبارک کو پہنا کرتے تھے ہم اس کو دھو کر بغرض شفا بیماروں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

شفا شریف میں ہے کہ امام ابن مامون فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیالوں میں سے ایک پیالہ ہمارے پاس تھا۔

"فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيْهَا الْمَآءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا" | ہم اس پیالے میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو اس پانی سے بیمار صحت یاب ہو جاتے۔

الصلوٰة والسلام عليك يا حبيب الله

حدیث ۴۶ حدثنا اسحٰق[1] بن موسی الانصاری قال حدثنا معن[2] قال حدثنا مالك[3] حدثنا سعيد[4] بن ابی سعيد المقبری عن عبيد[5] بن جريج اَنَّهٗ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ رَءَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ قَالَ اِنِّىْ رَءَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه واٰله وسلم يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِىْ لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّاُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا۔

ترجمہ عبید بن جریج سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ گائے کے چمڑہ کا وہ جُوتہ پہنتے ہیں جو کہ دباغت شدہ بغیر بالوں کے ہوتا ہے' انہوں نے جواب میں فرمایا کہ یقیناً میں نے حضور اکرم

اسماء الرجال حدیث ۴۶

۱ اسحٰق بن موسی الانصاری: دیکھیو حدیث ۱ باب فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

۲ معن: دیکھیو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

۳ مالک: دیکھیو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

۴ سعید بن سعید المقبری: ان سعید بن ہے مقبری کی نسبت کا نام کیسان ہے کہ آپ نہایت اس لئے کی جاتی ہے کہ آپ نہایت ہی زاہد اور مقابر کی زیارت کرنے والے تھے۔ ثقہ ہے' کثیر الحدیث ہے۔ امام احمد نے فرمایا:- لاباس بہ لکنہ اختلط قبل موتہ بثلاث سنین خرج لہ الجماعۃ۔ ۱۲۳ھ میں فوت ہوئے۔

۵ عبید بن جریج: اخرج حدیثہ الشیخان وغیرھما۔ مدنی ہیں۔ بعی ہے

صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ایسے جُوتے پہنے دیکھا ہے جس پر بال نہ تھے اوران میں وضو فرماتے' لہٰذا میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ اس طرح کے جُوتے پہنوں.

حل لغات اَلسِّبْتِیَّۃَ ۔ اَلسِّبت سے ہے جس کے معنی پکائی ہوئی کھال' رنگی یا دباغت دی ہوئی کھال کے ہیں صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں" بکسرہ سین گائے کی کھال جو دباغت کی گئی ہو جس سے جُوتے بناتے ہیں' اس کو سبت اس وجہ سے کہا کہ اس کے بال دور کئے جاتے ہیں' بعض نے کہا کہ اس وجہ سے کہ وہ دباغت کی وجہ سے نرم ہوجاتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ گائے کے چمڑہ کا وہ جُوتا پہنتے ہیں جو دباغت شدہ بغیر بالوں کے ہوتا ہے" حضرت علامہ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب بن محمد خاکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں.

"شیخ ابن حجر گفتہ است بکسر سین' عبارت است از پوست گاؤ کہ دباغت کردہ شود اور امطلقا خواہ قرظ وخواہ بغیر قرظ' وقرظ عبارت است از برگ خاروار' پس حاصل آنست کہ می پوشی تو نعلہاے موئے وایں عادت توانگران است' تو موافقت ایشاں چرا می کنی حکمت آں چیست"

یعنی "شیخ ابن حجر نے کہا کہ (سبت) بکسر سین. گائے کے اس پوست کو کہتے ہیں جو کہ دباغت کیا گیا ہو خواہ قرظ کے ساتھ یا بغیر قرظ کے' اور قرظ اس پتے کو کہتے ہیں جس پر کانٹے ہوں' پس اس فقرہ کا یہ مطلب ہوُا! کہ اے ابن عمر رضی اللہ عنہ آپ بغیر بالوں کے جُوتا پہنتے ہیں. حالانکہ یہ مالدار لوگوں کی عادت ہے آپ ان کی موافقت کیوں کرتے ہیں' اس میں کیا حکمت ہے؟"

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا' میں اس لئے اس قسم کا جُوتہ پہنتا ہوں کہ یقیناً میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو ایسے جُوتے پہنتے دیکھا ہے جن پر بال نہ تھے' لہٰذا میں اس بات کو بہت پسند کرتا ہوں کہ اسی طرح کے جُوتے پہنوں"

سبحان اللہ! حضرات گرامی منزلت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اطاعت' اتباع اور محبت نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا عالم ہے جس صاحب رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو جس لباس میں دیکھا وہی پہننا شروع کردیا

چونکہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر بالوں کے جوتا پہنتے دیکھا تو ویسے ہی جوتا حضور نبی کریم رسول امین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں نہ خواہش نفس کی اتباع میں پہنا۔ اگر کسی دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے بالوں والا جوتا پہنتے دیکھا تو انہوں نے وہ جوتا پہنا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم کفش برداران حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت، اتباع اور محبت کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ شارحین نے "اور ان میں وضو فرما لیتے" کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک وضو کے پانی سے تربتر ہوتے اور جوتا مبارک پہن لیتے۔ جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"یعنی پائے تر دراں نعلہا می انداخت" — "یعنی گیلے پاؤں ہی ان جوتیوں میں ڈال لیتے"

علامہ النووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"معناہ انہ یتوضاء ویلبسہا بعد ورجلان رطبان" — "اس کا یہ معنی ہے کہ وضو فرما لیتے پھر جوتے پہنتے اس حال میں کہ پاؤں تر ہوتے"

محدث کبیر حضرت استاذ محترم صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ جوتا ضرور پہننا چاہیئے سوائے مقبرہ اور مسجد کے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "مقبرہ میں جوتا پہن کر پھرنا مکروہ ہے" "وقال احمد یکرہ بسہا فی المقابر" (جمع الوسائل)۔ حضرت علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:- "ومن صریح الایمان محبۃ ماکان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم یحبہ واتباع ماکان یفعلہ حتی الماکول والمشروب والملبوس"

حدیث ۷۵ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا عبد الرزاق[2] عن معمر[3] عن ابی ذئب[4] عن صالح[5] مولی التوءمۃ عن ابی ھریرۃ[6] قَالَ كَانَ لِنَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قِبَالَانِ۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک کفش مبارک میں دو تسمے تھے۔

دیکھئے حدیث شریف ۷۳ باب ہذا کی تشریح وحل لغات

سمائل الترمذی حدیث ۷۵

۱ اسحٰق بن منصور۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ عبدالرزاق۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ معمر۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ ابی ذئب۔ اس کا نام محمد بن عبدالرحمن ہے۔ الامام الکبیر الشان ہے ثقہ ہے اور کہا گیا ہے کہ فقیہ، فاضل، عالم اور کامل ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب مامون الرشید مسجد نبوی میں داخل ہوا تو لوگ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے مگر ابی ذئب نہ اٹھے۔ فقالوا له قم لامیر المومنین فقال انما تقوم الناس لرب العلمین۔

۵ صالح مولی التوءمۃ۔ صغار صحابہ سے ہیں۔ حنفیہ آخری عمر میں مزاج تغیر پذیر ہو گیا تھا اسلئے تشبہ الثقات فاستحق الترک

۶ ابی ہریرہ۔ دیکھیے حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

حدیث ۷۸ ع ۶ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا ابو احمد[2] حدثنا سفیان[3] عن السدی[4] حدثنی من سمع[5] عمرو بن حریث[6] یقول رأیتُ رسولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یُصلّی فی نعلَین مخصُوفتَین۔

ترجمہ عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ میں نے رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایسی جوتیوں میں نماز پڑھ رہے تھے جن کو پیوند لگے ہوئے تھے۔

حل لغات مَخصُوفَتَین۔ خَصَف سے ہے جس کے معنی جوتے پر اور چمڑا چڑھانا سینا' ٹانکنا اور جانا ہے۔ صاحب الاتحافات الربانیہ الشیخ احمد عبد الجواد الدومی مصری فرماتے ہیں کہ المخصُوفتان کے معنی المَخرُوزتان ہے یعنی "ستال (آر) سے سیئے ہوئے" نیز فرماتے ہیں کہ المخصُوفتان کے معنی المرقعتان بھی ہیں جس کے معنی "پیوند لگے ہوئے" کے ہیں۔

تشریح اگرچہ یہ سند حدیث مجہول ہے مگر دوسری اسی قسم کی روایات موجود ہیں جو اس کی تصحیح کا باعث ہیں' جناب عروۃ روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان یخیط ثوبہ ویخصف نعلہ' اپنے کپڑے خود سی لیتے اور اپنے جُوتے کو خود پیوند لگا لیتے اور شرح میں ہے کہ خصف سے مراد پیوند لگانا ہے وفی شرح ان المراد بہ المرتقعہ' اخرجہ ابن حبان والحاکم۔ ارشاد ہے "جوتیوں میں نماز پڑھ رہے تھے" شارحین فرماتے ہیں یا تو اس نماز سے نماز جنازہ مراد ہے یا پنجگانہ نماز ہے۔ مگر وہ بھی ایسی صورت میں کہ جُوتیاں نجاست سے پاک ہوں ورنہ نہیں۔ علامہ الیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ویوخذ من الحدیث جواز الصلوۃ فی النعلین لکن ان کانا طاھرتین"۔

"اس حدیث شریف سے جوتیوں میں نماز پڑھنے کا جواز ملتا ہے بشرطیکہ جوتیاں طاہر ہوں یعنی نجاست سے پاک ہوں"۔

اسماء الرجال حدیث ۷۸ ع ۶

ع ۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۲ ع ۲۵ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع ۱

ع ۲ ابو احمد۔ دیکھو حدیث ۲ ع ۲۵ باب ہذا حاشیہ ع ۲

ع ۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۳ ع ۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع ۲

ع ۴ السدی۔ یہ السدی الکبیر مشہور ہیں اور دوسرے السدی الصغیر ہیں جن کا ... السدی ہے۔ السدی الکبیر ثقہ ہیں۔ خرج لہ الجماعۃ الا البخاری۔

ع ۵ من سمع۔ ... سے مراد صاحب قسطلانی کے مطابق "ولم ارفی روایۃ التصریح باسم من حدث السدی وظنہ عطاء بن سائب فانہ اختلط آخر"۔ (الیجوری ص ۹۳)

ع ۶ عمرو بن حریث۔ القرشی المخزومی ہے۔ صغیر صحابی ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔

حدیث ۷۹

حدثنا اسحٰق[1] بن موسی الانصاری حدثنا معن[2] حدثنا مالک[3] عن ابی الزناد[4] عن الاعرج[5] عن ابی ھریرۃ[6] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَ لَا یَمْشِیَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدٍ لِیَنْعَلْھُمَا جَمِیْعًا اَوْ لِیُحْفِھِمَا جَمِیْعًا۔

حدثنا قتیبۃ عن مالک عن ابی الزناد نحوہ

ترجمہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ پھرے۔ چاہیئے کہ دونوں جوتے پہنے یا دونوں اُتار دے۔

حل لغات لِیُحْفِھِمَا۔ چاہیئے کہ ننگے پاؤں ہو۔
حَفْیٌ سے ہے جس کا معنی ننگے پاؤں چلنا کے ہیں۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صاحب اخلاقِ عظیم حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جوتی پہننے کے بھی طریقے اپنی اُمت کو بتائے۔ ارشاد فرمایا کہ ایک پاؤں ننگا اور ایک میں جوتا ایسے نہ چلا پھرا کرو۔

استاد گرامی منزلت صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ

"ایسا پھرنا وقار کے منافی ہے استہزا کا باعث ہے پاؤں میں موچ پڑ جانے کا اندیشہ ہے، پھسلنے کا خطرہ اور سب سے بڑی اہم بات یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی بدتمیزی ہے۔ ہاں اگر کسی عذر کی وجہ سے وقتی طور پر ایسا کرنا پڑے تو کوئی مضائقہ نہیں"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں:۔

"نہی برائے کراہیت است، و آں وقتی است کہ ضرورت نباشد و اما اگر ضرورت باشد پس کراہیت نیست"

یعنی "یہ نہی کراہیت کے لئے ہے جبکہ بغیر کسی وجہ اور ضرورت کے ایسا کرے اور اگر کسی عذر اور ضرورت کے وقت کرتا ہے تو پھر کراہیت نہیں ہے۔"

اسماء الرجال حدیث ۷۹

۱۔ اسحٰق بن موسیٰ الانصاری دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ معن دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ مالک دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

۴۔ ابی الزناد دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

۵۔ الاعرج ابن عبدالرحمٰن

۶۔ ابوداؤد والمزنی کے لقب سے مشہور ہیں۔ اخرج حدیثہ الستۃ

۶۔ ابوہریرۃ دیکھو حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

حدیث ۸/۸۰ حدثنا اسحٰق[1] ابن موسیٰ حدثنا معن[2] حدثنا مالک[3] عن ابی الزبیر[4] عن جابر[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نَہٰی اَنْ یَاکُلَ یَعْنِی الرَّجُلَ بِشِمَالِہٖ اَوْیَمْشِیَ فِیْ نَعْلٍ وَاحِدَۃٍ۔

ترجمہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص بائیں ہاتھ سے کھائے یا صرف ایک جوتا پہن کر چلے۔

حل لغات شِمَال۔ بائیں۔ طرف چپ، بایاں۔

تشریح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کراہت تنزیہی ہے اور حنابلہ و مالکیہ کے نزدیک تحریمہ ہے۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مراد از کراہیت تنزیہی است" "یعنی اس کراہیت سے مُراد کراہیت تنزیہی ہے"

بہر حال شارح علیہ السلام نے بائیں ہاتھ سے کھانا اور ایک پاؤں میں جوتی پہننے سے منع کیا ہے۔ مسلم شریف میں ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا داہنے ہاتھ سے کھا' اس نے یونہی کہہ دیا کہ "میں طاقت نہیں رکھتا ہوں" آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا" تو طاقت نہ رکھے" بس پھر کیا تھا اُس شخص کا داہنا ہاتھ اس کے بعد مُنہ تک نہ پہنچ سکا۔ اس حدیث میں الرجل یعنی مرد کا ذکر آیا ہے، یہ شرافت کی وجہ سے ہے نہ عورتوں کے احتراز کی وجہ سے' اسی لئے ترجمہ میں "کوئی شخص" استعمال کیا ہے خواہ مرد ہو یا عورت' نیز اس حدیث شریف میں لفظ "اَوْ" تقسیم کے لئے ہے' شک کے لئے نہیں ہے۔

حدیث ۹/۸۱ حدثنا قتیبۃ[1] عن مالک[2] ح وحدثنا اسحٰق[3] بن موسیٰ حدثنا معن[4] حدثنا مالک[5] عن ابی الزناد[6] عن الاعرج[7] عن ابی ھریرۃ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَاْ بِالْیَمِیْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْیَبْدَاْ بِالشِّمَالِ فَلْتَکُنِ الْیُمْنٰی اَوَّلَھُمَا وَاٰخِرَھُمَا تُنْزَعُ۔

اسماء الرجال حدیث ۸/۸۰
۱۔ اسحٰق بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۱
۲۔ معن۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۲
۳۔ مالک۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۲
۴۔ ابی الزبیر۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۳
۵۔ جابر۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جائزہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۹/۸۱
۱۔ قتیبہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۱
۲۔ مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۲
۳۔ اسحٰق بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۱
۴۔ معن۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۲
۵۔ مالک۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جائزہ ۲
۶۔ ابی الزناد۔ دیکھو

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی ایک جوتا پہنے تو چاہیئے کہ داہنے جانب سے پہلے جوتا پہنے اور جب کوئی جوتا اتارے تو بائیں جانب سے اُتارنا چاہیئے دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہو اور اُتارنے میں موخر۔

حل لغات فَلْيَبْدَأْ۔ پس چاہیئے کہ پہل کرے۔ ابتدا کرے، شروع کرے۔
نَزْعٌ۔ نکالنا۔ اُتارنا۔

تشریح جتنے کام بھی تکریم کے متعلق ہیں ان کے شرف کی وجہ سے آداب طریقہ محمدیہ یہ ہے کہ انہیں داہنی جانب سے شروع کرے اسی لئے ارشاد فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی ایک جوتا پہنے تو چاہیئے کہ داہنے جانب سے پہلے جوتا پہنے" کیونکہ یہ زینت کا کام ہے اور اس کی شرافت کا تقاضا ہے کہ اس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ تمام تکریم کے امور میں حضور کے اس ارشاد گرامی کی تعمیل کی جائے۔

حدیث عا ۸۲ حدثنا ابوموسیٰ[1] محمد بن المثنی حدثنا محمد[2] بن جعفر حدثنا شعبة[3] حدثنا اشعث[4] وھو ابن ابی الشعثاء عن ابیه[5] عن مسروق[6] عن عائشة[7] رضی اللہ تعالیٰ عنھا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ تَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سید عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی المقدور کنگھی فرمانے میں، جوتا پہننے میں اور وضو کرنے میں داہنی طرف سے شروع کرنے کو بہت پسند رکھتے تھے۔

حل لغات اِسْتَطَاعَ۔ حتی المقدور، حتی الوسع، ضرورت۔

تشریح ارشاد ہے "حتی المقدور" یعنی اس وقت تک کوئی ضرورت مانع نہ ہو، بغیر کسی وجہ یا عذر کے ترک نہ فرماتے۔ استادِ مُحترم حضرت مولینا مولوی الحافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب قدس سرہ فرماتے تھے کہ "اس میں یعنی "حتی المقدور" سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کسی عذر کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے یا کسی خاص ضرورت کے تحت تکریم کے اُمور میں سے کسی کام کو بائیں

حدیث ۳/۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۷ ... دیکھو حدیث ۹ ... باب ہذا حاشیہ ۸ دیکھو حدیث ... ابی ہریرہ ... باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

حدیث ۸۲ اسماء الرجال ● دیکھو ۱ ابوموسیٰ محمد بن المثنی ... باب ما جاء فی شیب ... حدیث ۳/۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ... دیکھو حدیث ... ۲ محمد بن جعفر ... باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲ ... دیکھو حدیث ۳/۴ باب ... ۳ شعبہ ... ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ...

۴ اشعث بن ابی الشعثاء دیکھو حدیث ۳/۴ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ... ۵ ابیہ دیکھو حدیث ۳/۴ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ... ۶ مسروق دیکھو حدیث ۳/۴ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ... ۷ عائشہ دیکھو حدیث ۳/۴ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ...

جانب سے کرنے کی حاجت ہو جائے تو مضائقہ نہیں ہے" اور جیسا کہ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا:۔

"ولیس المراد التخصیص بھذہ الثلاثۃ بدلیل روایۃ وفی شانہ کلہ کما تقدم" — ان تین امور کی تخصیص نہیں ہے بلکہ ہر ایک امر کریم کا یہی حکم ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

حدیث ۸۳/۱۱ حدثنا محمد[1] بن مرزوق ابو عبد اللہ حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن قیس ابو معاویۃ انباءنا ھشام[3] عن محمد[4] عن ابی ھریرۃ[5] قَالَ کَانَ نَعْلُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قِبَالَانِ وَاَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنھما وَاَوَّلُ مَنْ عَقَدَ عَقْدًا وَاحِدًا عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ہر ایک کفش مبارک کے دو تسمے تھے اور جناب ابو بکر و جناب عمر رضی اللہ عنھما کے (کفش) بھی' اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے صاحب ہیں جنہوں نے ایک تسمے والی جوتی پہنی۔

حل لغات عَقَدَ عَقْدًا۔ بنالیا۔

تشریح اس حدیث شریف میں ایک تسمے کا جوتا پہننے کا جواز ہے۔ جیسا کہ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے جمع الوسائل میں تحریر فرمایا' لکھتے ہیں۔" اشارۃ الی بیان الجواز " صاحب اتحافات الربانیہ حضرت علامہ عبد الجواد الدومی لکھتے ہیں:۔ " لعل الخلیفۃ الثالث افادنا باتخاذ القبال الواحد جواز ذلک "۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ نَعْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پورا ہو گیا۔

اسماء الرجال حدیث ۸۳/۱۱

[1] محمد بن مرزوق ابو عبد اللہ۔ یہ صاحب ابو عبد اللہ الباہلی ہیں۔ محمد بن مرزوق بن عثمان البصری دوسرے صاحب ہیں۔ ان صاحب سے یہی کسی نے بھی کی دوسرے صاحب سے روایت نہیں کی ہے۔ کذا فی التقریب۔ اور ان پہلے صاحب یعنی ابو عبد اللہ الباہلی سے مسلم ابن ماجہ' اور ابن خزیمہ روایت کرتے ہیں۔

[2] عبد الرحمٰن بن قیس ابو معاویہ الضبی الزعفرانی ہے کذابہ ابو زرعۃ وغیرہ کذا ذکرہ ابن حجر فی التقریب۔

[3] ھشام۔ دیکھو حدیث ۳/۴ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

[4] محمد دیکھو حدیث ۱/۲۶ باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

[5] ابو ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ذِکْرِ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یہ باب سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری (انگوٹھی) کے بیان میں ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات اَلخَاتَمُ والخَاتِمُ۔ انگوٹھی، مہر، انجام، گدی کا گڑھا، ٹانگوں کی تھوڑی سی سفیدی۔ اَلخَتَمُ۔ انگوٹھی۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی پہنی، کس قسم کی انگوٹھی پہنی، اس انگوٹھی پر نقش تھا جو کہ بطور مہر کے استعمال فرمایا جاتا، بیت الخلاء میں جانے کے وقت اس انگشتری کو نکال لیتے۔ یہ نقش مبارک والی انگشتری سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت خلیفۂ اول سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ ان سے حضرت خلیفۂ ثانی سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔ ان سے حضرت خلیفۂ ثالث سیدنا امیر المومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو پہنچی اور اریس کے کنویں میں گر گئی وغیرہ کا ذکر ہے۔

حدیث ۱/۸۴ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید وغیر واحد[2] عن عبد اللہ[3] بن وھب عن یونس[4] عن ابن شھاب[5] عن انس[6] بن مالک قَالَ کَانَ خَاتَمُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ وَّرِقٍ وَکَانَ فَصُّهٗ حَبَشِیًّا۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا۔

حل لغات اَلْخَاتَمُ وَالْخَاتِمُ۔ انگشتری، انگوٹھی، مہر۔ اَلْفَصُّ۔ نگینہ ۔ اَلْفَصَّاص۔ نگینہ لگانے والا۔ قاموس میں ہے الفص للخاتم مثلثۃ۔

تشریح نبی کریم، مومنوں پر رؤف ورحیم، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی۔ مرد کے لئے سونا، چاندی، لوہا، پیتل وغیرہ کے زیورات کی قسم کی چیزیں استعمال کرنا قطعاً منع اور ناجائز ہیں۔ ہاں مُہر کے لئے چاندی کی انگوٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم ہو اس شخص کے لئے جسے مہر کی ضرورت ہو جائز ہے، اور بغیر ضرورت مُہر اسی وزن کی انگشتری پہننا اس سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے، یعنی اس کے پہننے سے بچے۔ اور علماء احناف فرماتے ہیں کہ اس انگوٹھی کی ہیئت بھی عورتوں کی انگشتری کی طرح نہ ہو جیسے ایک نگ سے زیادہ نگ کا انگشتری میں ہونا کہ یہ عورتوں کی زینت کا باعث ہے۔ ارشاد ہے "اس کا نگینہ حبش کا تھا" یعنی حبشی رنگ کا تھا یا جیسا کہ بعض شارحین نے فرمایا کہ ملک حبش کی طرف سے آیا تھا، اور یہ معنی بھی بیان کیا ہے کہ اس نگینہ کا بنانے والا حبشی ہو۔ حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:- "والمراد بالفص ھنا ماینقش علیہ اسم صاحبہ"

حدیث ۲/۸۵ حدثنا قتیبۃ[1] حدثنا ابوعوانۃ[2] عن ابی بشر[3] عن نافع[4] عن ابن عمر[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّۃٍ فَکَانَ یَخْتِمُ بِهٖ وَلَا یَلْبَسُهٗ

قال ابوعیسیٰ اسمہ جعفر بن ابی وحشیہ۔

ترجمہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک انگشتری چاندی کی بنوائی تھی جس کے ساتھ مُہر لگاتے اور اسے پہنتے نہیں تھے۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۸۴
۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ وغیر واحد۔ اور بہت سے راوی۔ وکثیر من شیوخ المصنف (رجع الوسائل) دیگر راویان کر زیادہ ہر ایک انہ۔
۳ عبد اللہ بن وھب۔ اخرج حدیثہ النسائی وابن ماجہ ایضاً۔ ۱۲۵ھ میں پیدا ہوا اور ۱۹۷ھ میں فوت ہوا۔
۴ یونس۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۵ ابن شہاب۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۶ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

اسماء الرجال حدیث ۲/۸۵
۱ قتیبہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابو عوانہ۔ الوضاح ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ثقہ ہے۔ ثبت من السابعۃ۔
۳ ابی بشر۔ الیشکری (صاحب ترمذی) فرماتے ہیں کہ اس کا نام جعفر بن ابی وحشیہ ہے۔ اس کے ثقہ یا ضعیف ہونے میں اختلاف ہے۔
۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۴۴ باب ماجاء فی شیب رسول

حل لغات یَخْتِمُ بِہٖ۔ اس سے خطوط فرامین وغیرہ پر مہر فرماتے۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی مہر وغیرہ لگانے کی خاطر بنوائی اور اکثر اسے پہنا بھی نہیں کرتے تھے۔ یہ انگوٹھی ہجرت کے ساتویں برس بنوائی۔ اسی لئے کہ انہیں سنین میں بادشاہوں کے نام اپنے مُہر شدہ مکتوبات بھیجے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"قال ابن العربی وکان قبل ذلک اذا کتب کتاباً ختمہ بظفرہ"	اس سے پیشتر جب کوئی خط لکھتے تو ناخن مبارک سے مہر فرما دیتے۔

جمع الوسائل میں حضرت محدثِ کبیر مولانا مولوی علی قاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

"والمراد انہ لا یلبسہ علی سبیل الاستمرار والدوام بل فی بعض الاوقات ضرورۃ الاحتیاج الیہ للختم بہ کما ھو مصرح بہ فی بعض الاحادیث"	اس سے مراد یہ ہے کہ انگوٹھی ہمیشہ اور مداومت کے طور پر نہیں پہنتے تھے مگر بعض اوقات مُہر کرنے کی ضرورت کی وجہ سے پہنتے، جیسا کہ بعض احادیث شریف میں تصریح ہوئی ہے۔

حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی اُمتِ مرحومہ کیلئے ایک مکمل نمونہ ہے۔ مردوں کے لئے انگشتریاں یا اس قسم کی کوئی اور چیز سونے یا چاندی کی پہننا تکبر، ریا، رعونت اور فخر کا سبب ہیں۔ لہذا ان افعالِ ذمیمہ سے بچنے کے لئے ان اشیاء کے استعمال کرنے سے منع فرمایا۔ شرح وقایہ میں ہے "مرد کو زیور چاندی اور سونے کا پہننا حرام ہے" (کتب الکراہیہ) ابوداؤد میں ہے کہ حضرت مولائے کائنات اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ "حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داہنے ہاتھ میں سونا لیا اور بائیں ہاتھ میں حریر" اور فرمایا کہ "میری اُمت کے مردوں پر یہ دونوں چیزیں حرام ہیں" علامہ یوسف نبہانی المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نقل فرماتے ہیں "نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں ایک شخص آیا اس نے پتھر کی انگوٹھی پہن رکھی تھی، اس زمانے میں اس پتھر سے بت بنائے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے مجھے تیرے اندر سے بتوں کی بو آ رہی ہے۔ اس شخص نے وہ انگوٹھی اتار کر پھینک دی، کچھ روز بعد پھر آیا اس وقت اس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، یہ تو

اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
ے ابن عمر، دیکھو حدیث ۳
باب ما جاء فی شیب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

اہلِ دوزخ کا زیور ہے اس نے اس انگوٹھی کو بھی اتار کر پھینک دیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی پہنوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا چاندی کی مگر ایک مثقال سے زیادہ وزنی نہ ہو۔"

حدیث ع۳ / ۸۶ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا حفص[2] بن عمر بن عبید ھو الطنافسی حدثنا زھیر[3] عن حمید[4] عن انس[5] قال کان خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ فِضَّةٍ فَصُّهُ مِنْهُ.

ترجمہ جناب انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتری چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔

حل لغات منہ للتبعیض۔ والضمیر للخاتم۔

تشریح ارشاد ہے "اس کا نگینہ بھی اسی کا تھا" یعنی اس انگوٹھی میں پتھر کا نگینہ نہ تھا بلکہ اسی چاندی سے اس کا نگینہ بنا ہوا تھا۔ علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔ "ای فصد من بعضہ لانہ حجر منفصل عنہ مجاور لہ" ایک دوسری روایت میں بھی بطریق زھیر، ابوداؤد میں ہے کہ "من فضۃ کلہ" یعنی پوری کی پوری انگوٹھی چاندی کی تھی، علماء کرام فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو انگوٹھیاں تھیں ایک حبشی نگینہ والی جس پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی واسم گرامی نقش تھا اس سے مُہر کا کام لیا جاتا تھا اور یہ معیقیب رضی اللہ عنہ کے پاس ہوتی تھی۔ دوسری انگشتری یہ تھی جو کہ صرف چاندی کی تھی، آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بھی کبھی کبھار استعمال فرماتے ہمیشہ نہ پہنتے۔ حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح میں ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔ "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جعل خاتمہ فی یمینہ ثم انہ نظر الیہ وھو یصلی وید ہ علی فخذہٖ فنزعہ ولم یلبسہ" یہ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داہنے ہاتھ میں انگشتری پہن رکھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ مبارک نماز کے دوران اس پر پڑی جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قعدہ میں تشریف فرما تھے، نماز کے بعد اسے اتار دیا اور پھر نہیں پہنی۔

اسماء الرجال حدیث ع۳ / ۸۶

ع۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ حفص بن عمر بن عبید الطنافسی طنافس کے ساتھ منسوب ہے، لغت میں الطنافس البسط والحصیر من السعف والنسبۃ لعمل و البیع۔

ع۳ زھیر۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ حمید۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ انس۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

جمع الوسائل میں حضرت علامہ مولینا ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں ۔

"واما ماروی بالتختم بالعقیق من انه ينفي الفقر وانه مبارك وان من تختم به لم يزل في خير، فكلها غير ثابتة على ما ذكر الحفاظ"

"اور جو کہ روایت کیا گیا ہے عقیق کی انگوٹھی پہننے سے غربی جاتی رہتی ہے اور اس کی انگوٹھی مبارک ہے اور جو یہ انگوٹھی پہنتا ہے وہ ہمیشہ بھلائی پاتا ہے (وغیرہ وغیرہ) پس اس طرح کی تمام روایات ثابت نہیں ہیں جیسا کہ حفاظ حدیث نے ذکر کیا ہے۔"

اور فرماتے ہیں :۔

"وفی خبر ضعیف ان التختم بالياقوت الاصفر يمنع الطاعون"

"اور ایک ضعیف روایت میں ہے کہ زرد یاقوت کی انگوٹھی طاعون کو روکتی ہے۔"

حدیث ۸۲ حدثنا اسحٰق[۱] بن منصور حدثنا معاذ[۲] بن هشام حدثني ابي[۳] عن قتادة عن انس[۴] بن مالك قَالَ لَمَّا اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم اَنْ يَّكْتُبَ اِلَى الْعَجَمِ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ الْعَجَمَ لَا يَقْبَلُوْنَ اِلَّا كِتَابًا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاصْطَنَعَ خَاتَمًا فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ كَفِّهٖ ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب سیّد دوعالم رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمراءِ عجم کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو عرض کیا گیا کہ امراءِ عجم ان خطوط کو قبول نہیں کرتے جن پر مُہر لگی ہوئی نہ ہو، تو سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی، گویا کہ اس کی سفیدی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں ۔

حل لغات اِصْطَنَعَ ۔ بنوائی، بنوایا ۔ جیسے کہ اِكْتَتَبَ ہے یعنی لکھوایا ۔

تشریح ارشاد ہے "جب سیّد دوعالم رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمراءِ عجم کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا" یعنی جب

اسماء الرجال حدیث ۸۲
[۱] اسحٰق بن منصور دیکھو حدیث ۲۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ[۱]
[۲] معاذ بن ہشام دیکھو حدیث ۵۶ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ[۳]
[۳] ابی قتادہ دیکھو حدیث ۲۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ[۲]
[۴] انس بن مالک دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ[۳]

سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو رؤساء اور امراءِ عجم کے نام دعوتِ اسلام کے خطوط تحریر فرمائے ملک فارس کے حکمران المقلب بہ کسریٰ کے نام جناب عبداللہ بن حذافہ سہمی خط لے کر گئے۔ روم کے حکمران ہرقل المقلب بہ قیصر کے نام حضرت دحیہ کلبی خط لے کر گئے۔ حبشہ کے حکمران اصحمہ المقلب بہ نجاشی کے نام عمرو بن امیہ ضمیری خط لے کر گئے۔

ارشاد ہے "ان خطوط کو قبول نہیں کرتے" یعنی ان خطوط پر جو کہ بغیر مُہر کے ہوں، اعتبار اور اعتماد نہیں کرتے ان کو قابل اعتنا نہیں سمجھتے لہٰذا ان پر عمل دخل نہیں کرتے، نیز جس کی طرف خط لکھا جاتا ہے جب اس پر مُہر ہو تو اس کا یہ مطلب لیا جاتا ہے کہ وہ قابلِ احترام ہے۔ ارشاد ہے" تو سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی" یعنی سید الکائنات صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے صحابہ کرام کا مشورہ قبول فرماتے ہوئے اپنے نامِ نامی واسمِ گرامی کی انگوٹھی بنوائی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی یہ انگوٹھی جناب یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بنائی۔ دارقطنی میں ہے کہ یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"اناصنعت للنبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم خاتما لم یشرکنی فیہ احد نقشت فیہ محمد رسول اللہ"

کہ" میں نے بغیر کسی کے اشتراک کے نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے لئے انگوٹھی بنائی اس میں میں نے **محمد رسول اللہ** کا نقش بنایا"

ارشاد ہے" گویا کہ اس سفیدی کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں" یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اپنے دل و دماغ پر اتنا ایقان واستحضار حاصل تھا کہ گویا اس وقت بھی وہ سفیدی ان کی آنکھوں میں جلوہ آرا ہے

حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"وفی ھذا اشارۃ الیٰ کمال اتقانہ واستحضارہ لھذا الخبر حال الحکایۃ کانہ یخبر عن مشاھدۃ"

حلاوۃ المتعلمین میں علامہ محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں:۔

"دریں اشارت است بآنکہ فص نیز از سیم بود۔"

یعنی" اس میں اشارہ ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔"

حدیث ۸۸/۵ حدثنا محمد[1] بن یحییٰ حدثنا محمد[2] بن عبد اللہ الانصاری حدثنی ابی[3] عن ثمامۃ[4] عن انس[5] بن مالک قَالَ کَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولُ سَطْرٌ وَاللّٰہُ سَطْرٌ۔

ترجمہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش تین سطر میں تھا، ایک سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ تھا۔

حل لغات نَقْش۔ کندہ۔

تشریح ارشاد ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انگوٹھی (مبارک) کا نقش تین سطر میں تھا" اتحافات الربانیہ میں مصر کے مشہور محدث احمد عبد الجواد الدومی لکھتے ہیں:۔

"ظاھر روایۃ البخاری ان محمدا فی السطر اوّل ورسول فی سطر الثانی، ولفظ الجلالۃ فی السطر الثالث" یعنی یہ کہ پہلی سطر میں محمد دوسری سطر میں رسول اور تیسری سطر میں اللہ تھا"

بایں طور
محمد
رسول
اللہ

ہندوستان و پاکستان کے مشہور و معروف محدث جناب محمد زکریا صاحب اپنی کتاب خصائل نبوی ص۶۹ پر لکھتے ہیں:۔

" علماء نے لکھا ہے کہ اس صورت (محمد رسول اللہ) تھی کہ اللہ پاک کا نام سب سے اوپر تھا، یہ مہر گول تھی اور نیچے سے پڑھی جاتی تھی۔ مگر محققین کی رائے یہ ہے کہ کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا بلکہ ظاہر الفاظ سے (محمد رسول اللہ) معلوم ہوتا ہے"۔

المواہب اللدنیہ کے صفحہ ۶۵ پر حضرت العلامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی ۱۲۷۶ھ لکھتے ہیں۔ "حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی انگوٹھی پر "کفی بالموت واعظا" حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی انگوٹھی پر "اللہ الملک" جناب حذیفہ وابن الجراح رضی اللہ عنہما کی انگوٹھی پر "الحمد للہ" حضرت ابی جعفر الباقر علیہ السلام کی انگوٹھی پر "العزۃ للہ" ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی

اسماء الرجال حدیث ۸۸/۵

۱ محمد بن یحییٰ۔ دیکھیں حدیث ۶ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

۲ محمد بن عبد اللہ الانصاری۔ محمد بن عبد اللہ بن المثنی بن عبد اللہ بن انس بن مالک ہے۔ اس نام کے تین افراد ہیں۔ ان میں سے یہ بڑے ہیں۔ دوسرے کے دادا کا نام حفص ہے اور تیسرے کے دادا کا نام زیاد ہے۔ اخرج حدیثہ الستۃ۔

۳ ابی یعنی عبد اللہ المثنی صدوق ہے۔ بخاری، ترمذی اور ابن ماجہ نے تخریج کی ہے۔ کثیر الغلط ہے۔

۴ ثمامۃ۔ ابن عبد اللہ بن انس بن مالک انصاری ہے۔ اخرج حدیثہ الستۃ۔

۵ انس بن مالک۔ دیکھیں حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

انگوٹھی پر "التقۃ باللہ" اور جناب مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی انگوٹھی پر "بسم اللہ" کندہ تھا" نیز لکھتے ہیں۔

"وقد قال صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتخذ ادم خاتما ونقش فیہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہ "حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کی انگوٹھی پر "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا نقش تھا۔

نوادر الاصول سے نقل کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کی انگوٹھی پر "لکل اجل کتاب" کا نقش تھا۔ معجم طبرانی میں مرفوعاً آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا نگینہ آسمان سے ان کی طرف گرا اور انہوں نے اسے اپنی انگوٹھی میں لگوایا اس پر "لا الہ الا انا محمد عبدی ورسولی" کندہ تھا۔

حدیث ۸۹ حدثنا نصر[1] بن علی الجھضمی ابو عمرو وانباء نا نوح[2] بن قیس عن خالد[3] بن قیس عن قتادہ[4] عن انس[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَتَبَ اِلٰی کِسْرٰی وَقَیْصَرَ وَالنَّجَاشِیِّ فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّھُمْ لَایَقْبَلُوْنَ کِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خَاتَمًا حَلْقَتُہٗ فِضَّۃٌ وَنَقَشَ فِیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خطوط تحریر فرمائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ بلا ریب وہ لوگ بغیر مہر شدہ خطوط قبول نہیں کرتے۔ نتیجۃً رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور اس میں محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

حل لغات صَاغَ۔ صَوْغٌ، مصدر ہے جس کے معنی ڈھالنا، تیار کرنا، ہضم ہوجانا، زمین میں جذب ہوجانا کے ہیں۔ اِنْصِیَاغ۔ ڈھلنا۔ تیار ہونا، فَصَاغَ۔ تیار کروائی۔ بنوائی۔ ڈھلوائی۔

تشریح "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کسریٰ، قیصر اور نجاشی کی طرف خطوط تحریر فرمائے" ان خطوط میں دین اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ جب کسریٰ کو یہ خط مبارک ملا تو اس بدبخت نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردے، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ قیصر کو خط مبارک ملا مگر وہ ایمان نہ لایا، نجاشی کو خط ملا تو اس نے قبول کرلیا۔

اسماء الرجال حدیث ۸۹

۱ نصر بن علی الجھضمی ابو عمرو۔ ملک عراق کے شہر بصرہ میں ایک محلہ بنام الجہاضمہ ہے۔ حافظ الحدیث اور ثقہ ہیں۔ علامہ وقت۔ خرج لہ الجماعۃ۔

۲ نوح بن قیس الحرانی ہے۔ ازد کا ایک قبیلہ ہے۔ بصری ہیں صدوق ہیں لیکن مطعون بتشیع ہے۔ اخرج حدیثہ مسلم والاربعہ۔ امام بخاری فرماتے ہیں لا یصح حدیثہ۔

۳ خالد بن قیس۔ یہ امام البصری کا بیٹا ہے۔ اخرج حدیثہ مسلم والاربعۃ۔ تقریب میں ہے کہ صدوق ہے اور امام بخاری نے فرمایا لا یصح حدیثہ۔

۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۲۶ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

حدیث ۷/۹۰ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور انباء ناسعید[2] بن عامر والحجاج[3] بن منهال عن همام[4] عن ابن جریج[5] عن الزهری[6] عن انس[7] بن مالك اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه واٰله وسلم كَانَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهٗ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو اپنی انگوٹھی اُتار لیتے۔

حل لغات الخلاء ۔ قضائے حاجت کی جگہ۔
نزع ۔ نکال لیتے۔

تشریح اس حدیث مبارک سے واضح ہوتا ہے کہ چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی انگشتری میں اللہ جل جلالہٗ کا اسمِ گرامی آتا تھا' اس لئے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس نامِ معظم کی حرمت 'عظمت' احترام اور ادب کی وجہ سے اس انگشتری کو بیت الخلاء میں جانے سے پہلے اُتار لیتے۔ اس سے علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ ایسی انگوٹھی پہن کر جس پر کوئی متبرک نام لکھا ہو بیت الخلاء میں جانا مکروہ لکھا ہے۔ بعض تو فرماتے ہیں کہ یہ مکروہِ تحریمہ ہے۔

حدیث ۸/۹۱ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا عبدالله[2] بن نمیر حدثنا عبید[3] الله بن عمر عن نافع[4] عن ابن[5] عمر قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه واٰله وسلم خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ فَكَانَ فِیْ يَدِهٖ ثُمَّ كَانَ فِیْ يَدِ اَبِیْ بَكْرٍ وَعُمَرَ ثُمَّ كَانَ فِیْ يَدِ عُثْمَانَ رضی الله عنهم حَتّٰی وَقَعَ فِیْ بِئْرِ اَرِيْسٍ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ۔

ترجمہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی یہ آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تھی پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوتی تھی' یہاں تک کہ اریس کے کنوئیں میں گرگئی۔ اس کا نگینہ محمد رسول اللہ کے نقش کا تھا۔

حل لغات بئر ۔ کنواں ۔ اریس ۔ کنوئیں کا نام ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۷/۹۰
۱؎ اسحٰق بن منصور دیکھو حدیث ۲/۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱؎
۲؎ سعید بن عامر الضبعی ہے ابومحمد کنیت ہے البصری ہے۔ اخرج حدیثہ الستۃ۔
۳؎ الحجاج بن منہال السلمی ہے البصری ہے۔ اخرج حدیثہ الستۃ۔
۴؎ ہمام۔ دیکھو حدیث ۴/۴۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲؎
۵؎ ابن جریج المکی ہے فقیہ علامۂ وقت ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے اسلام کے دور میں تصنیف کی ہے۔ قال یحییٰ بن سعید ۱۵۰ھ میں فوت ہوا۔
۶؎ الزہری۔ دیکھو حدیث ۱۱/۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۷؎
۷؎ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲؎

تشریح ارشاد ہے' یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں تھی" یعنی یہ انگوٹھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ اور تصرف میں تھی۔ پھر حضرت امیرالمومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یعنی تقریباً دو سال چند ماہ' اور حضرت امیرالمومنین عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں یعنی دس سال اور چند ماہ قبضہ و تصرف میں رہی۔ پھر زمانہ امیرالمومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جو کہ تقریباً بارہ سال رہا میں سے چھ سال تک آپ کے قبضہ و تصرف میں رہی۔ جمع الوسائل میں حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ یہ تینوں بزرگ" ای للختم بہ او للتبرک" اس سے مہر فرماتے یا تبرک کیلئے اپنے پاس رکھتے "

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

" فی الحدیث التبرک بآثار الصالحین ولبس ملابسھم والتیمن بھا

ارشاد ہے" یہاں تک کہ اریس کے کنویں میں گر گئی" مسجد قباء (جو کہ مدینہ اول ہے) کے قریب اریس کا کنواں ہے۔ سیدنا امیرالمومنین عثمان رضی اللہ عنہ کی حکومت کو چھ برس گذرے تھے کہ یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ سے اس کنویں میں گر گئی۔ معیقیب جو کہ سعید بن العاص کا آزاد کردہ تھا' یہ انگوٹھی اس کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے چلی آرہی تھی۔ وہ اس کا امین تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس سے لی اور اتفاقاً اس کنویں میں گر گئی۔ امیرالمومنین عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ نے تین دن تک اس کنویں سے پانی نکلوایا' اور بالکل تہہ تک صاف کروایا مگر انگوٹھی نہ ملی۔ حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں :-

"باجوری کہتے ہیں اس انگوٹھی کے کنویں میں گرنے سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ خلافت راشدہ کا سلسلہ اب ختم ہو گیا اور فتنوں کا دروازہ کھلا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس انگوٹھی کے کنویں میں گرنے کے بعد مسلمانوں میں باہمی اختلاف شروع ہو گیا' ہر طرف فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی' یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں میں جو اتحاد اور یکجہتی قائم کی تھی وہ پارہ پارہ ہو گئی۔ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نبی علیہ السلام کی انگوٹھی بھی حضرت سلیمان کی انگوٹھی کی طرح پُر اسرار تھی۔ جیسے ان کی انگوٹھی گم ہوتے ہی ان کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا تھا ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کے گم ہونے سے نااتفاقی اور فساد کا دروازہ کھل گیا۔"[1]

اسماء الرجال

۱۔ یحییٰ بن منصور، دیکھو حدیث ۹۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر ۱

۲۔ عبداللہ بن نمیر، تقریب، خرج لہ الجماعۃ، حافظ من السنۃ

۳۔ عبیداللہ بن عمر، دیکھو حدیث ۳۹ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر ۳

۴۔ نافع، دیکھو حدیث ۳۹ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر ۴

۵۔ ابن عمر، دیکھو حدیث ۳۹ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبر ۵

[1] ترجمہ از محمد میاں صدیقی، مکتبۃ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ بزرگوں کی چیز تبرکاً رکھنا اور اس کی حفاظت کرنا خلفائے راشدین کی سنت ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے تبرکات دافع البلیات و مصائب ہوتے ہیں۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ذِکْرِ خَاتَمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَخَتَّمُ فِیْ یَمِیْنِہٖ

یہ باب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داہنے ہاتھ مبارک میں انگشتری پہننے کے بیان میں ہے

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات یَتَخَتَّمُ. وہ پہنتے۔ تَخَتُّمٌ سے ہے جس کے معنی ہیں الخاتم بہ یعنی انگوٹھی پہننا۔ کہا جاتا ہے تختم بالعقیق۔ اس نے عقیق کی انگوٹھی پہنی۔

تشریح گذشتہ باب میں سید دوعالم، صاحب شفاعت کبریٰ، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگوٹھی پہنی، یہ انگوٹھی کیسی تھی۔ اس پر کیسا نقش تھا اور وہ بطور مہر کے استعمال کی جاتی تھی وغیرہ وغیرہ کا ذکر تھا اور اس باب میں صاحب شمائل النبویہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی کو کس طرح استعمال فرماتے تھے کہ ایک نسخہ میں صرف " ماجاء فی تختم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " آیا ہے یعنی " رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھی پہننے کے بیان میں " اس دوسرے عنوان میں " داہنے ہاتھ مبارک " کا ذکر نہیں ہے۔ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ دونوں ہاتھوں میں کسی ایک ہاتھ کی خنصر (چھوٹی) انگلی میں انگوٹھی پہنی جا سکتی ہے مگر داہنے ہاتھ میں پہننا افضل ہے۔

حدیث ۹۲/۱ حدثنا محمدؐ[1] بن سھل بن عسکر البغدادی وعبدؐ[2] اللہ بن عبد الرحمٰن قالا اخبرنا یحییٰ[3] بن حسان حدثنا سلیمان[4] بن بلال عن شریک[5] بن عبد اللہ بن ابی نمر عن ابراھیم[6] بن عبد اللہ بن حنین عن ابیہ[7] عن علی[8] بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کَانَ یَلْبَسُ خَاتَمَہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ ۔ حدثنا محمد بن یحییٰ حدثنا احمد بن صالح حدثنا عبد اللہ بن وھب عن سلیمان بن بلال عن شریک بن عبد اللہ بن ابی نمرہ نحوہ ۔

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ الکریم سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنی انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنا کرتے تھے ۔

حل لغات
یَمِیْن ۔ داہنا ۔
یَسَار ۔ بایاں ۔

تشریح ارشاد ہے "نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنی انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنا کرتے تھے" جناب علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح اس طرح بیان فرماتے ہیں :۔

"می پوشید انگشتری خود را در اکثر اوقات در دست راست خود زیرا کہ تختم نوع از تشریف است پس دست راست بآن اولیٰ و احق است و تختم آنسرور در دست چپ در بعضے احوال برائے بیان جواز است"

یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں بسا اوقات اپنی انگشتری پہنا کرتے تھے ۔ اس لئے کہ انگوٹھی پہننا تکریم کے نوع سے ہے لہذا داہنا ہاتھ اس کے پہننے کے لئے بہت بہتر ہے اور زیادہ مستحق ہے ۔ نیز یہ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے بعض اوقات انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں پہننا آتا ہے تو وہ جواز کی صورت میں ہے ۔"

امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ داہنے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے جواز پر اجماع ہے ۔ اختلاف صرف اس میں ہے کہ آیا داہنے ہاتھ میں یا بائیں ہاتھ میں کونسے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا افضلیت رکھتا ہے ۔ صحیح یہ ہے کہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننا

اسماء الرجال حدیث ۹۲

۱ محمد بن سہل بن عسکر البغدادی ... اخرج حدیثہ مسلم والترمذی والنسائی ۔
۲ عبداللہ بن عبدالرحمٰن ... دیکھو حدیث ۶۲ باب ... فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۔
۳ یحییٰ بن حسان ثقہ ہے ... اصحاب حدیث نے ... تخریج کی ہے ...
۴ سلیمان بن بلال ... ثقہ ہے ... تمام اصحاب ستہ ... تخریج کرتے ہیں ۔
۵ شریک بن عبداللہ بن ابی نمر ... ابوداؤد نے ثقہ کہا ہے ابن معین نے کہا لا باس بہ ... اور نسائی نے ... ابن الجوزی ... شریک بن عبداللہ ... قاضی دوسرے صاحب ہیں ۔
۶ ابراہیم بن عبداللہ بن حنین ہاشمی مدنی ہے ۔ مولی العباس بن عبدالمطلب ثقہ ہے ۔ خرج لہ الستۃ ۔
۷ ابیہ یعنی عبداللہ بن حنین ۔ ثقہ من الثالثۃ ۔ خرج لہ الجماعۃ ۔ سید دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے خادم تھے ۔ انہوں نے انہیں حضرت عباس کے سپرد کر دیا تھا ۔
۸ علی ابن ابی طالب ۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۷ ۔

افضلیت رکھتا ہے" امام بخاری کی روایت میں ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے داہنے ہاتھ مبارک کی خنصر (چھوٹی انگلی) میں انگشتری تھی" حضرت محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"پس باید دانست کہ مکروہ است پوشیدن انگشتری در انگشت میانہ وسابہ مردان را وسنت است پوشیدن در خنصر واما زنان را در ہمہ انگشت جائز است بلا کراہت"

یعنی "پس جاننا چاہیئے کہ درمیانی انگلی اور سبابہ انگلی میں مردوں کو انگشتری پہننا مکروہ ہے اور خنصر انگلی میں پہننا سنّت ہے نیز عورتوں کو بلاکراہت تمام انگلیوں میں پہننا جائز ہے"

حدیث ۹۲ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا یزید[2] بن هارون عن حماد[3] بن سلمة قال رَأَيْتُ بْنَ اَبِي رَافِعٍ[4] يَتَخَتَّمُ فِي يَمِيْنِهٖ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَاَيْتُ عَبْدَاللّٰهِ[5] بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِيْنِهٖ وَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم يَتَخَتَّمُ فِي يَمِيْنِهٖ ۔

ترجمہ حماد بن سلمہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابی رافع کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا تو اس سے اس کے متعلق پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ میں نے عبداللہ بن جعفر کو داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنے دیکھا تھا اور عبداللہ بن جعفر نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے ۔

تشریح اس حدیث شریف سے یہ معلوم ہوا کہ داہنے ہاتھ میں تو انگوٹھی تھی مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ کونسی انگلی مبارک میں پہن رکھی تھی حضرت علامہ البیجوری اسی سوال کے پیش نظر تحریر فرماتے ہیں :-

لم یبین فی هذه الاحادیث فی ای الاصابع وضعه فیها لکن الذی فی الصحیحین تعیین الخنصر فالسنة جعله فی الخنصر فقط"

یعنی "ان احادیث سے واضح نہیں ہوتا کہ کونسی انگلی مبارک میں پہن رکھی تھی مگر صحیحین سے خنصر کی تعیین ہوتی ہے لہٰذا صرف خنصر (چھوٹی انگلی) ہی میں پہننی سُنّت ہے" (المواہب اللدنیہ ص۹۵)

اسماء الرجال حدیث ۹۲

ع۱ احمد بن منیع ۔ دیکھو حدیث ۲۵ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ یزید بن ہارون ۔ دیکھو حدیث ۱۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ حماد بن سلمہ ۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ ابن ابی رافع ۔ ان کا نام عبداللہ ہے۔ یہ حماد بن سلمہ کے شیخ ہیں۔ اصحاب اربعہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ بخاری نے کہا لہ مناکیر

ع۵ عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب الہاشمی ہے۔ اخرج حدیثہ الستۃ ۔ احد الاجواد ۔

حدیث ۹۴
حدثنا محمد بن موسیٰ انبانا عبداللہ بن نمیر انبانا ابراھیم بن الفضل عن عبداللہ بن محمد ابن عقیل عن عبداللہ بن جعفر انّہٗ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کان یَتَخَتَّمُ فِی یَمِیْنِہٖ ۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے ۔

حدیث ۹۵
حدثنا ابو الخطاب زیاد بن یحییٰ حدثنا عبداللہ بن میمون عن جعفر بن محمد عن ابیہٖ عن جابر بن عبداللہ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کَانَ یَتَخَتَّمُ فِی یَمِیْنِہٖ ۔

ترجمہ جابر ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنتے تھے ۔

تشریح جمع الوسائل میں حضرت محدث جلیل مولانا علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ "سید اصل الدین نے کہا کہ ہمارے شیخ ابن حجر یعنی عسقلانی نے فرمایا کہ اس حدیث کے اسناد میں لین ہے' میں کہتا ہوں اس کی تو وجہ ہے اور وہ یہ کہ عبداللہ بن میمون میں تکلم ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ ذاہب الحدیث ہے، ابو زرعہ نے کہا کہ واہی الحدیث ہے' ابوحاتم نے کہا کہ متروک ہے" باوجود اس کے اس حدیث کو دوسری روایتوں سے تقویت حاصل ہے ۔ اس لئے حد نکارت سے یہ حدیث نکل گئی ہے ۔ (ص۱۵۲)

حدیث ۹۶
حدثنا محمد بن حمید الرازی حدثنا جریر عن محمد بن اسحٰق عن الصلت بن عبداللہ قَالَ کَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ یَتَخَتَّمُ فِی یَمِیْنِہٖ وَلَا اَخَالُہٗ اِلَّا قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم یَتَخَتَّمُ فِی یَمِیْنِہٖ ۔

ترجمہ صلت بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انگوٹھی اپنے داہنی ہاتھ میں پہنا

اسماء الرجال حدیث ۹۴
۱ محمد بن موسیٰ، اور ایک نسخہ میں یحییٰ بن موسیٰ بھی آیا ہے۔
۲ عبداللہ بن نمیر دیکھو حدیث [illegible]
۳ ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۴ ابراہیم بن الفضل حضرت ملا علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں لم اطلع علی ترجمۃ (جمع الوسائل ص۱۵۱)
۵ عبداللہ بن محمد ابن عقیل

اسماء الرجال حدیث ۹۵
۱ ابو الخطاب زیاد بن یحییٰ ثقہ ہے حافظ ہے۔ خرج لہ الستۃ۔
۲ عبداللہ بن میمون۔ امام بخاری نے کہا ہے کہ ذاہب الحدیث ہے، ابوحاتم نے کہا کہ متروک ہے، باالاتفاق ضعیف ہے۔
۳ جعفر بن محمد، آپ کا لقب کمال صدق کی وجہ سے الصادق تھا۔ آپ نہایت عبادت گزار تھے۔ آپ کی والدہ ام فروہ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر ہیں ... رضی اللہ عنہ ... آپ سے بہتر تقیہ میں نے نہیں دیکھا۔
۴ ابیہ یعنی محمد الباقر ثقہ ہیں خود اللہ ... سیدنا امام حسین علیہ السلام کے لڑکے ہیں ... سیدنا امام حسن علیہ السلام ...
۵ جابر بن عبداللہ دیکھو حدیث ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ...

کرتے تھے اور جہاں تک میرا خیال ہے وہ فرماتے کہ حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی انگوٹھی اپنے دہنے ہاتھ میں پہنا کرتے تھے۔

حل لغات اِخَالُ و اَخَالُ۔ ہمزہ کی کسرہ کے ساتھ اور فتحہ کے ساتھ بھی آتا ہے۔ کسر ہمزہ کے ساتھ اکثر استعمال ہوا ہے افصح بھی ہے۔ میں گمان کرتا ہوں' میں خیال کرتا ہوں' مجھے یاد پڑتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اور جہاں تک میرا خیال ہے" یہ جملہ صلت بن عبداللہ کا معلوم ہوتا ہے۔ جناب حضرت ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں" ولم توجد ھذہ الجملۃ فی بعض الاصول"

ابوداؤد نے اس طریق پر بھی تخریج کی ہے کہ عن محمد بن اسحٰق قال رایت علی الصلت بن عبداللہ خاتما فی خنصرہ الیمنی فقال رأیت ابن عباس ذکرہ عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم (جمع الوسائل صـ۱۵۲)

حدیث ۹۷ حدثنا محمد[۱] بن ابی عمر حدثنا سفیٰن[۲] حدثنا ایوب[۳] بن موسیٰ عن نافع[۴] عن ابن عمر[۵] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تَخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّۃٍ وَجَعَلَ فَصَّہٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّہٗ وَنَقَشَ فِیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَنَھٰی اَنْ یَّنْقُشَ اَحَدٌ عَلَیْہِ وَھُوَ الَّذِیْ سَقَطَ مِنْ مُعَیْقِیْبٍ فِیْ بِئْرِ اَرِیْسٍ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے انگوٹھی چاندی کی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا ہوا تھا اور اس میں کندہ تھا محمد رسول اللہ، اور اس نام پاک کو انگوٹھی پر کندہ کرنے سے ہر ایک شخص کو منع فرما دیا تھا' یہ انگوٹھی معیقیب سے اریس کے کنویں میں گر گئی تھی۔

حل لغات سَقَطَ۔ گر گئی۔ سَقْطٌ سے ہے گرنا۔

تشریح ارشاد ہے" اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھا ہوا تھا" یعنی پہننے کے بعد اس کا نگینہ ہاتھ کے اندر کی طرف کرتے مسلم شریف کی روایت میں ہے" مما یلی بطن کفہ" یعنی ہتھیلی کے پیٹ کی طرف رکھا ہوا تھا" ابوداؤد کی ایک روایت سے ہاتھ کی پشت کی طرف نگینہ کا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ ان دونوں روایات میں محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین

اسماء الرجال حدیث ۹۶
۱ محمد بن حمید رازی۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عاشیہ ۱
۲ جریر۔ دیکھو
۳ محمد بن اسحاق۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی لحیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عاشیہ ۲
۴ الصلت بن عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اخرج حدیثہ ابوداؤد والترمذی
۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عاشیہ ۶

اسماء الرجال حدیث ۹۷
۱ محمد بن ابی عمر۔ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر۔ منسوب الی جدہ۔
۲ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عاشیہ ۲
۳ ایوب بن موسیٰ۔ ای ابن عمرو بن سعید بن العاص۔ روی عنہ اخرج حدیثہ الستۃ۔ اخرج لہ الجماعۃ۔ ثقۃ قال الازدی لا یقوم حدیثہ قال الذہبی ولا عبرۃ بقولہ مع توثیق احمد ویحییٰ۔ من السادسۃ۔
۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۹۴ باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عاشیہ ۵
۵ ابن عمر۔ دیکھو

نے اس طرح توفیق وتطبیق کی ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "امام زین الدین عراقی فرماتے ہیں کبھی تو ہتھیلی کی طرف اور کبھی ہاتھ کی پشت کی طرف انگوٹھی کا نگینہ ہوتا" اور ہتھیلی کی طرف اس کے ہونے کی روایت کو اصح بتایا ہے اور اس کو افضل کہا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں" یہ (نگینہ کا ہتھیلی کی طرف ہونا) فخر، عجب اور تکبر سے بچاتا ہے" علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" انگشتری چھوٹی انگلی میں پہننی چاہیئے نیز مردوں کو یہ بھی چاہیئے کہ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھیں اور عورتوں کو تمام انگلیوں میں انگوٹھیاں پہننا جائز ہے۔ نیز ان کے نگینے ہاتھ کی پشت کی طرف کرنا بھی انہیں جائز ہے کیونکہ یہ ان کی زینت ہے"۔

ارشاد ہے" اس (نام پاک) کو انگوٹھی پر کندہ کرنے سے ہر ایک شخص کو منع فرما دیا تھا" یعنی ایسا نہ ہو کہ ہر ایک شخص آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے ایسی ہی انگوٹھی بنالے اور جناب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُہر مبارک میں شک فساد اور تردد پیدا ہوجائے نیز مہر مبارک دوسروں کے ساتھ خلط ملط ہوجائے۔

حدیث ۹۸[1] حدثنا قتیبۃ بن سعید قال حدثنا حاتم[2] بن اسمٰعیل عن جعفر[3] بن محمد عن ابیہ[4] قال کان الحسن[5] و الحسین[6] رضی اللہ عنہما یتختمان فی یسارِھما۔

ترجمہ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما السلام انگوٹھیاں اپنے بائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔

حل لغات یسار۔ بائیں۔

تشریح حضرت محدث جلیل استاذ گرامی صاحبزادہ الحافظ علی احمد جان صاحب قدس سرہ نے فرمایا کہ" اس حدیث شریف کے یہاں پر لانے سے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقصد ہو سکتا ہے کہ وہ احادیث جو بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے ضمن میں ہیں یا تو منقطع ہیں (جیسے کہ یہ حدیث ہے کہ محمد الباقر علیہ السلام نے حسنین کریمین علیہما السلام کو نہیں دیکھا تھا) یا ضعیف نیز دائیں ہاتھ میں انگشتری پہننے کی افضلیت قائم رہے اور بائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا استعمال جواز کیلئے قائم رہے"۔

حدیث ۹۷ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

کتاب، حدیث ۹۸ باب ۱۔ قتیبہ بن سعید، دیکھو باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ حاتم بن اسماعیل۔ باب ہذا۔ دیکھو حدیث ۹۵ ۳ جعفر بن محمد۔ باب ہذا۔ دیکھو حدیث ۹۵ ۴ ابیہ۔

۵ امام حسن۔ باب ہذا۔ دیکھو حدیث ۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

۶ امام حسین

حدیث ۹۹

حدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا محمد بن عیسیٰ وھو ابن الطباع حدثنا عباد بن العوام عن سعید بن عروبۃ عن قتادہ عن انس بن مالک انّ النبیّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تَخَتَّمَ فِیْ یَمِیْنِہٖ قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث سعید بن عروبۃ عن قتادہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحو ھذا الا من ھذا الوجہ وروی بعض اصحاب قتادۃ عن قتادۃ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تختم فی یسارہ وھو حدیث لا یصح ایضاً۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگوٹھی داہنے ہاتھ مبارک میں پہنتے تھے۔

حدیث ۱۰۰

حدثنا محمد بن عبید المحاربی حدثنا عبد العزیز بن ابی حازم عن موسیٰ بن عقبۃ عن نافع عن ابن عمر قال اِتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَاتَمًا مِنْ ذَھَبٍ فَکَانَ یَلْبَسُہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَ مِنْ ذَھَبٍ فَطَرَحَہٗ وَقَالَ لَا اَلْبَسُہٗ اَبَدًا فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَھُمْ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، اُسے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ انگوٹھی اتار دی اور فرمایا کہ میں اسے کبھی نہ پہنوں گا، پس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی اپنی انگوٹھیاں اُتار دیں۔

حل لغات خَوَاتِیْم۔ انگوٹھیاں، خاتم کی جمع ہے۔ طَرَحَ۔ اُتار دی، پھینک دی، طَرْحٌ سے ہے جس کے معنی ہیں پھینک دینا، نکال ڈالنا، رکھ دینا، حمل ساقط ہونا۔ خَوَاتِیْم میں تی اشباع کی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اسے اپنے ہاتھ مبارک میں پہنتے تھے" یہ ترجمۃ الباب ہے کہ اگرچہ اس حرمت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بھی پہنی۔ ارشاد ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ انگوٹھی اُتار دی اور فرمایا کہ میں اسے

اسماء الرجال حدیث ۹۹

۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ محمد بن عیسیٰ وھو ابن الطباع اخرج حدیثہ البخاری فی التعلیق والاربعۃ۔ یہ حافظ یعنی تیز حافظے والے تھے اور فقیہ تھے۔ ابو داؤد نے کہا کہ ان کو چالیس ہزار احادیث یاد تھیں۔ ۲۲۴ھ میں انتقال ہوا۔

۳ عباد بن العوام۔ ابو حاتم نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ احمد نے کہا کہ ان کی حدیث ابن ابی عروبہ سے مضطرب ہے۔ ۱۸۵ھ میں فوت ہوئے۔

۴ سعید بن عروبہ۔ اپنے وقت کا امام تھا۔ اس کی بہت مؤلفات ہیں۔ قدری تھا۔ ۱۵۶ھ میں فوت ہوا۔ خرج لہ الستۃ۔

۵ قتادہ دیکھو حدیث ۲۹ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

۶ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

اسماء الرجال حدیث ۱۰۰

۱ محمد بن عبید المحاربی۔ المحارب ایک قبیلہ ہے یہ نسبت اسی وجہ سے ہے۔ ابو داؤد، ترمذی اور نسائی نے ان سے (روایت کی ہے)۔ ثقہ تھے۔ ۲۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

۲ عبد العزیز بن ابی حازم

کبھی نہ پہنوں گا" ایک دوسری صحیح حدیث میں آیا ہے کہ ایک ہاتھ میں سونا لیا اور ایک ہاتھ میں ریشم۔ اور ارشاد فرمایا :- "ھذان حرامان علیٰ ذکور امتی حل لاناثہا" یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور میری اُمت کی عورتوں پر حلال" اتحافات الربانیہ میں احمد الجود الدومی لکھتے ہیں :-

"حکی النووی الاجماع علی تحریمہ"	"سونے کے حرام ہونے پر (یعنی مرد کے استعمال کرنے پر) اجماع ہے"

یہ امام نووی فرماتے ہیں۔ جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"پس حرمت آں بایں ہر دو قول ثابت شد چنانکہ شیخ ابن حجر گفتہ"	"جیسا کہ شیخ ابن حجر نے فرمایا ہے ان ہر دو اقوال سے مردوں کے لئے سونے کے استعمال کی حرمت ثابت ہوگئی ہے"

بَابُ مَاجَآءَ فِی اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَتَخَتَّمُ فِی یَمِیْنِہٖ
پورا ہوگیا۔

سلمہ بن دینار المدنی ہے
اخرج حدیثہ الستۃ۔
۳ موسیٰ بن عقبہ
۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۵
۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۶

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار کا بیان ہے۔

(اس باب میں چار احادیث ہیں)

حل لغات صِفَةً۔ بیان کرنا، تعریف کرنا، وَصَفَ، یَصِفُ، وَصْفًا وصِفَةً۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان، پیغمبرِ اسلام، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، مالک ومختار نبی الانبیاءؑ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تلوار کا ذکر ہے کہ وہ کیسی تھی۔ محدثینِ کرام بیان کرتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دس تلواریں تھیں، ان کے نام یہ ہیں:۔ السماثنور، القضیب۔ القلعی۔ تبار۔ الحتف۔ المخذم۔ الرسوب۔ الصمصامہ۔ اللحیف۔ ذوالفقار اور دو تلواریں جن کا نام العون اور العرجون تھا۔ یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معجزانہ قوت کا مظہر تھیں۔ جنگِ بدر میں حضرت عکاشہ بن محصن کی تلوار ٹوٹ گئی تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ تلوار عطا کردیجئے۔ حضور پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جزل رطب یعنی کھجور کی ایک خشک لکڑی ان کو عطا فرمائی اور حکم فرمایا کہ جاؤ اور لڑو۔

"فعادلی بیدہ سیف صارما طویل القامۃ
ابیض شدید المتن فقاتل بہ ثم لم یزل
یشھد بہ المشاھد الی ان استشھد فی
قتال اھل الردۃ وکان ھذا السیف

"پس جب وہ لکڑی ان کے ہاتھ میں گئی تو وہ
ایک نہایت شاندار لمبی چمکدار مضبوط تلوار بن گئی
تو انہوں نے اس کے ساتھ جہاد کیا، پھر وہ ان
کے پاس رہی اور وہ ہمیشہ اس کے ساتھ جہاد

یسمی العون"	کرتے رہے یہاں تک کہ قتال اہل الردہ میں شہید ہوگئے اور وہ تلوار عون یعنی مددگار کے نام سے موسوم ہوئی"
(بیہقی۔ ابن عساکر۔ شفا شریف۔ خصائص کبریٰ)	

اور دوسری بار جنگِ اُحد میں اسی طرح لڑتے لڑتے حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو:

"فاعطاہ النبی صلی اللہ والہ وسلم عیبا من نخل فرجع فی یدہ سیفاً"	تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی جب وہ ان کے ہاتھ میں گئی تو نہایت عمدہ تلوار تھی"
(شفا شریف، استیعاب، اصابہ، خصائص کبریٰ)	

اس کا نام عرجون تھا اور عمر بھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ جہاد کرتے رہے۔

المانور نامی تلوار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے والدِ گرامی کی ملکیت سے ملی تھی۔

ذُوالفقار۔ اس تلوار میں چھوٹے چھوٹے خوبصورت گڑھے تھے یا پشت کی ہڈیوں کی طرح جوڑ تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تلوار امیر المومنین اسد اللہ الغالب مطلوب کل طالب ابو تراب حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مرحمت فرمائی تھی۔ اسی لئے تو آپ رضی اللہ عنہ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار کے لقب سے ملقب تھے۔ جس وقت مکہ مکرمہ فتح ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں یہی تلوار یعنی ذُوالفقار تھی۔

حدیث ۱۰۱ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا وھب[2] بن جریر انبا نا ابی[3] قتادۃ عن انس[4] قَالَ كَانَ قَبِيعَةُ سَيْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مِنْ فِضَّةٍ ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے قبضہ پر چاندی کی گرہ تھی۔

حل لغات قَبِيعَة۔ تلوار کے قبضہ پر چاندی یا لوہے کی گرہ، بندِ شمشیر۔ طیبی نے فرمایا کہ قَبِيعَة وہ ہے جو قبضہ کے اس جانب کی طرف ہو جو دھار کی طرف ہوتا ہے چاندی کا ہو یا لوہے کا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۰۱
[1] محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] وہب بن جریر۔ دیکھو حدیث ۳۷ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] قتادہ۔ دیکھو حدیث ۲۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[4] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

تشریح ارشاد ہے کہ "تلوار (مبارک) کے قبضہ پر چاندی کی گرہ تھی" علماء نے تلوار پر چاندی لگانا اور قبضہ کی ٹوپی پر چاندی لگانے کو جائز بتایا ہے۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بدانکہ شیخ ابن حجرؒ گفتہ اند کہ ایں حدیث دلالت دارد بر جواز تحلیہ سیف بقلیل از فضہ کہ از جملہ آلاتِ حرب است و تحلیۂ آلاتِ حرب بفضہ حلال است مر مردان را و تحلیہ لجام و زین بسیم اختلاف است"

یعنی "جان لے کہ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حدیث تلوار کو قلیل چاندی کے ساتھ آراستہ کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے اور مردوں کے لئے آلاتِ حرب کو چاندی کے ساتھ آراستہ کرنا حلال ہے اور گھوڑے کی لگام اور زین چاندی کی ہو تو اس میں (علماء کا) اختلاف ہے"۔

سعد بن عامر کی روایت میں ہے، وہ فرماتے ہیں کہ علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ہمیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار (مبارک) کی زیارت کرائی تو اس کے قبضہ کی گرہ اور اس کا حلقہ چاندی کا تھا۔ فاذا قبیعتہ من فضۃ وحلقۃ من فضۃ۔

حدیث ۲/۱۰۲ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا معاذ[۲] بن ھشام حدثنی ابی قتادۃ[۳] عن سعید[۴] بن ابی الحسن قَالَ کَانَتْ قَبِیْعَۃُ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مِنْ فِضَّۃٍ۔

ترجمہ سعید بن ابی الحسن سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی گرہ چاندی کی تھی۔

حل لغات قَبِیْعَۃ۔ ما رأس مقبض السیف۔ الجوہری۔ "تلوار کے قبضہ کے سرے والی گرہ"۔

تشریح یہ حدیث اقسام حدیث میں مرسل کہلاتی ہے اس لئے کہ سعید بن ابی الحسن اوسط تابعین سے ہے مگر جناب محدث جلیل ابراہیم بن محمد البیجوری تحریر فرماتے ہیں کہ گذری ہوئی حدیث اس کی تصدیق کرتی ہے" والحدیث

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۰۲

۱۔ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۲/۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ معاذ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۲/۵۹ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ ابی قتادہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۹ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۴۔ سعید بن ابی الحسن بصری حسن بصری کا بھائی ہے۔ تقریب۔ خرج لہ الجماعۃ۔ سند صحیح ثقات ہیں۔ اوسط التابعین سے ہے۔

مرسل لانه من اوساط التابعين لكن يشهد له الحديث المتقدم "

حدیث ۳ / ۱۰۲ حدثنا ابو جعفر[1] محمد بن صدران البصری حدثنا طالب[2] بن حجیر عن هود[3] وهو ابن عبد الله ابن سعید عن جده[4] قال دخل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم مکة یوم الفتح وعلی سیفه ذهب وفضة قال طالب فسألته عن الفضة کانت قبیعة السیف فضة۔

ترجمہ ہود کے نانا مزیدۃ بن مالک العصری کہتے ہیں کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو (آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس) جو تلوار تھی اس پر سونا اور چاندی جڑی ہوئی تھی۔ طالب بن حجیر کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا چاندی کے بارے میں تو انہوں نے کہا کہ تلوار کی گرہ چاندی کی تھی۔

حل لغات ذَهَبٌ ۔ سونا ۔

تشریح ارشاد ہے "جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے" یعنی مکہ مکرمہ فتح کیا اور بحیثیت ایک فاتح کے مکہ مکرمہ میں ورودِ مسعود فرمایا۔ یہ واقعہ رمضان شریف ۸ھ میں ہوا۔ اس وقت کعبۃ اللہ کے اندر ۳۶۰ بُت نصب تھے، سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک میں چھڑی تھی اور ہر ایک بت پر یہ آیۂ کریمہ پڑھ کر جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا چھڑی سے اشارہ فرماتے تو وہ بت گر جاتا۔ علماءِ احناف اور جمہور علماء کے نزدیک تلوار وغیرہ پر سونا لگانا جائز نہیں ہے۔ اکثر محدثین کرام نے اس حدیث کو ضعیف لکھا ہے۔ علامہ تورپشتی نے فرمایا "هذا الحديث لا تقوم به حجة اذ ليس له سند يعتمد به (جمع الوسائل) ابن عبد البر نے استیعاب میں ذکر کیا" انه ليس بقوى" چونکہ یہ ضعیف ہے اور اس کے اسناد قوی نہیں لہٰذا اس حدیث سے سونے کے استعمال کا استدلال صحیح نہیں ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں :۔

"ایں حدیث ضعیف است پس معارض نشود بآنچہ مقرر شد از تحریم تحلیہ سیف بزر واللہ اعلم"[5]

یعنی "یہ حدیث ضعیف ہے لہٰذا اس مسئلہ کے ساتھ یہ کہ سونے سے تلوار کو آراستہ کرنا حرام ہے"

اسماء الرجال حدیث ۳

[1] ابو جعفر محمد بن صدران صدوق ہے ثقہ ہے خرج له ابو داؤد والترمذی۔

[2] طالب بن حجیر، ادب مفرد میں امام بخاری نے اس سے تخریج کی ہے اور ترمذی نے بھی۔ ابن القطان نے اسے ضعیف کہا ہے (الضعف وضعفه القطان)۔

[3] ہود۔ مقبول ہے ادب مفرد میں بخاری نے اس سے تخریج کی ہے اور ترمذی نے بھی۔

[4] جدہ۔ اس جگہ جد سے مراد والدہ کی طرف سے ہے یعنی نانا۔ ان کا نام مزیدۃ بن مالک العصری ہے۔ جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ علی ما اشارہ الجزری فی تصحیح المصابیح۔

[5] حلاوۃ المتقین

کوئی تعارض نہیں ہے۔"

اسی لئے تو راوی نے سونے کے بارے میں سوال نہیں کیا بلکہ چاندی کے متعلق پوچھا۔ حضرت علامہ احمد عبد الجواد الدومی فرماتے ہیں۔ ولعل السؤال حین کان عن الفضة دون الذهب فیه اشارة لذالك (الاتحافات الربانیہ)

حدیث ۴/۱۰۴ حدثنا محمد[1] بن شجاع البغدادی حدثنا ابو عُبیدة[2] الحداد عن عثمان[3] ابن سعد عن ابن سیرین[4] قَالَ صَنَعْتُ سَیْفِیْ عَلٰی سَیْفِ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَزَعَمَ سَمُرَةُ اَنَّهٗ صَنَعَ سَیْفَهٗ عَلٰی سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه واٰله وسلم وَکَانَ حَنَفِیًّا۔ حدثنا عقبة بن المکرم البصری حدثنا محمد بن بکر عن عثمان بن سعد بهذا الاسناد نحوه۔

ترجمہ ابن سیرین سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں سمرہ بن جندب کی تلوار کی طرح میں نے اپنی تلوار بنوائی۔ اور جناب سمرہ کہتے تھے کہ ان کی تلوار رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تلوار کی طرح بنائی گئی تھی اور (یہ تلوار) بنی حنفیہ کے قبیلہ کی تلوار کی طرح تھی۔

حل لغات حَنَفِیًّا۔ بنی حنفیہ کی طرف نسبت ہے۔

تشریح بنو حنفیہ مسیلمۃ الکذاب کے قبیلہ کا نام ہے۔ یہ قبیلہ خوبصورت تلواریں بنانے کے سلسلے میں بہت معروف ہے۔ یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تلوار کی مانند تلواریں بناتے تھے۔ جمع الوسائل میں ہے۔

"قال المؤلف فی جامعه هذا حدیث غریب لانعرفه الامن هذا الوجه"	مؤلف اپنی جامع میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے سوائے اس وجہ کے ہم اس کو نہیں جانتے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ سَیْفِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه واٰله وسلم

پورا ہوگیا۔

○

اسماء الرجال حدیث ۴/۱۰۴

[1] محمد بن شجاع البغدادی۔ محمد بن شجاع المدائنی دوسرا شخص ہے۔ یہ علیحدہ ہے۔ ابن حبان نے محمد بن شجاع البغدادی کو ثقات میں لکھا ہے۔ اخرج حدیثه الترمذی والنسائی ۲۳۲ھ میں فوت ہوا۔

[2] ابو عبیدة الحداد۔ ... ابو داؤد، ترمذی، و نسائی نے تخریج کی ہے تکلم فیه الازدی بلا حجة۔

[3] عثمان ابن سعد۔ ضعیف ہے خرج له ابوداؤد۔

[4] ابن سیرین۔ یہ محمد بن سیرین ہے۔ کبار تابعین سے ہے۔ بصری ہے۔ ثقہ ہے۔ ثبت ہے۔ عابد ہے۔ کبیر القدر ہے۔ اصحاب سے اس سے روایت کرتے ہیں۔ ۱۱۰ھ میں فوت ہوا۔ نیز دیکھو حدیث ۱/۶۹

اللّٰہم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ دِرْعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ کا بیان ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں۔)

حل لغات دِرْعٌ۔ زرہ، مونث ہے کبھی مذکر بھی استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع دروع آتی ہے۔ ثوب الحرب من الحدید. لوہے کا جنگی لباس.

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان رسول مقبول احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زرہ پہننے کا بیان ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات زرہیں تھیں۔ ذات الفضول، ذات الوشاح، ذات الحواشی، ففتہ، سغدیہ، البترا، الخرنق.

"کان درع النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حلقتان من فضة عند موضع الثدی، اوقال عند موضع الصدر وحلقتان خلف ظھرہ "

حدیث ۱/۱۰۵ حدثنا ابوسعید عبداللّٰہ بن سعید الاشج حدثنا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحٰق عن یحیٰی ابن عباد بن عبداللّٰہ بن الزبیر عن ابیہ عن جدہ عبداللّٰہ بن الزبیر عن الزبیر بن العوام قَالَ کَانَ عَلَی النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَهَضَ اِلَی الصَّخْرَةِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَاَقْعَدَ طَلْحَةَ تَحْتَهُ فَصَعِدَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم حَتّٰی اسْتَوٰی عَلَی الصَّخْرَةِ قَالَ فَسَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم يَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَةُ ۔

حل لغات دِرْعٌ، زرہ ۔ دِرْعَان ، دو زرہیں ، عورت کا وہ کرتہ جس کا گریبان سینہ پر ہو' اور وہ قمیض جس کا گریبان مونڈھے پر ہو' اور اگر بالفتح ہو یعنی دَرْعٌ ۔ تو اس کے معنی گردن کی طرف سے بکری کا پوست کھینچنا وغیرہ وغیرہ
نَهَضَ ۔ کھڑا ہوا ، سیدھا ہوا ۔ اَلصَّخْرَةَ ۔ چٹان ، بڑا پتھر ۔ اَقْعَدَ ۔ بیٹھا ۔ صَعِدَ ۔ چڑھا ۔

ترجمہ زبیر بن عوام سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جنگِ اُحد کے دن حضور پاک صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم نے دو زرہیں زیب تن فرمائی تھیں ۔ پس حضور رسُول مقبول صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم نے ایک چٹان پر کھڑا ہونے کا قصد فرمایا ۔ حضور صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم اس چٹان پر نہ چڑھ سکے ۔ پس جناب طلحہ کو نیچے بٹھایا اور (ان پر کھڑے ہوکر) اس چٹان پر اچھی طرح چڑھ گئے یہاں تک کہ ٹھہر گئے ۔ زبیر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کرلی ۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور پاک صلی اللّٰہ علیہ وسلم دو زرہیں زیب تن فرما تھے " یعنی آنحضور صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم نے اس دن دو زرہیں ذات الفضول اور فضہ پہنی ہوئی تھیں ۔ یہ دونوں زرہیں بڑی وزنی تھیں ۔ ذات الفضول جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کافی بڑی تھی' اور یہ زرہ بدر کی لڑائی کے دن سعد بن عبادہ نے حضور صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں تحفۃً پیش کی تھی ۔

ارشاد ہے " پس حضور رسُول مقبول صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم نے ایک چٹان پر کھڑا ہونے کا قصد فرمایا مگر حضور صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم اس چٹان پر نہ چڑھ سکے " واقعۂ اُحد میں حضور محبوبِ کبریا حضرت رسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم کو چہرۂ اقدس پر پتھر لگنے سے زخم آیا اور نچلا ہونٹ مبارک خون آلود ہوگیا اور گال مبارک میں زرہ کی کڑی دھنس گئی اور ابن قمئہ نے آواز دے دی کہ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم قتل ہوگئے ہیں' اس لئے سرورِ دوعالم صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ کسی اونچی جگہ کھڑے ہو جائیں

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۰۵
۱؎ ابوسعید عبداللّٰہ بن سعید الاشج حافظ ، ثقہ ، اپنے وقت کا امام ہے خرج لہ الستۃ ۔
۲؎ یونس بن بکیر ، ابن معین نے کہا صدوق ہے ۔ ابوداؤد نے کہا لیس بحجۃ یوصل کلام ابن اسحٰق بالاحادیث ۔ تعلیق بخاری نے تخریج کی ہے ، مسلم اور ابوداؤد نے بھی ۔ ۱۹۹ھ میں فوت ہوا ۔
۳؎ محمد بن اسحٰق ، دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی نعل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳
۴؎ یحیٰی بن عباد بن عبداللّٰہ بن الزبیر مدنی ہے ثقہ ہے ۔ خرج لہ الاربعۃ ۔
۵؎ ابیہ یعنی عباد ، خرج لہ الستۃ ۔
۶؎ جدہ عبداللّٰہ بن الزبیر صحابی ہیں ، ابن الزبیر صحابی کے بیٹے ہیں ۔ عالم عابد زاہد ہیں ۔ معاویہ کے بعد خلافت پر بیٹھے اور شام کے تمام ممالک اسلامیہ پر حکومت تھی ۔ حجاج نے پھانسی دے کر شہید کیا ۔
۷؎ الزبیر بن العوام ، عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں ۔ حواری رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ۔ وکان شجاعاً مقداماً ۔

تاکہ مسلمان آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر مطمئن ہو جائیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں۔ چنانچہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اُونچی سی چٹان پر چڑھنے کا قصد فرمایا مگر دونوں زرہوں کے وزن کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پتھر پر نہ چڑھ سکے۔ ارشاد ہے "پس (جناب) طلحہ کو نیچے بٹھا کر (اس پر کھڑے ہو کر) اس چٹان پر چڑھ گئے یہاں تک کہ ٹھہر گئے" یعنی جناب طلحہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر سوار ہو کر چٹان کے اُوپر چڑھ گئے اور چٹان پر خوب استقامت سے کھڑے ہو گئے۔ جب مسلمانوں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ وسلامت دیکھ لیا تو وہ مطمئن ہو گئے۔ جناب طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس دن انتہائی دلیری، جوانمردی، شجاعت اور بہادری کا بے مثال مظاہرہ کیا اور اپنے پیارے محبوب پر جان نثار کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے لئے سیماب وار لڑتے رہے۔ جناب طلحہ ان دس بزرگ ترین صحابہ میں سے ایک ہیں جن کو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جنت کی بشارت سے نوازا ہے اور سب سے پہلے جو آٹھ حضرات گرامی منزلت ایمان لائے تھے آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ایک ہیں اور جن چھ اصحاب کی شوریٰ کی مجلس تھی آپ ان میں سے ایک ہیں، سوائے غزوۂ بدر کے تمام جہادوں میں شریک ہوئے، اور بدر کی جنگ میں آپ مسلمانوں کے مسائل کو سلجھانے کیلئے شام گئے ہوئے تھے۔ سترہ ہزار پر زمین خرید کر ایک رات میں فقراء مدینہ پر تقسیم کی۔ ارشاد ہے "فرماتے سنا کہ طلحہ نے واجب کرلی" یعنی آج کے دن جس تیر اندازی کا مظاہرہ، ہمت، جوانمردی اور ایثار و قربانی کے جوہر انہوں نے دکھائے ہیں اس کی وجہ سے اس کی شفاعت میرے ذمہ ہو گئی اور یا جنت اس کیلئے واجب ہو گئی۔ اس دن جناب طلحہ پر کچھ اوپر اسی زخم صرف اس لئے آئے تھے کہ وہ ڈھال بن کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر برسنے والے تیر اپنے اُوپر روکتے تھے اور ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدافعت میں تیر اندازی بھی کرتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ بھی اس دن شل ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"خیر شہید یمشی علیٰ وجہ الارض" "بہترین شہید وہ ہے جو زمین پر پھر رہا ہے۔"

اور جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی اس دن کی ہمت و استقامت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان نثاری کو دیکھ کر فرمایا:۔

"ذالک یوم کلہ لطلحہ" "آج کا دن تو تمام کا تمام طلحہ کیلئے ہی ہے"

جمل کی لڑائی میں آپ رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اور بصرہ میں دفن ہوئے۔

حدیث ۲/۱۰۶ حدثنا احمد[1] بن ابی عمر حدثنا سفیان[2] بن عیینة عن یزید[3] بن خصیفة عن السائب[4] بن یزید اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کَانَ عَلَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ قَدْ ظَاھَرَ بَیْنَھُمَا۔

ترجمہ سائب بن یزید سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُحد کے دن دو زرہیں پہنی تھیں جو کہ اُوپر نیچے تھیں۔

حل لغات ظَاھَرَ۔ اُوپر نیچے۔ دوہرا ہونا۔ ظاھر بین الثوبین۔ اوپر نیچے کپڑا پہننا اس کا مصدر مُظَاھَرَۃ آتا ہے جس کے معنی مدد کرنا۔ تہ بہ تہ کرنا۔ ظہار کرنا ہیں۔

تشریح ارشاد ہے کہ "رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اُحد کے دن دو زرہیں پہنی تھیں یعنی بواسطہ اظہار لشان حرب اور تعلیم اُمت کے لئے، نیز بقول صاحب حلاوۃ المتعلمین جناب مولانا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب :

"اشارت است بسوئے آنکہ حزم و توقی از اعداء و موذیات منافی توکل و رضا و تسلیم نیست"

اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ ہوشیاری و دُوراندیشی سے کام لینا، دشمن سے اپنے آپ کو بچانا اور موذی چیزوں سے بچنا، توکل، رضا اور تسلیم کے منافی نہیں ہے۔

بلکہ یہ تو حکمِ خداوندی کی تعمیل ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا :۔

"یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَکُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا"
(سُورۂ نساء رکوع ۱۰)

"اے ایمان والو ہوشیاری سے کام لو پھر دشمن کی طرف تھوڑے تھوڑے ہو کر نکلو یا اکٹھے چلو"

یعنی "دشمن کی گھات سے بچو اور اسے اپنے اُوپر موقع نہ دو اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ہتھیار ساتھ رکھو۔ مسئلہ اس سے معلوم ہُوا کہ دشمن کے مقابلہ میں اپنی حفاظت کی تدبیریں جائز ہیں" (کنز الایمان)

یہ حدیث مراسیل صحابہ سے ہے کہ سائب رضی اللہ عنہ اُحد کی جنگ میں موجود نہیں تھے اس لئے کہ وہ اپنے باپ کے ہمراہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تھے اور اس وقت ان کی

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۰۶
۱۔ احمد بن ابی عمر [illegible] محمد بن یحییٰ بن ابی عمر ہے
۲۔ سفیان بن عیینہ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی مغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم
۳۔ یزید بن خصیفہ [illegible] ثقہ [illegible] قال احمد [illegible] حدیث۔ خرجہ الستۃ
۴۔ سائب بن یزید دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

عمر صرف سات برس کی تھی۔ ابی داؤد کی حدیث میں آیا ہے کہ :

" عن السائب عن رجل قد سماه ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاهر یوم احد بین درعین " — یعنی سائب ایک شخص سے روایت کرتے ہیں"

تو پھر یہ مراسیل سے نکل جاتی ہے اور غالب خیال یہی ہے کہ یہ شخص جس سے صائب روایت کرتا ہے زبیر بن عوام ہے، اسلئے کہ اس سے پہلی حدیث ۱۰۵ اس معنی میں ان سے روایت ہوئی ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِی صِفَةِ دِرْعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خود (مبارک) کا بیان ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات مِغْفَرٌ۔ خود۔ اس کا مصدر غَفْرٌ ہے جس کے معنی چھپا لینا، ڈھانپ لینا، برتن کے اندر پوشیدہ کر لینے کے ہیں۔ چونکہ سامان جنگ میں سے ایک یہ لوہے کی ٹوپی بھی ہے جس کو کلاہ کے نیچے سر کو دشمن کی تلوار سے محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس سے سر ڈھانپ لیا جاتا ہے تو اس کو مِغْفَر کہا گیا۔

تشریح اس باب میں حضور سید الانبیاء، امام المرسلین، صاحب لواء حمد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فتح مکہ کے دن خود کا پہن کر مکہ مکرمہ میں ورود مسعود فرمانے کا ذکر ہے۔

صاحب الشمائل النبویہ الامام الہمام الثقہ الحافظ المتقن ابی عیسٰے محمد بن سورہ الترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دیگر آلات جنگ کا ذکر نہیں فرمایا۔ صاحب الاتحافات الربانیہ نے ص ۱۵۳ و ص ۱۵۴ پر مندرجہ ذیل آلات حرب لکھے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے چھ قوس دکمان تھے۔ الزوراء، الروحا، الصفرا، سوحط، الکتوم، السداد۔ ترکش کا نام الکافور تھا۔ ایک ڈھال کا نام الذلوق تھا، دوسری کا الفتق۔ ایک ڈھال آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں تحفۃً پیش کی گئی۔ اس پر عقاب یا کبش (مینڈھا) کی تصویر تھی۔ صاحب معجزات باہرہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس تصویر پر ہاتھ رکھا تو وہ تصویر اللہ تعالیٰ نے محو کر دی۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سات گھوڑے تھے، المرتجز، السکب، الظرب، اللحیف، اللزاز، الورد، سبحۃ۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تیر کا نام المتوی تھا۔ ایک لمبا سا نیزہ تھا جس کا نام البیضاء تھا، خیمہ کا نام الکن تھا۔ ایک ٹیڑھے سر والی لکڑی تھی جو کہ یک گز یا کچھ لمبی

تھی اس کا نام محجن تھا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لاٹھی تھی جس کا نام مخصر تھا۔

حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ شمائلِ رسول میں تحریر فرماتے ہیں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا نام عقاب تھا اس کا رنگ سیاہ تھا' ایک پرچم زرد رنگ کا تھا ایک جھنڈا سفید رنگ کا تھا۔ جس میں سیاہ دھاریاں تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشکیزہ کا نام صادر تھا' زین کا نام داج تھا' اونٹنی کا نام قصویٰ اور عضباء تھا' خچر کا نام دلدل تھا' گدھے کا نام یعفور تھا' جس بکری کا دودھ نوش فرماتے' اس کا نام عنبہ تھا۔

حدیث ۱۰۷ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا مالک[2] بن انس عن ابن شہاب[3] عن انس[4] بن مالک اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَخَلَ مَکَّۃَ وَعَلَیْہِ مِغْفَرٌ فَقِیْلَ لَہٗ ھٰذَا ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اقْتُلُوْہُ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارک میں عرض کیا گیا یہ ابن خطل ہے جو کہ کعبہ کا غلاف پکڑے ہوئے ہے۔ ارشاد فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

حل لغات اَسْتَار۔ چھپا ہوا۔ پکڑے ہوئے۔ پردہ کئے ہوئے۔

تشریح ارشاد ہے "یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی" یعنی جس وقت ۸ھ میں بحیثیت ایک فاتح کے مکہ مکرمہ میں آپ نے ورود مسعود فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس پر کلاہ کے نیچے خود تھی' جب خود وغیرہ اُتار کر اطمینان ہو گیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردہ کی اوٹ میں ہے' ارشاد فرمایا اس کو قتل کر دو۔" یہ شخص اپنے ظلم و ستم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دشمنی کی بناء پر خوف و دہشت کے عالم میں خانہ کعبہ کے پردے کو پکڑے کھڑا تھا۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت ہی دشمن تھا حالانکہ مسلمان ہوا تھا مگر پھر مرتد ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کا ایک مسلمان خادم تھا جس کو اس نے قتل کر دیا تھا اب اس ڈر کی

اسماء الرجال حدیث ۱۰۷
۱ قتیبہ بن سعید دیکھئے حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۱
۲ مالک بن انس دیکھئے حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۲
۳ ابن شہاب دیکھئے حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۳
۴ انس بن مالک دیکھئے حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
حاشیہ ۴

وجہ سے کہ اس پر حد جاری ہوگی اور قصاص کے طور پر اسے قتل کیا جائے گا دوبارہ کافر ہوگیا' چنانچہ اس بدبخت نے دو رنڈیاں بھی ہوئی تھیں اور جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت اور ہجو میں اشعار بکتے' یہ ان رنڈیوں سے سنتا۔ تو اس پر حکم دیا گیا کہ یہ شخص جہاں بھی ملے اس کو قتل کردو۔ اس قسم کے تین اشخاص اور بھی تھے ، الحویرث بن نقید ، ھلال بن خطل (جس کا ذکر ہے) مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن ابی سرح ، یہ چار افراد تھے جن کے متعلق حکم دیا گیا تھا" اربعة لا اؤمنهم لا فی حل ولا فی حرم " ان میں سے ابی سرح نے توبہ کرلی اور قتل ہونے سے بچ گیا۔ چنانچہ ابو برزہ اسلمی نے ابن خطل کو قتل کردیا۔

حدیث ۲/۱۰۸ حدثنا عیسٰی[۱] بن احمد حدثنا عبداللہ[۲] بن وھب حدثنی مالک[۳] بن انس عن ابن[۴] شھاب عن انس[۵] بن مالک اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَخَلَ مَکَّۃَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰی رَأْسِہِ الْمِغْفَرُ قَالَ فَلَمَّا نَزَعَہٗ جَاءَہٗ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْکَعْبَۃِ فَقَالَ اقْتُلُوْہُ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ وَبَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر خود تھی۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خود کو سر اقدس سے اتار لیا تو ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ابن خطل کعبہ کے پردے کے ساتھ لپٹا ہوا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کو قتل کردو۔ ابن شہاب کہتے ہیں اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن مُحرِم نہیں تھے۔

حل لغات مُحْرِم ۔ احرام باندھنے والا۔

تشریح ارشاد ہے' ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن مُحرِم نہیں تھے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دن احرام نہیں باندھا تھا بلکہ خود اُتار کر سیاہ عمامہ مبارک زیب سر فرمایا ہوا تھا" خطب الناس وعلیہ عمامة سوداء " آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے لوگوں کو خطبہ

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۰۸

[۱] عیسٰی بن احمد ۔ ثقہ ہے ۔ اخرج حدیثہ الترمذی والنسائی

[۲] عبداللہ بن وہب ۔ دیکھو حدیث ۱/۲ باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[۳] مالک بن انس ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[۴] ابن شہاب ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

[۵] انس بن مالک ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

ارشاد فرمایا جبکہ آپ سیاہ عمامہ زیب سرِ اقدس کئے ہوئے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر ہی بغیر احرام کے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے پر جواز کا فتویٰ دیا ہے مگر احناف کے نزدیک مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے محمد زکریا صاحب دیوبندی سہارنپوری لکھتے ہیں :۔

"حنفیہ کے نزدیک یہ حدیث اس لئے حجت نہیں بن سکتی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کیلئے فتح مکہ کی غرض سے اس دن کی حرمت اُٹھادی گئی تھی، چنانچہ بخاری وغیرہ کی روایات میں اس کی تصریح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے لئے آج کے دن یہ حلال تھا کسی اور کے لئے نہیں"

(خصائلِ نبوی ص۹۱)

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِغْفَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم
پُورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِي صِفَةِ عِمَامَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار (پگڑی) مُبارک کا ذکر ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات اَلْعِمَامَةُ۔ دستار، پگڑی بالکسرہ ۔ اس کی جمع عمائم اور عمام آتی ہے عربی میں کہتے ہیں۔ مایعتمر به فوق الرأس۔

تشریح اس باب میں "عمامہ مبارک کے رنگ اور شملہ کہاں رکھا جائے" کا بیان ہے۔ شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے۔

"اعلم ان لبس العمامة سنة وردفی فضلها اخبار کثیرة حتی ورد ان الرکعتین مع العمامة افضل من سبعین رکعة بدونها"

خوب جان لے کہ پگڑی کا پہننا سنت ہے اور اس کی فضیلت میں کافی احادیث وارد ہوئی ہیں یہاں تک کہ احادیث میں وارد ہے کہ پگڑی کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرنا بغیر پگڑی کے ستر رکعت نماز ادا کرنے سے بہتر ہے"

حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"العمامة سنة لاسیما للصلوٰة وبقصد التجمل لاخبار کثیرة فیها"

پگڑی کا باندھنا سنت ہے خصوصاً نماز کیلئے اور خوبصورتی کے ارادے سے، اس بارے میں بہت احادیث آئی ہیں۔

فتح الباری میں ہے، "ارشاد ہے عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے" عینی میں ہے "کسی نے جناب

عبداللہ بن عمر سے پوچھا کیا پگڑی باندھنا سنّت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں سُنّت ہے" مزید فرمایا۔ "عمامہ باندھا کرو کہ اسلام کا نشان ہے اور مسلمان اور کافر میں فرق کرنے والا ہے" علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"ففی الخبر فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس واما لبس القلنسوۃ وحدھا فھو زی المشرکین"

حدیث میں ہے کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپی اور پگڑی باندھنا فرق واضح کرتا ہے اور یہ کہ صرف ٹوپی پہننا مشرکین کی پوشش ہے یعنی لباس ہے"

حضرت فقیہ بے بدل علامہ اجل مُلا علی القاری رحمہ الباری مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں :-

"لم یروا انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لبس القلنسوۃ بغیر العمامۃ فیتعین ان یکون ھذا زی المشرکین"

یعنی اصلاً مروی نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بغیر عمامہ کے ٹوپی پہنی ہو متعین ہوا کہ یہ کافروں کی وضع ہے"

پھر پگڑی باندھنے کی فضیلت کی احادیث لکھ کر فرماتے ہیں :-

"ھذا کلہ یدل علی فضیلۃ العمامۃ مطلقا نعم مع القلنسوۃ افضل ولبسھا وحدھا مخالف للسنۃ کیف وھی زی الکفرۃ وکذا المبتدعۃ فی بعض بلدان"

"ان سب سے عمامہ کی فضیلت مطلقاً ثابت ہوئی اگرچہ ٹوپی ہو ہاں ٹوپی کے ساتھ افضل ہے اور خالی ٹوپی خلافِ سُنّت ہے اور کیوں کر نہ ہو کہ وہ کافروں اور بعض بلاد کے بدمذہبوں کی وضع ہے"

اعلیحضرت امام اہلسنت فقیہ اعظم الشاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاوی رضویہ جلد ۳ ص۶۷ سے لے کر ص۸ تک ۱۹ احادیث اور کئی فقہاء کی کتابوں سے عبارات نقل کی ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں" عمامہ حضور پُرنور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّتِ متواترہ ہے جس کا تواتر یقیناً سرحدِ ضروریاتِ دین تک پہنچا ہے" پھر تین سطر آگے چل کر فرماتے ہیں" تو عمامہ کہ سنّتِ لازمہ دائمہ ہے یہاں تک کہ علماء نے خالی ٹوپی پہننے کو

مشرکین کی وضع قرار دیا۔"

نہایت افسوس ہے کہ آج کل بعض ائمہ مساجد اس سنتِ مبارکہ کو ترک کرکے صرف ٹوپی سے نماز پڑھاتے ہیں اور افضلیت کے اجر سے محروم ہو کر ترکِ سنت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" نبی علیہ السلام کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے تھے جب تک اس کے عمامہ نہیں بندھوا دیتے تھے، جمع الوسائل میں ہے۔

"واعلم انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کانت لہ عمامۃ تسمی السحاب وکان یلبس تحتہا القلانس"

اور جان لے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے جو پگڑی تھی اس کو السحاب کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور ٹوپی کے اوپر اس کو باندھا کرتے تھے۔

حدیث ۱۰۹/۱ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مھدی عن حماد[3] بن سلمۃ ح وحدثنا محمود[4] ابن غیلان حدثنا وکیع[5] عن حماد[6] بن سلمۃ عن ابی[7] الزبیر عن جابر[8] قال دَخَلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مَکَّۃَ یَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَآءُ

ترجمہ جناب جابر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس پر سیاہ پگڑی تھی۔

حل لغات سَوْدَآءُ۔ سیاہ۔

تشریح ارشاد ہے" نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس پر سیاہ پگڑی تھی" باب ماجآء فی صفۃ مغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں ہے۔ کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس پر خود تھی" محدثینِ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ان دونوں احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۱۰۹/۱

[1] محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳/۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

[2] عبد الرحمٰن بن مہدی دیکھو حدیث ۳/۲۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

[3] حماد بن سلمہ دیکھو حدیث ۳/۳۸ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

[4] محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

[5] وکیع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

[6] حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۳/۳۸ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

[7] ابی الزبیر۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

[8] جابر۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

نے خود کے نیچے سیاہ عمامہ باندھ رکھا تھا جو کہ سرِ مبارک کے لئے وقایہ کا کام دیتا تھا اور جب آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ورود مسعود فرمایا تو خود اُتار دی تھی اور سیاہ عمامہ سرِ اقدس پر موجود رہا جس کا ذکر جناب جابر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں۔ لہٰذا احادیث مبارک کے دونوں فقرات اپنے اپنے محل پر صحیح اور درست ہیں اور ان میں کوئی تعارض نہیں۔ ان احادیث میں حضرت استاذ مکرم الحافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب قدس سرہ العزیز نے یہی توفیق و تطبیق فرمائی ہے۔ شارح شمائل ترمذی جناب قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"دپوشیدہ نماند کہ ایں حدیث بحسب ظاہر معارض می شود بحدیث سابق و وجہ جمع آنست کہ تواند بود کہ در وقت اول دخول مکہ معظمہ بر سرِ مبارک حضرت مغفر بود بعد ازاں دستار پوشید و بعضے علماء گفتہ اند کہ تواند بود کہ بالائے مغفر دستار سیاہ بستہ باشد یا در مغفر برائے وقایہ سرِ مبارک"

یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ ظاہر طور پر گذری ہوئی حدیث کے ساتھ یہ حدیث معارض ہے اور وجہ جمع یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ دخول مکہ مکرمہ کے اول وقت میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس پر خود تھی اسے اُتار کر پگڑی پہن لی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ خود کے اُوپر سیاہ پگڑی ہو یا خود کے نیچے جس سے سرِ اقدس کے لئے وقایہ کا کام لیا گیا ہو"

حدیث ۱۱۰ حدثنا ابن[۱] ابی عمر حدثنا سفیٰن[۲] عن مساور[۳] الوراق عن جعفر[۴] بن عمرو بن حریث عن ابیہ[۵] قَالَ رَاَیْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم عِمَامَۃً سَوْدَآءَ۔

ترجمہ عمرو بن حریث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سرِ اقدس پر سیاہ رنگ کا عمامہ (پگڑی) دیکھا ہے۔

تشریح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمامہ مبارک کی لمبائی و چوڑائی کا اندازہ ثابت نہیں ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ شہاب الدین ابن حجر الہیتمی سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

واعلم انہ بتحریر کما قالہ بعض الحفاظ — جان لے! کہ جیسا کہ بعض حفاظ (حدیث) نے

اسماء الرجال حدیث ۱۱۰
۱۔ ابن ابی عمر۔ دیکھیو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ حاشیہ ۱
۲۔ سفیان۔ دیکھیو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم۔ حاشیہ ۲
۳۔ مساور الوراق۔ اخرج حدیثہ مسلم والاربعۃ۔ الوراق نسبت ہے ورق بیچنے کی۔
۴۔ جعفر بن عمرو بن حریث بن عمرو المخزومی ہے۔ روی عنہ مسلم والاربعۃ۔
۵۔ ابیہ یعنی عمرو بن حریث۔

"فی طول عمامة صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم
وعرضھا شیئ "

آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے عمامہ مُبارک کے
طول وعرض کے متعلق بیان کیا ہے ثابت نہیں ہے"

البتہ امام نووی نے لکھا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دو عمامے تھے ایک چھوٹا ایک بڑا ، چھوٹا سات گز اور بڑا بارہ گز " واللہ اعلم بالصواب ۔

جمع الوسائل میں ہے :۔

"وفی شرح الزیلعی من علماءنا الحنفیہ
انہ یسن لبس السواد لحدیث فیہ "

اور شرح زیلعی میں ہے کہ ہمارے علماء حنفیہ سیاہ
رنگ کے کپڑے کو پہننا سنّت بتاتے ہیں جیسا کہ
اس حدیث میں ہے "

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین میں سے بھی سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال کرتے تھے چنانچہ محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت امام اولیاء سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیّدنا ذی النورین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن سیاہ پگڑی باندھی تھی اور امام عالیمقام امیرالمؤمنین سیّدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سیاہ پگڑی اور سیاہ لباس میں خطبہ ارشاد فرماتے ، حضرت ابن الزبیر حضرت انس حضرت عمار وغیرھم رضوان اللہ علیھم اجمعین بھی سیاہ عمامہ پہنتے اور خطبہ ارشاد فرماتے ، اور سعید بن المسیب عیدین کے موقع پر سیاہ عمامہ پہنتے ۔ اس کے باوجود علماء نے جُمعہ یا عیدین وغیرہ میں سیاہ پگڑی کا پہننا ضروری نہیں سمجھا بلکہ بقول علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ :۔

"ان دخول النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
بھذہ العمامۃ امر غیر مقصود "

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اس عمامہ کے ساتھ
مکہ مکرمہ میں ورود مسعود فرمانا ایک ایسا کام ہے
جس کا دخول مکہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے "

اسی لئے تو امام اوزاعی سے پُوچھا گیا کہ آپ سیاہ رنگ کو کیوں استعمال نہیں کرتے تو انہوں نے فرمایا :

"لانہ لا یجلی فیہ عروس ولا یلبی
فیہ محرم ولا یکفن فیہ میت "

اسلئے کہ اس میں دُلہن کو آراستہ نہیں کیا جاتا اور مُحرم
اس میں تلبیہ نہیں کرتا اور نہ ہی اس میں میت کو کفن دیا جاتا ہے ۔

نیز اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف مکہ مکرمہ نہیں بلکہ سوائے مکہ مکرمہ کے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے

سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال فرمایا تھا۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " ولبس البیاض افضل " اور سفید لباس پہننا افضل ہے چنانچہ ہمارے علماء و مشائخ سفید لباس ہی پہنتے ہیں اور پسند فرماتے ہیں۔

حدیث ۳/۱۱۱ حدثنا محمود[1] بن غیلان ویوسف[2] بن عیسیٰ قالا حدثنا وکیع[3] عن مساور[4] الوراق عن جعفر[5] بن عمرو بن حریث عن ابیہ[6] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ سَوْدَآءُ ۔

ترجمہ عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سرِ اقدس پر سیاہ عمامہ تھا۔

حل لغات خَطَبَ ۔ خُطْبَۃً وخُطْبًا وخَطَابَۃً ۔ وعظ کہنا، تقریر کرنا، حاضرین کے سامنے خطبہ پڑھنا۔

تشریح ارشاد ہے " کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا " بعض محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے نزدیک یہ خطبہ مبارک فتح مکہ کے دن کا خطبہ ہے جو کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کعبۃ اللہ کے دروازے کی چوکھٹ پر ارشاد فرمایا تھا۔ مگر بعض محدثین کرام نے یہ خطبہ مراد نہیں لیا کیونکہ انہی سے دوسری روایت ہیں جو مسلم میں ہے کہ :

" کانی انظر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم علی المنبر وعلیہ عمامۃ سوداء قد ارخی طرفیہ بین کتفیہ "

یعنی " گویا کہ میں اس وقت بھی اپنی آنکھوں کے سامنے حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی نورانی شکل مبارک کو منبر پر سیاہ عمامہ پہنے جس کے دونوں شملے دونوں کندھوں پر پڑے ہیں دیکھ رہا ہوں۔"

منبر کا لفظ موجود ہے چونکہ فتح مکہ کا خطبہ منبر پر نہیں تھا لہٰذا یہ خطبہ مدینہ منورہ میں کسی ایک جمعہ کا ہوگا۔ صاحب المصابیح نے اس حدیث کو باب خطبۃ الجمعہ میں بیان کیا ہے۔ ارشاد ہے کہ " سرِ اقدس پر سیاہ عمامہ تھا " سیاہ پگڑی پہننی بھی سنت ہے مگر سفید پگڑی پہننی افضل ہے۔ صاحب الاتحافات الربانیہ ابن قیم سے نقل کرتے ہیں :-

" لم تکن عمامۃ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم "حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پگڑی مبارک

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۱۱

[1] محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔ حاشیہ ۱

[2] یوسف بن عیسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱/۹۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱

[3] وکیع۔ دیکھو حدیث ۲/۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۴

[4] مساور الوراق۔ دیکھو حدیث ۲/۱۱۰ اسی باب میں حاشیہ ۴

[5] جعفر بن عمرو بن حریث۔ دیکھو حدیث ۲/۱۱۰ اسی باب میں حاشیہ ۴

[6] عمرو بن حریث۔ دیکھو حدیث ۲/۱۱۰ اسی باب میں حاشیہ ۵

کبیرۃ یؤذی الراس حملہا' ولا صغیرۃ لا تقی الراس من حر ولا برد بل کانت وسطا بین ذلك وخیر الامور الوسط "	نہ تو اتنی بڑی تھی کہ اس کے پہننے سے سر کو تکلیف ہو اور نہ ہی اتنی چھوٹی تھی کہ گرمی اور سردی سے محفوظ نہ رکھ سکے' بلکہ ان دونوں کے مابین تھی اور بہترین امور میانہ روی کے ہیں۔

حدیث ۴/۱۱۲ حدثنا ھٰرون[۱] بن اسحٰق الھمدانی حدثنا یحییٰ[۲] بن محمد المدینی عن عبد العزیز[۳] ابن محمد عن عبید اللہ[۴] بن عمر عن نافع[۵] عن ابن عمر[۶] قال کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَہٗ بَیْنَ کَتِفَیْہِ قَالَ نَافِعٌ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذَالِكَ قَالَ عُبَیْدُ اللہِ وَرَاَیْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمًا یَفْعَلَانِ ذَالِكَ ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پگڑی مبارک باندھتے تھے تو اس کے شملہ کو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان لٹکا دیتے تھے. جناب نافع فرماتے ہیں کہ ابن عمر بھی اس طرح کرتے تھے اور عبید اللہ فرماتے ہیں کہ قاسم بن محمد و سالم کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بھی اس طرح کرتے تھے۔

حل لغات
اِعْتَمَّ - پگڑی باندھنا۔
سَدَلَ - لٹکانا، چھوڑ دینا۔

تشریح ارشاد ہے "جس وقت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پگڑی مبارک باندھتے تو اس کے شملے کو اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیاں لٹکا دیتے تھے" شملہ مبارک کے لٹکانے کے متعلق سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عادت شریفہ مختلف رہی ہے. آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اکثر شملہ لٹکائے رکھتے تھے. سینہ کے دائیں طرف بائیں طرف اور تقریباً تقریباً ہمیشہ دونوں مونڈھوں کے درمیان شملہ رکھتے اور کبھی پگڑی مبارک کے دونوں سرے شملے کی طرح رکھتے. حضرت علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے تقریباً سب صورتیں ثابت ہیں مگر افضل صورت دونوں شانوں کے درمیان کمر پر شملہ کا لٹکانا ہے" حضرت علامہ یوسف نبہانی وصائل الوصول الیٰ شمائل الرسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم میں تحریر فرماتے ہیں:-
"حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی علیہ السلام نے میرے عمامہ باندھا' اس کا ایک کونہ میرے مونڈھے پر ڈالا اور فرمایا کہ

اسماء الرجال حدیث ۴/۱۱۲

۱۔ ہارون بن اسحٰق الہمدانی۔ اخرج حدیثہ الاربعۃ ثقہ ہے' عابد ہے' حافظ ہے۔ ۲۵۸ھ میں فوت ہوا۔
۲۔ یحییٰ بن محمد المدینی۔ مدینہ اسلام کی نسبت ہے صدوق ہے اخرج حدیثہ ابوداؤد وابن ماجہ' الحنزہ عن یحییٰ بن محمد المدنی۔
۳۔ عبد العزیز بن محمد۔ اخرج حدیثہ الستۃ۔
۴۔ عبید اللہ بن عمر۔ یہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر ہے۔ سالم کا بھائی ہے اور سالم سے پہلے فوت ہوا۔
۵۔ نافع۔ دیکھو حدیث ۴/۲۹ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵
۶۔ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۴/۲۹ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۶

اللہ تعالیٰ نے بدر اور حنین کے دن ایسے فرشتوں کے ذریعہ میری مدد فرمائی جو اس طرح عمامے باندھے ہوئے تھے" اور فرمایا "عمامہ مسلمان اور کافر کے درمیان ایک امتیازی فرق ہے" "نبی علیہ السلام کسی شخص کو اس وقت تک کسی شہر کا حاکم مقرر نہیں فرماتے تھے جب تک اس کے عمامہ نہیں بندھواتے تھے، عمامہ کا طرز یہ ہوتا کہ اس کا ایک پلہ دائیں مونڈھے پر کان کی طرف ڈالا جائے"۔

حدیث ۵ / ۱۱۴ حدثنا یوسف[۱] بن عیسیٰ حدثنا وکیع[۲] حدثنا ابو سلیمان[۳] وھو عبد الرحمن بن الغسیل عن عکرمة[۴] عن ابن عباس[۵] رضی اللہ عنہما اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَطَبَ النَّاسَ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ دَسْمَآءُ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا، اور آنحضور کے سرِ اقدس پر کالا عمامہ تھا۔

حل لغات دَسْمَآء۔ سیاہ ۔ کالا، چکناہٹ والا۔

تشریح محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ یہ خطبہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مرض الوصال کے وقت ارشاد فرمایا تھا چونکہ بعض روایت میں بجائے عمامہ کے عصابة دسماء بھی آیا ہے اس لئے اس کے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس پر چکناہٹ سے بھرا ہوا (رومال) پٹی بندھی ہوئی تھی" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد منبر پر تشریف فرما نہیں ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن حازم کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے وہ جمعہ اور عیدین اور جب لڑائی میں فتح پاتے تو بطور تبرک پہنتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنایا تھا۔ (اصابہ)

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ عِمَامَۃِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہو گیا۔

○

اسماء الرجال حدیث ۵ / ۱۱۴

[۱] یوسف بن عیسیٰ دیکھئے حدیث ۱ / ۶ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ [۱]

[۲] وکیع حدیث ۳ / ۲۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ [۲]

[۳] ابو سلیمان ہو عبدالرحمن بن الغسیل صدوق ہے۔ یہ من السادسة خرج له البخاری ومسلم والنسائی۔ آپ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ کے فرزند ہیں جناب حنظلہ جنابت کی حالت میں تھے جہاد کا اعلان ہو گیا اور احد کی جنگ میں شریک ہو کر شہید ہو گئے جس وقت آپ شہید ہوئے تو حضور پاک نے فرمایا کہ فرشتے جناب حنظلہ کو غسل دے رہے ہیں۔ تحقیق کے بعد پتہ چلا کہ واقعی آپ اسی حالت میں تھے۔ اس وقت سے آپ کا لقب غسیل الملائکہ ہو گیا۔

[۴] عکرمہ۔ دیکھئے حدیث ۵ / ۴۰ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ [۵]

[۵] ابن عباس۔ دیکھئے حدیث ۵ / ۴۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ [۲]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ اِزَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہبند (لنگی) کا بیان ہے۔

(اس باب میں چار احادیث ہیں)

حل لغات اَلْاِزَار۔ صاحب مصباح اللغات لکھتے ہیں ہر وہ چیز جو تم کو چھپالے۔ چادر، پاکدامنی، تہمد، پشتہ دیوار۔ اس کی جمع آزِرَہ و اُزُر آتی ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ لکھتے ہیں، مایستر اسفل البدن، وہ چیز جو بدن کے نچلے حصے کو ڈھانپ دے۔ یہ چادر کے مقابلہ میں ہے چادر جو ہے وہ مایستر اعلی البدن، جو بدن کے اوپر کے حصے کو ڈھانپ دے۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، سرکار دوعالم، فخر موجودات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تہمد یعنی لنگی باندھنا جو کہ ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی اور اپنی اتباع کی طرف متوجہ کرنا اور صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کرنا بیان کیا گیا ہے۔

علامہ البیجوری اور دیگر محدثین کرام رحمھم اللہ علیھم اجمعین کے راجح قول کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پائجامہ پہننا ثابت نہیں ہے مگر یہ ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پائجامہ تھا، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کو پہننے کا ارشاد فرمایا تھا، ابوامامہ فرماتے ہیں کہ میں نے سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اہل کتاب تہمد یعنی لنگی نہیں باندھتے پاجامہ پہنتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم لوگ ان کے خلاف کرو پاجامہ بھی پہنو اور لنگی تہمد بھی باندھو، علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لنگی چار ہاتھ لمبی اور دو ہاتھ ایک بالشت چوڑی ہوتی تھی" اور چادر کے متعلق لکھتے ہیں کہ "چھ ہاتھ لمبی اور تین ہاتھ چوڑی ہوتی تھی" تہمد غرور یا تکبر کی وجہ سے ٹخنوں سے نیچے لٹکانا

حرام ہے، اور اگر کوئی معقول عذر ہو تو مکروہِ تنزیہی ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جناب امیرالمومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک کہ میں اس کا خاص خیال نہ رکھوں حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ انت لست ممن یصنعہ خیلاء، تم ان میں سے نہیں ہو، جو از راہِ تکبر ایسا کریں۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے۔

"اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیہ کذافی الغراب۔"	آدمی کا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکانا اگر از روئے تکبر نہ ہو تو وہ مکروہ تنزیہ ہے ورنہ مکروہِ تحریمی۔

حدیث ۱۱۴ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا اسمٰعیل[2] بن ابراھیم حدثنا ایوب[3] عن حمید[4] ابن ھلال عن ابی بردۃ[5] قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ رضی اللہ عنہا کِسَاءً مُلَبَّدًا وَاِزَارًا غَلِیْظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِیْ ھٰذَیْنِ۔

ترجمہ ابی بردہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہمیں ایک چادر پیوند لگی اور تہبند موٹی (درشت) دکھائی، پھر فرمایا یہ دو کپڑے تھے جس میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وصال پایا۔

حل لغات مُلَبَّدًا۔ پیوند لگے ہوئے۔ عرب لوگ کہتے ہیں لَبَدْتُ الْقَمِیْصَ اَلْبُدُہٗ یالَبَّدْتُہٗ میں نے قمیص میں پیوند لگائے۔ جس چیتھڑے سے قمیص کا سامنا حصہ پیوند کرتے ہیں اس کو لِبْدَہ کہتے ہیں اور پشت پر جو پیوند لگاتے ہیں اس کو قَبِیْلَہ کہتے ہیں۔ غَلِیْظًا۔ غَلْظَۃٌ سے ہے جس کے معنی سخت ہونا، موٹا ہونا اور درشت ہونے کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے کہ "عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک چادر پیوند لگی اور تہبند موٹی (درشت) دکھائی" یہ دونوں کپڑے مبارک حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اوڑھا کرتے تھے اور تہبند باندھا کرتے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ملبوسات محفوظ کر رکھے تھے اور حضرات صحابہ کرام و تابعین کو ان کی زیارت سے مشرف فرماتیں، ان سے برکات و فیوض حاصل کرتے بلکہ بیمار ان کی برکت سے شفا حاصل کرتے۔ حضرت محدثِ کبیر علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی المصری متوفی ۱۰۳۱ھ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:-

اسماء الرجال حدیث ۱۱۴

۱؎ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء تختم فی یمینہ حاشیہ ۱؎

۲؎ اسماعیل بن ابراہیم۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۲؎

۳؎ ایوب۔ استختیانی ہے۔

۴؎ حمید بن ھلال۔ ثقہ ہے روی لہ الجماعۃ لکن توقف فیہ ابن منیرلدخولہ فی عمل السلطان۔

۵؎ ابی بردۃ۔ تقیہ ہے کان من نبلاء العلماء۔ ابی الحسن اشعری کا دادا ہے اس کا نام عامر یا حارث ہے۔

"وفی الحدیث ندب حفظ آثار الصالحین والتبرک بھا من ثیابھم ومتاعھم فقد کانت عائشة حفظت ھذا الکساء والازار اللذین قبض فیھما للتبرک بھا قال وقد کان عندھا ایضا جبة طیالسیة مکنوفة الفرج بالدیباج کان صلی اللہ علیہ والہ وسلم وکانت عندھا یستشفی المریض بھا کما اخبرت بذالک اسماء فی حدیثھا مسلم"

"اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ آثار الصالحین اور ان کے ملبوسات وسامان سے تبرک کرنا مندوب ہے پس تحقیق سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس چادر اور تہمد کو جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا وصال ہوا تھا تبرک کے طور پر محفوظ رکھا۔ فرمایا کہ ان کے پاس ایک طیالسی جُبّہ بھی تھا جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیب تن فرمایا تھا اس کے گریبان پر ریشم کا کام ہوا تھا جیسا کہ جناب اسماء رضی اللہ عنہا نے مسلم کی حدیث میں خبر دی ہے اس سے وہ (رضی اللہ منہا) بیماروں کیلئے شفا چاہتی تھی۔"

بلکہ یہ تبرکات تو ایک سے دوسرے کے پاس منتقل ہوتے رہے اور وہ بھی خود اور دوسرے حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اُمتی ان سے برکات وفیوض اور شفایابی حاصل کرتے رہے۔ صاحبِ اتحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"فلما توفیت السیدہ عائشة اخذتھا اسمآء (رضی اللہ منھا) فکانت عندھا تستشفی بھا المرضی کما جاء فی مسلم"

جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا تو یہ جبّہ طیالسی جنابِ اسماء رضی اللہ عنہا نے حاصل کیا پھر یہ ان کے پاس تھا اور اس جبّہ کے ذریعے بیماروں کو شفا ہوتی جیسا کہ مسلم شریف میں ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں :۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یلبسھا فنحن نغلسھا للمرضی یستشفی بھا"

اس جبّہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم زیب تن فرمایا کرتے تھے ہم اسے دھو کر بغرضِ شفا مریضوں کو پلاتے ہیں اور شفا ہو جاتی ہے۔

مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ

حدیث ۱۱۵ ع۲

حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[2] عن شعبة[3] عن الاشعث[4] بن سلیم قال سمعت عمتی[5] تحدث عن عمها[6] قال بینما انا امشی بالمدینة اذ انسان خلفی یقول ارفع ازارک فانه اتقی وابقی فالتفت فاذا هو رسول اللہ صلی اللہ علیه واله وسلم فقلت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیه واله وسلم) انما هی بردة ملحاء قال اما لک فی اسوة فنظرت فاذا ازاره الی نصف ساقیه.

ترجمہ

عبید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں' ایک دن میں مدینہ منورہ میں جا رہا تھا کہ ایک شخص مجھے پیچھے سے کہہ رہا تھا کہ اپنے تہبند کو اونچا کرو' یہ بچاؤ ہے اور باقی رہنے والا ہے' جب میں نے اس آواز دینے والے پر توجہ کی تو وہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے' تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اس کے نہیں کہ یہ تو ایک چادر ہے سفید و سیاہ دھاریدار' حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میرے طرزِ عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں ہے؟ جب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہبند نصف پنڈلی تک تھی۔

حل لغات

مَلْحَاء۔ سفید و سیاہ دھاریدار۔

تشریح

ارشاد ہے "یہ بچاؤ ہے اور باقی رہنے والا ہے" یعنی زمین کی نجاست اور گندگی سے کپڑے کا بچاؤ ہوتا ہے۔ نیز عجب کبر اور غرور جیسے افعالِ ذمیمہ سے بھی بچ جاتا ہے اور کافی عرصہ یہ کپڑا استعمال ہوتا رہتا ہے اور اس میں ثواب بھی ہے' اس حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں اشارہ ہے کہ اسلامی زندگی دینی اور دنیاوی امور پر مشتمل ہے۔ ارشاد ہے "تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوائے اس کے نہیں کہ یہ تو ایک معمولی چادر ہے اس کے نیچے لٹک جانے سے غرور یا کبر پیدا نہیں ہوتا اور اگر خراب بھی ہو جائے تو کچھ قیمتی تو نہیں۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"والمراد بها بردة سوداء فیها خطوط بیض یلبسها الاعراب لیست من الثیاب الفاخرة"	"بردہ ملحاء سے مراد سیاہ رنگ کی چادر ہے، جس میں سفید دھاریاں ہوتی ہیں' یہ کوئی قیمتی کپڑا نہیں ہوتا"

اسماء الرجال حدیث ۱۱۵

[1] محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[3] شعبہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

[4] اشعث یعنی اشعث بن ابی الشعثاء۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

[5] عمتی۔ رہم بنت الاسود بن خالد یا حنظلہ۔

[6] عمہا۔ عبید بن خالد المحاربی ہے۔ کوفہ میں سکونت پذیر تھے۔

نیز عرب کے لوگ ایسی چادر کو اپنی خاص مجالس اور محافل کے مواقع پر استعمال بھی نہیں کرتے ہیں کیونکہ یہ زینت کا کپڑا نہیں ہے بلکہ محنت اور مشقت کے بعد پہنا جاتا ہے۔ ارشاد گرامی ہے "کیا میرے طرز عمل میں تیرے لئے نمونہ نہیں؟" اللہ اکبر! حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی میں اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے لئے کتنی حکمت و موعظت ہے، کتنا اہم سبق ہے اور کتنی ہدایت ہے۔ اے اللہ جل جلالہ ہمیں حضور پاک رحمۃ اللعالمین سراپا ہدایت مجسم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی کمال اتباع کی دینی اور دنیوی امور میں توفیق مرحمت فرما، آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" — "یقیناً اے مسلمانو! تمہارے لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ عمل ہے۔"

اور نجات فلاح اور رضائے خداوندی بھی اسی اتباع میں ہے۔

"مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا" — "جس شخص نے اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے یقیناً بہت بڑی کامیابی و کامرانی کو حاصل کر لیا"

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" — جس نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی فرمانبرداری کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرمانبرداری کر لی۔

حدیث ۳/۱۱۶ حدثنا سوید[1] بن نصر حدثنا عبد[2] اللہ بن المبارک عن موسیٰ[3] بن عبیدۃ عن ایاس[4] بن سلمۃ بن الاکوع عن ابیہ[5] قَالَ كَانَ عُثْمَانُ يَأْتَزِرُ اِلٰى اَنْصَافِ سَاقَيْهِ وَقَالَ هٰكَذَا كَانَتْ اِزْرَةُ صَاحِبِيْ يَعْنِي النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔

ترجمہ سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہمد نصف پنڈلی تک ہوتی تھی اور فرمایا کہ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تہمد بھی اسی طرح ہوتی، صاحب کے معنی نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۱۶

[1] سوید بن نصر، دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] عبد اللہ المبارک، دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] موسیٰ بن عبیدہ۔ ضعفوہ امام نے فرمایا۔ لا تحل الروایۃ عنہ، خرج لہ ابن ماجہ ۱۵۳ھ میں فوت ہوا۔
[4] ایاس بن سلمۃ بن الاکوع ثقہ ہے۔ اصحاب ستہ نے اس سے تخریج کی ہے۔
[5] ابیہ یعنی سلمہ بن الاکوع۔ تیرانداز تھا، دلیر تھا، بڑا فاضل تھا۔ پیغمبر اسلام کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہے۔ بیعت رضوان میں موجود تھے۔

حل لغات

اِنْصَاف ۔ نِصف ، آدھی ۔

سَاق ۔ پنڈلی ۔ مابین الرکبۃ والقدم ، پاؤں اور گھٹنے کے درمیان ۔

تشریح

ارشاد ہے " جناب عثمان (ذی النورین) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تہبند نصف پنڈلی تک ہوتی تھی " اور " فرمایا کہ میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہبند بھی اسی طرح ہوتی تھی " گویا حضرات صحابہ کرام عموماً اور خلفائے راشدین خصوصاً حضور پاک نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ہر کام ، ہر فعل اور ہر ہیئت پر خود عمل کرتے اور دُوسروں کو وہ عمل دکھاتے کہ دیکھو ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا یہ طرزِ عمل تھا اسی لئے تو آج تک یہ عمل مُبارک اولیاء کرام اور علمائے راغدین کے ذریعہ جو کہ خود عمل کرتے ہیں اور عمل کرکے دکھاتے ہیں ، تابندہ و قائم ہے اور انشاء اللہ تا قیام قیامت اسی طرح تابندہ و پائندہ رہے گا ۔ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ " ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام کا ارشادِ گرامی ہے کہ چادر اور تہبند سے جو ٹخنوں سے نیچے لٹکے وہ آگ میں ہے " یہ وعید ان لوگوں کے بارے میں ہے جو فخر و مباہات کے لئے اتنے لمبے لمبے کپڑے پہنتے ہیں جو زمین پر گھسٹے ہوئے چلیں ، جناب عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے تہبند کے متعلق پوچھا ۔ انہوں نے فرمایا کہ تم نے تو بڑے واقف کار سے سوال کیا ہے ۔ میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کی تہبند نصف پنڈلی تک ہونی چاہیے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک ہو تو مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر تہبند لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا قیامت کے دن اللہ جل جلالہ و عم نوالہ اس کی طرف نظرِ رحمت سے نہیں دیکھیں گے " (ابوداؤد)

امام نووی فرماتے ہیں :-

" القدر المستحب فیما ینزل الیہ طرف الازار نصف الساقین والجائز بلا کراھۃ ما تحتہ الی الکعبین وما نزل عنھما ان کان للخیلاء حرم والا کرہ " ؎

" نصف پنڈلی تک تہبند کا رکھنا مستحب ، ٹخنوں تک رکھنا بلا کراہت جائز ، اور اگر غرور کی وجہ سے ٹخنوں کے نیچے لٹکائے تو حرام اور مکروہ تحریمی ہے "

اور یہ جو قول ہے کہ یعنی " نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں " تو یہ جناب سلمہ بن الاکوع کا ہے یعنی سیدنا امیر المومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو " صَاحِبِی " فرمایا ہے ، اس سے مُراد حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ہیں ۔

؎ المواہب اللدنیہ ج ۵

حدیث ۱۱۷

حدثنا قتیبۃ[1] حدثنا ابو الاحوص[2] عن ابی اسحٰق[3] عن مسلم[4] بن نذیر عن حذیفۃ[5] ابن الیمان قال اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بعضلۃ ساقی او ساقہ فقال ھذا موضع الازار فان ابیت فاسفل فان ابیت فلا حق للازار فی الکعبین ۔

ترجمہ

حذیفہ بن الیمان روایت کرتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے میری یا اپنی پنڈلی کا گوشت پکڑا اور فرمایا یہ تہمد کی جگہ ہے، اگر اس پر تجھے صبر نہیں تو اس سے کچھ نیچے کرلے، اور اگر تو اس پر بھی صبر نہیں کرتا تو تہمد کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں۔

حل لغات

عَضَلَۃ ۔ پنڈلی کا گوشت ۔ کل عصب لہ لحم بکتزۃ ، ہر وہ پٹھا جو خوب پُر گوشت ہو۔

اَبَیْتَ ۔ تو نے انکار کیا ، تو نے نہ مانا تو نے صبر نہ کیا ، تو نے قناعت نہ کی ۔

تشریح

ارشاد ہے کہ "تہمد کا ٹخنوں پر کوئی حق نہیں" یعنی ٹخنوں تک تہمد نہیں پہننا چاہیے ، پاجامہ بھی اس حکم میں داخل ہے ہاں اگر کوئی معقول شرعی عذر ہو تو پھر نافرمانی نہیں ، جیسا کہ زخم ہو یا کوئی اور تکلیف ہو تو پھر اس کو محفوظ رکھنے کیلئے یا اس زخم کو گندگی وغیرہ سے بچانے کے لئے تہمد یا پاجامہ سے اسے ڈھانپ سکتا ہے ۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جبکہ مجھے دیکھا میری چادر نیچے تک لٹک رہی تھی "اے ابن عمر کپڑوں میں سے جو چیز زمین کو چھوئے وہ آگ میں ہے" حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی اسی نظافت ، نفاست ، پاکیزگی اور ستھرا رہنے کا یہ اثر تھا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا کپڑا میلا نہ ہوتا بلکہ بقول حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ :

"ان ثوبہ لا یقمل" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے کپڑے مبارک میں جوئیں نہیں پڑیں ۔

اور امام فخرالدین رازی سے نقل کرتے ہیں :-

"ان الذباب لم یقع علی ثوبہ قط ولا یمص دمہ البعوض" یقیناً کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے کپڑے پر مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی مچھر نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو کاٹا ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۱۷

۱ قتیبہ ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ ابو الاحوص ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۳ ابی اسحٰق ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲

۴ مسلم بن نذیر ۔ امام بخاری نے ادب المفرد میں تخریج کی ہے ، ترمذی ، نسائی اور ابن ماجہ نے بھی ۔

۵ حذیفہ ابن الیمان ۔ یہ اور ان کا والد دونوں بدر کی جنگ سے پہلے مسلمان ہوئے ، احد میں موجود تھے ، کان صاحب السر المصطفیٰ فی المنافقین ۔ ۳۶ھ میں فوت ہوئے ۔ ان کا باپ احد کے دن مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوگیا تو انہوں نے اس کا خون بخش دیا ۔

اور حضرت محدث وفقیہ کبیر علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل کے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ:

"ومن خواصہ ان ثوبہ لم یقمل"

"یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا خاصہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کپڑے مبارک میں جوئیں، نہیں پڑیں۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ اِزَارِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
پورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مَشْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رفتار کا تذکرہ ہے۔

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات مَشْیَۃ۔ مَشْیٌ مصدر ہے جس کا معنی چلنا، گذرنا ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رفتارِ مبارک اور اس کی حسن وخوبی کا تذکرہ ہے۔

عالم ہمہ یغمائے تو خلق جہاں شیدائے تو
آں نرگس شہلائے تو آوردہ رسمِ دلبری

حدیث ۱۱۸ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا ابن لھیعۃ[2] عن ابی یونس[3] عن ابی ھریرۃ[4] قَالَ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَاَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِیْ فِیْ وَجْہِہٖ وَمَارَاَیْتُ اَحَدًا اَسْرَعَ فِیْ مَشْیَتِہٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَاَنَّمَا الْاَرْضُ تُطْوٰی لَہٗ اِنَّا لَنُجْھِدُ اَنْفُسَنَا وَاِنَّہٗ لَغَیْرُ مُکْتَرِثٍ۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ خوبصورت اور بہتر کسی کو نہیں دیکھا، گویا کہ سورج کی شعاعیں آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روئے انور سے پھوٹ رہی ہیں اور میں نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار کبھی نہیں دیکھا گویا کہ زمین آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کیلئے

اسماء الرجال حدیث ۱۱۸

۱۔ قتیبہ بن سعید دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ ابن لھیعۃ۔ ابن عقبہ ہے الحضرمی ہے۔ ترک نے کہا صدوق ہے، العصام نے کہا کہ اس کی کتابوں کے جلنے کے بعد خلط ہو گیا تھا ۱۷۴ھ میں فوت ہوا۔

۳۔ ابی یونس۔ اس کا نام سلیم بن جبیر ہے۔ مولیٰ ابی ہریرہ ہے، ثقہ ہے۔

۴۔ ابی ہریرۃ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۹

بیٹھی جارہی تھی، ہم اپنی طرف سے پوری طاقت صَرف کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رفتار میں کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔

حل لغات نطویٰ، بیٹھی جارہی تھی۔ لَنُجْهِدُ، البتہ ہم پوری محنت ومشقت کرتے تھے۔ ہم پوری طاقت صرف کرتے تھے۔ مُكْتَرِثٍ۔ تکلف کرنا، محنت کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ میں نے جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت اور بہتر کسی کو نہیں دیکھا گویا کہ سورج کی شعاعیں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے انور سے پھوٹ رہی ہیں" علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "نبی علیہ السلام نور تھے، چاند یا سورج کی روشنی میں جب چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ چاند سورج کی طرح تاباں تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے مبارک گولائی کی طرف مائل تھا۔

(وصائل الوصول صفحہ ۲۹ اردو ترجمہ)

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "میں نے نبی علیہ السلام سے زیادہ خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی، ایسا محسوس ہوتا گویا چاند سورج آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے میں ضوفشاں ہیں، جب مسکراتے تو ایسا لگتا جیسے خوبصورت نباتات اور پودوں پر سفید موتی چمک رہے ہیں" الربیع بنت معوذ کی حدیث میں ہے جس کا اخراج دارمی نے کیا ہے فرماتی ہیں:۔

"لو رائیتہ لرایت الشمس طالعۃ" "اگر میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتی تو مجھے محسوس ہوتا کہ سورج چمک رہا ہے"

حضرت علامہ محدث کبیر عبدالرؤف صاحب المصری المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وفی حدیث ابن عباس قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوءها ولم یقم مع سراج قط اغلب ضوءہ ضوء السراج ذکرہ فی الوفاء باسانیدہ۔

(جمع الوسائل ج ۱ صفحہ ۱۷۶ حاشیہ)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا" اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج کی ضیاء بار کرنوں میں کھڑے نہ ہوتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال وجلال آفتاب سے کہیں زیادہ تجلیاں بکھیرتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا آفتاب پر غالب رہتا" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی دیئے کی روشنی میں کھڑے ہوتے مگر آپ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے نور کی چاندنی اتنی نکھرتی کہ چراغ کی
روشنی ماند پڑ جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور
کا ضوپاش ماہتاب چراغ پر غالب رہتا۔

حضرت فقیہہ اعظم استاد المحدثین مولٰنا علی القاری رحمۃ الباری ابن جوزی سے نقل فرماتے ہیں۔

وفی حدیث ابن عباس لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضوؤہ ضوءَ الشمس ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوؤہ ضوءَ السراج" (جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۷۶)

میرے محترم محمد عبدالقیوم صاحب ضیاء سلیمی نے ان فقروں کا کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

کھڑے ہوئے نہ کبھی آفتاب رخشاں میں ۔۔۔ مگر جمال جبیں آفتاب پر رہا غالب
دیئے کے پاس کھڑا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا ۔۔۔ چراغ رُخ تھا مگر ماہتاب پہ غالب

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

اے چہرۂ زیبائی تو رشک بتانِ آذری ۔۔۔ ہر چند وصفت می کنم لیکن ازاں بالاتری
آفاق ہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام ۔۔۔ بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیزے دیگری
ہرگز نیاید در نظر صورت ز رویت خوبتر ۔۔۔ شمسی ندانم یا قمر یا زہرۂ یا مشتری

حدیث ۲ / ۱۱۹ حدثنا علی[۱] بن حجر وغیر[۲] واحد قالوا حدثنا عیسیٰ[۳] بن یونس عن عمر[۴] ابن عبداللہ مولیٰ غفرۃ حدثنی ابراھیم[۵] بن محمد من ولد علی[۶] بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ إِذَا مَشَىٰ تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِي صَبَبٍ.

ترجمہ ابراہیم بن محمد فرماتے ہیں کہ جس وقت جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک بیان فرماتے تو فرماتے کہ جب چلتے تو زمین پر سے پاؤں زور کے ساتھ اٹھاتے گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر سے نیچے کی طرف اتر رہے ہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۲ / ۱۱۹
۱؎ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲؎
۲؎ وغیر واحد۔ ایضاً
۳؎ عیسیٰ بن یونس۔ دیکھو حدیث ۲؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳؎
۴؎ عمر بن عبداللہ مولیٰ غفرہ۔ دیکھو حدیث ۲؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵؎
۵؎ ابراہیم بن محمد من ولد علی ابن ابی طالب۔ دیکھو حدیث ۲؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶؎

حل لغات وَصَفَ ۔ تعریف کرنا، صفت بیان کرنا، حلیہ بیان کرنا ۔ تَقَلَّعَ ۔ مضبوط قدم لیتے ۔ یَنْحَطُّ ۔ قدم اٹھاتے تھے، چلتے تھے ۔ حَطّ کے معنی اُوپر سے نیچے اُترنا ۔ انحطاط، النزول، واصلہ الانحدار من علو الی اسفل ۔ صَبَبٍ ، نشیب ۔ صَبٌّ ۔ نیچے اُترنا ۔ الصبب ما انحدر من الارض ۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حُلیہ مبارک کے باب میں گذر چکی ہے ۔

حدیث ۳ / ۱۲۰ حدثنا سفیٰن بن وکیع[1] قال حدثنا ابی[2] عن المسعودی[3] عن عثمان[4] بن مسلم بن ھرمز عن نافع[5] بن جبیر بن مطعم عن علی[6] ابن طالب رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اِذَا مَشٰی تَکَفَّاَ تَکَفُّؤًا کَاَنَّمَا یَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ ۔

ترجمہ امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب چلتے تھے تو بلا رکاوٹ آگے کو جُھکے ہوئے چلتے تھے، گویا نشیب کی طرف قدم اٹھا رہے ہیں ۔

حل لغات تَکَفَّاَ ۔ بغیر رکاوٹ کے، آگے کو جُھکا ہُوا ، قدم بقدم چلنا ۔

تشریح اس حدیث کی شرح باب ماجآء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ۲ میں دیکھیے ۔

بَابُ مَاجَآءَ فِی مَشْیَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پُورا ہوگیا ۔

اسماء الرجال حدیث ۳ / ۱۲۰
۱ سفیان بن وکیع دیکھیے حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابی ۔ دیکھیے حدیث ۱۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ المسعودی دیکھیے حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۳
۴ عثمان بن مسلم بن ہرمز دیکھیے حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۴
۵ نافع بن جبیر بن مطعم دیکھیے حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵
۶ علی ۔ دیکھیے حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۶

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کپڑے کے بیان میں ہے، جس سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس پر تیل لگانے کے بعد باندھتے تھے۔

(اس باب میں ایک حدیث ہے)

حل لغات تَقَنُّعٌ۔ کپڑے میں لپٹنا۔ بتکلف قناعت کرنا، ہتھیار بند ہونا۔ تقنعت المرأۃ بالقناع۔ عورت کا دوپٹہ اوڑھنا۔

تشریح اس باب میں صاحب شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے اُس رومال یا کپڑے کا ذکر کیا ہے جس کو حضور پاک امام الانبیاء سید الکل حضرت احمد مجتبیٰ سیدنا و شفیعنا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سرِ اقدس پر تیل ملنے کے بعد باندھتے تھے اور اس رومال یا کپڑے کے اُوپر عمامہ مبارک باندھتے تاکہ تیل کی چکناہٹ سے عمامہ اور دوسرے کپڑے محفوظ رہیں۔

حدیث ۱۲۱ ع۱ حدثنا یوسف[۱] بن عیسیٰ حدثنا وکیع[۲] حدثنا الربیع[۳] بن صبیح عن یزید[۴] بن ابان عن انس[۵] بن مالک قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُکْثِرُ الْقِنَاعَ کَانَ ثَوْبُہٗ ثَوْبُ زَیَّاتٍ۔

حل لغات اَلْقِنَاعُ۔ دوپٹہ، رومال، سربند۔
زَیَّاتٌ۔ تیلی۔ تیل بیچنے والا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ القناع کو اکثر استعمال فرماتے تھے۔ یہ کپڑا گویا تیل میں بھیگا ہوا ہوتا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲۱ ع۱

ع۱ یوسف بن عیسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱۹ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

ع۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ع۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ الربیع بن صبیح۔ دیکھو حدیث ع۴ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ یزید بن ابان۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

تشریح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی نفاست پسند اور نظافت پسند طبیعت شریف کے مالک تھے، اسی لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سرِاقدس پر تیل وغیرہ ملتے تو اس کے لئے ایک الگ کپڑا رکھا ہوا تھا جس سے سرِاقدس کو لپیٹ لیتے، تاکہ عمامہ مبارک یا کلاہِ مبارک یا دوسرے کپڑے چکناہٹ سے محفوظ رہیں، اور یہ کپڑا کثرت استعمال سے تیل کے ساتھ لتھڑ گیا تھا۔ باوجود اتنی چکناہٹ ہونے کے بقول محدث سہارنپوری جناب زکریا صاحب" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں یہ شمار کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کپڑا میلا نہ ہوتا تھا، نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑوں میں جوں پڑتی تھی، نہ کھٹمل خون چوس سکتا تھا" (قاری)

علامہ رازی سے مناوی نے نقل کیا ہے کہ مکھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے پر کبھی نہیں بیٹھی "(خصائلِ نبوی ص۱۰۱)

باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ع۷ میں بھی یہ حدیث گذر چکی ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَقَنُّعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پورا ہوگیا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ جِلْسَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹھنے کی ہیئت کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات جِلْسَة۔ بکسر جیم۔ بیٹھنے کی ہیئت۔

تشریح اس باب میں حضور سید الکائنات، سرورِ عالم وعالمیان، احمد مجتبیٰ، حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹھنے یعنی تشریف فرمانے کی مختلف ہیئتوں کا ذکر ہے۔

ہر ایسے طریقہ یا ہیئت پر بیٹھنا جس سے غرور، کبر اور نخوت ظاہر نہ ہو بلکہ عاجزی، انکساری اور درماندگی نمایاں ہو، علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین نے جائز لکھا ہے۔

چونکہ عرب لوگ اکثر تہمد (لنگی) باندھتے تھے اس لئے ایسے طریقہ یا ہیئت پر بیٹھنا جس سے کشف ستر ہو۔ علماء نے منع لکھا ہے اور اگر کشف ستر نہ ہوتا ہو تو جائز ہے۔

حدیث ۱/۱۲۲ حدثنا عبد[1] بن حمید انبانا عفان[2] بن مسلم حدثنا عبد[3] اللہ بن حسان عن جدتیہ[4] عن قیلۃ[5] بنت مخرمۃ انھا رأت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المسجد وھو قاعد القرفصاء قالت فلما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المتخشع فی الجلسۃ ارعدت من الفرق ۔

ترجمہ قیلہ بنت مخرمہ سے روایت ہے یہ کہ اس نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد قرفصاء بیٹھے ہوئے دیکھا، وہ فرماتی ہیں سو جس وقت میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ بڑے خشوع کے ساتھ تشریف فرما تھے میں ڈر کے مارے کانپنے لگی۔

حل لغات القرفصاء ۔ دونوں رانیں کھڑی کرکے دونوں ہاتھوں سے ان کا احاطہ کرے اور دونوں سرین پر بیٹھے۔ اکڑوں بیٹھنا اور ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھنا' کہتے ہیں "قعد القرفطی والقرفصاء" وہ اکڑوں بیٹھا۔ ارعدت ۔ میں لرز گئی۔ کانپنے لگی۔ الفرق ۔ ڈر۔ خوف۔

تشریح ارشاد ہے "حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسجد میں قرفصاء بیٹھے ہوئے دیکھا" قرفص بیٹھنے کا طریقہ علماء نے یہ لکھا ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"والقرفصاء قعدہ مخصوصۃ علی الالیتین متکئا ویلصق بطنہ بفخذیہ ویتابط کفیہ"

قرفصا کے معنی ہیں دونوں سرین پر ٹیک لگاکر بیٹھنا، دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ لگالینا اور دونوں ہتھیلیوں سے ان کو مضبوط کھڑا کرنا۔

جناب مولینا محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں:۔

"عبارت است نشستن بر دو سرین وچسپانیدن ہر دو ران بشکم وجمع کردن ہر دو دست بوجہی کہ ہر دو ساق را قائم نگہدارد"

یعنی دونوں سرین پر بیٹھنا اور دونوں رانوں کو پیٹ کے ساتھ ملا دینا اور دونوں ہاتھوں سے دونوں پنڈلیوں کو مضبوط رکھنا تاکہ وہ کھڑی رہیں۔

اس طرح کے بیٹھنے کو اردو میں اکڑوں بیٹھنا یا گوٹ مار کر بیٹھنا کہتے ہیں۔ عرب کے دیہاتی لوگ اسی طرح بیٹھتے تھے اور وہ اپنا کپڑا بجائے ہاتھوں کے ٹانگوں کے گرد لپیٹتے تھے۔ مولینا محمد عاقل صاحب یہ معنی بھی تحریر فرماتے ہیں:۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲۲

[1] عبد بن حمید دیکھیے حدیث ۷ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] عفان بن مسلم دیکھیے حدیث ۱۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[3] عبد اللہ بن حسان دیکھیے حدیث ۵۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

[4] جدتیہ دیکھیے حدیث ۵۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

[5] قیلہ بنت مخرمہ دیکھیے حدیث ۵۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

"وابن مہدی گفتہ کہ قرفصاء عبارت است نشستن بر دو زانو کہ در حالتے کہ سر خود برد متصل ساختن شکم بمدوران و نہادن ہر کدام از کف دست زیر بغل"

"اور ابن مہدی نے کہا کہ قرفصا عبارت ہے اس سے کہ دونوں زانوں پر بیٹھنا اس ہیئت کے ساتھ کہ دونوں زانوں پر سر نیچے جھکا ہوا ہو یہاں تک کہ پیٹ کے ساتھ متصل ہوگیا ہو اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں بغل کے اندر ہو۔"

ارشاد ہے "جس وقت میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو وہ بڑے خشوع کے ساتھ تشریف فرما تھے تو میں ڈر کے مارے کانپنے لگی" یعنی حضور سید دو عالم کے اس وقت بیٹھنے کی ہیئت اور قلب مبارک پر توجہ کاملہ، ماسوا اللہ سے قطع نظر کی وجہ سے اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس مہبط انوار الٰہی اور مرکز تجلیات ربانی بنا ہوا تھا، یہی وجہ تھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس وقت کیفیات کا یہ اثر تھا کہ قیلہ بنت مخرمہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلالت اور ہیبت کی بدولت لرزہ براندام ہوگئیں۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اسی مقام پر تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"بہ نہایت خشوع نشستہ و سر بمراقبہ فرو بردہ و چشم از ماسوی اللہ پوشیدہ لرزانیدہ شدم از خوف و فزع کہ ناشی بود از آنچہ بر آنحضرت دراں ہنگام مستولی شدہ بود از عظمت و مہابت و جلالت"

"یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی خشوع سے تشریف فرما تھے اور سر اقدس مراقبہ میں ڈالے ہوئے اور ماسوی اللہ سے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ خوف اور گھبراہٹ سے مجھ پر لرزہ طاری ہوگیا، یہ اس وجہ سے کہ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ عظمت مہابت اور جلالت کا انتہائی غلبہ تھا۔"

جناب البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"والتفعل لیس للتکلف بل لزیادۃ المبالغۃ فی الخشوع"

"اور تفعل تکلف کے لئے نہیں بلکہ زیادتی مبالغہ کے لئے خشوع میں"

یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ صیغہ تَفَعُّل جو کہ تَخَشُّع میں ہے تکلیف کیلئے نہیں ہے بلکہ زیادتی مبالغہ کے لئے اور کمال تخشع کے لئے ہے جیسا کہ مُتَوَحِّد، مُتَقَدِّس اور مُتَکَبِّر ہے۔

حدیث ۲ ۱۲۳ حدثنا سعیدؓ بن عبد الرحمٰن المخزومی وغیرُ واحدٍ قالوا حدثنا سفیٰنؓ عن الزھریؓ عن عبّادؓ ابن تمیم عن عمّہؓ اَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مُسْتَلْقِیًا فِی الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی ۔

ترجمہ عبادؓ بن تمیم اپنے چچا یعنی عبد اللہ بن زید بن عاصم سے روایت کرتے ہیں یہ کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے ہوئے تھے۔

حل لغات مُسْتَلْقِیًا ۔ چت لیٹے ہوئے تھے۔ اِسْتَلْقٰی ۔ چت لیٹنا ۔ چت سونا ۔

تشریح ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایک پاؤں پر دوسرا پاؤں رکھے ہوئے تھے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لیٹے ہوئے پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے تھے، اس طرح لیٹنا اور پاؤں پر پاؤں رکھنا منع نہیں ہے اس لئے کہ اس طرح لیٹنے سے یا پاؤں پر پاؤں رکھنے سے کشف ستر نہیں ہوتا اور وہ جو مسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ "عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قال لا یستلقین احدکم ثم یضع احدیٰ رجلیہ علی الاخریٰ"۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چت لیٹ کر ایک پاؤں کھڑا کر کے دوسرا پاؤں کھڑے گھٹنے پر نہ رکھے اس حالت میں لیٹنا منع ہے کیونکہ اس ہیئت میں کشف ستر کا خطرہ ہے، ہاں اگر تہبند نہ باندھا ہو، اور پائجامہ پہنا ہو تو پھر چونکہ کشف ستر کا اندیشہ نہیں تو اس طرح بھی لیٹنے سے علماء نے منع نہیں فرمایا۔ جناب حضرت محدث کبیر مولینا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر فرمود کہ مناسب ایں حدیث بباب مذکور تام است زیرا کہ دروی دلیل است برجواز جلوس برہمہ کیفیات بطریق اولیٰ از جہت آنکہ استلقاء فروتر از جلوس است۔ پس ہرگاہ استلقا جائز باشد نشستن بہر کیف اولیٰ واللہ اعلم" (حلاوۃ المتعلمین)

"شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ اس باب کے ساتھ یہ حدیث پوری مناسبت رکھتی ہے اس لئے اس میں تمام کیفیات پر بیٹھنے کے جواز کی دلیل پائی جاتی ہے اس وجہ سے کہ چت لیٹنا بیٹھنے سے فروتر ہے لہٰذا جبکہ چت لیٹنا جائز ہوا تو تمام کیفیات پر بیٹھنا اولیٰ ہے واللہ اعلم"۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲۳

۱؎ سعید بن عبد الرحمٰن المخزومی ثقہ ہے۔ اخرج حدیثہ الترمذی والنسائی۔

۲؎ غیر واحد بہت سے شیوخ سے روایت کرتے ہیں۔ ای کثیر من المشائخ۔

۳؎ سفیان۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲؎

۴؎ الزہری۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۴؎

۵؎ عباد بن تمیم المزنی ہے۔ ھو الانصاری ہے ثقہ ہے۔ ثقۃ عند النسائی۔

۶؎ عمہ۔ ان کا نام عبد اللہ بن زید بن عاصم ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔ یہ کہا گیا ہے کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس نے مسلمۃ الکذاب کو قتل کیا تھا۔

حدیث ۱۲۴/۳ حدثنا سلمۃ[1] بن شبیب انبانا عبداللہ[2] بن ابراھیم المدنی حدثنا اسحٰق[3] بن محمد الانصاری عن ربیح[4] بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید عن ابیہ[5] عن جدہ ابی سعید[6] الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا جلس فی المسجد احتبی بیدیہ۔

ترجمہ ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بیٹھتے، تو گوٹ مار کر تشریف فرما ہوتے۔

حل لغات احتبی بیدیہ۔ اپنے دونوں ہاتھوں سے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ سے جکڑ لیتے۔ اِحتبآء سے ہے اس کے معنی ایک کپڑے سے یا ہاتھوں سے اپنے پاؤں اور پیٹ کو ملا کر پیٹھ سے جکڑ لینا ہے۔

تشریح یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرین کے بل بیٹھتے تو اپنے شکم سے دونوں پنڈلیوں کو اکٹھا کر لیتے اور پھر ان کو دونوں ہاتھوں سے یا کمربند سے یا عمامہ سے یا چادر وغیرہ سے باندھ لیتے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان اذا صلی الفجر تربع فی مجلسہ حتی تطلع الشمس"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز فجر ادا فرما لیتے تو چار زانو تشریف فرما رہتے یہاں تک کہ سورج نکل آتا۔

باب ماجآء فی جلسۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہو گیا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲۴/۳

[1] سلمۃ بن شبیب۔ ابن شبیب ثقہ ہے، کہ مکرمہ میں قیام رکھا تھا۔ خرج لہ مسلم والاربعۃ۔

[2] عبداللہ بن ابراھیم المدنی صاحب جمع الوسائل لکھتے ہیں۔ متروک الحدیث ہے بلکہ ابن حبان نے تو نسبہ الی الوضع لکھا ہے لیکن اخرج حدیثہ ابوداؤد والترمذی (ص ۱۸۰ ج ۱)

[3] اسحٰق بن محمد الانصاری۔ مجہول ہے یعنی غیر معروف ہے اخرج حدیثہ ابوداؤد وابن ماجہ۔

[4] ربیح بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید۔ مقبول ہے۔ اخرج حدیثہ ابوداؤد وابن ماجہ ان کا نام سعید ہے اور لقب ربیح ہے۔

[5] ابیہ یعنی عبدالرحمٰن

[6] ابی سعید الخدری۔ دیکھو حدیث

[7] باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تُکَأَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تکیہ کا ذکر ہے۔

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات تُکَاءَۃٌ - بروزن هُمَزَۃٌ ہے جس کے معنی تکیہ، بہت تکیہ لگانے والا، اور فرش پر بچھونا بچھاکر آرام سے بیٹھنا وغیرہ کے آتے ہیں۔ اس کا اصل وُکَاءَۃٌ ہے واؤ ت سے بدل دیا گیا ہے۔

تشریح اس باب میں حضور سید الکائنات، سرور عالم و عالمیان، شفیع المذنبین، صاحب خلق عظیم، محبوب رب العالمین، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے وقت بیٹھنے کی ہیئت بیان کی گئی ہے۔

حدیث [1] ۱۲۵ حدثنا عباس[1] بن محمد الدوری البغدادی حدثنا اسحٰق[2] بن منصور عن اسرائیل[3] عن سماک[4] بن حرب عن جابر[5] بن سمرۃ قال رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم متکئًا علٰی وسادۃٍ علٰی یسارہٖ۔

ترجمہ جناب جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگائے دیکھا۔

حل لغات وِسَادَۃٌ - تکیہ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲۵

ع۱ عباس بن محمد الدوری البغدادی مولیٰ بنی ہاشم ہے۔ ثقہ ہے حافظ ہے۔ خرج لہ الاربعۃ۔ ابن معین نے کہا عباس صدیقنا وحبیبنا اور اصم نے کہا لم ار فی مشائخی احسن منہ۔ عراق کے دارالحکومت بغداد شریف میں الدور ایک محلہ ہے اس کی مناسبت کی وجہ سے آپ کو الدوری البغدادی کہا جاتا ہے۔ ۲۷۱ھ میں فوت ہوئے۔

ع۲ اسحٰق بن منصور دیکھو حدیث ۷ باب فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۱۔

ع۳ اسرائیل دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۳۔

ع۴ سماک بن حرب دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴۔

ع۵ جابر بن سمرہ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۵۔

تشریح حضرت جابر بن سمرہ کا یہ ارشاد کہ" میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بائیں جانب تکیہ پر ٹیک لگائے دیکھا" امر اتفاقی ہے کوئی تخصیص نہیں ہے۔ بائیں جانب ہو یا دائیں دونوں طرف تکیہ پر ٹیک لگانا جائز ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل میں تحریر فرماتے ہیں۔

وهو لبيان الواقع لا للتقييد فيجوز الاتكاء على الوسادة يمينا ويسارا ۔

حدیث ۲/۱۲۶ حدثنا حميد[1] بن مسعدة حدثنا بشر[2] بن المفضل حدثنا الجريري[3] عن عبد[4] الرحمن بن ابي بكرة[5] عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا احدثكم باكبر الكبائر قالوا بلى يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال الاشراك بالله وعقوق الوالدين قال وجلس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان متكئا قال وشهادة الزور او قول الزور قال فما زال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقولها حتى قلنا ليته سكت ۔

ترجمہ ابی بکرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آیا تمہیں گناہ کبیرہ میں سے کچھ کبیرہ گناہوں کا بیان نہ کروں، صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ ابی بکرہ فرماتے ہیں (اسوقت) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے، فرمایا اور جھوٹی گواہی دینا یا جھوٹی بات کہنا راوی کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملہ کا بار بار تکرار فرمایا یہانتک کہ ہم نے کہا کاش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب خاموش ہو جائیں

حل لغات
عُقُوْقٌ ۔ نافرمانی کرنا۔ سرکشی کرنا۔
زُوْرٌ ۔ جھوٹی گواہی ۔ جھوٹی بات ۔

تشریح ارشاد ہے" اَلَا اُحَدِّثُکُمْ" آیا تمہیں بیان نہ کرو، ایک روایت صحیحہ میں" الا اخبركم" آیا ہے اور ایک دوسری روایت میں" اَلَا اُنَبِّئُکُمْ" آیا ہے، ان سب کے ایک ہی معنی ہیں، جناب علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں" ومعنى الكل واحد"

کبیرہ گناہ بہت ہیں اور علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی تصانیف میں ان کو تفصیل سے لکھا ہے اور بعض نے

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۲۶

ع۱ حمید بن مسعدہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ بشر بن المفضل۔ دیکھو حدیث ۲/۱۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ الجریری۔ دیکھو حدیث ۸/۶۵ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ عبد الرحمٰن بن ابی بکرہ۔ بصرہ میں یہ پہلے مسلمان بچے تھے جو پیدا ہوئے تابعی ہیں، اکابرین سے حدیث شریف سماعت کی اور اکابر تابعین نے ان سے روایت کی ہے۔ آپ کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔ روی لہ الجماعۃ۔

ع۵ ابی بکرہ۔ آپ کا نام نفیع بن الحارث ہے۔ مشہور صحابی ہیں کنیت ابی بکرہ ہے۔

تو ان پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اس مقام پر صاحبِ شمائل ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کی اس کیفیت اور ہیئت کا ذکر فرمایا ہے جو کہ اس باب سے تعلق رکھتی ہے یعنی جس وقت حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبیرہ گناہوں کو بیان فرما رہے تھے تو ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ اسی لئے علماءِ محققین نے لکھا کہ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ذکر کرنا یا درس دینا جائز ہے اور ادب کے منافی نہیں ہے۔ علامہ محمد بن ابراہیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"ویوخذ من الحدیث جواز ذکر اللہ وافادۃ العلم متکئا وان ذالک لاینافی فی کمال الادب"

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ارشاد ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بار بار اس جملہ کو دہراتے رہے "شہادۃ الزور او قول الزور" جھوٹی شہادت یا جھوٹی بات (یہ شک راوی کو ہے) آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جملہ کے تکرار سے ہم گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ "کاش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اب خاموش ہو جائیں" شارحین فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا یہ مطلب ہے کہ بار بار تکرار کرنے سے کہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعتِ مبارکہ پر گرانی واقع نہ ہو جائے یا اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسے کلمات نہ نکل جائیں جو کہ نزولِ بلا کا سبب بن جائیں۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

"مبادا کہ تشویش ومشقت بذات مبارک راہ یابد۔ یا۔ آنکہ مبادا بر زبان مبارک چیزے جاری گردد کہ باعثِ نزولِ بلا شود۔"

حدیث ۳ ع۱۲۷ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا شریک[2] عن علی[3] بن الاقمر عن ابی جحیفۃ[4] قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَّا اَنَا فَلَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا۔

ترجمہ ابی جحیفہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یقیناً میں جو ہوں تو ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔

حل لغات اَمَّا۔ یہ حرف شرط اور تفصیل ہے' نیز مجرد تاکید کے لئے بھی آتا ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "اَمَّا ھنا لمجرد التاکید' وان کانت للتفصیل مع التاکید غالبًا"

تشریح ارشاد ہے "یقیناً میں جو ہوں" یہ اس لئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی واتباع کی جائے۔ یہ ایک

اسماء الرجال حدیث ۳ ع۱۲۷
ع۱ قتیبہ بن سعید دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱۔
ع۲ شریک۔ دیکھو حدیث ع۴۹ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳
ع۳ علی بن الاقمر بن عمرو الودعی ہے ثقہ ہے کوفی ہے تقدمن الرابعۃ' خرج لہ الجماعۃ۔
ع۴ ابی جحیفہ دیکھو حدیث ع۱۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

تاکید کا امر ہے۔ اَمّا اکثر مجمل کلام کی تفصیل کے لئے آیا کرتا ہے اور کبھی مجرد تاکید کے لئے بھی آتا ہے جیسا کہ یہاں ہے۔ شارحین نے تحریر فرمایا ہے کہ ٹیک لگانے کی چار صورتیں ہیں اور چاروں اس کے ضمن میں آتی ہیں۔ (۱) دونوں یا ایک پہلو پر تکیہ لگا کر بیٹھے۔ (۲) دونوں ہاتھوں میں سے ایک کو زمین پر رکھ کر ٹیک لگائے (۳) چوکڑی مار کر کسی گدے وغیرہ پر بیٹھے۔ (۴) کمر (پشت) دیوار یا تکیہ وغیرہ سے لگا کر بیٹھے۔ یہ چاروں قسم کھانے کے درمیان مذموم ہیں، اس لئے ان میں تکبر کا اظہار ہوتا ہے۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

" وسنت در خوردن آنست کہ مائل باشد بطعام و منحنی شود بر آں"

یعنی" کھانے میں سُنّت طریقہ یہ ہے کہ کھانے پر جھکا اور اس پر منحنی (ٹیڑھا) ہو۔"

لیٹ کر کھانا بھی مکروہ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ کھڑے ہو کر کھانا مکروہ تنزیہی ہے اور بیٹھ کر کھانا افضل ہے۔ صاحب الاتحافات الربانیہ احمد عبد الجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں :-

"وکانت جلسة رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وقت الاکل کلها ادب واحترام، فتارة یجلس علی صدر قدمیه، وتارة یجلس ناصبا رجله الیمنی وجالسا علی الیسری"

یعنی" حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا کھانا کھانے کے وقت بیٹھنا سب کا سب ادب واحترام کا طریقہ ہے، کبھی تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم دونوں پاؤں کی ہتھیلیوں پر بیٹھتے اور کبھی داہنے پاؤں کو کھڑا کر کے اور بائیں پاؤں کو لٹا کر اس پر بیٹھتے "

حدیث ۱۲۸/۴ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی حدثنا سفیٰن[3] عن علی[4] بن الاقمر قال سَمِعْتُ اَبَا جُحَیْفَةَ[5] یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لَا اٰکُلُ مُتَّکِئًا۔

ترجمہ علی بن الاقمر کہتا ہے کہ میں نے ابی جحیفہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ رسُول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں کھانا نہیں کھاتا اس حال میں کہ ٹیک لگائے ہوں۔

تشریح اس حدیث شریف کے متن میں حدیث شریف ۱۲۷/۳ کے متن کی یہ عبارت اَمّا انا نہیں ہے باقی تشریح ۱۲۷/۳ والی

اسماء الرجال حدیث ۱۲۸/۴

۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۱/۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی نعلة النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

۴ علی بن الاقمر۔ دیکھو حدیث ۱۲۷/۳ باب ہذا

۵ ابا جحیفہ۔ دیکھو حدیث ۲/۴۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

حدیث شریف میں ملاحظہ فرمائیں۔

حدیث ۵ / ۱۲۹ حدثنا یوسف[1] بن عیسیٰ حدثنا وکیع[2] حدثنا اسرائیل[3] عن سماک[4] بن حرب عن جابر[5] بن سمرۃ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم متکئًا علیٰ وسادۃٍ
قال ابوعیسیٰ لم یذکر وکیع علیٰ یسارہ ھکذا روی غیر واحد عن اسرائیل۔ نحو روایۃ وکیع ولا نعلم احدا روی فیہ علیٰ یسارہ الا ما روی اسحٰق بن منصور عن اسرائیل۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دیکھا کہ تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔

تشریح اس باب کی پہلی حدیث جو کہ جابر بن سمرہ ہی سے روایت ہے گذر چکی ہے۔ اس حدیث شریف میں "متکئًا علیٰ وسادۃ علیٰ یسارہ" آیا ہے اور اس حدیث شریف میں "علیٰ یسارہ" نہیں ہے۔ حضرت ابوعیسیٰ (صاحب شمائل شریف) فرماتے ہیں کہ وکیع نے "علیٰ یسارہ" ذکر نہیں کیا ہے اور اسی طرح یعنی وکیع کی روایت کی طرح اور بھی بہت سے اصحاب نے اسرائیل سے بھی روایت کیا ہے اور ہم کسی ایک کو نہیں جانتے کہ اس نے اس بارے میں "علیٰ یسارہ" کے ساتھ ذکر کیا ہو مگر وہ روایت جو کہ اسحٰق بن منصور نے اسرائیل سے روایت کی ہے۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ تُکَاءَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم
پورا ہوگیا۔

○

اسماء الرجال حدیث ۵ / ۱۲۹

[1] یوسف بن عیسیٰ۔ دیکھیو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۱
[2] وکیع۔ دیکھیو حدیث ۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲
[3] اسرائیل۔ دیکھیو حدیث ۲ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۳
[4] سماک بن حرب۔ دیکھیو حدیث ۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۴
[5] جابر بن سمرہ۔ دیکھیو حدیث ۵ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِي اِتِّكَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے اپنے صحابہ پر ٹیک لگانے کے بیان میں ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات | اِتِّکَاءَ ۔ سہارا لے کر بیٹھنا، پہلو کا کسی چیز سے سہارا لگانا۔ اہلِ عروض کی اصطلاح میں حشو اور فضول چیز کو الاتکاء کہتے ہیں۔

تشریح | اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، صاحب شفاعتِ کبریٰ، عالم علوم اولین وآخرین، احمدِ مجتبیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اپنے صحابی پر سہارا لے کر بیماری کے عالم میں باہر تشریف فرما ہونے کا ذکر ہے۔ اسی لئے صاحب شمائل شریف رحمۃ اللہ علیہ نے اسے الگ عنوان کے تحت لکھا ہے۔

حدیث ۱/۱۳۰ | حدثنا عبدُ[1] اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا عمرو[2] بن عاصم حدثنا حماد[3] بن سلمۃ عن حمید[4] عن انس[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم کَانَ شَاکِیًا فَخَرَجَ یَتَوَکَّاءُ عَلٰی اُسَامَۃَ وَعَلَیْہِ ثَوْبٌ قِطْرِیٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِہٖ فَصَلّٰی بِھِمْ۔

ترجمہ | جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے، پس باہر تشریف لائے اس حال میں کہ جناب اسامہ رضی اللہ عنہ پر سہارا لئے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر یمنی چادر تھی جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لپٹے ہوئے تھے، سو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو اسی حالت میں نماز پڑھائی۔

حل لغات | شَاکِیًا ۔ علیل۔ بیمار۔ الشکوی کانت من المرض۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۳۰

۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۲ عمرو بن عاصم۔ دیکھو حدیث ۲/۳۸ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲

۳ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۳/۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳

۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۲/۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳

۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۵

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

تشریح اس حدیث کی تشریح باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ۶/۵۸ میں دیکھ لیجئے۔

حدیث ۲/۱۳۱ حدثنا عبد اللہ[۱] بن عبد الرحمٰن حدثنا محمد[۲] بن المبارک حدثنا عطاء[۳] بن مسلم الخفاف الحلبی حدثنا جعفر[۴] بن برقان عن عطاء بن ابی رباح عن الفضل[۶] بن عباس قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ مَرَضِہِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ وَعَلٰی رَأْسِہٖ عِصَابَۃٌ صَفْرَآءُ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ یَا فَضْلُ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اشْدُدْ بِھٰذِہِ الْعِصَابَۃِ رَأْسِیْ قَالَ فَفَعَلْتُ ثُمَّ قَعَدَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ عَلٰی مَنْکِبِیْ ثُمَّ قَامَ وَدَخَلَ فِی الْمَسْجِدِ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ۔

ترجمہ فضل بن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار تھے اور اسی بیماری کے عالم میں ہی وصال فرمایا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر زرد پٹی بندھی ہوئی تھی، میں نے سلام عرض کیا۔ پس ارشاد فرمایا اے فضل۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حاضر ہوں"۔ ارشاد فرمایا "اس پٹی سے میرا سر مضبوط باندھو"۔ راوی کہتا ہے پس میں نے اسی طرح کیا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بیٹھ گئے اور میرے مونڈھے پر اپنا ہاتھ رکھا، پھر اُٹھے اور مسجد میں تشریف لائے۔ اور حدیث میں مفصل قصہ ہے۔

حل لغات عِصَابَۃٌ۔ پٹی، رومال، مندیل، عمامہ۔
صَفْرَآءُ۔ زرد۔

تشریح ارشاد ہے "سر اقدس پر زرد پٹی بندھی ہوئی تھی" اگرچہ عصابۃ کا ترجمہ عمامہ بھی ہے مگر یہاں پر وہ خرقہ مراد ہے جس سے سر کو باندھا جاتا ہے۔ اسی لئے جناب فضل کو اس کے سخت باندھنے کا ارشاد فرمایا تاکہ شدت درد کا احساس کم ہو جائے، علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بیان فرمایا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس طرح سر اقدس کا باندھنا کمال اور توکل کے منافی نہیں ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۳۱
۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، سمعیہ حدیث ۱/۱۲۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ محمد بن المبارک۔ الصوری القلانسی القرشی ہے۔ ایک ثقہ من العاشرۃ۔ ایک جماعت نے ان سے تخریج کی ہے
۳ عطاء ابن مسلم الخفاف الحلبی کوفی ہے، حلب میں رہا۔ ابوداؤد نے ضعیف کہا، خرج لہ النسائی وابن ماجہ۔ قال ابو ہمام ثم منزل دمشق لا یحتج بہ۔
۴ جعفر بن برقان بن عبد اللہ الکلابی الرقی ہے۔ ابن معین نے ثقہ کہا، خرج لہ البخاری فی تاریخہ والجماعۃ۔
۵ عطاء ابن ابی رباح، تابعی ہے ابو محمد القرشی ہے۔ عبادلہ اربعہ اور عائشہ صدیقہ سے سماع کیا ہے۔ امام ابو حنیفہ لیث جلیل ہے اور ایک بڑے گروہ نے اس سے سماع کیا ہے۔
۶ الفضل بن عباس صحابی ہے رسول کے چچا کا بیٹا ہے۔ خرجلہ الستہ۔

"ویوخذ من ذالک ان شد العصابة على الرأس لاينافى الكمال والتوكل لان فيه اظهار الافتقار والمسكنة"

شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غالباً کبھی کسی کا سہارا نہیں لیا، سوائے اس بیماری کے عرصہ میں جو کہ ایک خاصی ضرورت تھی۔ صاحب اتحافات الربانیہ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی مصری رقمطراز ہیں:-

"ومنه نعلم ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان لايتكئ غالباً الا لضرورة"

صاحب شمائل فرماتے ہیں کہ "اور حدیث میں مفصل قصہ ہے" یہ تمام واقعہ جس کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں وہ باب وفات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود ہے، انشاء اللہ وہاں بیان کیا جائے گا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اِتِّکَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ اَکْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے طریقہ کے بیان میں ہے

(اس باب میں پانچ احادیث ہیں)

حل لغات صِفَةٌ ۔ تعریف کرنا ۔ صفت بیان کرنا ۔ اَکْل ۔ کھانا ۔ اکل عبارت است از ادخال خیر مائع از فم بسوئے معدہ ۔

تشریح اس باب میں حضور سرور کون ومکان ، امام الانبیاء ، سید عالم وعالمیان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کا ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح بیٹھ کر اور دائیں ہاتھ کی کن انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے ۔ نیز پھر کھانا کھا کر انگلیوں کو صاف فرماتے ۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ پونچھنے سے پہلے انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے اور پھر کسی کپڑے کے ساتھ ہاتھ صاف کر لیا کرتے تھے ۔ حدیث شریف میں آیا ہے ۔

"فَلَا یَمْسَحُ یَدَہٗ حَتّٰی یَلْعَقَھَا اَوْ یُلْعِقَھَا" "اپنا ہاتھ کھانا کھا چکنے کے بعد نہ پونچھے جب تک اس کو چاٹ نہ لے یا کسی اور کو نہ چٹا دے"

جناب وحید الزمان صاحب لغات الحدیث ج ۵ باب ل صـ۱۴۱ پر تحریر فرماتے ہیں ۔

"اس حدیث سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کھانے کے بعد تولیہ سے ہاتھ پونچھنا درست ہے ۔"

صلى الله عليك يا رسول الله

حدیث ۱۳۲

حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی عن سفیان[3] عن سعد[4] بن ابراهیم عن ابن[5] الکعب بن مالك عن ابیه[6] اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه واٰله وسلم كَانَ يَلْعَقُ اَصَابِعَهٗ ثَلٰثًا قال ابو عیسٰی وروی غیر محمد بن بشار هذا الحدیث قَالَ كَانَ يَلْعَقُ اَصَابِعَهُ الثَّلٰثَ۔

ترجمہ

کعب بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے۔ ابو عیسٰے فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سوائے محمد بن بشار کے کعب نے اس طریق پر روایت کیا ہے، فرمایا کہ "حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنی تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے"

حل لغات

يَلْعَقُ۔ چاٹ لیتے تھے۔ لَعْقٌ۔ چاٹنا انگلی سے یا زبان سے۔

تشریح

ارشاد ہے "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تین انگلیاں چاٹ لیا کرتے تھے"۔ یعنی کھانا تناول فرمانے کے بعد اس طریقہ پر کہ پہلے درمیانی انگلی پھر شہادت کی انگلی پھر انگوٹھا کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ جناب شارح شمائل مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"پس ثلثًا فیه اصابع است و ایں معنی مناسب است بروایت بلکہ بحدیث آئندہ"

یعنی "ثَلٰثًا" کی قید انگلیوں کیلئے ہے اور یہ معنی روایت کے لحاظ سے بھی اور آنے والی حدیث شریف کے لحاظ سے بھی مناسب ہے"

بعض علماء نے "ثَلٰثًا" کی قید چاٹنے کے لئے بیان کی ہے یعنی "تین مرتبہ انگلیوں کو چاٹنا" صاحب جمع الوسائل حضرت علامہ علی قاری رحمہ الباری نے کافی بحث کے بعد تحریر فرمایا ہے کہ "تین مرتبہ مراد نہیں بلکہ تین انگلیاں چاٹنا مراد ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبد الجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں۔

"ولکن الذی نذهب الیه انه قید للاصابع ای کان یلعق اصابعه الثلث لما جاء فی الروایات الاخریٰ"

"اور ہم یہی کہتے ہیں کہ یہ قید انگلیوں کے لئے ہے یعنی تین انگلیاں چاٹتے جبکہ دوسری روایات میں آیا ہے"

اسماء الرجال حدیث ۱۳۲

[1] محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم حاشیہ ۱

[2] عبد اللہ بن مہدی دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی عمامة النبی صلی الله علیه واٰله وسلم حاشیہ ۱

[3] سفیان۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی درع رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم حاشیہ ۱

[4] سعد بن ابراہیم۔ ابن عبد الرحمٰن بن عوف الزہری ہے۔ سعد بن ابراہیم قاضی واسط و دوسرے شہر تھے یہاں پہلے حضرت راوی ہیں جو کہ ابن عیینہ انہی سے روایت کرتے ہیں۔ صائم الدہر تھے۔ روزانہ ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ ۱۲۵ھ میں فوت ہوئے۔

[5] ابن الکعب بن مالک ترمذی فرماتے ہیں "صحیح یہ ہے کہ ان کا نام عبد اللہ بن کعب ہے ثقہ ہے، کہ ذہبی ہے مشہور ہے خرج له الجماعۃ۔

[6] ابیہ۔ یعنی کعب بن مالک۔ اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سب غزوات میں رہے۔ خلافت امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم میں فوت ہوئے۔

حضرت محدثِ جلیل استاذِ مکرم حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب قدس سرہٗ نے بھی یہی معنی ارشاد فرمائے۔

حدیث ۱۳۳ حدثنا الحسن[1] بن علی الخلال حدثنا عفان[2] حدثنا حماد[3] بن سلمۃ عن ثابت[4] عن انس[5] قال کان النبی صلی اللہ علیہ و الٖہ وسلم اذا اکل طعاما لعق اصابعہ الثلث۔

ترجمہ حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والٖہ وسلم کھانا نوش فرمالیتے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔

تشریح کھانا کھالینے کے بعد ہاتھ پونچھنے یا دھولینے سے پہلے درمیانی، شہادت والی انگلی اور انگوٹھہ کو چاٹ کر صاف کر لینا سُنّت ہے۔ حضورِ اکرم سرورِ عالم و عالمیان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والٖہ وسلم کا یہی طریقہ تھا اس لئے کہ سیدالکائنات صلی اللہ علیہ والٖہ وسلم انہیں تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری فرماتے ہیں کہ پانچ انگلیوں سے کھانا حریص قسم کے لوگوں کا کام ہے۔ علامہ البیجوری فرماتے ہیں کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے:۔

"الاکل باصبع اکل الشیطان و باصبعین اکل الجبابرۃ و بالثلث اکل الانبیاء"

ایک انگلی سے کھانا شیطان کا کھانا ہے، اور دو انگلیوں سے سرکش لوگوں کا اور تین انگلیوں سے کھانا انبیاءِ کرام کا کھانا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"الاکل باصبع واحد مقت و باثنتین تکبر و بالثلثۃ سنۃ و بازید شرہ"

ایک انگلی سے کھانا انتہائی ناپسندیدگی کی بات ہے دو انگلیوں سے کھانا تکبر کرنے والوں کا شیوہ ہے، تین انگلیوں سے کھانا سنّت ہے اور ان سے زیادہ کے ساتھ کھانا بہت ہی بُرا ہے۔"

بعض سلف چمچے کے ساتھ بھی کھانے سے پرہیز کرتے تھے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ والٖہ وسلم سے تین انگلیوں کے ساتھ ہی کھانا ثابت

اسماء الرجال حدیث ۱۳۳

[1] الحسن بن علی الخلال۔ ثقہ صاحب بالیمن خرج لہ الجماعۃ الا النسائی۔

[2] عفان۔ دیکھو حدیث ۱۲۴ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والٖہ وسلم حاشیہ ۲

[3] حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والٖہ وسلم حاشیہ ۳

[4] ثابت۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والٖہ وسلم حاشیہ ۳

[5] انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والٖہ وسلم حاشیہ ۵

ہے۔ ایک بار مامون الرشید (خلیفۂ عباسی) کے سامنے چمچوں کے ساتھ کھانا پیش کیا گیا تو اس وقت کے قاضی القضاۃ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا "تمہارے دادا جان حضرت عبداللہ بن عباس کی تفسیر میں اس آیۂ کریمہ" و لقد کرمنا بنی آدم "کے ضمن میں فرمایا ہے کہ :-

"جعلنا لهم اصابع یاکلون بها" یعنی "ہم نے ان کے لئے انگلیاں بنائیں جن سے وہ کھانا کھاتے ہیں"

تو اس نے ان چمچوں کو قبول نہ کیا اور انگلیوں سے کھایا۔ فردها واکل باصابعه (المواہب اللدنیہ از علامہ البیجوری)

حدیث ۳/۱۳۴ حدثنا الحسین[1] بن علی بن یزید الصدائی البغدادی حدثنا یعقوب[2] بن اسحٰق یعنی الحضرمی حدثنا شعبة[3] عن سفین[4] الثوری عن علی[5] بن الاقمر عن ابی جحیفة[6] قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَمَّا اَنَا فَلَا آکُلُ مُتَّکِئًا حدثنا محمد[7] بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن[8] بن مهدی حدثنا سفین[9] عن علی[10] بن الاقمر نحوہٗ۔

ترجمہ ابی جحیفہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یقیناً میں جو ہوں سو ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا" نیز علی بن الاقمر سے بھی اسی طرح کی روایت موجود ہے۔"

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۳/۱۲۷ باب ماجاء فی اتکاءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھئے۔

حدیث ۴/۱۳۵ حدثنا هٰرون[1] بن اسحٰق الهمدانی حدثنا عبدة[2] بن سلیمان عن هشام[3] بن عروة عن ابن[4] الکعب بن مالک عن ابیه[5] قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَأْکُلُ بِاَصَابِعِهِ الثَّلٰثِ وَیَلْعَقُهُنَّ۔

ترجمہ کعب بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تین انگلیوں سے کھانا نوش فرماتے تھے اور ان کو چاٹ لیتے تھے۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۳۴
ء۱ الحسین بن علی بن یزید الصدائی البغدادی۔ الصدائی قبیلہ ہے۔ صدوق ہے ثقہ ہے۔ اولیاء میں ہے۔ خرج له ابوداؤد والنسائی۔ والموفی ۲۴۸ھ میں فوت ہوئے۔
ء۲ یعقوب بن اسحٰق الحضرمی کی طرف نسبت ہے۔ ابو محمد ہے۔ ثقہ ہے۔ بخاری کے ... ۔
ء۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ... باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
ء۴ سفین ثوری۔ دیکھو حدیث ... باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
ء۵ علی بن الاقمر۔ دیکھو حدیث ۳/۱۲۶ باب ماجاء فی تکاءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
ء۶ ابی جحیفہ۔ دیکھو حدیث ۹/۴۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
ء۷ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ء۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ء۱
ء۸ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ء۱ باب ماجاء فی عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ء۶
ء۹ سفیان۔ دیکھو حدیث ء۳ باب ماجاء فی دمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ء۲
ء۱۰ علی بن الاقمر۔ دیکھو حدیث ۳/۱۲۶ باب ماجاء فی تکاءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ء۳

تشریح بعض لوگ انگلیوں کے چاٹنے سے گریز کرتے ہیں حالانکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشادِ گرامی اور فعل مبارک واضح ہے، اگر اس فعل کو کوئی شخص اپنے لحاظ سے ناپسند سمجھے تو علماء کو اس میں کلام ہے مگر کوئی شخص اگر حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کسی ایک فعل کو بھی ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھے تو اندیشۂ کفر لاحق ہو جاتا ہے۔ حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الباری جمع الوسائل صفحہ ۱۹۱ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"واعلم ان الکلام فیمن استقذر ذالك من حیث ھو لا مع نسبتہ للنبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم والا فخشی علیہ الکفر اذ من استقذر شیئی من احوالہ مع علمہ بنسبتہ الیہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کفر"	"ابن حجر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس فعل کو مکروہ سمجھے اور پھر اس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف کر کے آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق دل میں کوئی برا خیال پیدا کرے تو اس کے کفر کا اندیشہ پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کسی حال کو عمداً برا سمجھے تو یہ کفر ہے"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کھانا نوش فرمانے کے بعد سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم انگلیوں کو چاٹ لیا کرتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کتاب الاطعمہ میں کعب بن مالک سے روایت ہے۔

"قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم يَأْكُلُ بِثَلٰثَةِ اَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهٗ قَبْلَ اَنْ يَّمْسَحَهَا"	وہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تین انگلیوں کے ساتھ کھاتے تھے اور اپنا ہاتھ پونچھنے سے پہلے چاٹتے تھے"

معلوم ہوا کہ درمیانی شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کو چاٹ کر ہاتھ کسی رومال یا کسی اور شے سے پونچھ لیتے، صاحب "مظاہر حق" تحریر فرماتے ہیں" اور بعض روایات میں بعد لفظ "یمسحھا" کے لفظ "بشیئ" کا بھی آیا ہے اور یہ بھی زیادہ کیا ہے "ثم یغسلھا" یعنی ہاتھ چاٹتے پھر دھوتے اس کو" مشکوٰۃ شریف میں حدیث شریف ہے۔

"عن ابن عباس اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَهٗ حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا" (متفق علیہ)	عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس وقت تم میں سے کوئی ایک کھانا کھالے تو اس وقت تک اپنے ہاتھ نہ

اسماء الرجال حاشیہ ۱۴۵
ع۱ ہارون بن اسحٰق الہمدانی۔ دیکھیو حدیث ع۲ ۱/۱۱۲ باب ماجاء فی عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ عبدۃ بن سلیمان دیکھیو حدیث ۲/۱
ع۳ ہشام بن عروہ۔ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۳ دیکھیو
ع۴ ابن الکعب بن مالک۔ حدیث ۱/۱۳۲ باب ماجاء فی اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۵
ع۵ ابیہ۔ دیکھیو حدیث ۱/۱۳۲ باب ماجاء فی اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۲

پونچھے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے یا چٹوا نہ دے۔ (بخاری اور مسلم دونوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے)

اس حدیث میں یُلْعِقُھَا کی شرح کرتے ہوئے صاحب "مظاہر حق" تحریر فرماتے ہیں :-

"چٹوا دے یعنی کسی اور سے ان لوگوں میں سے کہ گھن نہ آوے۔ ان کو مانند بیوی اور لونڈی اور خادم اور لڑکوں کے، اس لئے کہ ان کو لذت حاصل ہوتی ہے اس سے، اور انہیں کے حکم میں شاگرد ہیں اور وہ لوگ کہ تبرک جانیں اس کو" (ج ۳ ص ۴۴۴)

حدیث ۱۳۶/۵ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا الفضل[2] بن رکین حدثنا مصعب[3] بن سلیم قال سمعت انس[4] بن مالک یقول اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِتَمْرٍ فَرَأَیْتُہٗ یَاکُلُ وَھُوَ مُقْعٍ مِنَ الْجُوْعِ ۔

ترجمہ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کھجوریں پیش کی گئیں تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ تناول فرما رہے ہیں، درانحالیکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ بھوک کے سہارا لئے ہوئے تھے۔

حل لغات مُقْعٍ۔ سہارا لئے ہوئے۔ اقعاء سے ہے جس کے معنی علامہ عبد الجواد الدومی لکھتے ہیں۔ ھو ان یستند الانسان الی ما وراءہ من الضعف. اکڑوں بیٹھنا، دونوں سرین پر بیٹھنا اور دونوں پنڈلیوں کو کھڑا کرکے کسی چیز کا پیٹھ پیچھے سہارا لینا۔

تشریح گزشتہ احادیث میں ٹیک لگا کر کھانے سے منع کیا گیا تھا، یہاں پر جو ٹیک لگا کر کھانے کا ذکر ہے یہ بھوک کی وجہ سے ضعف کی حالت میں ہے، علامہ البیجوری تحریر فرماتے ہیں :-

"ولیس فی ھذا ما یدل علی ان الاستناد من آداب الاکل لانہ انما فعلہ لضرورۃ الضعف"

اسماء الرجال حدیث ۱۳۶/۵

[1] احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی تختمہ حاشیہ ۱

[2] الفضل بن رکین۔ روی عنہ البخاری وابو زرعہ واحمد، کوفی شعبان کے مہینہ میں ۲۱۹ھ میں فوت ہوئے

[3] مصعب بن سلیم الازدی ہے، مولی الزبیر صدوق من الخامسۃ اخرج لہ المسلم۔

[4] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

حضرت علامہ مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کی شرح فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :-

'فقیہ غایۃ التواضع ثم ان ماذکرھا قد یشکل بقولہ علیہ السلام فی الخبر النھی عن الوصال انی لست کاحدکم انی اطعم واسقی وفی روایۃ انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی وقد یقال انہ صرف النفس عن تلک التغذیۃ الشریفۃ للتشریع وتسلیۃ للفقراء بما ابتلوا بہ من تعاور الجوع علیھم'

"اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع اور کسر نفسی ہے۔ پھر اس جگہ جو ذکر شروع ہوا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کے ساتھ ملتا ہے جو آپ نے وصال مُبارک کے روزوں سے اپنے اصحاب کو منع فرمانے کے وقت فرمایا تھا' اور یہ حدیث ہے کہ میں تم میں سے کسی ایک کی طرح بھی نہیں ہوں کیونکہ میں تو کھاتا بھی ہوں اور پیتا بھی ہوں اور اس کی تکمیل دوسری ایک روایت میں ہے کہ میں اپنے خالق کے ہاں راتیں گذارتا ہوں، وہی مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ایسا اس واسطے کہا گیا ہے کہ اس وقت ایسے فقراء و مساکین جو کہ بھوک میں مبتلا تھے ان کی تسلی اور ان کی غذا کیلئے ایسی پاکیزہ غذاؤں اور خوراک کو اپنے لئے استعمال نہیں کرنا چاہتے تھے، کیونکہ بعض اوقات ان کو کھلانے کے لئے کچھ نہیں ملتا تھا اور بھوک کے حملے سے بیتاب ہو جاتے تھے۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اَکْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس باب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روٹی کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات خُبْزٌ ۔ روٹی ۔ ھوما یخبز من بُرٍّ او شَعِیْرٍ وغیرھا ۔

تشریح اس باب میں حضورِ عالِمِ علومِ اوّلین وآخرین، خاتم النبیّین احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روٹی کا ذکر ہے، یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ خانہ کا گذر اوقات انتہائی قناعت اور صبر کے ساتھ تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میز پر روٹی نہیں تناول فرمائی، اور نہ ہی میدہ کی روٹی نوش فرمائی، کا بیان ہے ۔

حدیث ۱۳۷ حدثنا محمد بن المثنی[1] ومحمد بن بشار[2] قالا حدثنا محمد بن جعفر[3] حدثنا شعبۃ[4] عن ابی اسحٰق[5] قال سمعت عبدالرحمٰن بن یزید[6] یحدث عن الاسود بن یزید[7] عن عائشۃ[8] رضی اللہ عنھا انھا قالت مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔

ترجمہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اہلِ خانہ نے مسلسل (پے درپے) دو دن تک جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی یہاں تک کہ سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے وصال فرمایا۔

حل لغات مَاشَبِعَ ۔ وہ شکم سیر نہ ہوئے۔ شَبْعٌ ۔ شکم سیر ہونا، پیٹ بھرا ہونا، مجمع البحار میں ہے کہ شِبْعٌ بسکون با وہ کھانا جس سے سیر ہو اور شَبَعٌ "بہ فتح با" مصدر ہے یعنی سیر ہونا۔ مُتَتَابِعَیْنِ ۔ پے درپے، مسلسل یکے بعد دیگرے۔

تشریح اس حدیث شریف میں حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اہلِ بیت کے دو دن تک جَو کی روٹی نہ کھانے کا ذکر ہے۔ ایک حدیث مبارک میں آتا ہے۔

"مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ طَعَامٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ"

جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی آل (پاک) نے تین دن تک برابر شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا"

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے :۔

مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ مِنْ خُبْزٍ مَادُوْمٍ "

یعنی "جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی آل (پاک) نے تین دن تک سالن کے ساتھ روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی"

نیز ایک اور حدیث شریف میں ہے :۔

مَاشَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ یَوْمَیْنِ اِلَّا وَاَحَدُھُمَا تَمْرٌ"

"جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اولاد (پاک) نے جب بھی دو دن سیر ہو کر کھانا کھایا تو ان

اسماء الرجال حدیث ۱۳۷

۱۔ محمد بن المثنی دیکھو حدیث ۱۲۸ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ محمد بن بشار دیکھو حدیث ۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
۳۔ محمد بن جعفر دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
۴۔ شعبہ دیکھو حدیث ۷۰ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳
۵۔ ابی اسحٰق دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
۶۔ عبدالرحمٰن بن یزید بن قیس نخعی ابوبکر کوفی کہا جاتا ہے۔ ثقہ من الثالثہ میرک نے تقریب سے نقل کیا
۷۔ اسود بن یزید عبدالرحمٰن بن یزید کا چچا ہے۔ ثقہ مکثر فقیہ من الثانیہ، علی ما فی التقریب
۸۔ عائشہ صدیقہ دیکھو حدیث ۲۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

میں سے ایک دن کھجور کھائی۔"

گویا ایک دن کھانا کھایا تو ایک دن فاقہ ہوا۔ چونکہ سخاوت و بخشش، فقیروں، عاجزوں، مسکینوں اور غریبوں کی پرورش کرنا، ان کو کھانا کھلانا، ان کی حاجت برآری کرنا، سیدِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانہ کا خاص وصف تھا اور ہے، لہذا ایک دن اہلِ بیتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روٹی اور سالن وغیرہ نوش فرماتے اور دوسرے دن کھجور پر گذارہ کر کے غریبوں اور فقیروں کو روٹی کھلا دیتے، نیز اہلِ بیتِ نبوت علیہم السلام انتہائی صبر اور قناعت کی زندگی بسر فرماتے جس طرح اللہ جل جلالہ نے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں اور کثافتوں سے پاک وصاف رکھا تھا اسی طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کو بھی ان کثافتوں اور آلائشوں سے پاک وصاف رکھنا مقصود تھا۔ دُنیاوی عیش وعشرت اور فارغ البالی کو ان مقدس وجودوں نے پسند ہی نہیں فرمایا بلکہ فقر وفاقہ کی زندگی کو ان تمام لذّتوں پر ترجیح دے کر پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنے کو باعثِ فخر سمجھتے۔

حدیث ۲/۱۳۸ حدثنا عباس[1] بن محمد الدوری حدثنا یحییٰ[2] بن ابی بکیر حدثنا حریز[3] بن عثمان عن سلیم[4] بن عامر قال سمعت ابا امامۃ[5] الباھلی یقول مَا کَانَ یَفْضُلُ عَنْ اَھْلِ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خُبْزُ الشَّعِیْرِ۔

ترجمہ ابی امامہ باہلی کہتے ہیں کہ اہلِ بیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کی روٹی بھی اتنی کم میسر ہوتی کہ (کھانے کے بعد) کچھ بھی باقی نہ بچتی تھی۔

حل لغات فَضَلَ۔ باقی رہنا، بچنا، زیادہ ہونا۔

تشریح جناب علامہ البیجوری بحوالہ میرک تحریر فرماتے ہیں:۔
ای کان لا یبقی فی سفرتھم فضلاً عن مأکولھم" یعنی "ان کے دسترخوان پر کھانے سے کچھ بھی نہ بچتا تھا۔"

گویا جب جو کی روٹی میسر ہوتی تو وہ بھی اتنی مقدار میں ہوتی کہ بمشکل اس سے شکم سیری ہوتی، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۳۸

ع۱ عباس بن محمد الدوری۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی تکأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ یحییٰ بن ابی بکیر العبدی ہے کرمان کا قاضی تھا، ثقہ ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۲۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

ع۳ حریز بن عثمان۔ حریز کے وزن پر ہے۔ قزای کا بیٹا ۔۔۔ تھا۔

ع۴ سلیم بن عامر الرحبی الشامی حمصی ہے۔ عدم مزنا وقت صحیح ہیں ۔۔۔ دون تبت ذہبیا ۱۳۰ھ میں فوت ہوا۔ ابن عامر فرماتے ہیں "وغلط من قال لہ رؤیۃ" مسلم نے تخریج کی ہے۔

ع۵ ابی امامہ الباہلی مشہور صحابی ہے اور شام میں آباد ہوگئے تھے "وھو آخر من مات بھا من الصحب۔"

سے روایت ہے " قالت ما رفع عن مائدته کسرة خبز حتی قبض " وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان کے اٹھائے جانے سے پہلے ایک ٹکڑا روٹی کا بھی نہ ہوتا یہاں تک کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوگیا۔ ایک حدیث انہی ام المومنین سے مروی ہے :

" انہا قالت توفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولیس عندی شیئ یاکلہ ذوکبد الاشطر شعیر فی رف ای نصف وسق فاکلت حتی طال علی فکلتہ ففنی "

حدیث ۳ ع ۱۳۹ حدثنا عبدُ اللہ[1] بن معاویۃ الجمحی حدثنا ثابتُ[2] بن یزید عن ہلالِ[3] ابن خباب عن عکرمۃ[4] عن ابنِ عباس[5] رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَبِیْتُ اللَّیَالِیَ الْمُتَتَابِعَۃِ طَاوِیًا ھُوَ وَاَھْلُہٗ لَا یَجِدُوْنَ عَشَاءً وَکَانَ اَکْثَرُ خُبْزِھِمْ خُبْزَ الشَّعِیْرِ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید دوعالم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راتیں پے در پے بھوکے گذارتے، اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ بھی عشاء کا کھانا نہ پاتے، اور ان کا کھانا اکثر جو کی روٹی ہوتی۔

حل لغات طَاوِیًا ۔ ای خال البطن جائعًا۔ بھوکا پیٹ رہنا۔ طَوًی سے ہے جس کا معنی اہل لغت نے قصدًا بھوکا رہنا، برابر دو دو تین تین دن (روز) کچھ نہ کھانا لکھا ہے۔ کہا جاتا ہے طوی فلان: اذا جوع نفسہ۔ عَشَاء ، عین کی زبر کے ساتھ ہے وہ کھانا جو کہ خفتن کے وقت کھایا جاتا ہے اور کسرہ کے ساتھ بھی ہے جس کے معنی یہ ہیں " ما یتعشون بہ فی اللیل "

تشریح حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :

وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لشرف نفسہ وفخامۃ منصبہ یبالغ فی ستر ذالک عن اصحابہ والانکیف یظن عاقل انہ یبلغھم انہ یبیت طاویا ھو واھل بیتہ اللیالی المتتابعۃ

اسماء الرجال حدیث ۱۳۹

۱؎ عبداللہ بن معاویہ الجمحی۔ بنی جمح کے ایک بہادر کی نسبت ہے۔ اس کی کنیت ابوجعفر البصری ہے۔ ۔۔۔ زندگی بسر کی ہے۔ خرج ۲۴۳ھ ابو داؤد والنسائی۔

۲؎ ثابت بن یزید الاحول کے نام سے مشہور ہے۔ ثقہ ہے اور ثبت ہے۔

۳؎ ہلال بن خباب۔ ثقہ لکن تغیر اخرًا من الطبقۃ الخامسۃ خرج لہ الاربعۃ۔

۴؎ عکرمہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵۔

۵؎ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۶۔

مع ماعليه طائفة من الغنى بل لو علم فقراؤهم فضلاً على اغنياءهم ذالك نبذلوا الجهد فى تقديمه هو واهل بيته على انفسهم واستبقوا على ايثاره، وهذا يدل على فضل الفقر والتجنب عن السؤال مع الجوع" (ص۸۳)

یعنی اللہ اکبر! حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شرافت نفس اور عظمت منصب کی وجہ سے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بھی اس کیفیت کا اظہار ہونے نہیں دیتے تھے اور اسی طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اہلِ بیت اطہار علیہم السلام بھی دو دو تین تین دن فاقہ سے گذار دیتے مگر کسی ایک شخص پر بھی اس کا اظہار نہ کرتے ورنہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو کہ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ بیت اطہار علیہم السلام پر تمام مال و دولت نچھاور کرنے والے تھے اس فقر کی کیفیت کو برداشت کر سکتے تھے لیکن اس سے اس بات کی تعلیم دینا مقصود تھا کہ فقراء اغنیاء پر فضیلت رکھتے ہیں، اسی لئے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور آنجناب کے اہلِ بیت اطہار علیہم السلام نے خود بنفسِ نفیس اس پر عمل کر کے فقر کی فضیلت کو ثابت فرما دیا نیز بھوکے رہنے کے باوجود دستِ سوال پھیلانے سے منع فرما دیا۔ یہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صبر و استقامت سے بھرپور اسوۂ حسنہ ہے

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

حدیث ۱۴۰/۴ حدثنا عبدُ اللّٰه[۱] ابن عبد الرحمن حدثنا عبيدُ اللّٰه[۲] بن عبد المجيد الحنفى حدثنا عبد الرحمٰن[۳] وهو عبد اللّٰه بن دينار حدثنا ابو حازم[۴] عن سهل بن سعد

اَنَّه قِيْلَ لَه اَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم النَّقِيَّ يَعْنِى الْحُوَّارٰى فَقَالَ سَهْلٌ مَا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم النقى حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَقِيْلَ لَه هَلْ كَانَتْ لَكُمْ مَنَاخِلُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ مَا كَانَتْ لَنَا مَنَاخِلُ فَقِيْلَ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ بِالشَّعِيْرِ قَالَ كُنَّا نَنْفُخُه فَيَطِيْرُ مِنْهُ مَا طَارَ ثُمَّ نَعْجِنُه۔

ترجمہ سہل بن سعد سے روایت ہے کہ ان سے کسی نے دریافت کیا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی تناول فرمائی ہے تو سہل نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کو اس وقت تک نہیں

اسماء الرجال حدیث ۴ع
۱ع عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دیکھو حدیث ۴ع باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱ع
۲ع عبید اللہ بن المجید الحنفی نیز ربیعہ کی ایک شاخ حنفی ہے اس کی وجہ سے الحنفی کہلاتے ہیں۔ خرج لہ الجماعۃ۔
۳ع عبد الرحمٰن یعنی عبد اللہ بن دینار اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اور زید بن اسلم سے اور اس سے القعنبی اور علی بن الجعد روایت کرتے ہیں۔ ابو حاتم وغیرہ نے کہا کہ اس میں لین ہے وقال ابن معین فی حدیثہ ضعف۔
۴ع ابو حازم الاعرج سلمۃ بن دینار المدنی ہے۔ ثقۃ ہے عابد من ثالثۃ خرج لہ الجماعۃ۔
۵ع سہل بن سعد بن مالک الخزرجی الساعدی ہے۔ آخری صحابی ہے جو مدینہ منورہ میں ۸۸ھ میں فوت ہوا۔

دیکھا جس وقت تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلی تو پھر ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عہدِ مبارک میں تمہارے پاس چھلنیاں تھیں، تو سہل نے کہا کہ ہمارے پاس چھلنیاں نہیں تھیں تو پوچھا گیا کہ تم جَو کے آٹے کو کس طرح صاف کرتے تھے تو سہل نے کہا کہ ہم اس کو پھونک مارتے جو تنکے وغیرہ اُڑ جاتے پھر ہم اس آٹے کو گوندھ لیتے

حل لغات اَلنَّقِی۔ چھنا ہوا آٹا ، میدہ ، اس کو حُوّاری بھی کہتے ہیں۔ مَنَاخِلُ۔ چھلنیاں۔ اس کا واحد مُنْخُل ہے۔ نَعْجِنُ۔ ہم گوندھتے تھے۔ عَجِیْنٌ۔ آٹا پانی میں گُوندھا ہُوا۔ عَجْنٌ۔ گوندھنا (یعنی مُٹھی سے زور کرکے دبانا۔

تشریح سہل بن سعد کے اس ارشاد سے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کو اس وقت تک نہیں دیکھا جس وقت تک کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرلی" معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چھنے ہوئے آٹے کی روٹی تناول نہیں فرمائی بلکہ موٹے آٹے کو ہی پھونکوں سے صاف کرکے روٹی بنا کر نوش فرماتے، ایک دوسری حدیث مبارک میں آیا ہے۔

"مَا رَأَی صلی اللہ علیہ والہ وسلم اَلنَّقِیَّ مِنْ حِیْنَ ابْتَعَثَہُ اللّٰہُ حَتّٰی قَبَضَہٗ ."

"حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جب سے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر بنا کر بھیجا وفات تک کبھی میدہ دیکھنے کا اتفاق نہیں ہُوا"

وحید الزمان لکھتے ہیں " آپ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) بے چھنے آٹے کی گیہوں یا جَو کی روٹی کھاتے رہے " طبی نقطۂ نگاہ سے بھی ان چھنے آٹے کی روٹی زود ہضم ہوتی ہے اور میدہ کی روٹی معدہ پر ثقل اور گرانی پیدا کرتی ہے۔

حدیث ۵/۱۴۱ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا معاذ[2] بن هشام قال حدثنی ابی[3] عن یونس[4] عن قتادة[5] عن انس[6] بن مالك قَالَ مَا اَكَلَ نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیه واٰله وسلم عَلٰی خِوَانٍ وَلَا فِیْ سُكُرُّجَةٍ وَلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قَالَ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ فَعَلٰی مَا كَانُوْا یَاْكُلُوْنَ قَالَ عَلٰی هٰذِهِ السُّفَرِ قال محمد بن بشار یونس هذا الذی روی عن قتادة هو یونس الاسكاف ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے میز پر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی

اسماء الرجال حدیث ۵/۱۴۱
[1] محمد بن بشار دیکھو حدیث ۲/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
[2] معاذ بن ہشام دیکھو حدیث ۳/۵ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
[3] ابی۔ دیکھو حدیث ۲/۵۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
[4] یونس۔ دیکھو حدیث ۱/۴۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
[5] قتادہ۔ دیکھو حدیث ۴/... باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
[6] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے لئے چپاتی پکائی گئی' جناب یونس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے دریافت کیا کہ کس چیز پر کھانا رکھ کر تناول فرماتے تو انہوں نے کہا کہ اسی دستر خوان پر۔

حل لغات خِوَانٌ۔ هوالشئ المرتفع الذی یاکل علیه اهل الامصار۔ اہل شہر میز یا چوکی پر جو کہ زمین سے اونچی ہو کھانا کھاتے ہیں اسے خُوان یا خِوان کہتے ہیں۔ سُکُرُّجَة۔ اناء صغیر یوضع فیه الشئ القلیل من المشهیات کالسلاطة والمخلل وماشابهما (قال ابن العربی) اس چھوٹے برتن کو کہتے ہیں جس میں تیل سرکہ اور اسی قسم کی چیزیں رکھی ہوں' چھوٹی تشتری' چھوٹی پیالی جس میں چٹنی' اچار' مربہ وغیرہ رکھتے ہیں۔ مُرَقَّقٌ باریک اور پتلی روٹی جس کو مانڈا بھی کہتے ہیں۔ اَلسُّفَرُ۔ دستر خوان چمڑے کا ہو یا کپڑے کا۔ درحقیقت سُفْرَة مسافر کے کھانے کو کہتے ہیں جسے وہ ایک گول جیسے چمڑے میں لپیٹ رکھتا ہے۔ اب عرف میں سُفرہ مطلق دستر خوان کو کہنے لگے ہیں۔

تشریح انس بن مالک کا ارشاد ہے کہ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میز پر کھانا نہیں کھایا" شارحین رحمهم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ متکبر اور سرکش لوگوں کی یہ عادت ہے کہ میز یا چوکی پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں' اس لئے ایسی عادت یا طریقہ سے جس میں تکبر یا سرکشی کی بو بھی پائی جائے سید المرسلین نے منع فرمایا' صاحب اتحافات الربانیہ علامہ احمد عبد الجواد الدومی اس مقام کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"وجاء النهی عنه اذا قصد الآکلون تکبرا فان لم یقصدوا ذالك فلاجناح"	"جس وقت کھانے والے تکبر کا ارادہ کریں تو بالکل اس طرح کھانا منع ہے اور اگر تکبر کا ارادہ نہ ہو تو پھر حرج نہیں"۔

جمع الوسائل ص۱۹۷ جلد اول میں حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری نے بھی لکھا ہے کہ" میز پر کھانا کھانا ہمیشہ سے متکبر لوگوں کی عادت رہی ہے" انس بن مالک کا ارشاد ہے کہ" حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہی چھوٹی رکابیوں میں کھانا تناول فرماتے" علماء فرماتے ہیں کہ کھانے کے گرد جوارشات چٹنی اچار وغیرہ رکھے جاتے ہیں تاکہ اشتہا بہت ہو اور کھانا زیادہ کھایا جائے اور خواہشات نفسانی کا ذریعہ بنے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تو اتنا کھانا تناول فرمایا کہ کچھ بھوک ابھی رہ جاتی اور وجود کو اتنی قوت رہتی کہ عبادت اور تبلیغ میں کمی نہ ہو۔ حضرت علامہ مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ بعض شارحین فرماتے ہیں:۔

"سُکُرُّجَة عبارت است از کاسہ خورد کہ نہادہ شود	"کہ سُکُرُّجَہ چھوٹے پیالے سے عبارت ہے

پر از طعام پیش ہر یکے و دیگرے درو شریک نشودیس	جس میں ہر ایک آدمی کے آگے کھانا ڈال کر رکھ دیا
آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تنہا دروے طعام	جاتا ہے اور دوسرا اس پیالے میں شریک نہیں ہوتا پس
نخوردہ بلکہ با خود دیگرے را شریک میساخت "	آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اکیلا اس میں کھانا
	نوش نہیں فرمایا بلکہ دوسرے کو اس میں شریک فرماتے"

حضرت محدث کبیر استاذ محترم صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ" ہندو مشرک الگ الگ کولیاں یعنی چھوٹے چھوٹے برتن لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور کھاتے ہیں لہذا اس طرح الگ الگ ایک ایک چھوٹے برتن میں کھانا لے کر کھانا ان کافروں کے ساتھ تشبہ کا باعث ہے لہذا یہ مکروہِ تحریمہ ہے اس طریقہ سے بچنا چاہیئے" انس بن مالک کا ارشاد ہے کہ نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے چپاتی پکائی گئی" آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر چھنے آٹے کی روٹی تناول فرماتے، میدہ جس کو مانڈا بھی کہتے ہیں کی پتلی روٹی نہیں کھائی بلکہ آٹے کو جو چکی سے یا پتھر پر پیسا جاتا پھونک مار کر صاف کر لیتے جو بڑے بڑے تنکے وغیرہ ہوتے وہ صاف ہو جاتے اور پھر اسے گوندھ کر پکا کر کھاتے. وحید الزمان صاحب نے لکھا ہے کہ میدہ قابض ثقیل' دیر ہضم اور مسدد ہے. میدہ کھانے والے اکثر قولنج' بدہضمی اور نفخ کے امراض میں مبتلا ہوتے ہیں' بواسیر اور قبض کی شکایت اکثر رہتی ہے." جناب یونس کہتے ہیں کہ میں نے حضرت قتادہ سے پوچھا کہ کس چیز پر کھانا رکھ کر تناول فرماتے تو انہوں نے کہا کہ اپنے دسترخوان پر" یعنی یہ جو چمڑہ یا کپڑا ہے اسے بچھا کر اس پر کھانا رکھتے اور پھر تناول فرماتے اور یہی صحیح طریقہ ہے. حضرت رئیس الاولیاء امام حسن بصری کا ارشاد ہے:-

" والاکل علی الخوان فعل الملوك'	"میز یا چوکی پر کھانا بادشاہوں کا عمل ہے، اور
وعلی المنادیل فعل العجم' وعلی السفرۃ	رومال پر کھانا عجم کا عمل ہے' اور دسترخوان پر کھانا
فعل العرب وھو سنۃ "	عرب کا عمل ہے اور وہی سُنّت ہے"

حدیث ۱۴۲ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا عباد[2] بن عباد المهلبی عن مجالد[3] عن الشعبی[4] عن مسروق[5] قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَةَ فَدَعَتْ لِیْ بِطَعَامٍ وَقَالَتْ مَا اَشْبَعُ مِنْ طَعَامٍ فَاَشَاءُ اَنْ اَبْکِیَ اِلَّا بَکَیْتُ قَالَ قُلْتُ لِمَ قَالَتْ اَذْکُرُ الْحَالَ الَّتِیْ فَارَقَ عَلَیْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه واله وسلم الدُّنْیَا وَاللّٰهِ مَا شَبِعَ مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ مَرَّتَیْنِ فِیْ یَوْمٍ وَاحِدٍ۔

ترجمہ مسروق سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا' انہوں نے میرے لئے کھانا منگوایا اور فرمایا کہ میں سیر ہو کر کبھی کھانا نہیں کھاتی مگر میرا جی رونے کو چاہتا ہے اور میں روتی ہوں مسروق نے کہا کہ میں نے دریافت کیا کہ کیوں؟ انہوں نے فرمایا میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے مفارقت اختیار فرمائی مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کبھی دن میں دو مرتبہ بھی روٹی یا گوشت سے شکم سیر نہیں ہوئے۔

حل لغات

بُکَاءٌ۔ رونا۔ لَحْم۔ گوشت۔

تشریح حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خادمہ کو فرمایا کہ جناب مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھانا کھلائے۔ اس وقت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی آنکھوں کے سامنے آگئی اور شدت حزن سے آپ کے آنسو جاری ہو گئے اور اس کیفیت کا اظہار بھی جناب مسروق کے آگے بیان کیا۔

حدیث ۱۴۳ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[2] قال حدثنا شعبة[3] عن ابی اسحاق[4] قال سمعت عبدالرحمٰن بن یزید یحدث عن الاسود[5] بن یزید عن عائشة قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه واله وسلم مِنْ خُبْزِ الشَّعِیْرِ یَوْمَیْنِ مُتَتَابِعَیْنِ حَتّٰی قُبِضَ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے جَو کے آٹے کی روٹی سے پے در پے دو دن بھی شکم سیری نہیں فرمائی یہاں تک کہ وصال ہو گیا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۴۲
۱۔ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ماثر ۳
۲۔ عباد بن عباد المہلبی۔ البصری۔ ثقہ ربما وہم۔ خرجہ الجماعة۔
۳۔ مجالد۔ الہمدانی۔ لیس بالقوی تغیر آخرا من السادسة۔ خرج لہ الجماعة الا البخاری۔
۴۔ الشعبی۔ ان کا نام عامر بن شراحیل الکوفی۔ تابعین میں سے آپ بہت بڑے عالم ہیں۔ آپ خود فرماتے ہیں ما کتبت سوداء فی بیضاء قط ولا حدثت بحدیث الا حفظته۔ ۸۲ برس کی عمر میں ۱۰۳ھ میں انتقال کیا۔
۵۔ مسروق۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نمبر ۵

اسماء الرجال حدیث ۱۴۳
۱۔ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ماثر ۱
۲۔ ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ماثر ۲
۳۔ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ماثر ۳
۴۔ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی

تشریح اسی باب کی پہلی حدیث مبارک میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے اہلِ خانہ علیہم السلام کے اسی طرح زندگی بسر فرمانے کا ذکر تھا۔ اب اس حدیث مبارک میں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا بنفسِ نفیس اپنا ذکرِ خیر ہے۔ اپنی ذات مبارکہ پر آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فقر کو اختیار فرمایا تھا، اسی لئے تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ یعنی "فقر میرا فخر ہے"

حدیث ۸/۱۴۴ حدثنا عبدُ[۱] اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا عبدُ[۲] اللہ بن عمرو ابو معمر حدثنا عبدالوارث[۳] عن سعید[۴] بن ابی عروبۃ عن قتادہ[۵] عن انس[۶] قال ما اَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم عَلٰی خِوَانٍ وَّلَا اَکَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰی مَاتَ۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ کریم نے کبھی بھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا اور وصال مبارک تک نہ ہی کبھی چپاتی کی روٹی کھائی۔

تشریح اس حدیث شریف میں بالتصریح فرما دیا کہ "حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے کبھی بھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا اور نہ ہی وصال مبارک تک چپاتی کی روٹی کھائی۔" حدیث ۵/۱۴۱ میں یہ تصریح نہیں تھی۔ حضرت علامہ الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"لما دخل المولی ابن الکمال القاهرۃ سئل فی مدۃ اقامتہ بہا عن الفقر مع کونہ سواد الوجہ فی الدارین کیف کان فخر مفخر الناس فاجاب بان کون الفقر سواد الوجہ جہۃ مدح لا جہۃ ذم فلا ینافی افتخار المصطفٰی بہ ولا کونہ کان شعارہ بل یساعدہ لان المراد من الوجہ ذات الممکن فان اطلاق وجہ

"جس وقت حضرت ابن کمال قاہرہ میں داخل ہوئے تو لوگوں نے اس جگہ اقامت کی مدت کے اندر آپ سے یہ سوال کیا کہ جب فقر کے متعلق یہ حدیث وارد ہے کہ یہ دونوں جہان کی روسیاہی ہے تو مفخرِ عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم (فخر کرنے کی جگہ) نے یہ کیوں فرمایا کہ فقر مجھ سے ہے اور میں اس پر فخر کرتا ہوں۔ تو آپ نے یہ جواب دیا کہ سواد الوجہ کے لفظ حُسن کو ظاہر کرتے ہیں نہ کہ قبح کو۔ یعنی قابلِ تعریف

خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴ دیکھیے ۵ عبدالرحمن بن یزید دیکھیے حدیث ۱ باب ما جاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱ ۶ اسود بن یزید دیکھیے حدیث ۱۲/۲ باب ما جاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴ ۷ عائشہ صدیقہ دیکھیے حدیث ۳۲/۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۸/۱۴۴
۱ عبداللہ بن عبدالرحمن دیکھیے حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱ ۲ عبداللہ بن عمرو ابو معمر الحافظ ہے ثقہ ہے حجت ہے۔ رمی بالقدر، اخرج لہ الجماعۃ ۲۲۴ھ میں فوت ہوا۔ ۳ عبدالوارث بن سعید بن ذکوان ہے تمیمی ہے، حافظ، ثقہ، ثبت، متقی اور فصیح ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۴ سعید بن ابی عروبہ دیکھیے حدیث ۹ باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۴ ۵ قتادہ دیکھیے حدیث ۳۲/۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴ ۶ انس دیکھیے حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

علی الذات تتابع فی کلام العرب یقال کرم اللہ وجھہ ای ذاتہ ومن الفقر احتیاجہ فی وجودہ وسائر کما لاتہ المتفرعۃ علیہ الی الغیر وکون ذالک الاحتیاج سواد وجھہ عبارۃ عن لزومہ لذاتہ فی داری الدنیا والآخرۃ بحیث لاینفک عنہ کما لاینفک السواد عن محلہ اصلا فانہ من بین الالوان ممتاز بتلک الخصوصیۃ وکذالک شبہ الاحتیاج بہ فلولا ذالک الفقر فی ذات الممکن لما کان محتاجا الی ذالک الغیر اذحینئذ یلزم کونہ ممتنعاً بالذات لا بغلبۃ الحاجۃ الی الغیر ولولم یکن الممکن محتاجا الی الغیر لما قابلا للاستفاضۃ من الغیر بقولہ الفیض اثر ذالک الفقر ودوام ذالک القبول دوامہ فاستبان ان کونہ سواد الوجہ فی الدارین جھہ ملح لازم ثمران الفیض انما یزداد بحسب شدۃ ذالک الفقر وازدیادہ وتمکنہ وھو فی سید الانبیاء وسید الاولیاء فی نھایۃ الکمال بدلالۃ

ہیں نہ کہ قابلِ بُرائی۔ پس یہ عبارت حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے فقر پر فخر کرنے کے منافی نہیں ہے۔ اور اس بات کے منافی ہے کہ فقر حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا شعار تھا (طریق) بلکہ عین حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی شان کے مطابق ہے کیونکہ اوّلاً وجہ سے مراد ذات ہے کیونکہ وجہ کا معنی ذات لینا کلام عرب کے عین تابع ہے جیسا کہ کرم اللہ وجہہ کہا جاتا ہے اور یہاں وجہہ سے مراد ذات ہے۔ (دوم) فقر کا معنی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاجی اپنے وجود کے لئے اور اپنی اس ذاتِ اقدس کے لئے ہے جس کے تمام کمالات اور اس کی قسمیں مخلوقِ خدا کے لئے فیض رساں ہیں (سوم) اس احتیاج کا منہ کے لئے (سیاہی) ہونے کا مقصد یہ ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ان صفاتِ کمالیہ ظاہریہ و باطنیہ کا حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذات کے ساتھ لازم ہونا ثابت ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذات کا ایک ایسا ضروری جزو بن چکی ہیں کہ اُن کو آپ سے علیحدہ کرنا یا مٹانا اب محال ہے جس طرح کہ سیاہی کو اس کے مقام سے مٹانا ہے۔ چہ جائیکہ وہ دُوسرے تمام رنگوں میں اس خصوصیّت سے ممتاز ہے۔ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی احتیاج کو اس سے تشبیہ دی اور

انه اکمل الموجودات الممکنة فلهذا کان الفقر شعارہ وبہ افتخارہ۔

اگر یہ فقر جس کی اوپر تشریح کردی گئی ہے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات میں نہ ہوتا تو ماسوا حضور کے تمام مخلوق حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی محتاج نہ ہوتی اور پھر معاذاللہ یہ کہنا پڑتا کہ طبعاً حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی کو کچھ فیض ذاتی نہیں پہنچا سکتے اور بلحاظ ذات ان کی فیض رسانی غیر کو محال ہے۔ اس وجہ سے محال نہیں ہے کہ ماسوا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے باقی تمام مخلوق کثرت سے اور شدت سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے محتاج ہیں بلکہ اس وجہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم معاذاللہ ذاتی طور پر کسی فیض رسانی کے مجاز نہیں ہیں۔ اور اگر ایک شخص کسی چیز کے لئے کسی غیر کا محتاج نہ ہو تو کسی سے فیض حاصل کرنے کے ہرگز قابل نہ ہوگا۔ اور نہ قبول کرسکے گا (جیسا کہ ہم) فیض کیا ہے۔ یہ اسی فقر (احتیاج) جس کی تعریف گذر چکی ہے اور جب تک یہ فیض جاری رہے گا تب تک لوگ اس سے مستفیض ہوتے رہیں گے۔ اور اس کا عکس بھی درست ہے۔ یعنی جب تک اس فیض کی قبولیت کو دوام ہے تب تک اس فیض کو ہمیشگی نصیب ہے۔ پس یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ دونوں جہان کے لئے سوا او لوجہ کے کلمات کا استعمال ایک ایسی صفت ہے جو کہ لازمی ہے۔ پھر ایک بات اور بھی ثابت ہوتی ہے کہ جس قدر یہ فقر (احتیاج) زیادہ اور مستقل ہوگا اسی قدر جریان فیض بھی شدت سے ہوگا اور چونکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تمام موجودات اور کائنات سے بلحاظ کمالات اہم ہیں اس لئے یہ وصف حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس میں نہایت درجہ موجود تھا، پس ایسا فقر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شعار تھا اور اس پر اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فخر تھا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ خُبْزِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
پورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ صِفَةِ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالن کے بیان میں ہے

(اس باب میں تینتیس ۳۳ احادیث ہیں)

حل لغات اِدَام ۔ مایؤتدم بہ ای یوکل بہ الخبز من خل وتمر وزیت ونحوہٗ سالن جس کے روٹی لگا کر کھائیں جیسے سرکہ، تمر، تیل وغیرہ۔ اس کی جمع اُدُم ہے۔

تشریح اس باب میں سید الکائنات، فخر رسل، صاحب معجزات باہرہ حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف چیزوں کے ساتھ روٹی کھانے کا ذکر ہے، نیز حضور پاک، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات کا بیان بھی ہے۔

حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایک غذا کا تعین اپنی ذات مبارکہ پر نہیں فرمایا تھا بلکہ جو سالن بھی مثلاً شوربا، گوشت، سرکہ، تیل زیتون، نمک، کھجور وغیرہ موجود پایا نوش فرمایا۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ولم تکن عادته صلی اللہ علیه وآله وسلم حبس نفسه علی نوع من الاغذیه فانه خار بالطبیعة بل کان یأکل ما تیسر من لحم وفاکهة وتمر وغیرها"

حدیث ۱۴۵/۱ حدثنا محمد[1] بن سهل بن عسكر و عبدالله[2] بن عبدالرحمٰن قالا حدثنا يحيىٰ[3] ابن حسان حدثنا سليمان[4] بن بلال عن هشام[5] بن عروة عن ابيه[6] عن عائشة[7] رضى الله عنها اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ قَالَ عبد الله ابن عبد الرحمٰن فى حديثه نِعْمَ الْاُدُمُ اَوِ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "سرکہ ایک عمدہ سالن ہے"۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن اپنی حدیث میں کہتے ہیں کہ ارشاد فرمایا "سرکہ ایک عمدہ سالن ہے"

حلِ لغات اَلْاِدَامُ۔ سالن، اس کی جمع اُدُمٌ ہے، اُدْمٌ بھی آتا ہے۔
اَلْخَلُّ۔ سرکہ۔

تشریح سرکہ کے کھانے میں بہت سے فوائد ہیں، اسی لئے تو شفیقِ اُمّت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے استعمال کا ارشاد فرمایا۔ ایک حدیث مبارک میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس میں برکت کی دُعا فرمائی" اور یہ فرمایا کہ "پہلے انبیاء علیہم السلام کا بھی یہ سالن رہا ہے۔ ایک دُوسری حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہیں" ابن حجر کا قول ہے قامع للصفراء ونافع اللابدان، قاطع صفراء ہے اور بدن کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ طبی نقطہ نظر سے اس میں بہت فائدے ہیں، غذا کو ہضم کرتا ہے، پیٹ کے کیڑے مارتا ہے، نیز اس کے ساتھ بے تکلف روٹی کھائی جاتی ہے۔

حدیث ۱۴۶/۲ حدثنا قتيبة[1] حدثنا ابو الاحوص[2] عن سماك[3] بن حرب قال سمعت النعمان[4] ابن بشير يَقُوْلُ اَلَسْتُمْ فِىْ طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَيْتُ نَبِيَّكُمْ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَاُ بَطْنَهٗ۔

ترجمہ سماک بن حرب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نعمان ابن بشیر کو یہ کہتے سُنا کہ کیا تم قسم قسم کے کھانے اور پینے کی چیزوں میں جو تمہیں پسند آتی ہیں مگن ہو گئے ہو حالانکہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس عالم میں دیکھا ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خشک خُرما سے بھی شکم سیری نہ فرما سکتے تھے۔

حلِ لغات اَلدَّقَلُ۔ کھجور، خرما۔ نہایہ میں ہے۔ الردی من التمرة واليابسة۔ وہ کھجور جو خشکی اور سختی کی وجہ سے

اسماء الرجال حدیث ۱۴۵
۱ محمد بن سہل۔ دیکھیے حدیث ۹۲ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۱
۲ عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھیے حدیث ۴۴ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۳ یحییٰ بن حسان۔ دیکھیے حدیث ۹۲ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۳
۴ سلیمان بن بلال۔ دیکھیے حدیث ۹۲ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۴
۵ ہشام بن عروہ۔ دیکھیے حدیث ۲۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۴
۶ ابیہ۔ دیکھیے حدیث ۲۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۵
۷ عائشہ۔ دیکھیے حدیث ۲۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۶

اسماء الرجال حدیث ۱۴۶
۱ قتیبہ۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابوالاحوص۔ دیکھیے حدیث ۳ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲
۳ سماک بن حرب۔ دیکھیے حدیث ۸ باب ماجاء فی

جدا جدا رہتی ہے چمٹی نہیں رہتی۔

تشریح نعمان بن بشیر نے سماک بن حرب سے جو تابعین سے تھے تخاطب کر کے کہا کہ میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس عالم میں دیکھا ہے کہ وہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خشک خرما پر گذر اوقات فرماتے اور وہ شکم سیری کے لئے ناکافی ہوتا یعنی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس قدر قناعت' زہد' ریاضت اور مجاہدہ کی زندگی اختیار کئے ہوئے تھے' اور تمہارا یہ حال ہے کہ تم قسما قسم کے لذائذ اور مشتہات کھانوں میں مگن ہو گئے ہو' گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم جو کہ تمام لوگوں کے مقتداء اعظم ہیں کی اقتداء اور پیروی کو چھوڑ کر عیش وتنعم میں پھنس گئے ہو' تمہیں چاہیئے کہ اس عیش وتنعم میں اور لذائذ دنیا میں مشغول نہ ہو جاؤ بلکہ حضور پُر نور پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پاکیزہ اور ستھری زہد وقناعت' ریاضت' مجاہدہ' صبر وعبادت والی زندگی اختیار کرو' اور وہ اعلیٰ اسوۂ حسنہ (کہ باوجود تنگی ہونے کے ہر وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ جل جلالہٗ کی حمد اور شکر میں رطب اللسان رہتے تھے) ہمارے لئے موجود ہے۔ کیا یہ کافی نہیں اب جبکہ ہر قسم کی فراخی نصیب ہو گئی تو پھر ہم کو اللہ تعالیٰ کا ہر وقت شکریہ ادا کرنا چاہیئے اور ہر آن وہر لحظہ اس کی یاد اور اسکی حمد کرنی چاہیئے۔ لذائذ دنیا اور خواہشات نفسانی میں مگن ہو کر حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ناراضگی اور خفگی مول نہیں لینی چاہیئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی مبارک پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ نبی رؤف ورحیم۔

حدیث ۳ / ۱۴۷ حدثنا عبدة[1] بن عبد اللہ الخزاعی حدثنا معاویة[2] بن ھشام عن سفین[3] عن محارب[4] بن دثار عن جابر[5] بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سرکہ ایک عمدہ سالن ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اسی باب کی پہلی حدیث شریف کے ضمن میں ملاحظہ فرمایئے۔ علامہ علی القاری رحمۃ اللہ الباری جمع الوسائل جلد اول ص۲۰۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

"رواہ احمد ومسلم والثلاثة ایضًا" یعنی یہ حدیث شریف احمد' مسلم اور تینوں اماموں

خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دیکھو حدیث ۲ ع۲ النعمان بن بشیر الانصاری الخزرجی ہے۔ ابو عبد اللہ کے نام سے مشہور تھا۔ یہ بہت کے زمانہ میں حمص کا والی تھا۔ سنہ ۶۴ھ میں قتل ہوا۔ مقبول شاعر تھا۔

اسماء الرجال حدیث ۳

ع۱ عبدة بن عبد اللہ الخزاعی الصفار ابو سہل البصری کوفی الاصل ہے ثقہ ہے۔ خرج لہ البخاری والاربعة۔

ع۲ معاویہ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جابر ع۲

ع۳ سفین۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جابر ع۲

ع۴ محارب بن دثار۔ السدوسی ہے۔ کوفی ہے۔ قاضی تھا۔ ثقہ ہے۔ امام من اکابر العلماء والزہاد خرج لہ الجماعة۔

ع۵ جابر بن عبد اللہ۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جابر ع۴

وھو حدیث مشھور کادان یکون متواتراً" نے بیان کی ہے' یہ حدیث مشہور ہے' ہو سکتا ہے کہ متواتر ہو۔"

حدیث ۱۴۸

حدثنا ھنادؒ[1] وحدثنا وکیعؒ[2] عن سفیانؒ[3] عن ایوبؒ[4] عن ابی قلابةؒ[5] عن زھدمؒ[6] الجرمی قَالَ کُنَّاعِندَ اَبِیْ مُوْسٰیؒ فَاُتِیَ بِلَحْمِ دَجَاجٍ فَتَنَحّٰی رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَالَكَ قَالَ اِنِّیْ رَاَیْتُهَا تَاْکُلُ شَیْئًا نَتْنًا فَحَلَفْتُ اَنْ لاَّ اٰکُلَهَا قَالَ اُدْنُ فَاِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه واٰلهٖ وسلم یَاْکُلُ لَحْمَ دَجَاجٍ۔

ترجمہ زھدم الجرمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ابوموسیٰ کے پاس تھے کہ مرغی کا گوشت لایا گیا' ان موجود افراد میں سے ایک شخص کھسک گیا' تو جناب ابوموسیٰ نے فرمایا تجھے کیا ہوا' اس نے کہا کہ میں نے مرغی کو نجاست کھاتے ہوئے دیکھا تھا تو میں نے قسم کھالی کہ اسے نہ کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے فرمایا قریب آجا۔ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مُرغی کا گوشت نوش فرماتے دیکھا ہے۔

حل لغات لَحْم۔ گوشت' اس کی جمع لِحَام، لُحُوْم، لَحْمَانٌ، لُحْمَانٌ اور اَلْحُمٌ بھی آتی ہے۔ دَجَاج۔ دال کی زیر سے بھی ہے مگر زبر سے فصیح ہے' مرغا یا مرغی۔ فَتَنَحّٰی۔ پس کھسک گیا' سرک گیا' ہٹ گیا' علیحدہ ہوگیا' ایک طرف ہوگیا۔ نَتْنًا۔ نجاسات' قذورات' پلیدی' غلاظت۔ فَحَلَفْتُ' پس میں نے قسم کھالی' اس کا مصدر حَلْفٌ، حِلْفٌ اور حَلِفٌ آتا ہے۔ اُدْنُ۔ قریب ہوجا' نزدیک ہوجا۔ دُنُوٌّ یا دَنَاوَةٌ یا دُنَاتٌ مصدر ہیں جس کے معنی نزدیک ہونا ہیں۔

تشریح علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں کا جمع ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ بزرگوں کے پاس بیٹھنا اور ان کی صحبت اختیار کرنا جائز ہے فرماتے ہیں" وھذا یدل علی مشروعیة اجتماع القوم عند صدیقھم" زھدم الجرمی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے اس سے کہا کہ تجھے کیا ہوا یعنی تو کھانا کھانے سے کیوں ہٹ گیا وہ کونسی بات ہے جو کہ تجھے مرغی کا گوشت کھانے سے روکتی ہے' معلوم ہوا کہ صاحب خانہ کو دریافت کرنا چاہیئے کہ حاضرین میں سے کوئی ایک کھانا کیوں نہیں کھاتا۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:۔

اسماء الرجال حدیث ۱۴۸

ـ۱ ھناد۔ دیکھو حدیث ۳۶ باب ماجاء فی خف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱

ـ۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۴۲ باب ما جاء فی خف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲

ـ۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۵۲ باب ما جاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲

ـ۴ ایوب۔ دیکھو حدیث ۶۹ باب ما جاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

ـ۵ ابی قلابہ۔ اس کا نام عبداللہ بن زید جرمی ہے۔ من الثالثة عرب من القضاء فسکن داریا شام میں فوت ہوا۔ ثقہ ہے فاضل ہے کثیر الارسال العجلی نے کہا نصب فیہ۔ خرج له الجماعة

ـ۶ زھدم الجرمی۔ قبیلہ جرم کی طرف نسبت ہے۔ ابو مسلم البصری ہے ثقہ ہے من الثالثة خرج له البخاری وغیرہ۔

ـ۷ ابوموسیٰ۔ ان کا نام عبداللہ بن قیس ہے یمن کا ایک قبیلہ اشعر ہے آپ اسی سے تعلق رکھتے ہیں۔

"وھذا یدل علیٰ انہ ینبغی لصاحب الطعام ان یسئل عن سبب امتناع من حضرہ من الاکل"

اس شخص نے کہا" میں نے مُرغی کو نجاست کھاتے دیکھا تھا تو میں نے قسم کھالی کہ اسے نہ کھاؤں گا۔

کسی شخص کا اس وجہ سے مرغی نہ کھانا کہ وہ حرام ہے غلط ہے' اس لئے کہ حرام کیلئے دیل قطعی چاہیئے اور اس پر نہیں۔ اور اگر اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ کوئی غلیظ شئے کھاتی ہے اور یہ اس کے کھانے سے پرہیز کرتا ہے تو الگ بات ہے۔ اسی لئے جناب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس کو فرمایا کہ" قریب ہوجاییں نے تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مُرغی کا گوشت کھاتے دیکھا ہے" یعنی اپنی قسم کو توڑ دے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مباح شرعی کی تحریم نہیں کرنی چاہیئے اور مومن کی شان ہے کہ وہ ہر اس چیز کی تابعداری کرتا ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پاتا ہے' حضُور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے آگے اپنی خواہشات کو ختم کردے۔ ارشادِ گرامی نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

" لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لماجئت بہ "

اور دُوسری حدیث شریف ہے کہ :

"اذا حلفت علیٰ یمین فرایت غیرھا خیرا منھا فائت الذی ھو خیر وکفر عن یمینک رواہ الشیخان "

حدیث ۵/۱۴۹ حدثنا الفضلُ[1] بن سھل الاعرج البغدادی حدثنا ابراھیم[2] بن عبد الرحمٰن ابن مھدی عن ابراھیم[3] بن عمر بن سفینۃ عن ابیہ[4] عن جدہ[5] قَالَ اَکَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَحْمَ حُبَارَیٰ۔

ترجمہ سفینہ سے روایت ہے کہ میں نے حضُور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سُرخاب (حباریٰ) کا گوشت کھایا۔

حل لغات حُبَارَیٰ۔ سُرخاب۔ صاحبِ لغات الحدیث لکھتے ہیں" حباریٰ کو اُردو میں سُرخاب کہتے ہیں" اس کا واحد اور جمع برابر ہے۔ یہ ایک مشہور پرندہ ہے' اس کی گردن لمبی اور رنگ خاکی ہوتا ہے' یہ بہت ہی تیز اُڑتا ہے' اس کا

اسماء الرجال حدیث ۵/۱۴۹

ع۱ الفضل بن سہل الاعرج البغدادی خراسانی ہے' صدوق ہے' کان زکیا حافظا' خرج لہ الجماعۃ الا ابن ماجہ۔ ۲۵۵ھ میں فوت ہوئے۔

ع۲ ابراہیم بن عبدالرحمن بن مہدی بصری ہے' صدوق ہے۔ لہ مناکیر' من الطبقۃ العاشرۃ خرج لہ ابوداؤد۔ قال مبارک وفی تہذیب الکمال روی لہ حدیثا واحدا۔ امام بخاری نے فرمایا اسنادہ مجہول اور عقیلی نے کہا لا یعرف الا بہ۔

ع۳ ابراہیم بن عمر بن سفینہ ام سلمہ کا مولیٰ ہے۔ صدوق من الثالثۃ خرج لہ ابوداؤد۔

ع۴ ابیہ یعنی عمر بن سفینہ۔

ع۵ جدہ یعنی سفینہ۔ حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ تھے۔ کہا گیا ہے کہ ان کا نام مہران تھا وغیرہ۔ مشہور صحابی ہیں۔ خرج لہ المسلم والاربعۃ۔ ...ھ میں فوت ہوئے۔

گوشت مُرغی اور بطخ کے درمیان ہوتا ہے۔ ہندی میں چکور کہتے ہیں۔

تشریح سفینہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولیٰ کا لقب ہے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کو اس لئے سفینہ کہتے تھے کہ :۔

"لانه حمل شيئا كثيرا فى السفر فاشبه السفينه" — یہ بہت سا سامان اپنے اُوپر لاد لیتے تھے جس طرح کشتی پر سامان لاد دیا جاتا ہے۔

بعض عُلماء فرماتے ہیں کہ حباری ایک چڑیا ہے، حدیث شریف میں ہے :۔

"ان الحبارى لتموت هزلا بذنب بنى ادم" — "حباری دُبلی ہو کر آدمیوں کے گُناہوں کی وجہ سے مرجاتی ہے"

شارحین فرماتے ہیں حباری ایک چڑیا ہے جو چُگنے کے لئے بڑی بڑی دُور نکل جاتی ہے۔ انسانوں کے گناہوں کی وجہ سے پانی نہیں برستا تو بیچارے جانور بھی تباہ ہو جاتے ہیں۔

حدیث ع 6/150 حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا اسماعیل[2] بن ابراھیم عن ایوب[3] عن القاسم[4] التمیمی عن زهدم[5] الجرمی قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِي مُوسَى قَالَ فَقُدِّمَ طَعَامُهٗ وَقُدِّمَ فِي طَعَامِهٖ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهٗ مَوْلًى قَالَ فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْمُوْسٰى اُدْنُ فَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم اَكَلَ مِنْهُ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ فَحَلَفْتُ اَنْ لَا اَطْعَمَهٗ اَبَدًا۔

ترجمہ زہدم الجرمی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ابی موسیٰ اشعری کے پاس تھے، فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ کے سامنے کھانا لایا گیا اور اس کھانے میں مُرغی کا گوشت لایا گیا۔ حاضرین میں بنو تیم اللہ کا سُرخ رنگ کا ایک شخص بھی موجود تھا جو کہ آزاد شدہ غلام معلوم ہوتا تھا، فرماتے ہیں کہ وہ کھسک گیا تو حضرت ابوموسیٰ نے اسے فرمایا قریب ہو جاؤ، یقیناً میں نے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسے کھاتے دیکھا ہے۔ اس شخص نے کہا کہ "میں نے اسے کچھ کھاتے دیکھا ہے بس میں اس سے کراہت کرتا ہوں لہٰذا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں اسے کبھی نہ کھاؤں گا۔"

اسماء الرجال حدیث ع 6/150
ع1 علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ع2 باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع2
ع2 اسماعیل بن ابراہیم۔ دیکھو حدیث ع12 باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع2
ع3 ایوب۔ دیکھو حدیث ع9/49 باب ما جاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع3
ع4 القاسم التمیمی۔ یہ عاصم التیمی کے بیٹے ہیں۔ مقبول من السابعۃ کذا فی التقریب۔
ع5 زہدم الجرمی۔ دیکھو حدیث ع2/148 باب ما جاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع6

حل لغات نُقُدِّمَ۔ پس لایا گیا۔ فَقَذِرْتُهُ۔ پس میں اس سے کراہت کرتا ہوں۔ قَذِرٌ کی جمع قَاذُوْرَات ہے۔ قَذَرٌ یا قَذَارَۃٌ" مصدر ہے جس کے معنی پلید ہونا، پلید کرنا، مکروہ جاننا، میلے پن کی وجہ سے گھن کرنا۔

تشریح حدیث ۱۴۸ باب ہذا میں تشریح گذر چکی ہے۔ ملاحظہ فرمالیجئے۔ یہ معلوم ہوا کہ وہ شخص جس نے مرغی کھانے سے یکسوئی اختیار کی تھی وہ بنی تیم اللہ سے تھا۔ وھوحی من بکرٍ اور تیم اللہ کا معنی عبد اللہ ہے۔

حدیث ۱۵۱ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابواحمد[2] الزبیری وابونعیم[3] قالا حدثنا سفین[4] عن عبد[5] اللہ بن عیسیٰ عن رجل[6] من اھل الشام یقال لہ عطا عن ابی[7] اسید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُلُوا الزَّیْتَ وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ۔

ترجمہ ابی اسید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اس سے مالش بھی کرو کیونکہ یہ مبارک درخت کا تیل ہے۔

حل لغات اَلزَّیْتَ۔ تیل، زیتون کا تیل۔ وَادَّهِنُوْا بِهٖ۔ اور اس کی مالش کرو۔ دَهْنٌ مصدر ہے یعنی تیل ملنا، تر کرنا، چکنا کرنا۔ اگر پیش کے ساتھ ہو جیسے دُھْنٌ تو پھر مطلق تیل کے معنی میں ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد فرمایا" زیتون کا تیل کھاؤ" یعنی سالن کے طور پر استعمال کرو، سالن میں استعمال کرو، روٹی کے ساتھ کھاؤ۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ" کان عبد اللہ یاکل بالزیت" روٹی زیتون کے تیل سے کھاتے۔ ارشاد ہے" اس سے مالش بھی کرو" یعنی سر کے بالوں پر ملو اور جس جگہ بدن میں درد ہو تو اس کی مالش کرو۔ صاحب اتحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

"لان الدھن بہ فی البلاد الحارۃ من اسباب حفظہ الصحۃ واما البلاد البارۃ فضار"	"گرم ممالک میں اس کی مالش صحت کی محافظت کرتی ہے اور سرد ممالک میں صحت کے لئے نقصان کا باعث ہے"

سردی میں تو سر پر مسلسل ملنا بینائی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یہ امر امر استحبابی ہے۔ ارشاد ہے" کیونکہ یہ مبارک درخت کا تیل ہے" اسلئے کہ یہ مبارک درخت سے نکلتا ہے جس کا نام زیتون ہے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ اس سے بہت سے فوائد

اسماء الرجال حدیث ۱۵۱

[1] محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱۶ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] ابواحمد الزبیری۔ دیکھو حدیث ۷۳ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[3] ابونعیم۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

[4] سفیان۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[5] عبد اللہ بن عیسیٰ بن عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ۔ الانصاری ہے۔ ثقہ تشیع من الطبقۃ السادسۃ۔ خرج لہ الجماعۃ۔

[6] عطا۔ الشامی ہے۔ مقبول من الرابعۃ۔ شامی ہے انصاری ہے۔

[7] ابی اسید۔ الف کی زبر ہے انصاری ہے۔

اورمنافع ہیں' اسی لئے تو اسے مُبارک فرمایا۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"ودعاء لها سبعون نبیا بالبرکة منهم ابراهیم ومنهم سیدنا محمد صلی اللّٰه علیه وآله وسلم فانه قال اللّٰهم بارك فی الزیت والزیتون مرتین کذا فی التفسیر القرطبی"

"اس کیلئے ستر انبیاء کرام نے برکت کی دُعا کی ہے جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دُعائیہ الفاظ مُبارک یہ ہیں کہ اے میرے اللہ! زیتون کے تیل میں برکت ڈال دے"

ابونعیم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ :۔

"فانه فیه شفاء من سبعین داء منها الجذام"

"پس بیشک اس زیتون کے تیل میں ستر بیماریوں کیلئے شفا ہے جن میں جذام کی بیماری بھی ہے"۔

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ " زیتون میں بہت منافع ہے' اس کا تیل جلانے کے کام آتا ہے' کھایا جاتا ہے' ملا جاتا ہے' دباغت میں استعمال ہوتا ہے' ایندھن جلانے کے کام آتا ہے "حتیٰ الرماد یغسل به الابریسم" یہاں تک کہ اس کی راکھ ریشم دھونے کے کام آتی ہے " حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

"او لانها تنبت بالارض المقدسة التی بورك فیها"

"یا اس لئے اس میں برکت ہے کہ یہ ارضِ مقدسہ میں اُگا ہے"

یعنی شام شریف میں جہاں کم وبیش ستر انبیاء کرام مبعوث ہوئے۔ ان حضرات کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے وہ زمین ارضِ مقدسہ کہلائی اور اس جگہ کا درخت بھی بابرکت اور مُبارک قرار دیا گیا۔

حدیث ۸/۱۵۲

حدثنا یحیی بن موسیٰ حدثنا عبد الرزاق حدثنا معمر عن زید بن اسلم عن ابیه عن عمر ابن الخطاب رضی الله عنه قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه واٰله وسلم کُلُوا الزَّیْتَ، وَادَّهِنُوْا بِهٖ فَاِنَّهٗ مِنْ شَجَرَةٍ مُبَارَکَةٍ قال ابوعیسیٰ وکان عبد الرزاق یضطرب فی هذا الحدیث فربما اسنده وربما ارسله وحدثنا السنجی وهو ابوداؤد سلیمان بن معبد المروزی السنجی حدثنا عبد الرزاق عن معمر عن زید بن اسلم عن ابیه عن النبی صلی الله علیه واٰله وسلم نحوه ولم یذکر فیه عن عمر۔

ترجمہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ زیتون کھاؤ اور اس کے تیل کی مالش کرو، کیونکہ یہ مبارک درخت کا تیل ہے۔

تشریح حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل ص۲۰۵ جلد اول میں نقل فرماتے ہیں کہ:۔

"رواه الترمذی عن عمر ورواه احمد والترمذی والحاکم عن ابی اسید ورواه ابن ماجه والحاکم عن ابی هریرة ولفظه کلوا الزیت وادهنوا به فانه طیب مبارک"

اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۷/۱۵۱ پر اسی باب میں ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث ۹/۱۵۲

حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر وعبد الرحمٰن بن مهدی قالا حدثنا شعبة عن قتادة عن انس بن مالک قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه واٰله وسلم یُعْجِبُهُ الدُّبَّاءَ فَاُتِیَ بِطَعَامٍ اَوْدُعِیَ لَهٗ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهٗ فَاَضَعُهٗ بَیْنَ یَدَیْهِ لِمَا اَعْلَمُ اَنَّهٗ یُحِبُّهٗ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کدّو کو بہت پسند فرماتے تھے، پس آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پاس کھانا پیش کیا گیا یا آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو مدعو کیا گیا، چونکہ میں جانتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کدّو کو بہت پسند فرماتے ہیں اس لئے میں نے اس کھانے کے برتن میں سے کدّو کے ٹکڑے دیکھ دیکھ کر آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے آگے رکھنے شروع کر دیئے۔

حل لغات یُعْجِبُ۔ پسند فرماتے تھے، مرغوب خاطر تھے۔ اِعْجَابٌ سے ہے جس کے معنی خوش ہونا، بھلی لگنا، پسند ہونا وغیرہ

اسماء الرجال حدیث ۸/۱۵۲

۱؎ یحیی بن موسیٰ۔ لم اجد ترجمته۔

۲؎ عبد الرزاق۔ دیکھو حدیث ۳؎ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲۔

۳؎ معمر۔ دیکھو حدیث ۲؎ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳۔

۴؎ زید بن اسلم۔ ثقہ عالم۔ قال ابن عجلان ... احد اهیب زید بن اسلم ... ۱۳۶ھ میں فوت ہوا۔ خرج له الجماعة۔

۵؎ ابیہ یعنی اسلم۔ حضرت عمر بن الخطاب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ مخضرم۔ خرج له الجماعة۔ المتفق علی وثیقته۔

۶؎ عمر بن الخطاب۔ نیفہ مسلمین تھے۔ روی له الجماعة۔

اسماء الرجال حدیث ۹/۱۵۲

۱؎ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳؎ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱۔

۲؎ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۳؎ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲۔

۳؎ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۳؎ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲۔

۴؎ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۲؎ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳۔

۵؎ قتادہ۔ دیکھو

ہیں۔ اَلدُّبَّاءُ ۔ دال کی پیش اور زبر دونوں سے ہے۔ کدو، گھیا، تر۔ یہاں کدو مراد ہے۔ فَجَعَلْتُ اَتَتَبَّعُهٗ۔ سو میں نے اس (برتن) سے کدو کے ٹکڑے خوب ڈھونڈ کر رکھے۔ بَیْنَ یَدَیْهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے، آگے۔

تشریح انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کدو کو بہت پسند فرماتے تھے "حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین شافع روز جزا حامل لواء حمد احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیالے کے کونوں میں سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے۔ یَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالِي الْقَصْعَةِ۔ چونکہ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کو کدو پسند تھا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ایک نام لیوا کو مرغوب خاطر ہونا ضروری ہے، خاطر عزیز عزیز ہوا کرتی ہے، علماء فرماتے کہ ایک دفعہ حضرت قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ امام ہمام امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید تھے) کے سامنے ایک شخص نے کہا کہ "کدو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تو پسند تھا مگر مجھ کو پسند نہیں"۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "قتل کرنے کا سامان لاؤ تاکہ اسے قتل کر دوں، کیونکہ یہ مرتد ہو گیا ہے"

طبی نقطۂ نگاہ سے کدو میں زیادتی عقل اور اعتدالی دماغ کے جوہر ہیں، پیاس بجھاتا ہے، مرگی کے مرض کا علاج ہے، بہت زیادہ بخار ہو جائے تو کدو کے بڑے بڑے ٹکڑے کر کے ہاتھوں اور پاؤں کی تلیوں پر ملنے سے فوراً بخار اتر جاتا ہے۔ بقول حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف "اس میں ایک ایسی چیز بھی ہے جس کا راز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی جانتے تھے" علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں اس بات کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ کھانے میں کسی بزرگ کے لئے ایثار کرنا جائز ہے جبکہ کھانے میں معلوم ہو جائے کہ وہ صاحب اس کھانے کی طرف مائل ہیں۔

حدیث نمبر ۱۵۲ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا حفص[2] بن غیاث عن اسمٰعیل[3] بن ابی خالد عن حکیم[4] بن جابر عن ابیہ[5] قال دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَرَأَيْتُ عِنْدَهٗ دُبَّاءً يُقَطَّعُ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ نُكَثِّرُ بِهٖ طَعَامَنَا. قال ابو عیسیٰ وجابر ھذا ھو جابر بن طارق وھو رجل من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یعرف لہ الا ھذا الحدیث الواحد وابو خالد اسمہ سعد۔

ترجمہ جابر بن طارق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں

حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۲ انس بن مالک دیکھئے حدیث ۱ باب ما جاء فی [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث نمبر ۱۵۲

۱ قتیبہ بن سعید دیکھئے حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ حفص بن غیاث۔ ابو عمر (?) کنیت ہے ابن معاویہ (?) کوفہ اور جاب (?) نخعی ہے۔ کا قاضی تھا یعقوب بن شیبہ نے کہا ثبت اذا حدث من کتابہ۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۱۹۴ھ میں فوت ہوا۔

۳ اسماعیل بن خالد بن (?) الجلی ہے۔ مولاھم حافظ امام وکان طحانا۔ ۱۴۶ھ میں فوت ہوا۔ خرج لہ الجماعۃ۔

۴ حکیم بن جابر بن طارق ہے ثقہ ہے۔ من الطبقۃ الثالثۃ۔ خرج لہ النسائی وابن ماجہ۔

۵ ابیہ۔ ان کا نام جابر ہے۔

حاضر ہوا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس کدو دیکھے جو کہ قاش قاش (ٹکڑے ٹکڑے) کئے جا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ یہ اتنے چھوٹے چھوٹے کیوں؟ ارشاد فرمایا ان سے ہم اپنا سالن زیادہ کرتے ہیں۔

حل لغات يُقَطَّعُ۔ قاش قاش کرتے تھے، ٹکڑے ٹکڑے کرتے تھے۔ اس کا مصدر تَقْطِيعٌ ہے جس کا معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے۔ نُكَثِّرُ۔ ہم زیادہ کرتے ہیں، ہم اضافہ کرتے ہیں۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں گھر مبارک پر جابر بن طارق حاضر ہوئے۔ شوربا زیادہ رکھنے کا معمول تھا تاکہ ہر وارد و صادر شکم سیر ہو کر جائے اگرچہ خود بنفسِ نفیس صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ خانہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھوکے شکم ہی رہتے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی ترغیب دلائی کہ شوربا زیادہ رکھا کرو، تاکہ تمہارا ہمسایہ بھی اس سے منتفع ہو سکے۔

الصلوٰۃ والسلام علیك یا حبیب اللہ
وعلی آلك واصحابك یا نبی اللہ

حدیث ۱۵۴/۱ حدثنا قتیبہ[۱] بن سعید عن مالك[۲] بن انس عن اسحاق[۳] بن عبد اللہ بن ابی طلحة انه سمع انس[۴] بن مالك يَقُوْلُ اِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لِطَعَامٍ صَنَعَهٗ فَقَالَ اَنَسٌ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِلٰی ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خُبْزًا مِنْ شَعِيْرٍ وَمَرَقًا فِيْهِ دُبَّآءٌ وَقَدِيْدٌ قَالَ اَنَسٌ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم يَتَتَبَّعُ الدُّبَّآءَ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّآءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ۔

ترجمہ اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ ایک درزی نے حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے تیار کیا گیا تھا۔ جناب انس فرماتے ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں میں بھی اس کھانے میں شریک ہوا، پس اس درزی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں جو کی روٹی، شوربا جس میں کدو تھے اور خشک گوشت پیش کیا جناب

اسماء الرجال حدیث ۱۵۴/۱
ع۱ قتیبہ بن سعید دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱
ع۲ مالک بن انس دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲
ع۳ اسحٰق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ
ع۴ انس بن مالک دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۴

انس فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو دیکھا کہ کاسہ کے کناروں سے کدُو کے ٹکڑے تلاش فرما کر نوش کر رہے ہیں' اس دن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے کدُو محبوب ہوگیا۔

حل لغات خیاطاً۔ درزی۔ مَرَقًا۔ شوربا۔ قَدِیْدٌ۔ خشک گوشت، قاق۔ القصعہ۔ اتنا بڑا پیالہ یا کونڈا جس میں سے دس آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ الصحفہ یا الصحفۃ، وہ پیالہ یا کونڈا جس میں سے پانچ آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ مِکیلہ، وہ پیالہ یا کاسہ جس میں سے دو آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالیں۔ صحیفہ۔ وہ پیالہ یا کاسہ جس میں سے ایک آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھالے۔ ان میں سب سے بڑے کو جُفْنہ کہتے ہیں۔

تشریح یہ درزی حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا ایک آزاد کردہ غلام تھا، لقبول حضرت مولٰینا محمد باری المدعو بمحمد مصلح الدین انصاری اپنی شرح میں اس درزی کا نام شعیب بتاتے ہیں (ص۱۲۸) علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ علامہ عسقلانی سے نقل کرتے ہیں کہ:-

"لم اقف علٰی اسمہٖ لکن فی روایۃ انہ مولی المصطفٰی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم"	"میں اس کے نام سے واقف نہیں لیکن ایک روایت میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔"

جناب انس رضی اللہ عنہ چونکہ خادم تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جلو میں گئے۔ اس دعوت میں اس درزی صاحب نے جَو کی روٹی' شوربا جس میں کدُو تھے اور خشک گوشت سے تواضع کی۔ چونکہ کدُو آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مرغوب غذا تھی اس لئے آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس پیالہ یا کونڈے کے تمام جوانب سے کدُو کے قتلے تلاش فرما کر نوش فرماتے رہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کتنا پیارا ارشاد ہے کہ "اس دن سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے کدُو محبوب ہوگیا"۔ جو چیز حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو پسند ہوتی تھی' صحابہ کرام اور اہلِ بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کو محبّت شرعی سمجھ کر پسند کرتے۔ ان کی محبت کی یہی واضح علامت تھی۔ درحقیقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کدُو سے محبّت حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سُنّت سے محبت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے محبت تھی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں" آدمی کے لئے بہت ہی بہتر ہے کہ وہ کدُو کو پسند کرے اور اسے شوق سے کھائے اور اسی طرح ہر اس چیز کو پسند کرے جسے حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پسند فرماتے تھے۔"

اس حدیث شریف سے یہ بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ اگر دوسرا آدمی جو کہ اس کھانے میں شریک ہو اور ایک ہی برتن سے کھا رہے ہوں، نیز اس برتن میں دو یا تین چیزوں کے اجزاء کا شوربا ہو مثلاً آلو گوشت، گھیا گوشت وغیرہ وغیرہ، وہ اپنے سامنے کے علاوہ دُوسرے کے سامنے سے بھی اپنی پسندیدہ چیز کھا سکتا ہے، بشرطیکہ دوسرے ساتھی کو کوئی اعتراض نہ ہو یا کراہت نہ کرے، اور حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، بلکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس طرح فرمانا تو باعثِ برکت، باعثِ خیر اور اس سالن کو متبرک کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت علامہ فاضل اکمل فقیہہ اعظم ملّا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل ص۲۰۸ پر تحریر فرماتے ہیں :-

" ولا یعارضه نهیه صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم عن ذالك لانه لقذر والایذاء وهو منتف فیه صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم لانهم کانوا یودون ذالك منه لتبرکهم بآثاره صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم حتی نحوه بصاقه ومخاطه یدلکون بها وجوههم وقد شرب بعضهم بولا وبعضهم دمه۔"

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں :-

" وفی الحدیث جواز اکل الشریف طعام من دونه من محترف وغیره واجابة دعوته ومؤاکلة الخادم وبیان ما کان النبی صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم من التواضع واللطف باصحابه وتعاهدهم بالمجی الی منازلهم وفیه الاجابة الی الطعام ولو کان قلیلاً ذکره العسقلانی " (جمع الوسائل ص۲۰۹)

حدیث ۱۲/۱۵۵ حدثنا احمدُ[۱] بن ابراهیم الدورقی وسلمةُ[۲] بن شبیب ومحمودُ[۳] بن غیلان قالوا حدثنا ابواسامةَ[۴] عن هشام[۵] بن عروة عن ابیه[۶] عن عائشةَ[۷] قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللّٰه علیه وآلهٖ وسلم یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ.

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حلوا اور شہد بہت پسند فرماتے تھے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۲/۱۵۵

۱ احمد بن ابراہیم الدورقی بغدادی ہے۔ مسلم، ابوداؤد، الترمذی، ابن ماجہ اس سے روایت کرتے ہیں۔ الحافظ ہے ۲۴۶ھ میں انتقال کیا۔

۲ سلمہ بن شبیب۔ دیکھو حدیث ۳/۲ باب ماجاء فی جلسۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاشر ۱

۳ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشر ۱

۴ ابواسامہ یعنی حماد بن اسامہ ہے، کوفی ہے، [illegible] ہے، موی ابی ہشام، خرج لہ الجماعۃ۔

۵ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲/۳۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اثر ۲

۶ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲/۳۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشر ۵

۷ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲/۳۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشر ۱

حل لغات

حَلْوَاء ۔ شیریں ، میٹھا ۔ ہر وہ چیز جس میں شیرینی ہو ۔ کل مافیہ حلاوۃ ۔
العَسَل ۔ شہد ۔

تشریح

حضور صاحب معراج خاتم النبیین سید المرسلین صاحب شفاعت کبریٰ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حلوا اور شہد پسند فرماتے تھے یعنی ہر اس چیز کو جس میں شیرینی ہوتی پسند فرماتے' یہی معنی معتمد علیہ ہیں لہٰذا شہد کا ذکر تخصیص بعد تعمیم ہے' جناب مولٰینا محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"شیخ رحمۃ اللہ علیہ گفت کہ بصحت نرسیدہ کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام شکر را دیدہ باشد"

یعنی شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شکر کو دیکھا ہو"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ طبرانی سے نقل فرماتے ہیں :۔

"واول من خبص فی الاسلام عثمان رضی اللہ عنہ خلط بین دقیق وعسل وعصلہٗ علی النار حتی نضج وبعث بہ الی المصطفٰے فاستطابہ"

"سب سے پہلے ایام اسلام میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حلوا بنوا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا تھا' یہ حلوا باریک آٹا اور شہد سے تیار کیا گیا تھا' جسے آگ پر پکایا گیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا"

علماء فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں شکر استعمال کرنے کا رواج نہیں تھا اور لوگ میٹھی چیز عموماً شہد یا کھجور سے بناتے تھے۔ جناب علامہ البیجوری رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"ویؤخذ من ھذا الحدیث ان محبۃ الاطعمۃ النفسیۃ لا تنافی الزھد لکن بغیر قصد"

حدیث ع ۱۳/۱۵۶
حدثنا الحسن[1] بن محمد الزعفرانی حدثنا حجاج[2] بن محمد قال قال ابن جریج[3] اخبرنی محمد[4] بن یوسف ان عطاء[5] بن یسار اخبره ام سلمۃ[6] اخبرتہ انہا قربت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جَنۡبًا مَشۡوِیًّا فَاَکَلَ مِنۡہُ ثُمَّ قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَلَمۡ یَتَوَضَّأۡ۔

ترجمہ ام المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پہلو کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا، اُسے تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا۔

حل لغات
جَنۡبًا۔ پہلو، پہلو کا گوشت۔
مَشۡوِیًّا۔ بھنا ہوا، بھونا ہوا، بریان شدہ۔

تشریح ارشاد ہے "پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں فرمایا" علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔ "اس میں دلیل ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔" وھو قول الخلفاء الاربعۃ والائمۃ الاربعۃ "اور یہی خلفاء اربعہ اور ائمہ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ارشاد ہے اور وہ جو ہے کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے منسوخ ہے۔"

حدیث ع ۱۴/۱۵۷
حدثنا قتیبۃ[1] حدثنا ابن لہیعۃ[2] عن سلیمان[3] بن زیاد عن عبد اللہ[4] بن الحارث قال اَکَلۡنَا مَعَ رَسُوۡلِ اللہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم شِوَاءً فِی الۡمَسۡجِدِ۔

ترجمہ عبد اللہ بن الحارث سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔

حل لغات شِوَاءً۔ بھنا ہوا گوشت۔

تشریح اس حدیث شریف سے مسجد میں باہم بیٹھ کر کھانا کھانے کا جواز نکلتا ہے بشرطیکہ اس کھانے سے مسجد ملوث نہ ہو یعنی مسجد کے فرش پر اس کھانے سے کوئی خرابی نہ ہو، حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔
"فیہ دلیل الجواز اکل الطعام فی المسجد — مسجد میں اکھٹے یا اکیلے کھانا کھانے کا اس حدیث

اسماء الرجال حدیث ع ۱۳/۱۵۶
ع۱ الحسن بن محمد الزعفرانی۔ بغدادی ہے۔ صاحب الشافعی روی لہ البخاری والاربعۃ ثقۃ النسائی وغیرہ۔
ع۲ حجاج بن محمد المصیصی ہے الترمذی ہے اور حافظ ہے۔ ابوداؤد نے کہا بلغنی ان ابن معین کتب عنہ نحوہ من خمسین الف حدیث خرج لہ الستۃ۔
ع۳ ابن جریج۔ فقیہ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ہے قرشی اموی اور مکی ہے الفقیہ احد الاعلام۔
ع۴ محمد بن یوسف بن واقد بن عثمان ہے ثقفی ہے۔ ۲۱۲ھ میں فوت ہوا۔ خرج لہ الجماعۃ
ع۵ عطاء بن یسار۔ الہلالی ہے محمود المدنی ہے۔ قاضی تھا۔ من کبار التابعین وعلماءھم خرج لہ الجماعۃ۔ واتفقوا علی توثیقہ۔
ع۶ ام سلمہ ان کا نام ہند بنت امیہ ہے۔

اسماء الرجال حدیث ع ۱۴/۱۵۷
ع۱ قتیبہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ ابن لہیعہ۔ دیکھو حدیث ع۱۸/۱ باب ماجاء فی مشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ع۲
ع۳ سلیمان بن زیاد۔ الحضرمی البصری ہے وثقوہ۔ خرج لہ ابن ماجہ
ع۴ عبد اللہ بن الحارث

جماعة وفرادی ومحله ان لم يحل مايقذر المسجد والا فيكره او يحرم " — میں جواز ہے، بشرطیکہ ریزہ وغیرہ سے مسجد خراب نہ ہو اگر ہو تو مکروہ ہے یا حرام "

حدیث ۱۵/۱۵۸ حدثنا محمود[1] بن غیلان انبانا وکیع[2] حدثنا مسعر[3] عن ابی صخرۃ[4] جامع بن شداد عن المغیرۃ[5] بن عبداللہ عن المغیرۃ[6] بن شعبۃ قَالَ ضِفْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَاُتِیَ بِجَنْبٍ مَشْوِیٍّ ثُمَّ اَخَذَ الشَّفْرَۃَ فَجَعَلَ یَحُزُّ فَحَزَّ لِیْ بِھَا مِنْہُ قَالَ فَجَآءَ بِلَالٌ یُؤْذِنُہٗ بِالصَّلٰوۃِ فَاَلْقَی الشَّفْرَۃَ فَقَالَ مَالَہٗ تَرِبَتْ یَدَاہُ قَالَ وَکَانَ شَارِبُہٗ وَفٰی فَقَالَ لَہٗ اَقُصُّہٗ لَکَ عَلٰی سِوَاکٍ اَوْ قُصَّہٗ عَلٰی سِوَاکٍ۔

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ میری دعوت کی گئی، کھانے میں پہلو کا بُھنا ہوا گوشت لایا گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک بڑی چھری لی، اس چھری سے بھنے ہوئے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر مجھے مرحمت فرما رہے تھے۔ راوی کہتا ہے کہ بلال آگیا اور اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو نماز کے تیار ہونے سے مطلع کیا، تو رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے چھری ہاتھ سے رکھ دی اور فرمایا کیا ہوا اسے؛ دونوں ہاتھ اس کے خاک آلود ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اس کی دونوں مونچھیں بڑھ گئی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لاؤ ان کو مسواک پر رکھ کر کتر دوں، یا کتر دو ان کو مسواک پر رکھ کر۔

حل لغات ضِفْتُ۔ میں مہمان ہوا۔ اَلشَّفْرَۃَ۔ بڑی چھری۔ یَحُزُّ۔ وہ کاٹتے تھے، حزٌّ سے ہے جس کا معنی کاٹنا یا گوشت کاٹنا ہے۔ شَارِب۔ مونچھیں۔ قَصّ۔ کترنا۔ وَفٰی۔ بڑھ گئی تھیں۔

تشریح بقول علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ یہ ضیافت ضباعہ بنت الزبیر کے گھر پر تھی۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم مع مہمانوں کے ان کے گھر تشریف لے گئے جن میں مغیرہ بن شعبہ بھی تھے، دعوت میں پہلو کا بُھنا ہوا گوشت جو کہ سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بہت پسند ہوا کرتا تھا پیش کیا گیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم تالیف قلب اور مروت کے طور پر چھری سے کاٹ کاٹ کر مہمانوں کے سامنے رکھتے جن میں مغیرہ بن شعبہ بھی تھے۔ دریں اثنا جناب بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی تیاری کی اطلاع دی، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کھانا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اے بلال "تو فقیر ہو جائے" تجھے دیکھنا چاہیئے

اسماء الرجال حدیث ۱۵/۱۵۸
[1] محمود بن غیلان، دیکھیے حدیث ۲، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
[2] وکیع، دیکھیے حدیث ۲، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
[3] مسعر بن کدام، ابو سلمہ کنیت الہلالی الکوفی ہے۔ لہ الف حدیث۔ القطان نے کہا: ما رأیت مثلہ۔ سنہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوا۔
[4] ابی صخرہ جامع بن شداد، ثقۃ خرج لہ الستۃ۔
[5] المغیرہ بن عبداللہ بن ابی عقیل الیشکری الکوفی ہے۔ ثقۃ من الطبقۃ الرابعۃ خرج لہ مسلم وابو داؤد والنسائی۔
[6] مغیرہ بن شعبہ، دیکھیے حدیث ۱، باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

تھا کہ ہم لوگ کھانا کھا رہے ہیں' اِس فقرے سے تنبیہہ مُراد ہے۔ صاحب لغات الحدیث جلد اوّل کتاب ت ص۹ پر تحریر کرتے ہیں' یہ عرب کا ایک محاورہ ہے اس سے بددُعا مقصود نہیں ہے" صاحب اتحافات الربانیہ ص۲۰۹ پر بھتے ہیں:

"وجری علی السنة العرب لمجرد اللوم لا للدعوة علیہ"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا تو جناب بلال رضی اللہ عنہ کی مونچھیں بڑی ہوئی تھیں فرمایا" لاؤ ان کو مسواک پر رکھ کر کتر دوں یا خود مسواک پر رکھ کر کتر دو" اس حدیث شریف کے اس ٹکڑے سے ثابت ہوا کہ مونچھیں کتروانا سُنّت ہے۔ علماء کا ایک گروہ یہ فرماتا ہے کہ مونچھوں کا منڈوانا سنّت ہے مگر اکثر علماء کی یہ تحقیق ہے کہ کتروانا سنّت ہے۔

حدیث ۱۵۹/۱۶۱ حدثنا واصل[1] بن عبد الاعلیٰ حدثنا محمد[2] بن فضیل عن ابی حیان[3] التیمی عن ابی زرعة[4] عن ابی ھریرة[5] قال اُتِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَیْهِ الذِّرَاعُ وَکَانَتْ تُعْجِبُهُ فَنَهَشَ مِنْهَا۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں سیّدِ دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کہیں سے گوشت آیا' تو اس گوشت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دست پیش کیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت پسند تھا' آپ نے اس دست کے گوشت میں سے اپنے دندان مُبارک سے کاٹ کر تناول فرمایا۔

حل لغات نَهَسَ۔ اگلے مُبارک دانتوں سے پکڑ کر نوش فرمایا۔ نَهْسٌ۔ اگلے دانتوں سے پکڑنا' نوچنا' مُنہ سے گوشت پکڑ کر کھینچنا' ڈنک مارنا۔

تشریح یعنی حضور پاک' صاحب قاب قوسین او اَدنیٰ' صاحب لواءِ حمد' اور صاحب شفاعت کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اگلے مبارک دانتوں میں دست کا گوشت پکڑا' اور دانتوں سے کاٹ کاٹ کر نوش فرمایا۔ گویا چھری کو استعمال نہیں نہیں کیا۔ عُلماء نے لکھا ہے کہ اَولیٰ یہ ہے کہ گوشت دانتوں سے ہی کاٹ کر کھایا جائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے" گویا دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی دلائی ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۵۹/۱۶۱

ع۱ واصل بن عبد الاعلیٰ بن ہلال الاسدی' الکوفی ہے' ثقہ ہے' ۲۴۴ھ میں فوت ہوا' خرج له مسلم والاربعة۔

ع۲ محمد بن فضیل بن غزوان الضبی صدوق ثقة تشیع ۱۹۴ھ میں فوت ہوا۔ خرج له الجماعة۔

ع۳ ابی حیان التیمی۔ ان کا نام یحییٰ بن سعید الکوفی ہے' امام ہے' عابد ہے' زاہد ہے' ۱۴۵ھ میں فوت ہوا۔ خرج له الستة۔

ع۴ ابی زرعہ بن عمرو بن جریر بن عبد اللہ البجلی ہے' الکوفی ہے من الطبقة الثالثة خرج له الستة۔

ع۵ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱۱/۱۱۲ باب ماجاء فی مشیة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

حدیث ۱۷۰ / ۱۶۰ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا ابوداؤد[2] عن زهير[3] يعنى ابن محمد عن ابى اسحٰق[4] عن سعيد[5] بن عياض عن ابن مسعود[6] قال كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وآله وسلم يُعْجِبُهُ الذِّرَاعَ قَالَ وَسُمَّ فِي الذِّرَاعِ وَكَانَ يُرَى اَنَّ الْيَهُوْدَ سَمُّوْهُ ۔

ترجمہ ابن مسعود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت بہت پسند تھا۔ راوی کہتا ہے کہ دست کے گوشت ہی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زہر دیا گیا تھا اور خیال کیا جاتا ہے کہ یہودیوں نے زہر دیا تھا۔

حل لغات
سُمَّ۔ زہر دی گئی۔
سَمّ۔ زہر۔

تشریح علماء فرماتے ہیں کہ فتح خیبر کے موقعہ پر ایک یہودیہ عورت نے دست کے گوشت میں زہر ملا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لقمہ تناول فرمایا تھا کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور منع کر دیا کہ نہ کھائیں، اس میں زہر ملا ہوا ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا لقمہ نہ اٹھایا اور نہ ہی پہلے زہر آلود لقمہ کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوئی اثر ہوا، جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس غیب کی خبر سے مطلع ہوئے تو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودیہ عورت کو طلب کر کے دریافت فرمایا، تو اس نے یہ کہتے ہوئے اقرار کیا کہ اگر آپ پیغمبرِ خدا ہیں تو زہر آپ پر اثر نہیں کرے گا اور اگر نہیں ہیں تو ہلاک ہو جائیں گے اور ہم آرام و چین سے رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حلم و کرم کے صدقہ میں اس یہودیہ کو معاف کر دیا۔ بشر بن براء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی زہر آلود گوشت کے کھانے سے شہید ہو گئے تھے جس کے بدلہ میں اس یہودیہ عورت کو قتل کیا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

وفی الحدیث فوائد کثیرۃ منھا ما اظھرہ انہ من کرامۃ نبیہ حیث کلمہ الجماد، ولم یؤثر فیہ السم وعلم ما غیبہ عنہ من اثر وان السم لا یؤثر بذاتہ وان کان یؤثر بذاتہ

"اور اس حدیث میں بہت سے فوائد ہیں ان میں سے ایک وہ ہے جو کہ اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ یہ حضور کا ایک معجزہ تھا کیونکہ بے جان چیز نے حضور سے کلام کیا اور حضور کو وہ چیز معلوم ہو گئی جو کہ شر سے تعلق رکھتی تھی اور حضور سے غائب بھی تھی اور یہ بھی حضور کو معلوم تھا

اسماء الرجال حدیث ۱۶۰
[1] محمد بن بشار۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
[2] ابوداؤد۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] زہیر یعنی ابن محمد التمیمی المروزی ہے ابوالمنذر کنیت ہے ثقہ ہے ولبعضہم عنہ مناکیر ۱۶۲ھ میں فوت ہوا۔
[4] ابی اسحٰق۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶
[5] سعید بن عیاض کوفی ہے۔ صدوق من الثانیہ۔ خرجہ البخاری فی تاریخہ والنسائی۔
[6] ابن مسعود یعنی عبداللہ بن مسعود سابقین سے ہیں۔ البدریین تمام جہادوں میں شریک ہوئے صاحب النعل والوسادہ ہیں۔

لا تثر فیھا حالا وان القتل بالسم کالقتل بالسلاح الذی یوجب القود بشرطہ المعروف۔"

کہ زہر میرے اوپر کوئی اثر نہیں کرے گا اور اگر وہ ذاتی طور پر اثر کر جاتا تو اس کا اثر فوراً معلوم ہو جاتا اور زہر دینے سے جو قتل وارد ہوتا ہے وہ ایک ایسا قتل ہے جو کہ کسی آلۂ جارحہ سے ہوا اور وہ ایسا قتل ہے جس سے لازمی طور پر قصاص شرعی شرائط کے ساتھ لازمی ہو جاتا ہے۔"

حدیث ع ۱۸ / ۱۶۱ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا مسلم[۲] بن ابراھیم حدثنا ابان[۳] بن یزید عن قتادہ[۴] عن شھر[۵] بن حوشب عن ابی عبید[۶] قال طَبَخْتُ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قِدْرًا وَکَانَ یُعْجِبُہُ الذِّرَاعُ فَنَاوَلْتُہُ الذِّرَاعَ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ فَنَاوَلْتُہُ ثُمَّ قَالَ نَاوِلْنِی الذِّرَاعَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَمْ لِلشَّاۃِ مِنْ ذِرَاعٍ فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ سَکَتَّ لَنَاوَلْتَنِی الذِّرَاعَ مَا دَعَوْتُ۔

ترجمہ ابی عبید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہانڈی پکائی چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو دست کا گوشت پسند تھا تو میں نے ان کی خدمت میں ایک دست پیش کر دی جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تناول فرمائی پھر فرمایا مجھے دست دو، میں نے خدمتِ مبارک میں پیش کر دی اس کو بھی نوش فرمالیا۔ پھر ارشاد فرمایا مجھے دست دو، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بکرے کے کتنے دست ہوتے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں مانگتا رہتا تو مجھے دست پر دست دیتا ہی چلا جاتا۔

حل لغات طَبَخْتُ۔ میں نے پکائی۔ طَبْخٌ۔ پکانا، بھوننا۔ قِدْرًا۔ ہانڈی، جمع قُدُوْر ہے۔ فَنَاوَلْتُ۔ پس میں نے پیش کی۔ تَنَاوُلٌ۔ لے لینا۔ المُنَاوَلَۃُ۔ چیزے فراکسے دادن، کسی کو چیز دینا۔ یہ دو مفعولوں کی طرح متعدی ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے۔ "اگر تو خاموش رہتا تو جب تک میں مانگتا رہتا تو تُو مجھے دست پر دست دیتا ہی چلا جاتا" اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس ہانڈی سے دست پر دست مہیا فرماتا رہتا، حضرت علامہ مُلا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل صفحہ ۲۱۵ پر لکھتے ہیں:۔

"لان اللہ سبحانہ وتعالیٰ کان یخلق فیھا

"کیونکہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس میں سے بعد اکرتا رہتا ہے، یکے بعد دیگرے

اسماء الرجال حدیث ع ۱۸ / ۱۶۱

ع۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ مسلم بن ابراہیم۔ ازدی الفراہیدی ہے، الحافظ ابو عمرو البصری ابن معین نے کہا ثقہ ہے مامون ہے ۲۲۲ھ میں فوت ہوا۔ ھو کبیر مشائخ ابی داؤد۔

ع۳ ابان بن یزید۔ العطار البصری ہے۔ احمد نے کہا۔ ثبت فی کل المشائخ، خرج لہ الستۃ الا ابن ماجہ۔

ع۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ع۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ شہر بن حوشب۔ دیکھو حدیث ع۵/۵۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۶ ابی عبید مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آزاد کردہ ہے۔ صحابی رسول ہے۔

ذراعاً بعد ذراع معجزة وكرامة له صلى الله عليه وآله وسلم وشرف وكرم قيل وانما منع كلامة تلك المعجزة لانه شغل النبى صلى الله عليه وآله وسلم عن التوجه الى ربه بالتوجه اليه او الى جواب سؤاله فان الغالب ان خارق العادة يكون فى حالة الفناء للانبياء والاولياء وعدم الشعور عن السواء حتى فى تلك لحالة لا يعرفون انفسهم فكيف فى حال غيرهم وهذا معنى الحديث القدسى اوليائى تحت قبائى لا يعرفهم غيرى واليه الاشارة فيما ورد من الحديث النبوى لى مع الله وقت لا يسعنى فيه ملك مقرب ولا نبى مرسل "

کئی ایک (ذراع) کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کرامت شرف اور عظمت کو ظاہر کرنا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس گفتگو نے اس معجزہ کے وقوع کو روک دیا۔ کیونکہ حضور کی توجہ جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف تھی اس گفتگو کی وجہ سے وہاں سے ہٹ گئی اور صحابیہ کی طرف مبذول ہو گئی' یا اس کے سوال کا جواب دینے کی طرف۔ کیونکہ لبا اوقات معجزہ یا کرامت انبیاء اور اولیاء کے حالتِ فنا میں وارد ہوتے ہیں اور ان کو اس وقت ماسوا اللہ کا شعور نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ ایسی کیفیت میں اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتے۔ تو جب اپنے نفس کے متعلق یہ فراموشی ہو تو دوسروں کے حال کو کس طرح پہچانیں گے اور حدیث قدسی جو کہ ذیل میں وارد ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اولیا میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا کوئی اُن کو نہیں جان سکتا اور اسی میں اس حدیث نبوی کی طرف بھی اشارہ ہے جس کو حضور نے اس طرح بیان کیا کہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک وقت ایسا ہے کہ اس میں وہ قرب ہے کہ اس وقت تک نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ نبی و پیغمبر۔"

حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مُبارک کا ایک ایک لمحہ معجزہ تھا' اس قسم کے سینکڑوں معجزات سے سیرت طیبہ مملو ہے۔

حدیث ۱۹/۱۶۲ حدثنا الحسن[ع۱] بن محمد الزعفرانی حدثنا یحییٰ[ع۲] بن عباد عن فلیح[ع۳] بن سلیمان قال حدثنی رجل[ع۴] من بنی عباد یقال له عبد الوهاب بن یحییٰ بن عباد عن عبد الله[ع۵] بن الزبیر عن عائشة[ع۶] قَالَتْ مَاكَانَ الذِّرَاعُ اَحَبَّ اللَّحْمِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَلٰكِنَّهُ كَانَ لَايَجِدُ اللَّحْمَ اِلَّا غِبًّا وَكَانَ يَعْجَلُ اِلَيْهَا لِاَنَّهَا اَعْجَلُهَا نُضْجًا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۹/۱۶۲

ع۱ الحسن بن محمد الزعفرانی۔ دیکھیں حدیث ۱۳/۱۵۶ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔

ع۲ یحییٰ بن عباد۔ دیکھیں حدیث ۱۰/... باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔

ع۳ فلیح بن سلیمان بن ابی المغیرہ بن ... ان کا نام عبد الملک اور لقب فلیح تھا۔ ابن معین اور ابو حاتم نے کہا کہ لیس بالقوی۔ ۱۶۸ھ میں فوت ہوا۔ خرج له الستة۔

ع۴ عبد الوہاب بن یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر۔ قال الدار قطنی یحتج به وابن معین لم یکن بذالك وابن المدینی لیس ممن شانه۔ صاحب الشمائل نے ان کے ضعیف کہا ہے۔ ان کے نزدیک اس سے صرف یہی ایک حدیث ہے۔

ع۵ عبد اللہ بن الزبیر۔ دیکھیں حدیث ۱۰/... باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۷۔

ع۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھیں حدیث ۴/۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دست کا گوشت کچھ لذت کی وجہ سے زیادہ پسند نہ تھا بلکہ گوشت گاہے گاہے پکتا تھا اور یہ جلدی گل جاتا ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پسند فرماتے تھے۔

حل لغات نُضْجًا۔ از روئے پختن، پکنے کے لحاظ سے۔
نضج۔ پک جانا، ایک برس گذر کر بچہ پیدا ہونا۔

تشریح یعنی کبھی کبھی گوشت ملنے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبع اشرف اس کی طرف مائل ہوتی تھی۔ نیز چونکہ دست کا گوشت، گوشت کے دیگر حصوں سے جلدی گل جاتا ہے، اس لئے آپ اسے پسند فرما کر تناول فرماتے تاکہ کھانے سے جلد از جلد فارغ ہو کر دوسرے اہم امور اور کام سرانجام دیں۔

حدیث ۱۶۳/۲۰ حدثنا محمودؐ بن غیلان حدثنا ابو احمدؐ حدثنا مسعرؐ قال سمعت شیخاؐ من فہم قال سمعت عبد اللہؐ ابن جعفر یقول سَمِعتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم قَالَ اِنَّ اَطْیَبَ اللَّحْمِ لَحْمُ الظَّھْرِ۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ ارشاد فرمایا، سب سے اچھا گوشت پشت (کمر، پیٹھ) کا گوشت ہوتا ہے۔

حل لغات لَحْم۔ گوشت۔ الظَّھْر۔ پشت۔ کمر۔ پیٹھ۔

تشریح پشت کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے، مضرت رساں نہیں ہوتا نیز اس سے پیٹ میں گرانی پیدا نہیں ہوتی۔ چونکہ ہڈی والا ہوتا ہے اسی لئے نمکین بھی ہوتا ہے۔ گوشت میں سات چیزیں مکروہ تحریمہ ہیں۔ حضرت علامہ مُلا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اول ص۲۱۷ پر حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔

"وورد انہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کان یکرہ الشاۃ سبعاً المرارۃ والمثانۃ والحیاء ای الفرج
حدیث شریف میں ہے بکری میں سات اجزاء مکروہ تحریمی ہیں۔ کپورہ۔ حرام مغز۔ خون۔ پتہ۔ نر و مادہ

اسماء الرجال حدیث ۱۶۳/۲۰
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابو احمد دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ مسعر۔ دیکھو حدیث ۱۵۸/۵ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۴ شیخا من فہم۔ ان کا نام الشیخ محمد بن عبد اللہ ابی رافع الفہمی، فہم قبیلہ کا نام ہے۔
۵ عبد اللہ بن جعفر

والــذکر والانثـیین والغدۃ والدم" کی شرمگاہ ۔غدود ۔ مثانہ۔

حدیث ۲۱/۱۶۴ حدثنا سفیان[1] بن وکیع حدثنا زید[2] بن الحباب عن عبد[3]الله بن المؤمل عن ابن ابی[4] ملیکة عن عائشة[5] رضی الله عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه واٰله وسلم قَالَ نِعْمَ الْاِدَامُ الْخَلُّ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سرکہ اچھا سالن ہے۔

حل لغات نِعْمَ ۔ اچھا ، بہت خوب ۔ اَلْخَلُّ ۔ سرکہ

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اسی باب کی پہلی حدیث کے ضمن میں ملاحظہ فرمالیجئے۔

حدیث ۲۲/۱۶۵ حدثنا ابو کریب[1] حدثنا ابوبکر[2] بن عیاش عن ثابت[3] ابی حمزة الثمالی عن الشعبی[4] عن ام ہانی[5] قالت دَخَلَ عَلَی النَّبِیُّ صلی الله علیه واٰله وسلم فَقَالَ اَعِنْدَكِ شَیْئٌ" فَقُلْتُ لَا اِلَّا خُبْزٌ یَابِسٌ وَخَلٌّ فَقَالَ هَاتِیْ مَا اَقْفَرَ بَیْتٌ مِنْ اُدُمٍ فِیْهِ خَلٌّ۔

ترجمہ ام ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو فرمایا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے تو میں نے عرض کیا کہ سوائے خشک روٹی اور سرکہ کے اور کچھ نہیں۔ تو ارشاد فرمایا لے آؤ۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ سالن سے خالی نہیں ہوتا۔

حل لغات یَابِسٌ ۔ خشک سوکھی ہوئی۔ اَقْفَرَ ۔ قَ پر قَ مقدم ہے اس کے معنی ہیں خلاء یعنی خالی جگہ۔ جس وقت کوئی شخص اکیلا روٹی کھائے تو کہا جاتا ہے اَقْفَرَ الرَّجُلُ اور جس وقت گھر خالی ہو تو کہا جاتا ہے اَقْفَرَ الْبَیْتُ ۔ (نہایہ)

اسماء الرجال حدیث ۲۱/۱۶۴

[1] سفیان بن وکیع۔ دیکھو حدیث ۵/۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱۔

[2] زید بن الحباب۔ دیکھو حدیث ۲/۵۸ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲۔

[3] عبداللہ بن المؤمل۔ المخزومی المکی ہے۔ ابن ابی ملیکہ اور ابوالزبیر اور عطا سے ، امام شافعی اور ابو عاصم اور جماعت نے ان سے علم حدیث اخذ کیا ، ابن معین نے کہا لیس بقوی۔ ابوداؤد نے کہا منکر الحدیث اور ابن الجوزی نے کہا ضعفہ الجمہور۔ سنہ ۱۶۰ھ میں فوت ہوا۔

[4] ابن ابی ملیکہ۔ عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ ہے۔ ثقہ ہے فقیہ ہے من الثالثہ۔ خرج له الجماعۃ۔

[5] عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲ حاشیہ ۳۔

اسماء الرجال حدیث ۲۲/۱۶۵

[1] ابو کریب۔ دیکھو حدیث ۵/۵ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱۔

[2] ابوبکر بن عیاش۔ ثقہ ہے عابد ہے ، مگر جب بوڑھے ہوئے تو حافظہ جاتا رہا۔ من السابعۃ۔ خرج له الجماعۃ۔

[3] ثابت ابی حمزہ الثمالی۔ الثمالی لقب ہے ، ابی حمزہ کے اجداد سے ایک صاحب معروف بن سمر گذرا اس کا لقب تھا۔ کوفی ہے ضعیف ہے رافضی ہے۔ من الطبقۃ الخامسۃ ، روی له النسائی۔

[4] الشعبی۔ دیکھو حدیث ۱۲/۶۸ باب ما جاء فی باب خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵۔

[5] ام ہانی۔ ابی طالب کی بیٹی ہیں اور حضور صلی اللہ ...

تشریح اس حدیث مبارک سے معلوم ہُوا کہ جہاں بے تکلفی ہو وہاں سوال کرنے میں کوئی عیب نہیں۔ نیز حضور سرورِ کائنات فخرِ رسل، ہادیٔ کُل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کا کیا ہی سادہ نمونہ اپنی امت کو عطا فرمایا کہ کھانے پینے میں جو میسر آجائے اسی پر بسر اوقات کرلینی چاہیئے۔ درحقیقت ایک مومن کی زندگی تبلیغ اسلام، جہاد، اعلائے کلمۃ اللہ اور یادِ الٰہی کے لئے ہے نہ کہ خورد و نوش کے لئے۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است — تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

حدیث ۲۳/۱۶۶ حدثنا محمد بن المثنی[1] قالاحدثنا محمد بن جعفر[2] حدثنا شعبۃ[3] عن عمرو بن مرۃ[4] الھمدانی عن ابی موسیٰ[5] عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ فَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ۔

ترجمہ ابی موسیٰ اشعری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عائشہ کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

حل لغات اَلثَّرِیْد۔ شوربے میں روٹی توڑ کر کے جو کھانا تیار کیا جائے اسے ثَرِیْد کہتے ہیں، ثَرْدٌ اس کا مصدر ہے۔

تشریح ثرید کے متعلق علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ وہ شوربا جس میں روٹی کو توڑ کر کے کھانا تیار کیا جاتا ہے اور گاہے گاہے اس میں گوشت بھی پکایا جاتا ہے، اور عرب لوگ اس کھانے کو پسند کرتے ہیں۔ صاحب اتحافاتِ الربانیہ فرماتے ہیں :۔

"والمراد بالنساء ھنا ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھکذا ذھب بعض العلماء"

"یعنی بعض علماء کے ارشاد کے مطابق عورتوں سے مُراد حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات ہیں۔"

نیز فرماتے ہیں کہ اور علماء نے یہ بھی فرمایا ہے کہ :۔

"ان المراد بالنساء ھن المعاصرات لعائشہ لان خدیجۃ افضل من عائشہ"

"عورتوں سے مُراد سیدہ عائشہ صدیقہ کی معاصر عورتیں ہیں اس لئے کہ جنابہ خدیجہ الکبریٰ سیدہ عائشہ سے افضل ہیں"

محمد وآلہ وسلم کی چچازاد بہن ہے ان کا نام ہند یا فاختہ تھا۔ لہا صحبۃ واحادیث۔

اسماء الرجال حدیث ۲۳/۱۶۶
۱۔ محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲
۲۔ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۳۔ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
۴۔ عروہ بن مرۃ الہمدانی۔ کوفی ہے۔ ثقہ ہے، عابد ہے۔ من الطبقۃ الثامنۃ، خرج لہ الجماعۃ۔
۵۔ ابی موسیٰ اشعری۔ دیکھو حدیث ۴/۱۴۸ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱۔ علامہ مناوی تحریر فرماتے ہیں قیل مرۃ لم یلاق ابا موسیٰ فالخبر منقطع۔

حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری فرماتے ہیں کہ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؛۔

"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا افضل است از خدیجہ و عائشہ زیراکہ آنحضرت درحق فاطمہ زہرا فرمود کہ فاطمۃ بضعۃ منی یعنی فاطمہ گوشت پارہ ایست از من پس ہیچ احد برابر نشود ببعضہ آنسرور را"	"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جنابہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ سے افضل ہیں اس لئے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ فاطمہ میرے گوشت ٹکڑا ہے لہٰذا حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اطہر و مقدس کے ساتھ کوئی بھی برابر نہیں ہوسکتا"۔

صلی اللہ علیك یارسول اللہ وسلم علیك یا حبیب اللہ

حدیث ع ۲۴/۱۶۷ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا[2] اسماعیل بن جعفر حدثنا عبد[3] اللہ بن عبد الرحمٰن بن معمر الانصاری ابوطوالة انه سمع انس[4] بن مالك یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم فضلُ عائشۃَ علی النساءِ کفضلِ الثریدِ علی سائرِ الطعامِ ۔

ترجمہ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (ام المؤمنین) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت عورتوں پر ایسی ہی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر ہے۔

تشریح اس حدیث شریف کی شرح حدیث ع ۲۳/۱۶۶ اسی باب میں ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث ع ۲۵/۱۶۸ حدثنا قتیبة[1] بن سعید حدثنا عبد[2] العزیز بن محمد عن سہیل[3] بن ابی صالح عن ابیه[4] عن ابی ہریرۃ[5] انه رای رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم توضّا من ثورِ اقطٍ ثم راٰه اکل من کتفِ شاۃٍ ثم صلّی ولم یتوضّا۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنیر کا ٹکڑا نوش فرما کر وضو کیا، پھر دیکھا کہ بکرے کے دست کا گوشت تناول فرمایا نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

اسماء الرجال حدیث ع ۲۴/۱۶۷

ع۱ علی بن حجر دیکھو حدیث ع۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ اسماعیل بن جعفر بن ابی کثیر انصاری ہے الزرقی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں ثقہ ہے ثبت من الثامنة، خرج له الستة۔

ع۳ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن معمر الانصاری ابوطوالة انصاری ہے، البخاری ہے مدینہ منورہ کا قاضی تھا۔ کان یسرد الصوم من الطبقة الخامسة خرج له الجماعة

ع۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۲

اسماء الرجال حدیث ع ۲۵/۱۶۸

ع۱ قتیبہ بن سعید دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ عبد العزیز بن محمد بن عبید الدراوردی الجہنی المدنی یحییٰ بن معین نے کہا ھو اثبت من فلیح، ابوزرعہ نے کہا سیئ الحفظ خرج له الجماعة۔ ۱۸۷ھ میں فوت ہوا۔

ع۳ سہیل بن ابی صالح المدنی السمان ہے۔ ابن معین نے کہا ھو مثل العلاء بن عبد الرحمٰن ولیس بحجة۔ ابوحاتم نے کہا یکتب حدیثه ولا یحتج به۔ ثقة ناس، روی له الجماعة الا البخاری مقرونا، وروی عنه الاحد بنا مفردا۔ سنہ ۱۴۰ھ میں فوت ہوا۔

ع۴ ابیہ، اس کا نام ذکوان ہے السمان الزیات ہے

حل لغات ثَوْرٌ. ٹکڑا۔ اس کی جمع اَثْوَارٌ ، ثِيَارٌ ، ثِيَرَةٌ اور ثِيْرَانٌ آتی ہے ۔ اَقِطٌ ، پنیر ، جما ہُوا دُودھ ، جو پک کر سُوکھ کر پتھر کی طرح ہو جائے یعنی قروت یا پنیر ۔ وھو بن جامدا مبعر ۔

تشریح یعنی "حضور رسُولِ مقبول، سرورِ دو عالم، فخرِ رسل، احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پنیر یا قروت کا ایک ٹکڑا کھانے کے بعد وضو فرمایا" بعض عُلماء فرماتے ہیں کہ اس وضُو سے مُراد کلی کرنا اور دونوں ہاتھ دھونا ہے اور اسی طرح روٹی کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونا مندوب ہے۔ اگر ہاتھ صاف ہوں تو ان کے نہ دھونے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی روٹی کھائے تو پھر باوجود ہاتھ صاف و پاک ہونے کے دھونے سُنّت ہیں تاکہ دُوسرے لوگوں کی طبیعت پر گراں نہ گذرے۔ ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ "پھر میں نے دیکھا کہ بکرے کے دست کا گوشت تناول فرمایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا" اس (حدیث شریف کے) فقرہ سے معلوم ہوا کہ دوسری بار وضو نہیں فرمایا، دونوں فقروں میں محدثین کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے یوں توفیق فرمائی کہ جمہور صحابہ اور جمہور مجتہدین کا مذہب عدم وجوب وضو پر ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جس سے انہوں نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچائی ہے کہ حضور کا آخری عمل مبارک اسی پر تھا کہ آگ چھوئی (آگ پر پکائی ہوئی یا گرم کی ہوئی) چیز نوش فرمائی اور وضو نہیں کیا، اس لئے علماء کرام نے وضو نہ کرنے والی حدیث کو منسُوخ قرار دیا ہے۔ یہ بات خاص طور پر ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ یہ توفیق اسی صُورت میں ہوگی جبکہ وضو کے معنی شرعی وضو کے ہوں اور اگر لغوی معنی ہوں یعنی ہاتھ اور دہن کو دھونا تو پھر توفیق کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ استاذ گرامی حضرت صدر الافاضل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی تقریر کا خلاصہ ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ع۲۶ / ۱۶۹ حدثنا ابن ابی عمر[ع۱] حدثنا سفین بن عیینه[ع۲] عن وائل بن داؤد[ع۳] عن ابنه[ع۴] وھو بکر بن وائل عن الزھری[ع۵] عن انس[ع۶] بن مالك قال اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیه وآله وسلم علی صَفِیَّةَ بِتَمْرٍ وَسَوِیْقٍ .

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت) صفیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا ولیمہ تازہ کھجور اور ستو سے کیا۔

حل لغات اَوْلَمَ ۔ ولیمہ کی دعوت کی۔ اِیْلَامٌ مصدر ہے بمعنی ولیمہ کرنا۔ تَمْرٌ ۔ تازہ کھجور۔ سَوِیْقٌ ۔ ستو۔

ثقہ ہے۔ خرج له الستة من الطبقة الثالثة۔ اتفقوا علی توثیقه۔ مرنی غطفانی ہے۔

ع۵ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ع۱ / ۱۱۸ باب ماجاء فی بشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱

اسماء الرجال حدیث ع۲۶ / ۱۶۹

ع۱ ابن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ سفیان بن عیینہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ وائل بن داؤد۔ التیمی ہے، الکوفی ہے، صدوق ہے۔ من الطبقة الثامنة۔ فروی عنه ابوه۔

ع۵ الزہری۔ دیکھو حدیث ع۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۶ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تشریح نکاح کے وقت یا نکاح کرنے کے بعد کھانا پکا کر کھلانا بشرطیکہ وہ ولیمہ کی طرف منسوب ہو سنّتِ مؤکدہ ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خلوتِ صحیحہ کے بعد ولیمہ کرنا افضل ہے، اور ولیمہ کی دعوت کو شرائط مقررہ کے ساتھ قبول کرنا بھی سُنّت ہے۔ مولینا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر کرتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ احتمال است کہ بعد از طول زمان نیز ادا کردہ شود، چنانچہ در عقیقہ گفتہ اند کہ تا بلوغ مطالبہ از پدر راد جائز است بلکہ بعد بلوغ خود ادا کند، اگرچہ پدرش مُردہ باشد"

یعنی "شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ مدت گذر جانے کے بعد بھی ولیمہ ادا کیا جا سکتا ہے جیسا کہ عقیقہ کے متعلق ہے کہ بالغ ہونے تک تو والد کرے اور بلوغ کے بعد خود کرے اگرچہ والد فوت ہو چکا ہو۔"

حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود ولیمہ کیا، حدیث شریف میں ہے:۔

"ما اولم علیٰ احد من نسائه ما اولم علیٰ زینب"

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ جیسا باعتبار بڑا کیا اتنا کسی بیوی کا نہیں کیا"

ولیمہ اپنی حیثیت پر منحصر ہے، اگر گوشت نہ ہو سکے تو عام کھانے پر بھی ہو سکتا ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھجور اور ستّو پر کیا، ایک بیوی کا حیس[1] پر کیا۔ ایک اور بیوی کا دو مُد[2] جَو وغیرہ وغیرہ۔ نیز یہ بات خوب سمجھ لینی چاہیئے کہ ولیمہ کی دعوت میں غریب اور امیر ہر طبقہ کے افراد کو دعوت دینی ضروری ہے ایسا نہ ہو سرمایہ داروں، حکمرانوں، مالداروں اور ذی وجاہت افراد کو تو دعوت دی جائے اور غریب مفلس، مفلوک الحال اور نادار متعلقین افراد کو بھلا دیا جائے۔ سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔

"شر الطعام طعام الولیمة یدعیٰ لہ الاغنیاء ویترک لہا الفقراء"

یعنی "سب کھانوں میں برا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں مالدار لوگ بلائے جائیں اور غریب لوگ چھوڑ دیئے جائیں۔"

بعض لوگوں نے کہا کہ ولیمہ ہی نہیں کرنا چاہیئے حالانکہ ولیمہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:۔

"وھی سنة موکدة والافضل فعلها بعد الدخول اقتداء به صلی اللہ علیہ وسلم"

"یہ سنّتِ مؤکدہ ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا کرتے ہوئے خلوتِ صحیحہ کے بعد کرنا افضل ہے۔"

[1] ایک قسم کا کھانا ہے جو کھجور، گھی اور ستو سے بنایا جاتا ہے۔

[2] ایک پیمانہ جس کی مقدار اہلِ عراق کے نزدیک دو رطل اور اہلِ حجاز کے نزدیک ایک رطل اور تہائی رطل ہے۔ ایک رطل ہم [illegible] کا ہوتا ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھیں۔ یہ ۷ھ محرم میں جنگ خیبر کے موقعہ پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں آئیں۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کیا اور پھر نکاح کیا' اور ولیمہ کیا۔ ایک موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مخاطب کرکے فرمایا۔

"جدك نبي وعمك نبي وزوجك نبي" تیرا دادا نبی تھا' تیرا چچا نبی تھا اور تیرا خاوند بھی نبی ہے۔

حدیث ۲۷/۱۷۰ حدثنا الحسين[1] بن محمد البصري حدثنا الفضيل[2] بن سليمان حدثني فائد[3] مولى عبيد الله بن علي ابن ابي رافع مولى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال حدثني عبيد[4] الله بن علي عن جدته[5] سلمى اَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَابْنَ عَبَّاسٍ وَابْنَ جَعْفَرٍ اَتَوْهَا فَقَالُوْا لَهَا اصْنَعِيْ لَنَا طَعَامًا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم وَيُحْسِنُ اَكْلَهُ فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ تَشْتَهِيْهِ الْيَوْمَ قَالَ بَلٰى اصْنَعِيْهِ لَنَا قَالَ فَقَامَتْ فَاَخَذَتْ شَيْئًا مِنَ الشَّعِيْرِ فَطَحَنَتْهُ ثُمَّ جَعَلَتْهُ فِيْ قِدْرٍ وَصَبَّتْ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ زَيْتٍ وَدَقَّتِ الْفُلْفُلَ وَالتَّوَابِلَ فَقَرَّبَتْهُ اِلَيْهِمْ فَقَالَتْ هٰذَا مِمَّا كَانَ يُعْجِبُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم وَيُحْسِنُ اَكْلَهُ۔

ترجمہ جنابہ سلمیٰ سے روایت ہے یہ کہ حسن بن علی' عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اس کے ہاں تشریف لائے اور اسے کہا کہ ہمارے لئے وہ کھانا تیار کر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پسند تھا اور جسے بڑی خوشی سے تناول فرماتے تھے تو اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹو! آج کل تم اس کھانے کی طرف توجہ نہ دو گے۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا' ایسا نہیں ہے تم اسے ضرور تیار کرو۔ راوی نے کہا وہ اُٹھیں اور تھوڑا سا جو کا آٹا لیا اسے گوندھا پھر اسے ہانڈی میں ڈالا' اس میں تھوڑا سا روغن زیتون ڈالا' اور اس میں سیاہ مرچ اور زیرہ کوٹ کر ڈالا' تیار کرکے ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا یہ کھانا ہے جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پسند فرماتے اور شوق سے کھاتے۔

حل لغات اِصْنَعِيْ۔ تیار کر' پکا۔ طَحَنَ۔ گوندھنا۔ صَبَّتْ۔ ڈالا۔ دَقَّت۔ کوٹا۔ فلفل۔ سیاہ مرچ۔ التَّوَابِل۔ زیرہ۔

تشریح حضرت امام حسن' عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر رضوان اللہ علیہم اجمعین جنابہ سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی زیارت

اسماء الرجال حدیث ۲۷/۱۷۰

ع۱ الحسین بن محمد البصری۔ ایک نسخہ میں سفیان بن محمد ہے جو کہ غلط ہے لان سفین بن محمد لم یذکر فی الروایۃ۔

ع۲ الفضیل بن سلیمان صحیح فضیل ہے۔ صدوق ہے، یخطی کثیرا من الثامنۃ خرج لہ الستۃ۔

ع۳ فائد مولی عبید اللہ بن علی بن ابی رافع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ ابن معین نے ثقہ کہا۔ خرج لہ ابوداؤد و ابن ماجہ۔

ع۴ عبید اللہ بن علی۔ ابوحاتم نے کہا لا یحتج بہ۔ اور دیگر محدثین نے ثقہ کہا۔ خرج لہ ابوداؤد و ابن ماجہ۔

ع۵ عن جدتہ سلمیٰ۔ ابی رافع کی بیوی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باورچن تھی۔

اور ملاقات کے لئے آئے، کیونکہ یہ وہ بزرگ شخصیت تھیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خادمہ اور باورچن ہونے کا اعزاز حاصل تھا، اسی مناسبت کی وجہ سے ان حضرات نے کتنا پیارا سوال کیا جس کے ایک ایک لفظ سے عشق و محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نمایاں نظر آرہا ہے، فرماتے کہ وہ کھانا تیار کر دیں جو شفیع المذنبین، صاحب لواءِ حمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیار کیا کرتی تھیں۔ سبحان اللہ! مائی صاحبہ نے کیا جواب دیا، فرمایا اے میرے پیارے بچو! وہ کھانا تو تنگی اور عسرت کے وقت کا کھانا تھا اب تو آپ کو قسما قسم کے لذیذ کھانے میسر ہیں ایسا نہ ہو تمہیں اس کھانے کی طرف توجہ نہ ہو۔ انہوں نے فرمایا اے مائی صاحبہ ہرگز ایسی بات نہیں، آپ ضرور ہمارے لئے وہ کھانا تیار کر دیں۔ چنانچہ انہوں نے تھوڑا سا جو کا آٹا لیا، گوندھ کر ہنڈیا میں ڈالا، اور زیتون کا تیل، سیاہ مرچ، زیرہ وغیرہ مصالحہ بنا کر ہنڈیا میں ڈال کر کھانا تیار کر لیا اور ان ہر سہ برخورداروں کے سامنے رکھ کر فرمایا کہ یہ وہ کھانا ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پسند فرماتے تھے اور بڑے شوق سے نوش فرماتے تھے۔

حدیث ۲۸/۱۷۱ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابو احمد[2] حدثنا سفین[3] عن الاسود[4] بن قیس عن نبیح[5] العنزی عن جابر[6] بن عبد اللہ قَالَ اَتَانَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ مَنْزِلِنَا فَذَبَحْنَا لَهٗ شَاةً فَقَالَ كَاَنَّهُمْ عَلِمُوْا اَنَّا نُحِبُّ اللَّحْمَ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ۔

ترجمہ جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری جگہ پر رونق افروز ہوئے ہم نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک دنبہ ذبح کیا تو ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ گویا یہ جانتے تھے کہ ہم گوشت کو بہت پسند کرتے ہیں۔ صاحب شمائل الترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک پورا واقعہ ہے۔ یعنی ایک معجزہ کا پورا بیان ہے۔

حل لغات مَنْزِلِنَا۔ ہماری جگہ، ہمارا گھر۔

تشریح صاحب ترمذی فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں ایک نرالا اور عجیب واقعہ ہے اور وہ اس طرح ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق میں جب میں نے حضور پاک پر بھوک کا غلبہ دیکھا تو اپنی بیوی کے پاس آیا اور اس کو کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ہی بھوک کی شدت درپیش ہے کیا گھر میں کچھ کھانے کے لئے ہے، اس نے ایک خریطہ نکالا

اسماء الرجال حدیث ۲۸
[1] محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
[2] ابو احمد۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
[3] سفیان۔ دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
[4] الاسود بن قیس العبدی اور کہا گیا ہے البجلی ہے کوفی ہے ثقہ ہے من الرابعہ۔ خرج لہ الستۃ۔ ابا قیس کنیت ہے۔
[5] نبیح العنزی۔ بعض جگہ العنبری ہے عبد اللہ العنزی الکوفی کا بیٹا ہے ثقہ ہے۔ خرج لہ الاربعۃ۔
[6] جابر بن عبد اللہ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۶

جس میں ایک صاع جو تھے اور ایک فربہ دنبہ میرے پاس تھا' اس کو میں نے ذبح کیا اور میری بیوی نے جو کا آٹا گوندھ دیا۔ ہانڈی چڑھا کر میں سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چند اصحاب کو لے کر میرے ساتھ تشریف لے چلیں تاکہ کچھ ماحضر تناول فرمائیں۔ یہ بات میں نے بہت آہستگی سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش گزار کی تھی۔ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لشکر کو مخاطب کرکے آواز دی اے اہلِ خندق جابر نے کھانے کی دعوت دی ہے اور تم سب کو بلا رہا ہے لہٰذا آؤ کہ چلیں اور جابر سے فرمایا کہ ہانڈی کو چولھے سے نہ اتارو جب تک میں نہ آجاؤں روٹی نہ پکاؤ۔ کچھ دیر بعد حضور سراپا برکت تشریف لائے، خمیر شدہ آٹا آپ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا گیا آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خمیر شدہ آٹے میں اپنا مبارک تھوک ڈالا اور دعا کی' اسی طرح اس ہانڈی پر تشریف لائے اور یہی عمل کیا' پھر جابر کی بیوی سے فرمایا کہ روٹی پکانے والی عورت کو بلاؤ تاکہ روٹیاں پکائے اور ہانڈی سے سالن چمچہ بھر بھر کر نکالو مگر اسے چولھے سے نیچے نہ اتارنا' وہ لشکر جو اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پابہ رکاب تھا ایک ہزار سے زائد تھا۔ جناب جابر رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ تمام لشکر نے کھانا کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا اور سالن کی ہانڈی اسی طرح ابل رہی تھی اور آٹے کا خمیر بھی ختم نہیں ہوا تھا۔

حدیث ع۲۹/۱۶۲ حدثنا ابن ابی عمر[ع۱] حدثنا سفین[ع۲] حدثنا عبداللہ بن محمد بن عقیل[ع۳] سمع جابرا قال سفین[ع۴] وحدثنا محمد بن المنکدر[ع۵] عن جابر[ع۶] قال خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَنَا مَعَهٗ فَدَخَلَ عَلَى امْرَأَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَذَبَحَتْ لَهٗ شَاةً فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَتَتْهُ بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ تَوَضَّاَ لِلظُّهْرِ وَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَاَتَتْهُ بِعُلَالَةٍ مِنْ عُلَالَةِ الشَّاةِ فَاَكَلَ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔

ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور میں بھی ساتھ تھا' آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصار عورت کے گھر تشریف لے گئے' اس عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دُنبہ ذبح کیا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے تناول فرمایا۔ اس کے بعد اس عورت نے ایک طباق میں تازہ کھجوریں پیش کیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں سے کچھ نوش فرمائیں پھر وضو کیا اور ظہر کی نماز پڑھی، نماز سے فارغ ہوئے تو اس

اسماء الرجال حدیث ع۲۹/۱۶۲

ع۱ ابن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ع۹ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

ع۲ سفیان۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

ع۳ عبداللہ بن محمد بن عقیل ہاشمی ہے مدنی ہے امہ زینب بنت علی۔ ابوحاتم نے کہا عندی لین قال۔ ابن خزیمہ لا احتج بہ خرج لہ البخاری فی الادب و ابوداؤد وابن ماجہ۔

ع۴ سفیان۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

ع۵ محمد بن المنکدر۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

ع۶ جابر۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

عورت نے آپ کے واپس تشریف لانے پر اس دُنبے کے بچے ہوئے گوشت میں سے کچھ گوشت پیش کیا' حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا' پھر عصر کی نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

حل لغات قِنَاع ۔ طباق۔ الطبق الذی یوکل علیہ ویقال لہ القنع ۔ بالکسر و بالضم ۔
عُلَالَۃ ۔ بچا ہوا گوشت یا بچا ہوا دودھ جو تھن میں رہ جائے۔

تشریح اس حدیث شریف سے بھی معلوم ہوا کہ آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی نیک آدمی کے تشریف لانے پر دُنبہ وغیرہ ذبح کرنا جائز ہے۔

حدیث ۳/۱۷۲ حدثنا العباسؑ بن محمد الدوری حدثنا یونسؑ بن محمد حدثنا فلیحؑ بن سلیمان عن عثمانؑ بن عبد الرحمٰن عن یعقوبؑ بن ابی یعقوب عن ام المنذرؑ قالت دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمَعَہٗ عَلِیٌّ وَلَنَا دِوَالٍ مُعَلَّقَۃٌ قَالَتْ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَأْکُلُ وَعَلِیٌّ مَعَہٗ یَأْکُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِیٍّ مَہْ یَا عَلِیُّ فَاِنَّکَ نَاقِہٌ قَالَتْ فَجَلَسَ عَلِیٌّ وَالنَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَأْکُلُ قَالَتْ فَجَعَلْتُ لَہُمْ سِلْقًا وَشَعِیْرًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ مِنْ ہٰذَا فَاَصِبْ فَاِنَّہٗ اَوْفَقُ لَکَ۔

ترجمہ ام المنذر سے روایت ہے وہ کہتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے ان کے ہمراہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تھے۔ ہمارے گھر میں کھجور کے خوشے لٹکے ہوئے تھے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ان سے کھجوریں کھانے لگے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ کو فرمایا "یا علی! مت کھا کیونکہ تو ابھی ابھی بیماری سے صحت یاب ہوا ہے"۔ جناب علی المرتضیٰ بیٹھ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نوش فرماتے رہے۔ ام المنذر کہتی ہے کہ میں نے ان حضرات کے لئے تھوڑے سے جَو اور چقندر تیار کئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی المرتضیٰ سے فرمایا "یا علی اس کھانے سے کھاؤ' یہ تمہاری مزاج کے موافق ہے"۔

حل لغات دَوَال ۔ خرما کا خوشہ' اس کی واحد دالیہ ہے' اس کو اَلعَذَق بھی کہتے ہیں۔ مُعَلَّقَۃٌ ۔ لٹکا ہوا۔ تعلیق مصدر ہے لٹکانا۔ کسی امر پر ایک امر کو معلق کرنا' ایک کام کو بغیر کئے رہنے دینا۔ مَہْ ۔ باز رہ۔ نَاقِہٌ ۔ ابھی ناتوان

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۷۲ ۔ کمبیر۔
۱ العباس بن محمد الدوری حدیث ۲ باب ما جاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ۱۔
۲ یونس بن محمد بن مسلم البغدادی ابو محمد المؤدب الحافظ ثقۃ ثبت ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۲۰۷ھ میں فوت ہوا۔
۳ فلیح بن سلیمان دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳۔
۴ عثمان بن عبد الرحمٰن التیمی المدنی ہے ثقہ ہے من الخامسۃ روی لہ الجماعۃ۔
۵ یعقوب بن ابی یعقوب' ثقہ ہے' ثبت ہے۔ من الطبقۃ الثالثۃ۔ خرج لہ ابو داؤد و ابن ماجہ۔
۶ ام المنذر انصاریہ ہے اس کا نام سلمیٰ بنت قیس بن عمرو ہے۔ ولہا صحبۃ خرج لہا ابو داؤد والنسائی۔

ہو۔ نَقَہٌ۔ بیماری سے تندرست ہونا لیکن کمزوری میں مبتلا ہونا۔ سمجھنا۔ سِلْقًا۔ چقندر۔ اَصِبْ۔ کھا۔

تشریح چونکہ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم بیماری سے اُٹھے تھے اور نقاہت موجود تھی لہٰذا سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو کھجور کھانے سے منع فرما دیا کہ ایسا نہ ہو کہ پھر بیمار ہو جائیں "حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بیٹھ گئے" یعنی کھانے سے رُک گئے۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"فیہ جواز الاکل قائما بلا کراھۃ لکن ترکہ افضل کما فی الانوار"

"کھڑے ہو کر کھانے کا بلا کراہت اس حدیث سے جواز معلوم ہوتا ہے لیکن اس کو ترک کرنا افضل ہے جیسا کہ انوار میں ہے"

حدیث ۳۱/۱۷۴ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا بشر[2] بن السری عن سفیان[3] عن طلحۃ[4] بن یحییٰ عن عائشۃ[5] بنت طلحہ عن عائشۃ[6] ام المومنین رضی اللہ عنہا قالت کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یَأْتِیْنِیْ فَیَقُوْلُ اَعِنْدَكِ غَدَاءٌ فَاَقُوْلُ لَا قَالَتْ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ صَائِمٌ قَالَتْ فَاَتَانَا یَوْمًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِنَّہُ اُھْدِیَتْ لَنَا ھَدِیَّۃٌ قَالَ وَمَا ھِیَ قُلْتُ حَیْسٌ قَالَ اَمَا اِنِّیْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا قَالَتْ ثُمَّ اَکَلَ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لاتے تو فرماتے کہ کیا تمہارے پاس صبح کے کھانے کے لئے کچھ ہے، میں کہتی کہ نہیں۔ وہ فرماتی ہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے کہ میں نے روزہ کا ارادہ کر لیا ہے۔ ام المومنین فرماتی ہیں کہ ایک روز آپ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) ہمارے لئے تحفہ آیا ہوا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ کیا ہے؟ میں نے کہا حیس ہے۔ فرمایا کہ میں نے روزے کا ارادہ کر رکھا ہے، پھر اس میں سے کچھ کھا لیا۔

حل لغات غَدَاءٌ۔ صبح کا کھانا۔ ھو الطعام الذی یوکل اول النھار۔ اس کے مقابلہ میں عشاء ہے خفتن کا کھانا۔ حَیْسٌ۔ وہ کھانا جو کھجور، گھی اور پنیر وغیرہ سے بنایا جائے، الطعام یتخذ من اقط وتمر وسمن۔

تشریح یعنی نفلی روزہ کی نیت زوال سے پہلے بھی ہو سکتی ہے حنفیوں کا یہی مذہب ہے۔ اگر کوئی نفلی روزہ رکھے

اسماء الرجال حدیث ۳۱/۱۷۴

ع۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۴/۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

ع۲ بشر بن السری۔ ابو عمرو کنیت ہے۔ الواعظ ہے اخذ عنہ احمد وامم۔ جہمی ہو گیا تھا مگر پھر توبہ کی۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۱۹۵ھ میں فوت ہوا۔

ع۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱/۸ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

ع۴ طلحہ بن یحییٰ القرشی التیمی المدنی ہے ثقہ۔ جمع امام بخاری نے کہا منکر الحدیث ہے۔ ابو زرعہ نے کہا صالح۔ خرج لہ مسلم والاربعۃ۔ ۱۴۸ھ میں فوت ہوا۔

ع۵ عائشہ بنت طلحہ۔ ام کلثوم بنت الصدیق کی لڑکی ہے۔ خرج لہا الجماعۃ۔

ع۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲/۳۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

تو اس کے توڑ دینے کا اختیار امام شافعی کے نزدیک اسے حاصل ہے مگر احناف کے نزدیک روزہ نماز کوئی عمل توڑنا جائز نہیں۔ اگر کسی ضرورت کی وجہ سے نفلی روزہ توڑتا ہے تو پھر کسی دوسرے وقت قضا کرنا واجب ہے۔

حدیث ۳۲ / ۱۷۵ حدثنا عبدُ[1] اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا عمرُ[2] بن حفص بن غیاث حدثنا ابی[3] عن محمد[4] بن ابی یحییٰ الاسلمی عن یزیدُ[5] بن امیۃ الاعور عن یوسفُ[6] بن عبد اللہ بن سلام قال رأیتُ النبیَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَخَذَ کِسرۃً مِن خُبزِ الشَّعِیرِ فَوَضَعَ عَلَیہَا تَمرَۃً ثُمَّ قَالَ ھٰذِہٖ اِدَامُ ھٰذِہٖ فَاَکَلَ۔

ترجمہ یوسف بن عبد اللہ بن سلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا لیا ہوا تھا اور اس پر ایک کھجور رکھی پھر ارشاد فرمایا یہ کھجور اس جَو کی روٹی کے ٹکڑے کا سالن ہے پھر نوش فرمالیا۔

حل لغات کِسرَۃ: ٹکڑا۔

تشریح شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جَو کی روٹی اور کھجور کو اکٹھا کر کے کھانے سے شاید اعتدال کرنا مراد ہو کیونکہ جَو کی تاثیر سرد و خشک ہے اور کھجور کی تاثیر گرم و تر ہے اور یہ بھی منشا ہو سکتا ہے کہ یہ قیمتی وقت قسما قسم لذیذ کھانوں میں نہ گنواؤ، تبلیغ دینِ اسلام، جہاد فی سبیل اللہ، اعلاءِ کلمۃ اللہ، ذکرِ الٰہی اور عبادت میں منہمک رہو۔ زہد، ریاضت اور مجاہدہ کی زندگی اختیار کرو۔ اس فانی دُنیا پر فریفتہ نہ ہو جاؤ بلکہ جَو کی روٹی اور کھجور پر گذارہ کر کے آخرت کو سامنے رکھ کر نیک عمل کی زندگی اختیار کرو حقیقی زندگی تو وہ آنے والی زندگی ہے۔

حدیث ۳۳ / ۱۷۶ حدثنا عبدُ[1] اللہ بن عبد الرحمٰن حدثنا سعیدُ[2] بن سلیمان عن عبادِ[3] ابن العوام عن حمیدِ[4] عن انسِ[5] بن مالک اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کَانَ یُعجِبُہُ الثُّفلُ قَالَ عَبدُ اللّٰہِ یَعنِی مَا بَقِیَ مِنَ الطَّعَامِ۔

اسماء الرجال حدیث ۳۲ / ۱۷۵

۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن۔ دیکھیے حدیث ۸ باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱۔

۲ عمر بن حفص بن غیاث کوفی ثقہ ہے۔ ربما وھم خرج له الجماعة الا ابن ماجه۔ ۲۲۲ھ میں فوت ہوا۔

۳ ابی۔ اس کا نام یحیی بن سمعان ہے۔

۴ محمد بن ابی یحیی الاسلمی صدوق ہے۔ روی له ابوداؤد والنسائی وابن ماجه والمؤلف فی الشمائل

۵ یزید بن امیۃ الاعور من طبقة الخامسة خرج له ابوداؤد والمؤلف فی الشمائل

۶ یوسف بن عبد اللہ بن سلام اجلسه المصطفٰی فی حجرہ وسماہ یوسف۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تین احادیث بیان کی ہیں۔ ۱۰۰ھ تک زندہ رہا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہ دیگی تو پسند فرماتے تھے عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (راوی) فرماتے ہیں کہ تہ دیگ سے مراد بچا ہوا کھانا ہے

حل لغات الثُّفل ۔ تلچھٹ، تہ دیگی، فائق میں ہے ثفل اصل میں تلچھٹ کو کہتے ہیں، یہ تلچھٹ تیل کا ہو یا شیرے کا یا شوربے کا، یا شربت کا، یا شراب کا، یا کسی پتلی چیز کا۔ طیبی نے کہا کہ ثفل سے حدیث میں تہ دیگی مُراد ہے

تشریح حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ الباری، جمع الوسائل صفحہ ۲۲۸،۲۲۹ جلد اول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وفیہ اشارۃ الی التواضع والصبر والقناعۃ بالقلیل" "اس میں اشارہ ہے کہ حضور سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی سی چیز پر انتہائی تواضع صبر اور قناعت فرماتے"

نیز فرماتے ہیں کہ یہ ایماء ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی طرف کہ:۔

"ساقی القوم آخرھم شربا" (رواہ الترمذی وغیرہ) "لوگوں کو کھلانے پلانے والا خود سب سے آخر میں کھاتا پیتا ہے"

یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع ہے کہ اہل وعیال کو، مہمانوں اور موجود حضرات کو سب سے پہلے اُوپر اُوپر سے کھلاتے اور خود بچا ہوا طعام نوش فرماتے۔ اکثر مشائخ کرام اور بزرگانِ عظام کو دیکھا گیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس سُنّت کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ خوش نصیب ہے وہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال، اقوال اور اعمال سے کما حقہ، فائدہ اٹھایا

اللھم ارزقنا اتباعہ آمین بجاہ نبی رؤف رحیم۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ اِدَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

پُورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۹۳

۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ سعید بن سلمان، ابوعثمان کنیت ہے۔ الضبی ہے۔ بغداد میں رہے ثقہ ہے حافظ ہے، ابوحاتم نے کہا لعلہ اوثق من عفان، اور کہا کہ ساٹھ حج کئے، وما دلس قط، اخرج لہ الستۃ ۲۲۵ھ میں سو برس کی عمر میں فوت ہوئے امام احمد نے کہا کان یصحف۔

۳ عباد بن العوام۔ دیکھو حدیث ۹۵ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۳

۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عِنْدَ الطَّعَامِ

اس باب میں رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کھانا تناول فرمانے کے وقت وضو کرنے کا بیان ہے

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات وُضُوْء ۔ پاکیزہ اور خوبصورت ہونا ۔ وُضُوْءٌ ۔ مُنہ ہاتھ اور پاؤں دھونا، سر پر مسح کرنا یا صرف ہاتھ دھونا اور کُلی کرنا۔

تشریح اِس باب میں کھانا کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے کا بیان ہے۔ عنوان باب میں "وُضُوْء" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ "وضوء" کے ایک تو اصطلاحی معنی ہیں یعنی نماز کے لئے پُورا وضو کرنا جس میں فرائض واجبات اور سنن شامل ہیں، دوسرا لغوی معنی ہے جس کے معنی صرف ہاتھ دھونا اور کُلی کرنا ہے۔ اس باب میں یہی دوسرے معنی مُراد ہیں۔

حدیث ۱/۱۷۷ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا اسماعیل[2] بن ابراهیم عن ایوب[3] عن ابن ابی مُلیکة[4] عن ابن[5] عباس رضی اللّٰہ عنهما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیه واٰله وسلم خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ الطَّعَامُ فَقَالُوْا اَلَا نَأْتِيْكَ بِوَضُوْءٍ قَالَ اِنَّمَا اُمِرْتُ بِالْوُضُوْءِ اِذَا قُمْتُ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ ابنِ عباس سے روایت ہے یہ کہ رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحت خانہ سے باہر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کھانا پیش کیا گیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ کیا وضو کے لئے پانی نہ لائیں؟ ارشاد

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۷۷

۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۲/۸۳ باب ماجاء فی تختم فی یمینه حاشیہ ۱

۲ اسماعیل بن ابراہیم۔ دیکھو حدیث ۱۲/۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ ایوب۔ دیکھو حدیث ۶/۹۶ باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

۴ ابن ابی ملیکہ۔ دیکھو حدیث ۳/۱۶۴ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ مجھے وضو کرنے کا اسی وقت حکم ہے جبکہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کروں۔

حل لغات اَلْخَلَاءِ ۔ دراصل خالی جگہ کو الخلاء کہا جاتا ہے اور اس جگہ سے بیت الخلاء، صحت خانہ مراد ہے۔

تشریح ابن عباس کا ارشاد ہے کہ "حاضرین نے عرض کیا، کیا وضو کے لئے پانی نہ لائیں" جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں :-

"چوں عادت آنسرور بود کہ در اکثر اوقات طعام را بے وضو نخوردے، بنا براں ایں سخن از ایشاں بوجود آمد"

"چونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ اکثر اوقات بغیر وضو کے کھانا نوش فرماتے اسی لئے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ بات عرض کی۔"

حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا "سوائے اس کے نہیں کہ مجھے وضو کرنے کا اسی وقت حکم ہے جبکہ میں نماز پڑھنے کا ارادہ کروں" یعنی وضو تو نماز کے لئے واجب ہے نہ کھانے کے لئے' حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے یہ وضاحت فرما دی تاکہ ایسا نہ ہو کہ مسلمان کھانا کھانے سے پہلے وضو کو واجب سمجھ کر اپنے لئے لازمی قرار نہ دے دیں۔ فقہا فرماتے ہیں کہ وضو شرعی، نماز پنجگانہ، نماز جنازہ، سجدہ تلاوت، مس مصحف اور ارادۃ الطواف کے لئے واجب ہے اور کھانا کھاتے وقت یا بعد میں وضو عرفی یعنی ہاتھ اور دہن دھونا مستحب ہے۔

حدیث ۲/۱۷۸ حدثنا سعید[1] بن عبد الرحمٰن المخزومی حدثنا سفیٰن[2] بن عیینۃ عن عمرو[3] بن دینار عن سعید[4] بن الحویرث عن ابن[5] عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم من الغائط فاُتی بطعامٍ فقیل لہ الا تتوضّاء فقال اُصلّی فانوضّاء۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم صحت خانہ سے تشریف لائے آنحضور کی خدمت اقدس میں کھانا پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں عرض کیا گیا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو نہیں کریں گے تو سید الکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں نماز پڑھتا ہوں کہ وضو کروں۔

حل لغات اَلْغَائِط ۔ صحت خانہ۔ غوط سے ہے جس کے معنی کھودنا، داخل ہونا اور دھنس جانا کے ہیں۔ غائط نرم

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۷۸

۱ سعید بن عبد الرحمٰن المخزومی دیکھو حدیث ۲/۱۲۳ باب ماجاء فی جلسۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

۲ سفیان بن عیینہ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ عمرو بن دینار ابو الاثرم کنیت ہے مکی ہے۔ ثقہ ثبت ہے من الرابعۃ خرج لہ الجماعۃ

۴ سعید بن الحویرث مکی ہے حدث عن ابن عباس وعنہ عمرو بن دینار وابن جریج۔ ذہبی وغیرہ نے ثقہ ذکر کیا ہے۔ وقد احتج بہ مسلم ووثقہ ابن معین وابو زرعہ والنسائی وابن حبان۔

۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

کشادہ ہموار زمین کو کہتے ہیں۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا" اب پاخانہ کے مقام کو کہنے لگے بلکہ خود پاخانہ پھرنے کو، کیونکہ عرب لوگ پاخانہ پھرنے کو ایسی ہی جگہ تلاش کرتے ہیں۔

تشریح اسی باب کی حدیث ۱/۱۶۷ میں اس کی تشریح گذر چکی ہے۔ وضو کا سبب نماز کی ادائیگی ہے نہ کہ کھانا کھانا، لہٰذا یہاں فَا جو ہے تو وہ سببیہ ہے اور بعض نسخوں "اَصَلّٰی" بھی آیا ہے یعنی ہمزہ استفہامیہ کے ساتھ۔

حدیث ۳/۱۶۹ حدثنا یحییٰ[۱] بن موسیٰ حدثنا عبد[۲]اللہ بن نمیر حدثنا قیس[۳] بن الربیع ح وحدثنا قتیبۃ[۴] حدثنا عبد[۵] الکریم الجرجانی عن قیس[۶] بن الربیع عن ابی ہاشم[۷] عن زاذان[۸] عن سلمان[۹] قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ اِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوْءِ بَعْدَهٗ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهٗ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ۔

ترجمہ سلمان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے توراۃ میں پڑھا کہ کھانا کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا سبب ہے۔ یہ بات جو میں نے پڑھی تھی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں بیان کردی، تو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا باعث ہے۔

حل لغات وُضُوْءٌ ۔ لغوی معنی میں ہے یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا۔
بَرَكَةٌ ۔ کسی چیز میں زیادتی ہونا۔

تشریح ارشاد ہے کہ" کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا برکت کا باعث ہے " یعنی کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور اسی طرح کھانے سے بعد برکت کا سبب ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں۔

"علماء گفتہ اند کہ برکت طعام بوضو کہ پیش از طعام است مراد ازاں زیادہ شدن نفس طعام است بدزدی شیطان از طعام ضیافت، و مراد از برکت آں بوضو بعد طعام باقی ماندن قوت آں در شکم کہ سبب	یعنی "علماء نے فرمایا ہے کہ کھانے سے پہلے طعام میں برکت کے یہ معنی ہیں شیطان کی چوری نہ کرسکنے سے نفس طعام میں زیادتی ہوتی ہے اور کھانے سے بعد برکت کے یہ معنی ہیں کہ شکم سیری کے باعث قوت

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۶۹
۱ یحییٰ بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۱۔
۲ عبد اللہ بن نمیر۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲۔
۳ قیس بن الربیع۔ الاسدی الکوفی ہے۔ ابو حاتم نے کہا لیس بقوی الصدق وضعفہ آخرون ابن عدی نے کہا عامۃ روایاتہ مستقیمۃ۔ خرج لہ ابو داؤد و ابن ماجہ۔ ۱۸۰ھ میں فوت ہوا۔
۴ قتیبہ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱۔
۵ عبد الکریم الجرجانی۔ جرجان کا قاضی تھا۔ لہ عن ابن جریج وابی حنیفہ، عنہ الشافعی وقتیبہ، کہہ میں رہے۔
۶ قیس بن الربیع۔ دیکھو اسی حدیث کا حاشیہ ۳۔
۷ ابی ہاشم۔ الرمانی الواسطی ہے۔ اس کا نام یحییٰ ابن دینار ہے۔ خرج لہ الستۃ والساد سۃ۔
۸ زاذان۔ ابی عمرو ابی عبد اللہ الکندی ہے۔ علی ابن مسعود سے روایت کرتا ہے کہا گیا ہے کہ عجمی نسل ہے۔ خرج لہ مسلم والاربعۃ والبخاری فی تاریخہ۔ ۸۲ھ میں فوت ہوئے۔
۹ سلمان۔ حدیث ۲/۶ دیکھو باب ما جاء فی خاتم النبوۃ۔

قوت شُو و زیادہ شدن فوائد و آثار آں طعام کہ نشاطِ بدنی و سکون نفس و قرار آں و ترتب اخلاق کریمہ و عزائم جمیلہ است"	پیدا ہوتی ہے جن فوائد اور مقاصد کے لئے کھانا کھایا جاتا ہے وہ پورے ہوتے ہیں' بدن کا جزو بنتا ہے۔ نشاطِ بدن اور سکونِ نفس پیدا ہوتا ہے۔ عبادات اور عمدہ اخلاق اور عزائم جمیلہ پر تقویت کا سبب بنتا ہے"۔

اولیاءِ کرام فرماتے ہیں کہ ہر وقت باوضو رہنے کے بہت فائدے ہیں خصوصاً رزق کی تنگی جاتی رہتی ہے' اولاد میں برکت ہوتی ہے اور قرض کی ادائگی کا ذریعہ اور سبب ہے' چنانچہ ایک دفعہ ایک شخص حضرت زبدۃ العارفین' قدوۃ السالکین قبلہ و کعبہ آقا سید پیر جان صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں آیا اور دُکھے دل سے عرض کرنے لگا کہ کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ اس رزق کی تنگی کو دُور فرمائے' تمام دن کاروبار کرتا ہوں مگر برکت نہیں ہے اور بہت ہی عاجز ہو چکا ہوں' آپ نے فرمایا کہ :-

"جا اور ہر وقت باوضو رہ اور پھر چھ ماہ کے بعد آنا' نیز یہ بھی فرمایا کہ گھر میں بیوی کو بھی کہہ کہ وہ بھی ہانڈی اور روٹی باوضو پکایا کرے۔"

جب وہ چھ ماہ کے بعد گیارہویں شریف کے عُرس پر حاضر ہُوا تو قسم کھا کر کہا کہ قرض بھی ختم ہو چکا ہے' رزق کی فراخی ہے اور کاروبار میں برکت ہی برکت ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ وُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ الطَّعَامِ
پُورا ہو گیا۔

صلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَ مَا یَفْرُغُ مِنْہُ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کے بیان میں ہے جو کہ کھانا کھانے سے قبل یا بعد میں پڑھا کرتے تھے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

تشریح اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان دعاؤں کا ذکر ہے جو جناب سید المرسلین امام الاولین والآخرین عالم علوم ماکان ویکون پیغمبر خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طعام نوش فرمانے سے قبل اور پھر کھانا کھانے سے فارغ ہو کر پڑھا کرتے تھے۔

کھانا شروع کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) شروع کرتے اور فراغت کے وقت اللہ تعالیٰ کا شکر ان الفاظ کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ادا فرماتے۔

حدیث عا/۱۸۰ حدثنا قتیبۃ[۱] بن سعید حدثنا ابن لہیعۃ[۲] عن یزید[۳] بن ابی حبیب عن راشد[۴] بن جندل الیافعی عن حبیب[۵] بن اوس عن ابی ایوب[۶] الانصاری قال کُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَوْمًا فَقُرِّبَ اِلَیْہِ طَعَامٌ فَلَمْ اَرَ طَعَامًا کَانَ اَعْظَمَ بَرَکَۃً مِنْہُ اَوَّلَ مَا اَکَلْنَا وَلَا اَقَلَّ بَرَکَۃً فِیْ اٰخِرِہٖ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ ھٰذَا قَالَ اِنَّا ذَکَرْنَا اسْمَ اللّٰہِ حِیْنَ اَکَلْنَا ثُمَّ قَعَدَ مَنْ اَکَلَ وَلَمْ یُسَمِّ اللّٰہَ تَعَالٰی فَاَکَلَ مَعَہُ الشَّیْطٰنُ۔

اسماء الرجال حدیث عا/۱۸۰

عا قتیبہ ابن سعید دیکھو حدیث عا/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ عا

عا ابن لہیعہ دیکھو حدیث عا/۱۱۸ باب ما جاء فی مشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ عا

عا یزید بن ابی حبیب المصری ثقہ یرسل من الخامسۃ خرج لہ الستۃ۔

عا راشد بن جندل الیافعی المصری ثقہ من السادسۃ خرج لہ المصنف۔

عا حبیب بن اوس ثقفی ہے مقبول ہے خرج لہ المصنف من الثامنۃ۔

عا ابو ایوب انصاری۔ الصحابی۔ خرج لہ الستۃ۔ بکبیر۔ ونزل بدر میں موجود تھے۔ قدوم المدینہ حبیب المصطفیٰ تھا۔ ان کا نام خالد بن زید تھا، خزرج قبیلے سے تعلق رکھتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ مبارک آئے تو آپ ہی کے گھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ٹھہری تھی ۵۱ھ میں جب قسطنطنیہ پر مسلمان حملہ آور ہوئے تو آپ بھی اس اسلامی لشکر میں شامل تھے، دوران سفر بیمار ہو گئے تو وصیت فرمائی کہ میں مر جاؤں تو میری میت کو اٹھا کے جانا اور قسطنطنیہ پر حملہ کرو اور لڑائی کے بیچ صفیں باندھو اور اپنے قدموں کے نیچے مجھے میدان جہاد میں دفن کر دو۔ لشکر اسلام نے ایسا ہی کیا اور قسطنطنیہ کی دیوار کے نیچے انہیں دفن کیا اور آج تک وہ جگہ مشہور ہے۔

علامہ البیجوری لکھتے ہیں: والناس یعظمونہ ویستشفون بہ فیشفون؛ روی عنہ جماعۃ حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

ترجمہ ایوب انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ آپ کے حضور کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے سے پہلے ازروئے برکت کے ایسا کھانا میں نے نہیں دیکھا تھا' اور اسی کھانے کے آخر میں جو بے برکتی تھی وہ بھی میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیا کیفیت ہے ارشاد فرمایا جس وقت ہم نے کھانا شروع کیا تھا تو ہم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کا اسم مُبارک لیا تھا' پھر ایک شخص کھانے کے لئے بیٹھا اور اس نے اللہ تعالیٰ کا اسم پاک نہیں لیا' پس اس شخص کے ساتھ شیطان نے بھی کھانا کھایا۔

حل لغات قَعَدَ۔ بیٹھا، شریک ہوا۔
اَقَلَّ۔ قلیل۔ تھوڑی۔ کم۔

تشریح حضرت ابوایوب انصاری کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ کھانا شروع کرنے کے وقت جو برکت تھی وہ کھانے کے اختتام کے وقت نہیں تھی بلکہ کمال بے برکتی دیکھنے میں آرہی تھی۔ اسی لئے انتہائی حیرت واستعجاب کے ساتھ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کیفیت اور حالت کی وجہ پُوچھی اور سبب دریافت کیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "ہم لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر کھانا شرُوع کیا تھا برکت ہی برکت تھی، جب فلاں شخص آکر شریک ہوا اور اس نے بِسمِ اللہ شریف نہیں پڑھی تو شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا تو برکت جاتی رہی۔" جمہور علماء سلف وخلف محدثین فقہاء اور متکلمین نے شیطان کے کھانے کے یہ معنی کئے ہیں کہ طعام سے برکت زائل ہو جاتی ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ شیطان کا یہ کھانا حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ عقل اس کو محال نہیں جانتی، نیز شرع شریف میں بھی اس کا کوئی مانع موجود نہیں ہے بلکہ اثبات موجود ہے۔ موجودہ دور کے مشہور مصری عالم احمد عبدالجواد الدومی شرح شمائل شریف اتحافات الربانیہ میں لکھتے ہیں:۔

"قال العلماء اکل الشیطان محمول علےٰ حقیقته وهذا هوالذی ذهب الیه الجمهور من العلماء سلفاً وخلفاً"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بسم اللہ شریف پڑھنا سنتِ کفایہ ہے یعنی بہت لوگوں کی موجودگی میں کھانا شروع کرتے وقت اگر ایک آدمی بسم اللہ شریف پڑھ لے تو سب کی طرف سے یہ سُنّت ادا ہو جاتی ہے، مگر ہاں جو شخص طعام کے دوران شریک ہو اس کا بسم اللہ شریف پڑھنا سُنّت ہے۔ چاہیئے کہ اُونچی آواز سے بسم اللہ شریف پڑھی جائے تاکہ دوسروں کو بھی اس کا پڑھنا یاد آجائے۔ چونکہ اس حدیث مبارک میں صرف بسم اللہ کا فقرہ آیا ہے اس لئے بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صرف "بِسم اللہ" ہی کہنا سُنّت

ہے اور الرحمٰن الرحیم کہنا اکمل و افضل ہے مگر یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ "تسمیہ" تو پوری "بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ" کی ادائیگی پر ہی بولا جاتا ہے۔ اللہ و رسولہ اعلم بمرادہ۔

حدیث ۲/۱۸۱ حدثنا یحیٰی[۱] بن موسی حدثنا ابوداؤد[۲] حدثنا ھشام[۳] الدستوائی عن بدیل[۴] العقیلی عن عبد[۵] اللہ ابن عبید بن عمیر عن ام[۶] کلثوم عن[۷] عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمۡ فَنَسِیَ اَنۡ یَّذۡکُرَ اسۡمَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی طَعَامِہٖ فَلۡیَقُلۡ بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم لوگوں میں سے کوئی کھانا کھائے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام لینا بھول جائے تو کھانے کے دوران میں جس وقت یاد آئے تو پڑھے بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔

تشریح یعنی کھانا شروع کرنے کے وقت تسمیہ پڑھنا بھول جائے تو پھر کھانے کے درمیان جس وقت بھی یہ بات یاد آجائے کہ میں نے تسمیہ نہیں پڑھا ہے اگرچہ آخری لقمہ ہی لے رہا ہو تو پڑھے بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ یہ اسے برکت کے لئے کفایت کرے گا' ابوداؤد نے المیہ بن مخشی سے روایت کی ہے۔

"قال کان رجل یاکل فلم یسم حتی لم یبق من طعامہ الا لقمۃ فلما رفعھا الی فیہ قال بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ فضحک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ثم قال مازال الشیطٰن یاکل معہ فلما ذکر اسم اللہ استقاء ما فی بطنہ"

یعنی ایک شخص نے کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام مبارک نہیں لیا یہاں تک کہ وہ آخری لقمہ اٹھا رہا تھا تو اس وقت اس نے کہا بِسۡمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ۔ تو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے پھر ارشاد فرمایا تمام وقت شیطان اس کے ساتھ کھا رہا جب وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا برکت والا نام لیتا ہے تو شیطان نے جتنا اپنے پیٹ میں ڈالا تھا وہ سب اُگل دیتا ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۱۸۱

[۱] یحیٰی بن موسیٰ، دیکھیو حدیث ۳/۱۳۱ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کان یتختم ... فی یمینہ ...

[۲] ابوداؤد، دیکھیو حدیث ... باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ...

[۳] ھشام الدستوائی، دستوا ھواز کے ایک موضع ہے اس میں رہنے والے تھے۔ ابوداؤد الطیالسی نے کہا کہ "کان ھشام امیر المومنین فی الحدیث" خرج لہ الستۃ ۱۵۴ھ میں انتقال کیا۔

[۴] بدیل العقیلی، دیکھیو حدیث ... باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ...

[۵] عبداللہ بن عبید بن عمیر المکی ہے وثقہ ابو حاتم خرج لہ الجماعۃ الا البخاری ۱۱۳ھ میں فوت ہوئے۔

[۶] ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط الاموی صحابیہ ہیں وھو اخت عثمان لامہ۔

[۷] عائشہ، دیکھیو حدیث ۲/۲۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ...

حدیث ۳/۱۸۴ حدثنا عبدُ[۱] اللہ بن الصباح الہاشمی البصری حدثنا عبدُ[۲] الاعلیٰ عن معمرٍ[۳] عن هشام[۴] بن عروۃ عن ابیہ[۵] عن عمر[۶] بن ابی سلمۃ اَنَّہٗ دَخَلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم وَعِنْدَہٗ طَعَامٌ فَقَالَ اُدْنُ یَابُنَیَّ فَسَمِّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ مِمَّا یَلِیْکَ۔

ترجمہ عمرو بن ابی سلمہ سے روایت ہے یہ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا " اے میرے بچے قریب آجا بسم اللہ پڑھ، اپنے سامنے سے داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔"

حل لغات

یَلِیْکَ۔ اپنے سامنے سے۔

تشریح ارشاد فرمایا "اے میرے بچے" شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسے تصغیر سے مخاطب کیا تو اس میں کمال درجے کی شفقت اور عطوفت پائی جاتی ہے جو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو چھوٹے بچوں کے ساتھ تھی۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں۔

"نداءٌ فیہ التلطف والحنو" "یہ انتہائی تلطف اور مہربانی کے ساتھ بلانا ہے"

سبحان اللہ! اس معلمِ اخلاقِ حسنہ نے کس طرح کھانے کے آداب سکھائے۔ اپنے ماں باپ بھی ایسی شفقت اور ایسے پیار و محبت سے آداب و اخلاق نہیں سکھاتے جس طرح اس شفیقِ امت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے سکھائے۔ فرمایا "پیارے قریب آ، اللہ پاک کا نام لے، داہنے ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھایا کر" علماء فرماتے ہیں کہ یہ تینوں امر استحباب کے لئے ہیں گویا سنت ہیں، بعض علماء نے کہا ہے کہ داہنے ہاتھ کے ساتھ کھانا تو امر وجوبی کا درجہ رکھتا ہے۔ حضرت مولٰنا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:-

"بعضے گفتہ اند کہ امر بر سبیل وجوب است بدلیل آنکہ در صحیح مسلم واقعست کہ بدستی آنحضرت دید شخصے راکہ بدست چپ میخورد پس منع فرمود وے را پس گفت آں شخص کہ بر خوردن بدست راست استطاعت	یعنی "بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ امر بسبیل وجوب ہے اور اس پر دلیل ہے جو کہ صحیح مسلم میں واقع ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ سے کھا رہا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۸۴

۱۔ عبداللہ بن الصباح الہاشمی البصری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلیٰ الشامی السدی۔ کوفی ہے۔ ثقہ من التاسع۔ خرج لہ النسائی

۳۔ معمر۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۴۔ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

۵۔ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۶۔ عمر بن ابی سلمہ۔ ابا حفص کنیت ہے۔ المخزومی ہے۔ ربیب المصطفےٰ من ام سلمہ ۸۳ھ میں فوت ہوا۔

نذارم پس دستِ راست اوشل شد بحدیکه بدہن نتوانست آورد تا آنکہ مرد"

نے منع فرمایا تو اس نے جواب دیا کہ داہنے ہاتھ سے کھانے کی مجھ میں استطاعت نہیں ہے چنانچہ اس کا داہنا ہاتھ شل ہوگیا' یہاں تک کہ اس کا داہنا ہاتھ منہ تک نہیں پہنچ سکتا تھا اور وہ اسی حالت میں مرگیا۔[۱]

پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہر اچھے کام کو داہنے ہاتھ ہی سے فرماتے اور ناشائستہ امور بائیں ہاتھ سے کرتے. چنانچہ کنگھی کرنا' وضو کرنا' غسل کرنا' سرمہ لگانا' ناخن کتروانا' موزہ پہننا' مسجد میں داخل ہونا' کھانا پینا وغیرہ وغیرہ تمام امور داہنے طرف سے شروع کرتے اور ناک جھاڑنا' پیشاب خشک کرنا وغیرہ وغیرہ بائیں ہاتھ سے کرتے .

حدیث ۴/۱۸۳

حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا ابواحمد[۲] الزبیری حدثنا سفیٰن[۳] الثوری عن ابی ہاشم[۴] عن اسمٰعیل[۵] بن رباح عن رباح[۶] بن عبیدۃ عن ابی سعید[۷] الخدری قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ .

ترجمہ ابوسعید خدری سے روایت ہے وہ کہتا ہے کہ جس وقت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کھانا تناول فرمانے سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ .

تمام تعریف اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور مسلمان بنایا .

تشریح کھانے کی ابتدا میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور کھانے کے اختتام پر الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین پڑھنا چاہیئے. شمائل شریف مطبوعہ قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی میں وجعلنا مسلمین کی بجائے وجعلنا من المسلمین ہے .

اسماء الرجال حدیث ۱۸۳

[۱] محمود بن غیلان. دیکھو حدیث [۱] باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ [۱]

[۲] ابواحمد الزبیری دیکھو حدیث [۲] باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ [۲]

[۳] سفیٰن الثوری دیکھو حدیث [۲] باب ما جاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ [۲]

[۴] ابی ہاشم دیکھو حدیث [۲] باب ما جاء فی صفۃ وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ [۵]

[۵] اسماعیل بن رباح بن عبیدہ سلمی ہے اپنے باپ وغیرہ سے روایت کرتے ہے ابوہاشم الرمانی وغیرہ اس سے روایت کرتے ہیں من الطبقۃ الثالثۃ خرجہ لہ ابوداؤد.

[۶] رباح بن عبیدۃ ابن عمرو ابن سعید وغیرہما سے روایت کرتا ہے حجاج بن ارطاۃ اور ایک جماعت اس سے روایت کرتا ہے بعض شراح نے لکھا ہے فیہ خبط وخلط فاحذرہ.

[۷] ابی سعید الخدری. دیکھو حدیث [۱] باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ [۱]

حدیث ۵ ۱۸۴

حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا یحییٰ[2] بن سعید حدثنا ثور[3] بن یزید حدثنا خالد[4] بن معدان عن ابی[5] امامہ قال کان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم اذا رُفِعَتِ المَآئِدَۃُ مِن بَینَ یَدَیہِ یَقُولُ اَلحَمدُ لِلّٰہِ کَثِیرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیہِ غَیرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُستَغنًی عَنہُ رَبَّنَا۔

ترجمہ ابی امامہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے آگے سے دسترخوان اٹھایا جاتا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یہ دُعا فرماتے "اَلحَمدُ لِلّٰہِ کَثِیرًا طَیِّبًا" "مُبَارَکًا فِیہِ غَیرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُستَغنًی عَنہُ رَبَّنَا" ہر قسم کی تعریف اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کی ذات مبارک کو زیب ہے ایسی تعریف کہ جس کی کوئی انتہا نہیں' ایسی تعریف جو ریا اور سمعہ سے پاک ہے' ایسی تعریف جو ختم ہونے والی نہ ہو اور جس سے کنارہ کشی نہ ہو سکے' اے ہمارے پرورش کرنے والے۔

حل لغات اَلمَآئِدَۃ۔ دسترخوان۔ غَیرَ مُوَدَّعٍ۔ ای غیر متروک، جو چھوڑی جانے والی نہ ہو' جو ختم ہونے والی نہ ہو۔ مُستَغنًی عَنہُ۔ نہ استغنا شو واز دے، نہ اس سے استغنا کیا جا سکتا ہے۔

تشریح جس وقت دسترخوان اٹھاتے تو ابی امامہ فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یہ دُعا فرماتے۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ کَثِیرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیہِ غَیرَ مُوَدَّعٍ وَلَا مُستَغنًی عَنہُ رَبَّنَا۔ "ہر قسم کی تعریف اللّٰہ تبارک وتعالیٰ کی ذاتِ مبارک کو زیبا ہے ایسی تعریف کہ جس کی کوئی انتہا نہیں ایسی تعریف جو ریا وسمعہ سے پاک ہے ایسی تعریف جو ختم ہونے والی نہ ہو اور جس سے کنارہ کشی نہ ہو سکے' اے ہمارے ربِ تعالیٰ"۔ یعنی اے ہمارے رب تعالیٰ ہماری اس حمد کو سُنیئے اور ہماری اس دُعا کو قبول فرمایئے۔ حضور شفیقِ اُمت رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا یہ طریقہ مبارک تھا کہ جہاں پر کھانا تناول فرماتے تو کھانا تناول فرمانے کے بعد اہلِ خانہ کے لئے دعاءِ برکت فرماتے۔ حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل ص۲۳۷ پر مسلم شریف سے نقل کرتے ہیں:۔

وکان صلی اللّٰہ علیہ واٰلہ وسلم اذا اکل عند قوم لم یخرج حتی یدعولھم فدعا فی منزل عبداللّٰہ بن بسرہ بقولہ اللّٰھم	اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر میں کھانا نوش فرماتے تو نہ اُٹھتے جب تک ان کے لئے دُعا نہ فرما لیتے، جناب عبداللہ بن بسرہ کے گھر

اسماء الرجال حدیث ۱۸۴

[1] محمد بن بشار، دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[2] یحییٰ ابن سعید، دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

[3] ثور بن یزید۔ خالد حمصی ہیں الحافظ ہیں۔ کان ثبت قدری ہو گیا تھا، حمص سے نکالا گیا اور اس کا گھر جلا دیا گیا۔ خرج له البخاری والاربعہ۔

[4] خالد بن معدان الکلاعی الحمصی ہیں ثقہ کبیر الشان بہت مہیب مخلص۔ خرج له الستہ۔

[5] ابی امامہ۔ دیکھو حدیث ۱۳۱ باب ماجاء فی خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ

میں یہ دُعا فرمائی اللھم بارک لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم" بارک لھم فیما رزقتھم واغفر لھم وارحمھم"

اور حضرت سعد کے گھر میں یہ دعا فرمائی۔

افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ (رواہ ابوداؤد)

اور شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ حضورِ انور شیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا بھی ثابت ہے۔

"اللھم اطعمت وسقیت واغنیت واقنیت وھدیت واحییت فلک الحمد علی ما اعطیت"

حدیث ع۶/۱۸۵ حدثنا ابوبکر[ع۱] محمد بن ابان حدثنا وکیع[ع۲] عن ھشام[ع۳] الدستوائی عن بدیل[ع۴] بن میسرۃ العقیلی عن عبد[ع۵] اللہ بن عبید بن عمیر عن ام[ع۶] کلثوم عن عائشہ[ع۷] رضی اللہ عنھا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یَأْکُلُ الطَّعَامَ فِی سِتَّۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَجَاءَ اَعْرَابِیٌّ وَاَکَلَہٗ بِلُقْمَتَیْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَوْ سَمّٰی لَکَفَاکُمْ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چھ صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ساتھ کھانا نوش فرما رہے تھے ایک اعرابی آیا اور جو کھانا موجود تھا اسے دو لقموں میں کھا لیا تو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اگر یہ اعرابی کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ شریف پڑھ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہوجاتا۔

تشریح اس حدیث شریف میں کمال درجے کی تنبیہ ہے کہ کھانا بغیر بسم اللہ کے نہ شروع کیا جائے، کیونکہ بغیر تسمیہ کے انتہائی بے برکتی ہوجاتی ہے اور کھانے کا جو حظ ہوتا ہے وہ جاتا رہتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ کھانا پھر کافی بھی نہیں ہوتا۔

حدیث ع۷/۱۸۶ حدثنا ھناد[ع۱] ومحمود[ع۲] بن غیلان قالا حدثنا ابو اسامۃ[ع۳] عن زکریا[ع۴] ابن ابی زائدۃ عن سعید[ع۵] بن ابی بردۃ عن انس[ع۶] بن مالک قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَۃَ اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَۃَ فَیَحْمَدَہٗ عَلَیْھَا۔

اسماء الرجال حدیث ع۱۸۵/۶

ع۱ ابوبکر محمد بن ابان بن وزیر البلخی حمدویہ کے لقب سے مشہور ہے، حافظ ہے کثیر الحدیث، وثقہ النسائی خرج لہ الجماعۃ ۲۴۴ھ میں فوت ہوا۔

ع۲ وکیع، دیکھو حدیث ع۲/۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ ہشام الدستوائی۔ دیکھو حدیث ع۲/۱۸۱ باب ہذا۔

ع۴ بدیل بن میسرۃ العقیلی۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ عبد اللہ بن عبید بن عمیر۔ دیکھو حدیث ع۲/۱۸۱ باب ہذا۔

ع۶ ام کلثوم۔ دیکھو حدیث ع۱/۱۸۱ حاشیہ ع۶ باب ہذا۔

ع۷ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ع۲/۲۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا' یقیناً اللہ جل جلالہٗ اپنے بندے سے اس بات پر خوش ہوتا ہے کہ وہ ایک لقمہ کھانا کھائے یا ایک گھونٹ پانی پئے تو اللہ جل شانہٗ کا اس پر شکر ادا کرے۔

تشریح یعنی ایک مسلمان کو چاہیئے کہ جب وہ کھانا کھائے' چاہے وہ ایک لُقمہ ہی کیوں نہ ہو یا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ پئے۔ اس پر اللہ جل جلالہٗ کی حمد بیان کرے اور اس کی ذاتِ بابرکات کا شکر ادا کرے۔ صاحب اتحافات الربانیہ نے لکھا ہے کہ ابو نعیم نے روایت کی ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان ینھی عن النوم عقب الاکل"	"یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کھانے کے بعد فوراً نیند سے منع فرمایا ہے۔"

طبّی نقطۂ نگاہ سے بھی یہ بات ہے کہ عشاء کا کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی کی جائے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَبْلَ الطَّعَامِ وَبَعْدَ مَا یَفْرُغُ مِنْہُ پُورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۸۶

۱ ہناد۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ محمود بن غیلان دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ ابو اسامہ۔ ان کا نام حماد بن اسامہ الکوفی ہے۔ القرشی ہے ثقہ ہے ثبت ہے ربما دلس من کبار التاسعۃ خرج له الجماعۃ۔

۴ زکریا بن ابی زائدہ۔ دیکھو حدیث ۱۵ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

۵ سعید بن ابی بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری ہے الکوفی ہے کان ثقۃ اخباریا ان کے پاس سات سو احادیث تھیں۔ خرج له الستۃ۔

۶ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیالہ کا بیان ہے

(اس میں دو احادیث ہیں)

حل لغات قَدَحٌ ۔ القدح ۔ حرکت کے ساتھ ہے یعنی دال پر زبر ہے، اس کو کہا جاتا ہے جس میں کوئی چیز پی جائے ۔ ھو ما یشرب فیہ ۔ یہ ایک برتن ہے جو کہ نہ بالکل چھوٹا ہوتا ہے اور نہ ہی بہت بڑا ، درمیانہ ۔ وھو اناء وسط بین الصغر والکبر ۔ اس کی جمع اَقْدَاحٌ ہے ۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ کون و مکان، نور من نور اللہ احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پیالۂ مبارک کا ذکر ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی یا شربت نوش فرمایا کرتے تھے ۔ شارحین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک پیالہ تھا جس کا نام الرّیان تھا ، دُوسرا پیالہ تھا جس کا نام مغیثا تھا اور تیسرا پیالہ تھا جو درشت قسم کا تھا اور اس پر لوہے کے پترے لگے ہوئے تھے اور چوتھا پیالہ شیشہ کا تھا ، پانچواں پیالہ جو عیدان کا تھا ۔

حدیث ۱۸۶ حدثنا الحسین[1] بن الاسود البغدادی حدثنا عمرو[2] بن محمد حدثنا عیسیٰ[3] بن طھمان عن ثابت[4] قال اَخرَجَ اِلَیْنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَدَحَ خَشَبٍ غَلِیْظًا مُضَبَّبًا بِحَدِیْدٍ فَقَالَ یَا ثَابِتُ ھٰذَا قَدَحُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ۔

ترجمہ ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک ایک لکڑی کا مضبوط و دُرشت پیالہ جو کہ لوہے کے

اسماء الرجال حدیث ۱۸۶

۱ الحسین بن الاسود البغدادی صدوق ہے یخطئ کثیرا من الحادیۃ عشرۃ خرج لہ المصنف فقط ۔

۲ عمرو بن محمد ابو سعید ثبت ہے کوفی ہے ابی حنیفہ، عیسیٰ بن طہمان اور عقبہ سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن اسود اور دوسرے بہت سے روایت کرتے ہیں ۔ ثقہ ہے ۔ خرج لہ الخمسۃ والبخاری فی الادب ۔ ۱۹۹ھ میں فوت ہوا ۔

۳ عیسیٰ بن طہمان ۔ دیکھیں حدیث ۷۱ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

۴ ثابت ۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

پترے سے گرہ کیا ہُوا تھا ہمیں بتانے کے لئے لائے اور فرمایا کہ اے ثابت یہ حضور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا پیالہ ہے۔

حل لغات قَدَحٌ ۔ پیالہ ۔ خَشَب ۔ لکڑی ۔ غَلِیْظًا ۔ سخت ، درشت ۔ مُضَبَّبًا ۔ گرہ لگی ہوئی ، بند لگا ہُوا ۔ حَدِیْد ۔ لوہا ۔

تشریح جناب انس بن مالک کے اس ارشاد سے کہ "اے ثابت یہ حضور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ ہے" ثابت ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لباس اور دیگر پہناوے، برتن، لحاف وغیرہ کو محفوظ کئے ہوئے تھے اور ان کی لوگوں کو زیارت کرواتے اور ان سے تیمن، برکت اور شفا حاصل کرتے۔ شفا شریف میں ہے کہ امام ابن مامون فرماتے ہیں کہ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیالوں میں ایک پیالہ ہمارے پاس تھا۔

"فَكُنَّا نَجْعَلُ فِيْهَا الْمَآءَ لِلْمَرْضٰى فَيَسْتَشْفُوْنَ بِهَا"

"ہم اس پیالہ میں پانی ڈال کر بیماروں کو پلاتے تو اس پانی سے بیمار صحت یاب ہو جاتے"

جناب انس رضی اللہ عنہ کے پاس اس پیالہ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جُوتے مبارک بھی تھے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بہت پیوند لگے کمبلی تھی اور تہبند بھی تھا۔ امام مالک کے پاس تین بال مبارک تھے، اسی طرح خالد بن ولید کے پاس بھی بال مبارک تھے۔ ابو عبداللہ صاحب کے پاس لحاف مبارک تھا۔ اسماء بنت ابوبکر صدیق کے پاس جبہ مُبارک تھا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پیالہ کی زیارت بصرہ میں کی تھی اور پھر اس میں پانی پیا۔

وعن البخاری انه رآه بالبصرة وشرب منه (جمع الوسائل جلد اوّل صفحہ ۲۳۹)

حدیث ۲ ۱۸۸ حدثنا عبد اللہ[1] بن عبد الرحمٰن حدثنا عمرو[2] بن عاصم حدثنا حماد[3] بن سلمۃ حدثنا حمید[4] وثابت[5] عن انس قال لَقَدْ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بِهٰذَا الْقَدَحِ الشَّرَابَ كُلَّهُ الْمَآءَ وَالنَّبِيْذَ وَالْعَسَلَ وَاللَّبَنَ۔

ترجمہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ یقیناً میں نے رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس پیالہ میں سب

اسماء الرجال حدیث ۲ ۱۸۸

۱۔ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ عمرو بن عاصم۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۴۔ حمید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

۵۔ ثابت۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۶۔ انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

قسم کی پینے کی اشیاء، پانی، خرما کا پانی، شہد اور دُودھ سب چیزیں پلائی ہیں۔

حل لغات

سَقَیْتُ۔ میں نے پلایا۔ الشَّرَابَ کُلَّہٗ۔ ہر قسم کے شربت، یعنی سب قسم کی پینے والی اشیاء۔ النَّبِیْذَ، خرما کا پانی۔ العَسَلَ، شہد۔ اللَّبَنَ۔ دودھ۔

تشریح

جناب انس رضی اللہ عنہ کے اس فقرہ سے "اس پیالہ میں" کتنا پیار اور عشق ظاہر ہو رہا ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ کو اس بات پر کتنا ناز ہے کہ یہ وہ پیالہ ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر پینے والی چیز پلایا کرتے تھے۔ کتنے خوش نصیب تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ جن کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا نادر سے نادر موقع نصیب ہوا۔ نبیذ کھجور، کشمش، خرمانی وغیرہ کو پانی میں بھگو دیا جائے اور جب اس کا اثر اچھی طرح آجائے تو وہ پانی نبیذ کہلاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رات کو کھجوریں وغیرہ بھگو دی جاتی تھیں اور صبح کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرما لیتے تھے۔ حضرت علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اوّل صـ۲۴۱ پر مسلم شریف سے نقل کرتے ہیں۔

"وکان ینبذ لہ اول اللیل ویشربہ اذا اصبح یومہ ذالک اللیلۃ التی تجئی والغد الی العصر فان بقی شیئ منہ سقاہ الخادم او امر بہ فصب" [۱]

نیز حضرت محدث کبیر نے لکھا اگر تین دن تک بھی اس میں نشہ پیدا نہ ہوتا تو استعمال کرتے ورنہ نہیں۔ یہ نبیذ بہت مقوی اور مفرح ہوتا ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قَدَحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پُورا ہوگیا۔

[۱] ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے رات کے پہلے حصہ میں نبیذ بنائی جاتی تھی یعنی بھگو دی جاتی تھیں جسے حضور انور اسی رات کو آنے والی صبح اور دن کو عصر تک نوش فرماتے۔ اور دوسرے ... تب ان کو پھر رکھ دیا جاتا اور استعمال کی جاتی۔ پس اگر پانی باندہ کو خادم استعمال میں لاتے یا تلف کر دیا جاتا تھا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ فَاکِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھل (تناول فرمانے) کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات فَاکِھَۃٌ۔ میوہ، پھل، اس کی جمع فَوَاکِہ ہے، تر ہو یا خشک، ہر قسم کا پھل جس کو کھا کر لذت حاصل کی جائے۔

تشریح اس باب میں حضور پاک، سید الانس والجان، عالم علوم اوّلین وآخرین، سرورِ عالم وعالمیان جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قسم کے پھل کھانے کا بیان ہے۔ نیز حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جب سب سے پہلا پھل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش فرماتے تو حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے لئے دُعائے برکت فرماتے۔

حدیث ۱/۱۸۹ حدثنا اسماعیل[ع۱] بن موسیٰ الفزاری حدثنا ابراھیم[ع۲] بن سعد عن ابیه[ع۳] عن عبد[ع۴]اللہ بن جعفر قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَأْکُلُ الْقِثَّاءَ بِالرُّطَبِ۔

ترجمہ عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ککڑی کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۱۸۹

ع۱ اسماعیل بن موسیٰ الفزاری۔ قبیلہ غطفان سے تعلق رکھتا ہے صدوق رمی بالرفض من العاشرۃ خرج له البخاری فی خلق الافعال وابوداؤد ابن ماجه۔

ع۲ ابراہیم بن سعد۔ ثقہ ہے۔

ع۳ ابیہ۔ ثقہ ہے، فاضل ہے۔

ع۴ عبداللہ بن جعفر۔

حل لغات اَلْقِثَّآءَ۔ ککڑی، کھیرا۔
اَلرُّطَب۔ تازہ کھجور۔

تشریح شارحین کرام نے اس حدیث شریف کی شرح میں طبی نقطۂ نظر سے خوب تبصرے کئے ہیں جو اپنی جگہ پر درست اور صحیح ہیں۔ اس حدیث شریف سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ککڑی اور کھجور کا نوش فرمانا ثابت ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتدال کے لئے ککڑی (ٹھنڈی سبزی) کو کھجور (گرم میوے) سے ملا کر نوش فرمایا۔

حدیث ۱۹۰ ع۲ حدثنا عبدۃ[۱] بن عبداللہ الخزاعی البصری حدثنا معاویۃ[۲] بن ھشام عن سفین[۳] عن ھشام[۴] بن عروۃ عن ابیہ[۵] عن عائشۃ[۶] رضی اللہ عنھا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَأْکُلُ الْبِطِّیْخَ بِالرُّطَب۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کو تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

حل لغات اَلْبِطِّیْخ۔ تربوز۔ ب کی زیر کے ساتھ صحیح ہے اور ب کی زبر کے ساتھ غلط ہے۔

تشریح بِطِّیْخ کے ترجمہ میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ خربوزہ ہے اور بعض نے کہا کہ تربُوز ہے۔ صاحب جمع الوسائل فرماتے ہیں کہ صحیح تربُوز ہے کہ یہ سرد ہے اور کھجُور کی گرمی کو معتدل کر دیتا ہے۔ ابوداؤد اور ترمذی روایت کرتے ہیں:۔

"عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ کان یأکل البطیخ بالرطب ویقول یرفع حرھذا وبرد ھذا وبرد ھذا احرھذا"

یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تربوز کے ساتھ تازہ کھجُور نوش فرماتے اور فرماتے تھے کہ اس کی ٹھنڈک اُس کی گرمی کو اور اِس کی گرمی اُس کی ٹھنڈک کو زائل کر دے گی۔

اسماء الرجال حدیث ۱۹۰

۱ عبدہ بن عبداللہ الخزاعی البصری۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ معاویہ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی … رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی … رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
۵ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۶

حدیث ۳/۱۹۱ حدثنا ابراھیم[1] بن یعقوب حدثنا وھب[2] بن جریر حدثنا ابی[3] قال سمعت حمیدا[4] یقول او قال حدثنی حمید قال وھب وکان صدیقا لہ عن انس[5] بن مالك قَالَ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَجْمَعُ بَیْنَ الْخِرْبِزِ وَالرُّطَبِ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خربوزہ اور تازہ کھجور اکٹھے نوش فرماتے دیکھا ہے۔

حل لغات اَلْخِرْبِزُ۔ خربوزہ۔

تشریح سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خربوزہ کھانا بھی ثابت ہوا ہے۔ نیز خربوزہ اور تازہ کھجور کو ملا کر نوش فرمانے کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ خربوزہ پھیکا ہو اور کھجور سے اس کے مزے کو بدل دیا جاتا ہو جیسا کہ ہمارے ہاں پھیکے خربوزہ پر شکر ڈال کر کھایا جاتا ہے۔

حدیث ۴/۱۹۲ حدثنا محمد[1] بن یحیی حدثنا محمد[2] بن عبد العزیز الرملی حدثنا عبد[3] اللہ بن یزید بن الصلت عن محمد[4] بن اسحق عن یزید[5] بن رومان عن عروۃ[6] عن عائشۃ[7] رضی اللہ عنھا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَکَلَ الْبِطِّیْخَ بِالرُّطَبِ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تربوز تازہ کھجور کے ساتھ نوش فرمایا۔

تشریح اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تربوز اور کھجور نوش فرمائی تھی۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۱۹۱
۱ ابراہیم بن یعقوب۔
۲ وھب بن جریر۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ ابی۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۴/۱۹۲
۱ محمد بن یحیی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ محمد بن عبد العزیز الرملی۔ شام میں رملہ ایک مشہور شہر ہے یہ اسی کی نسبت سے الرملی مشہور ہیں۔ یعقوب الفسوی نے کہا ثقہ ہے ولینہ غیرہ۔ خرج لہ البخاری فی الادب۔
۳ عبد اللہ بن یزید بن الصلت۔ الشیبانی
ابو ربیع القاہری سے مشہور ہے مولیٰ نعیم
جریر نے کہا کہ ثقہ ہے۔ خرج لہ النسائی۔
۴ محمد بن اسحق۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۵ یزید بن رومان۔ المدنی ہے۔ ذہبی نے کہا داؤد، ابو حاتم نے کہا متروک، وروایتہ عن ابی ھریرۃ مرسلۃ خرج لہ الجماعۃ۔

حدیث ع۱۹۳ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید عن مالک[2] بن انس ح وحدثنا اسحٰق[3] بن موسیٰ حدثنا معن[4] حدثنا مالک[5] عن سہیل[6] بن ابی صالح عن ابیہ[7] عن ابی ھریرۃ[8] قَالَ کَانَ النَّاسُ اِذَا رَأَوْا اَوَّلَ الثَّمَرِ جَآؤُا بِہٖ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثِمَارِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَفِیْ مُدِّنَا اَللّٰھُمَّ اِنَّ اِبْرَاھِیْمَ عَبْدُکَ وَخَلِیْلُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنِّیْ عَبْدُکَ وَنَبِیُّکَ وَاِنَّہٗ دَعَاکَ لِمَکَّۃَ وَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ لِلْمَدِیْنَۃِ بِمِثْلِ مَا دَعَاکَ بِہٖ لِمَکَّۃَ وَمِثْلِہٖ مَعَہٗ قَالَ ثُمَّ یَدْعُوْا اَصْغَرَ وَلِیْدٍ یَرَاہُ فَیُعْطِیْہِ ذٰلِکَ الثَّمَرَ۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرتے تھے، تو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُعا فرماتے کہ اے اللہ ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما' اور ہمارے شہر (مدینہ منورہ) پر برکت نازل فرما' اور ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے۔ اے مولا کریم! بیشک حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے عبد اور خلیل اور نبی ہیں اور میں یقیناً آپ کا عبد اور آپ کا نبی ہوں، اور انہوں نے مکہ مکرمہ کیلئے آپ کے حضور میں دُعا کی تھی اور میں مدینہ منورہ کے لئے آپ کے حضور میں دُعا کرتا ہوں' اسی طرح کی دُعا جس طرح کی دُعا انہوں نے مکہ مکرمہ کے لئے کی تھی اور اس سے دو چند' راوی کہتا ہے کہ پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے کم عمر بچے جو موجود ہوتے طلب فرماتے اور انہیں اس پھل سے عطا فرماتے۔

حل لغات صَاع۔ عرب میں وزن ناپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ صدر الشریعہ فرماتے ہیں" صاع کیلے است کہ گنجد در دے ہشت رطل' اس پیمانہ سے کھجور وغیرہ ناپتے ہیں۔ مُدّ۔ یہ بھی عرب میں وزن ناپنے کا ایک پیمانہ ہے۔ مہذب میں ہے کہ" مُد یک رطل وسوم حصہ رطل است" ح۔ تحویل اسناد کی علامت ہے۔

تشریح ابوہریرہ کا ارشاد ہے" صحابہ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرتے" یعنی جب پہلا پھل اپنے باغ میں سے اُتارتے تو اسے اپنے گھر میں لے جانے سے پہلے اور بازار میں لانے سے پہلے دعائے برکت لینے کے لئے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرتے۔

حضرت علامہ مولانا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں کہ صحابہ اس لئے یہ پہلا پھل یا میوہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے کہ:۔

ع۶ عروہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۵

ع۷ عائشہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۶

اسماء الرجال حدیث ع۱۹۳

ع۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ۲

ع۲ مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ۲

ع۳ اسحٰق بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ۱

ع۴ معن۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ۲

ع۵ مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۳

ع۶ سہیل بن ابی صالح۔ دیکھو حدیث ع۲۵ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۳

ع۷ ابیہ۔ دیکھو حدیث ع۲۵ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۴

ع۸ ابی ہریرۃ۔ دیکھو ع۲۵ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۵

"بزرگ تر می دانستند و محبوب تر و اعلیٰ و طلب برکت می کردند کہ ہمین دست مبارک او قبولیت دعائے او خیر و برکت دران پیدا شود"

حضور سرورِ عالم و عالمیان، نبی رؤف و رحیم، صاحب شفاعتِ کبریٰ، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر ایک سے بزرگ تر سمجھتے تھے اور ہر ایک سے زیادہ محبوب جانتے تھے اور ہر ایک سے مرتبہ و مقام و منصب میں بلند و بالا جانتے تھے اور حضور پاک سراپا برکت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے زیادتی کی طلب کرتے تھے کہ جب اس پھل کو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک لگ جائے گا تو وہ پھل یمن سے بھر جائے گا اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مقبول ہے اسلئے اس پھل میں انتہائی خیر و برکت پیدا ہو جائے گی"

کتنا پاکیزہ جذبہ تھا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اور کتنا ہی پختہ اور سچا عقیدہ تھا اِن اُمتِ محمدیہ کے بزرگ ترین افراد کا، کتنی ہی پیاری اور اعلیٰ ترین محبت تھی ان جانثاران نبوت کی۔ اہلِ مدینہ کی اِس محبت ان کے اِس اخلاص اور ان کے اس پختہ عقیدہ کو دیکھ کر حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مدینہ پاک کے رہنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی برکت کی دعائیں فرمائیں، یہاں تک حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی تھی۔

"رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْٓ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ"

(سورۂ ابراہیم آیت ۳۷)

اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے میں بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیری خدمت والے گھر کے پاس، اے میرے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں تو تو لوگوں کے کچھ دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے شاید وہ احسان مانیں۔

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس سے بھی دو چند برکتوں کی دعائیں فرمائیں اور اہلِ مدینہ منورہ کے حق میں وہ سب قبول ہوئیں حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت مبارک میں پھلوں کے پیش کرنے کی صحابہ کرام کی یہ سُنّت آج تک صحیح العقیدہ اہلسنت وجماعت حنفی اولیاء اللہ کو ماننے والے افراد میں جاری ہے۔ چنانچہ اب بھی سادات کرام کے پاس اسی طرح یہ لوگ اپنے باغات کا پہلا پھل اُتار کر حاضر کرتے ہیں اور سادات کرام اولادِ نبی مکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دُعا برکت طلب کرتے ہیں، حضور سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم دعائیں فرمانے کے بعد اہلِ بیت کے کم عُمر بچّوں کو بُلا کر یہ پھل سے ان کو عنایت فرماتے اور صحابہ کرام کے کم عُمر بچّوں پر تقسیم کرتے۔ صاحب اتحافات الربانیہ جامع صغیر سے نقل فرماتے ہیں

"کان اذا اتی النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم بباکورۃ الثمر وضعھا علی عینیہ ثم علی شفتیہ وقال اللھم کما اریتنا اولہ فارنا اخرہ"	یعنی جب فصل کا پہلا میوہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کو آنکھوں پر رکھتے پھر ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دُعا فرماتے "اللھم کما اریتنا اولہ فارنا اخرہ"

پھر جو بچے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس ہوتے ان میں تقسیم فرما دیتے۔

حدیث ع۶/۱۹۴ حدثنا محمدؑ بن حمید الرازی حدثنا ابراھیمؑ۲ بن المختار عن محمدؑ۳ بن اسحٰق عن ابی عبیدۃؑ۴ بن محمد بن عمار بن یاسر عن الربیعؑ۵ بنت معوذ بن عفراء قالت بَعَثَنِیْ مُعَاذُ بْنِ عَفْرَآءَ بِقِنَاعٍ مِّنْ رُطَبٍ وَعَلَیْهِ اَجْرٍ مِّنْ قِثَّاءٍ زُغْبٍ وَکَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یُحِبُّ الْقِثَّاءَ فَاَتَیْتُهٗ بِهٖ وَعِنْدَهٗ حِلْیَةٌ قَدْ قَدِمَتْ عَلَیْهِ مِنَ الْبَحْرَیْنِ فَمَلَاءَ یَدَهٗ مِنْهَا فَاَعْطَانِیْهِ۔

ترجمہ الربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ مجھے معاذ بن عفراء (جو ربیع کے چچا ہیں) نے ایک طباق دیا جس میں تازہ کھجوریں اور روئیں دار ککڑیاں تھیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر کردں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ککڑی بہت پسند فرماتے تھے تو میں وہ لے کر خدمت میں حاضر ہوگئی اسوقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ع۶/۱۹۴

ع۱ محمد بن حمید الرازی۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ما جاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

ع۲ ابراہیم بن المختار۔ ضعفوہ من الطبقۃ الثامنۃ خرج لہ البخاری فی تاریخہ و ابن ماجہ

ع۳ محمد بن اسحٰق۔ دیکھیے حدیث ۳ باب ما جاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

ع۴ ابی عبیدہ بن محمد بن یاسر۔ سمرہ بھائی ہے کہا گیا ہے کہ مقبول ہے من الرابعۃ خرج لہ الاربعۃ

ع۵ الربیع بنت معوذ بن عفراء صغار الصحب اس کا باپ بدر کے دن شہید ہوا روی لہ الستۃ

کے پاس کچھ زیورات تھے جو کہ تحفۃً بحرین سے آئے تھے' پس آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہاتھ بھرکران زیورات سے مجھے عطا فرمائے۔

حل لغات

قِنَاعٌ۔ طباق۔ اَجْرٍ۔ جَرْوٌ۔ کی جمع ہے۔ چھوٹا پھل' انار ہو' یا خربوزہ' یا ککڑی۔ زُغْبٌ۔ نرم روئیں' رواں دراصل تو زَغَب اس روئیں کو کہتے ہیں جو چوزہ کے بدن پر شروع میں نکلتا ہے۔ حِلْيَة۔ زیور۔

تشریح

اس حدیث شریف سے معلوم ہُوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو پھل پسند ہوتے تو حضرات صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں تحفۃً بھیجتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جواباً جو کچھ موجود ہوتا مرحمت فرمادیتے' اور لوگ اس کو تبرک جانتے، وہ برتن جس میں تحفہ آتا خالی نہ بھیجتے، چنانچہ آج تک یہ طریقہ سادات کرام کے گھروں میں رائج ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

"وفیہ دلیل علیٰ کمال ومروتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

یعنی" اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال کرم اور کمال مروّت کی دلیل ہے"

حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"فیہ عظیم سخائہ وجودہ"

"اس میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی سخاوت اور بخشش کا اظہار ہورہا ہے"

صاحب اتحافات الربانیہ حضرت احمد عبدالجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں:۔

"وھذا یدل علیٰ عظیم سخائہ وکرم وجودہ."

یعنی" تحفہ کے جواب میں مرحمت فرمانا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم سخاوت اور عظیم بخشش وعطا کی دلیل ہے۔"

حدیث ۱۹۵

حدثنا علی[1] بن حجر انبأنا شریک[2] عن عبد[3] اللہ بن محمد بن عقیل عن الربیع[4] بنت معوذ بن عفراء قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ وَاَجْرٍ زُغْبٍ فَاَعْطَانِي مَلَاءَ كَفِّهٖ حُلِيًّا اَوْ ذَاَلَتْ ذَهَبًا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۹۵

۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۲ شریک۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

۳ عبداللہ بن محمد بن عقیل۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

۴ ربیع بنت معوذ بن عفراء۔ دیکھو حدیث ۱۹۴ باب ہذا

ترجمہ ربیع بنت معوذ بن عفراء سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک طباق لے کر حاضر ہوئی جس میں تازہ کھجوریں اور باریک روئیں والی ککڑیاں تھیں، تو حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مٹھی بھر کر سونا یا زیور عطا فرمایا۔

حل لغات کَفّ۔ ہتھیلی۔
ذَھَبًا۔ سونا۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ع۱۹۴ اسی باب میں گذر چکی ہے۔ حُلِیًّا اَوْ قَالَتْ ذَھَبًا یعنی زیور یا سونا۔ یہ شک راوی کا ہے یعنی زیور تھا یا سونا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ فَاکِهَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شَرَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کی اشیاء کے متعلق ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات شَرَاب، مایشرب، وہ چیز جو پی جائے. مھذب میں ہے "شراب نامیست مرجملہ چیزہا را کہ بیاشامند".

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین، امام الانبیاء، فخر المرسلین، صاحب لواء حمد، احمد مجتبیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پینے کی چیزوں میں میٹھی اور ٹھنڈی چیزوں کا ذکر ہے، نیز جو بھی تقسیم کرتا ہو داہنی جانب والے کا حق لینے کا پہلے ہے. اگر داہنی جانب والا کم عمر ہے اور بائیں طرف والا بڑی عمر کا ہے تو ادباً داہنی جانب والا پہلے بائیں جانب والے کو دے دے ورنہ حق داہنی طرف والے کا ہی ہے، اس باب میں یہ ادب سکھایا گیا ہے کہ چھوٹی عمر والے بڑی عمر والے کا احترام اور ادب ملحوظِ خاطر رکھیں.

حدیث ع ۱۹۶ حدثنا ابن ابی عُمر[ع۱] حدثنا سُفیٰن[ع۲] عن معمر[ع۳] عن الزہری[ع۴] عن عروۃ[ع۵] عن عائشۃ[ع۶] رضی اللہ عنہا قالَتْ کَانَ اَحَبُّ الشَّرَابِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَلْحُلْوَ الْبَارِدَ.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پینے کی چیزوں میں جو سب سے زیادہ پسند تھی وہ ٹھنڈا اور میٹھا شربت تھا.

حل لغات اَلحُلْو. میٹھا - البَارِد. ٹھنڈا.

اسماء الرجال حدیث ع ۱۹۶
ع۱ ابن ابی عمر. دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ع۱
ع۲ سفیان. دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۲
ع۳ معمر. دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ع۲
ع۴ الزہری. دیکھو حدیث ع۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ع۴
ع۵ عروہ. دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ع۴
ع۶ عائشہ. دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ع۲

تشریح حضور پاک سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی میں خُرما یا کھجور بھگو کر شربت نوش فرماتے تھے یا شہد کا شربت جو کہ خوب ٹھنڈا اور میٹھا ہوتا نوش جان فرماتے. شارحین نے لکھا ہے کہ سقیا جو مدینہ منورہ سے کئی میل دُور ہے وہاں سے حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پانی لایا جاتا اس لئے اس کا پانی نہایت ہی ٹھنڈا ہوتا، سرگروہ صوفیاء حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا :-

"اذا شربت الماء الحلو البارد احمد ربی من وسط قلبی"

"جب میں میٹھا پانی پیتا ہوں تو دل کی عمیق گہرائیوں سے اپنے رب تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں"

حدیث ۱۹۷ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا اسماعیل[2] بن ابراهیم انبأنا علی[3] بن زید عن عمر[4] هو ابن ابی حرملة عن ابن عباس[5] رضی اللہ عنهما قال دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَا وَخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ عَلٰى مَيْمُوْنَةَ فَجَاءَتْنَا بِاِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَنَا عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَخَالِدٌ عَلٰى شِمَالِهٖ فَقَالَ لِيْ الشَّرْبَةُ لَكَ فَاِنْ شِئْتَ اٰثَرْتَ بِهَا خَالِدًا فَقُلْتُ مَا كُنْتُ لِاُوْثِرَ عَلٰى سُؤْرِكَ اَحَدًا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ اَطْعَمَهُ اللّٰهُ طَعَامًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِنْهُ وَمَنْ سَقَاهُ اللّٰهُ لَبَنًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَيْسَ شَيْءٌ يُجْزِئُ مَكَانَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ غَيْرَ اللَّبَنِ .

قال ابو عیسٰی هکذا روی سفیان ابن عیینة هذا الحدیث عن معمر عن الزهری عن عروة عن عائشه ورواه عبد اللہ بن المبارك وعبد الرزاق وغیر واحد عن معمر عن الزهری عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرسلا قال ابو عیسٰی وانما اسنده ابن عیینة من بین الناس قال ابو عیسٰی ومیمونة بنت الحارث زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم هی خالة خالد بن الولید وخالة ابن عباس رضی اللہ عنهم وخالة یزید بن الاصم واختلف الناس فی روایة هذا الحدیث عن علی ابن زید بن جدعان فروی بعضهم عن علی بن زید عن عمر ابن حرمله وروی شعبة عن علی بن زید

اسماء الرجال حدیث ۱۹۷

[1] احمد بن منیع دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

[2] اسمٰعیل بن ابراہیم دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

[3] علی بن زید بن عبد اللہ بن زہیر القرشی حدث حافظ بالبصرہ الدارقطنی لا یزال عندی فیہ لین خرج له البخاری فی الادب ۱۳۱ھ من اوث والخمسہ

[4] عمر وابن ابی حرملہ مجہول من الرابعة خرج له ابوداؤد والنسائی

[5] ابن عباس دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۶

فقال عن عمرو بن حرملۃ والصحیح عمر بن ابی حرملۃ.

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں اور خالد بن ولید حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلو میں جنابہ میمونہ کے گھر گئے وہ ہمارے لئے ایک برتن میں دودھ لائیں، رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دودھ نوش فرمایا، میں اس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائیں جانب اور خالد بن ولید بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ (اے ابن عباس) دُودھ پینے کا تیرا حق ہے اگر تو چاہے تو اپنی باری خالد کو دے دے۔ تو میں نے عرض کیا کہ (یارسول اللہ) میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس خوردہ پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دیتا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائیں تو اس شخص کو چاہیئے کہ یوں کہے "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ" اے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کھانے میں ہمارے لئے برکت عطا فرما، اور ہمیں اس سے بہتر کھانا عطا فرما، اور جس کو اللہ تعالیٰ دُودھ نصیب فرمائے اسے چاہیئے کہ یوں کہے "اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا" اے اللہ تبارک وتعالیٰ اس دودھ میں ہمارے لئے برکت عطا فرما اور اس سے زیادہ مرحمت فرما" پھر راوی فرماتے ہیں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی چیز ایسی نہیں ہے سوائے دُودھ کے جو کھانے اور پینے کی کفایت کر سکے۔

حل لغات اَثَرْتَ۔ تو باری دے دے، ایثار کردے۔
سُؤْر۔ پس خوردہ، جھوٹا۔ یُجْزِی۔ بدلہ ہوسکے۔

تشریح جنابہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیوی ہیں اور تمام مومن مسلمانوں کی ماں ہیں یہ حارث کی لڑکی ہیں، عبداللہ بن عباس اور خالد بن ولید کی خالہ ہیں، ارشاد فرمایا (اے ابن عباس) دودھ پینے کا تیرا حق ہے" اس لئے تو دائیں جانب ہے اور دائیں طرف ہر ایک مناسب کام کے شروع کرنے میں اولیٰ، انسب اور اقدم ہے، ارشاد فرمایا" اگر تو چاہے تو اپنی باری خالد کو دے دے" اس لئے وہ عُمر میں تجھ سے بڑے ہیں، اور ابن عباس کو سکھایا کہ اگرچہ حق تو تمہارا ہے مگر بڑے کا ادب اور احترام اس بات کا متقاضی ہوا کرتا ہے کہ اپنے بڑاں کو ترجیح دی جائے مگر حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ " (یارسُول اللہ) میں ہرگز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس خوردہ پر کسی ایک کو ترجیح نہیں دیتا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پس خوردہ جو مجھے اس وقت نصیب ہو رہا ہے یہ نعمتِ غیر مترقبہ ہے، میں اسے کسی ایک کو بھی نہیں دیتا یہ میری خوش بختی ہے جو مجھے آج نصیب ہو رہی ہے حضور کے ساتھ حضرت ابن عباس کا اس فقرے سے کمال عشق اور غایت درجے کی محبت ظاہر ہو رہی ہے، درحقیقت حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشق اور محبت کا نام ہی ایمان ہے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ شَرَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔



بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شُرْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم

یہ باب حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے طریقہ کے بیان میں ہے

(اس باب میں دس احادیث ہیں)

حل لغات شَرِبَ. پینا' یہ تینوں حرکات سے آتا ہے' گھونٹ لینا' سیراب ہونا.

تشریح اس باب میں سرورِ کونین' سید الانس والجان' صاحب التاج والمعراج والبراق والعلم' احمد مجتبیٰ' جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے. بیٹھ کر پانی نوش فرمایا بعض خاص مواقع پر کھڑے ہوکر بھی نوش فرمایا' دو سانس میں بھی پانی پیا اور تین سانس میں بھی. نیز اس باب میں جنابہ کبشہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما نے تبرکاً وادباً جس مقام پر (مشکیزہ) منہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا وہ کتر کر رکھ لیا تاکہ کسی اور کا منہ اس جگہ نہ لگے.

حدیث ۱۹۹[1] حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا هشیم[2] اخبرنا عاصم[3] الاحول ومغیرة[4] عن الشعبی[5] عن ابن[6] عباس اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وآله وسلم شَرِبَ مِنْ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمزم کا پانی پیا' درانحالیکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے.

تشریح زمزم اس کنویں کا نام ہے جو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیاں رگڑنے کے مقام پر معجزانہ طور پر ظہور پذیر ہوا

اسماء الرجال حدیث ۱۹۹

۱ احمد بن منیع. دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ هشیم. دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳

۳ عاصم الاحول. دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خاتم النبوة حاشیہ ۳

۴ مغیرہ. دیکھو حدیث ۱۶ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۵ شعبی. دیکھو حدیث ۱۶ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

۶ ابن عباس. دیکھو حدیث ۱۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۶

تھا' یہ کنواں مکہ مکرمہ میں احاطۂ حرم شریف کے اندر ہے' اس حدیث شریف اور دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھڑے ہو کر بھی پانی پینا ثابت ہے بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پینا افضل ہے اور آب زمزم پینے کے وقت یہ دُعا پڑھے۔ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَآءً مِنْ کُلِّ دَآءٍ" اور بہت سی احادیث سے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع بھی ثابت ہے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ابوہریرہ سے روایت ہے یہ کہ رسُول کریم نے ارشاد فرمایا:۔

"لایشربن احدکم قائماً فمن نسی فلیستقی" "کوئی شخص تم میں سے کھڑے ہو کر پانی نہ پیئے' جو بھُول کر پی لے تو اُلٹا دے"۔

شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ دونوں احادیث میں یوں توفیق ہوگی کہ کھڑے ہو کر پانی نہ پینے کی نہی نہیِ تنزیہی ہے نہ کہ نہی تحریمی' اور امر جو کہ ہے وہ وجوبی نہیں بلکہ استحبابی ہے اور کھڑے ہو کر پینا بطریق جواز کے ہے۔ حضرت علامہ علی قاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں:۔

"والتوفیق بینھما ان النھی محمول علی التنزیہ وشربہ قائماً لبیان الجواز"

اور بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دو مقام پر کھڑے ہو کر پانی پینا اس نہی سے مستثنٰی ہے' پہلا مقام جس وقت زمزم کا پانی پئے' اور دوسرا مقام جب وضو سے فارغ ہو تو چلو دو چلو کھڑے ہو کر پانی پی لے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث [۲/۱۹۹] حدثنا قتیبة[۱] بن سعید حدثنا محمد[۲] بن جعفر عن الحسین[۳] المعلم عن عمرو[۴] بن شعیب عن ابیه[۵] عن جده[۶] قال رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه واٰله وسلم یَشْرَبُ قَآئِمًا وَّقَاعِدًا۔

ترجمہ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو کھڑے بھی اور بیٹھے بھی پانی نوش فرماتے دیکھا ہے۔

تشریح یعنی کبھی تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کھڑے کھڑے پانی نوش فرما رہے ہیں اور کبھی بیٹھے ہوئے نوش فرما رہے ہیں' صاحب اتحافات الربانیہ حضرت علامہ احمد عبدالجواد الدومی مصری فرماتے ہیں:۔

وفی الحدیث دلیل علی جواز الشرب من اور اس حدیث شریف میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پانی

اسماء الرجال بحث ۲/۱۹۹
۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا ۲ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا ۳ الحسین المعلم۔ بن ذکوان المکتب العوذی نسبة لبنی عوذ ثقہ ہے۔ ربما وھم۔ خرج له الجماعة۔
۴ عمرو بن شعیب السہمی۔ یحیی القطان نے کہا اذا روی عنه ثقة فهو حجة۔ امام احمد نے کہا ربما احتججنا به۔ امام بخاری نے فرمایا' رایت احمد وابن المدینی واسحٰق وعامة اصحابنا یحتجون به ۱۲۸ھ میں فوت ہوئے۔
۵ والد یعنی شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص صدوق ہے ثبت ہے خرج له البخاری فی الادب والاربعة۔
۶ جدہ۔ یعنی جد الاب فالجد ھو عبداللہ بن عمرو المکثر فی الاحادیث الصحابی ابن الصحابی ابن الصحابیہ الافضل من ابیه والاکثر منه تلقیا واخذ من النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم۔ ھذا علی جعل الضمیر فی قوله عن جدہ لابیه فان جعل لعمرو احتمل ان یکون المراد جدہ الادنی التحقیق وھم محمد فیکون حدیثه مرسلا لانه حذف منه الصحابی فان یحتمل ان یکون من الاثبات۔

قیام وقعود "	وغیرہ پینے کا جواز ہے۔

اور فرماتے ہیں :-

"ولکن الغالب انه کان صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم یشرب قاعدا "	"لیکن اکثر حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم پانی وغیرہ بیٹھ کر ہی نوش فرماتے تھے "

حدیث [1]/200 حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا ابن[2] المبارک عن عاصم[3] الاحول عن الشعبی[4] عن ابن عباس[5] قال سَقَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کو آب زمزم پلایا۔ حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے وہ پانی نوش فرمایا اس حال میں کہ آپ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے۔

تشریح عُلمائے لکھا ہے کہ زمزم شریف کا پانی کھڑے ہو کر پینا افضل ہے اور خوب سیر ہو کر پینا چاہیئے نیز کعبہ شریف کی طرف مُنہ کر کے اور بسم اللہ شریف پڑھ کر پیئے۔ حضرت البیجوری تحریر فرماتے ہیں۔

"ویبن لمن شرب قائما ان یقول اللھم صل علی سیدنا محمد الذی شرب الماء قائما وقاعدا"	"یعنی سنت طریقہ ہے اس شخص کے لئے جو کھڑے ہو کر (زمزم کا) پانی پیئے یہ کہے اللھم صل علی سیدنا محمد الذی شرب الماء قائما وقاعدا"

حدیث [4]/201 حدثنا ابو کریب[1] محمد بن العلاء ومحمد[2] بن طریف الکوفی قالا انباءنا ابن الفضیل[3] عن الاعمش[4] عن عبد الملک[5] بن میسرة عن النزال[6] بن سبرة قال اُتِیَ بِکُوْزٍ مِّنْ مَّاءٍ وَهُوَ فِی الرَّحْبَةِ فَاَخَذَ مِنْهُ کَفًّا فَغَسَلَ یَدَیْهِ وَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَمَسَحَ وَجْهَهٗ وَذِرَاعَیْهِ وَرَأْسَهٗ ثُمَّ شَرِبَ مِنْهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وُضُوْءُ مَنْ لَّمْ یُحْدِثْ هٰکَذَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم فَعَلَ ۔

(حاشیہ)

افراد جاز علی البخاری عن عبد اللہ فیکون متصلا ولاحتمال الارسال فی ذلک السند ذهب جمیع ما هم الشیخ الشیرازی یعنی ابو اسحاق الی ضعف عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده لکن فی تهذیب النووی الاصح الاحتجاج به لقرائن اثبت عند اکثر المتقدمین والمتاخرین سماعه من جد ابیه عبد اللہ ویکفی احتجاج البخاری به فانه خرج له فی القدر البیجوری ص۲۰۲

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۰۰

۱ علی بن حجر۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ ابن المبارک۔ دیکھیں حدیث ۴ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ عاصم الاحول۔ دیکھیں حدیث ۸ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۳

۴ الشعبی۔ دیکھیں حدیث ۱۲/۶ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

۵ ابن عباس۔ دیکھیں حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

ترجمہ نزال بن سبرۃ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں (امام الاولیاء امیر المومنین) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجهه الکریم کی خدمت میں پانی کا ایک کوزہ لایا گیا جبکہ آپ رضی اللہ عنہ مسجد کوفہ کے صحن میں تشریف فرما تھے۔ اس کوزہ سے ایک چلو پانی لیکر دونوں ہاتھ دھوئے، کلی کی، ناک میں پانی ڈالا، چہرہ ترکیا، دونوں کہنیوں سمیت بازو تر کئے اور سر کو ترکیا اور پھر کچھ پانی پیا اس حال میں کہ کھڑے تھے پھر فرمایا یہ وضو اس شخص کا ہے جس کے وضو میں حدث واقع نہ ہوا ہو، اسی طرح میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا ہے۔

حل لغات کُوْز۔ کوزہ۔ الرَّحْبَة۔ صحن مسجد، مغرب میں ہے وسط مسجد، قاموس میں ہے "رَحَبَة۔ کوفہ میں ایک محلہ کا نام ہے" مگر اس جگہ یہ مراد نہیں ہے بلکہ جامع کوفہ کے وسط میں ایک چبوترہ سا تھا جس پر امیر المومنین وعظ فرماتے تھے (نہایہ) لَمْ يُحْدِثْ۔ بے وضو نہ ہوا ہو۔

تشریح حضرت امیر المومنین اسد اللہ الغالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجهه الکریم کا یہ وضو فرمانا تجدید اور تنظیف کے لئے تھا اس حدیث شریف کے یہاں بیان کرنے سے یہ مراد ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پیا اور پھر یہ ارشاد کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا ہے" علامہ عبد الرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ لکھتے ہیں:-

"وفیه دلیل علیٰ ان افعاله صلی اللہ علیه وآله وسلم کاقواله"

یعنی "اس میں دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کا حکم رکھتے ہیں"

علامہ البیجوری لکھتے ہیں:-

"ویؤخذ من الحدیث ان الشرب من فضل وضوئه مستحب"

"اس حدیث شریف سے یہ اخذ کیا جاتا ہے کہ وضو کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے۔"

اور نیز تحریر کرتے ہیں:-

"ان کان الشرب قائما لبیان الجواز"

"اگر کھڑے ہو کر پانی پینا مراد ہے تو یہ صرف جواز ہے"

اسماء الرجال حدیث ۲۰۳
۱۔ ابو کریب محمد بن العلاء۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۱
۲۔ محمد بن طریف الکوفی۔ کنیت ابو جعفر ہے۔ کان ثقة صاحب حدیث، خرج له مسلم و ابو داؤد و ابن ماجه، ۲۴۲ھ میں فوت ہوا۔
۳۔ ابو الفضیل۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث ۱۰
۴۔ اعمش سلیمان بن مہران ہے اسدی کاہلی الکوفی ہے ابن المدینی نے کہا له الف وثلثمائة حدیث، احد الاعلام ہے خرج له الجماعة ۱۴۸ھ میں فوت ہوا۔
۵۔ عبد اللہ بن میسرہ۔ الہلالی کوفی ہے، نقة ہے له الستة من الرابعة۔
۶۔ النزال بن سبرۃ من ثالثة قیل له صحبة، خرج له الجماعة غیر مسلم

حدیث ۵ / ۲۰۲

حدثنا قتیبة[1] بن سعید ویوسف[2] بن حماد قالا حدثنا عبد الوارث[3] بن سعید عن ابی عصام[4] عن انس[5] بن مالك اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کَانَ یَتَنَفَّسُ فِی الْاِنَآءِ ثَلَاثًا اِذَا شَرِبَ وَیَقُوْلُ هُوَ اَمْرَاُ وَاَرْوٰی۔

ترجمہ

انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پانی پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے، یہ طریقہ زیادہ خوشگوار اور خوب سیراب کرنے والا ہے۔

حل لغات

اَمْرَأ۔ گوارندہ، بھر لینے والا

اَرْوٰی۔ خوب سیر کرتا ہے، پیاس کو بجھاتا ہے۔

تشریح

ارشاد ہے کہ "تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے" یعنی پہلے چند گھونٹ پانی پیا پھر برتن سے منہ ہٹا کر سانس لیا پھر چند گھونٹ پانی پیا اور پھر برتن سے منہ ہٹا کر سانس لیا، اسی طرح تیسری مرتبہ بھی کیا۔ ایسا کرنے سے پانی آسانی سے پیا جاتا ہے، اس طرح پینے سے معدہ پر کسی قسم کا بوجھ نہیں پڑتا بلکہ ایسا کرنے سے فرحت حاصل ہوتی ہے اور پیاس رفع ہو جاتی ہے، طبیعت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے اور انسان خوب سیراب ہو جاتا ہے۔ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی سانس لئے پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ علامہ علی القاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"وقد ورد انه صلی اللہ علیه واٰله وسلم نهی عن العب نفسًا واحدًا وقال ذالك شرب الشیطن رواه البیهقی عن ابن شهاب مرسلاً"	یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بن سانس لئے ایک ہی سانس میں پینے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ یہ شیطان کا پینا ہے

"حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جب پینے کے لئے برتن کے قریب منہ مبارک لے جاتے تو بسم اللہ پڑھتے اور جب پینے سے فارغ ہوتے تو الحمد للہ پڑھتے، یہ تین بار کرتے" (شرح الباجوری ص۱۰۱)

اور مسلم شریف میں ہے:۔

"کان یتنفس فی الشراب ثلاثا"	"پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے"

اسماء الرجال حدیث ۵ / ۲۰۲

[1] قتیبہ بن سعید دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

[2] یوسف بن حماد المعنی ہے ثقہ ہے خرج لہ مسلم وابو داؤد والنسائی وابن ماجہ ۲۴۵ھ میں فوت ہوا۔

[3] عبد الوارث بن سعید بن ذکوان التیمی ہے الحافظ ہے۔ ایوب ابی التیاح اور یحییٰ البکاء سے روایت کرتا ہے اور اس سے اس کا بیٹا عبد الصمد ابو معمر المنقری اور مسدد روایت کرتے ہیں رمی بالقدر ۱۸۰ھ میں فوت ہوا۔

[4] ابی عصام البصری ہے قیل اسمہ ثمامہ وقیل خالد بن عبید العتکی روی لہ مسلم وابو داؤد والنسائی۔

[5] انس بن مالک دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

حدیث ۹ / ۲۰۳ | حدثنا علی[1] بن خشرم حدثنا عیسیٰ[2] بن یونس عن رشدین[3] بن کریب عن ابیہ[4] عن ابن[5] عباس اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کَانَ اِذَا شَرِبَ تَنَفَّسَ مَرَّتَیْنِ ۔

ترجمہ | ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جس وقت پیتے تھے تو دو سانس لیتے تھے۔

حل لغات | مَرَّتَیْنِ ۔ دو بار ، دو دفعہ ۔

تشریح | یعنی بعض اوقات آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم دو سانس میں بھی پانی نوش فرماتے۔ علامہ البیجوری حدیث شریف نقل فرماتے ہیں :-

"قال صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لا تشربوا واحدا کشرب البعیر ولکن اشربوا مثنیٰ وثلاث"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایک بار ہی نہ پیو جیسے اُونٹ پیتا ہے لیکن دو بار میں یا تین بار میں پانی پیو"

علماء کرام نے ایک سانس میں پانی پینے میں بہت نقصان بتائے ہیں، اعصاب میں کمزوری ہو جاتی ہے، معدہ کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور جگر کے خراب ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

حدیث ۷ / ۲۰۴ | حدثنا ابن[1] ابی عمر حدثنا سفیٰن[2] عن یزید[3] بن یزید بن جابر عن عبدالرحمٰن[4] ابن ابی عمرہ عن جدّتہ[5] کبشۃ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فَشَرِبَ مِنْ فِیْ قِرْبَۃٍ مُعَلَّقَۃٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰی فِیْهَا فَقَطَعْتُهٗ ۔

ترجمہ | کبشہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم میرے گھر پر تشریف فرما ہوئے آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کھڑے ہو کر لٹکے ہوئے مشکیزہ پر مُنہ مبارک لگا کر پانی نوش فرمایا پس میں اُٹھی اور مشکیزہ کا مُنہ کاٹ لیا۔

اسماء الرجال حدیث ۲۰۳
۱ علی بن خشرم. دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عیسیٰ بن یونس دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ رشدین بن کریب. یحییٰ کے نزدیک ہیچ ہے. الہباسی ہے، امام بخاری نے کہا رشدین ہذا منکر الحدیث.
۴ ابیہ یعنی کریب ابن ابی مسلم الہاشمی المدنی ہے، مولیٰ ابن عباس ہے. الذہبی نے کہا، ثقہ ہے، خرج لہ الجماعۃ مدینہ منورہ میں ۹۸ھ میں فوت ہوا.
۵ ابن عباس. دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۲۰۴
۱ ابن ابی عمر. دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی صفۃ شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ سفیان. دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی ذریع رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ یزید بن یزید بن جابر. الازدی الدمشقی ہے. ثقہ ہے، صالح ہے. خرج لہ مسلم وابوداؤد والنسائی. ۱۳۴ھ میں فوت ہوا.
۴ عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ. البخاری ہے، الانصاری ہے. قیل ولد فی عھد المصطفیٰ لیس لہ

صحابیہ تخریج لہ الجماعۃ۔
عدہ جدہ کبشہ۔ الانصاری
زوج عبداللہ بن قتادہ
اخت حسان لها حدیث۔

حل لغات قِرْبَة. مشک، مشکیزہ، اس کی جمع قِرَبٌ اور قِرْبَاتٌ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "پس میں اٹھی اور مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا" یعنی مشکیزہ کی اس جگہ کو جہاں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منہ مبارک لگا تھا کتر کر یا کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت علامہ علی القاری رحمۃ الباری تحریر فرماتے ہیں کہ مسلم شریف کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں جو کہ ترمذی سے نقل کرتے ہیں۔

"وقطعها فم القربة لوجهين احدهما ان تصون موضعا اصابه فم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلہ وسلم ان يتبذل ويمسه كل احد والثانى ان تحفظه للتبرك به والاستشفاء"

"مشکیزہ کے منہ کو کاٹ لینے یا کتر لینے کی دو وجہیں تھیں، پہلی وجہ یہ تھی کہ کسی دوسرے کے چھونے یا استعمال کرنے سے اس جگہ کو محفوظ رکھا جائے جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منہ مبارک لگا تھا، دوسری وجہ یہ تھی کہ اس ٹکڑے کو اپنے پاس تبرک اور شفا طلب کرنے کے لئے محفوظ کر لیا۔"

گویا جس جگہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منہ مبارک لگا ہے وہاں دوسرے کسی ایک کا منہ نہ لگ سکے تاکہ بے ادبی اور گستاخی نہ ہو اور اس لئے بھی کہ ہر ایک مرض کے لئے شفا کا باعث ہو اور بطور تبرک کام آئے۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"پس بریدم سر مشک را کہ نگاہ دارم موضعے کہ دہن مبارک آنسرور بوے رسیدہ برائے تبرک وطلب شفا مرضے بوے واحتیاط از آنکہ دست آلودہ بوے نرسد ومتبدل گردد"

یعنی "مشک کے منہ کو میں نے اس لئے کاٹ لیا کہ جس جگہ آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم کا دہن مبارک لگا ہے اس کو بطور تبرک اور بیماروں کی شفا کیلئے محفوظ رکھ لوں، نیز اس مبارک جگہ پر کوئی آلودہ ہاتھ نہ پہنچ سکے اور متبدل نہ ہو جائے۔"

حدیث ۵ / ۲۰۵ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن[2] بن مهدی حدثنا عزرة[3] بن ثابت الانصاری عن ثمامة[4] ابن عبدالله قال كان انس[5] بن مالك يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ ثَلَاثًا وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ يَتَنَفَّسُ فِي الْاِنَاءِ ثَلٰثًا ۔

ترجمہ ثمامہ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ انس بن مالک پانی پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے اور جناب انس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی پانی پینے کے دوران تین سانس لیتے تھے ۔

حل لغات زَعَمَ ۔ جس طرح جھوٹی بات کہنے کو کہتے ہیں، اسی طرح سچی بات کہنے کو بھی، یہ تو لغت اضداد سے ہے۔ یہاں کے صاحب اتحافات الربانیہ نے محقق کے معنی کئے ہیں ۔

تشریح حدیث ۵ / ۲۰۴ کے ضمن میں تشریح ملاحظہ فرمائیے ۔

حدیث ۹ / ۲۰۶ حدثنا عبد[1] الله بن عبدالرحمن حدثنا ابو[2] عاصم عن ابن[3] جریج عن عبدالکریم[4] عن البراء[5] بن زيد ابن ابنة انس بن مالك عن انس[6] بن مالك اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم دَخَلَ عَلٰى اُمِّ سُلَيْمٍ وَقِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ فَشَرِبَ مِنْ فَمِ الْقِرْبَةِ وَهُوَ قَائِمٌ فَقَامَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى رَاْسِ الْقِرْبَةِ فَقَطَعَتْهَا ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّ سلیم کے گھر تشریف فرما ہوئے اور (وہاں) مشکیزہ لٹک رہا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام کی حالت میں اس مشکیزہ کے مُنہ سے پانی نوش فرمایا، پھر اُمّ سلیم اُٹھیں اور مشکیزہ پر جا کر اس کے سر کو کاٹ لیا ۔

حل لغات مُعَلَّقَةٌ ۔ لٹکا ہوا ۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۴ / ۲۰۲ میں گذر چکی ہے جناب علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد اول کے صفحہ ۲۵۵ پر نقل فرماتے ہیں کہ ابوالشیخ ابن حبان اپنی کتاب اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حدیث شریف اس طرح لکھتے ہیں :-

اسماء الرجال حدیث ۸ / ۲۰۵

۱ محمد بن بشار. دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ عبدالرحمٰن بن مهدی. دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ عزرہ بن ثابت انصاری دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۳

۴ ثمامہ بن عبداللہ. دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴

۵ انس بن مالک. دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۹ / ۲۰۶

۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن. دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ ابوعاصم. دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۲

۳ ابن جریج. دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

۴ عبدالکریم. الجزری ہے حافظ ہے ثقہ ہے ۱۲۷ھ میں فوت ہوا۔ خرج لہ الجماعۃ.

۵ البراء بن زید ابن ابنۃ انس بن مالک خرج لہ المصنف.

۶ انس بن مالک. دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

"بطریق عثمان بن ابی شیبه عن شریك بن عبد الله عن حمید عن انس قال دخل النبی صلی الله علیه وآله وسلم علی ام سلیم فرای قربة معلقة فیها ماء فشرب منها وهو قائم فقامت ام سلیم الیها فقطعتها بعد شرب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم منها وقالت لا یشرب منها احد بعد شرب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم"

یعنی حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُم سلیم (جو کہ ان کی والدہ ہیں) کے گھر تشریف فرما ہوئے وہاں پانی والی مشک دیکھی جو (پانی سے بھری تھی) لٹکی ہوئی تھی کھڑے ہو کر اس میں سے پانی نوش فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے بعد ام سلیم اُٹھیں اور مشکیزہ کے منہ کو کاٹ لیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پانی نوش فرمانے کے بعد اب اس سے کوئی پانی نہ پیئے۔

یعنی ادباً و احتراماً اب کوئی دوسرا اس سے مُنہ لگا کر نہ پیئے، اور علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"ومن التبرك والاستشفاء به" "تبرک اور شفا حاصل کرنے کے لئے"

اللہ اکبر! صحابیات کے دلوں میں حضور پاک سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام، ادب اور محبت کا کتنا پاکیزہ جذبہ موجزن تھا کہ یہ بھی گوارا نہیں فرماتیں کہ جس مشکیزے پر پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دہن مبارک لگا ہے کوئی دوسرا اس سے مُنہ لگائے۔

حدیث ۲۰۷/۱۰ حدثنا احمد[1] بن نصر النیسابوری حدثنا اسحٰق[2] بن محمد الفروی حدثتنا عبیدة[3] بنت نائل عن عائشة[4] بنت سعد بن ابی وقاص عن ابیها[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وآله وسلم کَانَ یَشْرَبُ قَائِمًا۔ وقال ابو عیسیٰ وقال بعضهم عبیدة بنت نابل۔

ترجمہ سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے بھی پانی نوش فرما لیتے تھے۔

اسماء الرجال حدیث ۲۰۷

[1] احمد بن نصر النیساپوری القرشی الخفری ہے۔ احد الائمة الزهاد، ثقه فقیه جامع۔ ۲۴۵ھ میں فوت ہوا۔

[2] اسحٰق بن محمد الفروی، ابو حاتم نے کہا صدوق ہے۔ ربما نقل الذهاب بصره وقال مرة مضطرب ووهاه ابوداؤد خرج له البخاری۔ ۲۲۶ھ میں فوت ہوا۔

[3] عبیدة بنت نائل۔ من السابعة خرج لها المصنف النهذیب میں ابن حبان نے ذکر کیا ہے کہ ثقات سے ہے۔ الوعیسیٰ اور بعض نے کہا کہ عبیدہ بنت نابل ہے۔

[4] عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص الزہریہ ہے المدنیہ ہے ثقہ ہے۔ من الرابعة خرج له البخاری وابوداؤد والنسائی ۱۱۷ھ میں فوت ہوئی۔

[5] سعد بن ابی وقاص عشرہ مبشرہ سے ہیں۔ تمام جہادوں میں شریک ہوئے اللہ کے راستے میں سب سے پہلے انہوں نے تیر چلایا۔ یقال له فارس الاسلام۔ ان کا شجرہ ری میں ایک تھے۔ مستجاب الدعوات تھے۔ دو سو ستر احادیث ان سے ہیں۔

تشریح شارحین فرماتے ہیں کہ بعض اوقات عند الضرورت حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کھڑے ہوکر پانی نوش فرما لیتے تھے ورنہ ہمیشہ بیٹھ کر ہی نوش فرماتے۔ لہذا یہ جو کھڑے ہوکر پینے کی نہی آئی ہے وہ تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"ای احیانا او بعد فراغ الوضوء او ماء زمزم" یعنی کبھی کبھی یا وضو کے بعد یا زمزم کا پانی پیتے وقت کھڑے ہوتے"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ شُرْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم
پُورا ہوگیا۔



بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَعَطُّرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب ہے جس میں رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطر لگانے کا بیان ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات تَعَطُّر۔ خُوشبو لگانا۔

تشریح اس باب میں حضور سراپا نور، سرورِ عالم وعالمیان، صاحبِ شفاعتِ کبریٰ، احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطر یعنی خوشبو استعمال کرنے، عطر کا تحفہ قبول کرنے اور مرد کو کس قسم کی خوشبو اور عورت کو کس قسم کی خوشبو استعمال کرنے کا ذکر ہے۔

مسلمان مرد کو جمعہ کے دن، عیدین کے دن، باجماعت نماز کے اوقات میں، قرآن مجید کی تلاوت کے وقت، علومِ اسلامیہ کے درس کے وقت اور ذکرِ الٰہی کرنے کے وقت عطر لگانا چاہیئے۔

حدیث ۲۰۸ حدثنا محمد بن رافع[ع1] وغیر واحد قالوا انبانا ابو احمد الزبیری[ع2] حدثنا شیبان[ع3] عن عبد اللہ بن المختار[ع4] عن موسیٰ ابن انس بن مالک[ع5] عن ابیہ[ع6] قَالَ کَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سُکَّۃٌ یَتَطَیَّبُ مِنْہَا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس خُوشبو تھی، جس

سے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم خوشبو لگاتے تھے ۔

حل لغات

سُکَّۃٌ ۔ ایک قسم کی خوشبو ' یا وہ ڈبیہ جس میں خوشبو رکھتے ہیں

تشریح

جناب سید الانس والجان ' سراپا حسن وجمال ' ہادی کُل ' امام الانبیاء والرسل ' عالم علوم اولین والآخرین ' احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ کا وجودِ اطہر ہر وقت خوشبو سے معطر اور مہکتا رہتا تھا ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں تشریف لے جاتے تو صحابہ فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو اس راستہ میں پھیل جاتی اور ہم سمجھ لیتے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اسی راہ سے گذرے ہیں لہٰذا ہم بھی خوشبو پر حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تک پہنچ جاتے ۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم ص۱ پر ابو یعلی اور البزار سے بسند صحیح لکھتے ہیں ۔

"انه كان اذا مر من طريق وجدوا منه رائحة الطيب وقالوا مر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من هذا الطريق"

اور دارمی ' بیہقی و ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں :۔

"انه لم يكن يمر بطريق فيتبعه احد الا عرف انه سلكه من طيب عرقه و عرفه ولم يكن يمر بحجر الا يسجد له"

"جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جاتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پسینہ مبارک کی خوشبو کی وجہ سے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتے تھے اور کسی ایک پتھر پر سے آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا گذر نہ ہوتا مگر وہ پتھر حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو سجدہ کرتا ۔"

صحیح مسلم میں ہے کہ :۔

"انه نام عند ام انس فعرق فسلتت عرقه في قارورة فاستيقظ فقال ما هذا الذي تصنعين يا ام سليم فقالت

"یہ کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حضرت انس کی والدہ کے گھر نیند فرما رہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو پسینہ آرہا تھا ' انہوں

اسماء الرجال حدیث ۲۰۸

۱ محمد بن رافع وغیرہ واحد ، القشیری ہے ' زاہد ہے ' حافظ ہے ۔ کان محببا کبیر القدر کثیر الحدیث ' سمع ابن عیینہ ومعن بن عیسیٰ والنضر بن شمیل وغیرھم روی عنہ البخاری ومسلم ' ۲۴۵ھ میں فوت ہوئے ۔ وکثیرا من مشائخ صروی محمد بن رافع ۔

۲ ابو احمد الزبیری ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ شیبان ۔ ابن فروخ ابو محمد بن ابی شیبۃ الحبطی ہے ۔ عبدان نے کہا کان عندہ خمسون الف حدیث ۔ ابو زرعہ نے کہا صدوق خرج لہ ابو داؤد واکثر عنہ مسلم ۔ ۲۳۵ھ میں فوت ہوئے

۴ عبداللہ بن المثنیٰ ۔ البصری ہے شعبہ نے کہا کان اصغر منی ، ابن معین نے کہا ثقہ ہے ، خرج لہ الجماعۃ ۔

۵ موسیٰ بن انس بن مالک ۔ قاضی بصرہ تھا ثقہ ہے لہ عن ابیہ وابن عباس و عنہ ابن عون وشعبہ الا البخاری

۶ انس بن مالک ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

هذا عرقك نجعله لطيبنا وهو اطيب الطيب"

نے اس پسینہ کو ایک شیشی میں نچوڑ کر رکھ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو فرمایا' یا ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آنجناب کا پسینہ ہے ہم اسے بطور خوشبو کے اکٹھا کرتے ہیں' اور ہر قسم کی خوشبو سے نفیس تر خوشبو ہے"

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام سلیم نے عرض کیا' یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا پسینہ برکت کے لئے اپنے بچوں کو لگاتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تو اچھا کرتی ہے۔ علامہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ ابویعلیٰ سے نقل کرکے لکھتے ہیں:-

"انه صلى الله عليه واٰله وسلم سلت اى مسح باصبعه لمن استعان به على تجهيز بنته من عرقه فى قارورة وقال مرها فلتطيب به فكانت اذا تطيبت به شم اهل المدينة ذالك الطيب فسموا بيت المتطيبين"

"ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی کے جہیز کے لئے کچھ کپڑے تیار کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک طلب کرنے کے لئے آیا' آپ نے اپنے دست مبارک کی ایک انگلی کو اپنے اس مبارک پسینہ سے تر کیا جو کہ ایک شیشی میں بند کیا ہوا تھا' اور پھر چند قطرے اس صحابی کو عطا کئے اور فرمایا کہ اپنی لڑکی کو کہہ دو کہ جب وہ جہیز کے کپڑے پہنے تو پسینہ کے ان قطروں کو بطور خوشبو استعمال کرے۔ اس کے بعد جب کبھی وہ نیک بخت خاتون یہ خوشبو لگاتی تو اہل مدینہ اس کو سونگھتے اور اس گھر میں خواتین جمع ہو جاتیں اس کے بعد اس گھر کا نام ہی (بیت المتطیبین) خوشبو

سونگھنے والوں کا گھر مشہور ہو گیا۔

جب آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم سے کوئی شخص ہاتھ ملاتا تو اس کا ہاتھ تمام دن خوشبو سے مہکتا رہتا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک کا اتنا اثر تھا۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کسی بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے تو اس کے سر میں سے اتنی خوشبو آتی کہ وہ بہت سے بچوں میں بھی خوشبو کی وجہ سے پہچانا جاتا۔

"جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ایک بار اپنا دستِ مبارک میرے چہرے پر پھیرا، میں نے اسے ٹھنڈا اور ایسی معطر ہوا کی طرح پایا، جو کسی عطر فروش کی شیشی یا صندوقچی سے نکلتی ہے"

"ام عاصم کہتی ہیں کہ ہم عتبہ کی زوجیت میں چار عورتیں تھیں، ہم میں سے ہر ایک اس کوشش میں رہتی کہ وہ خوشبو میں اپنے شوہر عتبہ سے بڑھ جائے، اور عتبہ ال تھا کہ وہ صرف اپنی داڑھی کو ایک عام تیل لگاتے۔ اس کے سوا اور کوئی خوشبو نہ استعمال کرتے۔ لیکن اس کے باوجود ہم سب سے زیادہ معطر اور پاکیزہ تھے جب گھر سے نکلتے تو لوگ کہتے کہ ہم نے اس خوشبو سے زیادہ نفیس خوشبو نہیں سونگھی جو عتبہ لگاتے ہیں۔ ام عاصم کہتی ہے کہ میں نے ایک روز عتبہ سے کہا ہم بہتر سے بہتر خوشبو لگانے کی کوشش کرتی ہیں مگر آپ کی خوشبو سے نہیں بڑھ پاتیں، آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ کہنے لگے مجھے نبی علیہ السلام کے عہد مبارک میں ایک بیماری لگ گئی تھی۔ میں حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، بیماری کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کپڑے (یعنی قمیض وغیرہ) اُتارنے کا حکم دیا۔ میں نے کپڑے اُتار دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک پر پھونک ماری، پھر اپنا ہاتھ میری پیٹھ پر پھیرا، اس روز سے میرے پورے جسم میں یہ خوشبو مہکی ہوئی ہے"

حضرت الشیخ علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی المتوفی ۱۳۵۰ھ وصائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں کہ "اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو خوشبو آتی تھی وہ دوسری تمام خوشبوؤں سے مختلف ہوتی تھی" نیز فرماتے ہیں "مسلم میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کو کثرت سے پسینہ آتا تھا، چہرۂ انور پر پسینہ آتا تو موتیوں کی طرح محسوس ہوتا اور اس کی خوشبو مشک اور اذفر سے بھی زیادہ ہوتی"

حدیث ۲ / ۲۰۹ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد[2] الرحمٰن بن مهدی حدثنا عزرة[3] بن ثابت عن ثمامة[4] بن عبد الله قال كَانَ اَنَسُ[5] بْنُ مَالِكٍ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ وَقَالَ اَنَسٌ اِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيبَ .

ترجمہ ثمامہ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک خوشبو کے ہدیہ کو واپس نہیں کرتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشبو کا ہدیہ واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

تشریح یعنی جو خوشبو ہدیۃً و تحفۃً دی جائے اس کو قبول کرنا چاہیئے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کے تحفہ کو قبول فرماتے تھے اور رَدّ نہیں فرماتے تھے۔ خوشبو کے ہدیہ کو قبول کرنے میں یہ حکمت ہے کہ یہ ہدیہ اتنا قیمتی نہیں ہوتا کہ پیش کرنے والے کو گراں گذرے، دوسرا یہ کہ تھوڑی مقدار میں ہوتا ہے کہ لینے والے کی طبیعت کو محسوس نہیں ہوتا چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے:-

"من عرض له ريحان فلا يرده فانه خفيف المحمل وطيب الريح"

درحقیقت حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی دل شکنی پسند ہی نہیں فرماتے تھے اور اس قسم کے تحفہ قبول نہ کرنا دل شکنی کا سبب بن سکتا ہے لہٰذا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہدیہ رَدّ نہیں فرماتے تھے، اور چونکہ خوشبو تو بہت پسند تھی اس لئے اس ہدیۂ جمیلہ کو قبول کرنا بہت ہی اجمل اور احسن بات تھی۔

حدیث ۳ / ۲۱۰ حدثنا قتيبة[1] بن سعيد حدثنا ابن[2] ابى فديك عن عبد[3] الله بن مسلم ابن جندب عن ابيه[4] عن ابن[5] عمر قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وسلم ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ الْوَسَائِدُ وَالدُّهْنُ وَالطِّيبُ وَاللَّبَنُ .

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں واپس نہیں کرنی چاہئیں، تکیہ، تیل خوشبو اور دودھ۔

حل لغات الوَسَائِد. تکیہ، وسادة کی جمع ہے۔
الدهن. تیل خوشبودار۔ اللبن. دودھ

اسماء الرجال حدیث ۲ / ۲۰۹
۱ محمد بن بشار، دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ عزرہ بنت ثابت۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۳
۴ ثمامہ بن عبداللہ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۳ / ۲۱۰
۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابن ابی فدیک۔ محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک ہے۔ الدیلی ہے، ذہبی نے کہا صدوق ہے اور یہ امام شافعی کے شیخ ہیں۔
۳ عبداللہ بن مسلم ابن جندب، الہذلی، المدنی، المقری ہے، ابوزرعہ نے کہا لا بأس بہ من الثالثة، خرجہ المنفرد
۴ ابیہ: یعنی مسلم بن جندب۔ الہذلی المدنی القاضی ہے ثقہ ہے فصیح ہے من الثالثة خرجہ البخاری فی خلق الاعمال من ابیہ۔
۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی تکحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

تشریح بعض شمائل شریف کے نسخوں میں صرف الوسائد، الدھن اور الطیب ہے، یعنی اللبن نہیں ہے، بعض میں الوسائد، الدھن اور اللبن ہے الطیب نہیں ہے، بعض شارحین نے فرمایا ہے الدھن کا بدل الطیب یعنی ان تین چیزوں کو واپس نہیں لوٹانا چاہیئے بلکہ لے لینا چاہیئے، تکیہ[1]، خوشبودار تیل[2] اور دُودھ[3]۔ صاحب اتحافات الربانیہ لکھتے ہیں کہ امام سیوطی نے سات اشیاء تک اسے پہنچایا ہے۔ ونظمھا بعضھم فقال۔

عن المصطفیٰ سبع یسن قبولھا — اذا ما بھا قد اتحف المرء خلان

فحلو[1] والبان[2] ودھن[3] وسادۃ[4] — ورزق[5] لمحتاج طیب[6] وریحان[7]

حدیث ۲۱۲ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[2] الحضری عن سفیان[3] عن الجریری[4] عن ابی نضرۃ[5] عن رجل[6] عن ابی ھریرۃ[7] قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم طِیْبُ الرِّجَالِ مَاظَھَرَ رِیْحُہٗ وَخَفِیَ لَوْنُہٗ وَطِیْبُ النِّسَآءِ مَاظَھَرَ لَوْنُہٗ وَخَفِیَ رِیْحُہٗ حدثنا علی بن حجر حدثنا اسماعیل بن ابراھیم عن الجریری عن ابی نضرۃ عن الطفاوی عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مثلہ بمعناہ۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مردانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر ہو اور اس کا رنگ ظاہر نہ ہو، اور زنانہ خوشبو وہ ہے کہ اس کی خوشبو ظاہر نہ ہو اور رنگ ظاہر ہو۔

حل لغات رِیْحٌ۔ خوشبو، بُو۔
لَوْنٌ۔ رنگ۔ خَفِیَ۔ پوشیدہ۔

تشریح حضور پاک سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی روشنی میں مردوں کو چاہیئے کہ ایسی خوشبو استعمال کریں جس کی خوشبو دوسروں کو محسوس ہو مگر اس خوشبو کا رنگ نہ ہو جیسے گلاب، مُشک، عنبر اور کافور یا ہمچو قسم کی خوشبودار چیزیں ہو سکتی ہیں، مگر عورتوں کے لئے ایسی خوشبو ہو جس کا رنگ نمایاں ہو مگر خوشبو انتہائی پوشیدہ ہو جیسے زعفران کستوری، حنا اور ہمچو قسم خوشبودار چیزیں۔ علماء کرام نے فرمایا ہے عورتوں پر یہ اس وقت تو انتہائی ضروری ہے کہ جب کوئی عورت باہر نکلے قطعاً خوشبو استعمال نہیں کرنی چاہیئے۔ النسائی نے ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۲۱۲
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابوداؤد الحفری۔ عمر بن سعد بن عبداللہ۔ خرج لہ مسلم والاربعۃ۔
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی درع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۴ الجریری۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۵ ابی نضرۃ۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۳
۶ عن رجل۔ الطفاوی ہے قیس غیلان قبیلہ طفاوی سے تعلق رکھتے ہے۔ شیخ لابی نضرۃ مجہول ایضاً
۷ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲

"ایما امرأۃ استعطرت فمرت علی قوم لیجد ریحھا فھی زانیۃ" یعنی "جب کوئی عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں نکلتی ہے تاکہ اس کی خوشبو پائی جائے تو یہ عورت زانیہ ہے"

احمد، صحیح مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابی ہریرہ سے روایت نقل کی ہے۔

"ایما امرأۃ اصابت بخورا فلا تشھد معنا العشاء الآخرۃ" یعنی "جو عورت بخور لے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں نہ آئے۔"

اور جب اپنے گھر میں ہوں تو جس طریقہ سے مناسب سمجھیں اپنے آپ کو معطر کر سکتی ہیں۔ آج کے ماحول میں کتنے ہی افسوس کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی عورتیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ اخلاق والی تعلیم سے یکسر غافل ہو گئیں ہیں اور مغربی تہذیب کی تقلید میں اندھا دھند چلی آ رہی ہیں، نہ حیا ہے نہ پردہ۔ نہ شرم ہے نہ غیرت، بلکہ قسما قسم کے خوشبودار سینٹ لگا کر فخریہ بازاروں میں چلتی پھرتی ہیں، حالانکہ سید دو عالم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح ارشادات اس سلسلہ میں موجود ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمان عورتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عفت وعصمت والے احکام پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور فرنگیوں کی تہذیب اور تقلید سے بچائے۔

حدیث ۵ع / ۲۱۲

حدثنا محمد[1] بن خلیفۃ وعمرو[2] بن علی قالا حدثنا یزید[3] بن زریع حدثنا حجاج[4] الصواف عن حنان[5] عن ابی عثمان[6] النھدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا اُعطِیَ اَحَدُکُمُ الرَّیحَانَ فَلَا یَرُدَّہٗ فَاِنَّہٗ خَرَجَ مِنَ الجَنَّۃِ۔ قال ابوعیسی لا یعرف لحنان غیر ھذا الحدیث وقال عبدالرحمن بن ابی حاتم فی کتاب الجرح والتعدیل حنان الاسدی من بنی اسد بن شریک وھو صاحب الرقیق عم والد مسدد روی عن ابی عثمان النھدی وروی عنہ الحجاج بن ابی عثمان الصواف سمعت ابی یقول ذالک۔

ترجمہ ابی عثمان النہدی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کسی ایک کو ریحان دی جائے تو اس کو واپس نہ کیا کرو کیونکہ وہ بہشت سے نکلی ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۵ع ۲۱۲
[1] محمد بن خلیفۃ البصری ہے اصحاب الصحاح سے تعلق رکھتا ہے۔ خرج لہ البخاری والمصنف وابن خزیمہ وغیرھم۔ ۲۶۱ھ میں فوت ہوا۔
[2] عمرو بن علی
[3] یزید بن زریع
[4] حجاج الصواف۔ بن ابی میسرہ ہے ثقہ ہے۔ حافظ ہے خرج لہ الستۃ۔
[5] حنان۔ ابو عیسیٰ فرماتے ہیں حنان سوائے اس حدیث کے ہم حنان کو نہیں جانتے۔ عبدالرحمن بن ابی حاتم نے اپنی کتاب الجرح والتعدیل میں لکھا۔ حنان الاسدی من بنی اسد بن شریک وھو صاحب الرقیق عم والد مسدد روی عن ابی عثمان النھدی روی عنہ الحجاج بن ابی عثمان الصواف۔ سمعت ابی یقول ذالک۔
[6] ابی عثمان النہدی۔ تیسیر اس کا نام عبدالرحمن بن مل ہے۔ عمرو بن سعد اور بنی ذہیب سے ہے یمنی ہے۔ اس نے الوہبی سے سماع کیا۔ قتادہ وغیرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ ثقہ ہے۔ ثبت ہے۔ عابد ہے۔ ۹۵ھ میں فوت ہوئے۔

حل لغات الرَّیْحَان. خُوشبو، رحمت، آرام، چین، آسائش، صاحب، دوست۔

تشریح ابوعثمان النہدی تابعین سے ہے، اس نے اس حدیث کو عمرو بن مسعود اور ابوموسیٰ سے سماع کیا ہے۔ لہٰذا اس شرط پر یہ حدیث مرسل ہے۔ معلوم ہوا کہ جس چیز کی اصل جنت سے آئی ہو وہ رحمت ہوا کرتی ہے لہٰذا جو شخص تحفۃً یا ہدیۃً دے اسے رد نہیں کرنا چاہیئے۔ دوسری یہ بات بھی ہے کہ اس کے رکھنے یا لے جانے میں کوئی محنت یا شاقہ نہیں اٹھانا پڑتا، یہ ایک ہلکی پھلکی چیز ہوتی ہے۔ تیسری یہ بات ہے اسے قبول نہ کر کے دینے والے کا دل دکھانا مناسب نہیں۔ نیز فرمایا کہ "یہ جنت سے نکلی ہے اس لئے بھی اس کے تحفہ کو رد نہ کرو" یعنی شوق اور رغبت دلانا مقصود ہے کہ اعمالِ صالحہ میں بہت کوشش کرو تاکہ جنت کی نعمتوں سے مالا مال ہو جاؤ۔ اہلِ مغرب ریحان کو ایک خاص درخت سے مخصوص کرتے ہیں جسے "آس" کہتے ہیں۔ اہلِ عراق و شام "رحیق" کو ریحان کہتے ہیں "رحیق" پودینہ کو کہتے ہیں۔

حدیث ۶/۲۱۲ حدثنا عمر[1] بن اسماعیل بن مجالد بن سعید الهمدانی حدثنا ابی[2] عن بیان[3] عن قیس[4] بن ابی حازم عن جریر[5] بن عبد الله قَالَ عُرِضْتُ بَيْنَ يَدَيْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَلْقَى جَرِيْرٌ رِدَاءَهٗ وَمَشٰى فِيْ إِزَارٍ فَقَالَ لَهٗ خُذْ رِدَائَكَ فَقَالَ عُمَرُ لِلْقَوْمِ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَحْسَنَ صُوْرَةً مِنْ جَرِيْرٍ إِلَّا مَا بَلَغَنَا مِنْ صُوْرَةِ يُوْسُفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں امیرالمومنین عمر بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو جریر چادر اتار کر تہہ بند میں چلا، بعد میں اسے فرمایا کہ اپنی چادر لے لے۔ لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے جریر سے زیادہ خوبصورت کوئی جوان نہیں دیکھا سوائے حضرت یوسف علیہ السلام کے جن کی خوبصورتی کے متعلق ہمیں اطلاع پہنچی ہے۔

حل لغات عُرِضْتُ. میں پیش کیا گیا۔
رِدَاء. چادر۔ اِزَار. تہہ بند، لنگی۔

تشریح شمائل شریف کے بعض نسخوں میں یہ حدیث نہیں ہے اس لئے کہ باب ہٰذا کے ساتھ اس حدیث شریف کی ظاہری

اسماء الرجال حدیث ۶/۲۱۲

۱۔ عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید الہمدانی۔ نزیل بغداد، ذہبی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے اور مرہ دیکھیں میں نسائی اور دارقطنی نے کہا متروک ہے من العاشرۃ۔

۲۔ ابی۔ ابو عمر اسماعیل الہمدانی نزیل بغداد، صدوق یخطئ من الثامنۃ خرج لہ البخاری۔

۳۔ بیان بن بشر الاحمسی ابو بشر الکوفی ہے، تقریب ہے ثبت ہے من الخامسۃ خرج لہ الجماعۃ۔ بیان بن بشر المعلم الطائی دوسرا شخص ہے بوکہ مجہول ہے کذا فرق الخطیب۔

۴۔ قیس بن ابی حازم۔ البجلی ہے الکوفی ہے، کبیر تابعی ہے روی لہ الجماعۃ اتفقوا علی انہ تفرد بین التابعین بالروایۃ عن العشرۃ۔

۵۔ جریر بن عبداللہ مشہور صحابی ہیں۔ نبی علیہ السلام کے مروی ہیں، بہت ہی حسین و جمیل تھے، ان کے بارے کہا جاتا تھا یہی ذوق ذی یمن اس امت کا یوسف ہے نبی مکرم پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بہت تکریم فرماتے۔ ۵۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

مناسبت نہیں۔ مگر بعض شارحین نے وجہِ مناسبت یہ لکھی ہے کہ خوبصورت آدمی کو خوشبو والا ہونا ضروری ہے، اگرچہ وہ خوشبو کسی پر ظاہر نہ ہو۔ استاذِ محترم محدّثِ کبیر علامہ صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا" یہاں استثناء حضرت یُوسف علیہ السلام کے حُسن کا کیا' اور سیدالکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسنِ مُبارک کا نہیں کیا' فرمایا کہ حضرت یوسف کا حسن تو سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن و جمال کا سواں حصّہ بھی نہیں تھا" حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"دریں جا مُراد غیر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است زیراکہ مقرراست کہ ہیچ کس از بنی آدم و آدم درحسن و ملاحت برابر حضرت نبودیا آنکہ مبالغہ باشد بایں وجہ کہ درحسن صورت از بشر ممتاز است ۔ گو از جنس بشر نیست' چنانکہ گفتہ اند' بیت

ایں حُسن چہ حُسن است نہ حدِ بشر است
از جنس بشر نیست جمال دگر است

یعنی اس جگہ غیر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مُراد ہے کیونکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ بنی آدم و آدم میں سے کوئی فرد بھی حسن و ملاحت میں حضرت رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے برابر نہیں ہو سکتا' یا یہ کہ مبالغہ ہو اس وجہ سے حسن صورت میں بشریت سے ممتاز ہے' گویا جنس بشر سے نہیں جیسا کہ کہا گیا ہے' یہ حُسن کیا ہی حُسن ہے جو کہ بشریت سے بالا ہے' یہ جنس بشر سے نہیں بلکہ کسی اور کا ہی جمال ہے۔

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نفیس توجیہہ اور بھی فرمائی ہے، فرماتے ہیں :۔

بعضے علماء گفت کہ وجہ مناسبت آنست کہ حسن صورت را بوی خوش لازم است' اگرچہ بر ہر کس ظاہر نمی شود مگر کساں کہ حواس خود را از کدورات صاف کردہ اند' چنانچہ یعقوب علیہ السلام از مسافت بعیدہ بوئے یُوسف علیہ السلام شمید و گفت اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ۔ پس ایں حدیث مستلزم بیان تعطر رسول است بنابر آنکہ درحسن و ملاحت آنسرور صلی اللہ

بعض علماء نے فرمایا کہ اس میں وجہِ مناسبت یہ ہے کہ حُسن کو خوشبو ضروری ہے اگرچہ کسی ایک پر ظاہر نہ ہو، مگر ہاں وہ لوگ جو کہ اپنے حواس کو کدورات سے پاک وصاف کر چکے ہیں۔ وہ اس خوشبو کا ادراک کر لیتے ہیں جیسا کہ یعقوب علیہ السلام نے جناب یُوسف علیہ السلام کے وجود کی خوشبو کو انتہائی دُور مسافت سے سُونگھ لیا۔ اِنِّی لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ

علیہ واٰلہ وسلم ہیچ کس برابر نبود، پس بوئے خوش تر نیز داشت و ایں تعطر ذاتی است. فافہم

یقیناً میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو کو محسوس کر رہا ہوں۔ پس یہ حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعطر کو بیان کر رہی ہے کہ حُسن و ملاحت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کوئی نہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی تیز خوشبو کے مالک تھے اور یہ ذاتی خوشبو ہے۔ فافھم

خصائص کبریٰ ص۲۷۴ میں بیہقی کی روایت ہے۔ وہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:۔

"قَالَتْ وَضَعْتُ يَدِيْ عَلٰى صَدْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم يَوْمَ مَاتَ فَمَرَّبِيْ جُمَعٌ آكُلُ وَاَتَوَضَّأُ مَا يَذْهَبُ رِيْحُ الْمِسْكِ مِنْ يَدِيْ"

"وہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جس دن حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال مُبارک ہوا تھا، اُس دن میں نے اپنا ہاتھ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس پر رکھا تھا، اب بہت جُمعے گذر چکے ہیں کہ میں اسی ہاتھ سے کھاتی بھی ہوں اور اسے دھوتی بھی ہوں مگر وہ خوشبو ابھی تک میرے ہاتھ سے نہیں جاتی۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ تَعَطُّرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پُورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ کَیْفَ کَانَ کَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

یہ باب اس بیان میں ہے کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کیسی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

(اس باب میں تین احادیث ہیں)

حل لغات کَلَامٌ۔ گفتگو۔ یہ اسم مصدر ہے بمعنی التکلم یا بمعنی ما یتکلم بہ اور یہاں یہی مراد ہے۔

تشریح اس باب میں افصح العرب والعجم، جناب سید الانبیاء، سردارِ کل رسل، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی گفتگو فرمانے کا ذکر ہے یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرزِ گفتگو کیسی تھی، سمجھانے کا طریقہ کتنا متناسب اور موزوں تھا اور فصاحت و بلاغت کو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ارشادات پر ناز تھا اور کیوں نہ ہوتا جبکہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی کا مقامِ اعلیٰ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو نصیب تھا۔

حدیث ۱/۲۱۴ حدثنا حمید[۱] بن مسعدۃ البصری حدثنا حمید[۲] بن الاسود عن اسامۃ[۳] بن زید عن الزھری[۴] عن عروۃ[۵] عن عائشۃ[۶] رضی اللہ عنہا قالت مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یَسْرُدُ سَرْدَکُمْ ھٰذَا وَلٰکِنَّہٗ کَانَ یَتَکَلَّمُ بِکَلَامٍ بَیِّنٍ فَصْلٍ یَحْفَظُہٗ مَنْ جَلَسَ اِلَیْہِ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی گفتگو لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب گفتگو فرماتے صاف صاف

اسماء الرجال حدیث ۱/۲۱۴

۱۔ حمید بن مسعدۃ البصری دیکھیں حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱۔

۲۔ حمید بن الاسود۔ الاشعری ہے البصری ہے، ابو الاسود اکرابیسی کنیت ہے صدوق یھم قلیلا من السابعۃ خرج لہ البخاری فی القدر وابن ماجہ والنسائی۔

۳۔ اسامہ بن زید۔ اللیثی ہے، مولاھم صدوق ہے، ابو زید المدنی۔ ۱۵۲ھ میں فوت ہوا۔ قال النسائی وغیرہ لیس بالقوی۔ خرج لہ البخاری فی تاریخہ والخمسۃ۔

۴۔ الزہری۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ما جاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲۔

۵۔ عروہ۔ دیکھیں حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۵۔

۶۔ عائشہ۔ دیکھیں حدیث ۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۶۔

اور ٹھہر ٹھہر کر، جو بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حضور میں بیٹھا ہوتا اس گفتگو کو یاد کرلیتا۔

حل لغات سَرْدٌ. ٹاکنا، فرفر یعنی جلدی جلدی پڑھنا، بلاتوقف۔
فَصْلٍ. ٹھہر ٹھہر کر، الگ الگ، علیحدہ علیحدہ۔

تشریح حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نہایت سکون، اطمینان، انتہائی تسلی اور تشفی کے ساتھ گفتگو فرماتے اور انتہائی طور پر سمجھاتے، ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے، اور جیسا کہ بہت ہی قابل اور سنجیدہ افراد کا طریقہ ہے اسی طرح سنجیدگی سے گفتگو فرماتے تاکہ مجلس میں جتنے بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تشریف فرما ہوتے تو وہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی اس حکیمانہ اور غور و فکر سے بھرپور گفتگو کو بآسانی ازبر کرلیتے تھے، آپ کی گفتگو ہرگز ہرگز ایسی نہ ہوتی کہ لوگوں کی طرح جلد جلد، لگاتار، فرفر باتیں کرتے اور سننے والا سمجھ بھی نہیں سکتا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

حدیث ۲ / ۲۱۵ حدثنا محمد[1] بن یحییٰ حدثنا ابو قتیبۃ[2] سلم بن قتیبۃ عن عبد[3] اللہ بن المثنّٰی عن ثمامۃ[4] عن انس[5] بن مالك قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم يُعِيْدُ الْكَلِمَةَ ثَلٰثًا لِتُعْقَلَ عَنْهُ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے کلام کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والے اس کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

حل لغات يُعِيْدُ. دہراتے تھے، اعادہ کرتے تھے، تکرار کرتے تھے۔

تشریح حضور سید الانس والجان شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نہایت ہی دلجمعی اور اطمینانِ قلب اور توجہ تامہ کے ساتھ ارشاد فرماتے تاکہ اعلیٰ، اوسط اور ادنیٰ یعنی ہر قسم کی عقل و فکر اور فہم والا جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مواعظ حسنہ سے خوب اچھی طرح مستفید و مستفیض ہوسکے اور احکام و اوامر کو ذہن نشین کرکے خوب محفوظ اور ازبر کرلے اس طرح حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا تین تین بار ایک ایک جملہ کو دہرانا اپنی اُمت پر کمال درجے کی شفقت سے تھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ارشادِ عالیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حفظ فرماکر اُمت مرحومہ کے لئے

اسماء الرجال حدیث ۲ / ۲۱۵
[1] محمد بن یحییٰ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
[2] ابو قتیبۃ سلم بن قتیبۃ۔ الشعیری الخراسانی ہے۔ نزیل البصرۃ صدوق ہے۔ من التاسعۃ خرج لہ البخاری والاربعۃ
[3] عبد اللہ بن المثنّٰی
[4] ثمامۃ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳
[5] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مشعلِ ہدایت بنا دیئے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسے طریقہ پر گفتگو فرمانا اس وقت پر محمول ہے جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس شریف میں بہت کثرت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین موجود ہوتے، تاکہ سب کے سب خوب سُن لیں اور سمجھ لیں یا ایسے وقت بھی ایسی گفتگو کو محمول کیا جا سکتا ہے جبکہ کچھ التباس یا اشتباہ ہو تو ایسی تکرار سے حل کیا جا سکے۔

حدیث ۳/۲۱۶ حدثنا سفیٰن[1] بن وکیع انباءنا جمیع[2] بن عمرو بن عبد الرحمٰن العجلی حدثنی رجل[3] من بنی تمیم من ولد ابی ہالۃ زوج خدیجۃ یکنی اباعبداللہ عن ابن لابی[4] ہالۃ عن الحسن[5] بن علی قَالَ سَأَلْتُ خَالِیْ ہِنْدَ بْنَ اَبِیْ ہَالَۃَ وَکَانَ وَصَّافًا قُلْتُ صِفْ لِیْ مَنْطِقَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مُتَوَاصِلَ الْاَحْزَانِ دَائِمَ الْفِکْرَۃِ لَیْسَتْ لَہٗ رَاحَۃٌ طَوِیْلُ السَّکْتِ لَا یَتَکَلَّمُ فِیْ غَیْرِ حَاجَۃٍ یَفْتَتِحُ الْکَلَامَ وَیَخْتِمُہٗ بِاَشْدَاقِہٖ وَیَتَکَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ کَلَامُہٗ فَصْلٌ لَا فُضُوْلٌ وَلَا تَقْصِیْرٌ لَیْسَ بِالْجَافِیْ وَلَا الْمُہِیْنِ یُعَظِّمُ النِّعْمَۃَ وَاِنْ دَقَّتْ لَا یَذُمُّ مِنْہَا شَیْئًا غَیْرَ اَنَّہٗ لَمْ یَکُنْ یَذُمُّ ذَوَاقًا وَلَا یَمْدَحُہٗ وَلَا تُغْضِبُہُ الدُّنْیَا وَلَا مَا کَانَ لَہَا فَاِذَا تُعُدِّیَ الْحَقُّ لَمْ یَقُمْ لِغَضَبِہٖ شَیْءٌ حَتّٰی یَنْتَصِرَ لَہٗ لَا یَغْضِبُ لِنَفْسِہٖ وَلَا یَنْتَصِرُ لَہَا اِذَا اَشَارَ اَشَارَ بِکَفِّہٖ کُلِّہَا وَاِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَہَا وَاِذَا تَحَدَّثَ اتَّصَلَ بِہَا وَضَرَبَ بِرَاحَتِہِ الْیُمْنٰی بَطْنَ اِبْہَامِہِ الْیُسْرٰی وَاِذَا غَضِبَ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ وَاِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَہٗ جُلُّ ضَحِکِہِ التَّبَسُّمُ یَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ۔

ترجمہ امام حسن بن علی المرتضٰے رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے جو کہ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ کریمانہ بیان فرماتے تھے، عرض کیا کہ حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کی کیفیت مجھ سے بیان کریں، انہوں نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر محزون و غمگین رہتے، ہمیشہ متفکر رہتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام نہیں ملا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر خاموش رہتے۔ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، ابتدائے کلام سے انتہائے کلام تک پورے منہ مبارک کو استعمال کرتے تھے، گفتگو فرماتے وقت جامع کلمات

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۱۶

ع۱ سفیان بن وکیع۔ دیکھیے حدیث ۱، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱۔

ع۲ جمیع بن عمرو بن عبد الرحمٰن العجلی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲۔

ع۳ رجل من بنی تمیم۔ دیکھیے حدیث ۳، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳۔

ع۴ ابن ابی ہالہ۔ دیکھیے حدیث ۴، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴۔

ع۵ الحسن بن علی۔ دیکھیے حدیث ۵، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵۔

استعمال فرماتے تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو انتہائی صاف اور واضح ہوتی' ضرورت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی' اور نہ ہی ادائیگی مقصود میں کوئی کمی ہوتی تھی' نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جفا کرنے والے تھے اور نہ ہی آنجناب حقیر و ضعیف تھے' آپ نعمت کو بڑی عظمت بخشتے تھے اگرچہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ اِس نعمت میں سے کسی چیز کی مذمت نہیں فرماتے تھے۔ البتہ کھانے کی چیزوں کی نہ مذمت کرتے اور نہ ہی زیادہ تعریف کرتے' نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی دُنیاوی امر کی وجہ سے غُصّہ آتا تھا اور نہ ہی کوئی ایسی چیز تھی جس کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان دنیاوی اُمور میں غُصّہ آتا۔ ہاں جب کوئی شخص حق سے تجاوز کر جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غُصّہ کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی تھی' یہاں تک (اس کمزور اور بے بس کی) کی اعانت میں حمایت فرماتے۔ انہوں نے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنی ذات مُبارک کے لئے کبھی غصہ نہیں فرمایا اور نہ کبھی اس کا انتقام لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی چیز کی طرف اشارہ فرماتے تو پُورے دستِ مبارک سے اشارہ فرماتے' جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو پُورے دستِ مبارک سے اشارہ فرماتے۔ جب کسی بات پر تعجب فرماتے تو ہتھیلی کو پلٹ دیتے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے' پیوستہ (ہتھیلی) کو (حرکت دیتے) اور دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو مارتے' جب غُصّہ فرماتے تو انتہائی طور پر اعراض فرما لیتے اور جس وقت خوش ہوتے تو آنکھیں بند کر لیتے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال درجے کا ہنسنا صرف تبسم تھا' اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مُبارک سفید اور چمک دار اولے کی مانند دکھائی دیتے تھے۔

حل لغات وَصَّافًا۔ وصف بیان کرنے والا' تعریف کرنے والا۔ مَنْطِقٌ۔ گفتگو' بات چیت۔ مُتَوَاصِلُ الْاَحْزَان ہمیشہ غمگین رہتے۔ راحۃ' چین۔ اِشْدَاق۔ واحد شُدُق ہے۔ باچھ' جبڑا' منہ۔ فَصْلٌ۔ جدا جدا' واضح واضح۔ فُضُولٌ۔ ضرورت سے زیادہ۔ تَقْصِیْرٌ۔ کمی کرنا۔ اَلْمُهِیْن۔ حقیر' کمزور۔ دَقَّت۔ تھوڑی۔ باریک۔ ذَوَاقًا۔ مزہ چکھنا۔ تَعَدِّیَ۔ زیادتی کرنا' تجاوز کرنا۔ اَشَاحَ۔ خشمناک ہوتے۔ غَضّ۔ بند کر لیتے۔ جُلّ۔ شئ معظم' بزرگ چیز' کمال۔ یَفْتَرُّ۔ برہنہ ہوتے' ظاہر ہوتے' کھل جاتے۔ حَبّ۔ دانا۔ الغمام۔ بادل۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر غمگین رہتے" استاذِ گرامی قدر حضرت صدر الافاضل مولینا مولوی فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث فرماتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی قسم کا کوئی فکر یا غم نہیں تھا مگر ہر وقت ایک ہی غم تھا کہ میری اُمّت کسی وقت بھی نعمتِ ایمان سے محروم نہ ہو جائے اور اس اُمّتِ مرحومہ پر احوالِ

عاقبت اور قیامت کے دن اپنی اُمّت کے حساب وکتاب پر ہمیشہ غم فرماتے اور سجدہ میں گر کر اپنی اس اُمّت کی بخشش کے لئے دُعائیں فرماتے رہتے اور یہ ایک حقیقت بھی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم گنہگاروں اور روسیاہوں کی غمخواری نہ کریں گے تو اور کون کرے گا۔ یہ غمخواری بسبب کمال رحمت کے ہے جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اُمّت پر تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے شانِ رحمۃ اللعالمینی اور مومنوں پر رأفت ورحیمیت کے ساتھ متصف فرمایا تھا۔

ارشاد ہے کہ "ہمیشہ متفکر رہتے" حضرت مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی کبریائی عظمت اور جلال میں جو شہود تھا اس کی وجہ سے ہر وقت تفکر میں رہتے" شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"ہمیشہ فکر کنندہ در صنائع الٰہی" یعنی "اللہ جل جلالہٗ کے صنائع میں ہمیشہ فکر کرتے رہتے تھے"

صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی المصری لکھتے ہیں :۔

"فی خلق السماء والارض وادارۃ الملکوت العظیم"

حدیث شریف میں ہے کہ :۔

"تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ" "ایک ساعت اللہ جل جلالہٗ کی عظیم قدرتوں میں تفکر کرنا ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے"

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آرام نہیں ملا" یعنی حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکی زندگی انتہائی محنت ومشقت میں گذاری اور پھر مدنی زندگی کفار کے ساتھ جہاد میں گذار دی، عبادات میں مصروف رہے۔ مجاہدات اور ریاضت میں منہمک رہے اور امورِ تبلیغ میں تو انتہائی طور پر مشغول رہے تو آرام کہاں میسر ہوا۔ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی نے کیا ہی خوب تشریح فرمائی لکھتے ہیں :۔

"ای لا یمضی وقت من غیر طاعۃ، لاشتغالہ بوظائف العبادات وما اکثرھا واھتمامہ بما یصلح الامۃ ویرفع رأیۃ الحق ویرسی قواعد العز والمجد لدین اللہ، فظاھرہ مشغول بذالک وباطنہ موصول بذی الجلال والاکرام"

ارشاد ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ تر خاموش رہتے" چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، اس کے

عجائب مخلوقات اور عظیم دلائل براہینِ توحید پر غور و فکر فرماتے رہتے لہٰذا یقیناً اکثر خاموشی اختیار فرماتے اور امام احمد اور ترمذی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے۔ "من صمت نجا" جو خاموش رہا نجات پا گیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"من کان یومن باللّٰہ والیوم الاخر فلیقل خیرا او یسکت" "جو اللہ جل جلالہٗ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، پس اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے"

ایک تیسری روایت ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"لیتنی کنت اخرس الا عن ذکر اللّٰہ" "کاش کہ سوائے ذکرِ الٰہی کے مجھ سے اور کوئی بات نہ ہوتی"

ارشاد ہے کہ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے" اس لئے کہ زیادہ باتیں کرنے والا عموماً لغو باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بے معنی اور لایعنی فضول میں مصروف ہو جاتا ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی خواہش سے گفتگو فرماتے ہی نہ تھے بلکہ وحی الٰہی کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نطق مبارک سے ہوتا تھا۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔ اسی وقت تکلم فرماتے جب گفتگو کی ضرورت ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔ ان من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" ایک حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے اُسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا چاہیئے کہ خاموش رہے" ارشاد ہے کہ ابتدائے کلام سے لے کر انتہائے کلام تک پورے منہ مبارک کو استعمال کرتے تھے" یعنی گفتگو فرماتے وقت جھرے ہوئے منہ مبارک سے ارشاد فرماتے مکمل اور پورے الفاظ اور فقرے ادا ہوتے نوکِ زبان سے کوئی لفظ کاٹتے ہوئے بیان نہ فرماتے اور گفتگو فرماتے وقت اندرونِ دہن شریف (دونوں باچھیں یا جبڑے مصروف ہوتے۔ بزرگانِ کرام، متواضع اور عقلمند صاحبان کی گفتگو کا یہی مناسب طریقہ ہوا کرتا ہے۔ ارشاد ہے "گفتگو فرماتے وقت جامع کلمات استعمال فرماتے تھے" یعنی لفظوں میں اختصار ہوتا اور معانی کثیرہ کے حامل ہوتے۔ علامہ عبدالرؤف المناوی فرماتے ہیں:۔

"ای بکلمات قلیلۃ الحروف جامعۃ لمعان کثیرۃ" جوامع الکلم وہ کلمات ہیں جن کے حروف تھوڑے ہوتے ہیں اور معانی کثیرہ کے جامع ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری نے شرح جمع الوسائل کی دوسری جلد ص۱۱ پر ایسے جوامع الکلم کی چالیس احادیث جمع فرمائی ہیں، بعض علماء فرماتے ہیں کہ جوامع الکلم سے مراد قرآن مجید ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "اُوتیت جوامع الکلم" یعنی قرآن مجید، گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرآن مجید کے تقاضا کے مطابق ہی گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ ارشاد ہے آنجناب صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو انتہائی صاف اور واضح ہوتی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی گفتگو میں کوئی گنجلک، تذبذب یا کسی قسم کا شک وشبہ نہ ہوتا بلکہ سوائے سچائی، حقائق اور دلائل براہین کے اور کچھ نہ ہوتا، حق کو حق اور باطل کو باطل واضح کر دیتے، ایسی گفتگو فرماتے کہ سُننے والے کی تسلی ہو جاتی، وہ تردد میں نہ پڑتا، بلکہ مطمئن ہو جاتا، ارشاد ہے " ضرورت سے زیادہ گفتگو نہیں ہوتی تھی اور نہ ادائیگی مقصود میں کوئی کمی ہوتی تھی" یعنی نہ ہی مقصود اور مُراد سے ہٹ کر دُور از کار گفتگو فرماتے اور نہ ہی بالکل دُھوری سے موضوع سے ہٹ کر گفتگو کرتے بلکہ بالکل اپنے مقصود اور مُراد کو نہایت ہی مختصر اور بامقصد الفاظ میں بیان فرما دیتے تاکہ سننے والے اپنے مدعا اور مقصد کو پالیں۔

ارشاد ہے" نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جفا کرنے والے تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے صلہ رحمی، نیکی اور احسان اپنے اقارب اور احباب کے ساتھ انتہائی بھلائی، حلیمی، نرمی اور رواداری سے پیش آتے، شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم غلیظ الخلقۃ والطبع نہیں تھے یعنی جس کو بدخلق کہا جائے وہ آپ نہیں تھے، قرآن مجید میں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف میں ارشاد ہے:-

" فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ " (آل عمران)

یعنی "اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کا نرم وملائم ہونا اللہ کی خاص رحمت ہے، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو آپ سے دُور بھاگ جاتے، سو آپ ان کی خطا معاف فرما دیں اور ان کے لئے بخشش طلب کریں"۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمین کے لئے رحمت تھے اور قیامت تک بلکہ قیامت میں بھی رحمت ہی رہیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار اوصاف حسنہ میں ایک یہ وصف بھی نمایاں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم انتہائی نرم دل اور ملائم طبیعت تھے۔ سخت مزاج اور تند خو نہ تھے جو کہ جفا کی صفتیں ہیں۔ ارشاد ہے کہ" نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیر وضعیف تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وقار، آپ کی شان، عزت اور جلال اس حد کمال تک تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مہابت وعظمت سے بادشاہ اور بڑے بڑے جابر اکابر ذلیل اور حقیر ہوتے تھے، ان کے دلوں میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رُعب اور ہیبت کی وجہ سے لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔

بَابُ كَيْفَ كَانَ كَلَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پُورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ ضَحِکِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ہنسنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات ضَحِکٌ۔ ہنسنا۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین، سردار انبیاء، ہادی کل احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے مختلف مواقع پر ہنسنے اور تبسم فرمانے کا ذکر ہے۔

حدیث ۱/۲۱۷ حدثنا احمد[۱] بن منیع حدثنا عباد[۲] بن العوام اخبرنا الحجاج[۳] وھو ابن ارطاۃ عن سماک[۴] بن حرب عن جابر[۵] بن سمرۃ قَالَ کَانَ فِیْ سَاقَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حُمُوْشَۃٌ وَکَانَ لَا یَضْحَکُ اِلَّا تَبَسُّمًا فَکُنْتُ اِذَا نَظَرْتُ اِلَیْہِ قُلْتُ اَکْحَلَ الْعَیْنَیْنِ وَلَیْسَ بِاَکْحَلَ۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی پنڈلیاں (مُبارک) ذرا پتلی تھیں۔ آنجناب کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنستے مگر مُسکراتے تھے۔ جب میں آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھتا تو میں یہی سمجھتا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے دونوں آنکھوں میں سُرمہ لگایا ہوا ہے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے سُرمہ نہیں لگایا ہوتا تھا۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۲۱۷

۱۔ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ص ۶۲

۲۔ عباد بن العوام۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حدیث ۳

۳۔ الحجاج وھو ابن ارطاۃ۔ حماد نے کہا کان یقیم عندنا لحدیثہ من سفیان۔ احمد نے کہا کان من الحفاظ۔ ابوحاتم نے کہا صدوق ومدلس۔ نسائی نے کہا لیس بقوی وقال غیرہ ھو احد الائمۃ فی الحدیث والفقہ اتفقوا علی تدلیسہ وضعفہ الجمہور۔

۴۔ سماک بن حرب۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳

۵۔ جابر بن سمرہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

حل لغات سَاقَیْ۔ تثنیہ ہے، دو پنڈلیاں۔ سَاقٌ واحد ہے۔ خَمُوْشَۃٌ، ذرا پتلی، درمیانی باریک، حَمُوْشَۃٌ حائے مہملہ کے ساتھ بھی بعض نسخوں میں آیا ہے اور علی القاری رحمۃ اللہ الباری اور البیجوری رحمۃ اللہ علیہ نے حائے مہملہ کے ساتھ یعنی حموشۃ صحیح لکھا ہے اور وہ لکھتے ہیں کہ خائے معجمہ کے ساتھ یعنی خموشۃ کے معنی "ھو خدش الوجہ ولطمہ وقطع عضومنہ" کے ہیں اور قاموس نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔

تشریح یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غالب اوقات تبسم ہی فرماتے یا مسکراتے، اور قہقہہ سے ہنسنے کی نوبت تو بہت ہی کم اوقات میں آئی، اور جب کبھی ہنستے تو دانت مبارک نظر آجاتے۔ حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ھو انہ کان یضحک فی امور الآخرۃ ویتبسم فی امور الدنیا"

یعنی "امورِ آخرت میں تو ہنستے اور امورِ دنیا میں تبسم فرماتے"

حضور سراپا حسن وجمال سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں پلکوں کی سیاہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت اصلیہ سے تھی۔ صاحب افاضات الربانیہ فرماتے ہیں:

"انما ھو الجمال الخلقی الذی لا مثیل لہ"

"سوائے اس کے نہیں کہ وہ جمال خلقت اصلیہ ہے جس کی کوئی مثال ہی نہیں۔"

اسی لئے دیکھنے والا یہ سمجھتا کہ گویا پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُرمہ لگایا ہوا ہے۔ حالانکہ یہ قدرتی اور ذاتی سیاہی سُرمہ کی سیاہی سے بدرجہا خوبصورت، بہتر، اچھی اور دیدہ زیب ہے اس لئے کہ یہ سیاہی اپنے اندر ہمیشگی اور نہ زائل ہونے والی خاصیت رکھتی ہے۔ نیز نہایت ہی مناسب ہے اور انتہائی درجے کی پاکیزہ ہے، اس کے برعکس سرمہ کی سیاہی میں یہ خوبیاں نہیں۔ جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"باید دانست کہ ازیں لازم نمی آید کہ گاہے سرمہ نکشیدہ باشند تا منافی شود بحدیث اکتحال زیرا کہ شاید برائے اغراض دیگر استعمال سُرمہ گاہ گاہ میکردے پس دفع شد توہم آنچہ بعضی شارحان کردہ اند"

"جان لینا چاہیئے کہ اس سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ کبھی سُرمہ نہ کیا ہو، تاکہ منافی ہو اکتحال کی حدیث کے ساتھ، اسلئے کہ شاید دوسرے اغراض کے لئے سُرمہ گاہے گاہے استعمال فرمایا ہو، لہٰذا یہ توہم جو بعض شارحین کو پیدا ہوا ہے دفع ہو گیا۔"

حدیث ۲/۲۱۸ حدثنا قتیبۃ بن سعید اخبرنا ابن لھیعۃ عن عبید اللہ بن المغیرۃ عن عبد اللہ بن الحارث بن جزء قال مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَکْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ عبداللہ بن الحارث فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ مسکرانے والا کوئی نہیں دیکھا۔

حل لغات تبسّم۔ مسکرانا، ہلکی ہنسی جس میں فقط سامنے کے دانت نمودار ہوتے ہیں آواز نہیں آتی۔

تشریح اس حدیث شریف سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ساتھ بشاشت سے پیش آتے تھے، اس لئے کہ پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کی تازگی، شگفتگی اور بشاشت سے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انشراح اور انبساط حاصل کرتے تھے۔ نیز یہ حدیث شریف حدیث ۳ باب گذشتہ (متواصل الاحزان) کے منافی نہیں ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ "حزن آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیتِ نفس ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشاشت صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے انشراح و انبساط کا سبب ہے۔"

حدیث ۳/۲۱۹ حدثنا احمد بن الخالد الخلال حدثنا یحیی بن اسحٰق السیلحانی حدثنا لیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن عبد اللہ بن الحارث قال مَا کَانَ ضَحِکُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلَّا تَبَسُّمًا قال ابو عیسیٰ ھذا حدیث غریب من حدیث لیث بن سعد۔

ترجمہ عبداللہ بن الحارث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا نہیں ہوتا تھا مگر تبسّم ہے۔

تشریح یعنی بسا اوقات حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم ہی فرماتے تھے اور آوازِ مبارک کے ساتھ جسے قہقہہ کہتے ہیں ہنسنے کا موقع بہت کم واقع ہوا ہے۔ صاحب ترمذی جناب ابو عیسیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث لیث بن سعید

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۱۸
۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔
۲ ابن لہیعہ۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی مشیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔
۳ عبید اللہ بن المغیرہ بن معیقیب ابو المغیرہ۔ سبائی ہے صدوق ہے من الرابعۃ خرج لہ ابن ماجہ۔
۴ عبداللہ بن الحارث۔ الزبیدی ہے۔ صحابی ہے۔ مصر میں وفات پذیر ہوئے تھے۔ خرج لہ ابو داؤد و ابن ماجہ۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۱۹
۱ احمد بن الخالد الخلال ابو جعفر البغدادی ہے ثقہ ہے احمد بن حنبل کے طبقہ سے ہے۔ روی لہ النسائی۔ ۲۴۷ھ میں فوت ہوئے۔
۲ یحییٰ بن اسحٰق السیلحانی۔ بغدادی ہے قریب بغداد ہے [illegible] صدوق ہے [illegible] کے بڑے [illegible] خرج لہ المسلم والاربعہ۔ حافظ ہے ۲۲۰ھ میں فوت ہوئے۔
۳ لیث بن سعد۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔
۴ یزید بن ابی حبیب۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الطعام و بعد ما یفرغ منہ۔
۵ عبداللہ بن الحارث۔ دیکھو حدیث ۲ باب ہذا حاشیہ ۴۔

کی حدیث کی وجہ سے غریب ہے۔ اصطلاح میں غریب حدیث وہ ہوتی ہے جس کا صرف ایک ہی راوی ہو۔ صاحب ترمذی کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث یہاں پر لیث بن سعید کی وجہ سے جو کہ اکیلا راوی ہیں غریب ہے، یہ غرابت "اسناد" میں ہے نہ کہ متن میں، لہٰذا سند کی غرابت حدیث مبارک کی صحت کے منافی نہیں۔ اسلئے وہ شخص جو اس روایت میں منفرد ہے یعنی لیث بن سعد، اس کی جلالت اور امامت پر اتفاق اور اجماع ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں :-

"ان غرابتہ ناشئۃ من تفرد اللیث وھو مجمع علیٰ امامتہ وجلالتہ
فھی غرابۃ فی السند لا تنافی صحتہ"

حدیث ۲۲ حدثنا ابو عمار[1] الحسین بن حریث انبانا وکیع[2] حدثنا الاعمش[3] عن المعرور[4] بن سوید عن ابی ذر[5] رضی اللہ عنہ قال قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَوَّلَ رَجُلٍ یَّدْخُلُ الْجَنَّۃَ وَاٰخِرَ رَجُلٍ یَّخْرُجُ مِنَ النَّارِ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُقَالُ اعْرِضُوْا عَلَیْہِ صِغَارَ ذُنُوْبِہٖ وَتُخَبَّاُ عَنْہُ کِبَارُھَا فَیُقَالُ لَہٗ عَمِلْتَ یَوْمَ کَذَا کَذَا وَکَذَا وَھُوَ مُقِرٌّ لَا یُنْکِرُ وَھُوَ مُشْفِقٌ مِنْ کِبَارِھَا فَیُقَالُ اَعْطُوْہُ مَکَانَ کُلِّ سَیِّئَۃٍ عَمِلَھَا حَسَنَۃً فَیَقُوْلُ اِنَّ لِیْ ذُنُوْبًا مَا اَرَاھَا ھٰھُنَا قَالَ اَبُوْذَرٍّ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ۔

ترجمہ ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں اس شخص کو بخوبی جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا۔ قیامت کے دن ایک شخص دربارِ الٰہی میں پیش کیا جائے گا تو کہا جائے گا کہ اس کے چھوٹے گناہ اس کے سامنے رکھ دو اور اس کے بڑے گناہ اس سے مخفی رکھو۔ پھر کہا جائے گا اسے فلاں دن تو نے یہ کیا تھا، فلاں دن تو نے یہ کیا تھا، وہ اقرار کرے گا، انکار نہ کر سکے گا، اور ان اپنے بڑے گناہوں سے خوفزدہ ہوگا، پس کہا جائے گا کہ اسے ہر گناہ کے بدلے میں ایک نیکی دی جائے، تو وہ بول اُٹھے گا میرے تو اور بھی بہت گناہ ہیں جو میں نے یہاں نہیں دیکھے۔ جناب ابوذر نے فرمایا کہ پس قسم ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ ہنسے، یہاں تک کہ اگلے دانت نظر آئے۔

اسماء الرجال حدیث ۲۲
ع۱ ابو عمار الحسین بن حریث۔ دیکھیے حدیث ۶ باب ماجاء فی خاتم المصطفیٰ، حاشیہ ۱
ع۲ وکیع۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲
ع۳ الاعمش۔ دیکھیے حدیث ۷ باب ماجاء فی صفۃ شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳
ع۴ المعرور بن سوید الاسدی الکوفی ہے۔ ثقہ ہے من الثانیۃ، اخرج لہ الجماعۃ۔ ۱۲۰ برس کی عمر تھی۔
ع۵ ابوذر الغفاری ہے۔ آپ کا نام جندب ہے۔ جلیل صحابی ہیں۔ مکہ مکرمہ میں ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بہت تکالیف اٹھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچے عاشق تھے۔ ربذہ میں فوت ہوئے۔ ۲۸۱ احادیث ان سے ہیں۔

حل لغات

تُخْبَأُ۔ چھپائے جائیں گے، مخفی رکھے جائیں گے۔ خَبَاءٌ مصدر ہے چھپانا، پنہاں رکھنا، پوشیدہ رکھنا۔ مُقِرٌّ۔ اقرار کرنے والا۔ مُشْفِقٌ مِنْہُ۔ وہ اس سے ڈرے گا، خوفزدہ ہوگا۔ لَقَدْ قسم ہے۔ نَوَاجِذُ اگلے درمیانی دانت۔ بَدَتْ۔ ظاہر ہوئے۔

تشریح

ارشاد ہے "میں اس شخص کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص کو بھی بخوبی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا" یعنی وحی یا الہام یا علم عطائی کے ذریعہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر فضل وکرم فرمایا ہے۔ جو شخص جنت میں سب سے پہلے داخل ہوگا اور جو شخص جہنم سے سب سے آخر میں نکلے گا آپ اس کو جانتے ہیں پہچانتے ہیں اور اس کا علم رکھتے ہیں، اللہ جل جلالہٗ نے اپنے حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس علم سے نوازا تھا کہ جس کے ذرہ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت محدثِ کبیر، فقیہِ عظیم علامہ شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر المشہور بہ تفسیر عزیزی میں آیۂ کریمہ "وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:۔

"یعنی وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنورِ نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اوی شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا ولہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق اُمت مقبول وواجب العمل است"

"یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورِ نبوت سے اپنے دین میں ہر متدین کے رُتبے سے اطلاع رکھتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ میرے دین میں وہ کہاں تک پہنچا ہے اور اس کے ایمان کی کیا حقیقت ہے اور وہ کونسا حجاب ہے جس کی بدولت وہ ترقی سے محروم رہا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے گناہوں، اخلاق اور نفاق کو پہچانتے ہیں۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت دنیا اور عقبیٰ میں اُمت کے حق میں شرعاً مقبول اور واجب العمل ہے۔"

صاحبِ اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی مصری فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پہلے شخص مبارک ہیں

جو جنت میں داخل ہوں گے اور بروایت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں:۔

"وھوان جھینۃ یخرج من النار زحفاً او حبوا" — "آخری جنت میں داخل ہونے والے جہینہ ہیں۔"

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یعنی ہمہ را می دانم و واقفلنے کہ خواہد شد نیز می دانم چنانکہ ایں واقعہ کہ پیشتر بیان فرمودیکے از آنہا است پس کلام آئندہ استیناف است، فافہم۔" — "یعنی سب کچھ جانتا ہوں چنانچہ یہ واقعہ جو بیان فرمایا ان میں سے ایک ہے، لہذا آنے والا بیان اسی کا ایک جزو ہے، فافہم"

ابوذر کا ارشاد ہے "پس قسم ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ ہنسے یہاں تک کہ اگلے دانت نظر آئے" یعنی اس شخص کی اس حیرت پر کہ اللہ جل جلالہ نے اس کے گناہ معاف فرما کر اس کو نیکیاں مرحمت فرمادیں، حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ہنسنا تعجب کی وجہ سے تھا کہ جب اس شخص نے صغائر کو حسنات میں تبدیل ہوتے دیکھا تو اس کے اندر حرص وطمع پیدا ہوئی تو بول اٹھا میرے کبائر کی وجہ سے مجھے نیکیاں دے دی جائیں۔

حدیث ۲۲۱ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا معاویۃ[2] بن عمرو حدثنا زائدۃ[3] عن بیان[4] عن قیس[5] بن ابی حازم عن جریر[6] بن عبداللہ قَالَ مَاحَجَبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِیْ اِلَّا ضَحِکَ۔

ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ میں مسلمان ہوا اور مجھے نہیں دیکھتے مگر ہنستے ہوئے۔

حل لغات مَاحَجَبَنِیْ۔ مجھے نہیں منع کیا۔
حَجْبٌ یا حِجَابٌ۔ محروم کرنا، روکنا، منع کرنا، ڈھانپنا، آڑ کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "مجھے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ مسلمان ہوا" یعنی جس دن سے میں اسلام لایا مجھے اپنے دربار پاک میں حاضر ہونے سے نہیں روکا، جس وقت بھی میں حاضر ہوا مجھے اپنے قدموں میں حاضر ہونے سے منع نہیں فرمایا اور

اسماء الرجال حدیث ۲۲۱
۱ احمد بن منیع، دیکھو حدیث ۲۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲ معاویہ بن عمرو بن المہلب بن عمرو الازدی ہے، ثقہ ہے، ۲۱۴ھ میں فوت ہوئے۔ خرج بہ الستۃ۔
۳ زائدہ بن قدامہ الثقفی ہے ابوالصلت کنیت ہے کوفی ہے، ثقہ ہے، حجۃ ہے، صاحب سنن ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔
۴ بیان، دیکھو حدیث ۲۰ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۵ قیس بن ابی حازم، دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴
۶ جریر بن عبداللہ، دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

ارشاد ہے "مجھے نہیں دیکھتے مگر ہنستے ہوئے"۔ یعنی جس وقت بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت اور نظرِ رحمت میری طرف اُٹھی تو انتہائی سُرور و انبساط کے ساتھ ہنستے ہوئے اُٹھتی تھی، حضرت علامہ محدثِ جلیل الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں لکھتے ہیں "جب نبی علیہ السلام ہنستے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دندان مُبارک یُوں چمکتے جیسے بادلوں کی اوٹ سے بجلی کوندی ہو، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عام لوگوں کی طرح کِھل کھلا کر نہیں ہنستے تھے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہنسی تبسّم نما تھی۔

حدیث ۶/۲۲۲ حدثنا احمد بن منیع حدثنا زائدۃ عن اسماعیل بن ابی خالد عن قیس عن جریر قَالَ مَا حَجَبَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُنْذُ اَسْلَمْتُ وَلَا رَاٰنِیْ اِلَّا تَبَسَّمَ۔

ترجمہ جریر بن عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع نہیں فرمایا جس وقت سے کہ میں مسلمان ہُوا اور مجھے نہیں دیکھتے مگر تبسم فرماتے ہوئے۔

تشریح اس سے گذشتہ حدیث ۵/۲۲۱ میں ہنسنے کا ذکر فرمایا اور اس حدیث شریف میں "تبسم" کا ذکر ہے۔ شارحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا درحقیقت تبسّم ہی ہوتا تھا۔ حضرت محدّثِ جلیل علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"عبداللہ بن حارث ہی بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہنسنا مُسکرانا ہوتا تھا، آواز کے ساتھ نہیں ہنستے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو مُسکرا کر اور بڑی خندہ روئی کے ساتھ فرماتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام ساتھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی طرح زور زور سے نہیں ہنستے تھے صرف مسکراتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھتے تو اس سنجیدگی اور متانت سے بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور انہیں خدشہ ہے کہ زور سے ہنسیں گے یا بات کریں گے تو اُڑ جائیں گے گویا پُوری مجلس میں پاسِ ادب سے سناٹا ہوتا تھا، اتفاقاً کسی کو کسی بات پر بے اختیار ہنسی بھی آجاتی تو وہ مُنہ پر ہاتھ یا رُومال رکھ لیتا، کہیں پیشِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسنے کی آواز نہ نکل جائے اور گستاخی جانی جائے

اسماء الرجال حدیث ۶/۲۲۲

۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ معاویہ بن عمرو۔ دیکھو حدیث ۵/۲۲۱ باب ہذا۔ حاشیہ ۲

۳ زائدۃ۔ دیکھو حدیث ۵/۲۲۱ باب ہذا۔ حاشیہ ۳

۴ اسماعیل بن ابی خالد۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۵ قیس۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی خطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۶ جریر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

صحابہ کا یہ حال ادب اور احترام کی بنا پر تھا۔"

حدیث ۲۲۳ حدثنا هناد[1] بن السری حدثنا ابو معاویة[2] عن الاعمش[3] عن ابراهیم[4] عن عبیدة[5] السلمانی عن عبد الله[6] بن مسعود قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم إِنِّی لَاَعْرِفُ اٰخِرَ اَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنْهَا زَحْفًا فَیُقَالُ لَهٗ انْطَلِقْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ فَیَذْهَبُ لِیَدْخُلَ الْجَنَّةَ فَیَجِدُ النَّاسَ قَدْ اَخَذُوا الْمَنَازِلَ فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ قَدْ اَخَذَ النَّاسُ الْمَنَازِلَ فَیُقَالُ لَهٗ اَتَذْکُرُ الزَّمَانَ الَّذِیْ کُنْتَ فِیْهِ فَیَقُوْلُ نَعَمْ قَالَ فَیُقَالُ لَهٗ تَمَنَّ قَالَ فَیَتَمَنّٰی فَیُقَالُ لَهٗ فَاِنَّ لَکَ الَّذِیْ تَمَنَّیْتَ وَعَشَرَةَ اَضْعَافِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَقُوْلُ اَتَسْخَرُ بِیْ وَاَنْتَ الْمَلِکُ قَالَ فَلَقَدْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ۔

ترجمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا' یقیناً میں بخوبی جانتا ہوں کہ سب سے آخر میں کون شخص جہنم سے نکالا جائے گا۔ جہنم سے ایک شخص کو گھٹنوں کے بل نکالا جائے گا اور کہا جائے گا چل جا جنت میں داخل ہو جا' پھر اسے جنت میں داخل کرنے کے لئے لے جایا جائے گا۔ پس وہ دیکھے گا کہ بہشت کی تمام منزلوں پر لوگوں نے رہائش اختیار کی ہوئی ہے اور وہاں آرام کر رہے ہیں۔ پھر وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا۔ اے میرے رب تعالیٰ لوگوں نے تو بہشت کی تمام جگہوں پر سکونت اختیار کر لی ہے تو اسے کہا جائے گا کیا تجھے وہ وقت یاد ہے جبکہ تو دُنیا میں تھا' وہ عرض کرے گا کہ ہاں' پھر اس سے کہا جائے گا تو اپنی تمنا یعنی خواہش بیان کر' پس وہ اپنی خواہش بیان کرے گا تو اسے کہا جائے گا تیرے لئے وہ ہے جس کی تو نے تمنا کی اور دنیا سے دس گنا۔ وہ کہے گا اے بادشاہوں کے بادشاہ! کیا آپ میرے ساتھ دل لگی کرتے ہیں۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے رسُول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ جب اس شخص کی یہ بات بیان فرما رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے یہاں تک دندان مُبارک دکھائی دینے لگے۔

حل لغات زَحْفًا۔ سرین کے بل، گھٹنوں کے بل۔ المنازل۔ مقام، جگہیں، محل۔
تَمَنَّ۔ تو خواہش کر' آرزو کر' تمنا کر۔

[1] اسماء الرجال حدیث ۲۲۲ دیکھو حدیث ۹ [2] ھناد السری۔ دیکھو حدیث ۹ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاشیہ ۱ [2] ابو معاویہ۔ عبد الرحمن بن تمیم ہے۔ (مناوی) [3] الاعمش۔ دیکھو حدیث ۳۵ باب ما جاء فی صفة شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاشیہ ۳ [4] ابراہیم۔ حضرت مناوی فرماتے ہیں۔ شمائل شریف میں جہاں ابراہیم ہے۔ لا یعلم ابراہیم ھذا۔ معلوم نہیں کہ یہ کون سے ہیں۔ [5] عبیدہ السلمانی۔ اکوفی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں ایمان لائے۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کان یوازی شریحا فی العلم والقضاء ۔۔ ہجری میں وفات پائی۔ [6] عبد اللہ بن مسعود۔ دیکھو حدیث ۱۸۶ باب ما جاء فی صفة ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حاشیہ ۲

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبسم فرمانا تعجب کی وجہ سے تھا اور یہ تعجب حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت کاملہ پر اور اس شخص کے کلام پر آیا۔

حدیث ۲۲۴ حدثنا قتیبة[1] بن سعید انبانا ابو الاحوص[2] عن ابی اسحٰق[3] عن علی[4] بن ربیعة قال شَهِدْتُ عَلِيًّا رضی اللہ عنہ اُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى ظَهْرِهَا قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثُمَّ قَالَ سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ثَلٰثًا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ثَلٰثًا سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ لَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ ضَحِكَ فَقُلْتُ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اِنَّ رَبَّكَ لَيَعْجَبُ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اَحَدٌ غَيْرِيْ۔

ترجمہ علی بن ربیعہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک سواری کا جانور آپ کے لئے لایا گیا تاکہ آپ اس پر سوار ہوں جب پاؤں رکاب میں رکھا تو پڑھا بِسْمِ اللّٰهِ۔ پھر جب پیٹھ پر آرام سے بیٹھ گئے تو فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ اس کے بعد پڑھا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ پھر تین بار الحمد للہ اور تین بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ فرمایا اور یہ دعا پڑھی سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ یہ دعا پڑھنے کے بعد امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہنسے، میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! کس وجہ سے آپ ہنسے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے ہی کرتے دیکھا تھا جیسا کہ میں نے کیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کس وجہ سے آپ ہنسے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تیرا پروردگار اپنے بندے سے ضرور اس وقت تک خوش ہوتا ہے جب کہ وہ کہتا ہے رَبِّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ يَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اَحَدٌ غَيْرِيْ۔

حل لغات دَابَّة۔ جانور، گھوڑا وغیرہ۔ صَنَعْتُ۔ میں نے کیا۔

اسماء الرجال حدیث ۲۲۴

1. قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
2. ابو الاحوص۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
3. ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
4. علی بن ربیعہ۔ بن نضلہ البجلی۔ ثقہ۔ من کبار الثالثة، اخرج له الستة

تشریح حضرات خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سنتِ نبوی علیہ التحیۃ والسلام ادا کرنے کا ایسا شوق و ذوق تھا کہ معمولی معمولی حرکات بھی اسی طرح کرتے تھے جس طرح کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو کرتے دیکھتے تھے۔

حدیث ۹ / ۲۲۵ حدثنا محمد[1] بن بشار انبانا محمد[2] بن عبد الله الانصاری حدثنا ابن[3] عون عن محمد[4] بن محمد الاسود عن عامر[5] بن سعد قال قال سعدٌ لقد رأیتُ النبیَّ صلی الله علیه واٰله وسلم ضحِکَ یومَ الخندقِ حتّٰی بدت نواجِذُهٗ قال قلتُ کیف کان ضحکُهٗ قال کان رجلٌ معهٗ ترسٌ وکان سعدٌ رامیًا وکان یقولُ کذا وکذا بالترسِ یُغطّی جبهتَهٗ فنزعَ لهٗ سعدٌ بسهمٍ فلمّا رفعَ رأسهٗ رماهُ فلم یُخطئ هٰذهٖ منهُ یعنی جبهتَهٗ وانقلبَ وشالَ برِجلِهٖ فضحِکَ رسولُ الله صلی الله علیه واٰله وسلم حتّٰی بدت نواجذُهٗ قال قلتُ مِن ایِّ شیءٍ ضحِکَ قال مِن فعلِهٖ بالرّجُلِ۔

ترجمہ عامر بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو خندق (کی لڑائی) کے دن دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہنسے، یہاں تک کہ سامنے کے دانت مبارک نظر آگئے۔ عامر بن سعد نے کہا کہ میں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کس بات پر ہنسے تھے، انہوں نے فرمایا کہ ایک کافر کے پاس ڈھال تھی اور سعد اگرچہ بڑے تیرانداز تھے مگر وہ کافر اپنی ڈھال کو اِدھر اُدھر کرکے اپنے چہرے کو بچا رہا تھا۔ پس سعد بن وقاص نے اپنی ترکش سے تیر نکالا، پس جونہی اس کافر نے اپنا سر اٹھایا تو حضرت سعد نے تیر مارا، بس وہ تیر خطا نہ گیا یعنی اس کی پیشانی صحیح نشانہ بن گئی اور وہ کافر پلٹ کر گرا اور اس کی ٹانگ اُوپر اُٹھ گئی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ہنسے حتیٰ کہ دانت مبارک نظر آگئے۔ عامر کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کس وجہ سے ہنسے۔ سعد نے فرمایا اس کے اس کام سے جو انہوں نے اس کافر سے کیا۔

حل لغات تُرسٌ۔ سپر، ڈھال۔ رامیًا۔ تیرانداز۔ یُغطّی۔ چھپائے ہوئے تھا۔ ڈھانپے ہوئے تھا۔ نزعَ۔ نکالا۔ سھمٌ۔ تیر۔ شالَ۔ اُوپر کیا۔ بلند کیا۔

تشریح جناب مولینا مولوی قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"کہ سبب ضحک، ظہور قدرت قادرِ مطلق و عجز" "یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے تبسم فرمانے

اسماء الرجال حدیث ۹ / ۲۲۵

[1] محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ۔

[2] محمد بن عبداللہ الانصاری دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ۔

[3] ابن عون، یعنی عبداللہ بن عون بن ارطبان البصری ہے۔ ثقہ ثبت فاضل۔ ہشام بن حسان نے کہا ہے میں نے تو مثلہ نہیں دیکھا۔ ۱۵۱ھ میں فوت ہوئے۔ خرج لہ الجماعۃ۔

[4] محمد بن محمد بن الاسود الزہری ہے۔ مستور ہے۔ خرج لہ المصری (؟) نقط من السادسۃ۔

[5] عامر بن سعد بن ابی وقاص۔ خرج لہ الستۃ ذکرہ بعضہم فی التابعین۔

عبدِ معزور بہ قوت و اسلحہ خود کہ ہیچ نفع بوے نہ کرد۔"

کی یہ وجہ تھی کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہ جو کہ قادرِ مطلق ہے قدرت کاملہ پر' اور بندۂ معزور جو کہ ہر قسم کی قوت اور ہر قسم کے اسلحہ کے ساتھ اس قادرِ مطلق کے حضور میں عاجز و درماندہ ہے اور اس کی قوت اور اسلحہ کی موجودگی نے اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کے مقابلہ میں اسے کچھ فائدہ نہ دیا"

اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر جو اس وقت سعد بن وقاص کو نصیب ہوئی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے تبسم فرمایا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ ضِحِكِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

پورا ہو گیا۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ مِزَاحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل لگی کرنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات مِزَاحٌ۔ بکسر المیم ہو تو اس کے معنی ہنسی اور انبساط کے ہیں، اور جب بضم میم ہو، دل لگی کرنا، مذاق کرنا ہے۔

تشریح اس باب میں حضور فخرِ دو عالم، عالمِ علوم اوّلین و آخرین، ہادیٔ کُل سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش مزاجی بذلہ سنجی، ہنسی اور دل لگی کا بیان ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مزاح میں کبھی بھی وقار سے گری ہوئی یا دوسرے کو دُکھ دینے والی یا غلط بات نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ دل لگی کے لہجے میں صحیح بات ہی ارشاد فرماتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اِنِّیْ لَاَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا الْحَقَّ میں مزاح کرتا ہوں مگر سچ کہتا ہوں۔ حضرت محدثِ کبیر الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"آپ کے مزاح کی کیفیت یہ تھی کہ آپ اپنی ازواج کے ساتھ، بچوں کے ساتھ اور دوسرے لوگوں کے ساتھ مزاح کے طور پر کوئی بات کرتے تو اس میں جھوٹ کی آمیزش بالکل نہ فرماتے، آپ کا مزاح سچ بات پر مشتمل ہوتا، بچوں کے ساتھ اکثر دل لگی فرماتے، مزاح کرتے وقت بھی آپ کی نظریں نیچی رہتیں، آپ بڑے شائستہ انداز میں مزاح فرماتے"۔

صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبد الجواد الدومی مصری، امام النووی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کرتے ہیں:۔

"اعلم ان المزاح المنہی عنہ ھو الذی فیہ افراط ویداوم علیہ فانہ یورث کثرۃ الضحک وقسوۃ القلب ویشغل عن ذکر اللہ والفکر فی مھمات الدین ویوجب الاحقاد ویسقط المھابۃ والوقار"

"خوب جان لے! کہ وہ مزاح جس کی نہی وارد ہوئی ہے وہ ہے جس میں افراط ہو اور ہمیشہ کیا جائے وہ جو کہ زیادہ ہنسی کا باعث ہو اور قساوت قلب کا سبب ہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرے اور مہماتِ دینی سے توجہ ہٹادے اور کینہ پیدا کرے وقار اور ہیبت کو گرادے"

یہی صاحب صفحہ ۲۸۶ پر لکھتے ہیں :-

"قیل لسفیان بن عیینۃ المزاح ھجنۃ فقال بل ھو سنۃ لکن لمن یحسنہ و یضعہ مواضعہ"

یعنی "سفیان بن عیینہ سے کسی نے کہا کہ مزاح بھی ایک آفت ہے انہوں نے جواب میں فرمایا بلکہ سنت ہے مگر اس شخص کے لئے جو اچھا مذاق کرسکتا ہو اور اس کی ادائیگی کے مواقع جانتا ہو۔"

حدیث ۱/۲۲۶ حدثنا محمود[۱] بن غیلان انبانا ابو اسامۃ[۲] عن شریک[۳] عن عاصم الاحول[۴] عن انس[۵] بن مالک قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قَالَ لَہٗ یَا ذَا الْاُذُنَیْنِ قَالَ مَحْمُوْدٌ قَالَ اَبُوْ اُسَامَۃَ یَعْنِیْ یُمَازِحُہٗ ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں فرمایا اے دو کانوں والا" جناب ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں کہ محمود نے کہا کہ ابو اسامہ نے فرمایا یعنی یہ مزاحاً اسے فرمایا۔

حل لغات ذَا الْاُذُنَیْنِ۔ دو کان والا' اُذُنٌ کا تثنیہ ہے اُذُنَیْن۔

تشریح حضورِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ازراہِ انبساط و مزاح جناب انس رضی اللہ عنہ کو "دو کانوں والا" فرمایا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اس قسم کا اشارہ کرنے سے شاید یہ مقصود ہو کہ جو کچھ جناب انس رضی اللہ عنہ کے سامنے ہوتا

اسماء الرجال حدیث ۱/۲۲۶
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابو اسامہ
۳ شریک۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۳
۴ عاصم الاحول۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ۔ حاشیہ ۳
۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۵

ہے وہ اس پر کڑی نظر رکھتے ہیں اور اس کے مقتضا کے مطابق اس پر عمل کرتے ہیں اور یہ ایک خادم کے لئے بہت ہی اچھا وصف ہے اور یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ جناب بہت ہی اچھے طریقہ پر سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی باتوں کو سننے پر تحریص کرتے ہوں یا شاید ان کے کان ضرورت سے زیادہ لمبے ہوں ۔

حدیث ۲۲۷ حدثنا هناد[1] بن السري حدثنا وكيع[2] عن شعبة[3] عن ابي التياح[4] عن انس[5] بن مالك قَالَ اِنْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلُ لِاَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ، قال ابو عیسیٰ وفقه هذا الحديث ان النبي صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم كان يمازح وفيه انه كنّى غلاما صغيرا فقال له يا ابا عمير وفيه ان لا باس ان يعطى الصبي الطير ليلعب به وانما قال له النبي صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم يا ابا عمير ما فعل النغير لانه كان له نغير فيلعب به فمات فحزن الغلام عليه فمازحه النبي صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فقال يا ابا عمير ما فعل النغير ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہم سے اتنے مل جل گئے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی (جو کہ ابھی بچہ ہی تھے) کو فرماتے اے عمیر کے باپ! تمہارا نغیر کیسا ہے ۔

حل لغات يُخَالِطُنَا ۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہم سے اتنے مل جل گئے ۔ اس کا ثلاثی خَلَطَ يَخْلُطُ خَلْطًا ہے جس کے معنی ملا دینے کے ہیں ۔ نُغَيْر ۔ یہ نُغَر کی تصغیر ہے اس کی جمع نِغْرَان ہے ایک سرخ چونچ والی چڑیا ' اردو میں اسے لال کہتے ہیں ' بلبل ۔

تشریح حضرت ابو عیسیٰ (صاحب ترمذی) نے فرمایا کہ ''اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جن سے میل جول رکھتے تھے ان سے مزاح بھی فرماتے تھے (یعنی ایسی مزاح جس میں کوئی غیر شرعی بات نہ ہو) اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ایک چھوٹے لڑکے کی کنیت ابا عمیر رکھی اور اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں کوئی امر مانع نہیں کہ بچے کو پرندہ دیا جائے کہ وہ اس سے کھیلے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اسے فرمایا ''یا ابا عمیر ما فعل النغیر'' اس سے مراد یہ ہے کہ اس بچے کے پاس ایک نغیر تھی جس سے وہ کھیلتا تھا وہ نغیر

اسماء رجال حدیث ۲۲۷
[1] ھناد بن السری ۔ دیکھو حدیث ۹ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] وکیع ۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] شعبہ ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳
[4] ابی التیاح ۔ یزید بن حمید ابو التیاح الضبعی ہے ۔ اصحاب السنہ سے تخریج ہے ۔ ثقہ ہے ۔ ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوئے ۔ دیکھو حدیث ۱
[5] انس بن مالک ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

مرگئی جس کی وجہ سے اس بچے کو افسوس تھا اس بچے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مزاحاً فرمایا کہ یا اباعمیر مافعل النغیر" شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ اس حدیث شریف سے بہت ہی مسائل کا استنباط ہوتا ہے۔

حدیث ۳/۲۲۸ حدثنا عباس[1] بن محمد الدوری قال حدثنا علی[2] بن الحسن بن شقیق حدثنا عبد[3] الله بن المبارك عن اسامة[4] بن زید عن سعید[5] المقبری عن ابی هریرة[6] قال قالوا یا رسول الله صلی الله علیه واله وسلم انك تداعبنا قال انی لا اقول الا حقا۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہم سے مذاق فرماتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً میں نہیں کہتا مگر سچی بات۔

حل لغات تُدَاعِبُنَا۔ آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں۔ دَعَابَۃٌ یا مُدَاعَبَۃٌ۔ مزاح کرنا' مذاق کرنا' کھیلنا۔

تشریح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس لئے سوال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تو مذاق کرنے سے منع فرمایا ہے تو آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میرا مزاح کرنا شریعت حقہ کے خلاف نہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مزاح میں کسی کو دُکھ دینے والی بات نہیں' کسی کی تحقیر نہیں ہوتی' کوئی بیہودہ اور ناشائستہ بات نہیں ہوتی بلکہ ہنسی اور دل لگی کے لہجہ میں صحیح صحیح بات کہتے تھے۔

حدیث ۴/۲۲۹ حدثنا قتیبة[1] بن سعید حدثنا خالد[2] بن عبد الله عن حمید[3] عن انس[4] بن مالك ان رجلا استحمل رسول الله صلی الله علیه واله وسلم فقال انی حاملك علی ولد ناقة فقال یا رسول الله ما اصنع بولد الناقة فقال رسول الله صلی الله علیه واله وسلم وهل تلد الابل الا النوق۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ایک شخص نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں سواری

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۲۸
۱۔ عباس بن محمد الدوری۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ علی بن الحسن بن شقیق الازدی العبدی ہے۔ اخرج له الجماعة کان من حفاظ کتب ابن المبارک ۲۱۵ھ میں فوت ہوئے۔
۳۔ عبداللہ بن المبارک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۴۔ اسامہ بن زید۔ دیکھو حدیث ۱ باب کیف کان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۵۔ سعید المقبری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خف رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۶۔ ابوہریرہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۸

اسماء الرجال حدیث ۴/۲۲۹
۱۔ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ خالد بن عبداللہ بن عبدالرحمان بن یزید' الطحان' ابوالہیثم المدنی ہے ثقہ ہے۔ اخرج له الستة' ۱۸۲ھ میں فوت ہوا۔
۳۔ حمید۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۶
۴۔ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ [illegible]

کے لئے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تحقیق میں تجھ کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کروں گا، سائل نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کوئی اونٹ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اونٹنی سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

حل لغات اَسْتَحْمِلَ۔ یہ باب اِسْتِفْعَال سے ہے اس باب میں طلب کے معنی پائے جاتے ہیں۔
نُوْقٌ۔ اونٹنی۔

تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ ہم تمہیں اونٹ دیتے ہیں، اس میں اشارہ ہے کہ غور و فکر کرنے کے بعد سوال کرنا چاہیئے اور جواب پر بھی غور و فکر کرنا چاہیئے، اس کے علاوہ ایک لطیف قسم کا مزاح بھی ہے۔

حدیث ۵ / ۲۳۰ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا عبد الرزاق[2] حدثنا معمر[3] عن ثابت[4] عن انس[5] بن مالك اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهٗ زَاهِرًا وَكَانَ يُهْدِىْ اِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم هَدِيَّةً مِنَ الْبَادِيَةِ فَيُجَهِّزُهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِذَا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا وَنَحْنُ حَاضِرُوْهُ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم يُحِبُّهٗ وَكَانَ رَجُلًا دَمِيْمًا فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم يَوْمًا وَهُوَ يَبِيْعُ مَتَاعَهٗ وَاحْتَضَنَهٗ مِنْ خَلْفِهٖ وَلَا يُبْصِرُهٗ فَقَالَ مَنْ هٰذَا اَرْسِلْنِيْ فَالْتَفَتَ فَعَرَفَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فَجَعَلَ لَا يَاْلُوْا مَا اَلْصَقَ ظَهْرَهٗ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حِيْنَ عَرَفَهٗ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مَنْ يَشْتَرِىْ هٰذَا الْعَبْدَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا وَاللّٰهِ تَجِدُنِيْ كَاسِدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لٰكِنَّ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ اَوْ قَالَ اَنْتَ عِنْدَ اللّٰهِ غَالٍ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ایک شخص جنگل کا رہنے والا تھا جس کا نام زاہر تھا جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا تو جنگل کا کوئی ہدیہ وغیرہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا، اور جب وہ مدینہ منورہ سے رخصت ہونے کا ارادہ کرتا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم شہری تحفے تیار کر کے اسے عطا فرماتے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا زاہر ہمارا جنگل ہے اور ہم اس کے شہر ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس سے بہت محبت

اسماء الرجال حدیث ۵ / ۲۳۰
[1] اسحٰق بن منصور۔ دیکھیں حدیث ۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
[2] عبد الرزاق۔ دیکھیں حدیث ۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
[3] معمر۔ دیکھیں حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
[4] ثابت۔ دیکھیں حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
[5] انس بن مالک دیکھیں حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

تھی' اور زاہر زشت رو (بدشکل) تھے، ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس آئے جبکہ وہ سامان فروخت کر رہا تھا' آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے پیچھے سے آکر اُسے اپنے بازوؤں میں لے لیا۔ اس طریقہ سے کہ وہ مُڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں دیکھ سکتا تھا' پس زاہر نے کہا کون ہے، مجھے چھوڑ دے' لیکن جب کن انکھیوں سے دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا تو اپنی کمر کو بہت اہتمام سے پیچھے کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مُبارک سے ملنے لگے' پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمانا شروع کیا اس غلام کو کون خریدتا ہے تو زاہر نے کہا' یا رسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خدا کی قسم آپ مجھے کھوٹا پائیں گے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مگر تم خدا کے نزدیک کھوٹے نہیں ہو' یا فرمایا تم اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک بیش قیمت ہو۔

حل لغات بَادِيَةٌ۔ جنگل۔ فَيُجَهِّزُهُ۔ وہ تیار کرتا تھا۔ دمِيمًا۔ زشت رو' بدشکل۔ اِحْتَضَنَهُ۔ اس کو پکڑ لیا' اِحْتِضَان۔ مصدر ہے گود میں لے لینا۔ لَا يَأْلُوْا۔ تقصیر نہ کی۔ کمی نہیں کی۔ اَلصَقَ، رگڑنا، ملنا۔ کَاسِدًا، کم قیمت، کھوٹا۔ غَالٍ۔ بیش قیمت۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی اخلاق کریمانہ کا ظہور ہے کہ جب زاہر اپنے ہاں کے دیہاتی تحفے ترکاری وغیرہ لاکر پیش خدمت کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بہتر شہری تحفے اسے عطا فرماتے، ارشاد فرمایا کہ "زاہر ہمارا جنگل ہے" یعنی جنگل کی ترکاری اور دیگر اشیاء اس کے ذریعے ہمیں گھر بیٹھے پہنچ جاتی ہیں' ہمیں جنگل میں جانے کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور ارشاد ہے کہ "ہم زاہر کے شہر ہیں" یعنی تمام شہری اشیاء خورد ونوش ہمارے ذریعے اس کو مل جاتی ہیں اور اس کی ضروریات پُوری ہو جاتی ہیں' اس کو اپنے بازوؤں میں لینا بہت ہی پیارا اور محبت بھرا مزاح تھا اور پھر اس شخص کی محبت اور عشق کا کیا عالم ہے۔ سبحان اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ اقدس کے ساتھ وقت ضائع کرنے کے بغیر نہایت ہی اہتمام' محبت اور شوق کے ساتھ اپنی کمر کو مل رہا ہے تاکہ برکات نبوت حاصل کرے' انوار رسالت سے بھرپُور ہو جائے اور اس بے مثال تبرک سے سرفراز ہو جائے' اور پھر اللہ اکبر! کتنا نفیس مزاح ہے فرمایا اس غلام کو کون خریدتا ہے' اس کی عاجزی ملاحظہ ہو کہ وہ کہتا ہے کہ یہ زشت رو تو بہت کم قیمت ہے مگر نگاہِ نبوت میں اس زشت رو کی کتنی قیمت ہے' اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے جس کے متعلق ارشادِ نبوت ہے کہ تو اللہ جل جلالہٗ کے ہاں بہت ہی بیش قیمت ہے۔

ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء

حدیث ۶ / ۲۳۱ حدثنا عبد[۱] بن حمید حدثنا مصعب[۲] بن المقدام حدثنا المبارک[۳] بن فضالۃ عن الحسنؒ قَالَ اَتَتْ عَجُوْزٌ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ اَنْ یُّدْخِلَنِی الْجَنَّۃَ فَقَالَ یَا اُمَّ فُلَانٍ اِنَّ الْجَنَّۃَ لَا یَدْخُلُھَا عَجُوْزٌ قَالَ فَوَلَّتْ تَبْکِیْ فَقَالَ اَخْبِرُوْھَا اَنَّھَا لَا تَدْخُلُھَا وَھِیَ عَجُوْزٌ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اِنَّآ اَنْشَاْنٰھُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰھُنَّ اَبْکَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا۔

ترجمہ حسن بصری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ نے فرمایا اے فلاں شخص کی والدہ اللہ تعالیٰ کسی بڑھیا کو بہشت میں داخل نہیں فرمائے گا، خواجہ حسن بصری فرماتے ہیں کہ وہ بڑھیا روتی ہوئی واپس چلی، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ اور اس بڑھیا کو خبر دے دو کہ بڑھیا بہشت میں بڑھاپے کی حالت میں نہیں جائے گی بلکہ نوجوان دوشیزہ بن کر آئے گی، جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے یعنی ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر بنایا ہے اس طور پر کہ وہ کنواری ہیں۔

حل لغات اَتَتْ۔ آئی۔ عَجُوْزٌ۔ بڑھیا۔
وَلَّتْ۔ وہ لوٹی۔ تَبْکِیْ۔ روتے ہوئے۔

تشریح یہ بوڑھی عورت صفیہ بنت عبدالمطلب ہے۔ زبیر بن عوام کی والدہ ہے "اِنَّ الْجَنَّۃَ لَا یَدْخُلُھَا عَجُوْزٌ" کا جملہ مزاحاً فرمایا۔ یہ حدیث مرسل ہے اس لئے کہ خواجہ حسن بصری تابعی ہیں اور کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَۃِ مِزَاحِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

○

اسماء الرجال حدیث نمبر ۲۳۱
ع۱ عبد بن حمید۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث نمبر ۶
ع۲ مصعب بن المقدام
ع۳ المبارک بن فضالۃ ابو فضالہ البصری، مولیٰ آل الخطاب ... اعتماد ... خرج لہ ... ۱۶۶ھ میں فوت ہوئے۔
ع۴ الحسن البصری۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِي صِفَةِ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِي الشِّعْرِ

یہ باب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات کے متعلق ہیں جو اشعار کے بارے میں ہے۔

(اس باب میں نو احادیث ہیں)

حل لغات شِعر. بالکسر، لغوی معنی ادراک کے ہیں اور اصطلاحی معنی وہ کلام موزوں جس میں ردیف، قافیہ اور وزن ہو، بعض ادیبوں نے قصد کو بھی اس میں داخل کیا ہے، یعنی ارادہ سے شعر کی طرز پر بنایا گیا ہو۔

تشریح اس باب میں حضور افصح العرب والعجم، سید الانبیاء والمرسلین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر شعراء کے اشعار پڑھنا اور سننا اور حمدیہ و نعتیہ اشعار سنوانے کا بیان ہے۔

حدیث ۱/۲۳۲ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا شریك[2] عن المقدام[3] بن شریح عن ابیه[4] عن عائشة[5] قالت قِيلَ لَهَا هَلْ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَتَمَثَّلُ بِشَيْءٍ مِنَ الشِّعْرِ قَالَتْ كَانَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ ابْنِ رَوَاحَةَ وَيَتَمَثَّلُ وَيَقُوْلُ وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں، کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شعر کو پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ کبھی عبداللہ بن رواحہ کے شعر پڑھتے اور کبھی یہ

اسماء الرجال حدیث ۲۳۲
۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۲ شریک۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
۳ المقدام بن شریح بن ہانی بن یزید الحارثی الکوفی ثقہ۔ من السادسة خرج له الجماعة۔
۴ ابیہ یعنی شریح بن ہانی الکوفی۔ مخضرم۔ ثقہ قتل مع ابی بکرۃ بسجستان روی له الجماعة وبهم شریح القاضی لم یخرج له المصنف۔
۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باترقہ

مصرع ویأتیك بالاخبار من لم تزود اور تیرے پاس وہ شخص قسما قسم خبریں پہنچاتا ہے جو تجھ سے کوئی اجرت نہیں مانگتا پڑھتے۔

حل لغات یَتَمَثَّلُ . پڑھتا ہے۔ اَخْبَار. خبر کی جمع ہے۔
تُزَوِّد۔ توشہ، اُجرت، معاوضہ، مزدوری۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے شعر موزون نہیں فرمائے بلکہ ارشاد فرمایا کہ ما انا بشاعر کہ میں شاعر نہیں ہوں۔ کبھی کبھار کسی مناسب موقع پر ایک آدھ شعر پڑھ دیتے، البتہ اشعار سُنتے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی یہی بات ارشاد فرمائی ہے اور جو مصرعہ بیان کیا ہے وہ طرفہ کا ہے پورا شعر یہ ہے۔

سَتُبْدِیْ لَكَ الْاَيَّامُ مَا كُنْتَ جَاهِلاً وَيَأْتِيْكَ بِالْاَخْبَارِ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدُ

عنقریب زمانہ تجھے ان چیزوں کو ظاہر کردے گا جس سے تو ناواقف ہے اور تیرے پاس وہ خبریں لائے گا جس کی اُجرت تو نے نہیں دی

یہ شعر عرب کے ایک نامور شاعر طرفہ کا ہے اس نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ سبعہ معلقہ میں دوسرا معلقہ اسی کا ہے۔ بعض شارحین نے حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اس شعر کے پڑھنے کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کسی اُجرت اور معاوضہ کے بغیر جنت، دوزخ، قیامت، گذشتہ انبیاء کے حالات اور آئندہ آنے والے واقعات اچھے اور بُرے اُمور کے نتائج سے آگاہ فرماتے ہیں، پھر بھی یہ کافر قدر نہیں کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے طرفہ کے اس شعر کو تاخیر و تقدیم سے پڑھا یعنی دوسرا مصرعہ پہلے اور پہلا مصرعہ آخر میں پڑھا تو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ لیس ھکذا یارسول اللہ "یارسول اللہ یہ اس طرح نہیں ہے" فرمایا "ما انا بشاعر" "میں شاعر نہیں ہوں"۔

حدیث ۲۴۳ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن[۲] بن مھدی قال حدثنا سفیٰن[۳] عن عبدالملك[۴] بن عمیر حدثنا ابوسلمة عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اِنَّ اَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ۔

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَّا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ وَكَادَ اُمَيَّةُ بْنُ اَبِي الصَّلْتِ اَنْ يُّسْلِمَ

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "یقیناً سب سے سچا شعر جو کسی شاعر نے کہا وہ لبید بن ربیعہ کا شعر ہے اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلُ ۔ آگاہ رہو! سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر چیز فانی ہے اور قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہوجاتا۔

حل لغات اَصْدَقُ ۔ بہت ہی سچا۔
کَلِمَۃٌ ۔ شعر۔

تشریح لبید بن ربیعہ جس کی کنیت ابوعقیل ہے صحابی رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ یہ فصحائے عرب میں سے تھے۔ بل افصحھم جب اسلام قبول کرلیا تو پھر شاعری کو ترک کردیا اور فرماتے یَکْفِیْنِی الْقُرْآن اب مجھے قرآن ہی کافی ہے۔ شارحین فرماتے ہیں کہ لبید بن ربیعہ کے شعر کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سچ فرمایا، یہ اسلئے کہ کلام الٰہی کی صحیح طور پر تصدیق میں ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کُلُّ شَیْئٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ اور کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام۔ لبید بن ربیعہ کا پورا شعر یہ ہے۔

الا کل شئی ما خلا اللہ باطل	یعنی خبردار! سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز فانی
وکل نعیم لا محالۃ زائل	ہے اور ضرور بالضرور تمام نعمتیں ختم ہوجائیں گی۔

اور ارشاد ہے "قریب تھا کہ امیہ بن ابی الصلت مسلمان ہوجاتا"

حدیث ۸ میں اس کی تشریح ملاحظہ کیجئے۔

حدیث ۳/۲۳۴ حدثنا محمد[1] بن المثنی قال انبانا محمد[2] بن جعفر حدثنا شعبۃ[3] عن الاسود[4] بن قیس عن جندب[5] بن سفیان البجلی قال اصاب حجر اصبع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فدمیت فقال

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اُصْبُعٌ دَمِیْتِ
وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

ترجمہ جنب بن سفیان سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی مبارک کو ایک پتھر

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۳۳
۱ عمران بن ابان۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۲ عبدالرحمن بن مہدی۔ دیکھو حدیث [illegible] باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ [illegible]
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ [illegible]
۴ عبدالملک بن عمیر۔ حدیث ۱ باب ماجاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۵ ابوسلمہ
۶ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ [illegible]

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۳۴
۱ محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ [illegible]
۲ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث [illegible] باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ اسود بن قیس۔ دیکھو حدیث ۲۴۰ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۵ جندب بن سفیان۔ صحیح [illegible] جندب بن عبداللہ بن سفیان العلقی البجلی [illegible]

لگا وہ خُون آلودہ ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے یہ شعر پڑھا' کیا تو صرف لہولہان ہوئی ہے اور یہ بھی ضائع نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں یہ تکلیف پہنچی جس کا ثواب ہوگا۔

حل لغات اَصَابَ۔ پہنچا۔ لگا۔ آ کر لگا۔ اِصْبَعٌ۔ انگلی۔ فَدَمِيَتْ۔ پس اس میں سے خُون نکلا' پس وہ خون آلودہ ہوگیا۔

تشریح بقول صاحب حلاوۃ المتعلمین مولینا قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری "آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی انگلی مُبارک کے زخمی ہونے کا واقعہ غزوۂ اُحد میں ہُوا" جب آنجناب کی انگلی مبارک پر پتھر لگا اور وہ لہُولہان ہوگئی تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بقول ابی الدنیا ابن رواحہ کا یہ شعر پڑھا۔

هَلْ اَنْتَ اِلَّآ اِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

یعنی کیا تو صرف ایک اُنگلی ہی نہیں ہے جو کہ صرف خون آلُودہ ہوگئی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوئی ہے یعنی اے انگلی تجھے جو درد اور تکلیف پہنچی ہے۔ یہ سرفرازی اور سربلندی کا سبب ہے اور بہت بڑا بدلہ ہے پس غمگین نہ ہونا چاہیئے بلکہ خوش ہونا چاہیئے۔

حدیث ۲۲۵ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا یحییٰ[2] بن سعید حدثنا سفین[3] الثوری حدثنا ابو[4] اسحٰق عن البراء[5] بن عازب قَالَ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم يَا اَبَا عُمَارَةَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وَلٰكِنْ وَلّٰى سَرَعَانُ النَّاسِ تَلَقَّتْهُمْ هَوَازِنُ بِالنَّبْلِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عَلٰى بَغْلَتِهٖ وَاَبُوْ سُفْيٰنَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم يَقُوْلُ۔

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ
اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

اسماء الرجال حدیث ۲۲۵
[1] محمد بن بشار۔ دیکھیو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ[1]
[2] یحییٰ بن سعید۔ ثقہ القطان البصری ہے۔ من السادسۃ خرج لہ الجماعۃ۔
[3] سفین الثوری۔ دیکھیو حدیث ۹ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ[2]
[4] ابو اسحٰق۔ دیکھیو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ[3]
[5] براء بن عازب۔ دیکھیو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ[5]

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا اے ابا عمارہ کیا جنگ (حنین) میں تم لوگ رسُول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تو انہوں نے جواب میں فرمایا ہرگز نہیں، قسم ہے اللہ جل جلالہٗ کی، کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مُنہ نہیں پھیرا بلکہ ہراول دستے کے چند آدمی جو کہ قبیلہ ہوازن کے تیراندازوں کے مقابل میں آئے تھے وہ فرار ہوئے تھے، اور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے سفید خچر پر رونق افروز تھے اور اس خچر کی لگام ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب پکڑے ہوئے تھے اور رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے تھے۔

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب — میں نبی ہوں اس میں جھوٹ ہرگز نہیں۔

اَنَا ابْنُ عَبْدُ الْمُطَّلِب — میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

حل لغات اَفْرَرْتُمْ۔ کیا تم لوگ بھاگ گئے تھے۔ مَا وَلّٰی۔ نہیں لوٹے مُنہ نہیں پھیرا۔ سَرَعَان۔ پیش رو، لشکر، ہراول دستہ۔ تَلَقَّتْهُمْ۔ ان کے سامنے آئے۔ نَبْل۔ تیر، سہم۔ بَغْلَة، خچر۔

تشریح براء بن عازب فرماتے ہیں "بلکہ ہراول دستے کے چند آدمی جو کہ قبیلہ ہوازن کے تیراندازوں کے مقابل میں آئے تھے وہ فرار ہوئے" یہ ایک روایت میں اسی اور ایک روایت میں بارہ افراد تھے، ان میں اکثر بنی سلیم اور مکہ مکرمہ کے نومسلم نوجوان تھے، قبیلہ ہوازن کے تیراندازوں نے جو کہ تنگ گھاٹی کی کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے، انہوں نے اس ہراول لشکر پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اچانک اور یکبارگی تھا اس سے خالد بن ولید کا گھوڑا بدک گیا جس کی وجہ سے ان نومسلم نوجوانوں نے فرار اختیار کیا اور اکابر صحابہ کرام تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلو میں مصروفِ پیکار تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی سفید خچر پر رونق افروز تھے، اس خچر کی لگام ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب تھامے ہوئے تھے۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب جو کہ دائیں رکاب تھامے ہوئے تھے، تیسرے حضرت علی ابن ابی طالب جو بائیں رکاب پکڑے ہوئے تھے اور چوتھے عبداللہ بن مسعود تھے جو خچر کو حفاظت میں لئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔ اسی خچر پر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ شعر " انا النبی لا کذب ، انا ابن عبدالمطلب " بلند آواز سے فرما رہے تھے، یعنی " میں پیغمبر برحق ہوں، اس میں کسی قسم کا جھوٹ نہیں ہے " اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے " میں عبدالمطلب کا فرزند ہوں " یعنی شریف زادہ ہوں اور شریف کبھی لڑائی سے مُنہ نہیں موڑتے، شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے والد کی بجائے دادا سے نسبت اس لئے فرمائی۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد تو پیدائش سے پہلے ہی وصال فرماچکے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش آپ کے دادا صاحب حضرت عبدالمطلب ہی نے کی، اسی لئے حضور نے ان کا نام لیا۔

حدیث ۲۲۶/۵ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا عبدالرزاق[2] حدثنا جعفر[3] بن سلیمان انبانا ثابت[4] عن انس[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَخَلَ مَکَّۃَ فِی عُمْرَۃِ الْقَضَاءِ وَابْنُ رَوَاحَۃَ یَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَھُوَ یَقُوْلُ

خَلُّوْا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ ۔۔۔ اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ
ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ ۔۔۔ وَیُذْھِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِہٖ

فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ یَا ابْنَ رَوَاحَۃَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَفِیْ حَرَمِ اللہِ تعالٰی تَقُوْلُ شِعْرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَلِّ عَنْہُ یَا عُمَرُ فَلَھِیَ اَسْرَعُ فِیْھِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ۔

ترجمہ جناب انس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرۃ القضاء کے برس مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔

خَلُّوْا بَنِی الْکُفَّارِ عَنْ سَبِیْلِہٖ ۔۔۔ اَلْیَوْمَ نَضْرِبُکُمْ عَلٰی تَنْزِیْلِہٖ

"اے کافرزادو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ سے دور ہو جاؤ، آج میں قرآن کے حکم کے مطابق ماروں گا"

ضَرْبًا یُزِیْلُ الْھَامَ عَنْ مَقِیْلِہٖ ۔۔۔ وَیُذْھِلُ الْخَلِیْلَ عَنْ خَلِیْلِہٖ

"اسی طرح ماریں گے کہ دوبارہ تمہیں قیلولہ کرنے کی نوبت نہیں آئے گی اور تم کو ایسا ماریں گے کہ تمہارا ایک دوست دوسرے دوست کو بھول جائے گا۔"

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ اے ابن رواحہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اور حرم شریف کے اندر تو شعر پڑھ رہا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! اسے چھوڑ دو، یہ اشعار ان میں اثر کرنے میں تیر برسانے سے زیادہ سخت ہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۲۲۶/۵

۱۔ اسحٰق بن منصور۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ عبدالرزاق۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ جعفر بن سلیمان۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۴۔ ثابت۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

۵۔ انس۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

حل لغات نَفْرِ بُكُمْ۔ ہم تمہیں قتل کریں گے۔ اَلْهَام۔ سر۔ مَقِيْلَه۔ محل قیلولہ: قیلولہ کرنے کی جگہ۔ يُذْهِلُ، بھول جائے گا۔ ذَهَلَ ذُهُولٌ سے ہے جس کے معنی چھوڑ دینا، بھول جانا، دہشت سے غافل ہو جانا ہیں۔

تشریح سنہ ۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر کفارِ مکہ اور مسلمانوں کے درمیان صلح ہوئی۔ مسلمان شرائط کے مطابق اس برس عمرہ ادا نہ کر سکے تو سنہ ۷ھ میں اس عمرہ کی قضا ادا کی گئی اس لئے اس عمرہ کو عمرۃ القضاء کہتے ہیں جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُونٹنی کی مہار جناب عبداللہ بن رواحہ نے پکڑی ہوئی تھی اور حضرت عبداللہ بن رواحہ نے گلے میں تلوار لٹکائی ہوئی تھی اور مہار تھامے یہ اشعار پڑھتے چلے جا رہے تھے، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب اور حرم شریف کے احترام کی وجہ سے جناب عبداللہ بن رواحہ کو بلند آواز سے اشعار پڑھنے سے منع فرمایا، مگر حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اجازت مرحمت فرما دی۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں :-

"دریں حدیث دلیل است بر جواز استماع شعری کہ مشتمل است بر مدح اسلام وحث وترغیب کامہ انام وعدم مبالات وتحقیر بکفار ظلام"

"کہ اس حدیث شریف میں ان اشعار کے سُننے کا جواز ہے جن میں اسلام کی تعریف ہو اور عام لوگوں کو ترغیب اور شوق دلانا مُراد ہو نیز ظالم کفار کی تحقیر اور تذلیل مقصود ہو۔

حدیث ۶ / ۲۳۷ حدثنا علی[۱] بن حجر انبانا شریک[۲] عن سماک[۳] بن حرب عن جابر[۴] بن سمرة قَالَ جَالَسْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ وَكَانَ اَصْحَابُهٗ يَتَنَاشَدُوْنَ الشِّعْرَ وَيَتَذَاكَرُوْنَ اَشْيَاءَ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَهُوَ سَاكِتٌ وَرُبَّمَا تَبَسَّمَ مَعَهُمْ ۔

ترجمہ جابر بن سمرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس مبارک میں سو مرتبہ سے زیادہ بیٹھا ہوں اور ان مجالس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اشعار پڑھتے

اسماء الرجال حدیث ۶ / ۲۳۰
۱؎ علی بن حجر دیکھو حدیث ۱۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
۲؎ شریک دیکھو حدیث ۱۶ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۳؎ سماک بن حرب دیکھو حدیث ۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳
۴؎ جابر بن سمرہ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۵

تھے اور جاہلیت کے دور کے کچھ قصے بیان کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم خاموش رہتے، نیز بسا اوقات ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے تھے۔

حل لغات
مَرَّۃً۔ بار۔ دفعہ۔
يَتَنَاشَدُوْنَ۔ پڑھتے تھے۔

تشریح جابر بن سمرہ فرماتے ہیں "اور جاہلیت کے دور کے کچھ قصے بیان کرتے تھے" حلاوۃ المتعلمین میں مولینا مولوی محمد عاقل صاحب بحوالہ شیخ ابن حجر لکھتے ہیں۔

"کہ احتمال است کہ آں اشعار بود کہ دراںہا حث ترغیب اطاعت و اسلام بود و تذاکر امور جاہلیت بجہت تحقیر و تقبیح و تندیم برآں بود"

"یعنی احتمال ہے کہ وہ ایسے اشعار ہوں جن میں اسلام اور اطاعت پر ترغیب اور شوق دلایا گیا ہو اور جاہلی ایام کے قصوں میں ان لوگوں کی تحقیر برائی اور شرمندگی کا بیان ہو"

جابر بن سمرہ فرماتے ہیں " اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاموش رہتے، نیز بسا اوقات ان کے ساتھ تبسم بھی فرماتے" جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:

" دریں دلیل است بر جواز استماع و انشاد شعر کہ از فحش و ہجو مسلمانان خالی بود اگرچہ مشتمل باشد بر ذکر قصے از ایام جاہلیت"

"اس میں دلیل ہے ایسے اشعار اور قصص کے سننے کے جواز میں جو فحش اور مسلمانوں کے ہجو سے خالی ہوں اگرچہ ایام جاہلیت کے کچھ بیان پر ہی مشتمل ہو۔"

حدیث ۲۳۸[7] حدثنا علی[1] بن حجر انبانا شریک[2] عن عبد الملک[3] بن عمیر عن ابی سلمۃ[4] عن ابی ھریرۃ[5] عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم قال اَشْعَرُ کَلِمَۃٍ تَکَلَّمَتْ بِھَا الْعَرَبُ کَلِمَۃُ لَبِیْدٍ اَلَا کُلُّ شَیْئٍ مَا خَلَا اللہَ بَاطِلٌ۔

ترجمہ جناب ابی ہریرہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے

اسماء الرجال حدیث ۲۳۸[7]
۱ علی بن حجر۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱
۲ شریک۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۳ عبد الملک بن عمیر۔ دیکھیے حدیث ۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۴ ابی سلمۃ۔ دیکھیے حدیث ۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵
۵ ابی ہریرہ۔ دیکھیے حدیث ۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۷

ارشاد فرمایا شعراءِ عرب نے جو اشعار کہے ہیں ان میں سب سے زیادہ عمدہ لبید کا یہ شعر ہے ۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ آگاہ رہو! سوائے اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہر چیز فانی ہے ۔

حل لغات اَشْعَرُ ۔ سب سے عمدہ ، بہت پسندیدہ ۔ كَلِمَةٍ ۔ شعر ۔
تَكَلَّمَتْ ۔ جو کہے گئے ہیں ۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۲ اسی باب میں گذر چکی ہے ۔

حدیث ۲۳۹/۸ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا مروان[2] بن معٰویہ عن عبد[3] اللہ بن عبد الرحمٰن الطائفی عن عمرو[4] ابن الشرید عن ابیه[5] قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَاَنْشَدْتُهٗ مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ قَوْلِ اُمَيَّةَ بْنِ اَبِي الصَّلْتِ كُلَّمَا اَنْشَدْتُهٗ بَيْتًا قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم هِيْهِ حَتّٰى اَنْشَدْتُهٗ مِائَةً يَعْنِيْ بَيْتًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِنْ كَادَ لَيُسْلِمُ ۔

ترجمہ شرید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ایک سواری پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیٹھ مبارک کے پیچھے سوار تھا تو میں نے امیہ بن ابی الصلت کے ایک سو شعر سنائے ، جب میں سو شعر سنا چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا ' اور پڑھ ۔ حتیٰ کہ میں نے سو شعر پڑھ دیئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہوجائے ۔

حل لغات رِدْفٌ ۔ بمعنی ردیف ، پیچھے ۔
هِيْهِ ۔ زیادہ کر ، اور پڑھ ' اِنْ کاد ' نزدیک ہے ' ممکن ہے ' عنقریب ۔

تشریح شرید کا ارشاد ہے " تو میں نے امیہ بن الصلت کے ایک سو شعر سنائے " امیہ بن ابی الصلت مشہور و معروف شاعر تھا اور اس کے اشعار ' توحید ' حقائق ' نصائح اور اخلاق کی تعلیم پر مبنی ہوتے تھے ' مگر مسلمان نہیں ہوا جناب علامہ علی القاری رحمۃ الباری ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا " امن لسانہ وکفر قلبه ،

اسماء الرجال حدیث ۲۳۹/۸
۱ احمد بن منیع ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تحت ۔
۲ مروان بن معٰویہ بن الحرث بن اسماء الکوفی ہے ' الفزاری ہے ' الحافظ ہے ' مکہ و دمشق میں رہے ، ثقہ ہے ، یدلس اسماء شیوخ ، خرج له الجماعة ۔ ۱۹۳ھ میں فوت ہوئے ۔
۳ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الطائفی مناوی فرماتے ہیں تفرد به لان المطلق فی الشمائل الدارمی وھو بن یعلی بن کعب ابو یعلی الثقفی ابو حاتم نے کہا لیس بالقوی ، اور ابن ... نے کہا صدوق ہے یخطی من الطبقة السابعة خرج له الجماعة ۔
۴ عمرو ابن الشرید ۔ العصام نے کہا لم اجد ترجمته ، اور مناوی فرماتے ہیں ۔ ھو عمرو بن الشرید بن سوید عن ابیه وسعد وطائفة ۔ وعنه ابراھیم بن میسرة ویعلی بن عطاء طائفة طائفون ۔
۵ الشرید ۔ مشہور صحابی ہیں ان کا نام عبد الملک کہا جاتا ہے ' الثقفی ہے ' خرج له البخاری فی الادب وابو داؤد وابن ماجہ ۔

توحید کے متعلق اس کا یہ شعر حضرت علی القاری نے نقل فرمایا ہے۔

"لك الحمد والنعماء والفضل ربنا
فلا شئ اعلیٰ منك حمدا ولا مجدا"

ایسے ہی موحدانہ اشعار پر تو فرمایا کہ "ممکن ہے کہ یہ مسلمان ہو جائے"۔

حدیث ۹/۲۴ حدثنا اسماعیل[1] بن موسیٰ الفزاری وعن علی[2] بن حجر والمعنی واحد قالا انبانا عبد[3] الرحمٰن بن ابی الزناد عن ھشام[4] بن عروہ عن ابیہ[5] عن عائشۃ[6] رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم يَضَعُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اَوْ قَالَتْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم وَيَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا يُنَافِحُ اَوْ يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم۔ حدثنا اسماعیل بن موسیٰ وعلی بن حجر قالا حدثنا ابن ابی الزناد عن ابیہ عن عروۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مثلہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مسجد (نبوی مبارک) میں حسان بن ثابت کے لئے منبر رکھا یا کرتے تھے کہ وہ اس پر کھڑے ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف سے مفاخرۃ کریں، یا ام المومنین نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف سے مدافعت کریں اور حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فرماتے تھے کہ جب تک حسان بن ثابت حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف سے مدافعت یا مفاخرۃ بیان کرتے رہیں گے یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت حسان کی جبریل کے ذریعہ مدد فرماتے رہیں گے۔

حل لغات
يُفَاخِرُ۔ مفاخرہ کریں، فخریہ کلمات کہیں۔
يُنَافِحُ۔ مدافعت کریں۔ جوابیہ کلمات کہیں۔

تشریح جب کفار اسلام اور حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے متعلق اشعار میں ہجو وغیرہ بیان کرتے تھے تو مسلمانوں نے بھی

اسماء الرجال حدیث ۹/۲۴
[1] اسمٰعیل بن موسیٰ الفزاری دیکھو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی صفۃ فاکہۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۱۔
[2] علی بن حجر دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲۔
[3] عبدالرحمٰن بن ابی الزناد دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۳۔
[4] ہشام بن عروہ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۴۔
[5] ابیہ یعنی عروہ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۵۔
[6] عائشہ صدیقہ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۶۔

ان کا رد کیا' ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرمان کے مطابق خود بنفسِ نفیس سرورِ عالم و عالمیان حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مسجد نبوی میں منبر رکھ کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس پر کھڑا کر کے نعت خوانی کروائی' ارشاد ہے کہ وہ اس پر (یعنی منبر پر) کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے مفاخرۃ کریں' یعنی سید دو عالم فخرِ رُسل صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے کمالات' تعریف' خاندانی شرافت' اخلاقِ کریمانہ اور معجزات میں فخریہ اشعار پڑھیں۔ یا ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے" وہ (حسان بن ثابت) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف سے مدافعت کریں" یعنی کفار جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق ہجو کے اشعار کہتے تھے جناب حسان بن ثابت ان اشعار کا رد کریں۔ حضرت حسان فرماتے ہیں :-

هجوت محمدا واجبت عنه	وعند الله فى ذاك الجزاء
هجوت مطهرًا برًا حنيفًا	امين الله شيمته الوفاء
اتهجوه ولست له بكفء	فشر كما لخير كما الفداء
فان ابى و والدى و عرضى	لعرض محمد منكم وقاء [1]

اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعریف میں فرماتے ہیں :-

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ	كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ
وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ	وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ [2]

یہی شان اور عزت تھی جو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نعت خوانی اور مدح سرائی آپ رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوئی کہ فرمایا" جب تک حسان بن ثابت کافروں کی ہجو کے اشعار کا جواب دیتے رہیں گے یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ' معجزات' کمالات' تعریف' خاندانی شرافت وعظمت اور مدح اور حسن پاک بیان کرتے رہیں گے' تب تک یقیناً اللہ جل جلالہٗ جناب حسان بن ثابت کی جبریلِ امین (یعنی روح القدس) کے ذریعہ امداد اور تائید فرماتے رہیں گے۔ حضرت علامہ مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

" دریں حدیث دلالت است بجواز خواندن اشعار در مسجد بلکہ استحباب آں و جواز استماع آں چوں مشتمل	" یعنی یہ حدیث مسجد میں اشعار پڑھنے کے جواز پر دلالت کرتی ہے بلکہ اس کے استحباب پر دلالت

بود بر مدح انبیاء و اہلِ اسلام و مذمت و تحقیر
کفار ظلام"

کرتی ہے اور ان کے اشعار کے سُننے کے جواز
پر بھی دلیل ہے، مگر ہاں وہ اشعار جو انبیاء کی
مدح میں ہوں اور اہلِ اسلام کی تعریف میں ہوں
اور کفار کی تحقیر اور مذمت میں ہوں"۔

بَابُ مَاجَآءَ فِيْ صِفَةِ كَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الشِّعْرِ
پُورا ہوگیا۔

○

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا جَآءَ فِی کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِی السَّمَرِ

یہ باب حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ان ارشادات کے متعلق ہے جو رات کو کہانیاں بیان کرنے کے بارے میں ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات اَلسَّمَرُ۔ رات کو باتیں سنانے والا۔ سَمُوْرٌ۔ جاگنا، رات کو باتیں کرنا، اس جگہ عشاء کے بعد چاندنی رات میں سونے سے پہلے یونہی باتیں کرنا یعنی گپ شپ لگانا۔

تشریح صاحب شمائل شریف نے اس باب میں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے دو قصوں کا تذکرہ کیا ہے۔ عرب لوگوں کو چاندنی راتوں میں گپ شپ لگانے کی عادت اور رسم تھی، اسی لئے صاحب نہایہ نے السمر کے معنی لکھے ہیں۔ "ضوء لون القمر لانھم کانوا یتحدثون فیہ"

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:-

"ومقصود الباب ان المصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جوز السمر وسمعہ وفعلہ"

"اور مقصود باب یہ ہے کہ جناب مصطفٰی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے رات کی کہانیاں بیان کرنے کو جائز فرمایا، انہیں سنا اور کہا۔"

حدیث ع۱ / ۲۴۱ حدثنا الحسن[۱] بن صباح البزار حدثنا ابوالنضر[۲] حدثنا ابوعقیل[۳] الثقفی عبداللہ بن عقیل عن مجالد[۴] عن الشعبی[۵] عن مسروق[۶] عن عائشة[۷] قالت حَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیه واٰله وسلم ذَاتَ لَیْلَةٍ نِسَآءَهٗ فَقَالَتِ امْرَءَةٌ مِنْهُنَّ کَاَنَّ الْحَدِیْثَ حَدِیْثُ خُرَافَةَ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا خُرَافَةُ اِنَّ خُرَافَةَ کَانَ رَجُلًا مِنْ عُذْرَةَ اَسَرَتْهُ الْجِنُّ فِی الْجَاهِلِیَّةِ فَمَکَثَ فِیْهِمْ دَهْرًا ثُمَّ رَدُّوْهُ اِلَی الْاِنْسِ فَکَانَ یُحَدِّثُ النَّاسَ بِمَا رَاٰی فِیْهِمْ مِنَ الْاَعَاجِیْبِ فَقَالَ النَّاسُ حَدِیْثُ خُرَافَةَ.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی بیگمات کو ایک رات ایک قصہ سُنایا امہات المومنین میں سے ایک محترمہ نے فرمایا کہ یہ قصہ تو خرافہ کے قصہ کی طرح ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتی ہو کہ خرافہ کون تھا۔ خرافہ بنو عذرہ قبیلہ کا ایک فرد تھا جس کو زمانۂ جاہلیت میں جنوں نے قید کیا اور اپنے ساتھ لے گئے، وہ شخص جنوں میں کافی عرصہ رہا، ایک زمانہ کے بعد جن اس کو آدمیوں میں چھوڑ گئے۔ وہاں کے زمانۂ قیام کے وہ عجیب وغریب اور حیرت انگیز واقعات جو اس نے ان جنوں میں دیکھے تھے جب وہ لوگوں میں بیان کرتا تھا تو وہ حیران ہو جاتے تھے، اس کے بعد ہر عجیب وغریب قصہ کو حدیث خرافہ کہنے لگے۔

حل لغات اَسَرَتْهُ۔ اس کو قید میں ڈالا۔ مَکَثَ۔ عرصہ گذرا، رہا۔ دَهْرًا۔ عرصہ، زمانہ۔
اَعَاجِیْب، عجیب کی جمع ہے عجیب وغریب واقعات، حیران کن باتیں۔

تشریح ارشاد ہے "کیا تم جانتی ہو" عربی میں اَتَدْرُوْنَ ضمیر مذکر ہے حالانکہ مخاطب تو مؤنثات یعنی امہات المؤمنین ہیں۔ حضرت علامہ البیجوری فرماتے ہیں۔

"خاطبهن خطاب الذکور تعظیماً لشانهن"

یعنی امہات المومنین کو ضمیر مذکر سے ان کی تعظیم شان کے لئے لائی گئی ہے"

شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے "کانهن باعتبار کمال عقولهن بسبب شرف ملازمة رسول صلی اللہ علیه واٰله وسلم ذکور"

اسماء الرجال حدیث ع۱ / ۲۴۱

ع۱ الحسن بن صباح البزار الواسطی البزاری ثم البغدادی احد الاعلام ثقہ ہے صاحب سنت ہے، احمد نے کہا، ابوحاتم نے کہا صدوق ہے له جلالة عجیبه، خرج له البخاری وابوداؤد والنسائی والبزار ۲۴۹ھ میں فوت ہوئے۔

ع۲ ابوالنضر، اس کا نام سالم بن امیہ ہے یا یہ ہاشم بن قاسم التمیمی المدنی ہے، نزیل بغداد ہے ثقہ ہے ثبت ہے، خرج له الستة ۲۰۵ھ میں فوت ہوا۔

ع۳ ابوعقیل الثقفی عبداللہ بن عقیل الکوفی ہے، الثقفی ہے نزیل بغداد ہے صدوق ہے من الطبقة الثامنة خرج له الاربعه۔

ع۴ مجالد، دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۵ الشعبی، دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی صفة شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۵

ع۶ مسروق، دیکھو حدیث ع۳ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۵

ع۷ عائشہ، دیکھو حدیث ع۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۵

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔
"بر تقدیر ضمیر مذکر احتمال است کہ بواسطہ کمال عقل نساء خود بہ برکت صحبت آنحضرت بمنزلہ ذکور اعتبار کردہ باشد"

"یعنی یہ (تَذْرُوْن جمع ضمیر مذکر) جو ضمیر مذکر آئی ہے ہو سکتا ہے کہ اس وجہ سے ہو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت کی وجہ سے آپ کی بیویوں کی عقل کمال درجے پر پہنچ چکی ہو اسلئے انہیں ذکور اعتبار کیا گیا۔

حدیث ۲۴۲
حدثنا علی[۱] بن حجر قال اخبرنا عیسیٰ[۲] بن یونس عن ہشام[۳] بن عروہ عن اخیہ عبد[۴] اللہ بن عروۃ عن عائشۃ[۵] قَالَتْ جَلَسَتْ اِحْدٰی عَشْرَۃَ امْرَأَۃً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ اَنْ لَا یَکْتُمْنَ مِنْ اَخْبَارِ اَزْوَاجِهِنَّ شَیْئًا فَقَالَتْ قَالَتِ الْاُوْلٰی زَوْجِیْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰی رَأْسِ جَبَلٍ وَعْرٍ لَا سَهْلٍ فَیُرْتَقٰی وَلَا سَمِیْنٍ فَیُنْتَقٰی۔ قَالَتِ الثَّانِیَۃُ۔ زَوْجِیْ لَا اُثِیْرُ خَبَرَهٗ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ لَا اَذَرَهٗ اِنْ اَذْکُرْهُ اَذْکُرْ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ۔ قَالَتِ الثَّالِثَۃُ۔ زَوْجِی الْعَشَنَّقُ اِنْ اَنْطِقْ اُطَلَّقْ وَاِنْ اَسْکُتْ اُعَلَّقْ۔ قَالَتِ الرَّابِعَۃُ۔ زَوْجِیْ کَلَیْلِ تِهَامَۃَ لَا حَرٌّ وَلَا قُرٌّ وَلَا مَخَافَۃَ وَلَا سَآمَۃَ۔ قَالَتِ الْخَامِسَۃُ۔ زَوْجِیْ اِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَاِنْ خَرَجَ اَسِدَ وَلَا یَسْاَلُ عَمَّا عَهِدَ۔ قَالَتِ السَّادِسَۃُ۔ زَوْجِیْ اِنْ اَکَلَ لَفَّ وَاِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَاِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا یُوْلِجُ الْکَفَّ لِیَعْلَمَ الْبَثَّ۔ قَالَتِ السَّابِعَۃُ۔ زَوْجِیْ عَیَایَاءُ اَوْ غَیَایَاءُ طَبَاقَاءُ کُلُّ دَاءٍ لَهٗ دَاءٌ شَجَّکِ اَوْ فَلَّکِ اَوْ جَمَعَ کُلًّا لَکِ۔ قَالَتِ الثَّامِنَۃُ۔ زَوْجِی الْمَسُّ مَسُّ اَرْنَبٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ زَرْنَبٍ۔ قَالَتِ التَّاسِعَۃُ۔ زَوْجِیْ رَفِیْعُ الْعِمَادِ عَظِیْمُ الرَّمَادِ طَوِیْلُ النِّجَادِ قَرِیْبُ الْبَیْتِ مِنَ النَّادِ۔ قَالَتِ الْعَاشِرَۃُ۔ زَوْجِیْ مَالِکٌ وَمَا مَالِکٌ مَالِکٌ خَیْرٌ مِنْ ذَالِکَ لَهٗ اِبِلٌ کَثِیْرَاتُ الْمَبَارِکِ قَلِیْلَاتُ الْمَسَارِحِ اِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ اَیْقَنَّ اَنَّهُنَّ هَوَالِکُ قَالَتِ الْحَادِیَۃَ عَشْرَۃَ۔ زَوْجِیْ اَبُوْ زَرْعٍ وَمَا اَبُوْ زَرْعٍ اَنَاسَ مِنْ حُلِیٍّ اُذُنَیَّ وَمَلَاَ مِنْ شَحْمٍ

اسماء الرجال حدیث ۲۴۲
۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۲۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عیسیٰ بن یونس۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۳ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲۷ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ اخیہ عبداللہ بن عروہ بن الزبیر ... ثقہ ثبت ... خرج لہ الشیخان والنسائی وابن ماجہ۔ بقی الی اخر دولۃ بنی امیہ۔
۵ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

عَضُدَیَّ وَبَجَّحَنِیْ فَبَجِحَتْ اِلَیَّ نَفْسِیْ وَجَدَنِیْ فِیْ اَهْلِ غُنَیْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِیْ فِیْ اَهْلِ صَهِیْلٍ وَاَطِیْطٍ وَدَائِسٍ وَمُنَقٍّ فَعِنْدَهٗ اَقُوْلُ فَلَا اُقَبَّحُ وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ وَاَشْرَبُ فَاَتَقَمَّحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ عُکُوْمُهَا رَدَاحٌ وَبَیْتُهَا فَسَاحٌ اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا ابْنُ اَبِیْ زَرْعٍ مَضْجَعُهٗ کَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَتُشْبِعُهٗ ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ اَبِیْهَا وَطَوْعُ اُمِّهَا وَمِلْاءُ کِسَائِهَا وَغَیْظُ جَارَتِهَا جَارِیَةُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا جَارِیَةُ اَبِیْ زَرْعٍ لَا تَبُثُّ حَدِیْثَنَا تَبْثِیْثًا وَلَا تُنَقِّثُ مِیْرَتَنَا تَنْقِیْثًا وَلَا تَمْلَاُ بَیْتَنَا تَعْشِیْشًا قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْ زَرْعٍ وَالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِیَ امْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا کَالْفَهْدَیْنِ یَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَیْنِ فَطَلَّقَنِیْ فَنَکَحَهَا فَنَکَحْتُ بَعْدَهٗ رَجُلًا سَرِیًّا رَکِبَ شَرِیًّا وَاَخَذَ خَطِّیًّا وَاَرَاحَ عَلَیَّ نَعَمًا ثَرِیًّا وَاَعْطَانِیْ مِنْ کُلِّ رَائِحَةٍ زَوْجًا وَقَالَ کُلِیْ اُمَّ زَرْعٍ وَمِیْرِیْ اَهْلَکِ فَلَوْ جَمَعْتُ کُلَّ شَیْءٍ اَعْطَانِیْهِ مَا بَلَغَ اَصْغَرَ اٰنِیَةِ اَبِیْ زَرْعٍ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُنْتُ لَکِ کَاَبِیْ زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ گیارہ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں، انہوں نے آپس میں عہد کیا کہ وہ اپنے اپنے شوہروں کے متعلق کوئی بات چھپائیں گی نہیں تو پہلی عورت نے کہا میرا شوہر دُبلے اُونٹ کا گوشت ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر ہے جس کا راستہ بہت دشوار گذار ہے کہ برآمد کیا جائے اور نہ موٹا ہے کہ اس کو منتقل کریں۔ دُوسری نے کہا میں اپنے خاوند کا حال ظاہر نہیں کرتی میں ڈرتی ہوں کہ اس کے عیوب بیان کروں تو پھر ختم ہونے کا ذکر نہیں اور اگر کہوں تو ظاہری اور باطنی عیوب سب ہی کہوں۔ تیسری نے کہا میرا خاوند لمبا تڑنگا ہے اگر میں اس کی بات کہوں تو وہ مجھے طلاق دے دے، اگر چپ ہو جاؤں تو لٹکتی رہوں۔ چوتھی نے کہا میرا شوہر معتدل رات ہے نہ گرم ہے نہ سرد، نہ اس سے خوف ہے نہ ملامت۔ پانچویں نے کہا میرا شوہر جب گھر میں داخل ہوتا ہے تو چیتا بن جاتا ہے اور جب نکلتا ہے تو شیر ہے اور جو کچھ اپنے گھر میں ہوتا ہے اس کی تحقیق نہیں کرتا۔ چھٹی نے کہا میرا شوہر اگر کھانے پر آئے تو سب کچھ چٹ کر جائے اگر پینے پر آئے تو سب پی جائے، جب لیٹتا ہے تو اکیلا ہی کپڑے میں لپٹ جاتا ہے،

میری طرف ہاتھ نہیں بڑھاتا جس سے میری پراگندگی معلوم ہوسکے۔ ساتویں نے کہا میرا شوہر عاجز و درماندہ اور بیوقوف ہے ہر بیماری اس میں موجود ہے، اخلاق ایسے کہ میرا سر پھوڑ دے یا بدن زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔ آٹھویں نے کہا کہ میرا خاوند چھونے میں خرگوش کی طرح نرم ہے اور خوشبو زعفران کی طرح مہکتا ہے۔ نویں نے کہا کہ میرا شوہر عالی نسب ہے سخی، کثیر الضیافت اور بلند قامت ہے اس کا مکان مشورہ گاہ کے قریب ہے۔ دسویں نے کہا میرا شوہر مالک ہے اور کتنا بہتر مرد عظیم ہے، گویا کہ اس سے زیادہ مالدار بہتر اور بزرگ کسی دوسری عورت کا خاوند نہیں اس کے اونٹ بکثرت ہیں جو اکثر مکان کے قریب بٹھلائے جاتے ہیں اور تھوڑے اونٹ چراگاہ میں جاتے ہیں، وہ اونٹ جب باجہ کی آواز سنتے ہیں تو سمجھ لیتے ہیں کہ اب ہلاکت کا وقت قریب ہے۔ گیارہویں نے کہا میرا شوہر ابوزرع ہے، ابوزرع کی کیا تعریف کروں، زیوروں سے میرے کان جھکا دیئے اور میرے دونوں بازو چربی سے بھر دیئے ہیں، اور اس نے مجھے خوش کر دیا پس آرام اور آسائش پاکر میں شاداں و فرحاں ہوگئی۔ اس نے مجھے چند ہی بکریاں رکھنے والے کے پاس سے مجھے حاصل کیا جو کہ بہت ہی معاش کی تنگی میں تھے، پس اس نے مجھے گھوڑوں والا، اونٹوں والا، اناج کوٹنے والا اور صاف کرنے والا بنا دیا، میں اس سے بات کرتی ہوں تو بُری نہیں ٹھہرتی، میں سورج چڑھے تک سوتی رہتی ہوں یعنی اپنی مرضی سے جاگتی ہوں، میں خوب سیر ہو کر پیتی ہوں، ابی زرع کی والدہ بھلا اس کی کیا تعریف کروں اس کے بڑے بڑے برتن ہمیشہ بھرے رہتے تھے، اس کا مکان بہت وسیع تھا۔ ابوزرع کا بیٹا بھلا اس کا کیا کہنا اس کی خواب گاہ ایسی ہے جیسے ہری ڈالی کا پوست، اس کو چھوٹے بکرے کی دست شکم سیر کر دیتی ہے۔ ابوزرع کی بیٹی، بھلا اس کی کیا بات، یہ لڑکی اپنے ماں باپ کی بہت فرمانبردار ہے، کپڑوں سے بھری ہوئی، اسی وجہ سے ہمسایہ عورت اس پر غضب ناک ہے۔ ابوزرع کی لونڈی تو اس کی کیا ہی تعریف کروں وہ ہماری باتیں ظاہر نہیں کرتی، وہ ہمارے غلہ کو کہیں نہیں لے جاتی، وہ ہمارے گھروں کو گھونسلوں کا گھر نہیں بننے دیتی۔ ابوزرع کی بیوی نے کہا دودھ کی مشکوں سے مکھن نکالا جا رہا تھا کہ ابوزرع گھر سے نکلا اسے ایک عورت ملی جس کی کمر کے نیچے چیتے جیسے دو بچے اناروں سے کھیل رہے تھے پس اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ اس کے بعد میں نے ایک شریف آدمی سے نکاح کر لیا جو کہ بہترین گھڑسوار تھا اور نشانہ باز تھا اس نے مجھے بڑی نعمتیں دیں، اور ہر قسم کے جانور، ہر چیز سے ایک جوڑا دیا اور کہا اے ام زرع خود بھی کھا اور اپنے ماں باپ کے گھر بھی غلہ بھیج، اگر میں ان تمام نعمتوں کو جمع کروں جو اس نے مجھے دی ہیں ابوزرع کی ایک چھوٹی سی نعمت کے برابر بھی

نہیں پہنچ سکتیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں بھی تیرے لئے ایسا ہی ہوں جیسا کہ ابوزرع ام زرع کے لئے" بعض روایات میں آیا ہے کہ جہاں اس حدیث کی عبارت ختم ہوتی ہے وہاں یہ بھی ہے مگر میں تجھے طلاق نہیں دوں گا" اور طبرانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ نے فرمایا (بروایت الزبیر)

"بابی وامی لانت خیرلی من ابی زرع لام زرع"	"ابوزرع کی کیا حقیقت، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ میرے لئے اس سے بہت زیادہ بہتر ہیں"

حل لغات تَعَاهَدْنَ۔ آپس میں ان عورتوں نے عہد کیا۔ تَعَاقَدْنَ۔ آپس میں ان عورتوں نے مضبوط وعدہ کیا۔ جَمَلٌ۔ شتر نر۔ غَثٍّ۔ لاغر، کمزور۔ وَعْرٍ۔ ناہموار، دشوار گذار، درشت۔ فَيُرْتَقٰى وہ چڑھتا ہے۔ سَمِيْنٌ۔ موٹا۔ يُنْتَقٰى۔ منتقل کریں۔ اَبُثَّ۔ پراگندہ کرنا، فاش کرنا، ظاہر کرنا۔ اَذَرَ۔ چھوڑا۔ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ۔ تمام احوال وامور۔ عُجَر۔ رسولی کو بھی کہتے ہیں جو پیٹ میں چھپی ہوتی ہے۔ بُجَر۔ حال زار، سانحہ، برا نام وغیرہ اَلْعَشَنَّقُ۔ خشک لمبا، دبلا پتلا۔ اُعَلَّقْ۔ میں لٹکی رہوں۔ كَلَيْلِ۔ رات۔ تِهَامَة۔ معتدل، نہ گرم نہ سرد۔ حَرٌّ۔ گرم قُرٌّ۔ سرد۔ سَآمَةَ۔ ملامت۔ فَهِدَ۔ چیتا۔ اَسِدَ۔ شیر۔ لَفَّ۔ ملا لینا۔ اِشْتَفَّ۔ سب پی جائے۔ اِضْطَجَعَ۔ لیٹتا ہے۔ يُوْلِجُ۔ وہ گھستا ہے، مصدر ہے بہت گھسنا۔ غَيَايَاءُ۔ عاجز و درماندہ ہے۔ عَيَايَاءُ۔ غبی ہے۔ طَبَاقَاءُ۔ حمق بیوقوفی دَآءٍ۔ بیماری۔ شَجَّ۔ سر توڑتا ہے۔ فَلَّ۔ اعضاء توڑتا ہے۔ اَرْنَب۔ خرگوش۔ زَرْنَبَ۔ رفیع العماد، عالی نسب۔ عظیم الرماد، بڑا مہمان نواز۔ طویل النجاد۔ بلند قامت۔ النادِ۔ انجمن، مشورہ گاہ۔ المبارک۔ اونٹوں کا باڑہ، تھان۔ المسارح۔ چراگاہ۔ مِزْهَر۔ طنبورہ، باجہ ستار۔ اَنَاسَ۔ ہلنا، حرکت دینا۔ حُلِيّ۔ زیور۔ شَحْم۔ چربی۔ عَضُد۔ مدد کرنا۔ بَجَّحَنِيْ۔ اس نے مجھے خوش کیا۔ غُنَيْمَة۔ چند بکریاں۔ بِشِقٍّ۔ معاش کی تنگی، جب شَقّ زبر کے ساتھ ہو تو غار کے معنی ہیں۔ صَهِيْل گھوڑے کی آواز۔ اَطِيْطٍ۔ اونٹ کی آواز۔ دَائِسٍ۔ آٹا کوٹنے والا۔ مُنَقٍّ۔ چھلنے والا۔ اُقَبَّحُ۔ میں بری نہیں۔ اَرْقُدُ۔ میں سوتی رہتی ہوں۔ اَتَقَمَّحُ۔ خوب سیر ہو کر پینا۔ عُكُوْمٌ۔ جامہ دان۔ عِكْمٌ کی جمع ہے۔ رَدَاحٌ۔ گٹھڑ، تھیلے، اس عورت کو کہتے ہیں جس کے سرین بھاری بھرکم ہوں۔ فَسِيْحٌ۔ کشادگی، جگہ دینا، پردہ، راہداری۔ سَلَّ۔ سونت لینا، نرمی سے نکال لینا

شَمْلَۃٌ ۔ ہری شاخ، خوش خلق۔ جَفْرَۃٌ ۔ بکری کا بچہ جس کی عمر چار ماہ کے قریب ہو۔ طَوْعٌ ۔ مطیع، فرمانبردار۔ مَبْزَۃٌ ۔ غلہ طعام۔ تَعْتَبِئْنَا ۔ کھولنا۔ رَطْبٌ ۔ دودھ کی مشک، بڑی پستان، سخت آدمی۔ تَمَخَّضَ ۔ مَخْضٌ سے ہے جس کے معنیٰ "دودھ میں سے مکھن نکال لینا" کے ہیں۔ خَصْرٌ ۔ سرین۔ رُمَّانٌ ۔ انار۔ خَطِّيًّا ۔ نشان۔ نیزے کی نوک، یا نیزہ مارنے کے لئے نشان لگانا۔ سَرِيًّا ۔ مَنِيًّا ۔ خوش رفتار، بہترین سوار۔ اَرَاحَ ۔ واپس آتے تھے۔ نَعَمٌ ۔ چارپائے، اونٹ۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ کَلَامِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِی السَّمَرِ

پورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صِفَةِ نَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

یہ باب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے نیند فرمانے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات نَوْمٌ۔ سوجانا۔ نَامَ۔ یَنَامُ۔ نَوْمًا ونَیَامًا۔ اونگھنا، مرنا، نیند کی تعریف یوں کی ہے:۔

"ھو غشیة ثقیلة تھجم علی القلب فتقطع عند المعرفة بالاشیاء"

"وہ ایک بھاری غنودگی ہے جو دل پر طاری ہوجاتی ہے، پس اشیاء کے پہچاننے کی قوت (حس) اس غشی کی وجہ سے سلب ہوجاتی ہے"

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان، ہادی کل، اشرف خلائق، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا نیند فرمانا، نیند فرمانے کا طریقہ اور ان ادعیہ کا بیان ہے جو سونے سے پہلے اور پھر نیند سے اُٹھ کر پڑھتے اور بدن پر ہاتھوں پر پھونک کرلتے۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کا خراٹے بھرنا اور پھر اسی طرح بغیر وضو کئے نماز پڑھنے کا بھی ذکر ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ہی خصوصیت ہے کوئی دُوسرا اس حکم میں شریک نہیں۔

نیند کے آداب میں یہ بھی ہے کہ وضو کرکے سویا کرے۔ بخاری اور مسلم میں ہے۔

"اذا اخذت مضجعك فتوضاء وضوءك للصلوٰة۔"

"جب تو خواب گاہ کو آئے تو نماز کے وضو کی طرح وضو کرلیا کر"

حدیث ۲۴۳ حدثنا محمد[1] بن المثنیٰ انبانا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی انبانا اسرائیل[3] عن ابی اسحٰق[4] عن عبد[5] الله ابن یزید عن البراء[6] بن عازب ان النبی صلی الله علیه واٰله وسلم کان اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهٗ وَضَعَ کَفَّهُ الْیُمْنٰی تَحْتَ خَدِّهِ الْاَیْمَنِ وَقَالَ رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ۔ حدثنا محمد بن المثنی انبانا عبد الرحمٰن انبانا اسرائیل عن ابی اسحٰق عن ابی عبیدة عن عبد الله مثله وَقَالَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ ۔

ترجمہ براء بن عازب سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر لیٹتے اور فرماتے رَبِّ قِنِیْ عَذَابَكَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ اے میرے رب! مجھے قیامت کے دن اپنے عذاب سے بچائیو۔ اور عبد اللہ کی روایت کے مطابق بجائے یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ کے یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَكَ ہے۔

حل لغات مَضْجَعٌ۔ آرام کرنے کی جگہ۔
کَفٌّ۔ ہتھیلی۔ خَدٌّ۔ رخسار۔

تشریح ارشاد ہے کہ "جب اپنی خواب گاہ پر تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھ کر لیٹتے" اس سے معلوم ہوا کہ دائیں پہلو پر لیٹنا اور داہنی ہتھیلی کو داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر لیٹنا امر مستحب ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"وهذا دلیل علی استحباب النوم علی الشق الایمن"

اور علماء کرام نے اُلٹا لیٹ کر اور بائیں پہلو پر لیٹ کر سونے کو مکروہ لکھا ہے۔ علماء امت فرماتے ہیں کہ یہ مستحب ہم لوگوں کے لئے ہیں اور یہ تعلیم اُمت ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے لئے دائیں جانب ہو یا بائیں کچھ فرق نہیں اس لئے کہ سید پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا قلب شریف تو سوتا ہی نہیں۔ حضرت علامہ عبد الرؤف المناوی المتوفی ۱۰۰۳ھ تحریر فرماتے ہیں:-

"ثم نوم المصطفٰی صلی الله علیه واٰله وسلم علی الایمن انما هو تشریف وتشریع

اسماء الرجال حدیث ۲۴۳

[1] محمد بن المثنیٰ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] عبد الرحمٰن بن المہدی۔ دیکھو حدیث ۵۰ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

[3] اسرائیل۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۴

[4] ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴

[5] عبد اللہ بن یزید۔ الخزومی المدنی المقری ہے الاعور ہے۔ مولیٰ اسد بن سفیان ہے۔ شیخ مالک ہے ثقہ ہے۔ من الطبقة السادسة خرج له الجماعة، وهو لم یدرك البراء لان الطبقة السادسة، اور مزی مجلد ۱۰ بابا ہے اسلئے یہ خبر "منقطع" ہے دونوں ہی ہم عبد اللہ بن یزید بن الصلت ضعیف۔

[6] براء بن عازب۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

وتعلیم لامته لانه لاینام قلبه فلا فرق فی حقه بین الایمن والایسر"

اور ارشاد ہے" اور فرماتے رَبِّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ " لہٰذا یہ دعا اور اسی طرح کی دیگر ادعیہ پڑھ کر سونا سنّت ہے۔ حصن حصین شریف میں بجائے "رَبِّ" کے "اَللّٰهُمَّ" آیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم تین بار یہ فرماتے۔

حدیث ع۲ / ۲۲۴ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا عبد الرزاق[2] حدثنا سفیٰن[3] بن عبد الملک[4] ابن عمیر عن ربعی[5] ابن حراش عن حذیفۃ[6] قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی الله علیه واله وسلم اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى وَاِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ۔

ترجمہ حذیفہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنے بستر مبارک کی طرف متوجہ ہوتے تو فرماتے "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى" "اے اللہ تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں" اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ" "ہر قسم کی تعریف خاص اللہ جل جلالہ کے لئے ہے اور وہ ذات مبارک جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی جل جلالہ کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے"۔

حل لغات اَوٰى، متوجہ ہوتے۔ فِرَاش۔ بستر، بچھونا، آرام۔ اِسْتَيْقَظَ۔ نیند سے اُٹھنا، بیدار ہونا۔

تشریح ارشاد ہے" جب بستر مُبارک کی طرف متوجہ ہوتے" یعنی جب نیند کے لئے اپنے بستر مُبارک پر لیٹتے تو یہ دُعا کرتے "اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى" "اے اللہ! میں تیرے ہی نام سے مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں یعنی اے میرے اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعزاسمہٗ تو ہی موت دینے والا ہے اور تو ہی زندگی بخشنے والا ہے" یہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے" اسی لئے تو فرمایا گیا ہے النوم، هو الموت الاصغر۔ اور ارشاد ہے" اور جب نیند سے بیدار ہوتے تو فرماتے" اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ" ہر قسم کی تعریف خاص اللہ جل جلالہ کے لئے ہے، [illegible] ذات مُبارک جس نے

باب الرجال حدیث ۲۴۴ ع۲

[1] محمود بن غیلان۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲۔

[2] عبد الرزاق۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲۔

[3] سفیٰن۔ دیکھیں حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳۔

[4] عبد الملک بن عمیر۔ دیکھیں حدیث ۷ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳۔

[5] ربعی ابن حراش۔ ابو مریم العبسی الکوفی ہے۔ ثقات للہ لم یکذب قط، خرج له الجماعۃ، سنہ ۱۰۴ھ میں فوت ہوئے۔

[6] حذیفہ۔ رواہ عنہ ایضا الشیخان وابوداؤد والنسائی مع تخالف فی بعضہ عن حذیفۃ بن یمان۔

ہمیں مرنے کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اسی جل جلالہ کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے" گویا سونے کے وقت اور بیدار ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہو، معلوم ہوا کہ مومن کی شان یہی ہے کہ کسی وقت بھی اس ذات مبارک کی یاد سے غافل اور بے پرواہ نہ ہو جس کے دستِ تصرف میں موت وحیات ہے۔

حدیث ۲۴۵ ع ۳ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا المفضل[2] بن فضالۃ عن عقیل[3] ا ر ا د عن الزھری[4] عن عروۃ[5] عن عائشۃ[6] قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذا اوی الی فراشہ کل لیلۃ جمع کفیہ فنفث فیھما وقرء قل ھو اللہ احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس ثم مسح بھما ما استطاع من جسدہ یبداء بھما راسہ ووجھہ وما اقبل من جسدہ یصنع ذالک ثلاث مرات ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہر رات اپنے بستر پر آرام فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے تو دونوں ہتھیلیوں کو (دعا کی طرح) اکٹھا کر کے ان دونوں پر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ الناس پڑھ کر دم کرتے، پھر ان دونوں ہتھیلیوں کو تمام بدن پر ملتے جہاں تک وہ پہنچتیں، سر اور چہرے سے شروع کرتے اور اگلے تمام بدن پر، اور تین بار اسی طرح فرماتے۔

حل لغات نَفَثَ ۔ پھونکا، دم کیا ۔ نَفْثٌ ۔ یعنی نفخ لطیف بلا ریق" ہلکی پھونک بغیر لعاب دہن (تھوک) کے" قَرَءَ ۔ پڑھا ۔ یَبْدَاءُ ۔ شروع کرتے، ابتداء کرتے ۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم دونوں ہاتھوں کو دعا مانگنے کی طرح بنا کر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دونوں ہتھیلیوں پر پھونک کر وہ دونوں ہتھیلیاں سر سے شروع کر کے چہرے پر سے ہوتے ہوئے تمام بدن پر مسح کرتے یعنی ملتے اس حدیث شریف میں "نفث" پہلے اور "قراء" بعد میں ہے۔ حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں بعض علماء نے فرمایا ہے کہ :-

"دریں عبارت تقدیم وتاخیر است زیرا کہ مراد انست کہ اول ایں سورت ہا می خواند بعدازاں مید مید"	"اس عبارت میں تقدیم وتاخیر ہے لہٰذا مراد یہ ہوئی کہ پہلے سورتیں پڑھتے اور پھر دم کرتے"

اسماء الرجال حدیث ۲۴۵

ع۱ قتیبہ بن سعید، دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ نمبر ۱

ع۲ المفضل بن فضالۃ ابن امیہ البصری آل عمر بن الخطاب کا مولیٰ ہے۔ المبارک بن فضالہ کا بھائی ہے۔ النسائی نے کہا لیس بقوی من الطبقۃ الثامنۃ خرج لہ الجماعۃ

ع۳ عقیل، ابن خالد بن عقیل ہے [illegible] حافظ [illegible] خرج لہ الجماعۃ [illegible] بن [illegible]

ع۴ الزہری، دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ نمبر ۴

ع۵ عروہ، دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ نمبر ۲

ع۶ عائشہ صدیقہ، دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ نمبر ۵

شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے :-

لان النفث ینبغی ان یکون بعد التلاوۃ لیوصل برکۃ القراٰن الی بشرتہٖ "

" یہ جو دم کرنا ہے یہ تلاوت کے بعد ہی ہو سکتا ہے تاکہ قرآن مجید کی برکت تمام وجود تک پہنچ جائے "۔

صاحبِ اتحافات الربانیہ نے بھی تحریر فرمایا ہے :-

" وکان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یقراء وینفث ثم یمسح بیدہ وھذا للتبرک بالقراٰن "

" اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم پڑھتے تھے اور دَم کرتے تھے اور پھر اپنے ہاتھوں کو مسح کرتے تھے اور یہ اس لئے فرماتے تاکہ قرآن پاک کی برکت تمام وجُود کو حاصل ہو جائے "۔

عُلماءِ راشدین فرماتے ہیں اِس حدیث سے صوفیاءِ کرام کے دَم کرنے کا ثبوت ملتا ہے ۔

حدیث ۲۴۶[۲۴۶] حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[۲] بن مھدی حدثنا سفیٰن[۳] عن سلمۃ[۴] بن کھیل عن کریب[۵] عن ابن عباس[۶] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نَامَ حَتّٰی نَفَخَ وَکَانَ اِذَا نَامَ نَفَخَ فَاَتَاہُ بِلَالٌ فَاٰذَنَہٗ بِالصَّلٰوۃِ فَقَامَ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّاْ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّۃٌ ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سو گئے یہاں تک کہ خراٹے بھرے ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب نیند فرماتے تو خراٹے بھرتے ۔ جناب بلال رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز کی اطلاع دی تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اُٹھے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا' اس حدیث میں ایک قصہ ہے ۔

حل لغات نَامَ ، سو گئے ۔ نَفَخَ خراٹے بھرے ۔ فَاٰذَنَہٗ ۔ پس حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو اطلاع دی ، آگاہ کیا ' اعلام کیا ۔ اٰذان ' جب مد کے ساتھ آئے تو وہ ایذان سے ہوگا جس کے معنی اعلام اور آگاہ کرنے

اسماء الرجال حدیث ۲۴۶

۱ محمد بن بشار ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ عبد الرحمٰن بن مھدی ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲ حاشیہ ۳

۳ سفیان ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

۴ سلمۃ بن کہیل ۔ الحضرمی الکوفی ہے ۔ ثقہ ہے ۔ من الرابعۃ ، اخرج لہ الستۃ

۵ کریب ۔ دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

۶ ابن عباس ۔ دیکھو حدیث ۱۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

تشریح ارشاد ہے کہ "نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گہری نیند فرما رہے تھے کہ جناب بلال رضی اللہ عنہ نے آکر نماز کی خبر دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح اٹھے اور بغیر وضو کئے نماز پڑھ لی، بغیر وضو کے نماز پڑھنا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور علیہ التحیۃ السلام کی نیند کرنے کے ساتھ وضو نہیں ٹوٹتا۔ شمائل الترمذی کے حاشیہ پر ہے۔

"ھذا من خصائصہ علیہ الصلوۃ والسلام لان عینہ تنام وقلبہ لاینام"

"یہ حضرت رسول کریم کے خصائص سے ہے اس لئے کہ آپ کی آنکھیں سوتی ہیں مگر قلب نہیں سوتا"

شارح شمائل شریف حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں:۔

"وضو نکرد زیرا کہ از خصائص او بود کہ وضو او بخواب نمی شکست و دل او را دائما بیدار بود نیز از حدث وعدم حدث مطلع می بود"

یعنی "وضو نہ فرمایا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو نیند سے نہیں ٹوٹتا، یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے تھا، اور آپ کا دل مبارک ہمیشہ بیدار رہتا، نیز بے وضو ہونے اور باوضو رہنے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وقت باخبر رہتے۔"

جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء، احوال، کیفیات اور مشاہدات دیگر افراد کی طرح نہیں تھے اسی طرح حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند بھی عام لوگوں کی طرح نہیں تھی۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر قدرت ہے کوئی رمز اس کی کیا جانے
شریعت میں تو بندہ ہے حقیقت میں خدا جانے

حدیث ۵/۲۴۷ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا عفان[2] حدثنا حماد[3] بن سلمۃ عن ثابت[4] عن انس[5] بن مالک اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ۔

اسماء الرجال حدیث ۵/۲۴۷
۱۔ اسحٰق بن منصور۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ عفان۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴۔ ثابت۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵۔ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۴

ترجمہ انسؓ ابن مالک سے روایت ہے جس وقت حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنے بستر مبارک پر آرام فرماتے تو فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَاکَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ۔ ہر قسم کی تعریف اللہ جل جلالہ کے لئے ہے جس نے ہمیں پیٹ بھر کر کھانا دیا اور ہمیں سیراب کیا اور ہماری مشکلات میں کفایت فرمائی اور ٹھکانا مرحمت فرمایا۔ سو بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کی کوئی کفایت کرنے والا نہیں اور نہ ہی ٹھکانہ دینے والا ہے۔

حل لغات مُؤْوِیَ۔ ٹھکانہ۔

تشریح جس طرح اور اد عیہ سونے کے وقت پڑھنا اور قرآن مجید کی سورتیں پڑھنا ثابت ہیں اسی طرح اس حدیث مبارک سے یہ دعا پڑھنی ثابت ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ۔

حدیث ۶/۲۴۸ حدثنا الحسین[۱] بن محمد الجریری حدثنا سلیمان[۲] بن حرب حدثنا حماد[۳] بن سلمه عن حمید[۴] عن بکر[۵] بن عبد الله المزنی عن عبد الله[۶] بن رباح عن ابی قتادة[۷] ان النبی صلی الله علیه واله وسلم کان اذا عرس بلیل اضطجع علی شقه الایمن واذا عرس قبیل الصبح نصب ذراعه ووضع راسه علی کفه۔

ترجمہ ابی قتادہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم جب اخیر رات میں سفر سے آرام کے لئے اُترتے تو دائیں پہلو پر آرام فرماتے اور جب صبح کے قریب سفر سے آرام کے لئے اُترتے تو اپنا دایاں بازو کھڑا کرتے اور اپنی ہتھیلی پر سر اقدس رکھ کر آرام فرماتے۔

حل لغات عَرَّسَ۔ اخیر رات میں سفر سے آرام کے لئے اُترنے۔ اس کا مصدر تَعْرِیْسٌ ہے۔ اخیر رات کو سفر کے لئے اترنا آرام کے لئے ہے۔ نَصَبَ۔ کھڑا کیا۔

تشریح ارشاد ہے "جب اخیر رات میں سفر سے آرام کیلئے اُترتے تو دائیں پہلو پر آرام فرماتے" یعنی آرام کے ساتھ سو جاتے اور چونکہ عادت مبارکہ تھی دائیں پہلو پر سونے کی تو ابی قتادہ نے اسی طریق پر آرام فرمانے کا ذکر کیا۔ اور اگر صبح قریب ہوتی تو تو ویسے ہی کچھ دیر آرام فرما لیتے۔

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صِفَةِ نَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پورا ہو گیا۔

اسماء الرجال حدیث ۲۴۸

[۱] حسین بن محمد الجریری۔ منسوب ہے الجریری نسبت ہے بنو جریر کی طرف۔ من العاشرة۔ خرج له المصنف فقط۔

[۲] سلیمان بن حرب۔ الاسدی البصری ہے۔ قاضی مکہ ہے۔ امام من الائمہ ولا یدلس ویتکلم فی الرجال۔ عثمان بن ابی شیبہ کہتے ہیں۔ لم یکن ینظر فی کتاب۔ قال ابو حاتم لم یر فی یده کتاب قط۔ وحضرت حلقته ببغداد فبلغ اربعین الفا خرج له الستة۔

[۳] حماد بن سلمه۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳۔

[۴] حمید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳۔

[۵] بکر بن عبد اللہ المزنی البصری۔ ثقۃ ہے۔ خرج له الجماعة۔

[۶] عبد اللہ بن رباح الانصاری۔ بصرہ میں سکونت پذیر تھے۔ المدنی ہے۔ ثقۃ ہے۔ ذہبی نے کہا امام ہے۔ خرج له مسلم والاربعة۔ قتلته الازارقة۔ ۸۰ھ میں فوت ہوئے۔

[۷] ابی قتادہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۷۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی عِبَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب جناب رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبادت کے بیان میں ہے

(اس باب میں چوبیس ۲۴ احادیث ہیں)

حل لغات عِبَادَۃٌ ۔ عُبُوْدِیَۃٌ اور عُبُوْدَۃٌ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی عاجزی کرنا ، اطاعت کرنا ، خدمت کرنا ، بےچارگی دکھانا ، درماندگی کا اظہار کرنا ۔

تشریح اس باب میں حضور اکرم ، امام الانبیاء ، سید الرسل ، خاتم النبیین ، سرورِ عالم و عالمیان ، عالمِ علومِ اوّلین و آخرین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی عبادت یعنی نفلی نماز پڑھنے کا ذِکرِ مُبارک ہے ۔

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"این باب در بیان آنچہ آمدہ است در عبادت یعنی صلوٰۃِ نافلہ آنحضرت وقتے کہ بیدار می شدے در شب وغیرِ آں"

"یہ باب اس بیان میں ہے کہ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ الہ وسلم جس وقت نیند سے بیدار ہوتے یا دوسرے اوقات میں نفل نماز ادا فرماتے ۔"

عبادت غائت تذلّل کا نام ہے جس کا اظہار معبودِ حقیقی کے حضور میں کیا جاتا ہے ۔ اس کے معروف طریقوں میں ایک طریقہ نماز ہے ۔ حضورِ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے عمل مبارک سے اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں اس غائت تذلّل کا اظہار فرما کر اپنی عبودیت کا اقرار فرمایا ہے ، نیز نماز ہی ایک ایسی عبادت

ہے جس میں مشاہدہ حق نصیب ہوتا ہے ارشاد ہے۔

"جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ" "میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"

اور مؤمن کی معراج بھی یہی نماز ہے۔ الصلوٰۃ معراج المومن۔

حدیث ۲۴۹/۱ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید و بشر[2] بن معاذ قالا حدثنا ابوعوانۃ[3] عن زیاد[4] ابن علاقۃ عن المغیرۃ[5] بن شعبۃ قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حتی انتفخت قدماہ فقیل لہ اتتکلف ھذا وقد غفر اللہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال افلا اکون عبدا شکورا۔

ترجمہ مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتنی نماز پڑھتے کہ آپ کے دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا آپ اتنی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلے کے اور تمہارے پچھلوں کے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں۔

حل لغات اِنْتَفَخَتْ۔ پھول جاتے تھے، سُوج جاتے تھے، متورم ہو جاتے تھے۔ قَدَمَا۔ دونوں پاؤں۔ اَتَتَکَلَّفُ۔ آیا مشقت و رنج کی کشی تو بر خود، آپ اپنے اوپر محنت و مشقت کیوں اٹھاتے ہیں، آپ کیوں تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ ذَنْبٌ۔ گناہ۔ شَکُوْرًا۔ شکر کرنے والا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "دونوں پاؤں (مبارک) پھول جاتے" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات کو اتنی لمبی لمبی نماز کی پڑھتے کہ کھڑے کھڑے پاؤں مبارک سوج جاتے۔ ارشاد ہے "عرض کیا گیا" شارحین فرماتے ہیں کہ یہ عرض کرنے والے حضرت سیدنا عمر فاروق تھے۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اتنی تکلیف کیوں گوارا فرماتے ہیں" یعنی اپنی جان مبارک پر، اپنے وجودِ اقدس پر اتنی محنت اٹھاتے ہیں، اتنی زیادہ مشقت فرما رہے ہیں، اتنی سخت تکلیف میں پڑ رہے ہیں کہ کھڑے کھڑے پاؤں مبارک متورم ہو گئے ہیں، آخر یہ کیوں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تو معصوم ہیں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تو کسی قسم کے گناہ کا تو شائبہ تک نہیں۔ "لا ذنب علیہ لکونہ معصوما" بلکہ تمام اُمتِ اسلامیہ

اسماء الرجال حدیث ۲۴۹/۱

[1] قتیبہ بن سعید، دیکھیے حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

[2] بشر بن معاذ۔ البصری ہے العقدی ہے، الضریر ہے، صدوق ہے۔ خرج لہ النسائی و ابن ماجہ۔

[3] ابو عوانہ۔ الوضاح الواسطی ہے ثقہ ہے من السابعۃ، خرج لہ الستۃ۔

[4] زیاد بن علاقۃ۔ ابو سہیل الحرانی الثعلبی ہے، ثقہ ہے رمی بالنصب من الطبقۃ الثالثۃ، خرج لہ الستۃ۔

[5] المغیرہ بن شعبہ، دیکھیے حدیث ۱/۱۵ باب ما جاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

کے گناہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ اور برکت سے بخشے جائیں گے اور معاف کئے جائیں گے، تو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا "آیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں" یعنی اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کے ان انعامات و کرامات پر اس نے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فرمائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قیام، رکوع اور سجدے کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی اُمت کو طریقہ بتلایا اور سکھایا کہ اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ وعز اسمہٗ کے سینکڑوں ظاہری اور باطنی احسانات اور اکرامات تم پر ہیں لہٰذا زیادہ سے زیادہ اس جل شانہٗ کے حضور میں سجدے ادا کر کے اس کا ان نعمتوں پر شکریہ ادا کرو، نیز اس شفیعِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تعلیم دی کہ صرف عبادت کی یہی غرض نہیں ہے کہ گناہ معاف ہوں، بلکہ اور بھی اغراض ہیں جن میں یہ بھی ہے کہ ان عظیم احسانات، انعامات اور اکرامات کا شکریہ بھی اس عاجزی کے اظہار کرنے سے ادا کیا جائے اور پھر اللہ جل جلالہٗ کے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو کریمانہ احسان ہیں ان کا نہ تو شمار ہو سکتا ہے اور نہ ہی حساب، اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ "آیا میں شکر ادا کرنے والا عبد نہ بنوں"۔ حضرت شارح شمائل شریف جناب علامہ محمد المعروف بمصلح الدین اللاری بالانصاری فرماتے ہیں:-

"واکثر محدثان ومفسران برآنند کہ مراد از گناہان گذشتہ و آئندہ گناہان امت است، والا آنحضرت پیش از بعثت و بعد آں محفوظ بودند از کبائر و صغائر در ہیچ زمانے از آں حضرت امرے کہ خلاف حق باشد بوقوع نیامدہ"

(صفحہ ۱۷۱)

"اکثر محدثین و مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ گناہوں سے مراد امت کے گذشتہ یا آئندہ گناہ مراد ہیں اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بعثت سے پہلے اور بعثت کے بعد محفوظ تھے، کوئی بھی کبیرہ وصغیرہ کسی ایک زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حق کے خلاف کوئی کام وقوع پذیر نہیں ہوا۔"

برگزیدہ عبادت تو وہ ہے جو بے غرض ہو، اور صرف رضائے الٰہی کی جائے۔ حضرت امام الاولیاء شیرِ خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:-

"ان قوما عبدوا رغبۃ فتلک عبادۃ التجار
وان قوما عبدوا رھبۃ فتلک عبادۃ العبید
وان قوما عبدوا شکرا فتلک عبادۃ الاحرار"

"بے شک جو لوگ جنّت وغیرہ کی حرص اور لالچ پر عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت تاجروں کی عبادت ہے، اور بے شک جو لوگ خوف اور ڈر کی وجہ سے

عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت غلاموں کی عبادت ہے اور جو لوگ بلا رغبت و بلا خوف محض نعماء الٰہی کے شکریہ میں عبادت کرتے ہیں تو یہ عبادت احرار کی عبادت ہے"

صاحب اتحاف الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی نقل فرماتے ہیں :-

"قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا یکونن احدکم کالعبد السوء ان خاف عمل ولا کالاجیر السوء ان لم یعط الاجر لم یعمل" ۔

حدیث ۲/۲۵۰ حدثنا ابو عمار الحسین[ع۱] بن حریث حدثنا الفضل[ع۲] بن موسیٰ عن محمد[ع۳] بن عمرو عن ابی سلمۃ[ع۴] عن ابی ھریرۃ[ع۵] قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یُصَلِّی حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاہُ قَالَ فَقِیْلَ لَہٗ تَفْعَلُ ھٰذَا وَقَدْ جَاءَکَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَلَکَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا ۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی نماز پڑھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے ، ابی ہریرہ کہتے ہیں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت میں اتنی مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے ۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے ۔ تو ارشاد فرمایا آیا میں شکر کرنے والا عبد نہ ہوں ۔

حل لغات تَرِمَ ۔ سوج جاتے تھے ، پھول جاتے تھے ، متورم ہو جاتے تھے ۔

تشریح دیکھو تشریح حدیث شریف ۱/۲۴۹ باب ہذا کے ضمن میں ۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۵۰

ع۱ ابو عمار الحسین بن حریث دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۱

ع۲ الفضل بن موسیٰ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

ع۳ محمد بن عمرو ، علامہ مناوی لکھتے ہیں ۔ کذا اقتصر علیہ فی نسخ وزاد فی نسخ اخری " بن عطاء القرشی "

ع۴ ابی سلمۃ ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

ع۵ ابی ہریرہ ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۰

حدیث ۳/۲۵۱ حدثنا عیسیٰ[1] بن عثمان بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن الرملی حدثنی عمی یحییٰ[2] بن عیسیٰ الرملی عن الاعمش[3] عن ابی صالح[4] عن ابی ھریرۃ[5] قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَقُوْمُ یُصَلِّیْ حَتّٰی تَنْتَفِخَ قَدَمَاہُ فَیُقَالُ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَتَفْعَلُ ھٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَفَلَا اَکُوْنَ عَبْدًا شَکُوْرًا

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیام فرماتے ہوئے اتنی نماز پڑھتے کہ دونوں پاؤں مبارک پھول جاتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی لمبی نماز پڑھتے ہیں کہ پاؤں مبارک سوج جاتے ہیں حالانکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے سبب سے گناہ بخشے، تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے، تو ارشاد فرمایا "کیا میں شکر کرنے والا عبد نہ ہوں۔"

تشریح دیکھو حدیث شریف ۱/۲۴۹ باب ہذا کے ضمن میں۔
حدیث شریف ۱/۲۴۹ سے لے کر حدیث شریف ۳/۲۵۱ تک کا مضمون ایک ہی ہے مگر اسناد مختلف ہیں۔ لہٰذا صاحب شمائل شریف نے تقویتِ مضمون کے لئے تینوں اسناد سے حدیث شریف کو ذکر کر دیا ہے۔ حضرت علامہ البیجوری فرماتے ہیں:-

"وانما ذکر ھذا الحدیث بالاسانید الثلاثۃ للتاکید والتقویۃ"

"سوائے اس کے نہیں کہ یہ تو تینوں اسانید کے ساتھ اس حدیث شریف کو ذکر کیا گیا ہے تاکید اور تقویت کے لئے ہے۔"

حدیث ۴/۲۵۲ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا محمد[2] بن جعفر حدثنا شعبۃ[3] عن ابی اسحٰق[4] عن الاسود[5] بن یزید قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ[6] عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِاللَّیْلِ فَقَالَتْ کَانَ یَنَامُ اَوَّلَ اللَّیْلِ ثُمَّ یَقُوْمُ فَاِذَا کَانَ مِنَ السَّحَرِ اَوْتَرَ ثُمَّ اَتٰی فِرَاشَہٗ فَاِذَا کَانَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ اَلَمَّ بِاَھْلِہٖ فَاِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ وَثَبَ فَاِنْ کَانَ جُنُبًا اَفَاضَ عَلَیْہِ مِنَ الْمَاۤءِ وَاِلَّا تَوَضَّاَ وَخَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۵۱
۱ عیسیٰ بن عثمان بن عیسیٰ بن عبد الرحمٰن الرملی۔ التمیمی الفاخوری الکوفی ہے۔ نزیل الرملۃ صدوق، یتشیع من العاشرۃ خرج لہ البخاری فی الادب ومسلم وابوداؤد وابن ماجہ
۲ یحییٰ بن عیسیٰ الرملی۔
۳ الاعمش۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی صفۃ شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
۴ ابی صالح۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی صفۃ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
۵ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

ترجمہ اسود بن یزید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رات آرام فرماتے تھے، پھر نیند سے بیدار ہوتے پس جب رات کا آخر ہوتا تو وتر پڑھتے، پھر اپنے بستر پر تشریف فرما ہوتے، اگر ضرورت سمجھتے تو اپنی کسی بیوی کے پاس جاتے، جب اذان سنتے تو فوراً اٹھتے، اگر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرماتے اور نماز کے لئے چلے جاتے۔

حل لغات اَلسَّحَر۔ آخر اللیل۔ رات کا آخری حصہ۔ اَوْتَرَ۔ وتر پڑھتے۔ اَلَمَّ۔ قریب جاتے، پاس جاتے، حجت کرتے۔ وَثَبَ۔ فوراً، جلدی سے، دفعتہً۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رات کی نماز کے متعلق دریافت کیا" یعنی رات کے کس کس حصہ میں عبادت کرتے تھے اور تہجد کی نماز کس وقت ادا کرتے تھے وتر کس وقت پڑھتے تھے وغیرہ وغیرہ، ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رات آرام فرماتے تھے" یعنی عشاء کی نماز پڑھ کر نصف شب تک نیند فرماتے۔ علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :-

"بعد صلوٰۃ العشاء الی تمام نصفہ الاول لانہ کرہ النوم قبلھا"

ارشاد ہے "پھر نیند سے بیدار ہو جاتے" یعنی نصف شب کے بعد نماز پڑھنے میں مصروف ہو جاتے، گویا نماز تہجد ادا فرماتے تسبیح و تقدیس میں مصروف ہوتے نماز میں اتنا طویل قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک پر ورم آ جاتا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اسی طرح عبادتِ الٰہی میں "رات کا آخری حصہ ہو جاتا تو وتر ادا فرماتے" حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں :-

"وعن ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یقراء فی الاولیٰ "سبح اسم ربك الاعلیٰ" "قل یایھا الکافرون" و "قل ھو اللہ احد" فی رکعۃ رکعۃ۔"

"ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم ربك الاعلیٰ اور قل یایھا الکافرون اور قل ھو اللہ احد ایک ایک رکعت میں پڑھتے تھے۔"

اسماء الرجال حدیث ۲۵۲
۱۔ محمد بن بشار، دیکھیو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ محمد بن جعفر، دیکھیو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ شعبہ، دیکھیو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴۔ ابی اسحٰق، دیکھیو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵۔ اسود بن یزید، دیکھیو حدیث ۱ باب ما جاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶
۶۔ عائشہ، دیکھیو حدیث ۱ باب ما جاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۹

گویا تین رکعت وتر ادا فرماتے اور مندرجہ بالا سورتیں ہر ایک رکعت میں الفاتحہ کے بعد پڑھتے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

"کان یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الاعلٰی وفی الثانیہ بقل یا ایھا الکافرون وفی الثالثۃ بقل ھو اللہ احد والمعوذتین رواہ ابوداؤد والمصنف"

"کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ کی سورت دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون کی سورۃ اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد اور معوذتین کی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔"

وتر پڑھ کر صبح کی اذان تک آرام فرماتے، اگر ضرورت محسوس کرتے تو کسی ایک بیوی صاحبہ سے صحبت فرما لیتے ورنہ نہیں۔ اگر صحبت فرماتے تو غسل فرما لیتے ورنہ وضو کر کے نماز کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے۔ علامہ البیجوری فرماتے ہیں کہ وضو فرما کر حجرہ مبارکہ میں ہی صبح کی سنتیں ادا کر کے فرض نماز کے لئے مسجد تشریف فرما ہو جاتے۔ نیز علامہ البیجوری فرماتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ وضو فرمانا تجدید وضو ہو۔

"لان نومہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا ینقض الوضوء"

"اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند مبارک وضو کو توڑنے والی نہیں"

حدیث ع۵ / ۲۵۳ عن قتیبۃ[ع۱] بن سعید عن مالک[ع۲] بن انس ح وحدثنا اسحٰق[ع۳] بن موسٰی الانصاری حدثنا معن[ع۴] عن مالک[ع۵] عن مخرمۃ[ع۶] بن سلیمان عن کریب[ع۷] عن ابن عباس[ع۸] اَنَّہٗ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ بَاتَ عِنْدَ مَیْمُوْنَۃَ وَھِیَ خَالَتُہٗ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِیْ عَرْضِ الْوِسَادَۃِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِیْ طُوْلِھَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَتّٰی اِذَا انْتَصَفَ اللَّیْلُ اَوْ قَبْلَہٗ بِقَلِیْلٍ فَاسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَجَعَلَ یَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْھِہٖ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ الْاٰیٰتِ الْخَوَاتِیْمَ مِنْ سُوْرَۃِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰی شَنٍّ مُعَلَّقٍ فَتَوَضَّاَ مِنْہُ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ

اسماء الرجال حدیث ع۵ / ۲۵۳

ع۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۳ اسحٰق بن موسیٰ الانصاری۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۴ معن۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۵ مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۶ مخرمہ بن سلیمان

ع۷ کریب۔ دیکھو حدیث ع۱۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۹

ع۸ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ع۱۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

بْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاسِىْ ثُمَّ اَخَذَ بِاُذُنِى الْيُمْنٰى فَفَتَلَهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ قَالَ مَعْنٌ سِتَّ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ ثُمَّ جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ انہوں نے جنابِ میمونہ کے گھر میں رات گذاری، اور وہ ان کی خالہ ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں تکیہ کی چوڑائی پر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تکیہ کی لمبائی پر لیٹ گئے، کم و بیش آدھی رات گذر گئی کہ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے نیند پونچھی، پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھیں، پھر اُٹھے پانی کے مشکیزہ کی جانب جو لٹکا ہوا تھا اس سے پانی لے کر نہایت ہی احسن وضو فرمایا۔ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا پھر میرا دایاں کان پکڑا اور میرا کان مروڑا پھر حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھیں چھ بار پڑھیں، معن نے کہا کہ چھ بار۔ پھر وتر پڑھے اس کے بعد لیٹ گئے۔ پھر مؤذن آیا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور دو ہی سنتیں پڑھیں پھر صبح کی نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

حل لغات بَاتَ۔ رات گذاری۔ شَنٌّ۔ مشکیزہ۔ مُعَلَّقٌ۔ لٹکا ہوا۔ جَنْبٌ۔ پہلو، جانب۔ سِتَّ۔ چھ مرات مرتبہ، بار۔ فَتَلَ۔ مروڑا۔ خَفِيْفَتَيْنِ۔ ہلکی پھلکی۔ شَنٌّ۔ مشک کہنہ۔

تشریح اس حدیث شریف سے چند امور معلوم ہو رہے ہیں پہلا یہ کہ امر معروف بفعلِ قلیل نماز میں جائز ہے جیسا کہ ابن عباس کا کان مروڑا اور بائیں طرف سے دائیں کو لائے۔ دوسرا یہ کہ رات کو نماز کے بعد وتر پڑھنا افضل ہے۔ تیسرا یہ کہ مؤذن کو مستحب ہے کہ امام صاحب اگر گھر میں ہو اور نماز تیار ہو تو اسے اعلام کرے۔ چوتھا یہ کہ صبح کی سنتیں ہلکی پھلکی پڑھنا مسنون ہیں، پانچواں یہ کہ صبح کی سنتیں گھر میں ادا کرنا بہتر ہیں۔ چھٹا یہ کہ لڑکے کا نماز امام کے پیچھے ادا کرنا جائز ہے۔ ساتواں یہ کہ جماعت بغیر فرائض کے یعنی نوافل وغیرہ میں بلا تداعی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث ع۶/۲۵۴ حدثنا ابو کریب[۱] محمد بن العلاء حدثنا وکیع[۲] عن شعبة[۳] عن ابی جمرة[۴] عن ابن عباس[۵] قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات میں تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

حل لغات ثَلٰثَ عَشْرَةَ۔ تیرہ۔

تشریح صاحب قاموس کے کہنے کے مطابق مِنْ بمعنی فیہ ہے وہ مثال دیتے ہیں جیسے "اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ" یعنی ارشاد ہے "کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات میں تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے" گویا عشاء کی نماز کے بعد اوّل نصف شب آرام کرکے پچھلی رات کے دوران صبح کی نماز سے پہلے تہجد کی نماز تیرہ رکعت ادا فرماتے تھے۔ دس رکعت تہجد کے نفل اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ تہجد کی نماز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت یا اس سے زیادہ بھی ادا فرمائی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جتنی رکعت پڑھتے دیکھا وہی بیان کر دیا۔

حدیث ع۵/۲۵۵ حدثنا قتیبة[۱] بن سعید حدثنا ابو عوانة[۲] عن قتادة[۳] عن زرارة[۴] بن اوفی عن سعد[۵] بن هشام عن عائشة[۶] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم كَانَ اِذَا لَمْ يُصَلِّ بِاللَّيْلِ مَنَعَهٗ مِنْ ذٰلِكَ النَّوْمُ اَوْ غَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَكْعَةً۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب رات کی نماز نہ ادا کر سکتے یعنی نیند کی وجہ سے یہ نماز نہ پڑھ سکتے یا آنکھوں میں نیند غالب آجاتی تو دن میں بارہ رکعت یہ نماز ادا کر لیتے۔

حل لغات عَیْنَا۔ دونوں آنکھیں مبارک۔ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ۔ بارہ۔

اسماء الرجال حدیث ع۶/۲۵۴

ع۱ ابوکریب محمد بن العلاء۔ دیکھو حدیث ع۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ع۲
ع۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ع۳
ع۴ ابی جمرہ۔ اس کا نام نصر بن عمران بن عصام الضبعی بصری ہے ثقہ ہے۔ من الثالثة اخرج له الستة اتفقوا علی توثیقه۔
ع۵ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ع۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ع۵

اسماء الرجال حدیث ع۵/۲۵۵

ع۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ ابوعوانہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ع۱
ع۳ قتادہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ع۵
ع۴ زرارہ بن اوفی۔ الجرشی البصری ہے بصرہ کا قاضی ہے ثقہ عابد ہے خرج له الستة، سورۂ مدثر تلاوت کر رہے تھے کہ جب "فاذا نقر فی الناقور" پر پہنچے تو خوف الٰہی کے غلبہ سے گرے اور فوت ہو گئے۔

https://archive.org/details/@madni_library

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

تشریح ام المومنین یا کسی راوی کا شک ہے کہ "منعہ من ذالک الیوم" ہے یا "غلبتہ عیناہ" ہے بہرحال مطلب واضح ہے کہ کبھی کبھار اگر نماز تہجد کسی عارض کی وجہ سے (اگرچہ وہ آنکھوں میں نیند کا غلبہ ہی کیوں نہ ہو) رہ جاتی تو اسی دن زوال سے پہلے پہلے بارہ رکعت نماز ادا کر لیتے، چونکہ وتر عشاء کے ساتھ ہی پڑھ لئے ہوں گے۔ اس لئے صرف بارہ رکعت ہی ادا فرمائیں۔ میرے استاذِ محترم محدثِ کبیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ، فرماتے تھے کہ اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتا ہے کہ "کہ اگر کسی صاحب کا وِرد رات کو رہ جائے تو دوسرے دِن اس کی ادائیگی کرے اور مشائخ کا یہی معمول ہے"۔ صحیح مسلم شریف میں حضور سرورِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے :-

"من نام عن حزبه من الليل او عن شئ منه فقرأه مابين صلوٰة الفجر وصلوٰة الظهر كان كمن قرأه من الليل"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو رات کے وقت سو گیا اور اپنا ورد یا کوئی معمول پورا نہ کر سکا تو اسے صبح کی نماز اور ظہر کی نماز کے درمیان پورا کر لیا تو گویا اس نے اس کو رات ہی میں پورا کر لیا"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں۔

"ایں حدیث دلالت دارد بر آنکہ اگر وِردِ شب اگر فوت شود مستحب است کہ روز آنہ قضا کند"

یعنی یہ حدیث اس مسئلہ پر دلالت کرتی ہے کہ اگر کسی کا رات کا ورد رہ جائے تو مستحب ہے کہ دن میں اسے پورا کرے"

ارشاد ہے "تو دن میں بارہ رکعت نماز ادا کر لیتے" گویا تہجد کی نماز بارہ رکعت تھیں، اس حدیث شریف کے حاشیہ پر ہے :-

"فيه دليل على ان صلوٰة الليل ثنتي عشر ركعة كما هو المختار عند ابى حنيفة"

"اس میں دلیل ہے کہ تہجد کی نماز بارہ رکعتیں ہیں اور یہی حضرت امام ہمام امامِ اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی ہے"

یہ سعد بن ہشام انصاری ہے المدنی ہے ثقہ ہے من الطبقۃ الثالثۃ استشہد خرج لہ الستۃ

بمکران۔ یہ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۹

حدیث ۸؎ ۲۵۶ حدثنا محمد[1] بن العلاء حدثنا ابواسامة[2] عن هشام[3] يعنی ابن حسان عن محمد[4] بن سيرين عن ابی هريرة[5] عن النبی صلی الله عليه واله وسلم قَالَ اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ مِنَ اللَّيْلِ فَلْيَفْتَتِحْ صَلٰوتَهٗ بِرَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ۔

ترجمہ ابوہریرہ سے روایت ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم سے کوئی ایک رات کی نماز کے لئے بیدار ہو تو اپنی نماز کا آغاز دو ہلکی رکعتوں کے ساتھ کرے۔

تشریح یعنی تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اُٹھے تو وضو کرکے دو نماز تحیۃ الوضوء پڑھے اور اس میں قرأت مختصر ہو اور پھر تہجد کی نماز حسب توفیق و استطاعت ادا کرے۔ تہجد کی نماز میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید پڑھے۔ رکوع و سجود میں انتہائی عاجزی اور فروتنی اختیار کرے۔

حدیث ۹؎ ۲۵۷ حدثنا قتيبة[1] بن سعيد عن مالك[2] بن انس ح وحدثنا اسحٰق[3] بن موسی حدثنا معن[4] حدثنا مالك[5] عن عبد الله[6] بن ابی بكر عن ابيه[7] ان عبد الله[8] بن قيس بن مخرمة اخبره عن زيد[9] بن خالد الجهنی اَنَّهٗ قَالَ لَاَرْمُقَنَّ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله عليه واله وسلم فَتَوَسَّدْتُ عَتَبَتَهٗ اَوْ فُسْطَاطَهٗ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه واله وسلم فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه واله وسلم رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ طَوِيْلَتَيْنِ ثُمَّ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ وَهُمَا دُوْنَ اللَّتَيْنِ قَبْلَهُمَا ثُمَّ اَوْتَرَ فَذٰلِكَ ثَلٰثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ۔

ترجمہ زید بن خالد الجہنی سے روایت ہے یہ کہ وہ فرماتے ہیں میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو بہت ہی غور سے دیکھتا رہوں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آستانۂ اقدس کی دہلیز کا میں نے تکیہ بنایا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ مبارک کے دروازہ پر میں نے تکیہ لگایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعتیں ہلکی پڑھیں پھر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طویل طویل دو رکعتیں پڑھیں، پھر ان سے ہلکی دو رکعتیں پڑھیں، پھر وتر پڑھے اور یہ تیرہ رکعت ہو گئیں۔

حل لغات لَاَرْمُقَنَّ۔ البتہ ضرور بالضرور میں نماز کو تاکتا رہوں گا۔ اس کا مصدر رَمْقٌ ہے جس کے معنی دزدیدہ

اسماء الرجال حدیث ۸؎ ۲۵۶

۱؎ محمد بن العلاء۔ دیکھو حدیث ۵؎ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱؎

۲؎ ابو اسامہ۔ دیکھو حدیث ۱۲؎ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲؎

۳؎ ہشام یعنی ابن حسان۔ دیکھو حدیث ۴؎ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳؎

۴؎ محمد بن سیرین۔ دیکھو حدیث ۵؎ باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲؎

۵؎ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵؎

اسماء الرجال حدیث ۹؎ ۲۵۷

۱؎ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲؎

۲؎ مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲؎

۳؎ اسحٰق بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱؎

۴؎ معن۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲؎

۵؎ مالک۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳؎

۶؎ عبداللہ بن ابی بکر

نگاہ سے دیکھنا، دیر تک دیکھتے رہنا۔ تَوَسَّدْتُ۔ تکیہ لگایا میں نے۔ عَتَبَةٌ۔ آستانہ۔ فُسْطَاط۔ خیمہ، ڈیرہ، شہر۔

تشریح

ارشاد ہے "دو رکعتیں ہلکی پڑھیں" یعنی تحیۃ الوضو کی نماز پڑھی۔ ارشاد ہے "طویل طویل طویل دو رکعتیں پڑھیں" یعنی تہجد کی پہلی دو رکعتیں بہت ہی لمبی پڑھیں۔ یہ تکرار مبالغہ کے لئے آیا ہے، پھر چار بار دو دو رکعتیں پڑھیں جو کہ ہر ایک دوسری سے ہلکی تھیں، پھر تین رکعت وتر پڑھے۔ نماز تہجد میں تحیۃ الوضو شمار نہیں ہے۔

ارشاد ہے "کہ نماز کو بہت ہی غور سے دیکھتا رہوں گا" یعنی پوری توجہ سے نگاہ رکھوں گا، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سُنّت مُبارک اور عمل مُبارک کے مطابق اپنی نماز ادا کروں، سبحان اللہ کتنا مبارک اور عشق سے بھرپور جذبہ ہے کہ ساری رات پیارے محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آستانۂ اقدس کی دہلیز پر سر رکھے ہوئے عبادتِ محبوب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھ رہے ہیں۔

حدیث ۱/۲۵۸

حدثنا اسحٰق[1] بن موسیٰ حدثنا معن[2] حدثنا مالك[3] عن سعيد[4] بن ابی سعید المقبری عن ابی سلمة[5] بن عبد الرحمٰن انه اخبره اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ[6] كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لِيَزِيْدَ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَيْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّیْ اَرْبَعًا لَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّیْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِیْ۔

ترجمہ

ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رمضان مبارک میں نماز کی کیا کیفیت تھی تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم رمضان اور بغیر رمضان کے گیارہ رکعت سے زیادہ نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پڑھتے چار رکعتیں، نہ پوچھ کہ کتنی عمدگی سے ادا فرماتے اور نہ ہی ان کے طویل ہونے کے متعلق پوچھ، پھر تین رکعت پڑھتے۔ ام المومنین نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وتر سے پہلے سو جاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

حل لغات

لَا تَسْئَلْ۔ نہ پوچھ۔ کیا پوچھتے ہو۔

انصاری ہے، مدنی ہے اور ... قاضی ہے، لہ عن ابیہ و انس ... وعمر وغیرہ و اسفایان ... وفلیح، حجۃ ہے۔ ... ۱۲۵ھ میں فوت ہوا ... الاربعة ... عن ابیہ یعنی ابی بکر ابن حزم ... مشہور ہیں، اکثر انا ابا یحیی ... وهشام الرواية عنه ... عبد اللہ بن قیس بن مخرمہ ... المطلبی ہے، یقال لہ رؤیۃ ... کبیر تابعی ہے۔ خرج لہ مسلم والاربعة ... زید بن خالد الجہنی، المدنی ہے ... مشہور صحابی ہے، سکن المدینہ ... صحیحین میں موجود ہے، قبیلہ جہینہ ... کا علم آپ کے پاس تھا، مات ... ثمان وثمانین ولہ خمس ... وثمانون۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۲۵۸

[1] اسحٰق بن موسیٰ۔ دیکھیو حدیث ... باب ما جاء فی ترجیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ...

تشریح ارشاد ہے" ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رمضان میں نماز کی کیا کیفیت تھی" شارحین فرماتے ہیں کہ صدر اوّل میں خیال کیا جاتا تھا کہ شاید رمضان شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مخصوص نماز پڑھتے ہیں، اسی لئے انہوں نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے اس قسم کا سوال کیا تو انہوں نے انکار کا جواب دیا۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔

"ایں سوال برائے آں بود کہ در صدر اول نزد اکثر	"صدر اوّل میں خیال کیا جاتا تھا کہ شاید رمضان شریف
ایشاں چناں مقرر بود کہ برائے رسولِ خدا در ماہِ رمضان	میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی مخصوص نماز پڑھتے ہیں
نماز مخصوص بود و مادر مومنان عائشہ انکار آں کرد	اسی لئے انہوں نے ام المؤمنین سے اس قسم کا سوال کیا
کہ برائے آنحضرت نماز مخصوص نبود۔"	تو انہوں نے انکار کا جواب دیا۔"

ارشاد ہے" نہ پوچھ کہ کتنی عمدگی سے ادا فرماتے اور نہ ہی ان کے طویل ہونے کے متعلق پوچھ" یعنی نہایت ہی اطمینان، وقار، عظمت، فروتنی، عاجزی اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ انتہائی عمدگی اور خوبصورتی سے ادا فرماتے اور ان میں قرأت بھی لمبی پڑھتے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہ ارشاد کتنا پیارا ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نماز کی ادائیگی کے حسن و خوبصورتی کو بیان ہی نہیں کر سکتی ہوں۔ حضرت شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی دوسرا شخص اگر پچاس رکعت نماز ادا کرے تو وہ طوالت میں ان آٹھ رکعت کے برابر ہوں جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا فرماتے تھے۔" حضرت مولانا مولوی مصلح الدین محمد صلاح بن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ لکھتے ہیں :۔

"شیخ ابن حجر در اشرف الوسائل شرح الشمائل آوردہ کہ درازی ایں ہشت رکعت موازنہ پنجاہ رکعت بودہ کسے دیگر میگذارد"

ارشاد ہے" پھر تین رکعت وتر پڑھے" یعنی ایک سلام کے ساتھ تین رکعت وتر پڑھے۔ ہم احناف کے نزدیک وتر کی تین رکعتیں ایک ہی سلام کے ساتھ واجب ہیں۔ ارشاد ہے" یارسول اللہ! کیا آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں" گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی نصف شب سوتے تھے اور آرام فرماتے تھے پھر اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے اور پھر وتر پڑھتے۔ ام المؤمنین کو جواب ارشاد فرمایا کہ" بے شک میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا" یعنی اگرچہ میں ظاہری طور پر سوتا ہوں مگر حقیقتاً بیدار ہوتا ہوں، لہٰذا مجھے وتر کے نہ پڑھنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا، اسی لئے فقہائے نے لکھا

ہے کہ جس شخص کو اس بات پر وثوق ہے کہ وتر اس سے فوت نہیں ہوتے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وتر تہجد کے بعد پڑھے نیز یہ خاصۂ انبیاء علیہم السلام ہے کہ ان کی آنکھیں سوئی ہوں تو ان کا دل بیدار ہوتا ہے۔ حضرت علامہ مصلح الدین محمد صلاح بن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"و ایں معنی خاصۂ انبیاء علیہم السلام است از جہتِ حیاتِ دلہائے ایشاں و استغراق ایشاں بمشاہدہ جمال کبریاء جل ذکرہ"۔

حدیث ۲۵۹/۱۱ حدثنا اسحٰق[1] بن موسیٰ حدثنا معن[2] حدثنا مالک[3] عن ابن شہاب[4] عن عروۃ[5] عن عائشۃ[6] انّ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلّی من الّیل احدٰی عشرۃ رکعۃً یوتر منہا بواحدۃٍ فاذا فرغ منہا اضطجع علٰی شقّہ الایمن۔ حدثنا ابن ابی عمر حدثنا معن عن مالک عن ابن شہاب نحوہ ح وحدثنا قتیبۃ عن مالک عن ابن شہاب نحوہ۔

ترجمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعت پڑھتے تھے جس میں وتر کی ایک رکعت ہوتی تھی، جب آپ یہ نماز پڑھ لیتے تو دائیں پہلو پر آرام فرمانے کے لئے لیٹ جاتے۔

تشریح ارشاد ہے "کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعت پڑھتے تھے جس میں وتر کی ایک رکعت ہوتی تھی" گویا دس رکعت تہجد کی اور ایک رکعت وتر کی نماز پڑھتے تھے۔ تہجد کی نماز تو مختلف رکعت کا پڑھنا مختلف اوقات میں ثابت ہے، البتہ اس حدیث شریف سے ایک رکعت وتر پڑھنا معلوم ہو رہا ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں وتر کی ایک ہی رکعت ہے۔ ہمارے احناف کے نزدیک تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ واجب ہیں بعض ائمہ ایک رکعت کے ساتھ اس سے پہلے دو رکعت علیحدہ سلام کے ساتھ واجب بتاتے ہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۲۵۹/۱۱

۱ اسحٰق بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی تنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ معن۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی تنعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ مالک۔ دیکھو حدیث ۔۔ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۴ ابن شہاب۔ دیکھو حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

۵ عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۶ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

حدیث ۱۲/۲۶۰ حدثنا هناد[1] حدثنا ابوالاحوص[2] عن الاعمش[3] عن ابراهيم[4] عن الاسود[5] عن عائشة[6] قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه واٰله وسلم يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ حدثنا محمود بن غيلان حدثنا يحيى بن ادم حدثنا سفيٰن الثوری عن الاعمش نحوه .

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم رات کی نماز نو رکعت پڑھا کرتے تھے ۔

حل لغات تِسْعَ ۔ نو ۔

تشریح ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم رات کی نماز نو رکعت پڑھا کرتے تھے" یعنی چھ رکعت نماز تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے ۔

حدیث شریف کی سند جب ختم ہو تو نَحْوَهٗ یا مِثْلَهٗ کے الفاظ بعض مقامات پر ہوتے ہیں تو جان لینا چاہیے کہ یہ محدثین کی اصطلاحات ہیں ۔ نَحْوَهٗ وہاں استعمال کرتے ہیں جہاں دوسری روایات کے الفاظ میں کچھ فرق ہو لیکن معنیٰ قریب قریب ہوں اور مِثْلَهٗ وہاں کہتے ہیں جہاں دوسری روایت پہلی روایت کے لفظ بلفظ مطابق ہو ۔

حدیث ۱۳/۲۶۱ حدثنا محمد بن المثنى[1] حدثنا محمد بن جعفر[2] حدثنا شعبة[3] عن عمرو[4] ابن مرة عن ابی حمزة[5] رجل من الانصار عن رجل[6] من بنی عبس عن حذيفة ابن اليمان اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه واٰله وسلم مِنَ اللَّيْلِ قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ قَالَ ثُمَّ قَرَاَ الْبَقَرَةَ ثُمَّ رَكَعَ فَكَانَ رُكُوْعُهٗ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَانَ قِيَامُهٗ نَحْوًا مِنْ رُكُوْعِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ ثُمَّ سَجَدَ فَكَانَ سُجُوْدُهٗ نَحْوًا مِنْ قِيَامِهٖ وَكَانَ يَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى سُبْحَانَ

اسماء الرجال حدیث ۱۲/۲۶۰
[1] ہناد ۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۹
[2] ابوالاحوص ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۲
[3] الاعمش ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی صفۃ شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۲
[4] ابراہیم بن یزید النخعی ہے
[5] الاسود ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۱
[6] عائشہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۱۳/۲۶۱
[1] محمد بن المثنیٰ ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۱
[2] محمد بن جعفر ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۲
[3] شعبہ ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۳
[4] عمرو ابن مرۃ ۔ دیکھو حدیث ۳۳ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جائزہ ۴
[5] ابی حمزۃ رجل من الانصار ۔ ان کا نام طلحہ بن یزید ہے ۔ حذیفہ سے بطریق ارسال روایت کرتا ہے اور صرف زید بن ارقم اور اپنے چچا سے مروی

رَبِّيَ الْاَعْلٰى ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ فَكَانَ مَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ نَحْوًا مِّنَ السُّجُوْدِ وَكَانَ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ حَتّٰى قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَاٰلَ عِمْرَانَ وَالنِّسَآءَ وَالْمَائِدَةَ اَوِالْاَنْعَامَ شُعْبَةُ الَّذِيْ شَكَّ فِي الْمَآئِدَةِ وَالْاَنْعَامِ قال ابوعيسٰى وابوحمزة اسمه طلحة بن زيد وابوجمرة الضبعي اسمه نصر بن عمران.

ترجمہ حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک رات نماز پڑھی۔ اس نے فرمایا کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز شروع کی تو فرمایا۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ذُو الْمَلَكُوْتِ وَالْجَبَرُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ ، راوی کہتا ہے کہ پھر سورۂ بقرہ پڑھی پھر رکوع کیا اور رکوع بھی قیام کی طرح طویل تھا۔ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پڑھتے تھے' پھر سر اقدس اٹھایا اور قیام بھی رکوع کی طرح تھا اور لِرَبِّيَ الْحَمْدُ لِرَبِّيَ الْحَمْدُ پڑھتے تھے' پھر سجدہ فرمایا اور سجدہ بھی قیام کی طرح تھا اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پڑھتے تھے پھر سر اقدس اٹھایا یہ بھی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا سجدہ کی طرح طویل تھا اور رَبِّ اغْفِرْ لِيْ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ فرماتے تھے' یہاں تک کہ سورۂ بقرہ' آل عمران' النساء اور المائدہ یا الانعام پڑھیں' شعبہ وہ شخص ہے جس نے یہ شک کیا ہے کہ یا مائدہ پڑھی یا الانعام پڑھی۔

تشریح اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ نفلی نماز جتنی بھی طویل پڑھی جائے۔ رکوع اور سجود میں بھی کلمات مبارک زیادہ پڑھیں تو بہت ہی افضل ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

" ایں ذکر در ہر رکوع مطلوب است و اقل او یک بار است و ادنیٰ کمال او سہ بار و اعلیٰ او یازدہ بار"	" یعنی سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کا ذکر رکوع میں مطلوب ہے کم سے کم ایک بار' ادنیٰ کمال تین بار اور اعلیٰ کمال گیارہ بار پڑھنا ہے "

فرائض میں ایک بار پڑھنا ضروری ہے اور تین بار پڑھنا افضل ہے اسی طرح سجدے میں بھی' ارشاد ہے" یہاں تک کہ سورۂ بقرہ' آل عمران' النساء اور المائدہ یا الانعام پڑھیں" یعنی چار رکعتوں میں چار سورتیں پڑھیں۔ جناب علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں ۔

شیخ ابن حجر گفتہ کہ ظاہر آں است کہ ایں چہار سورۃ	یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یا بات ظاہر ہے کہ

ب بن مرہ سے روایت کرتا ہے
وثقه النسائي، خرج له
البخاري والاربعة. من
الثالثة.
ع۱ رجل من بني عبس. اس کا
نام صلہ بن زفر ہے. العبسي الكوفي
ہے. احتج به الشيخان ومنه
بعض الائمة وثقة.
ع۲ حذیفہ الیمان. دیکھیے صفحہ نمبر ۲
باب ما جاء في صفة نوم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

در چهار رکعت خوانده و روایت ابی داؤد صریح آمده که گفت "فصل اربع رکعات قرأ فیهن البقرۃ آل عمران، والنساء والمائدہ او الانعام" یعنی پس خواند آنسرور چهار رکعت و خواند درانها این چهار سورہ پس این روایت گویا بیان اوست و تائید می کند اورا"

یہ چار سورتیں چار رکعتوں میں پڑھیں اور ابوداؤد کی روایت صریح ہے کہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار رکعتیں پڑھیں جن میں یہ چار سورتیں پڑھیں لہٰذا یہ روایت اس روایت کا بیان ہے اور تائید کرتی ہے۔"

حدیث ۱۴/۲۶۲ حدثنا ابوبکر محمد[1] بن نافع البصری حدثنا عبد الصمد[2] بن عبد الوارث عن اسماعیل[3] بن مسلم العبدی عن ابی المتوکل[4] عن عائشہ[5] رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بِاٰیَۃٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ لَیْلَۃً۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی ایک ہی آیت تمام رات نماز میں پڑھتے رہے۔

تشریح ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کی ایک ہی آیت تمام رات نماز میں پڑھتے رہے" یعنی ایک ہی آیت کی تکرار نماز میں تمام رات کرتے رہے، یہ آیۂ کریمہ یہ تھی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

اے اللہ! اگر تو ان سب کو عذاب کرنا چاہے تو یہ تیرے ہیں یعنی ہر طرح سے تیری ملک ہیں، تیری چیزیں ہیں تو جو چاہے تصرف فرما دے۔ اگر تو ان کی مغفرت فرمادے اور سب کو معاف کردے، تو تیری شان سے کچھ بعید نہیں، تو بڑی قدرت والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔

جناب مولینا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"حاصل آنکہ عذاب کنی عدل است واگر مغفرت

یعنی اے اللہ تعالیٰ اگر تو ان کو ان کے گناہوں پہ

اسماء الرجال حدیث ۱۴/۲۶۲

۱ ابوبکر محمد بن نافع البصری
ابوبکر بن احمد بن ابی نافع ... له عن غندر وجماعۃ وعنه م د وعدۃ، ذہبی نے ثقہ ... ت وعشرین ... عن ... ذہول۔

۲ عبد الصمد بن عبد الوارث۔ ابو سہل کنیت ہے، التنوری ہے حافظ ہے حجت ہے، له عن ہشام الدستوائی وشعبۃ وعنه ابنه وعبد وخرج له الستۃ۔ ۲۰۷ھ میں فوت ہوئے۔

۳ اسماعیل بن مسلم العبدی ہے البصری ہے، قاضی ہے، ثقہ ہے من السادسۃ، خرج له مسلم۔

۴ ابی المتوکل، اس کا نام علی بن ابی داؤد ہے اور ابن داؤد کہا جاتا ہے۔

۵ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی عطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

کی فضل است"

عذاب دیتا ہے تو عین عدل ہے اور اگر ان گناہوں کو میری اس عاجزی اور دعا کو قبول فرما کر معاف فرماتا ہے تو یہ تیرا عین فضل ہے"

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اللہ جل جلالہ کے حضور یہ تکرار، دعا، تضرع اور طلبِ مغفرت کے لئے تھا۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں:-

"ان القرأة قصد بها الدعاء والتضرع وطلب المغفرة من الله العزيز الحكيم"

حدیث ۱۵/۲۶۲ حدثنا محمودؐ بن غیلان حدثنا سلیمانؐ بن حرب حدثنا شعبةؐ عن الاعمشؐ عن ابی وائلؐ عن عبدؐ الله قال صَلَّيْتُ لَيْلَةً مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ قِيْلَ لَهٗ وَمَا هَمَمْتَ بِهٖ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَدَعَ النَّبِيَّ صلی الله علیه وآله وسلم حدثنا یوسف بن وکیع حدثنا جریر عن الاعمش نحوہٗ۔

ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لمبا قیام کیا یہاں تک کہ میں نے ایک امر قبیح کا ارادہ کیا۔ ان سے پوچھا گیا وہ کیا ارادہ تھا۔ انہوں نے کہا میں نے بیٹھنے کا ارادہ کر لیا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلا چھوڑ دینے کا۔

حل لغات هَمَمْتُ ۔ میں نے ارادہ کیا۔
الهَمّ ۔ ارادہ کرنا۔ سُوْءٍ ۔ قبیح ۔ برا۔

تشریح ارشاد ہے "بس نے ایک امر قبیح کا ارادہ کر لیا" وہ ارادہ کیا تھا خود ہی ارشاد فرمایا "کہ میں نے بیٹھنے کا ارادہ کر لیا تھا" اور "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکیلا چھوڑ دینے کا" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اتنی لمبی نماز پڑھی، اتنا طویل قیام کیا اور اتنی دراز قرأت فرمائی کہ جناب عبداللہ بن مسعود کھڑے کھڑے تھک گئے اور ایک ایسے کام کا ارادہ کر لیا جسے وہ خود بھی انتہائی ناپسند اور برا سمجھتے تھے، اور یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا کھڑے رہیں اور یہ بیٹھ جائیں۔ جنابؓ

اسماء الرجال حدیث ۱۵/۲۶۲
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ سلیمان بن حرب۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ما جاء فی صفة نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۳ شعبہ۔ دیکھیے حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ الاعمش۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی صفة شراب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۵ ابو وائل۔ شقیق بن سلمہ کوفی ہے۔ ذہبی نے کہا۔ اس نے ادراک کیا اور سمع عمر ومعاذا وعنه والاعمش۔ عالم عامل ہے۔ ثقہ۔ انتقال ۸۲ھ میں ہوا۔ توثیقہ۔
۶ عبداللہ بن مسعود۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ماجاء فی صفة ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

عبداللہ بن عباس کے فرمانے کا یہ منشا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کی نماز کافی طویل ادا فرماتے تھے۔ بعض شارحین نے "بیٹھ جاؤں" کا یہ مطلب لیا ہے کہ "نماز ہی پڑھنی چھوڑ دوں"۔ حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح حلاوۃ المتعلین میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"ایں معنی بعید است زیرا کہ نسبت ترک نماز بالکلیہ بعبداللہ پسر مسعود کہ از اکمل صحابہ بود رضی اللہ عنہم غیر ملایم است واللہ اعلم بالصواب۔"

"یہ معنی ناقابل اعتنا ہیں اس لئے کہ بالکل نماز کو ترک کرنے کی نسبت عبداللہ بن مسعود جو کہ اکمل صحابہ سے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف قطعاً نامناسب ہے۔"

حدیث ۱۶/۲۶۴ حدثنا اسحٰق[ع۱] بن موسیٰ الانصاری حدثنا معن[ع۲] حدثنا مالک[ع۳] عن ابی النضر[ع۴] عن ابی سلمۃ[ع۵] عن عائشۃ[ع۶] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یُصَلِّیْ جَالِسًا فَیَقْرَأُ وَھُوَ جَالِسٌ فَاِذَا بَقِیَ مِنْ قِرَاءَتِہٖ قَدْرُ مَا یَکُوْنُ ثَلٰثِیْنَ اَوْ اَرْبَعِیْنَ اٰیَۃً قَامَ فَقَرَءَ وَھُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَکَعَ وَسَجَدَ ثُمَّ صَنَعَ فِی الرَّکْعَۃِ الثَّانِیَۃِ مِثْلَ ذٰلِکَ ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے پس قرأت فرماتے بیٹھے ہوئے، پس جب قرأت میں تیس یا چالیس کے قریب آیتیں باقی رہتیں تو کھڑے ہو جاتے اور باقی قیام میں پڑھتے، پھر رکوع اور سجدہ کرتے، پھر دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح ادا فرماتے ۔

حل لغات
ثَلٰثِیْنَ ۔ تیس ۔
اَرْبَعِیْنَ ۔ چالیس ۔

تشریح شارحین رحمہم اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ اس طرح بیٹھ کر نوافل میں تلاوت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بڑھاپے کے وقت کا عمل ہے، چنانچہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخر عمر کے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بوجہ ضعف ونقاہت) نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے۔ مولینا محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں ۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ کسی کہ دشوار باشد بروئے درازی ایستادن در نماز نفل بعارضہ کبر سن یا غیر آں مستحب است

"شیخ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اگر بڑھاپے کی وجہ سے یا کسی اور عارضہ کی وجہ سے نفل نماز میں طویل قیام

اسماء الرجال حدیث ۱۶/۲۶۳
ع۱ اسحٰق بن موسیٰ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ معن۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲
ع۳ مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳
ع۴ ابی النضر۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۴
ع۵ ابی سلمہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵
ع۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

مراد اوراکہ ایں چنیں کند یعنی بعضے آیات بحال جلوس خواند و بعضے بحال قیام وآنسروز نکردی مگر بحال کبر سن مبارک۔"

کرنا کسی پر دشوار ہو تو اس کے لئے یہ مستحب ہے کہ اس طرح کرے یعنی کچھ آیات بیٹھے ہوئے پڑھے اور کچھ قیام کی حالت میں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑھاپے میں ہی اس طرح کیا تھا۔"

حدیث ۲۶۵ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا ھشیم[2] حدثنا خالد[3] الحذاء عن عبد[4] اللہ ابن شقیق قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ[5] عَنْ صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ تَطَوُّعِہٖ فَقَالَتْ کَانَ یُصَلِّیْ لَیْلًا طَوِیْلًا قَائِمًا وَلَیْلًا طَوِیْلًا قَاعِدًا فَاِذَا قَرَاَ وَھُوَ قَائِمٌ رَکَعَ وَسَجَدَ وَھُوَ قَائِمٌ وَاِذَا قَرَاَ وَھُوَ جَالِسٌ رَکَعَ وَسَجَدَ وَھُوَ جَالِسٌ۔

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفل نماز کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے طویل حصہ میں کھڑے ہو کر نوافل پڑھتے تھے اور طویل حصہ میں بیٹھ کر نفل پڑھتے تھے، پس جب قیام کی حالت میں قرأت فرماتے تو رکوع اور سجدہ بھی قیام ہی کے دوران کرتے۔ اور جب بیٹھنے کی حالت میں قرأت فرماتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھے ہوئے فرماتے

حل لغات تَطَوُّع۔ تابعدار بننا، زیادہ کرنا، احسان کرنا، نفل نماز پڑھنا یا کوئی اور نفل کام کرنا جو واجب نہ ہو۔

تشریح شارحین نے فرمایا کہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نفل نماز کی دونوں کیفیتوں کا حال بیان فرمایا ہے اس لئے کہ سید دو عالم رحمۃ اللعالمین، شفیق اُمت، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے افعال مبارک میں تعلیم مقصود ہوتی ہے، گویا اُمت کو تعلیم دینا ہے کہ یہ کام اس طرح بھی کرنا جائز ہے اس کو بیانِ جواز کہتے ہیں۔ صاحب اتحافات الربانیہ صنہ ۳۲ پر تحریر فرماتے ہیں:

"ھذا الحدیث یروی احوالاً اخری من عبادتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ولا تنافی بین ھذا الحدیث والذی قبلہ"

اسماء الرجال حدیث ۲۶۵
[1] احمد بن منیع۔ دیکھیو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] ھشیم۔ دیکھیو حدیث ۱ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] خالد الحذاء۔ دیکھیو حدیث باب ماجاء فی لبس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ
[4] عبداللہ بن شقیق العقیلی البصری ہے۔ انہوں نے ابی ذر وعمر اور کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی۔ احمد نے کہا ثقہ ہے۔ تابعی ہے۔ خرج لہ الستۃ۔ مات سنۃ ۱۰۸ھ۔
[5] عائشہ۔ دیکھیو حدیث ۶ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

حدیث ع۱۸/۲۶۶ حدثنا اسحٰق[1] بن موسیٰ الانصاری حدثنا معن[2] حدثنا مالك[3] عن ابن شهاب[4] عن السائب[5] بن يزيد عن المطلب[6] بن ابی وداعة السهمی عن حفصة[7] زوج النبی صلی الله علیه واٰله وسلم قالت كان رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهٖ قَاعِدًا وَيَقْرَأُ بِالسُّوْرَةِ وَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُوْنَ اَطْوَلَ مِنْ اَطْوَلَ مِنْهَا۔

ترجمہ جنابہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ اپنی نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے اور قرآن کی کوئی ایک سورۃ پڑھتے اور اسے ترتیل سے پڑھتے تاآنکہ وہ سورۃ اپنے سے لمبی سورت سے بڑھ جاتی۔

حل لغات سُبْحَتِهٖ، اپنی نفل نماز۔ سُبْحَة، نفلی نماز اور شماردانہ یعنی تسبیح، دعا کو بھی کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں قَضَيْتُ سُبْحَتِيْ۔ میں نے اپنی دعا پوری کرلی۔

تشریح اس حدیث شریف سے ظاہر ہو رہا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نفل نماز بیٹھ کر بھی رات میں پڑھ لیتے تھے اور اس میں مخارج، اظہار حروف اور حرکات انتہائی ترتیل سے ادا فرماتے اور نہایت ہی اطمینان، سکون، وقار اور ٹھہر ٹھہر کر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور بقول ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پڑھنے میں جلدی نہ فرماتے بلکہ ایک چھوٹی سورت بھی اتنی دیر میں ختم ہوتی جتنی دیر میں کوئی دوسرا شخص ایک لمبی سورت پڑھ لے۔

حدیث ۱۹/۲۶۷ حدثنا الحسن[1] بن محمد الزعفرانی حدثنا الحجاج[2] بن محمد عن ابن جريج[3] قال اخبرنی عثمان[4] بن ابی سليمان ان اباسلمة[5] بن عبد الرحمٰن اخبره ان عائشة[6] اخبرته اَنَّ النَّبِيَّ صلی الله علیه وسلم لَمْ يَمُتْ حَتّٰى كَانَ اَكْثَرُ صَلٰوتِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وصال مبارک کے قریب ایام میں نفلی نماز بیٹھ کر ادا فرمایا کرتے تھے۔

تشریح حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں نفلی عبادت اکثر اوقات بیٹھ کر کرتے تھے اور ان میں تلاوت بہت زیادہ فرماتے تھے۔ ام سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں۔

اسماء الرجال حدیث ۱۸/۲۶۶

ع۱ اسحاق بن موسیٰ الانصاری دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ معن۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ ابن شہاب۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ السائب بن یزید۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خاتم النبوة حاشیہ ع۵

ع۶ المطلب بن ابی وداعة السہمی قریش کے ایک قبیلہ سہم کی طرف نسبت ہے۔ صحابی ہے فتح کے دن اسلام لائے، پھر مدینہ منورہ آئے اور وہیں فوت ہوئے خرج له الجماعة الا البخاری

ع۷ حفصہ۔ جناب عمر بن الخطاب کی ... پہلے خنیس ... کے نکاح میں ... پھر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ان سے نکاح کیا پھر طلاق دی مگر ... بامر جبریل۔

اسماء الرجال حدیث ۱۹/۲۶۷

ع۱ الحسن بن محمد الزعفرانی۔ دیکھو حدیث ... باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ الحجاج بن محمد۔ دیکھو حدیث ... باب ماجاء فی

والذی نفسی بیدہ ما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حتی کان اکثر صلوٰتہ قاعداً الا المکتوبات :

حدیث نمبر ۲۰/۲۶۸ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا اسماعیل[2] بن ابراھیم عن ایوب[3] عن نافع[4] عن ابن عمر[5] قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَهَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فِیْ بَیْتِهٖ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَاءِ فِیْ بَیْتِهٖ ،

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز سے پہلے دو رکعت اور ظہر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں اور عشاء کی نماز کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھیں ۔

تشریح اس حدیث شریف سے نماز سے پہلے اور بعد سُنتیں پڑھنا ثابت ہے۔ نیز مسجد میں اور گھر میں بھی سُنتوں کا پڑھنا ظاہر ہو رہا ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ سُنتوں کا گھر میں پڑھنا افضل ہے۔ ابن عمر کا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ساتھ سُنتیں پڑھنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سُنتیں جماعت سے پڑھتے تھے بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بھی پڑھتے تھے اور میں بھی پڑھتا تھا۔ بخاری شریف اور مسلم شریف کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعت کبھی ترک نہیں فرماتے تھے۔ اسی لئے احناف ظہر کی نماز سے پہلے چار سُنتیں، ظہر سے بعد دو سُنتیں، مغرب کے بعد دو سُنتیں اور صبح سے پہلے دو سُنتیں مؤکدہ پڑھتے ہیں۔ عُلماء فرماتے ہیں کہ چُونکہ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم گھر مُبارک میں ظہر کی چار سُنتیں پڑھ کر مسجد میں تشریف فرما ہوتے (جیسا کہ مسند احمد و ابوداؤد وغیرہ میں ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ظہر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے وقت چار رکعت گھر سے پڑھ کر تشریف لے جاتے تھے) اس لئے یہ دو سُنتیں جن کا ذکر حدیث مندرجہ بالا میں ابن عمر نے فرمایا ہے تحیۃ المسجد ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱؎ ۳ ابن جریج۔ دیکھو حدیث ۱۸ باب ما جاء فی ذکر ... رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲؎ ۴ عثمان بن ابی سلیمان۔ ابن مطعم القرشی النوفلی ہے۔ مکہ کے قاضی تھے۔ احمد نے ثقہ کہا ہے۔ خرج لہ الجماعۃ سوا ... من الصحابۃ ... ۵ ابا سلمہ بن عبدالرحمن۔ دیکھو حدیث ۲۰ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵؎ ۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۶؎

اسماء الرجال حدیث نمبر ۲۰/۲۶۸

۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱؎ ۲ اسماعیل بن ابراہیم۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲؎ ۳ ایوب۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۳؎ ۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۷ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۴؎ ۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۷ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵؎

حدیث ۲۷۰/۲۱
حدثنا احمد[۱] بن منیع حدثنا اسماعیل[۲] بن ابراھیم حدثنا ایوب[۳] عن نافع[۴] عن ابن عمر[۵] قال ابن عمر وحدثنی حفصۃ[۶] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم کَانَ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرِ وَیُنَادِی الْمُنَادِیْ قَالَ اَیُّوْبُ اُرَاہُ قَالَ خَفِیْفَتَیْنِ۔

ترجمہ
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میری ہمشیرہ ام المومنین جنابہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت اذان دینے والا اذان دیتا (صبح صادق طلوع ہوجانے کے بعد) تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے، ایوب فرماتے ہیں کہ وہ گمان کرتے ہیں کہ نافع نے کہا کہ وہ دو رکعتیں ہلکی ہوتی تھیں۔

حل لغات
اُرَاہُ۔ بضم یعنی اُظُنُّہ۔ گمان کرتے۔

تشریح
اس حدیث شریف اور دوسری احادیث مبارکہ سے صبح کی دو سنتیں ہلکی قرأت سے ثابت ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان دو سنتوں میں قُلْ یٰاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ کی سورتیں پڑھتے ایک حدیث مبارک میں ہے۔

"نعم السورتان تقرأ بھما فی رکعتی الفجر" — کہ یہ دونوں سورتیں کیسی اچھی ہیں کہ صبح کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

"قل یاایھا الکافرون و قل ھواللہ احد" یعنی سورہ کافرون اور سورہ اخلاص صبح کی سنتوں میں پڑھنے کی بہت تاکید وارد ہوئی ہے یہاں تک کہ مسلم شریف میں ان کے متعلق ارشاد ہے "احب الی من الدنیا جمیعا" حضرت علامہ علی القاری رحمۃ الباری جمع الوسائل ص۸۳ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"ولھذا روی عن ابی حنیفۃ انھما واجبتان فلا شک انھما افضل من سائر الرواتب" — "اور اسی لئے امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ یہ دو سنتیں واجب ہیں۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے کہ تمام رواتب سے یہ افضل ہیں۔"

اسماء الرجال حدیث ۲۷۰/۲۱
۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲ اسماعیل بن ابراہیم۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲
۳ ایوب۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۳
۴ نافع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۵
۵ ابن عمر دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱۰
۶ حفصہ۔ دیکھو حدیث ۱۸ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲

حدیث ۲۲/۲۷۰ حدثنا قتیبة[1] بن سعید حدثنا مروان[2] بن معٰویة الفزاری عن جعفر[3] ابن برقان عن میمون[4] بن مھران عن ابن عمر[5] قال حَفِظتُ مِن رَّسُولِ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ رَکعَتَینِ قَبلَ الظُّھرِ وَرَکعَتَینِ بَعدَھَا وَرَکعَتَینِ بَعدَھَا وَرَکعَتَینِ بَعدَ المَغرِبِ وَرَکعَتَینِ بَعدَ العِشَآءِ قَالَ ابنُ عُمَرَ وَ حَدَّثَتنِی حَفصَۃُ بِرَکعَتَیِ الغَدَاۃِ وَلَم اَکُن اَرَاھُمَا مِنَ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

ترجمہ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے آٹھ رکعتیں ازبر کی ہیں۔ دو رکعتیں ظہر کی نماز سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کی نماز کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کی نماز کے بعد دو رکعتیں عشاء کی نماز کے بعد۔ ابن عمر نے فرمایا کہ مجھے میری بہن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعتیں صبح کی، حالانکہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے یہ دو سنتیں نہیں دیکھیں۔

حل لغات
حَفِظتُ: میں نے ازبر کرلیا۔ یاد کرلیا۔
ثَمَانِی: آٹھ۔ رَکعَتَی: دو رکعتیں۔

تشریح چونکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عموماً صبح کی سنتیں اپنے گھر مبارک میں ہی ادا کیا کرتے تھے اسلئے ابن عمر کا یہ فرمانا "میں نے نہیں دیکھا" کوئی مستبعد امر نہیں ہے۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں۔

"اصل الغداۃ ما بین طلوع الفجر وطلوع الشمس" — غداۃ صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کے وقت کو کہتے ہیں۔

نیز ظہر سے قبل کی چار رکعت سنت بھی آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے کاشانۂ اقدس میں ہی ادا فرماتے تھے۔ اس لئے ابن عمر نے ان کا بھی ذکر نہیں فرمایا۔

حدیث ۲۳/۲۷۱ حدثنا ابوسلمة[1] یحیی بن خلف حدثنا بشر[2] بن المفضل عن خالد[3] الحذاء عن عبد[4] اللّٰہ بن شقیق قال سَاَلتُ عَائِشَۃَ[5] عَن صَلوٰۃِ النَّبِیِّ صلی اللّٰہ علیہ واٰلہٖ وسلم قَالَت کَانَ یُصَلِّی قَبلَ الظُّھرِ رَکعَتَینِ وَبَعدَھَا رَکعَتَینِ وَبَعدَ المَغرِبِ

اسماء الرجال حدیث ۲۲/۲۷۰
۱؎ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱؎۔
۲؎ مروان بن معاویہ دیکھو حدیث ۸؎ باب ما جاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱؎۔
۳؎ جعفر بن برقان۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ما جاء فی اتکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲؎۔
۴؎ میمون بن مھران۔ ابوایوب کنیت ہے "الجزری" ہے۔ ثقہ ہے عابد عالم الرقہ ہے۔ کبیر القدر ہے۔ خرج لہ الجماعۃ ۱۱۷ھ میں فوت ہوئے۔
۵؎ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۲؎ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲؎۔

رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْفَجْرِ ثِنْتَيْنِ۔

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نماز کے متعلق میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر سے بعد، اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت صبح کی نماز سے پہلے پڑھتے تھے۔

تشریح بخاری شریف میں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظہر سے قبل چار رکعت، صبح سے قبل دو رکعت نہیں چھوڑتے تھے" یعنی ہمیشہ پڑھتے تھے حنفیوں کے نزدیک سوائے ظہر سے قبل دو رکعتوں کے باقی تمام سُنتیں مؤکدہ ہیں اور ظہر سے قبل چار رکعت سنتِ مؤکدہ ہے۔

حدیث ۲۴۲/۲۴ حدثنا محمد بن المثنى[1] حدثنا محمد بن جعفر[2] حدثنا شعبة[3] عن ابی اسحٰق[4] قال سمعت عاصم بن ضمرة[5] يَقُوْلُ سَأَلْنَا عَلِيًّا عَنْ صَلوٰةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلم مِنَ النَّهَارِ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَا تُطِيْقُوْنَ ذٰلِكَ قَالَ قُلْنَا مَنْ اَطَاقَ مِنَّا ذٰلِكَ صَلّٰى فَقَالَ كَانَ اِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هٰهُنَا عِنْدَ الْعَصْرِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ مِنْ هٰهُنَا كَهَيْئَتِهَا مِنْ هٰهُنَا عِنْدَ الظُّهْرِ صَلّٰى اَرْبَعًا وَيُصَلِّيْ قَبْلَ الظُّهْرِ اَرْبَعًا وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَقَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا يَفْصِلُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ بِالتَّسْلِيْمِ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ عاصم بن ضمرہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے، حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ان نوافل کے بارے میں عرض کیا جو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دن میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ تم اس کی طاقت کہاں رکھتے ہو۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ جو ہم سے طاقت رکھتا ہوگا وہ پڑھے گا۔ تو امام الاولیاء کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ صبح کے وقت جب سورج آسمان پر اتنا چڑھ جاتا ہے جتنا اُوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دو رکعت

اسماء الرجال حدیث ۲۴۱/۲۳

۱۔ ابو سلمہ یحییٰ بن خلف ابن ابی البصری الجوباری صدوق ہے۔ جس سے مسلم و ابوداؤد ۔ ۲۴۲ھ میں فوت ہوئے۔

۲۔ بشر بن المفضل۔ دیکھو حدیث ۳۴ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ خالد الحذاء۔ حدیث ۲ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حدیث ۱

۴۔ عبداللہ بن شقیق۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۴

۵۔ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی سعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۲۴۲/۲۴

۱۔ محمد بن المثنیٰ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۳

۴۔ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۴

۵۔ عاصم بن ضمرہ

(صلوٰۃ الاشراق) پڑھتے تھے اور جب مشرق کی طرف اس قدر اُوپر ہوجاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے تو اس وقت چار رکعت (نمازِ چاشت) پڑھتے تھے۔ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے۔ چار رکعت کے درمیان بیٹھ کر ملائکہ مقربین انبیاء اور مومنین پر سلام بھیجتے تھے۔

حل لغات

لَا تُطِيقُوْنَ۔ تم طاقت نہیں رکھتے ہو۔

تشریح

اس حدیث مُبارک میں نمازِ اشراق دو رکعت، نمازِ چاشت چار رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت اور عصر سے قبل چار رکعت پڑھنا ثابت ہو رہا ہے۔ ارشاد ہے "تم اس کی طاقت کہاں رکھتے ہو" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی فروتنی، عاجزی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خشوع، خضوع، حُسنِ اہتمام، تعدیلِ ارکان اور اللہ جل جلالہ کے حضور میں کمال درجے کی عبودیت کا اظہار تم کہاں کر سکتے ہو۔

بَابُ مَا جَآءَ فِیْ عِبَادَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پُورا ہوگیا۔

السلولی ہے۔ ابن المدینی نے کہا کہ ثقہ ہے۔ النسائی نے کہا لا بأس بہ، خرج له الاربعہ۔ ۱۴۷ھ میں فوت ہوئے۔

۲؎ علی المرتضیٰ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

بَابُ صَلٰوۃِ الضُّحٰی

یہ باب چاشت کی نماز کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات الضحیٰ. چاشت گاہ. صاحب قاموس کہتے ہیں "ضحیٰ بالاتر است ضحوه" "الوقت من طلوع الشمس الی الزوال" "سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوالِ آفتاب تک یہ وقت ہے" اس کے تین نام ہیں:۔

۱۔ ضحوہ ، ذالك عند الشروق

۲۔ ضحیٰ ، ذالك اذا ارتفعت الشمس

۳۔ ضحاء ، ذالك الی الزوال

مولینا محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ علماءِ حنفیہ کے نزدیک ضحیٰ کا وقت:
"گذشتن حصہ چہارم از روز است تا وقت استواء" یعنی "چوتھائی دن کے بعد سے نصف النہار تک چاشت کا وقت ہے"۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم وعالمیان، امام الانبیاء، صاحب قاب قوسین او ادنیٰ، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمازِ چاشت کی ادائیگی کا ذکرِ خیر ہے۔

اس نفلی نماز میں چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت تک کی نماز ادا کی جاتی ہے اور احناف کے نزدیک یہ نماز پڑھنی مستحب ہے۔ اس نماز کی ادائیگی میں گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے۔ امام احمد

سے روایت ہے۔

"من حافظ علیٰ صلاۃ الضحیٰ غفرت له ذنوبه وان كانت مثل زبد البحر"

"جس شخص نے نمازِ چاشت کی محافظت کی اس کے گناہ بخشے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔"

حدیث ۳/۲۷۳ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[2] الطیالسی حدثنا شعبة[3] عن یزید[4] الرشك قال سمعت معاذة[5] قالت قلت لعائشة[6] اَكَانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وآله وسلم یُصَلِّی الضُّحٰی قَالَتْ نَعَمْ اَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَیَزِیْدُ مَاشَاءَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ.

ترجمہ معاذۃ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ ہاں! چار رکعت اور جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا زیادہ فرما دیتے۔

حل لغات نَعَمْ۔ ہاں۔ اَرْبَعَ۔ چار۔ یَزِیْدُ۔ زیادہ کرتے

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ "ہاں چار رکعت اور جتنی اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا زیادہ فرما دیتے" یعنی کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ جتنا توفیقِ ایزدی سے دل نے سرور و انبساط سے قبول کیا پڑھیں۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صفحہ ۸۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"صحیح اور ضعیف احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آٹھ رکعات سے زیادہ یہ نماز نہیں پڑھی اور لیکن بارہ رکعت سے زیادہ پڑھنے کی ترغیب بھی نہیں دی، اور چار رکعت پڑھنا افضل ہے"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں کہ:-

"اس نماز کے متعلق انیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۷۳
۱۔ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۲/۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔ دیکھو
۲۔ ابوداؤد الطیالسی۔ باب ماجاء فی حدیث ۱ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳۔ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴۔ یزید الرشک۔ رشک بڑی داڑھی والا، یہ اس کا لقب ہے۔ یہ (یزید الرشک) تقسیم اراضی کا بڑا ماہر تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کی داڑھی اتنی گھنی اور لمبی تھی کہ ایک بچھو اس میں گھس گیا اور تین دن تک اس میں رہا لیکن یزید کو اس کی خبر تک نہ ہوئی۔ بعض نے رشک کا معنی بڑا غیرت والا ہے۔ زہد کے ساتھ لکھا ہے جس کان یزید احسب اھل زمانہ، ۱۳۰ھ میں فوت ہوا۔
۵۔ معاذۃ۔ بنت عبداللہ العدویہ۔ العبا البصری کی والدہ ہے ثقہ ہے۔ خرج لها الائمة الستة، من الثالثة۔
۶۔ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

یہ نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

"حتی قال ابن حجر اخبارھا بلغت حد التواتر" "یہاں تک کہ ابن حجر نے فرمایا کہ روایات اتنی کثرت سے ہیں کہ تواتر تک پہنچ گئی ہیں۔"

حدیث ۲۷۴[2] حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنی حکیم[2] بن معاویہ الزیادی حدثنا زیاد[3] بن عبید اللہ بن الربیع الزیادی عن حمید[4] الطویل عن انس[5] بن مالک اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کَانَ یُصَلِّی الضُّحٰی سِتَّ رَکعَاتٍ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز چاشت چھ رکعت پڑھا کرتے تھے۔

حل لغت سِتَّ۔ چھ۔

تشریح چونکہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مختلف اوقات میں نماز چاشت کی رکعتیں مختلف مروی ہیں، اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ احادیث میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

حدیث ۲۷۵[3] حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنا محمد[2] بن جعفر انبانا شعبة[3] عن عمرو[4] بن مرة عن عبد[5] الرحمٰن بن ابی لیلی قَالَ مَا اَخْبَرَنِیْ اَحَدٌ اَنَّهٗ رَاَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یُصَلِّی الضُّحٰی اِلَّا اُمُّ هَانِیٍٔ فَاِنَّهَا حَدَّثَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم دَخَلَ بَیْتَهَا یَوْمَ فَتْحِ مَکَّةَ فَاغْتَسَلَ فَسَبَّحَ ثَمَانِیَ رَکَعَاتٍ مَا رَاَیْتُهٗ صلی اللہ علیہ والہ وسلم صَلّٰی صَلٰوةً قَطُّ اَخَفَّ مِنْهَا غَیْرَ اَنَّهٗ کَانَ یُتِمُّ الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ۔

ترجمہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ام ہانی کے سوا مجھے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۲۷۴[2]

ع۱ محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ حکیم بن معاویہ الزیادی۔ البصری ہے، مستور ہے۔ من العاشرۃ خرج لہ مسلم "الزیادی الکرکیم بن معاویہ البصری ہے اثر ازکی ہے۔"

ع۳ زیاد بن عبید اللہ بن الربیع الزیادی ہے، البصری ہے، والد محمد ہے، مقبول ہے، من الثانیۃ۔

ع۴ حمید الطویل۔ دیکھو حدیث ۴ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۲

اسماء الرجال حدیث ۲۷۵[3]

ع۱ محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۴ عمرو بن مرہ۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ما جاء فی صفة ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۵ عبدالرحمٰن

کی نماز چاشت پڑھنے کی خبر نہیں دی۔ پس بے شک ام ہانی نے بیان کیا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے گھر میں فتح مکّہ کے دن تشریف لے گئے۔ پھر غسل فرمایا پھر آٹھ رکعت نماز نفل پڑھی، میں نے اس نماز سے ہلکی نماز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں دیکھی مگر یہ کہ وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکوع اور سجدے پورے پورے کر رہے تھے۔

حل لغات

قَطّ۔ صرف۔ اَخَفَّ۔ ہلکی پھلکی۔ یُتِمُّ۔ پُورا پُورا ادا کرتے۔

تشریح

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ کہنا "ام ہانی کے سوا مجھے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز چاشت پڑھنے کی خبر نہیں دی" سے لازم نہیں آتا کہ اس نماز کا علم سوائے ام ہانی کے کسی اور صاحب کو نہیں تھا علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔

"والمنفی ھنا انما ھو اخبار غیر ام ھانی لعبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بصلوٰۃ النبی صلاۃ الضحیٰ وھو لا ینافی ما تقدم من ان من اکابر الصحابۃ تسعۃ عشر شھدوا ان النبی کان یصلیھا"

شارح شمائل مصلح الدین محمد صلاح بن جلال اللاری المتوفی ۹۷۹ھ (رحمۃ اللہ علیہ) شیخ ابن حجر کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر در شرح شمائل آوردہ کہ قرأت پیغمبر خدا در نماز چاشت دراز بود وجز این نیست کہ در روز فتح مکہ تخفیف کردہ باشد بواسطہ مہمات ومشاغل کہ بآں سرور کائنات رجوع بودہ"

یعنی "شیخ ابن حجر اپنی شرح شمائل میں نقل کرتے ہیں کہ نماز چاشت میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت لمبی ہوتی تھی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ فتح مکّہ کے دن کے مشاغل اور مشکل ذمہ داریوں کے پیشِ نظر اس نماز کی قرأت کو نہایت مختصر فرما دیا ہو۔"

مگر باوجود قرأت کے مختصر فرمانے کے رکوع اور سجدے نہایت اطمینان سے ادا کیے۔

ابن ابی لیلیٰ۔ الانصاری المدنی الکوفی ہے۔ تابعی جلیل ہے۔ کان اصحابہ یعظمونہ کانہ امیر۔ خرج لہ الجماعۃ۔ اتفقوا علی توثیقہ، واثنی علیہ ابن کثیر۔ ۸۲ھ میں فوت ہوئے۔ دیکھیو ۲۲ حدیث

باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

٭ ام ہانی۔

حدیث ع۲۷۶[4] حدثنا ابی عمر[1] حدثنا وکیع[2] حدثنا کھمس[3] بن الحسن عن عبد الله[4] بن شقیق قال قلت لعائشة[5] اَکَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصَلِّی الضُّحیٰ قَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ یَجِیْءَ مِنْ مَغِیْبِہٖ۔

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے، فرمایا نہیں مگر جب سفر سے واپس آتے تو پڑھتے۔

حل لغات مُغِیبِہٖ۔ سفر سے واپس لوٹتے، سفر سے واپس تشریف لاتے۔

تشریح ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے "نہیں" یعنی بر نفی مداومت کی ہے، ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ یہی معنی فرماتے ہیں۔ اپنی شرح کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں:

"ای لم یکن یداوم علی صلوٰتہا فقولہا هنا لا نفی للمداومة"

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نماز پر ہمیشگی نہیں فرماتے تھے پس ان کا اس جگہ یہ ارشاد کہ نہیں ہمیشگی کی نفی ہے"

نیز یہ ارشاد کہ "جب سفر سے واپس آتے تو پڑھتے" کے یہ معنی ہیں کہ جب حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کبھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ منورہ میں چاشت کے وقت قدم رنجہ فرماتے اور سب سے پہلے مسجد مبارک میں جاکر نفل پڑھتے پھر وہیں تشریف رکھتے۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ:

"انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان لا یقدم من سفرہ الا نہارا من الضحیٰ فاذا قدم بداء بالمسجد اول قدومہ فصلی فیہ رکعتین ثم جلس فیہ"

"یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاشت کے وقت سفر سے واپس تشریف لایا کرتے تھے اور جب تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد مبارک میں رونق افروز ہوکر دو رکعت نماز ادا فرماتے پھر وہیں جلوہ افروز رہتے۔"

اسماء الرجال حدیث ع۲۷۶[4]

ع۱ ابی عمر۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی صفۃ عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ کھمس بن حسن

ع۴ عبداللہ بن شقیق۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

لہٰذا علماء کرام نے یہ بھی فرمایا کہ یہاں جو ام المومنین نے نفی فرمائی ہے یہ اس بات کی بھی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مسجد میں یہ نماز جب ہی پڑھتے تھے جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے ورنہ مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔

حدیث ۵/۲۷۷ حدثنا زیاد[1] بن ایوب البغدادی حدثنا محمد[2] بن ربیعۃ عن فضیل[3] ابن مرزوق عن عطیۃ[4] عن ابی سعید[5] الخدری قال کان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یصلی الضحیٰ حتی نقول لا یدعھا ویدعھا حتی نقول لا یصلیھا۔

ترجمہ ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے کہ اب کبھی ترک ہی نہیں فرمائیں گے اور جب ترک فرماتے تھے تو ہم لوگ کہتے کہ اب گویا نہیں پڑھیں گے۔

حل لغات لَا یَدَعُھَا۔ نہ ترک کریں گے اسے، نہ چھوڑیں گے اسے۔

تشریح حضور پاک پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا نماز چاشت کو پڑھنا پھر ترک کرنا علماء فرماتے ہیں کہ اس لئے تھا کہ پیروانِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اس کو اپنے اوپر فرض ہی نہ سمجھ لیں۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بعض امور حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا کرنے کو دل چاہتا تھا مگر اس ڈر سے اہتمام نہیں فرماتے تھے کہ مبادا امت پر فرض نہ ہو جائے۔

حدیث ۶/۲۷۸ حدثنا احمد[1] بن منیع عن هشیم[2] حدثنا عبیدۃ[3] عن ابراهیم[4] عن سهم[5] ابن منجاب عن قرثع[6] الضبی اوعن قرعۃ عن قرثع عن ابی ایوب[5] الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کان یدمن اربع رکعات عند زوال الشمس فقلت یارسول اللہ انک تدمن هٰذه الاربع رکعات عند زوال الشمس

اسماء الرجال حدیث ۵/۲۷۷
۱۔ زیاد بن ایوب البغدادی دیکھو حدیث ۲ باب ۱ جلد ۱ ... دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ محمد بن ربیعہ الکلابی الکوفی ہے، ابوعمرو کنیت ہے، الرواسی... وثقہ ابن معین و ابوداؤد۔ ابوحاتم نے کہا صالح الحدیث ہے من التاسعۃ۔ خرج لہ الستۃ
۳۔ فضیل ابن مرزوق الاغر الرواسی کوفی ہے، ابوعبدالرحمٰن کنیت ہے، قیل تشیع من السابعۃ۔ خرج لہ المسلم والاربعۃ
۴۔ عطیہ العوفی ہے... لہ صحبۃ۔ خرج لہ مسلم والاربعۃ
۵۔ ابی سعید الخدری دیکھو حدیث ۷ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۶/۲۷۸
۱۔ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ هشیم۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ عبیدۃ۔ متعدد، علامہ مناوی فرماتے ہیں یہ متعدد ہیں۔ علی القاری فرماتے ہیں۔ یہ معتب الضبی کا بیٹا ہے علی ما ذکرہ الجزری۔

فَقَالَ اِنَّ اَبْوَابَ السَّمَاءِ تُفْتَحُ عِنْدَ زَوَالِ الشَّمْسِ فَلَا تُرْتَجُ حَتّٰی یُصَلَّی الظُّهْرُ فَاُحِبُّ اَنْ یَّصْعَدَ لِیْ فِیْ تِلْكَ السَّاعَةِ خَیْرٌ قُلْتُ اَفِیْ كُلِّهِنَّ قِرَاءَةٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ هَلْ فِیْهِنَّ تَسْلِیْمٌ فَاصِلٌ قَالَ لَا حدثنا احمد بن منیع حدثنا ابومعاویة حدثنا عبیدة عن ابراهیم عن سهم بن منجاب عن قزعة عن القرثع عن ایوب عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نحوہ۔

ترجمہ ابی ایوب انصاری سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہمیشہ زوال سورج کے بعد چار رکعت پڑھتے تھے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ زوالِ آفتاب کے بعد یہ رکعت چہار مداومت سے پڑھتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا بےشک زوالِ آفتاب کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس ظہر کی نماز پڑھنے کے وقت تک بند نہیں ہوتے۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک کام اس وقت آسمان پر پہنچ جائے۔ میں نے عرض کیا کیا ہر ایک رکعت میں قرأۃ ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے۔ ارشاد فرمایا کہ نہیں۔

حل لغات یُدْمِنُ۔ ہمیشہ پڑھتے تھے۔ اِدْمَانٌ۔ مصدر ہے لازم کرلینا' ہمیشہ کرنا۔ لَا تُرْتَجُ۔ نہیں بند کئے جاتے۔ رَتْجٌ مصدر ہے بند کرنا۔ یَصْعَدُ۔ چڑھتا ہے۔ صَعْدٌ یا صُعُوْدٌ مصدر ہے چڑھنا۔ فَاصِلٌ۔ علیحدہ کرنے والا' جُدا کرنے والا۔ مصدر ہے فَصْلٌ جدا کرنا۔ علیحدہ کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ "ہمیشہ زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت پڑھتے" صاحب اتحافات الربانیہ صفحہ ۳۳ پر لکھتے ہیں۔ اربع رکعات عند زوال الشمس ای عقبہ، یعنی زوال شمس کے بعد' حضرت علامہ محمد عاقل صاحب حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ بدرستی بود پیغمبر درود خدا باد بروی وسلام کہ مداومت میکردی بر چہار رکعت پس از زوالِ آفتاب"

یہ کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت ہمیشہ پڑھتے تھے"

چونکہ شارحین "عند زوال الشمس" کا ترجمہ "زوالِ آفتاب کے بعد" فرمایا ہے۔ اسی لئے اس فقیر نے بھی یہی ترجمہ

ع۴ ابراہیم۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں یہ متعدد ہیں۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں ابن النخعی ہے۔

ع۵ سہم بن منجاب: بن راشد الضبی الکوفی ہے "من السادسة"

ع۶ قزعۃ الضبی۔ صدوق ہے مخضرم ہے۔ من الثانیة خرج لہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ۔

ع۷ او عن قزعۃ۔ ابن سوید بن حجر الباہلی ہے۔ مختلف فیہ، خرج لہ الستة۔

کیا ہے۔ ارشاد ہے "کہ زوالِ آفتاب کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ نظرِ رحمت کے ساتھ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے جیسا کہ اس کی شانِ اقدس کے مناسب ہے اور یہ کیفیت ظہر کی نماز ادا کر لینے کے وقت تک رہتی ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا "ظہر کی نماز پڑھ لینے تک (یہ رحمت کے) دروازے بند نہیں ہوتے" تو سیدالکائنات، محبوب رب العالمین، ہادی انس و جان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں، میں بہت ہی پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک کام آسمان پر چڑھ جائے" یعنی قبول ہو جائے۔ صاحب اتحافات الربانیہ فرماتے ہیں " قدیراد بالصعود، القبول" جناب ابوایوب انصاری فرماتے ہیں کہ "میں نے عرض کیا ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے تو ارشاد فرمایا کہ نہیں" نہیں دو رکعت کے بعد سلام نہیں پھیرنا بلکہ چار رکعت کے بعد سلام پھیرنا ہے، احناف کے نزدیک نفلی نماز میں چار رکعت ایک سلام کے ساتھ جائز ہیں۔ بلکہ امام ہمام امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک افضل ہے۔

حدیث ۲۷۹ حدثنا محمد بن المثنی[1] حدثنا ابو داؤد[2] حدثنا محمد بن مسلم بن ابی الوضاح[3] عن عبد الکریم الجزری[4] عن مجاھد[5] عن عبد اللہ بن السائب[6] اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کَانَ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا بَعْدَ اَنْ تَزُوْلَ الشَّمْسُ قَبْلَ الظُّھْرِ وَقَالَ اِنَّھَا سَاعَۃٌ تُفْتَحُ فِیْھَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ فَاُحِبُّ اَنْ یَّصْعَدَ لِیْ فِیْھَا عَمَلٌ صَالِحٌ۔

ترجمہ عبداللہ بن سائب سے روایت ہے یہ کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ظہر سے پہلے زوالِ آفتاب کے بعد چار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے بے شک وہ ایک ایسا وقت ہے جس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی نیک عمل اس وقت بارگاہِ الٰہی میں پہنچ جائے۔

تشریح یہ چار رکعت زوالِ آفتاب کے بعد نمازِ ظہر سے قبل پڑھیں اور اس میں وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ یہ وقت اتنا مبارک ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں پر اس وقت نظرِ رحمت فرماتا ہے لہٰذا میں اس وقت نماز پڑھتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں شرفِ قبولیت حاصل ہو جائے۔ حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ

اسماء الرجال حدیث ۲۷۹
[1] محمد بن المثنیٰ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] محمد بن مسلم بن ابی الوضاح القطاع الجزری ہے نزیل مکۃ۔ ابوسعید المؤدب کنیت ہے، صدوق ہے۔ یہ من الثامنۃ۔ خرج لہ الجماعۃ۔
[4] عبدالکریم الجزری بن مالک کان حافظا مکثرا۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۱۲۷ھ میں فوت ہوئے۔
[5] مجاہد۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۲
[6] عبداللہ بن السائب بن عابد بن عبداللہ المخزومی المکی الکوفی ہے لہ ولابیہ صحبۃ۔ خرج لہ الجماعۃ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوالِ آفتاب کے بعد کی سُنتیں بہت پسند فرماتے تھے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سبب دریافت فرمایا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"تفتح فیھا ابواب السماء وینظر اللہ الی خلقہ بالرحمۃ وھی صلوٰۃ یحافظ علیھا آدم ونوح وابراھیم وموسٰی وعیسٰی علیھم السلام"

"اس وقت آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور اللہ جل جلالہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظرِ رحمت سے دیکھتے ہیں (جیسا کہ اس کی شان کے مُناسب ہے) اور یہ وہ نماز ہے جس پر حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسٰی اور حضرت عیسٰی علیہم السلام نے مداومت کی ہے"

حدیث ع۲۸۰ حدثنا ابو سلمۃ[1] یحیی بن خلف حدثنا عمر[2] بن علی المقدمی عن مسعر[3] بن کدام عن ابی اسحٰق[4] عن عاصم[5] بن ضمرۃ عن علی[6] اَنَّہٗ کَانَ یُصَلِّی قَبْلَ الظُّھْرِ اَرْبَعًا وَذَکَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یُصَلِّیْھَا عِنْدَ الزَّوَالِ وَیَمُدُّ فِیْھَا۔

ترجمہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ ظہر سے قبل چار رکعت نماز پڑھتے تھے اور فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوال کے بعد ان کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قرأت پڑھتے تھے۔

حل لغات یَمُدُّ۔ لمبی قرأت کرتے۔

تشریح حدیث ع۶، ع۷، ع۸ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ضمن میں ہو چکی ہیں اس لئے ان ہر سہ احادیث کا اس باب سے تعلق معلوم نہیں ہوتا۔

بابُ صلوٰۃِ الضحٰی پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ع۲۸۰

ع۱ ابو سلمہ یحیی بن خلف۔ دیکھو حدیث ع۲۳ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ عمر بن علی المقدمی۔ مقدم کی طرف نسبت ہے۔ بصری، واسطی الاصل ہے۔ ثقہ، یدلس، من الثامنۃ، خرج لہ الجماعۃ۔

ع۳ مسعر بن کدام۔ دیکھو حدیث ع۲۰ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۹

ع۵ عاصم بن ضمرۃ۔ دیکھو حدیث ع۱۷ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

ع۶ علی المرتضیٰ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ صَلوٰۃِ التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ

یہ باب حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گھر میں نفلی نماز پڑھنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں ایک حدیث ہے)

حل لغات

اَلتَّطَوُّع۔ نفل نماز پڑھنا یا اور کوئی نفل کام کرنا جو واجب نہ ہو مثلاً صدقہ وغیرہ، احسان کرنا، زیادہ کرنا۔ اَلْبَیْت۔ گھر۔

تشریح

اس باب میں حضورِ عالِم عُلومِ اوّلین و آخرین، صاحبِ لواءِ حمد، خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نفلی نماز کا گھر میں پڑھنا پسند فرمایا ہے۔

مساجد فرائض کی ادائیگی کے لئے بنائی گئی ہیں، اس لئے فرائض مساجد میں پڑھے جائیں، باقی رہے نوافل، تو نوافل کا گھر میں پڑھنا افضل و بہتر ہے تاکہ نماز کی برکات اور رحمتوں سے گھر محروم نہ ہو اور ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے، نیز فرائض کی ادائیگی میں ریا نہیں ہے مگر نفل کی ادائیگی میں اخفا چاہیئے تاکہ عبادت میں ریا، سمعہ اور عجب پیدا نہ ہو اس لئے اس عبادت کے لئے پوشیدگی کے لحاظ سے گھر ہی بہتر ہے۔ ابنِ عمر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اجعلوا فی بیوتکم من صلوٰتکم ولا تتخذوھا قبورا"	"اپنی کچھ نمازیں اپنے گھروں میں بھی ادا کیا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔"

یعنی سُنتیں اور نوافل گھروں میں پڑھا کرو، گھروں کو مقبرہ نہ بناؤ کہ جہاں نماز نہیں ہوتی یا مُردے نماز نہیں پڑھتے۔

حدیث ۲۸۱ ۱ حدثنا عباس[۱] العنبری حدثنا عبد الرحمٰن[۲] بن مہدی عن معٰویۃ[۳] بن صالح عن العلاء[۴] بن الحارث عن حرام[۵] بن معٰویہ عن عمہ عبد[۶] اللہ بن سعد قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم عن الصلوٰۃ فی بیتی والصلوٰۃ فی المسجد قال قد ترٰی ما اقرب بیتی من المسجد فلان اصلی فی بیتی احب الی من اصلی فی المسجد الا ان تکون صلوٰۃ مکتوبۃ۔

ترجمہ عبداللہ بن سعد سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے عرض کیا کہ نوافل گھر میں پڑھنا بہتر ہیں یا مسجد میں۔ ارشاد فرمایا کیا تو دیکھتا نہیں کہ یقیناً میرا گھر مسجد کے کتنا ہی قریب ہے مگر میں گھر میں نماز پڑھنا زیادہ پسند کرتا ہوں اس سے کہ مسجد میں نماز پڑھوں سوائے فرض نماز کے۔

حل لغات قَدْ۔ تحقیق۔ یقیناً بے شک۔ علامہ البیجوری فرماتے ہیں "وقد للتحقیق" قد تحقیق کے لئے ہے۔ صلوٰۃٌ مکتوبۃٌ۔ فرض نماز۔

تشریح جناب عبداللہ بن سعد کے استفسار کا یہ مطلب تھا کہ نفلی نماز گھر پہ پڑھنی افضل و بہتر ہے یا مسجد میں، تو حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کیا ہی پیارا اور خوبصورت جواب ارشاد فرمایا کہ اے ابن سعد یقیناً تو دیکھ رہا ہے کہ میرا گھر اس مسجد یعنی مسجد نبوی مبارک کے کتنا ہی نزدیک ہے کہ بغیر کسی ہچکچاہٹ اور بغیر کسی رکاوٹ اور تکلیف برداشت کرنے کے مسجد نبوی میں نمازِ نفل ادا کر سکتا ہوں مگر میں پسند یہی کرتا ہوں کہ علاوہ فرائض کے باقی نفلی نمازیں گھر میں ہی پڑھوں۔ علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں۔

"فمعنی الحدیث انہ مع کمال قرب بیتی من المسجد صلاتی فی بیتی احب الی من صلاتی فی المسجد الا المکتوبۃ"	یعنی باوجود اس کے جو میرے گھر کو مسجد کا کمال قرب حاصل ہے مگر میں پسند یہی کرتا ہوں کہ سوائے فرضی نمازوں کے نوافل اپنے گھر پر ہی ادا کروں"

(حاشیہ جمع الوسائل ص۹۳ جلد ۲)

اور دلیل میں ایک اور حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ صحیحین میں ہے۔

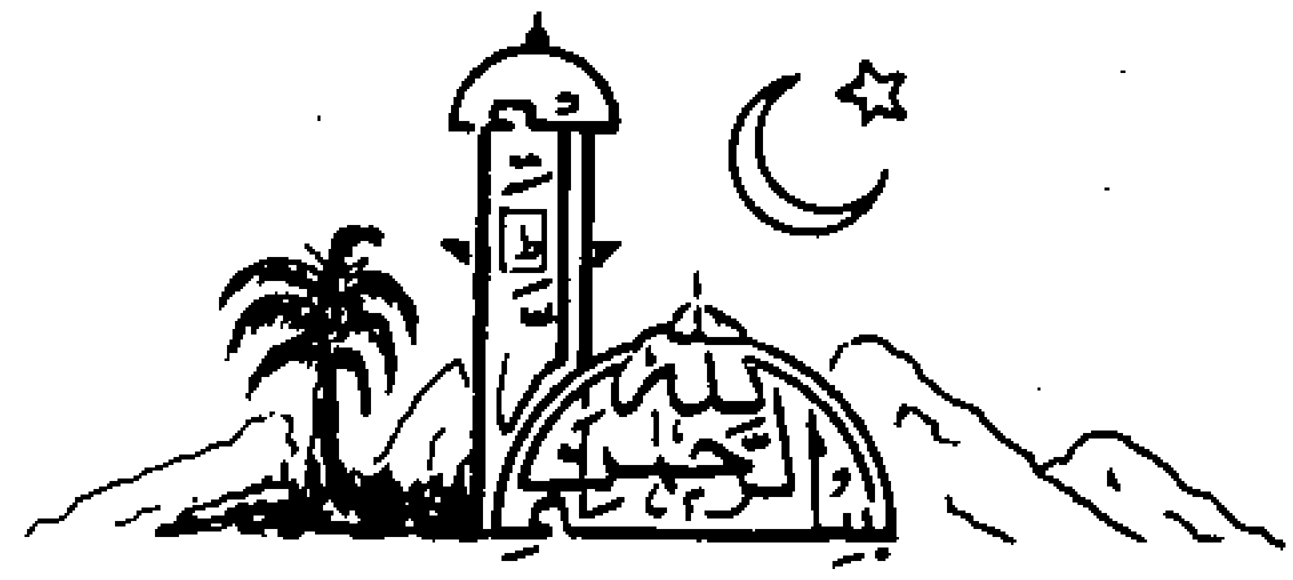
اسماء الرجال حدیث ۲۸۱
ع۱ عباس بن العنبری۔ ابو الفضل عبد العظیم کا بیٹا ہے۔ بصرہ کے حفاظ میں سے ہے خرجہ لہ البخاری تعلیقاً و ابن خزیمہ، خرجہ لہ الجماعۃ ۲۴۶ھ میں فوت ہوا۔
ع۲ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ع۶ باب ما جاء فی مغفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۲
ع۳ معاویہ بن صالح۔ الحضرمی ہے۔ ابو عبدالرحمٰن کنیت ہے۔ اندلس کا قاضی تھا۔ صدوق یہم، خرجہ لہ النسائی و ابن ماجۃ۔ ۱۵۸ھ میں فوت ہوا۔
ع۴ العلاء بن الحارث۔ ابن عبدالوارث الحضرمی ابو وھب الدمشقی، صدوق ہے فقیہ ہے رمی بالقدر واختلط من الخامسۃ خرجہ لہ مسلم والاربعہ۔
ع۵ حرام بن معاویہ۔ الانصاری ثقہ ہے من الثالثۃ، خرجہ لہ ابو داؤد وابن ماجۃ۔
ع۶ عبداللہ بن سعد الانصاری الحزامی ہے اور کہا گیا ہے کہ القرشی الاموی ہے۔ حرام بن حکیم کا چچا ہے صحابی ہے نقل کیا گیا ہے کہ شہید فتح القادسیۃ۔

"افضل الصلوٰۃ صلاۃ المرء فی بیتہ الا المکتوبۃ" | "سوائے فرض نماز کے نفل نماز آدمی کے لئے گھر میں ادا کرنا افضل ہے"

علماء فرماتے ہیں کہ تحیۃ المسجد کے نفل کا استثنا ہے. بعض نے فرمایا کہ وہ سُنتیں جو جماعت کے ساتھ ادا ہوئی ہیں ان کا مسجد میں پڑھنا اولیٰ ہے جیسے نمازِ کسوف اور نماز تراویح ۔

بَابُ صَلٰوۃِ التَّطَوُّعِ فِی الْبَیْتِ
پُورا ہوگیا ۔

○



بَابُ مَاجَاءَ فِیْ صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے بیان میں ہے

(اس باب میں سولہ احادیث ہیں)

حل لغات صَوم۔ لغت میں اَلاِمْسَاک کے معنی میں ہے یعنی بند کرنا، رُک جانا، چاہے کھانے سے ہو یا بولنے سے۔ شرع میں "صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک نیتِ معتبرہ کے ساتھ کھانے پینے اور جماع کرنے سے رُک جانا" روزہ ہے۔

تشریح اس باب میں حضور شفیع المذنبین، شفیقِ اُمت، سرورِ عالم وعالمیان، پیغمبرِ اسلام جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفلی روزے رکھنے کا بیان ہے کہ مہینہ میں کتنے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور مہینہ مہینہ مسلسل بھی روزہ رکھتے۔

مہینہ کے پہلے تین دن بھی اور آخری تین دن بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزے رکھے۔ ایامِ بیض یعنی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو تو اکثر روزے رکھتے۔ پیر کے دن روزہ رکھنے کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تو ارشاد ہوا کہ "فیه ولدت وانزل علی فاحب الحدیث، اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اس دن مجھ پر قرآن اُترا، لہٰذا میں بہت پسند کرتا ہوں کہ اس دن روزہ رکھوں۔

عاشورہ کے دن روزہ رکھنا، روزہ فرض ہونے سے پہلے واجب تھا۔ جب شعبان ۲ھ میں روزہ فرض قرار دیا گیا تو یہ روزہ مستحب ہوگیا۔ اب جس کا جی چاہے رکھے یا نہ رکھے۔

ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھنا فرض ہے، باقی تمام سال میں روزے رکھنے نفل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نفلی عبادت کا بڑا اہتمام فرماتے اور یہ افضل عبادت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بنفسِ نفیس اس نفلی عبادت کو بہت پسند فرمایا۔ یہاں تک کہ ارشاد فرمایا۔

" فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ "۔

پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے (یعنی اللہ جل جلالہٗ کی بارگاہ میں) تو میں روزہ سے ہوں۔

حدیث ع۱/۲۸۲ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا حماد[2] بن زید عن ایوب[3] عن عبد[4] اللہ بن شقیق قال سالت عائشۃ[5] عن صیام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَتْ کَانَ یَصُوْمُ حَتّٰی نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَیُفْطِرُ حَتّٰی نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ قَالَتْ وَمَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم شَھْرًا کَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَۃَ اِلَّا رَمَضَانَ۔

ترجمہ عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روزوں کے متعلق دریافت کیا۔ وہ فرماتی ہیں کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ رکھنا شروع کرتے تو ہم لوگ یہ خیال کرتے کہ اب آپ روزہ ہی رکھیں گے اور جب افطار فرماتے تو ہم لوگ یہی خیال کرتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور فرمایا لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

حل لغات قَدِمَ۔ تشریف لائے۔

تشریح یعنی کبھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متواتر روزے رکھتے تو ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے، اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے کہ ہم لوگ یہ خیال کرتے کہ گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس ماہ میں روزہ ہی نہیں رکھیں گے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ

اسماء الرجال حدیث ع۱/۲۸۲

ع۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ حماد بن زید۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ع۲

ع۳ ایوب۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ عبداللہ بن شقیق۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

والہ وسلم مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔ مدینہ منورہ کی تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی پورے مہینہ کے روزے نہیں رکھے۔ رمضان مبارک کے روزے شعبان سنہ ۲ھ میں فرض ہوئے۔

حدیث ۲/۲۸۳ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا اسماعیل[2] بن جعفر عن حمید[3] عن انس[4] بن مالك اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فَقَالَ كَانَ يَصُوْمُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰی نَرٰی اَنْ لَّا يُرِيْدَ اَنْ يُّفْطِرَ مِنْهُ وَيُفْطِرُ مِنْهُ حَتّٰی نَرٰی اَنْ لَّا يُرِيْدَ اَنْ يَّصُوْمَ مِنْهُ شَيْئًا وَكُنْتَ لَا تَشَآءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ مُصَلِّيًا وَلَا نَائِمًا اِلَّا رَاَيْتَهٗ نَائِمًا۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روزوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو جناب انس نے جواب دیا کہ کسی ماہ میں تو اتنے روزے رکھتے تھے کہ یہ خیال ہونے لگتا کہ اس میں افطار کرنے کا ارادہ ہی نہیں اور کسی مہینہ میں ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہم یہ سمجھتے کہ اس ماہ آپ کا روزہ کا ارادہ ہی نہیں ہے۔ اگر تم رات کو نماز پڑھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو دیکھنا چاہتے ہو تو ضرور دیکھ لوگے اور اگر سوتا ہوا دیکھنا چاہو تو وہ بھی میسر ہے۔

حل لغات نَرٰی۔ ہم یہ خیال کرتے۔ تَشَآءَ۔ تم چاہتے ہو۔ مُصَلِّيًا۔ نماز پڑھتے تھے۔
نَائِمًا۔ سوتا ہوا۔

تشریح یعنی حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزے بھی رکھتے تھے اور افطار بھی فرماتے تھے' اور رات کو نماز بھی پڑھتے تھے اور نیند بھی فرماتے تھے۔ بقول حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے روزے اور نمازیں کمال اعتدال پر ہوتیں ان میں نہ افراط تھا نہ تفریط۔ فرماتے ہیں :-

" والحاصل ان صومه وصلاته صلی اللہ علیه واله وسلم كانا علی نهاية الاعتدال فلا افراط فيهما ولا تفريط " (المواہب اللدنیہ ص ۱۵۲)

اسماء الرجال حدیث ۲/۲۸۳

[1] علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

[2] اسماعیل بن جعفر المدنی ۔ الزرقی ہے۔ ثقہ ہے۔ سنہ ۱۸۰ھ میں فوت ہوئے۔

[3] حمید۔ دیکھو حدیث ۲/۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

[4] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

حدیث ۳/۲۸۴

حدثنا محمود بن غیلان حدثنا ابوداؤد حدثنا شعبة عن ابی بشر قال سمعت سعید بن جبیر عن ابن عباس قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم يَصُومُ حَتّٰى نَقُولَ مَا يُرِيدُ اَنْ يُفْطِرَ مِنْهُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُولَ مَا يُرِيدُ اَنْ يَصُومَ وَمَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ اِلَّا رَمَضَانَ۔

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی مہینہ میں اکثر روزے رکھتے تھے کہ ہمارا یہ خیال ہوتا کہ اس مہینہ میں افطار نہیں فرمائیں گے اور کسی مہینہ میں مسلسل افطار ہی فرماتے کہ ہم یہ خیال کرتے کہ اب اس ماہ میں روزے رکھنے کا ارادہ ہی نہیں۔ اور مدینہ منورہ سے تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی کامل ماہ کے روزے نہیں رکھے۔

حل لغات شَهْرًا كَامِلًا۔ پورا مہینہ۔ مُنْذُ۔ جب سے۔

حدیث ۴/۲۸۵

حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مهدی عن سفیٰن عن منصور عن سالم بن ابی الجعد عن ابی سلمة عن ام سلمة قَالَتْ مَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ قال ابو عیسٰی ھذا اسناد صحیح وھکذا قال عن ابی سلمة عن ام سلمة وروی ھذا الحدیث غیر واحد عن ابی سلمة عن عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ویحتمل ان یکون ابو سلمة بن عبد الرحمٰن قد روی ھذا الحدیث عن عائشة وام سلمة جمیعا عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔

ترجمہ ام سلمہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو سوائے شعبان و رمضان کے کہ دو مہینے پے درپے روزے رکھتے ہوں۔

حل لغات شَهْرَيْنِ۔ دو مہینے۔ مُتَتَابِعَيْنِ۔ پے درپے، مسلسل، متواتر۔

اسماء الرجال حدیث ۳/۲۸۴ دیکھیو حدیث ۲ عا محمود بن غیلان۔ دیکھیو باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱ عا ابوداؤد۔ دیکھیو حدیث ۱ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲ عا شعبہ۔ دیکھیو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳ عا ابی بشر۔ دیکھیو حدیث ۲ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳ عہ سعید بن جبیر۔ دیکھیو حدیث ۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲ عہ ابن عباس۔ دیکھیو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

اسماء الرجال حدیث ۴/۲۸۵ دیکھیو حدیث ۴ عا محمد بن بشار۔ دیکھیو باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱ عا عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھیو حدیث ۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲ عا سفیٰن۔ دیکھیو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳ عا منصور۔ ثقة ثبت، تقہ، عابد، ع۔ خرج له الجماعة، من السادسة۔ عہ سالم بن ابی الجعد۔ رافع الغطفانی الاشجعی۔ مولاھم الکوفی ثقة مرسل

تشریح ارشاد ہے "کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سوائے شعبان و رمضان کے، کہ دو مہینے پے درپے روزے رکھتے ہوں" یعنی ماہِ شعبان اور ماہ رمضان کے روزے ملا کر پورے پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے اور باقی دس مہینوں میں ایسا کرتے نہیں دیکھا۔ چونکہ گذشتہ احادیث میں وارد ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سوائے رمضان شریف کے مہینہ کے کسی دوسرے مہینہ میں مسلسل روزے نہیں رکھتے تھے اس لئے محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ان احادیث میں تطبیق کی بہت وجوہات تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ کسی وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں مکمل شعبان کے مہینہ کے روزے رکھے ہوں جن کی خبر کسی اور کو نہ ہو یا شعبان کے مہینہ میں اکثر روزہ سے ہوتے ہوں، اور انہوں نے مبالغہ کے طور پر فرمایا کہ گویا شعبان کا پورا مہینہ روزے رکھتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حدیث ۵/۲۸۶ حدثنا هنادٌ[1] حدثنا عبدةُ[2] عن محمد بن عمرو[3] حدثنا ابو سلمة[4] عن عائشة[5] قَالَتْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه واٰله وسلم يَصُوْمُ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهٖ فِيْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا بَلْ كَانَ يَصُوْمُ كُلَّهٗ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سوائے شعبان کے مہینہ کے دوسرے کسی مہینہ میں بہت زیادہ روزے (نفلی) رکھتے نہیں دیکھا، شعبان میں بہت کم افطار فرماتے زیادہ روزے ہی رکھتے بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے۔

تشریح یعنی سال گیارہ مہینے میں تو چند دن نفلی روزے رکھتے مگر شعبان کے مہینے میں تو اکثر روزہ ہی ہوتا بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے۔ اور رمضان مبارک کا مہینہ تو تھا ہی فرضی روزہ کا۔ ارشاد ہے "شعبان میں بہت کم افطار فرماتے زیادہ روزے ہی رکھتے تھے بلکہ سارا مہینہ روزے ہی رکھتے" جناب صاحب حلاوۃ المتعلمین مولانا محمد عاقل صاحب لاہوری تحریر فرماتے ہیں کہ:

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ کلمہ بَلْ برائے اضراب است یعنی در کلام سابق احتمال بود کہ دو ثلث روزہ داشتے	"یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ کلمہ بَلْ اضراب کیلئے ہے یعنی پچھلے جملہ میں احتمال تھا کہ دو تہائی

خرجہ الستۃ۔
[2] ابی بکر۔ دیکھو حدیث [11] باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ [5]
[2] ام سلمہ۔ دیکھو حدیث [1] باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ [1]

اسماء الرجال حدیث ۵/۲۸۶
[1] هناد۔ دیکھو حدیث [9] باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ [1]
[2] عبدۃ۔ بن سلیمان ابو محمد الکلابی الکوفی۔ احمد نے کہا ثقہ ہے۔ زیادۃ مع صلاحہ وشدت فقرہ۔ ۱۸۰ھ میں فوت ہوا۔ (حاشیہ ترمذی)
[3] محمد بن عمرو۔ بن العطاء القرشی العامری المدنی ہے ابو حاتم نے توثیق کی ہے۔ وکان ذا هیئۃ ووقار۔
[4] ابو سلمہ۔ دیکھو حدیث [11] باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ [5]
[5] عائشہ۔ دیکھو حدیث [2] باب ماجاء فی سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ [1]

وبیک ثلث افطار می کردے، پس لکلمۂ بَل اضراب نمود کہ ایں صورت مراد نیست بلکہ مُراد آنست کہ اکثر ایام روزہ میداشتے بحیثیتی کہ حکم می کردیم کہ تمام ماہ روزہ داشتہ است کہ افطار بغایت قلیل بود' واکثر را حکم کل است' پس ثانی مفسر و مبین اوّل است' فافہم"

مہینہ کی اکثریت روزہ رکھتے اور ایک تہائی افطار فرماتے پس کلمہ بَل نے اضراب پیدا کیا کہ یہ صورت مُراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اکثر ایام روزہ رکھتے تھے بحیثیت اس کے حکم کرتے تھے کہ تمام مہینہ روزہ رکھتے تھے کہ افطار انتہائی تھوڑی تھی اور اکثر کا حکم کُل پر ہُوا کرتا ہے لہٰذا دوسرا جملہ پہلے جملہ کا مفسر و مبین ہے' فافہم"

شعبان کا مہینہ بڑی عزت اور عظمت والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "یہ میرا مہینہ ہے" "شعبان شهری" علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم ص۹۸ پر نقل فرماتے ہیں کہ :-

"ورد فی الخبر الصحیح علی ما رواہ النسائی و ابو داؤد وصححہ ابن خزیمہ عن اسامۃ بن زید قال قلت یارسول اللہ لم اراک تصوم شہرا من الشہور ماتصوم من شعبان قال ذالک شہر یغفل الناس عنہ بین رجب ورمضان وھو شہر ترفع فیہ الاعمال الی رب العالمین فاحب ان یرفع عملی وانا صائم"

"صحیح حدیث میں وارد ہے جیسے نسائیؒ اور ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے اسامہ بن زید سے اس کی تصحیح فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شعبان کے مہینہ میں جتنے زیادہ روزے رکھتے دیکھا کسی دوسرے مہینے میں نہیں دیکھا ارشاد فرمایا کہ یہ وہ مہینہ ہے کہ لوگ اس سے بے پرواہ ہوجاتے ہیں' یہ رجب اور رمضان کے درمیان کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ رب العلمین

کے حضور میں اس ماہ میں اعمال پیش کئے جائیں گے پس میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل اٹھایا جائے تو میں روزہ سے ہوں"۔

حدیث ۲۸۷/۶ حدثنا القاسم[1] بن دینار الکوفی حدثنا عبید[2] اللہ بن موسیٰ وطلق[3] بن غنام عن شیبان[4] عن عاصم[5] عن زر[6] بن حبیش عن عبد[7] اللہ قال کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَصُوْمُ مِنْ غُرَّۃِ کُلِّ شَھْرٍ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ وَ قَلَّ مَا کَانَ یُفْطِرُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ۔

ترجمہ عبداللہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ کی ابتداء میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے۔

حل لغات غُرَّۃ۔ مہینہ کا پہلا دن۔ قَلَّ۔ بہت کم۔ بہت ہی تھوڑے۔

تشریح ارشاد ہے "حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مہینہ کی ابتداء میں تین روزے رکھتے تھے" یعنی مہینہ کے اوائل میں تین روزے رکھتے تھے۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری ارشاد فرماتے ہیں:-

"وھکذا رواہ ایضاً اصحاب السنن وصححہ ابن خزیمہ" (جمع الوسائل ص۹۹)

"اور اسی طرح اصحاب السنن نے بھی روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اس کو صحیح فرمایا ہے"

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ اسی مقام پر فرماتے ہیں:-

"ومن ثم ورد فی الخبر صوم ثلٰثۃ ایام من کل شھر صوم الدھر"

"گویا مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا سال بھر کے روزہ رکھنے کا ثواب لے لینا ہے"۔

ارشاد ہے "اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے" یعنی جمعہ کو تو اکثر روزہ ہی ہوتا۔ شمائل ترمذی مطبوعہ کراچی مولوی مسافر خانہ قرآن محل کے ص۲۵ پر اسی حدیث شریف کے حاشیہ پر ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۲۸۷/۶

[1] القاسم بن دینار الکوفی

[2] عبداللہ بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[3] طلق بن غنام۔ الکوفی ہے۔ ثقہ ہے۔ خرج لہ البخاری والاربعہ۔ ۲۱۱ھ میں فوت ہوا۔

[4] شیبان۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[5] عاصم

[6] زر بن حبیش۔ ابو مریم الاسدی ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۸۲ھ فوت ہوا ۱۲۰ برس کی عمر پائی۔

[7] عبداللہ بن مسعود۔ دیکھو حدیث ۱۱ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۶

" وھو دلیل لابی حنیفۃ ومالك حیث ذھب الی ان صوم یوم الجمعۃ وحدہ حسن"

"یعنی یہ امامِ ہمام امام اعظم اور امام مالک رضی اللہ عنہما کی دلیل ہے جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ صرف جُمعہ کا روزہ رکھنا حسن ہے"

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صـ۹۹ پر تحریر فرماتے ہیں :۔

" وھو دلیل لابی حنیفۃ ومالك حیث ذھب الی ان صوم یوم الجمعہ وحدہ حسن"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب سعد بن سعد ساعری سے نقل کرتے ہیں :۔

"حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نمازِ جُمعہ سے قبل کچھ بھی تناول نہیں فرماتے تھے مگر بعد از نمازِ جُمعہ"

حدیث ۲۸۸ حدثنا محمودؒ[۱] بن غیلان حدثنا ابوداؤدؒ[۲] حدثنا شعبہؒ[۳] عن یزیدؒ[۴] الرشك قال سمعت معاذۃؒ[۵] قَالَتْ قُلْتُ لِعَائِشَةَؓ[۶] اَكَانَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یَصُوْمُ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ مِنْ اَیِّهٖ كَانَ یَصُوْمُ قَالَتْ لَایُبَالِیْ مِنْ اَیِّهٖ صَامَ۔ قال ابوعیسیٰ ویزید الرشك ھو یزید الضبعی البصری وھو ثقۃ وروی عنہ شعبۃ وعبدالوارث بن سعید وحماد بن یزید واسمٰعیل بن ابراھیم وغیر واحد من الائمۃ وھو یزید القاسم ویقال القسام والرشك بلغۃ اھل البصرۃ ھو القسام۔

ترجمہ معاذہ فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا ہر مہینہ میں رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تین دن روزہ رکھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے عرض کیا کہ کون سے دِنوں میں روزہ رکھتے تھے۔ ارشاد فرمایا اس بات کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ کون سے دنوں میں روزہ رکھیں۔

حل لغات لَایُبَالِیْ۔ پرواہ نہیں فرماتے تھے، لحاظ نہیں فرماتے تھے، باک نمی داشت۔ اَیّ۔ کون سے

تشریح ارشاد ہے "کون سے دِنوں میں روزہ رکھتے تھے" یعنی مہینہ کے اوّل میں، یا وسط میں، یا آخر میں،

اسماء الرجال حدیث ۲۸۸

۱؎ محمود بن غیلان۔ دیکھیے حدیث ۱؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱؎

۲؎ ابوداؤد۔ دیکھیے حدیث ۱؎ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲؎

۳؎ شعبہ۔ دیکھیے حدیث ۳؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۳؎

۴؎ یزید الرشک۔ دیکھیے حدیث ۱؎ باب صلوٰۃ الضحیٰ حاشیہ ۴؎

۵؎ معاذہ۔ دیکھیے حدیث ۱؎ باب صلوٰۃ الضحیٰ حاشیہ ۵

۶؎ عائشہ صدیقہ۔ دیکھیے حدیث ۱؎ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۶؎

انہوں نے جواب معاذہ کو فرمایا" اس کی پرواہ نہیں فرماتے تھے کہ کون سے دِنوں میں روزہ رکھیں" گویا مہینہ میں تین دن روزہ تو رکھتے مگر مخصوص دِنوں کا تعین نہیں فرمایا۔ کبھی پہلی، دو اور تین کو کبھی مہینہ کے آخری تین دنوں میں روزہ رکھے بہر حال حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے مہینہ میں تین دن روزے رکھنا سُنّت ہے اور چونکہ حدیث ۲۸۶ میں گذرا ہے یکم، دو اور تین کو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے روزہ رکھا ہے۔ اگر کوئی ان تاریخوں میں روزہ رکھتا ہے تو بہتر ہے اور ایام بیض کے روزے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سفر و حضر میں بھی ترک نہیں کئے۔ نسائی میں ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم لا یفطر ایام البیض فی حضر ولا سفر" یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایام بیض کے روزے سفر و حضر میں ترک نہیں فرماتے تھے"۔

اور یہ تین دن مہینے کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو ہوتے ہیں، چونکہ یہ چاند کی پوری روشنی کے دِن ہیں اس لئے انہیں ایام بیض کہتے ہیں۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیاء کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کی ایک کافی جماعت نے ان تین دنوں کو ایام بیض ہی قرار دیا ہے۔

حدیث ۲۸۹ حدثنا ابوحفص[1] عمرو بن علی حدثنا عبد[2] اللہ بن داؤد عن ثور[3] بن یزید عن خالد[4] بن معدان عن ربیعۃ[5] الجرشی عن عائشۃ[6] قالت کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یتحرّٰی صوم الاثنین والخمیس۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزہ رکھنے کا قصد پیر اور جمعرات کو فرمایا کرتے تھے۔

حل لغات یَتَحَرّٰی۔ قصد فرماتے۔ تحرّی مصدر ہے بمعنی قصد کرنا، فضیلت دینا۔ اَلْاِثْنَیْن۔ پیر۔ اَلْخَمِیْس۔ جمعرات۔

تشریح ارشاد ہے کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزہ رکھنے کا قصد پیر اور جمعرات کو فرمایا کرتے تھے" یعنی پیر کے دن اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے۔ شمائل شریف کے ص۲۵ پر حاشیہ ۱۴ میں ہے (مطبوعہ

اسماء الرجال حدیث ۲۸۹

[1] ابوحفص عمرو بن علی۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

[2] عبداللہ بن داؤد۔ ابوسلمی ہے ثقہ عابد ہے۔ امام بخاری نے فرمایا فیہ نظر۔ مناوی فرماتے ہیں کہ عصام نے لیا تفرد المصنف بالروایۃ عنہ، حالانکہ یہ نہیں ہے۔

[3] ثور بن یزید۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبل الطعام و بعد ما یفرغ منہ حاشیہ ۳

[4] خالد بن معدان۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبل الطعام و بعد ما یفرغ منہ حاشیہ ۴

[5] ربیعہ الجرشی ابن اُردن ہے۔ ختلف فی صحبتہ تقریب اخرجہ لہ الاربعہ۔

[6] عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۶

قرآن محل محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

"صوم الاثنین قد ثبت عند مسلم عن ابی قتادۃ قال سئل عن صوم الاثنین فقال فیہ ولدت وانزل علی فاحب الحدیث"

یعنی پیر کے دن کا روزہ سو یہ ثابت ہے مُسلم شریف سے ابی قتادہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں پیر کے دِن کا روزہ رکھنے کے متعلق عرض کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس دن میں پیدا ہوا ہوں اور اسی دن مجھ پر قرآن مجید اُترا ہے لہٰذا میں پسند کرتا ہوں کہ اس دن روزہ رکھوں۔ الحدیث "

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ پیر کے دن روزہ رکھا جائے اور اولیاء کرام کا یہ معمول ہے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حدیث ع۹/۲۹۰ حدثنا ابو مصعب[1] المدینی عن مالک[2] بن انس عن ابی النضر[3] عن ابی سلمۃ[4] ابن عبد الرحمن عن عائشۃ[5] قالت ماکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَصُوْمُ فِیْ شَھْرٍ اَکْثَرَ مِنْ صِیَامِہٖ فِیْ شَعْبَانَ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ شعبان کے مہینہ میں جتنے زیادہ روزے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے تھے، دوسرے کسی اور مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔

حل لغات اَکْثَرَ۔ بہت زیادہ۔

تشریح اس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے۔

اسماء الرجال حدیث ع۲۹۰
ع۱ ابو مصعب المدینی ۔ تہذیب حدیث ع۲
باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ع۱
ع۲ مالک بن انس ۔ تہذیب حدیث ع۱
باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲
ع۳ ابی النضر ۔ تہذیب حدیث ع۲ باب ماجاء فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۴
ع۴ ابی سلمۃ بن عبدالرحمن ۔ تہذیب حدیث ع۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵
ع۵ عائشہ صدیقہ ۔ تہذیب حدیث ع۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱۲

حدیث ۲۹۱/۱ حدثنا محمد[1] بن یحیی حدثنا ابو عاصم[2] عن محمد[3] بن رفاعه عن سہیل[4] بن ابی صالح عن ابیه[5] عن ابی ہریرۃ[6] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قَالَ تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ فَاُحِبُّ اَنْ یُّعْرَضَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ۔

ترجمہ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں پس میں بہت پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے تو میں روزہ سے ہوں۔

حل لغات تُعْرَضُ۔ پیش کئے جاتے ہیں۔ عَرْض۔ پیش کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں" یعنی اللہ جل جلالہ کے حضور میں اس کے بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کے دن پیش کئے جاتے ہیں۔ یہ پیشی اعمال ہفتہ واری ہے اور ایک پیشی اعمال روزانہ ہے۔ وہ مسلم شریف کی حدیث مبارک میں ہے۔

"یرفع الیه عمل اللیل قبل عمل النهار وعمل النهار قبل عمل اللیل"

اُٹھائے جاتے ہیں یعنی پیش کئے جاتے ہیں اللہ جل جلالہ کے حضور میں رات کے اعمال دن سے پہلے اور دن کے اعمال رات سے پہلے۔

اور ایک پیشی اعمال سالانہ ہوتی ہے جو کہ شعبان میں ہوتی ہے۔ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی مصری اتحافات الربانیہ صـ۳۳۶ پر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

• "وحکمة العرض، کما ذکرہ العلماء، ان اللہ یباهی ملئکته بالطائعین الصالحین من بنی ادم، واللہ سبحانه غنی عن العرض وعلیم بدقائق عبادہ"

اور اس پیشی کی حکمت جیسا کہ علماء نے ذکر کیا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بنی آدم کی اطاعت کرنے والے صالحین کے اعمال پر فرشتوں کے سامنے فخر ومباہات فرماتے ہیں جیسا کہ ان کی شان اقدس کے مناسب ہے، حالانکہ اللہ جل جلالہ عرض اعمال سے غنی ہے کیونکہ وہ تو اپنے بندوں کے

اسماء الرجال حدیث ۲۹۱/۱

[1] محمد بن یحیی۔ دیکھو حدیث ۱/د باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] ابو عاصم۔ دیکھو حدیث ۵/۵ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

[3] محمد بن رفاعہ۔ القرظی ہے ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ من السابعة، خرج له السنة۔

[4] سہیل بن ابی صالح۔ دیکھو حدیث ۵/۹ باب ماجاء فی صفة فاکہة رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

[5] ابیه۔ دیکھو حدیث ۲۵/۵ باب ماجاء فی صفة ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

[6] ابی ہریرۃ۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

ہر ایک آن، لمحہ اور لحظہ کے بھی عمل سے علیم ہے"

حدیث ۱۱/۲۹۳ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابو احمد[2] و معٰویة[3] بن ہشام قالا حدثنا سفیٰن[4] عن منصور[5] عن خثیمہ[6] عن عائشة[7] قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یصوم من الشھر السبت والاحد والاثنین ومن الشھر الاٰخر الثلاثاء والاربعاء والخمیس۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ایک مہینہ میں تو ہفتہ، اتوار اور پیر کو روزہ رکھتے تھے اور ایک مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے۔

حل لغات اَلسَّبْت۔ ہفتہ ۔ اَلْاَحَد۔ اتوار ۔ اِثْنَین۔ پیر ۔ اَلثَّلَاثَاء۔ منگل۔ اَلْاَرْبِعَاء۔ بدھ اَلْخَمِیْس۔ جمعرات۔ اَلشَّھْر۔ مہینہ

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے "جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ایک مہینہ میں تو ہفتہ، اتوار اور پیر کو روزہ رکھتے تھے، اور ایک مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے" یعنی ایام کو مقرر اور مخصوص نہیں فرمایا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی اُمت میں کسی قسم کی مشکل یا صعوبت پیدا نہ ہو بلکہ مہینہ میں تین دن جو بھی آسان ہوں ان میں روزہ رکھ لیں۔ شفیقِ اُمت، شفیع المذنبین، حضرت احمد مجتبےٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنی اس اُمتِ مرحومہ پر کتنے مہربان ہیں، اور کیوں نہ ہوں جبکہ اللہ جل جلالہٗ نے آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (مومنین پر رؤف بھی اور رحیم بھی) اپنی دو مبارک محترم اور عزت والی صفاتِ عظیم سے مشرف فرمایا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۱/۲۹۳

[1] محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۶/۶ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] ابو احمد۔ دیکھو حدیث ۳/۷۳ باب ما جاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳

[3] معٰویہ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۵/۴۰ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۴

[4] سفیان۔ دیکھو حدیث ۲/۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۶

[5] منصور۔ دیکھو حدیث ۲/۲۸۴ باب ما جاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

[6] خثیمہ بن عبدالرحمٰن الجعفی الکوفی ہے۔ تقریب۔ لہ عن علی و عائشة، عنہ الحکم ومنصور خرج لہ الجماعة۔

[7] عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲/۲۷ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

حدیث ۱۲/۲۹۳ حدثنا هارون[1] بن اسحاق الهمدانی حدثنا عبدة[2] بن سليمان عن هشام[3] بن عروة عن ابيه[4] عن عائشة[5] قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَآءُ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم يَصُوْمُهُ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَاَمَرَ بِصِيَامِهِ فَلَمَّا افْتُرِضَ رَمَضَانُ كَانَ رَمَضَانُ هُوَ الْفَرِيْضَةَ وَتَرَكَ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَهُ.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی قریش عاشورا کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دن روزہ رکھتے، پھر جب مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو بھی خود اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی دیا۔ پس جب رمضان فرض کیا گیا اور مختص ہوگیا فرض رمضان میں ہی، اور ترک کر دیا عاشورا کو۔ لہٰذا اب جو چاہے اس دن کا روزہ رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔

حل لغات اَلْجَاهِلِيَّةِ۔ اس سے پہلے کا زمانہ۔ شَآءَ۔ چاہے۔ اِفْتُرِضَ۔ فرض کیا گیا۔ عَاشُوْرَآءَ، محرم کے مہینہ کا دسواں دن۔

تشریح چونکہ قریش محرم کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم روزہ کے فرض ہونے سے پہلے اس دن روزہ رکھتے تھے مگر مکہ مکرمہ میں کسی اور کو اس دن روزہ رکھنے کا امر نہیں فرمایا۔ جب مدینہ منورہ ہجرت فرما کر تشریف لائے تو یہ روزہ رکھا اور رکھنے کا امر بھی فرمایا۔ پھر شعبان ۲ھ میں جب رمضان شریف کے پورے مہینہ کے روزے فرض کئے گئے تو یہ روزہ استحبابی ہوگیا جبکہ پہلے واجب تھا۔ اب جو چاہے رکھے جو چاہے نہ رکھے۔

حدیث ۱۳/۲۹۴ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی حدثنا سفين[3] عن منصور[4] عن ابراهيم[5] عن علقمه قال سألت عائشة اكان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يَخُصُّ مِنَ الْاَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ كَانَ عَمَلُهُ دِيْمَةً وَاَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه واله وسلم يُطِيْقُ.

اسماء الرجال حدیث ۱۲/۲۹۳

[1] ہارون بن اسحٰق الہمدانی دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

[2] عبدہ بن سلیمان۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

[3] ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

[4] ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

[5] عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۱۳/۲۹۴

[1] محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۱

[2] عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲

[3] سفیان۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳

[4] منصور۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۴

[5] ابراہیم۔ دیکھو حدیث ۸ حاشیہ ۷ باب صلوٰۃ الضحیٰ

ترجمہ علقمہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی دن کو دنوں میں سے روزہ کے لئے خاص فرماتے تھے۔ ارشاد فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل دائمی ہوتا تھا، تم میں سے کون ایسی طاقت رکھتا ہے جیسی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طاقت رکھتے تھے۔

حل لغات یَخُصُّ۔ خاص فرماتے تھے، مقرر فرماتے تھے، مختص کرتے تھے۔ دِیْمَۃٌ۔ دائمی۔ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ یُطِیْقُ۔ طاقت رکھتا ہے۔

تشریح ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ارشاد ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر عمل دائمی ہوتا تھا" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر روزہ رکھتے یا نماز پڑھتے یعنی جو بھی نفلی عبادت کرتے وہ ہمیشہ ہمیشہ کرتے رہتے۔ گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت تمام احوال و واقعات پر شامل تھی۔ دیمۃٌ کے معنی جناب علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں۔

"فان الدیمۃ فی الاصل المطر الذی لا رعد فیہ ولا برق وفیہ سکون واقلہ ثلث اللیل او ثلث النہار واکثرہ ما بلغ من عدۃ"

دِیْمَۃ دراصل اس بارش کو کہتے ہیں کہ جس میں نہ گرج ہوتی ہے نہ چمک بلکہ موسلا دھار بارش ہوتی رہتی ہے دو تہائی رات یا دو تہائی دن کم از کم اور زیادہ کی کوئی حد نہیں برستی رہتی ہے۔

ارشاد ہے "تم میں سے کون ایسی طاقت رکھتا ہے جیسی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے تھے" استاذ محترم صدر الافاضل حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ اس مہتم بالشان جملہ پر غور و فکر کرو کہ جس ریاضت، عبادت، مجاہدہ اور استغراق اوقات پر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مواظبت اور مداومت فرماتے تھے اس کی طاقت اور توفیق کس کو حاصل ہو سکتی ہے۔ نیز استاذ گرامی منزلت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لطیف نکتہ ارشاد فرمایا کہ دیکھو ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خطاب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو تھا باوجود اس کے کہ ان کی علو ہمت اور قلبی جلا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارک سے نور علیٰ نور

ےلا علقمہ۔ تمیمی
یہ عائشہ صدیقہ
حدیث ۲ باب ما جاء فی
عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم حاشیہ ۵

تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اس معاملہ میں عاجز تھے تو جب یہ حضرات رحمہم اللہ علیہم اجمعین ویسی عبادت کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے تو کون اس قسم کی برابری کی بات کر سکتا ہے۔
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ میں ایسے گمراہ کن عقیدہ سے بچائے جو کہ کسی صورت میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برابری کرنے کا ہو۔ آمین ثم آمین۔

حدیث ۱۴/۲۹۵ حدثنا ھارون[۱] بن اسحٰق حدثنا عبدۃ[۲] عن ھشام[۳] بن عروۃ عن ابیہ[۴] عن عائشۃ[۵] قالت دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وعندی امرأۃ فقال من ھذہٖ قلت فلانۃ لا تنام اللیل فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم علیکم من الاعمال ما تطیقون فواللہ لا یمل حتی تملوا وکان احب ذالک الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم الذی یدوم علیہ صاحبہ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں جلوہ افروز ہوئے۔ اس وقت میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ فلاں ہے جو کہ ساری رات نہیں سوتی۔ پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جتنی تم طاقت رکھتے ہو اتنے ہی نیک عمل کرو، پس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ وہ نہیں تھکتا۔ یہاں تک کہ تم خود تھک جاؤ گے اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ تھی کہ اس پر عمل کرنے والا مداومت کرے۔

حل لغات لَا یَمَلُّ۔ نہیں تھکتا، نہیں تنگ ہوتا، نہیں رنج میں ڈالتا۔

تشریح ارشاد ہے "میرے پاس ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی" یہ عورت قبیلہ بنی اسد سے تھی اس کا نام حولا بنت تُویت تھا اور تُویت حبیب بن عبد العزی کا لڑکا تھا۔ ام المومنین نے فرمایا "فلاں ہے جو کہ ساری رات نہیں سوتی"۔ یعنی بڑی عابدہ ہے تہجد خوان ہے۔ بڑی نیک بخت ہے۔ علامہ عبد الجواد الدومی مصری اتحافات الربانیہ ص ۳۳۹ پر لکھتے ہیں:۔

اسماء الرجال حدیث ۱۴/۲۹۵
۱۔ ہارون بن اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ عبدہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴۔ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵۔ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

"وفیہ جواز المدح فی الوجہ اذا امنت الفتنۃ" "اس میں مدح کا جواز ہے بشرطیکہ فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔"

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے "جتنی طاقت رکھتے ہو اُتنے ہی عمل کرو" یعنی خواہ روزہ ہو یا نماز یا قرآن مجید کی تلاوت یا ذکرِ الٰہی وغیرہ وغیرہ اپنی بساط کے مطابق نفلی عبادت کرو' اپنی طاقت اور بساط سے زیادہ نہ کرو تاکہ تکلیف مالایطاق کا باعث نہ بنے اور تم خود بھی دِل برداشتہ نہ ہو جاؤ۔ ارشاد ہے "وہ نہیں تھکتا یہاں تک کہ تُم خود تھک جاؤ گے" یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ ثواب عطا فرمانے میں ہرگز نہیں تھکتا مگر تم اپنی طاقت سے زیادہ عبادت کرو گے تو تو تھک جاؤ گے اور جب تمہاری عبادت میں اس تھکاوٹ کے باعث بے اطمینانی اور دل برداشتگی پیدا ہوگی تو خلوص عاجزی اور جو خشوع و خضوع ہونا چاہیئے وہ جاتا رہا تو پھر قبولیت نہیں ہوگی۔ ام المومنین کا ارشاد ہے کہ "حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک یہ بات بہت پسندیدہ تھی کہ اس پر عمل کرنے والا مداومت کرے" یعنی ایسی عبادت کرے جو ہمیشہ کرے اگرچہ قلیل ہی کیوں نہ ہو۔ وہ عبادت جو زیادہ کی جائے اور منقطع ہو اس سے ہمیشگی کی عبادت اگرچہ تھوڑی ہو بہتر ہے۔

حدیث ۱۵/۲۹۶ حدثنا ابوھشام[ع۱] محمد بن یزید الرفاعی حدثنا ابن فضیل[ع۲] عن الاعمش[ع۳] عن ابی صالح[ع۴] قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ[ع۵] وَاُمَّ سَلَمَۃَ[ع۶] اَیُّ الْعَمَلِ کَانَ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قَالَتَا مَادِیْمَ عَلَیْہِ وَاِنْ قَلَّ۔

ترجمہ ابی صالح سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ اور سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک کونسا عمل محبوب تر تھا۔ اِن دونوں نے ارشاد فرمایا کہ وہ عمل جو کہ دائمی کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔

حل لغات مَادِیْمَ۔ وہ جو ہمیشہ کیا جائے' دائمی کیا جائے' جس پر مداومت کی جائے۔
قَلَّ۔ قلیل، تھوڑا، کم۔

تشریح ارشاد ہے "وہ عمل جو کہ دائمی کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو" یعنی نفلی عبادات: ذکر مراقبہ' اخلاص'

اسماء الرجال حدیث ۱۵/۲۹۶
ع۱ ابوہشام محمد بن یزید الرفاعی
ع۲ ابن فضیل۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ما جاء فی صفۃ شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و[سلم] حاشیہ ع۲
ع۳ الاعمش۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ما جاء فی صفۃ شرب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و[سلم] حاشیہ ع۲
ع۴ ابی صالح۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ما جاء فی صفۃ [درع] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵
ع۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ما جاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵
ع۶ ام سلمہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

تلاوتِ قرآن مجید اور روزہ وغیرہ اپنی طاقت، صحت اور بساط کے مطابق ادا کرے۔ ایسا نہ ہو کہ نفلی عبادت کی زیادتی کی وجہ سے طاقت اور صحت جاتی رہے اور فرائض کی ادائیگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ لہٰذا اس شفیق اُمت نے اپنی اُمت کو تعلیم دی کہ تھوڑی عبادت کرو مگر باقاعدہ اور ہمیشہ کرو، اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں بھی برکت عطا فرمائے گا۔

حدیث ع۱۶ / ۲۹۷ حدثنا محمد[1] بن اسماعیل حدثنا عبد[2] اللہ بن صالح حدثنا معٰویہ[3] بن صالح عن عمرو[4] بن قیس انہ سمع عاصم[5] بن حمید قال سمعت عوف[6] بن مالك یَقُوْلُ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لَیْلَةً فَاسْتَاكَ ثُمَّ تَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَبَدَاَ فَاسْتَفْتَحَ الْبَقَرَةَ لَا یَمُرُّ بِاٰیَةِ رَحْمَةٍ اِلَّا وَقَفَ فَسَاَلَ وَلَا یَمُرُّ بِاٰیَةِ عَذَابٍ اِلَّا وَقَفَ فَتَعَوَّذَ ثُمَّ رَكَعَ فَمَكَثَ رَاكِعًا بِقَدْرِ قِیَامِهٖ وَیَقُوْلُ فِیْ رُكُوْعِهٖ سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ ثُمَّ سَجَدَ بِقَدْرِ رُكُوْعِهٖ وَیَقُوْلُ فِیْ سُجُوْدِهٖ سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ ثُمَّ قَرَاَ اٰلَ عِمْرَانَ ثُمَّ سُوْرَةً سُوْرَةً یَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

ترجمہ عوف بن مالک فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا تو آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مسواک فرمائی، پھر وضو کیا پھر اٹھے نماز پڑھی، میں نے حضور پاک کی اقتداء کی۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی۔ جب بھی کوئی رحمت کی آیت تلاوت فرماتے تو ٹھہر جاتے پس دعا فرماتے۔ اور جب بھی کوئی عذاب کی آیت تلاوت فرماتے تو ٹھہر جاتے اور عذابِ الٰہی سے پناہ مانگتے۔ پھر رکوع کیا اور رکوع بھی قیام کے برابر کیا اور رکوع میں سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ پڑھتے رہے اور سجدے میں بھی سُبْحٰنَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَةِ پڑھتے رہے اور سجدہ بھی رکوع کے برابر فرمایا۔ پھر دوسری رکعت میں سورۂ آلِ عمران تلاوت فرمائی اسی طرح ہر ایک رکعت میں ایک ایک سورۃ تلاوت فرماتے۔

حل لغات فاستاك۔ پھر مسواک کی۔ یَمُرُّ۔ گذرتے تھے۔ مَكَثَ۔ ٹھہرے۔

اسماء الرجال حدیث ع۱۶ / ۲۹۷

ع۱ محمد بن اسماعیل

ع۲ عبد اللہ بن صالح۔ ابن محمد بن مسلم الجہنی ابو صالح المصری ہے۔ کاتب اللیث۔ کان مکثرا جدا۔ ابو زرعہ نے کہا کان حسن الحدیث لم یکن ممن یکذب۔ العقیلی ابن اثان نے کہا ما رأیتہ الا عدلت او بسبح۔ ابن عدی نے کہا مستقیم الحدیث ہے۔ ولہ اغالیط و کذبہ جزرۃ۔ خرجہ لہ البخاری فی تعلیق وابو داؤد۔ ۲۳۲ھ میں فوت ہوئے۔

ع۳ معاویہ بن صالح۔ دیکھو حدیث ع۱ باب صلوٰۃ التطوع فی البیت ماشیہ ۳

ع۴ عمرو بن قیس۔ ابن ثابان الحمصی عمرو بن قیس الماضی اللہ عن شریح و زید بن وہب وعنہ مسعر وزیادۃ ثقۃ مرجی، خرجہ لہ ابو داؤد والنسائی۔ والثانی عمرو بن قیس مستدل لہ عن عطاء ونافع وعنہ ابن وہب والبرمانی واحمد بن یونس واخرجہ لہ ابن ماجہ۔

ع۵ عاصم بن حمید۔ الکونی الحمصی ہے، صدوق ہے مخضرم ہے۔ من الثانیۃ خرجہ لہ ابو داؤد والنسائی۔

ع۶ عوف بن مالک۔ الاشجعی ہے۔ صحابی مشہور ہے۔ من مسلمۃ الفتح سکن دمشق۔

تشریح حدیث ۱۴، ۱۵ اور ۱۶ کا تعلق اس باب سے بظاہر نظر نہیں آتا۔ بعض شارحین فرماتے ہیں کہ جیسا کہ صاحب حلاوۃ المتعلین نے لکھا۔ "ایں از سہو کاتب است" یعنی یہ کاتب کی بھول ہے" ورنہ ان احادیث کو باب عبادتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ذیل میں ہونا چاہیئے۔ مگر حضرت محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ایک توجیہہ بیان فرما دی کہ :-

"مقصود مصنف آں باشد کہ در روز روزہ داشت و در شب ایں نماز کرد پس اشعار است بآنکہ آنسرور صائم الدھر و قائم اللیل بود و ہر مومن را ہمچنیں می باید' واللہ اعلم"

"یعنی مصنف کا مقصود یہ ہو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دن کو روزہ رکھتے' اور رات کو اس طرح کی نماز پڑھتے۔ لہٰذا یہ رہنمائی ہوتی ہے اس طرف کہ آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم صائم الدھر اور قائم اللیل تھے اور ہر ایک مومن کو اس طرح کی عبادت کرنی چاہیئے۔ واللہ اعلم"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ صَوْمِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم
پُورا ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ قِرَاءَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قرآن مجید میں قرأت کا بیان ہے

(اس باب میں آٹھ احادیث ہیں)

حل لغات

قِرَاءَةٌ ۔ پڑھنا ۔

تشریح

اس باب میں حضورِ اکرم، سرورِ عالم و عالمیان، امام الانبیاء، فخرِ موجودات، رحمتِ عالمیان، بدرالدجیٰ، نورالہدیٰ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرآن مجید تلاوت فرمانے کا بیان ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تلاوت کس طرح تھی۔

تلاوت سے مراد ترتیل، مد، وقف، اسرار، اعلان اور ترجیع وغیرہ کے ساتھ درست پڑھنا جس میں افراط تفریط نہ ہو اور میانہ روی ہو۔

حضور سید پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم انتہائی اطمینان، وقار اور ٹھہر کر تلاوت فرماتے، ہر ایک حرف واضح ادا فرماتے جس سے سننے والے کو کوئی شبہ نہ ہوتا۔

تلاوتِ قرآن مجید اعظم عبادات سے ہے اور افضل القربات ہے، قرآن مجید کی تلاوت پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی۔ قرآن مجید کے ایک ایک حرف پڑھنے پر دس دس نیکیوں کا اجر ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم آہستہ بھی تلاوت فرماتے اور اونچی آواز سے بھی۔ اللہ پاک تلاوتِ قرآن حکیم کی توفیق صبح و شام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الرؤف الرحیم۔

حدیث ۲۹۸ / ۱

حدثنا قتیبۃ بن سعید حدثنا اللیث عن ابن ابی ملیکۃ عن یعلی بن مملك انه سال ام سلمۃ عن قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فاذا ھی تنعت قراءۃ مفسرۃ حرفا حرفا۔

ترجمہ یعلی بن مملک سے روایت ہے یہ کہ اس نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی قرأت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے قرآن مجید پڑھا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے پڑھنے کے طریقہ پر اور حروف کو ادا کیا روشن، واضح اور الگ الگ۔

حل لغات تَنْعَتُ۔ قرأت کرنے لگیں، بیان کرنے لگیں۔ نَعْتٌ مصدر ہے، وصف بیان کرنا، تعریف بیان کرنا مُفَسَّرَۃٌ۔ واضح، روشن۔ حَرْفًا حَرْفًا۔ کلمہ کلمہ۔ الگ الگ۔

تشریح گویا جنابہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت عمدہ طریقہ پر حرف ادا کرکے انتہائی واضح اور کلمہ کلمہ پڑھ کر جس طرح وہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے سُنا کرتی تھیں سنایا اور اسی طرح تلاوت فرمائی۔ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اسی تشریح کو مناسب سمجھا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نہایت ہی اطمینان سکون وقار اور بہت ہی اثر انگیز لہجہ میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تھے۔

حدیث ۲۹۹ / ۲

حدثنا محمد بن بشار حدثنا وھب بن جریر بن حازم حدثنا ابی قتادۃ قال قلت لانس بن مالك كيف كان قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قال مدا۔

ترجمہ ابی قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی تلاوت قرآن مجید کس طرح تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ مد سے پڑھتے تھے۔

حل لغات مَدٌّ۔ دراز کرنا، پھیلا دینا، لمبا ہونا۔ مَدًّا۔ لمبا کرکے پڑھتے تھے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "مد سے پڑھتے تھے" یعنی حروفِ علت کو بلا افراط لمبا کرکے پڑھتے تھے۔ ایک دوسری

اسماء الرجال حدیث ۲۹۸

۱۔ قتیبہ بن سعید۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ اللیث۔ دیکھیے حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ ابن ابی ملیکہ۔ دیکھیے حدیث ۱۵ باب ما جاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
۴۔ یعلی بن مملک۔ لہ عن ام الدرداء و ام سلمۃ وقد وثق ذکرہ جمیع منھم الذھبی ولم نقف علیہ العصام
۵۔ ام سلمہ۔ دیکھیے حدیث ۱۰ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

اسماء الرجال حدیث ۲۹۹

۱۔ محمد بن بشار۔ دیکھیے حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ وھب بن جریر بن حازم۔ دیکھیے حدیث ۳ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳
۳۔ ابی قتادہ۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
۴۔ انس بن مالک۔ دیکھیے حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

حدیث شریف میں ہے "کَانَ یَمُدُّ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" کو مد کے ساتھ پڑھتے تھے یعنی اللہ کے الف کو اور رحمان کی میم کو دراز کرتے تھے۔ اسی طرح رحیم کی یا کو بھی لمبا فرماتے۔

حدیث ۳۰۰

حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا یحییٰ[2] بن سعید الاموی عن ابن جریج[3] عن ابن ابی ملیکۃ[4] عن ام سلمۃ[5] قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُقَطِّعُ قِرَاءَتَہٗ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ثُمَّ یَقِفُ ثُمَّ یَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ یَقِفُ وَکَانَ یَقْرَاُ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔

ترجمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قرأت میں قرآن مجید کی آیت کو جدا جدا کرتے پڑھتے تھے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پھر ٹھہر جاتے پھر پڑھتے اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پھر ٹھہر جاتے پھر مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پڑھتے تھے۔

حل لغات
یُقَطِّعُ۔ قطعہ قطعہ پڑھتے تھے، ٹکڑا ٹکڑا پڑھتے تھے، جدا جدا کرتے تھے۔
تَقْطِیْعٌ۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔

تشریح حضور سید الکائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت انتہائی اطمینان اور سکون سے ہوتی تھی۔ ہر حرف اپنے مخرج سے نہایت ہی عمدگی اور درستگی سے ادا فرماتے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کا جس طرح ہر پہلو امت کی تعلیم کے لئے بہترین نمونہ عمل تھا اسی طرح یہ تلاوت قرآن حکیم بھی ہے۔ قرآن حکیم کی تلاوت صدہا برکات اور عظیم انعام کی حامل ہے۔ تلاوت قرآن مجید سے گناہ بخشے جاتے ہیں، حسنات میں زیادتی ہوتی ہے۔ تلاوت کے وقت رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، تجلیاتِ الٰہی کا ظہور ہوتا ہے۔ قیامت کے دن قرآن مجید کی تلاوت پڑھنے والے کی شفاعت کرے گی اور اللہ تعالیٰ جل جلالہ وعم نوالہٗ اس کی شفاعت پڑھنے والوں کے حق میں قبول فرمائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تو تلاوت کرنے والے کا فرض ہے کہ وہ پیارے محبوب صاحب شفاعتِ کبریٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کے مطابق قرآن مجید کی تلاوت کرے، ٹھہر ٹھہر کر سکون و اطمینان کے ساتھ

اسماء الرجال حدیث ۳۰۰
[1] علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۱
[2] یحییٰ بن سعید الاموی۔ ابو ایوب والاشرقی ہے۔ ثقہ ہے۔ من التاسعۃ، خرج لہ البخاری فی الادب ومسلم
[3] ابن جریج۔ دیکھو حدیث ۷۴ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۱
[4] ابن ابی ملیکہ۔ دیکھو حدیث ۱۴۲ باب ماجاء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۱
[5] ام سلمہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۱

عمدگی اور درستگی کے ساتھ تلاوت کرے۔ ترتیل، مد، وقف، اسرار، اعلان، ترجیع وغیرہ وغیرہ کا پورا پورا لحاظ رکھے تاکہ درجاتِ قرب سے محروم نہ ہو، اور نہ ہی اتباعِ سُنت سے محروم ہو۔

حدیث ۴ عـ ۳۰۴ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا اللیث[2] عن معٰویۃ[3] بن صالح عن عبد اللّٰہ[4] بن ابی قیس قال سألت عائشۃ[5] عن قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکان یُسِرُّ بالقراءۃ ام یجھر قالت کل ذٰلک قد کان یفعل ربما اسرّ وربما جھر قلت الحمد للّٰہ الذی جعل فی الامر سعۃً۔

ترجمہ عبد اللہ بن ابی قیس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرأت کے بارے میں پوچھا کہ آیا وہ آہستہ تلاوت فرماتے تھے یا اُونچی آواز سے۔ انہوں نے فرمایا دونوں طرح پر، کبھی تو آہستہ اور کبھی بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ میں نے کہا ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے دین کے اُمور میں فراخی عطا فرمائی۔

حل لغات یُسِرُّ۔ آہستہ تلاوت فرماتے تھے۔ یجھر۔ اُونچی آواز سے پڑھتے تھے۔ رُبّما۔ کبھی تو۔ الامر۔ دین۔ سعۃً۔ فراخی، گنجائش، وسعت۔

تشریح اس حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ تلاوتِ قرآنِ مجید دونوں طرح یعنی آہستگی سے بھی اور اُونچی آواز سے بھی جائز ہے۔ ---------- نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ بھی ایسی تھی کہ رات کے درمیان کبھی نہایت ہی آہستگی سے اور کبھی بلند آواز سے تلاوت فرماتے۔ ارشاد ہے کہ "میں نے کہا ہر قسم کی تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے دین کے امور میں فراخی عطا فرمائی۔"
یہ کلمات اللہ تعالیٰ کی عنایت اور بخشش پر تشکریہ کے لئے عبد اللہ بن ابی قیس نے فرمائے کہ اس دینی امر میں اللہ جل جلالہ نے گنجائش اور وسعت عطا فرما دی؛ معلوم ہوا کہ اُمورِ دینیہ میں تکلیف مالا یطاق نہیں بلکہ وسعت ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۳۰۴
[1] قتیبہ بن سعید، دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] اللیث، دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] معٰویہ بن صالح، دیکھو حدیث ۱ صلوٰۃ التطوع فی البیت حاشیہ ۲
[4] عبد اللہ بن ابی قیس، دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۸
[5] عائشہ صدیقہ، دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

حدیث ۳۰۲/۵

حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا وکیع[۲] حدثنا مسعر[۳] عن ابی العلاء[۴] العبدی عن یحیی[۵] بن جعدہ عن ام[۶] ھانی قال کنت اسمع قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم باللیل وانا علی عریشی۔

ترجمہ

ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اس تلاوتِ قرآن مجید کو جو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رات میں فرماتے تھے اپنے بستر پر سنتی تھی"

حل لغات

عَرِيْشِيْ۔ اپنے بستر پر۔ دراصل عریش لغت میں چھت اور جس چیز سے سایہ کریں اسے کہتے ہیں سائبان وغیرہ، اس جگہ بستر مراد ہے، چھپرکھٹ۔ البیجوری نے لکھا علیٰ سریری ' اپنے چھپرکھٹ پر۔

تشریح

ام ہانی رضی اللہ عنہا کا گھر بیت اللہ شریف کے سامنے رکن یمانی کے مقابل تھا۔ جب رات کو حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیت اللہ شریف میں عبادت فرماتے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ تو جناب ام ہانی اپنے گھر میں اپنے بستر پر حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آواز قرآن خوانی سنتیں۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری۔ عریش کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"والمراد بہ السریر الذی ینام علیہ" یعنی" عریش سے مراد سریر ہے اور وہ وہ ہے جس پر سویا جاتا ہے"

گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اونچی آواز سے بھی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ نیز یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس لئے بلند آواز سے قرآنِ مجید کی تلاوت فرماتے ہوں تاکہ قریش کے وہ لوگ جو قرآن مجید نہیں سن سکتے سن لیں، اور رات کی تلاوت میں خشوع بھی زیادہ ہوتا ہے۔ استاذ گرامی منزلت حضرت حافظ علی احمد جان نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا۔

" اور ریا کا گمان تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف ناممکن ہے بلکہ زوال ایمان کا باعث ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا بلند آواز سے تلاوت فرمانا حکمتِ عظیمہ پر مبنی ہے"۔

اسماء الرجال حدیث ۳۰۲/۵

۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ

۲ وکیع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۵

۳ مسعر۔ دیکھو حدیث باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ

۴ ابی العلاء العبدی۔ ہلال بن خباب ہے صدوق ہے تغیر آخرا من الخامسۃ

۵ یحیی بن جعدہ۔ بن ہبیرہ بن ابی وہب المخزومی ہے ذہبی نے ثقہ لکھا ہے خرجہ ابو داؤد وابن ماجہ

۶ ام ہانی۔ دیکھو حدیث باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

حدیث ۳۰۲/۶

حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[2] انبانا شعبة[3] عن معاویة[4] بن قرة قال سمعت عبد الله[5] بن مغفل یقول رأیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَلٰی نَاقَتِهٖ یَوْمَ الْفَتْحِ وَهُوَ یَقْرَاُ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَقَرَاَ وَرَجَّعَ قَالَ وَقَالَ مُعَاوِیَةُ بْنُ قُرَّةَ لَوْلَا اَنْ تَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَیَّ لَاَخَذْتُ لَكُمْ فِیْ ذٰلِكَ الصَّوْتِ اَوْ قَالَ اللَّحْنِ ۔

ترجمہ عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اونٹنی پر سوار دیکھا اس حال میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ کی آیۂ کریمہ تلاوت فرما رہے تھے ، راوی کہتا ہے کہ آخر سورۃ تک پڑھا اور نہایت خوش آوازی سے پڑھتے تھے ۔ شعبہ نے کہا کہ معاویہ بن قرہ نے کہا اگر مجھے لوگوں کے جمع ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو میں اسی آواز اور لہجہ میں پڑھ کر سناتا ۔

حل لغات نَاقَةٌ ۔ اونٹنی ۔ رَجَّعَ ۔ مجمع البحرین میں ہے ترجیع بمعنی خوش آوازی سے پڑھنا ۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا ۔ ایک ایک آیت کو دو دو تین تین بار پڑھتے ۔ صاحب مصباح اللغات نے لکھا ۔ رَجَّعَ ۔ فی صوته ۔ حلق میں آواز کو گھمانا ۔

تشریح یہ مندرجہ حدیث شریف میں چونکہ فتح مکہ کا دن مسلمانوں کے لئے انتہائی خوشی اور سرور کا دن تھا اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس دن بڑے محظوظ تھے ۔ اونٹنی پر سوار تھے جو العضبا تھی یا دوسری اور سرور و انبساط کے عالم میں سورۂ فتح انتہائی خوش آوازی سے تلاوت فرما رہے تھے ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خوشی اور سرور کا یہ عالم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلاوت کو سن کر اور اسلام کے غلبہ کو دیکھ کر فرحاں و شاداں ہو رہے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ خوشی اور سرور کے موقع پر جو انعام الٰہی کا موقعہ ہوتا ہے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے اور خداوند بزرگ و برتر کا شکریہ ادا کیا جائے ۔

اسماء الرجال حدیث ۳۰۲/۶

[1] محمود بن غیلان ۔ دیکھو حدیث ۴۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

[2] ابوداؤد ۔ دیکھو حدیث ۱۰۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[3] شعبہ ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

[4] معاویہ بن قرہ ۔ دیکھو حدیث ۵۵ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

[5] عبداللہ بن مغفل

حدیث ۳۰۴ حدثنا قتیبة[۱] بن سعید حدثنا نوح[۲] بن قیس الحدانی عن حسام[۳] بن مصك عن قتادة[۴] قَالَ مَابَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الصَّوْتِ وَكَانَ نَبِيُّكُمْ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الصَّوْتِ وَكَانَ لَا يُرَجِّعُ۔

ترجمہ قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ایک نبی کو خوش رو اور خوش آواز مبعوث فرمایا اور تمہارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسین صورت اور حسین آواز والے تھے۔ اور آواز گلے میں گھما کر نہیں پڑھتے تھے۔

تشریح یعنی پیغمبر تو خوش رو اور خوش آواز ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پیغمبروں سے زیادہ خوش شکل اور حسین آواز والے ہیں۔ باوجود انتہائی حسین آواز ہونے کے قرآن مجید کو راگ رنگ میں نہیں پڑھتے تھے، گا کر نہیں پڑھتے تھے، آواز کو حلق میں گھما گھما کر نہیں پڑھتے۔ جو خوبصورتی کے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آواز کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی ہے اور بخشی ہے اسی خوش آوازی کے لہجہ میں تلاوت فرماتے ہیں۔

اے حسن تو در شکل بشر خوش بشرے نیست
خوبی کہ تو داری صنما در دگرے نیست

اور دیگر احادیث میں بھی خوش آوازی کے ساتھ تلاوت فرمانا ثابت ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے۔

"حَسِّنْ بِالْقُرْآنِ صَوْتَكَ" — "قرآن خوش آوازی کے ساتھ پڑھو"

ایک دوسری حدیث میں ہے۔

"حَسِّنُوا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِكُمْ" — "قرآن کو اپنی آوازوں سے زینت دو"

ایک تیسری حدیث میں ہے۔

"لِكُلِّ شَيْءٍ حِلْيَةٌ وَحِلْيَةُ الْقُرْآنِ الصَّوْتُ الْحَسَنُ" — "ہر چیز کا ایک زیور ہے اور قرآن کا زیور اچھی آواز ہے"

اچھی آواز کا مطلب یہ ہے کہ تکلف سے یا گا کر نہیں بلکہ انتہائی خوبصورتی اور عمدگی سے قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

اسماء الرجال حدیث ۳۰۴
۱ قتیبہ بن سعید، دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ نوح بن قیس الحدانی، ابو روح البصری ہے، ذہبی نے کہا حسن الحدیث ہے اور توثیق کی ہے۔ خرج له مسلم والاربعة، ۱۹۳ھ میں فوت ہوا۔
۳ حسام بن مصک، ابو سہل البصری ہے، الاسدی ہے، ضعیف ہے، متروک ہے۔ خرج له المصنف، من السابعة۔
۴ قتادہ، دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

مولٰینا محمد عاقل صاحب فرماتے ہیں۔ چونکہ یہ حدیث قتادہ پر ختم ہوتی ہے لہذا مرسل ہے۔

حدیث ۳۰۵ حدثنا عبد اللہ[1] بن عبد الرحمن حدثنا یحیی بن حسان[2] حدثنا عبد الرحمن[3] بن ابی الزناد[4] عن عمرو بن ابی عمرو[5] عن عکرمۃ عن ابن[6] عباس قال كَانَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رُبَّمَا يَسْمَعُهَا مَنْ فِي الْحُجْرَةِ وَهُوَ فِي الْبَيْتِ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت سنی جاتی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوٹھڑی میں فرماتے تو صحن والے سن لیتے تھے۔

حل لغات اَلْبَیْتِ۔ صاحب لغات الحدیث نے لکھا۔ کوٹھڑی۔ گھر۔
اَلْحُجْرَۃَ۔ صحن

تشریح یعنی حضور پاک سید دو عالم اشرف الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اندر دالان میں تلاوت فرماتے تو صحن والے سن لیتے تھے یعنی نہ تو بہت ہی اونچی آواز میں تلاوت فرماتے اور نہ ہی بہت پست آواز میں، بلکہ بین بین آواز میں تلاوت فرماتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم ص۱۱۶ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"والمقصود ان قرأته كانت متوسطه لا فی نهاية الجهر ولا فی غاية الاخفاء"

نیز اس حدیث شریف سے یہ بھی ظاہر ہے کہ گھروں میں قرآن مجید کی تلاوت کرنا چاہیئے۔ آج کل ہمارے گھر انتہائی طور پر تلاوتِ کلامِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی سے خالی ہو چکے ہیں اور ان کی جگہ منکرات اور فواحشات نے لے رکھی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ صبح و شام اُمت مسلمہ کو تلاوتِ قرآن حکیم نصیب فرمائے۔ آمین بحرمت و بجاہ نبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ وسائل الوصول میں نقل فرماتے ہیں "عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں تین راتوں سے کم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید ختم نہیں فرماتے تھے اور جب قرآن مجید ختم فرماتے تو تمام اہل و عیال کو جمع فرماتے اور دعا کرتے۔ جب قرآن مجید ختم ہوتا تو قرآن کی ابتدائی پانچ آیتیں بھی تلاوت فرماتے اور اس کے بعد دعا فرماتے۔"

بَابُ مَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال صفحہ نمبر ۲۰
۱ عبد اللہ بن عبد الرحمن۔ دیکھو حدیث ۱۷۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ یحیی ابن حسان۔ دیکھو حدیث ۲۰۳ باب ما جاء فی کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ عبد الرحمن بن ابی الزناد۔ دیکھو حدیث ۲۰ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ ابو الزناد۔
۵ عمرو بن ابی عمرو۔ ابو عثمان۔ ابن معین نے کہا مطلب کا مولی ہے۔ اور جوزجانی نے کہا مضطرب۔ اور ابو داؤد نے کہا لیس بہ باس۔ اور نسائی نے کہا لیس بالقوی۔ دیکھو حدیث ۱۰۵ باب ما جاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۲۸ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِیۡ بُکَآءِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس باب میں حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو بہانے (گریہ) کا ذکر ہے

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات بُکَآءَ ۔ آنسو بہانا ۔ گریہ کرنا ۔ رونا ۔ وھو سیلان الدموع من الحزن غم کی وجہ سے آنسوؤں کا بہنا ۔

تشریح اس باب میں حضور سید المعصومین، مومنین کے رؤف و رحیم، مالکِ شفاعتِ کبریٰ، اقوامِ عالم کے شاہد حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نماز میں تجلیاتِ جلالیہ وجمالیہ کے ظہور کے وقت، اشتیاقِ محبت کے ازدیاد کے باعث رونا، قرآن مجید کے سننے کے وقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہیبت، عظمتِ کبریائی اور اپنی اُمت پر شفقت و رحمت کی وجہ سے رونا، نماز میں اپنی اُمتِ مرحومہ کے لئے بخشش و مغفرت طلب کرتے ہوئے رونا، میت پر رحم و مودت کی وجہ سے رونے کا ذکر ہے۔ حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف المناوی المتوفی سنہ ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں۔

"ومنہ حزن وھو لداؤد ومنہ شوق وھو لابراھیم ومحبۃ وھو لمحمد"

"یعنی اس رونے میں غم کا رونا حضرت داؤد علیہ السلام کا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رونا شوق کا تھا، اور نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا محبت کا رونا تھا"

حدیث ۱/۳۰۶ حدثنا سویدؔ بن نصرحدثنا عبدؔ اللہ بن مبارک عن حمّادؔ بن سلمۃ عن ثابتؔ عن مطرفؔ وھو عبد اللہ بن الشخیر عن ابیہؔ قال اتیتُ رسُول اللہِ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم وَھُوَ یُصَلِّیْ وَلِجَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ مِنَ الْبُکَاءِ ۔

ترجمہ عبداللہ بن شخیر سے روایت ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور آنخناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے سینۂ انور سے رونے کی وجہ سے ایسی آواز آتی جیسے ہانڈی کے جوش کی آواز ہوتی ہو۔

حل لغات جَوْفٌ ۔ پیٹ ، سینہ ، درمیان ۔ اَزِیْزٌ ۔ ہانڈی کے اُبلنے کی آواز ۔ اَلْمِرْجَل ۔ ہانڈی دیگ ، اس کی جمع مراجل ہے ۔

تشریح

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ :۔

" وھذا دلیل علیٰ کمال خوف وخشیتہ وخضوعہ فی عبودتیہ "	اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا کمال خوف کا اظہار ، اور کمال درجے کا خشوع وخضوع کرنا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی عبودیت کاملہ کی دلیل ہے"

اور اس کمال عبودیت کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمام حقائق آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر آشکارا اور روشن ہوگئے ، اسی لئے ارشاد فرمایا ۔

" لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرًا "	"جو کچھ میں جانتا اگر تم جانو تو بہت کم ہنسو اور بہت زیادہ گریہ کرو ۔"

اور فرمایا :۔

"وقال انی لا علمکم باللہ واشدکم لہ خشیۃ "	"میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم سے بہت ہی زیادہ جانتا ہوں اور اس کے حضور میں تم سے

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۰۶
ع۱ سوید بن نصر ۔ دیکھیو حدیث ۱/۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱
ع۲ عبداللہ بن مبارک ۔ دیکھیو حدیث ۲/۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
ع۳ حماد بن سلمۃ ۔ دیکھیو حدیث ۱/۳ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳
ع۴ ثابت ۔ دیکھیو حدیث ۱/۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲
ع۵ مطرف وھو عبداللہ بن الشخیر البصری ہے ثقہ ہے ، عابد ہے من الثانیۃ ، اخرج لہ الجماعۃ
ع۶ ابیہ ، الشخیر بن عبداللہ بن عوف بن کعب العامری البصری ہے نزیل البصرۃ صحابی ہے ، من مسلمۃ الفتح خرج لہ الجماعۃ الا البخاری ادرک الجاھلیۃ والاسلام

بہت زیادہ خشیت رکھتا ہوں" (رواھما البخاری)

اور مسلم شریف میں ہے :-

"والذی نفسی محمد بیدہٖ لو رایتم ما رأیت لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیرا قالوا وما رأیت یارسول اللہ قال رایت الجنۃ والنار"

"اور قسم ہے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جان (مُبارک) ہے اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں اگر تم دیکھو تو بہت کم ہنسو، اور بہت ہی زیادہ روتے رہو صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ کیا دیکھتے ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ میں جنت اور دوزخ کو دیکھتا ہوں"

یہ لکھنے کے بعد حضرت موصوف لکھتے ہیں :-

"فجمع لہ تعالیٰ بین علم الیقین عین الیقین فلمع لہ حق الیقین"

(جمع الوسائل ج ۲ ص ۱۱۶)

"سو اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ نے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذاتِ اقدس میں علم الیقین اور عین الیقین کو جمع فرما دیا اور حق الیقین کو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات پُرانوار پر روشن و آشکارا فرمادیا"

حضرت الامام المحدث الشیخ عبدالرؤف مناوی جمع الوسائل کے حاشیہ پر جو کہ ص ۱۱۶ ج ۲ پر لکھتے ہیں :-

"ھذا الحال انما کان یعرض للمصطفیٰ عند تجلی الصفات الجمالیۃ والجلالیۃ معاً یعنی الجلال الممزوج بالجمال والا فغیر الممزوج لا یطیقہ احد من البشر بل ولا من الخلائق وکان اذا تجلی لقلبہ الجمال یمتلئ نوراً

"یہ وہ خاص حال ہے جو کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طبع عالیہ پر اس وقت طاری ہوتا تھا جبکہ آپ صفاتِ جلالیہ اور جمالیہ کی تجلی سے بیک وقت مشرف ہوتے۔ اس سے مُراد یہ ہے کہ ایک تجلی جلالی اور ایک صفاتی

وسرورا وملاطفة وايناسا وبسطا وكل وارث من امته له نصيب من هذين التجليين فتجلى الجلال يورث الخوف والقلق والوجد المزعج، وتجلى الجمال يورث الانس والسرور"

ہوا کرتی تھی اور متذکرہ بالا حال میں ہر دو کا وُرود بیک وقت ہوتا، گویا جلال کا پیوند جمال کے ساتھ لگایا جاتا، اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی بشر کی طاقت اور ہمت نہ ہوتی کہ ایسی تجلی کی تاب لاسکتا بشر تو کیا بلکہ تمام مخلوقاتِ عالم میں سے ایک فرد کو بھی یہ یارا نہ ہوتا، پھر جب جمالی تجلی وارد ہوتی تو چہرۂ اقدس سے پانچ لطائف کا ظہور ہوتا۔ اوّل نُورانیت، دوم سُرور، سوم شفقت، چہارم محبت اور پنجم شگفتگی۔ اس سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ آپ کی اُمت میں سے ہر ایک ولی کو ان ہر دو تجلیوں سے حصہ وافر ملا ہے۔ پس جلالی تجلی خشیت، طبعی اضطراب اور وجدانی کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں اور جمالی تجلی سے محبت اور سُرور کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

نیز فرماتے ہیں:۔

"ومن هذا الحديث ونحوه استنن اهل الطريق الوجد والتواجد فى احوالهم وعر فوابه فى اوقاتهم"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح کے ص۱۵۹ پر فرماتے ہیں:۔

"وذالك مما ورثه عن ابيه ابراهيم عليه السلام فانه كان يسمع من صدره

"یعنی یہ سینۂ اقدس کی آواز اپنے باپ جناب ابراہیم علیہ السلام کی وراثت میں پائی اس لئے کہ

صوت کغلیان القدر علی النار من سیرۃ میل"

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سینۂ انور کی آواز جوکہ اُبلتی ہوئی دیگ کی طرح تھی جوکہ آگ پر رکھی ہوتی ہے ایک میل کی دُوری سے سُنی جاتی تھی"

حدیث ۳۰۷/۲ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا معویۃ[2] بن ھشام حدثنا سفین[3] عن الاعمش[4] عن ابراھیم[5] عن عبیدۃ[6] عن عبد[7] اللہ بن مسعود قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِقْرَاْ عَلَیَّ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَقْرَاُ عَلَیْکَ وَعَلَیْکَ اُنْزِلَ قَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَہٗ مِنْ غَیْرِیْ فَقَرَاْتُ سُوْرَۃَ النِّسَآءِ حَتّٰی بَلَغْتُ وَجِئْنَابِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا قَالَ فَرَاَیْتُ عَیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ تَہْمِلَانِ ۔

ترجمہ عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ مجھے قرآن سُناؤ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں آپ کو قرآن سُناؤں حالانکہ قرآن تو آپ پر اُترا ہے۔ ارشاد فرمایا میں دوسرے شخص سے قرآن مجید سُننا پسند کرتا ہوں۔ تو میں نے سورۂ نساء پڑھنی شروع کی۔ یہاں تک کہ وَجِئْنَابِکَ عَلٰی ھٰٓؤُلَآءِ شَہِیْدًا پر پہنچا۔ عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ دونوں آنکھوں مُبارک سے آنسو بہ رہے ہیں۔

حل لغات تَہْمِلَانِ۔ دونوں آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ ھَمْلٌ کے معنی بہنا، برسنا کے ہیں۔

تشریح حضور کا ارشاد ہے کہ "عبداللہ بن مسعود مجھے قرآن سناؤ" اس نے عرض کیا کہ "کیا میں آپ کو قرآن سُناؤں حالانکہ قرآن تو آپ پر اُترا ہے" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو مجھ سے ہزارہا درجہ بہتر جانتے ہیں۔ رب العالمین کی جانب سے آپ کے قلب شریف پر اُترا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مُبارک قرآن ہے میرا آپ کو سُنانا کیا معنی رکھتا ہے، ارشاد فرمایا "میں دوسرے شخص سے قرآن مجید سُننا پسند کرتا ہوں" یعنی دوسرے

اسماء الرجال حدیث ۳۰۷/۲
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا نمبر ۱
۲ معویۃ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا نمبر ۵
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا نمبر ۳
۴ الاعمش۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء صفۃ تزیین سول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا نمبر ۳
۵ ابراہیم۔ دیکھو حدیث ۶ باب صلوٰۃ الضحیٰ تا نمبر ۲
۶ عبیدۃ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا نمبر ۵
۷ عبداللہ بن مسعود۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا نمبر ۸

کے سنانے سے سُننے والے کو معانی میں تدبر و تفکر کا خوب موقع ملتا ہے اور کلام الٰہی کی تاثیر سے ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے اور روح فرحاں و شاداں ہوتی ہے یا جیسے کہ حضرت مولینا محمد عاقل صاحب نے فرمایا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت تھی کہ جبریل امین آپ کو قرآن مجید سُناتے تھے وہ تشریف نہ لائے تو انہیں حکم دیا تاکہ تلاوت سُنیں۔ ایک عجیب نکتہ بیان فرمایا۔

"چنانچہ عادت عشاق مُشتاق می باشد اگر دیدن محبوب میسر نباید امثال و اشباہ او را می خواہند بہ بینند تا نشاط حاصل شود"

"چنانچہ عشاق کی عادت اس امر کی مُشتاق رہتی ہے کہ اگر انہیں اپنے معشوق کا دیدار میسر نہ ہو تو وہ اپنے معشوق سے ملتی جُلتی صورتوں اور مثالوں کی خواہش کرتے ہیں تاکہ انہیں کیف و سرور حاصل ہو۔"

حدیث ۳۰۹ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا جریر[2] عن عطاء[3] بن السائب عن ابیہ[4] عن عبد[5] اللہ بن عمرو قال انکسفت الشمس یومًا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُصلی حتی لم یکد یرکع ثم رکع فلم یکد یرفع رأسہ ثم رفع رأسہ فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع رأسہ ثم رفع رأسہ فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع رأسہ فجعل ینفخ ویبکی ویقول رب الم تعدنی ان لا تعذبھم وانا فیھم رب الم تعدنی ان لا تعذبھم وھم یستغفرون و نحن نستغفرک فلما صلی رکعتین انجلت الشمس فقام فحمد اللہ تعالی واثنی علیہ ثم قال ان الشمس والقمر ایتن من ایت اللہ لا ینکسفان لموت احد و لا لحیاتہ فاذا انکسفا فافزعوا الی ذکر اللہ تعالی۔

ترجمہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک دن سُورج گرہن ہُوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھے اور نماز شروع کی۔ اتنی دیر قیام فرمایا گویا رکوع کرنے کا ارادہ ہی نہیں اور پھر رکُوع اتنا لمبا کیا کہ گویا اس سے اُٹھنے کا ارادہ ہی نہیں، پھر سر اُٹھایا تو مہ میں بھی اتنی دیر تک کھڑے رہے گویا سجدہ ہی نہیں کرنا، پھر سجدہ کیا گویا سجدہ سے اُٹھتے ہی نہیں پھر اسی طرح سجدہ سے اُٹھ کر

اسماء الرجال حدیث ۳۰۹
ع۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھیے حدیث ۱
باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
ع۲ جریر۔ دیکھیے حدیث ۵
باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۲
ع۳ عطاء بن السائب۔ الثقفی الکوفی ہے۔ صدوق ہے۔ اختلط۔ من الخامسہ۔ خرج لہ بخاری والاربعہ
ع۴ ابیہ۔ السائب بن مالک اور بن زید الکوفی ہے۔ ثقہ ہے۔ من الثالثہ۔ خرج لہ بخاری فی تاریخہ والاربعہ
ع۵ عبداللہ بن عمرو

جلسہ کیا اور پھر جلسہ کے بعد دُوسرا سجدہ بھی طویل۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سانس مبارک آتا جاتا تھا اور رو رہے تھے اور دُعا فرماتے تھے اے اللہ! آیا تو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا کہ میں ان میں موجود ہوں تو تُو عذاب انہیں نہیں دیگا اے میرے پروردگار! آیا تُو نے میرے ساتھ وعدہ نہیں فرمایا کہ جب تک یہ استغفار کریں گے انہیں عذاب نہیں ہوگا، اور ہم تجھ سے استغفار کرتے ہیں پس جب دو رکعتیں پڑھ چکے سُورج کھل گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور ثنا بیان کی پھر فرمایا بے شک سورج اور چاند اللہ کی دو نشانیاں ہیں، کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے انہیں گہن نہیں لگتا۔ جب یہ گہنا جائیں تو فوراً اللہ جل جلالہ کی یاد کی طرف دوڑو۔

حل لغات اِنْکَسَفَ۔ گہن ہُوا۔ لَمْ یَکَدْ۔ قریب نہیں تھا۔ اَلَمْ تَعِدْ۔ کیا نہیں وعدہ کیا تو نے۔ یَنْفُخُ۔ دمید، سانس لیتے تھے۔ اِنْجَلَتْ۔ روشن ہوگیا، کُھل گیا، گہن صاف ہوگیا۔ فَافْزَعُوْا۔ پس دوڑو۔ جلدی کرو۔

تشریح اس حدیث شریف میں ایک نہایت غلط اور بے ہودگی کی بات کی تردید فرمائی گئی کہ کسی کے مرنے یا جینے سے سُورج گہن لگتا ہے۔ اتفاقاً جس دن سُورج گہن ہُوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام کا انتقال ہُوا تھا تو یہ بات مشہور ہوگئی چونکہ پیغمبر علیہ السلام کا صاحبزادہ فوت ہُوا ہے اس لئے سُورج گہن ہُوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی نہایت ہی شدت سے تردید فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جب چاند یا سورج گہن ہو تو نماز پڑھو، استغفار کرو اور صدقہ دو۔

حدیث ۳۰۹ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابو احمد[2] حدثنا سفین[3] عن عطاء[4] ابن السائب عن عکرمہ[5] عن ابن عباس[6] قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابْنَۃً لَہٗ تَقْضِیْ فَاحْتَضَنَہَا فَوَضَعَہَا بَیْنَ یَدَیْہِ فَمَاتَتْ وَہِیَ بَیْنَ یَدَیْہِ وَصَاحَتْ اُمُّ اَیْمَنَ فَقَالَ یَعْنِی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَتَبْکِیْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَتْ اَلَسْتُ اَرَاكَ تَبْکِیْ قَالَ لَسْتُ اَبْکِیْ اِنَّمَا ہِیَ رَحْمَۃٌ اِنَّ الْمُؤْمِنَ بِکُلِّ خَیْرٍ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اِنَّ نَفْسَہٗ تَنْزَعُ مِنْ بَیْنِ جَنْبَیْہِ وَہُوَ یَحْمَدُ اللّٰہَ تَعَالٰی۔

اسماء الرجال حدیث ۳۰۹
۱ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابو احمد۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفین۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴ عطاء بن السائب۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۵ عکرمہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی بکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶
۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

ترجمہ ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک لڑکی قریب المرگ تھی اسے لیا اور گود مبارک میں اٹھایا کہ دونوں ہاتھوں پر لیا) تو وہ فوت ہوگئی اس حال میں کہ آپ کے دونوں ہاتھوں میں تھی۔ ام ایمن چلا کر رونے لگی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اللہ کے نبی کے سامنے روتی ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کو نہیں دیکھ رہی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے ہیں۔ ارشاد فرمایا میرا رونا رونا نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کی رحمت ہے، بے شک مومن ہر حال میں خیر ہی میں ہوتا ہے، یقیناً جب اس کا نفس نکالا جاتا ہے اس کے پہلو سے اس وقت بھی وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے۔

حل لغات تَقْضِیْ۔ وہ قریب المرگ تھی۔ فَاحْتَضَنَهَا۔ پس گود میں لیا اسے۔ حَضْنٌ مصدر ہے۔ گود میں لینا۔ صَاحَتْ۔ وہ چلا کر روئی۔ تُنْزَعُ۔ وہ نکالا جاتا ہے۔ نَزْعًا مصدر ہے۔ نکالنا نکلنا۔ جَنْبٌ۔ پہلو۔

تشریح حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ میت پر چلا چلا کر رونا اور جزع فزع کا اظہار کرنا منع ہے، پیٹنا، بال نوچنا، گریبان چاک کرنا، منہ پر طمانچے مارنا، سینہ کوبی کرنا، خاک اڑانا، رونے کی یہ تمام قسمیں قطعاً ممنوع ہیں اور ان کے کرنے سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت ہی شدت سے روکا ہے جیسا کہ احادیث میں وارد ہے اور اسی لئے ام ایمن کو فرمایا کہ میرا رونا تیرے رونے کی طرح نہیں اور یہ میرا رونا رونا نہیں ہے اس رونے میں صبر ہے، حوصلہ ہے، چیخ نہیں ہے، بین نہیں ہے، مرثیہ نہیں ہے بلکہ مصیبت پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں صبر اور استقامت کی دعا کرنا ہے۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَ شَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ"	"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو منہ پیٹے اور گریبان پھاڑے، اور جاہلیت کی طرح چیخے چلائے۔" (بخاری شریف ومسلم شریف)

یعنی شور وشیون کرے، نوحہ خوانی اور واویلا کرے۔ جناب ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	"جو نوحہ کرتی ہے اور نوحہ سنتی ہے اس عورت

النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ " ‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏‏ پر لعنت ہے۔" (ابوداؤد)

یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ دونوں عورتیں دور ہیں۔ بخاری و مسلم شریف میں ابی بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ" "میں اس شخص سے جو سر منڈھائے اور چلا کر روئے، اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے بیزار ہوں"

اور حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں کا بہنا، تو نور ہی ارشاد فرمایا "یہ اللہ کی رحمت ہے" یعنی یہ رونا آثارِ رحمتِ الٰہی اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں جو درد پیدا کر رکھا ہے اس کا نتیجہ ہے اور یہ ممنوع نہیں ہے۔ علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں:۔

"ویؤیدہ ماورد ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا مایرضی الرب وانا علیٰ فراقك یا ابراھیم لمحزنون" "اور اس کی تائید اس حدیث شریف سے ہے بے شک آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین ہے ہم وہی بات کہیں گے جو رب تعالیٰ کو پسند ہے اور اے ابراہیم! میں تیرے فراق میں البتہ بہت غمگین ہوں" (جمع الوسائل ج دوم ص۱۲۲)

یہ ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزندِ ارجمند تھے اور بچپن میں ہی ان کا وصال ہوا تھا۔

حدیث ۵/۳۱۰ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مہدی حدثنا سفیان[3] عن عاصم[4] بن عبید اللہ عن القاسم[5] بن محمد عن عائشۃ[6] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَبَّلَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَھُوَ مَیِّتٌ وَھُوَ یَبْکِیْ اَوْ قَالَ وَعَیْنَاہُ تُھْرَاقَانِ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور سیدِ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کا بوسہ لیا، اس حال میں کہ وہ فوت ہو چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے تھے۔

اسماء الرجال حدیث ۵/۳۱۰

۱۔ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳/۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ سفیان۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

۴۔ عاصم بن عبید اللہ بن عاصم بن عمر بن الخطاب۔ لہ عن جابر وابن عمر وعدۃ وعنہ شعبۃ و مالك و القطان، وضعفہ ابن معین وقال البخاری منکر الحدیث۔ خرج لہ البخاری والاربعۃ۔

۵۔ قاسم بن محمد بن ابی بکر مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ایک ہیں۔ من الثانیۃ۔ ان کے مناقب بے شمار ہیں۔ خرج لہ الجماعۃ۔

۶۔ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲/ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

یا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دونوں آنکھوں مبارک سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے ۔

حل لغات قَبَّلَ ۔ بوسہ لیا ۔ چوما ۔ تَقْبِیْلٌ مصدر ہے چومنا ، بوسہ لینا ۔ تُهَرَاقَانِ ۔ مسلسل آنسو بہہ رہے تھے ۔ ھَرْقٌ مصدر ہے بہنا ۔ اَوْ ۔ یا ۔ تُهَرَاقَانِ ۔ صاحب اتحافات الربانیہ نے لکھا ۔ ای تنزلان وھو دموعاً غزاراً (صلا ۳۵) بہت زیادہ آنسو بہہ رہے تھے ۔

تشریح عثمان بن مظعون حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے ، قرشی تھے تیرہ مسلمانوں کے بعد ایمان لائے اور دونوں ہجرتیں کی تھیں ، بہت عابد تھے ، صاحب مجاہدہ تھے ۔ فضلاء صحابہ سے ہیں غزوہ بدر میں حاضر تھے ۔ انہوں نے اسلام لانے سے پیشتر بھی شراب نہیں پی ۔ یہ مہاجرین میں پہلے مہاجر ہیں جو ۳ھ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے ۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل ج ۲ صلا ۱۲۳ پر طبقات ابن سعد سے بروایت سفیان ثوری ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے عثمان بن مظعون کا جس وقت وہ فوت ہو گئے تھے بوسہ لیا ۔

"فرأیت دموع النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم تسیل علی خد عثمان" "پس میں نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے آنسوؤں کو جناب عثمان کی گال پر گرتے دیکھا ۔"

کتاب الوفا میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جب حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کے منہ مبارک سے چادر کو ہٹایا ۔ اور ــــــ

"قبل بین عینیہ ثم بکی طویلاً" دونوں آنکھوں کے درمیان چوما اور بہت روئے ۔

اور پھر جب ان کا جنازہ اٹھایا گیا تو ارشاد فرمایا ۔

"طوبیٰ لک یا عثمان لک تلبسک الدنیا ولم تلبسها" "خوشخبری ہے تیرے لئے اے عثمان ! نہ تو تو نے دنیا پہنی اور نہ دنیا تجھے پہن سکی ۔"

حدیث ع ۳۱۱/۶ حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا ابوعامر[2] حدثنا فليح[3] وهو ابن سليمان عن هلال[4] بن علی عن انس[5] بن مالك قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه واٰله وسلم وَرَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه واٰله وسلم جَالِسٌ عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ تَدْمَعَانِ فَقَالَ اَفِيْكُمْ رَجُلٌ لَمْ يُقَارِفِ اللَّيْلَةَ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَنَا قَالَ انْزِلْ فَنَزَلَ فِي قَبْرِهَا.

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حاضر ہوئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی صاحبزادی کی تدفین پر۔ اور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم قبر کے قریب تشریف فرما تھے پس میں نے دیکھا کہ سیدِ عالمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی دونوں آنکھوں مبارک سے آنسو بہ رہے تھے۔ سو ارشاد فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے کہ جس نے آج رات اپنی بیوی کے ساتھ صحبت نہیں کی ہو۔ ابوطلحہ نے عرض کیا میں ہوں۔ ارشاد فرمایا کہ قبر میں اُتر۔ تو وہ قبر میں اُترا۔

حل لغات تَدْمَعَانِ۔ آنکھیں بہہ رہی تھیں، رو رہے تھے۔ لَمْ يُقَارِفْ۔ اپنی بیوی سے صحبت نہ کی ہو۔ قَرَفٌ۔ نزدیک ہونا۔ جماع کرنا۔

تشریح یہ صاحبزادی جس کا انتقال ہوا تھا جنابہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا تھیں، اور سیدنا عثمان ذی النورین کی دوسری بیوی تھیں۔ پہلی جنابہ رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے اس ارشاد سے کہ ابوطلحہ تو قبر میں اُتر، اور پھر وہ اُترے اس سے :۔

"یوخذ ان لولی المیت الاذن لاجنبی فی نزول قبرها وحل نزول الاجنبی بالاذن"	"یہ پایا جاتا ہے کہ ولی میت کی اجازت سے عورت کی قبر میں اجنبی اُترے، اور یہ جائز ہے"

بَابُ مَاجَاءَ فِي بُكَاءِ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه واٰله وسلم پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ع ۳۱۱/۶

ع ۱/۱ اسحٰق بن منصور۔ دیکھو حدیث ع ۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع ۱

ع ۲/۲ ابوعامر۔ عبدالملک بن عمرو نام ہے۔ القیسی قبیلہ ہے، البصری الحافظ ہے۔ خرج له الستة۔

ع ۳/۳ فلیح وھو ابن سلیمان۔ دیکھو حدیث ع ۱۹ باب ماجاء فی صفة ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع ۳

ع ۴/۴ ھلال بن علی۔ العامری ہے، المدنی ہے، ثقہ ہے، من الخامسة۔ خرج له الجماعة۔

ع ۵/۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بَابُ مَاجَآءَ فِیۡ فِرَاشِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

اس باب میں جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک کا بیان ہے

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات

فِرَاشٌ ۔ بستر ۔ بچھونا ۔ صاحب اتحافات الربانیہ صـ۳۵۳ پر لکھتے ہیں:۔
"مایفرش لینام الانسان علیہ" "وہ فرش جس پر انسان سو جائے"۔

تشریح

اس باب میں حضور سردارِ کل، مفخر گیہان، صفوت آدمیان، تتمۂ دورِ زمان، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک کا ذکر ہے کہ وہ کتنی قسم کا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چمڑے، ٹاٹ اور بوریا کا تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم بستر پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضرت علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۳۵۰ھ وسائل الوصول میں فرماتے ہیں:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر چمڑہ کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی، اس کی لمبائی کم و بیش دو گز تھی اور چوڑائی ایک گز اور ایک ہاتھ تقریباً۔ آپ دنیاوی ساز و سامان سے بالکل الگ رہتے۔ باوجودیکہ خدا نے دُنیا کے تمام خزانوں کی کُنجیاں آپ کو عنایت فرما دی تھیں مگر آپ نے کبھی دُنیا کی خواہش نہیں کی ہمیشہ آخرت پر اور اس کی نعمت پر نظر رکھی اور آخرت کو اختیار کیا۔" [1]

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک چٹائی ہوتی، جسے جہاں بھی تشریف لے جاتے اپنے ساتھ رکھتے

[1] ترجمہ وسائل الوصول الی شمائل الرسول صـ۵۹ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

اس پر کبھی سو بھی جاتے ۔ کبھی اسے دہرا کر کے بچھا لیتے ۔ بقول عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھجور کے پٹھوں کا ایک پلنگ بھی تھا جس پر سیاہ چادر بچھی رہتی تھی ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی بچھونے اور پلنگ میں عیب جوئی نہیں کی (صحابہ فرماتے ہیں) اگر ہم نے آپ کے لئے بستر بچھا دیا تو اس پر لیٹ گئے اگر نہ بچھایا تو زمین پر ہی لیٹ جاتے تھے۔ آپ کا تکیہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری پڑی تھی ۔" [1]

حدیث ۳۱۲/۱ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا علی[2] بن مسهر عن هشام[3] بن عروة عن ابیه[4] عن عائشة[5] قالت انما کان فراش رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ینام علیه من ادم حشوه لیف ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر مبارک جس پر سوتے تھے چمڑے کا ہوتا تھا۔ جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی ۔

حل لغات اَدَم ۔ چمڑہ ۔ اس کی جمع اُدُمْ اور آدامْ آتی ہے ۔ حَشْوٌ ۔ بھرنا ۔
لِیْفٌ ۔ کھجور کے درخت کی چھال ۔

تشریح حضور سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نرم بستر کو پسند نہیں فرماتے تھے چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو عبادت، زہد، ریاضت، محنت، مسلسل تبلیغ اسلام کی راہ میں مشقت اُٹھانے اور ہر وقت خدمت خلق کرنے کی زندگی اور تعلیم دینی مقصود تھی اس لئے خود بھی عیش آرام اور تنعم کی زندگی ترک فرما دی تھی، یہاں تک کہ نیند بھی سخت بستر پر فرماتے اور آرام دہ گدیلے یا توشک پر پسند نہ فرماتے ۔ بیہقی نے ام المومنین عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ میرے پاس انصار کی ایک عورت آئی، اس نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر دیکھا جو کہ چمڑا کو دہرا کر کے بچھا رکھا تھا ۔

"فبعثت الیّ بفراش حشوۃ صوف" "وہ عورت گئی اور اس نے رُوئی سے بھری ہوئی

اسماء الرجال حدیث ۳۱۲/۱
۱۔ علی بن حجر ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ علی بن مسہر ۔ القرشی الکوفی ۔ حافظ الحدیث ہے ۔ کان فقیہاً محدثاً واعزائب ۔ خرج لہ الستۃ ۔ ۱۸۹ھ میں فوت ہوئے ۔
۳۔ ہشام بن عروہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴۔ ابیہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۵۔ عائشہ ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

[1] ترجمہ وسائل الوصول الی شمائل الرسول مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور ص ۲۱۲

توشک (لحاف) آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے لئے میرے پاس بھیج دی"۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور اس کو دیکھا۔ فرمایا اے عائشہ! یہ کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ انصار کی فلاں عورت نے آپ کا بستر دیکھا تو پھر جا کر آپ کے لئے یہ رُوئی سے بھرا ہُوا گدا بھیج دیا ہے۔ سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ! یہ اسے واپس کر دے۔

"واللہ لوشئت اجری اللہ معی جبال الذھب والفضۃ"

اور فرمایا قسم ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی، اگر میں چاہوں تو اللہ جل جلالہٗ سونے اور چاندی کے پہاڑ عطا کر دے"۔

یعنی خُوب آرام، عیش اور تنعم کی زندگی بسر کروں، مگر میں تو راحت و آسائش کے ہر قسم کے سامان کو ہیچ سمجھتا ہوں اور درحقیقت راحت اور آرام تو وہ ہے جو آخرت میں نصیب ہو۔ امام احمد اور ابوداؤد والطیالسی نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے فاثر فی جنبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر و اقدس پر اس بوریے کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ عرض کیا گیا کہ کیا آپ کے لئے کوئی نرم بستر ہم نہ لائیں تو ارشاد فرمایا۔

"مالی وللدنیا انما انا والدنیا کراکب استظل تحت شجرۃ ثم راح وترکھا"

"مجھے دنیاوی آرام سے کیا کام، میری مثال تو اس مسافر کی ہے جو کہ راستے میں کسی درخت کے نیچے ذرا آرام کر لے اور پھر اپنی منزل کی جانب روانہ ہو جائے"۔

وسائل الوصول میں علامہ یُوسف النبھانی امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ میں جناب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہُوا۔ آپ چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، جسمِ مُبارک پر بوریے کے نشان نظر آ رہے تھے۔ حجرہ کی یہ حالت تھی کہ ایک طرف تھوڑے سے جَو پڑے ہوئے تھے۔ دیوار پر کھال لٹکی ہوئی تھی (نماز پڑھنے کے لئے) میں نے یہ حال دیکھا تو میرے آنسو نکل آئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے ابن خطاب کیوں روتا ہے۔ میں نے عرض

کیا اے اللہ کے نبی! میں اب بھی نہ روؤں۔ اس چٹائی نے آپ کے جسم پر نشان ڈال دیئے ہیں۔ مفتوحہ علاقوں سے جو روپیہ آرہا ہے کیا اس میں آپ کا کوئی حصہ نہیں۔ دُوسری طرف یہ قیصر وکسریٰ ہیں جو دُنیا کی بے اندازہ نعمتوں میں کھیل رہے ہیں اور آپ اللہ کے نبی اور محبوب ہیں، پھر بھی اس تنگدستی میں گذر بسر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابنِ خطاب! کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ آخرت کی ابدی نعمتیں ہمارے لئے ہوں اور دنیا کی چند روزہ آسائشیں انہیں دے دی جائیں۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جنہیں یہی کچھ آسائشیں دے کر بہلا دیا گیا ہے۔ جن کی مدت بہت مختصر ہے اور ہم وہ لوگ ہیں جو آخرت میں ایسی نعمتوں سے نوازے جائیں گے جو کبھی ختم نہ ہوں گی۔" [1]

شرحِ سُنۃ میں حضرت انس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں، میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے کہ:-

"یرکب الحمار العری ویجیب دعوۃ الملوك	"برہنہ گدھے پر سواری فرماتے، غلاموں کی
وینام علی الارض ویجلس علی الارض	دعوت قبول فرماتے، زمین پر سوتے، زمین پر
ویاکل علی الارض"	بیٹھتے اور زمین پر کھانا کھاتے۔"

عارفِ کامل مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

بساط زرکش شاہی چہ نقش ما دارد — تن برہنۂ مانقشِ بوریا دارد
بہ تخت و دولتِ اقبال وھرغرہ مشو — کہ زخم سیلے ادبار درقفا دارد

بہ پشت پازدہ جامی دوکون را وہنوز
زفقر چشم خجالت بہ پشت پا دارد

ایک اُردو کے شاعر نے کیا خُوب کہا ہے:-

شہنشاہِ عالم کا بستر تو دیکھو
چٹائی کھجُوروں کی کالی کملیا

---

[1] اردو ترجمہ وسائل الوصول الی شمائل الرسول۔ صفحہ ۹۱ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

حدیث ۲/۳۱۲ حدثنا ابو الخطاب[1] زیاد بن یحییٰ البصری حدثنا عبد اللہ[2] بن میمون حدثنا جعفر[3] بن محمد عن ابیہ[4] قال سُئِلَتْ عائشۃ[5] مَا کَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِیْ بَیْتِکِ قَالَتْ مِنْ اَدَمٍ حَشْوُہٗ مِنْ لِیْفٍ وَسُئِلَتْ حَفْصَۃُ مَا کَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فِیْ بَیْتِکِ قَالَتْ مِسْحًا نَثْنِیْہِ ثَنْیَتَیْنِ فَیَنَامُ عَلَیْہِ فَلَمَّا کَانَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ قُلْتُ لَوْ ثَنَیْتُہٗ اَرْبَعَ ثَنْیَاتٍ کَانَ اَوْطَاَ لَہٗ فَثَنَیْنَاہُ بِاَرْبَعِ ثَنْیَاتٍ فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ مَا فَرَشْتُمُوْ لِیَ اللَّیْلَۃَ قَالَتْ قُلْنَا ھُوَ فِرَاشُکَ اِلَّا اَنَّا ثَنَیْنَاہُ بِاَرْبَعِ ثَنْیَاتٍ قُلْنَا ھُوَ اَوْطَاُ لَکَ قَالَ رُدُّوْہُ لِحَالَتِہِ الْاُوْلٰی فَاِنَّہٗ مَنَعَتْنِیْ وَطَاءَتُہٗ صَلٰوتِیَ اللَّیْلَۃَ۔

ترجمہ امام محمد باقر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا چمڑہ کا تھا بھرا ہوا تھا کھجور کی چھال سے۔ اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی پوچھا گیا کہ آپ کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بستر کیسا تھا۔ انہوں نے فرمایا ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کرکے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نیچے ہم بچھا دیتے تھے جس پر آپ سو جاتے۔ پھر ایک رات میں نے یہ کہا کہ اگر اس ٹاٹ کو میں چار تہ کر دوں تو زیادہ نرم ہو جائے گا، میں نے اسے چار تہ کرکے بچھا دیا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صبح کو اُٹھے تو فرمایا تم نے رات کو میرے لئے کیسا بستر بچھایا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یہ آنجناب کا ہی بستر تھا مگر میں نے اسے چار تہہ کر دیا تھا تاکہ آپ کے لئے نرم ہو جائے۔ ارشاد فرمایا اسے پہلی ہی حالت پر لوٹا دو، پس اس کی نرمی میری رات کی نماز میں روک بن رہی تھی۔

حل لغات مِسْحًا۔ ٹاٹ، کمبل، اونی لباس جس کو زاہد لوگ تقشف کی بنا پر پہنا کرتے تھے۔
اَوْطَاُ۔ میں نرم کرتی ہوں۔ وَطْاٌ مصدر ہے جس کے معنیٰ 'نرم کرنا' ہیں۔

تشریح حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی امت کو عملی طور پر سمجھایا کہ دیکھو ایسا نہ ہو کہ یہ تمہارے نرم نرم بستر، یہ آرام و آسائش، یہ تنعم دنیوی تمہیں یادِ الٰہی، نماز اور تہجد سے بے پروا غافل نہ کر دیں۔ صرف اس لئے ذرا سا نرم بسترہ استعمال کرنا نہیں پسند فرمایا کہ نمازِ تہجد کہیں نہ پڑھی جا سکے۔ آج ہمیں سرورِ انبیاء، شفیقِ امت، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اس سُنّتِ مبارکہ کو زندہ کرنا چاہیئے۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۳۱۲
[1] ابو الخطاب زیاد بن یحییٰ البصری۔ دیکھیو حدیث ۴ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۱
[2] عبد اللہ بن میمون۔ دیکھیو حدیث ۳ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۲
[3] جعفر بن محمد۔ دیکھیو حدیث ۳ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۳
[4] ابیہ۔ دیکھیو حدیث ۳ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۴
[5] عائشہ صدیقہ۔ دیکھیو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۵

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے دیکھا اور آپ بوریئے پر نماز پڑھتے تھے، اور اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ دباغت کی ہوئی کھال ہو اور آپ اس پر نماز ادا فرمائیں۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

○

بَابُ مَاجَآءَ فِي تَوَاضُعِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

یہ باب جناب رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عاجزی اور انکساری ظاہر کرنے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں تیرہ احادیث ہیں)

حل لغات

تَوَاضُعٌ ۔ عاجزی اور انکساری ظاہر کرنا۔ تَوَاضُع ۔ کبر کی ضد ہے۔

تشریح

اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان، صاحب لواءِ حمد، عالم علوم اولین و آخرین صاحب خلق عظیم، رحمۃ اللعالمین، احمد مجتبیٰ، جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے انتہائی متواضع ہونے کا ذکر ہے۔ حضرت محدث جلیل فقیہ اعظم الشیخ یوسف النبہانی تحریر فرماتے ہیں:۔

"نبی علیہ السلام تواضع اور انکساری میں سب سے بڑھ کر تھے، بہت کم گو تھے مگر آپ کی کم گوئی کبر کی وجہ سے نہ تھی، جب بات کرتے تو بہت مختصر کرتے، بہت خوب رُو تھے دنیا کے کسی بڑے سے بڑے کام سے بھی نہ گھبراتے تھے، آپ اس حد تک بھی تواضع اور انکسار سے کام نہیں لیتے تھے کہ دُوسرا آدمی حقیر سمجھنے لگے۔"[1]

مدینہ کی کنیزیں یا عام لڑکیوں میں سے کوئی لڑکی اپنی ضرورت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں لے جانا چاہتی لے جاتی آپ اس کی ضرورت پوری فرماتے۔

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ کوئی آزاد، غلام، کنیز، فقیر اور مسکین ملتا تو اس کے پاس کھڑے ہو جاتے اور اس سے پوچھتے کہ تمہیں کوئی تکلیف اور ضرورت تو نہیں۔

[1] الوسائل الوسائل الوصول الی شمائل الرسول ص ۱۲۵ اعارف گنج بخش روڈ لاہور

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا کہ مجلس میں تشریف لاتے تو مل جُل کر بیٹھتے۔ کبھی ممتاز جگہ پر تشریف نہ فرماتے۔ حضورِ سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے جنازہ میں شریک ہوتے۔ اگر کوئی مسکین سے مسکین آدمی بھی تھوڑے سے کھانے کی دعوت بھی دیتا، تو آنجناب ازراہِ تواضع قبول فرماتے، کبھی کسی کو حقیر اور کم تر نہ سمجھتے۔ کمزور، لاچار اور ضرورت مند صاحبان کے پاس تشریف لے جا کر ان کی حاجتیں بر لاتے اور ان کی مشکل کشائی فرماتے۔ گھر کے کام کاج بنفسِ نفیس کرتے اور قطعاً عار نہ سمجھتے، مہمانوں کی مہمانداری خود فرماتے۔

حدیث ع ۳۱۴/۱ حدثنا احمد[۱] بن منیع وسعید[۲] بن عبد الرحمٰن المخزومی وغیر واحد قالوا حدثنا سفیٰن[۳] بن عیینۃ عن الزھری[۴] عن عبید[۵] اللہ عن عبد[۶] اللہ بن عباس عن عمر[۷] ابن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تطرونی کما اطرت النصارٰی عیسی ابن مریم انما انا عبد اللہ فقولوا عبد اللہ ورسولہ۔

ترجمہ عمر بن الخطاب سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم لوگ میری تعریف میں ایسا مبالغہ مت کرو جیسا نصارٰی نے عیسٰی بن مریم کے بارے میں کیا تھا، میں تو عبد اللہ ہوں پس تم بھی کہو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

حل لغات لَا تَطْرُوْنِی۔ میری تعریف میں مبالغہ مت کرو۔ اِطْرَاءٌ سے ہے حد سے زیادہ تعریف کرنا۔

تشریح ارشاد ہے کہ تم لوگ میری تعریف میں ایسا مبالغہ مت کرو جیسا نصارٰی نے عیسٰی بن مریم کے بارے میں کیا تھا۔ یعنی جس طرح نصارٰی نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو فرطِ محبت میں (استغفر اللہ) اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنا لیا، اس طرح میرے متعلق کوئی بات مُنہ سے نہ نکالنا بلکہ یہ کہنا کہ "اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں"۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں نہیں اور یہی کمال تعریف ہے۔ حضرت علامہ بوصیری صاحبِ قصیدہ بُردہ شریف نے فرمایا۔

دع ما ادعتہ النصارٰی فی نبیھم   فاحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم

اسماء الرجال حدیث ع ۳۱۴/۱

ع۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ع۸ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ سعید بن عبد الرحمٰن المکی۔ لہ عن ابن عیینۃ وعدہ۔ ثقہ۔ خرج لہ النسائی۔ ۲۴۹ھ میں فوت ہوا۔

ع۳ سفیان بن عیینۃ۔ دیکھو حدیث ع۵ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۴ الزہری۔ دیکھو حدیث ع۷ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۵ عبیداللہ۔ [illegible]

ع۶ عبداللہ بن عباس۔ دیکھو حدیث ع۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

ع۷ عمر ابن الخطاب۔ دیکھو حدیث ع۹ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۹

حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صفحہ ۱۳ پر اسی حدیث کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں :۔

"فلا ینافی ان لہ اوصافا من الکمال غیر العبودیۃ والرسالۃ منھا انہ سید ولد آدم واللہ اعلم"

"یعنی سوائے عبودیت اور رسالت کے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اور بھی بڑے اوصاف وکمالات ہیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم آدم کی اولاد کے سردار ہیں تو یہ حدیث مندرجہ بالا ان کے منافی نہیں ہے واللہ اعلم"

نیز فرماتے ہیں :۔

"اقول یکفی فی مدحہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اجمالا انہ محمد یحمدہ الاولون والآخرون وانہ احمد من حمد واحمد من حمد ولہ المقام المحمود واللواء الممدود والحوض المورود والشفاعۃ العظمیٰ فی یوم مشھود وآدم ومن دونہ تحت لوائہ فلا یستغنی احد عن حمدہ وثنائہ ثم ھذا الحدیث من باب تواضعہ حیث اقتصر امرہ علیٰ مجرد الرسالۃ والعبودیۃ نظرا الی کمال نعوت ربہ من الالوھیۃ والربوبیہ فھو لیس من قبیل التنزل عمن ھو دونہ بل من باب تعظیم من فوقہ"

"گذارشاً میں یہ کہتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی توصیف میں مختصراً یہ کہنا کافی ہے کہ وہ ہیں جو محمد، تو اولین وآخرین نے ان کی صفت وثنا کی اور جب حضور احمد بھی ہوئے تو اس کا اشتقاق حمد سے ہے اور اس کی توجیہہ یہ ہے کہ آپ کے لئے مقام محمود ہے اور عَلَمِ شفاعت ہے جو اتنا وسیع ہے کہ تمام انبیاء کی اُمتیں اس کے سایہ کے نیچے ہوں گی اور حوضِ کوثر بھی اسی ذاتِ اقدس کا ہے جہاں کہ تشنگانِ فیض کا ورود ہوگا اور قیامت کے دن شفاعتِ کبریٰ بھی ان کے وجود سے منسوب ہے، اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ حضرت آدم اور اس کے علاوہ تمام مخلوق جو آدم کے ماسوا ہے حضور کے جھنڈے کے نیچے ہوگی۔ پس اب کوئی شخص حضورُ

کی صفت وثنا کرنے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اب اس
حدیث میں جو اشکال واقع ہوا اس کا حل یہ ہے کہ
یہ حدیث آپ کی منکسر المزاجی پر دلالت کرتی ہے
اس میں آپ نے اپنی رسالت اور عبودیت پر
اکتفا کیا ہے کیونکہ آپ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی
ربوبیت اور الوہیت کی دو شانیں ہیں تو الوہیت
اور ربوبیت کے مقابلہ میں رسالت اور عبودیت
کا ظہور بہت بیّن ہے۔ پس کوئی یہ نہ سمجھے کہ
معاذ اللہ حاکم بدہن حضور کی صفات کا تنزل یعنی
اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرف واقع ہوا بلکہ یہ تو ادنیٰ سے
اعلیٰ کی طرف تعظیماً عروج ہے جو الفاظ سے ثابت
ہو رہا ہے"

حدیث ۳۱۵/۲ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا سوید[2] بن عبد العزیز عن حمید[3] عن انس[4] بن مالک اِنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فَقَالَتْ اِنَّ لِیْ اِلَیْکَ حَاجَةً فَقَالَ اجْلِسِیْ فِیْ اَیِّ طَرِیْقِ الْمَدِیْنَةِ شِئْتِ اَجْلِسْ اِلَیْکِ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی اس نے عرض کیا۔ کہ آپ کے ساتھ ایک کام ہے تو حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا شہر کے کسی راستہ پر بیٹھ جائیں وہاں بیٹھ کر تیری بات سُنوں گا۔

حل لغات حَاجَةٌ۔ ضرورت، کام۔ طَرِیْقٌ۔ راستہ۔ سڑک۔ اَلْمَدِیْنَة۔ شہر۔
شِئْتِ۔ تو چاہے۔

اسماء الرجال حدیث ۳۱۵/۲

۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۱

۲ سوید بن عبد العزیز العصام نے کہا۔ لم توجد ترجمتہ علامہ مناوی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں۔ یہ ابو محمد الدمشقی ہے بعلبک کا قاضی تھا، پھر دمشق میں نائب الحکومت تھا امام بخاری نے کہا کہ فی حدیثہ نظر لا یحتمل اور قراءت علی ابو ذاوی وغیرہ وعنہ وجیح ومحمد بن مصفی۔ ۱۹۴ھ میں وفات ہوا۔

۳ حمید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲

۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۴

تشریح ارشاد ہے کہ "ایک عورت حاضر ہوئی" اس عورت کے نام کا پتہ نہیں. مگر انصاریہ تھی۔ ارشاد ہے "شہر کے کسی راستہ پر بیٹھ جا" یعنی ایک طرف ہو کر بیٹھ جا' اور میں وہاں بیٹھ کر تیری ہر بات سنوں گا اور حاجت برآری کروں گا. علماءِ کرام فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے فرمایا کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی نہ ہوتا کہ شریر طبیعت افراد کو کسی قسم کی شرارت کرنے کا موقع میسر نہ ہو. حضرت محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"نشستن بسر راہ وتوجہ آں سرور بحاجت زنے کم عقل از کمال تواضع آں حضرت است"

یعنی "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِراہ بیٹھ جانا اس بے وقوف سی عورت کی ضرورت کے لئے' یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال تواضع ہے"

اور حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری تحریر فرماتے ہیں :-

"ھذا دلیل علی مزید تواضعه وبراءته من جمیع انواع الکبر"

یعنی "یہ حدیث شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال تواضع اور ہر قسم کے غرور وتکبر سے پاک اور مبرا ہونے کی دلیل ہے۔"

(جمع الوسائل جلد دوم صـ۱۳۱)

علامہ یوسف النبہانی رحمۃ اللہ علیہ الوسائل الوصول میں نقل فرماتے ہیں :-

"ابو الطفیل کہتے ہیں' میں چھوٹا سا تھا میں نے دیکھا کہ نبی علیہ السلام کے پاس ایک عورت آئی. وہ آپ کے قریب آ گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لئے اپنی چادر بچھا دی. نبی علیہ السلام کی طرف سے اس عورت کا اعزاز و اکرام دیکھا تو میں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے. ساتھیوں نے کہا کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں ہے"

حدیث ۳۱۶ حدثنا علی بن حجر حدثنا علی بن مسھر عن مسلم الاعور عن انس بن مالك قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَ يَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيُجِيْبُ دَعْوَةَ الْعَبْدِ وَكَانَ يَوْمَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حِمَارٍ

مَخْطُوْمٍ بِحَبْلٍ مِنْ لِيْفٍ عَلَيْهِ اِكَافٌ مِنْ لِيْفٍ ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیماروں کی بیمار پرسی فرماتے تھے، جنازے میں شریک ہوتے تھے، گدھے پر سواری فرما لیتے تھے، ہر آدمی کی دعوت قبول فرماتے بنی قریظہ کی لڑائی میں آپ ایک ایسے گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کے پٹھوں کی تھی اور کاٹھی بھی اسی کی تھی۔

حل لغات یَعُوْدُ۔ بیمار پرسی کرتے تھے، عیادت فرماتے تھے۔ اَلْعَبْد۔ آدمی، غلام۔ مَخْطُوْم۔ مہار، لگام اِکَافٌ۔ کاٹھی۔ پالان گدھے کی، جس طرح زین گھوڑے کی ہوتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "بیماروں کی بیمار پرسی فرماتے تھے" یعنی بیمار کی عیادت کرنے میں کوئی فرق یا تمیز نہیں برتتے تھے۔ ہر ایک شخص کو چاہے وہ آزاد ہوتا یا غلام، جوان ہوتا یا بوڑھا، عورت ہوتی یا مرد، مسلمان ہوتا یا کافر بیمار پرسی فرماتے، مریض کے قریب بیٹھتے، اس کے سر سے اسے پیار فرماتے، پھر اس کا حال دریافت فرماتے، اس کو تسلی دیتے، نہایت مشفقانہ اور محبت سے بھری ہوئی گفتگو بیمار کے ساتھ کرتے۔ جو جگہ اس کی دکھتی یا جس جگہ اسے درد ہوتا وہاں اپنا مبارک ہاتھ پھیرتے، اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دم ڈالتے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری فرماتے ہیں کہ "بیمار کی درد کی جگہ پر ہاتھ مبارک رکھ کر فرماتے بسم اللہ ارقیک من کل داء یوذیک اللہ یشفیک" اور صحیحین یعنی بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ جناب جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہو گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میری بیمار پرسی کے لئے تشریف لائے۔ ان دونوں گرامی قدر حضرات نے مجھے بے ہوش پایا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وضو فرمایا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، سو مجھے افاقہ ہو گیا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے میں مشرف ہوا، اور ابوداؤد میں ہے کہ "فنفخ فی وجھی فافقت" میرے منہ پر دم کیا تو مجھے افاقہ ہو گیا اور اسی میں ہے کہ ارشاد فرمایا۔

"یاجابر لا اراک میتا من وجعک ھذا" "اے جابر تو اس درد سے نہیں مرے گا۔"

اور مسلم شریف میں ہے کہ :-

"یجب للمسلم علی المسلم ست" یعنی "ہر مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں"۔

جن میں سے ایک بیمار پرسی کا بھی ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

اسماء الرجال حدیث ۳۱۹
۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲
۲ علی بن مسہر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی اسنان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲
۳ مسلم الاعور۔ ابن کیسان الکوفی ہے۔ ابو عبداللہ ہے۔ الملائی البراد انس و مجاہد وعنہ شعبہ وعلی بن مسہر۔ الذہبی نے لکھا وحرجہ لہ البیہقی۔
۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۴

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مریض کو دیکھنے جاتے یا کوئی بیمار آپ کی خدمت میں حاضر کیا جاتا تو آپ فرماتے۔

"اذهب الباس رب الناس، واشف انت الشافی، لا شفاء الا شفاءك شفاء لا يغادر سقما"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیمار پرسی فرمانا علاوہ اور باتوں کے کمال تواضع بھی ہے اس لئے کہ:۔

"لان التوضع خروج الانسان عن مقتضى جاهه وتنزله عن مرتبة امثاله"

گدا اگر تواضع کند خوئے اوست
تواضع زگردن فرازاں نکوست

ارشاد ہے "جنازے میں شریک ہوتے تھے" یعنی جنازہ پر تشریف لے جاتے، اس پر نماز ادا فرماتے اس کی بخشش کیلئے اللہ جل شانہ کی بارگاہِ عالیہ میں دُعائیں فرماتے اور ایسے مُبارک ارشادات فرماتے کہ جو بڑی عبرت اور بڑی موعظت کا باعث ہوتے۔ ارشاد ہے "گدھے پر سواری فرما لیتے تھے" یعنی اُونٹ، اُونٹنی اور گھوڑے کی موجودگی میں بھی گدھے پر سواری فرما لیتے تھے اور بسا اوقات اپنے ساتھ آگے یا پیچھے کسی دوسرے آدمی کو بٹھا لیتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے، بنی عبدالمطلب کے بچوں نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بچے کو آگے بٹھا لیا اور ایک کو اپنے پیچھے۔

ارشاد ہے "ہر آدمی کی دعوت قبول فرماتے" یعنی کوئی شخص بھی چاہے وہ غریب سے غریب اور بیکس ہی کیوں نہ ہو اس کی دعوت کو قبول فرما کر اس کے ہاں تشریف لے جاتے اور اس کی دلجوئی فرماتے اور اس کی عزت افزائی ہوتی۔

حضرت الحافظ زین الدین العراقی نے تین اشعار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تواضع کو بیان فرمایا ہے۔

ولا يمشى مع المسكين والارملة — فی حاجة من غير ما انفة
يردف خلفه على الحمار — على اكاف غير ذی استكبار
يمشى بلا نعل ولا خف الى
عيادة المريض حوله الملا

حدیث ۴ ۳۱۷ حدثنا واصل[1] بن عبد الاعلیٰ الکوفی حدثنا محمد[2] بن فضیل عن الاعمش[3] عن انس[4] بن مالك قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یُدعٰی الٰی خُبْزِ الشَّعِیْرِ وَالْاِھَالَةِ السَّنِخَةِ فَیُجِیْبُ وَلَقَدْ کَانَتْ لَهٗ دِرْعٌ عِنْدَ یَهُوْدِیٍّ فَمَا وَجَدَ مَا یَفُکُّھَا حَتّٰی مَاتَ ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی پرانی چکنائی کی دعوت دیتا تو قبول فرما لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی ایک زرہ یہودی کے پاس تھی وصال مبارک تک رقم نہ ہونے کی وجہ سے اسے یہودی سے نہ چھڑا سکے۔

حل لغات یُدْعٰی۔ دعوت کئے جاتے، بلائے جاتے۔ اَلشَّعِیْر۔ جَو۔ اَلْاِھَالَة۔ ہر وہ روغن جو بطور سالن کے استعمال ہو، پگھلی ہوئی چربی۔ اَلسَّنِخَة۔ جس کی بو متغیر ہو وہ چکناہٹ جو کافی دن رہ گئی ہو۔

تشریح یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں اتنا انکسار تھا اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اتنے صاحب تواضع تھے کہ تھوڑے سے تھوڑے کھانے کی دعوت کو بھی قبول فرماتے تھے اور کسی معمولی سے معمولی دی گئی دعوت کو رد نہ فرما کر دل آزردگی کا سبب نہ بنتے تھے۔

حدیث ۵ ۳۱۸ حدثنا محمود[1] بن غیلان حدثنا ابوداؤد[2] الحضری عن سفین[3] عن الربیع[4] بن صبیح عن یزید[5] بن ابان عن انس[6] بن مالك قال حَجَّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم عَلٰی رَحْلٍ رَثٍّ عَلَیْهِ قَطِیْفَةٌ لَا تُسَاوِیْ اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا لَا رِیَآءَ فِیْهِ وَلَا سُمْعَةَ ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے حج فرمایا اس حال میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم ایک بوسیدہ اور پھٹے پرانے پالان پر سوار تھے، اس پر ایک چادر تھی جو کہ چار درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھی، اور یہ دعا فرما رہے تھے اے اللہ! اس حج کو ایسا حج بنا جس میں نہ کود کھاوا ہو اور نہ ہی شہرت۔

اسماء الرجال حدیث ۳۱۷

۱۔ واصل بن عبد الاعلیٰ الکوفی
۲۔ محمد بن فضیل
۳۔ الاعمش۔ دیکھو حدیث ۲۱ باب ماجاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جایز ۲
۴۔ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جایز ۱

اسماء الرجال حدیث ۳۱۸

۱۔ محمود بن غیلان۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم
۲۔ ابوداؤد الحفری۔ کوفہ میں حفر ایک مقام ہے اس کی طرف نسبت سے الحفری کہلائے ثقہ ہے اور عابد ہے۔
۳۔ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲۳ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جایز ۲
۴۔ ربیع بن صبیح۔ بصری ہیں صدوق ہیں، حسن بصری سے تعلق رکھتا ہے۔ حسن، عطاء سے روایت کرتا ہے اور اس سے ابن مہدی اور علی بن الجعد روایت کرتے ہیں۔ یہ مجاہد اور عابد تھا۔ ابوزرعہ نے کہا صدوق ہے اور نسائی نے ضعیف بتایا ہے۔ تخریج لہ البخاری فی تاریخہ و الترمذی و ابن ماجہ۔
۵۔ یزید بن ابان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جایز ۲
۶۔ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم جایز ۱

حل لغات رَاحِلٍ۔ اونٹ کا پالان۔ رَثٍّ۔ بوسیدہ، پھٹا، پُرانا۔ قَطِیفَۃٌ۔ چادر، کملی، وہ چادر یا کملی جس کا حاشیہ ہو۔ رِیَاءٌ۔ جو کام لوگوں کو بتلانے کے لئے کیا جائے۔ سُمْعَۃٌ۔ جو کام لوگوں میں شہرت کے ارادہ سے کیا جائے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حج فرمایا اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ایک بوسیدہ اور پھٹے پُرانے پالان پر سوار تھے اس پر ایک چادر تھی جو کہ چار درہم کی قیمت کے برابر بھی نہ تھی" یہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی کمال تواضع، فروتنی اور عاجزی تھی جس کا اظہار اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تو آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ہر قسم کی عنایتوں، بخششوں اور نعمتوں سے سرفراز فرمایا تھا جس کا اظہار اس طریق سے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اسی حج مبارک میں قربانی کے وقت ایک سَو اونٹ کی قربانی اللہ جل جلالہٗ کے حضور میں پیش فرمائی، اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو وہ کچھ عطا فرمایا جس کا کوئی حساب ہی نہیں۔ وغیرہ وغیرہ

ارشاد ہے "اے اللہ! اس حج کو ایسا حج بنانا جس میں نہ تو دکھاوا ہو اور نہ ہی شہرت" یعنی اللہ جل جلالہٗ کے حضورِ مبارک میں اپنی عاجزی، مسکینی اور تواضع کا اظہار بھی کمال درجے کا فرماتے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

"وھذا من عظیم تواضعہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اذ لا یتطرق الریاء والسمعۃ الا لمن حج علی المراکب النفیسۃ والملابس الفاخرۃ والاغشیۃ المحبرۃ والاکوار المضضۃ الی غیر ذالک مما ھو مکروہ لاسیما فی زماننا ھذا سیما لعلمائہم ھذا مع انہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اھدی فی ھذہ الحجۃ مائۃ بدنۃ واھدٰی

"یہ دعا حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تواضع کی ایک اعلیٰ دلیل ہے، کیونکہ اس سے نہ تو کوئی دکھاوا اور نہ سُمعہ پیدا ہوتا ہے۔ ویسے ریا اور سُمعہ تو اس شخص سے آسکتی ہے جو کہ نفیس سواریوں پر اعلیٰ قیمتی لباس سے حج کرے اور اس کے ساتھ تمام عیش کا سامان موجود ہو، بلکہ گروہ در گروہ اونٹوں کی جماعتیں ہوں یا کوئی اور ایسی اشیاء ہوں جو مکروہ ہیں خاص کر ہمارے اس زمانے اور اس کے علماء

لاصحابه مالا يسمع به ومنهم عمر اهدى فيما اهدى له بعيرا اعطى فيه ثلثمائة دينار افابى تبولها "

کے لئے یہ عبرت ہے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حج میں ایک سو اُونٹ قربان کئے اور اپنے صحابہ کو تحفے دیئے اور یہ سخاوت اس قدر کی کہ کسی شخص نے اس سے پہلے نہ سُنی اور نہ دیکھی ان اصحاب میں ایک مثال حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی ہے آپ کو ہدیہ کے طور پر بے شمار اونٹ عطا کئے اور مزید برآں تین سو دینار بھی ان کی طرف بھیجے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر عطا دیکھ کر حیران ہوگئے اور قبول نہ کرسکے۔"

نیز فرمایا :-

"وذالك لانه فى اعظم مواطن التوضع اذالحج حاله تجرد واقلاع وخروج عن من المواطن سفرا الى الله الاترى مافيه من الاحرام ومعناه احرام النفس من الملابس تشبيها بالغازين الى الله و لتذكر الموقف الحقيقى نكان التواضع فى هذا المقام من رسول الله اعظم المحاسن "

" اور جب حج ایک ایسا فعل ہے کہ انسان اس کے علاوہ باقی سب کام چھوڑ دیتا ہے اور دنیاوی کاموں کا قلع قمع کرتا ہے، پھر اپنے گھروں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف سفر کرتا ہے اس صورت میں حضور کا فعل تواضع کے عظیم الشان مواقع میں گنا جاتا ہے۔ اے مخاطب! کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ حج میں کئی کاموں کا اپنے اوپر حرام کرنا ہوتا ہے اور حج کا معنی یہ ہے کہ خواہشاتِ نفس کو اپنے اُوپر حرام کردے مثلاً عام لباس وغیرہ۔ اس کی مثال اُن غازیوں جیسی ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں اور اپنی منزل ماووائی کو یاد کرنے کی

غرض سے نکلتے ہیں۔ پس اس مقام پر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تواضع باقی تمام خوبیوں سے اعلیٰ اور برتر تھی۔"

نیز یہ دعا فرمانا

اللہ جل جلالہ کے حضورِ اقدس میں انتہائی خشوع اور عاجزی کا اظہار ہے اور اُمتِ مُسلمہ کو یہ تعلیم دینا ہے یہ سکھانا ہے کہ ہر نیک عمل میں یہاں تک کہ حج ہی کیوں نہ ہو اخلاص، للّٰہیت اور خالص اللہ جل جلالہ کی رضا کی نیت رکھو تاکہ یہ برے ظاہری اور باطنی عمل تمہاری عبادت کو ضائع نہ کردیں۔ حضرت استاذ گرامی محدث جلیل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ

"یہ بات یاد رکھو کہ سیدِ دو عالم، شفیع المذنبین، پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات اقدس ان زمائم سے پاک اور منزہ تھی۔ یہاں پر یہ ارشاد ایک تو تعلیمِ اُمت ہے اور دوسرا اللہ تعالیٰ سے نیک عمل کی توفیق طلب کرنا خلوص اور للّٰہیت کے ساتھ ہے۔"

حضرت علامہ مُلّا علی قاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صـ ۱۳۴ پر تحریر فرماتے ہیں :-

"قال القسطلانی فی اسناد ھذا الحدیث ضعف واخرجہ ابن حبان ایضاً وقال میرك وضعہ لاجل الربیع بن صبیح فانہ ضعیف لہ مناکیر ویزید ابن ابان ایضاً متروك الحدیث۔"

یعنی" قسطلانی نے فرمایا کہ اس حدیث کے اسناد میں ضعف ہے اور ابن حبان نے بھی یہی کہا ہے۔ میرک فرماتے ہیں کہ یہ ضعف ربیع بن صبیح کی وجہ سے ہے اس لئے کہ وہ ضعیف ہے، لہ مناکیر اور یزید ابن ابان بھی متروک اور منکر الحدیث ہے۔"

حدیث ۶ ع ۳۱۹ حدثنا عبداللّٰہ بن عبد الرحمان حدثنا عفان حدثنا حماد بن سلمۃ عن حمید عن انس قال لم یکن شخص احب الیھم من رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قال وکانوا اذا راوہ لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہ لذالك

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضورِ رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا شخص نہیں تھا، وہ فرماتے ہیں کہ باوجود اس کے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھڑے نہ ہوتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ پسند نہیں تھا۔

تشریح ارشاد ہے "صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور رسُولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی دوسرا شخص نہیں تھا" اور کیسے کوئی دوسرا آدمی پیارا اور محبُوب ہو سکتا ہے جبکہ سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دولتِ توحید سے نوازا۔ گمراہی کے عمیق گھڑوں سے نکال کر سعادت اور نیک عملی کی بلندیاں نصیب فرمائیں۔ جہنم کے عذاب سے بچا کر جنت کی نعمتیں مرحمت فرمادیں۔ جاہلی عرب کی انتہائی بداخلاقیوں سے چھٹکارا دلا کر مکارمِ اخلاق پر فائز فرمایا۔ نیز آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ ستودہ صفات کو محبوب رکھنا ہی تکمیل ایمان ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر تو مسلمان 'مسلمان ہی نہیں ہوتا۔

"الا لا ایمان لمن لا محبۃ لہ" "آگاہ رہو کہ جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت نہیں اس کا ایمان مکمل ہی نہیں۔"

ایک بار سیدنا امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "اے اللہ تعالیٰ کے رسُول ہر ایک چیز سے آپ مجھے پیارے ہیں سوائے اپنی جان کے" تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیرا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں جب تک کہ تجھے میں اپنی جان سے بھی پیارا نہ ہو جاؤں"۔ تو حضرت عُمر کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر عرض کیا کہ "اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبُوب ہیں" تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"الآن تم ایمانك یا عُمر" "اے عُمر اب تیرا ایمان پورا ہو گیا"۔

یہی وجہ تھی کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے باپ، بھائی، ماں اور ہر چیز سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت فرماتے ہیں، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں مست و الست تھے۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کو حضور سراپا نور سرورِ عالم و عالمیان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کاملہ وصادقہ عطا فرمائے۔ آمین۔

اسماء الرجال حدیث ۳۱۹

۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱

۲ عفان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳ حماد بن سلمہ۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ حمید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۵ انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

ارشاد ہے کہ" باوجود اس کے جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کھڑے نہ ہوتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ پسند نہیں فرماتے تھے " گویا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قلبی محبت یہ تقاضا کرتی تھی مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قسم کی ظاہری باتوں کو ناپسند فرماتے تھے لہٰذا کھڑے نہ ہوتے۔ دُوسری یہ بات ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسا اوقات ضرورت کے لئے گھر میں آتے جاتے یا دیگر ضرورت کے لئے اُٹھتے تو ہر وقت صحابہ کا اُٹھنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناگوار خاطر ہوتا' اور اس میں تواضع کا پہلو بھی پایا جاتا ہے کہ اے دوستو میرے لئے نہ اُٹھا کرو۔ وغیرہ

بعض لوگوں نے اس سے یہ بات اخذ کی ہے کہ کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ناپسند فرمانا تو اپنے صحابہ پر شفقت و تواضع سے تھا اور اس وجہ سے تھا کہ کہیں تعظیم میں انتہائے افراط نہ کر گزریں۔ امام نووی فرماتے ہیں۔

"ھذا القیام للقادم من اھل الفضل من علم اوصلاح اوشرف مستحب"

"یہ قیام آنے والے کے لئے جو کہ صاحبِ فضل ہو صاحبِ علم ہو' متقی ہو یا صاحبِ شرف ہو' مستحب ہے"

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"لیس ھذا من القیام المنھی عنہ انما ذاك فیمن یقومون علیہ وھو جالس ویمکثون قیاما طول جلوسہ"

"اس جگہ تعظیماً قیام منع نہیں ہے بلکہ اس قیام کی ممانعت آئی ہے کہ بڑا آدمی بیٹھا رہے اور لوگ اس کے آگے کھڑے رہیں۔"

ابوداؤد میں ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں :۔

"کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتی نراہ قد دخل"

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے گفتگو فرماتے جب اچانک اُٹھتے تو ہم بھی تعظیماً" کھڑے ہوجاتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر مبارک میں داخل ہوجاتے۔"

حدیث ع ۶/۳۲۰ حدثنا سفین[ع۱] بن وکیع حدثنا جمیع[ع۲] بن عمیر بن عبد الرحمن العجلی حدثنی رجل[ع۳] من بنی تمیم من ولد ابی[ع۴] ھالة زوج خدیجة یکنی اباعبداللہ عن ابن ابی ھالة[ع۵] عن الحسن[ع۶] بن علی رضی اللہ عنھما قَالَ سَئَلْتُ خَالِیْ ھِنْدَ بْنَ اَبِیْ ھَالَةَ وَکَانَ وَصَّافاً عَنْ حِلْیَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَاَنَا اَشْتَھِیْ اَنْ یَّصِفَ لِیْ مِنْھَا شَیْئًا فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَخْمًا مُفَخَّمًا یَتَلَاْلَاُ وَجْھُهٗ تَلَاْلُؤَ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ فَذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ قَالَ الْحَسَنُ فَکَتَمْتُھَا الْحُسَیْنَ زَمَانًا ثُمَّ حَدَّثْتُهٗ فَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَبَقَنِیْ اِلَیْهِ فَسَاَلَهٗ عَمَّا سَاَلْتُهٗ عَنْهُ وَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَاَلَ اَبَاهُ عَنْ مَدْخَلِهٖ وَعَنْ مَخْرَجِهٖ وَشَکْلِهٖ فَلَمْ یَدَعْ مِنْهُ شَیْئًا قَالَ الْحُسَیْنُ فَسَاَلْتُ اَبِیْ عَنْ دُخُوْلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ کَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی مَنْزِلِهٖ جَزَّاَ دُخُوْلَهٗ ثَلَاثَةَ اَجْزَاءٍ جُزْءً لِلّٰہِ وَجُزْءً لِاَھْلِهٖ وَجُزْءً لِنَفْسِهٖ ثُمَّ جَزَّءَ جُزْءَهٗ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ النَّاسِ فَیَرُدُّ ذٰلِکَ بِالْخَاصَّةِ عَلَی الْعَامَّةِ وَلَا یَدَّخِرُ عَنْھُمْ شَیْئًا وَکَانَ مِنْ سِیْرَتِهٖ فِیْ جُزْءِ الْاُمَّةِ اِیْثَارُ اَھْلِ الْفَضْلِ بِاِذْنِهٖ وَقَسْمُهٗ عَلٰی قَدْرِ فَضْلِھِمْ فِی الدِّیْنِ فَمِنْھُمْ ذُو الْحَاجَةِ وَمِنْھُمْ ذُو الْحَاجَتَیْنِ وَمِنْھُمْ ذُو الْحَوَائِجِ فَیَتَشَاغَلُ بِھِمْ وَیَشْغَلُھُمْ فِیْمَا یُصْلِحُھُمْ وَالْاُمَّةَ مِنْ مَسْئَلَتِھِمْ عَنْهُ وَاِخْبَارِھِمْ بِالَّذِیْ یَنْبَغِیْ لَھُمْ وَ یَقُوْلُ لِیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ مِنْکُمُ الْغَائِبَ وَاَبْلِغُوْنِیْ حَاجَةَ مَنْ لَا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغَھَا فَاِنَّهٗ مَنْ اَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ لَا یَسْتَطِیْعُ اِبْلَاغَھَا ثَبَّتَ اللّٰہُ قَدَمَیْهِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُذْکَرُ عِنْدَهٗ اِلَّا ذٰلِکَ وَلَا یَقْبَلُ مِنْ اَحَدٍ غَیْرَهٗ یَدْخُلُوْنَ رُوَّادًا وَلَا یَفْتَرِقُوْنَ اِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ وَیَخْرُجُوْنَ اَدِلَّةً یَعْنِیْ عَلَی الْخَیْرِ قَالَ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ مَخْرَجِهٖ کَیْفَ کَانَ یَصْنَعُ فِیْهِ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یَخْزُنُ لِسَانَهٗ اِلَّا فِیْمَا یَعْنِیْهِ وَیُؤَلِّفُھُمْ وَلَا یُنَفِّرُھُمْ وَیُکْرِمُ کَرِیْمَ کُلِّ قَوْمٍ وَیُوَلِّیْهِ عَلَیْھِمْ وَیُحَذِّرُ النَّاسَ وَیَحْتَرِسُ مِنْھُمْ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّطْوِیَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْهُ بِشْرَهٗ وَلَا خُلُقَهٗ وَیَتَفَقَّدُ اَصْحَابَهٗ وَیَسْئَلُ النَّاسَ

اسماء الرجال حدیث ع ۶/۳۲۰

ع۱ سفین بن وکیع۔ دیکھو حدیث ع۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ جمیع بن عمیر بن عبد الرحمن العجلی۔ دیکھو حدیث ع۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳/۴ رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہالہ۔ دیکھو حدیث ع۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳/۴

ع۵ ابی ہالہ۔ دیکھو حدیث ع۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

ع۶ حسن بن علی۔ دیکھو حدیث ع۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

عَمَّا فِي النَّاسِ وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُقَوِّيهِ وَيُقَبِّحُ الْقَبِيحَ وَيُوهِيهِ مُعْتَدِلَ الْأَمْرِ غَيْرَ مُخْتَلِفٍ وَلَا يَغْفُلُ مَخَافَةَ أَنْ يَغْفُلُوا وَيَمِيلُوا لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهُ عَتَادٌ لَا يُقَصِّرُ عَنِ الْحَقِّ وَلَا يُجَاوِزُهُ الَّذِينَ يَلُونَهُ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ أَعَمُّهُمْ نَصِيحَةً وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَمُوَازَرَةً قَالَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم لَا يَقُومُ وَلَا يَجْلِسُ إِلَّا عَلَى ذِكْرٍ وَإِذَا انْتَهَى إِلَى قَوْمٍ جَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ وَيَأْمُرُ بِذَالِكَ يُعْطِي كُلَّ جُلَسَائِهِ بِنَصِيبِهِ لَا يَحْسَبُ جَلِيسُهُ أَنَّ أَحَدًا أَكْرَمَ عَلَيْهِ مِنْهُ مَنْ جَالَسَهُ أَوْ فَاوَضَهُ فِي حَاجَةٍ صَابَرَهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الْمُنْصَرِفُ وَمَنْ سَأَلَهُ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ إِلَّا بِهَا أَوْ بِمَيْسُورٍ مِنَ الْقَوْلِ قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهُ وَخُلُقُهُ فَصَارَ لَهُمْ أَبًا وَصَارُوا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ عِلْمٍ وَحَيَاءٍ وَصَبْرٍ وَأَمَانَةٍ لَا تُرْفَعُ فِيهِ الْأَصْوَاتُ وَلَا تُؤْبَنُ فِيهِ الْحُرَمُ وَلَا تُنْثَى فَلَتَاتُهُ مُتَعَادِلِينَ يَتَفَاضَلُونَ فِيهِ بِالتَّقْوَى مُتَوَاضِعِينَ يُوَقِّرُونَ فِيهِ الْكَبِيرَ وَيَرْحَمُونَ فِيهِ الصَّغِيرَ وَيُؤْثِرُونَ ذَا الْحَاجَةِ وَيَحْفَظُونَ الْغَرِيبَ.

ترجمہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے دریافت کیا اور وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت مبارک کا بیان بہت فرمایا کرتے تھے اور مجھے اس کی بہت ہی خواہش ہوتی کہ میرے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کوئی اوصاف بیان کرے تو انہوں نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خود شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی شان والے تھے۔ آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رُخِ انور چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا تھا۔ امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک عرصہ تک میں نے اس حدیث کو امام حسین علیہ السلام سے بیان نہیں کیا۔ پھر جب میں نے یہ حدیث اسے بیان کی تو میں نے محسوس کیا کہ وہ مجھ پر اس کے جاننے میں سبقت لے گئے ہیں، اور دریافت کر چکے تھے جس کے متعلق میں نے پوچھا تھا نیز امام حسین علیہ السلام نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے جانے اور باہر تشریف لانے اور آپ کے طور و طریقہ کے متعلق دریافت کر چکے تھے اور اس بارے میں ان سے روی

شے نہیں رہ گئی تھی جناب امام حسین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اپنے باپ رضی اللہ عنہ سے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مبارک میں تشریف لے جانے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گھر مبارک تشریف لے جاتے تو اپنے اوقات کو تین حصوں میں بانٹ دیتے۔ ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے' ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے' اور ایک حصہ اپنے لئے۔ پھر وہ حصہ جو اپنے لئے مخصوص فرماتے اسے دو حصوں میں بانٹ دیتے' کچھ اپنے لئے اور کچھ لوگوں کے لئے۔ لوگوں کے حصہ میں خواص کو عوام پر ترجیح دیتے' اور ان سے کوئی چیز چھپا کر نہ رکھتے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ سے تھا کہ اجازت کے ساتھ اہلِ فضل کو ترجیح دیتے اور اس وقت بھی فضلِ دینی کے اعتبار سے تقسیم فرمالیتے۔ بعض ایک ضرورت والے ہوتے' اور بعض دو ضرورتوں والے' اور بعض زیادہ ضرورتوں والے ہوتے' پس اپنے آپ کو ان کے ساتھ مشغول رکھتے۔ ان تمام امور میں جس سے ان کی اصلاح ہوتی اور امت کی اصلاح ہوتی' اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ایسی چیزوں کی خبر دیتے جو کہ ان کے لئے ضروری ہوتیں۔ اور فرماتے چاہیئے کہ موجود صاحبان ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں' یہ احکام پہنچادیں۔ اور فرماتے کہ جو مجھ تک پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی ضرورت مجھے پہنچاؤ۔ پس بیشک جو امیر تک کسی ایسے شخص کی ضرورت پہنچائے جو خود نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو ثابت قدم رکھے گا' اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہی باتیں ہوتی تھیں اور کسی ایک سے سوائے ان باتوں کے اور کچھ قبول نہ فرماتے۔ حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں اپنی حاجتیں لے کر داخل ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے کچھ چکھنے کے بغیر نہیں جُدا ہوتے تھے۔ اور وہاں سے نکلے تو لوگوں کو دلالت کرنے والے ہوتے خیر کی۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مُبارک سے باہر قدم رنجہ فرمانے کے بعد کیسے بسر ہوتا تھا۔ امیر المومنین نے فرمایا فضول باتوں سے اپنی زبان مُبارک کو محفوظ رکھتے تھے' اور ان کی تالیفِ قلوب فرماتے' انہیں اپنے سے مانوس کرتے' اور قوم کے سردار کی تکریم فرماتے اور اسی کو ان پر امیر فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے انہیں ڈراتے۔ اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے ان کو دریافت فرماتے اور ہر نیک بات کی تحسین فرماتے اور اس اچھی بات کو مزید تقویت عطا فرماتے' اور بُری بات کی برائی بیان فرماتے اور اس کو زائل فرماتے' اور ہر کام میں میانہ روی اختیار فرماتے نہ کہ متلون اور جلد باز تھے اور کسی وقت بھی مخلوقِ خدا کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے کہ کہیں وہ لوگ امورِ دین سے غافل نہ ہوجائیں اور کسی دوسرے طرف مائل

نہ ہو جائیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر کام کے لئے باقاعدہ انتظام ہوتا تھا اور حق کے ارشاد فرمانے میں کوتاہی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی حد سے بڑھ جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی افراد انتہائی بہترین افراد ہوتے۔ آپ کے نزدیک صاحبِ فضیلت وہ ہوتا جو کہ از روئے نصیحت کرنے کے ہر ایک کی بھلائی چاہتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بڑے مرتبے والا وہ ہوتا جو کہ مخلوقِ خدا کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصّہ لیتا۔ امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پھر میں نے لوگوں میں بیٹھنے کے متعلق ان سے پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُٹھتے بیٹھتے ذکرِ الٰہی کرتے، اور جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ اس مجلس میں جگہ ملتی وہاں بیٹھ جانے اور اس بات کا حکم بھی فرماتے اور حاضرینِ مجلس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ عطا فرماتے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مُبارک میں ہر ایک بیٹھنے والا یہی سمجھتا کہ کوئی ایک اس سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بزرگ نہیں ہے۔ جو شخص کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھتا یا اپنی کوئی ضرورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیان کرتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے حوصلہ کے ساتھ تشریف فرما رہتے یہاں تک کہ وہ شخص خود اُٹھ کر چلا جاتا، اور جو شخص اپنی کسی ضرورت کو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا تو آپ اسے نامراد نہ لوٹاتے۔ اگر وہ چیز میسر نہ ہوتی تو نہایت ہی معقول طریقہ پر عُذر فرما دیتے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خندہ روئی اور اخلاقِ کریمانہ ہر ایک کو احاطہ کئے ہوئے تھے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام مخلوق کیلئے باپ کی طرح ہو گئے تھے۔ حقوق کے لحاظ سے تمام لوگ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ مُبارک میں برابر تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُحبتِ مُبارک علم حیا، صبر اور امانت کا مرقع ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک میں کوئی بھی اُونچی آواز نہ کرتا اور نہ ہی کسی بے حُرمتی کی جاتی، کسی کی لغزشوں کو شہرت نہ دی جاتی۔ سب لوگ برابر جانے جاتے باہم ایک دوسرے پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک فضیلت تقویٰ کی بنیاد پر ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک میں بڑی عُمر والے کی توقیر کی جاتی اور مجلسِ پاک میں چھوٹی عُمر والوں پر شفقت کی جاتی۔ باہم ضرورتمندوں کو ترجیح دیتے۔ مسافر کی رعایت کرتے۔

حلِ لغات اَلشَّکَل۔ مشابہت، مِثل، نظیر، صُورت۔ جَزَّءَ۔ تقسیم کرتے تھے۔ یُدَخِّرُ۔ پوشیدہ نہیں رکھتے تھے، چھپا کر نہیں رکھتے تھے۔ سِیْرَت۔ عادت، طریقہ، روش، طرزِ زندگی، ہیئت

حَاجَۃٌ کی جمع حَاجٌ آتی ہے جیسے رَاحَۃٌ کی جمع رَاحٌ آتی ہے حَاجٌ کے علاوہ حاجات حَوَجٌ اور حَوَائِجُ بھی اس کی جمع آتی ہے۔ اس کے معنی ضرورت کے ہیں رُوَّادًا۔ پانی طلب کرنا۔ رَوْد سے ہے اس کی جمع رائد ہے رَائد اس شخص کو کہتے ہیں جو جماعت سے آگے بڑھ کر دانہ، چارہ اور پانی کی تلاش میں جاتا ہے" گویا طلب اور جستجو کرنے والا۔ ذَوَاقٍ۔ کھانا، پینا، چکھنا، فائدہ اٹھانا۔ ذَوَاق، فَعَال کے وزن پر ہے جو کہ مفعول کے معنی دیتا ہے اس کا مصدر ذَوق ہے جس کے معنی چکھنا کے ہیں لغت میں اس کے معنی آزمانا اور کھینچنا کے ہیں۔ اَلذَّوْقُ وَالذَّوَاق طبیعت کو بھی کہا جاتا ہے۔ یَخْزُنُ کے معنی یَحْفَظُ کے ہیں یعنی حفاظت فرماتے یُحَذِّرُ ڈراتے تھے، تنبیہ کرتے تھے اس کا مصدر تَحْذِیْرٌ ہے جس کے معنی ڈرانا، تنبیہ کرنا ہے۔ یَحْتَرِسُ۔ یک سُو رکھتے تھے۔ اس کا مصدر اِحْتِرَاسٌ ہے جس کے معنی محفوظ رکھنا، اپنے آپ کو کسی سے بچانا، ہوشیار رہنا، یک سو رہنا ہے۔ یَطْوِیَ۔ طوی ماضی یَطْوِی مضارع اور طَیًّا مصدر ہے جس کے معنی کسی چیز سے پہلو تہی کرنا، کسی چیز سے ہٹ جانا، اعراض کرنا، چھوڑ دینا، اور منہ پھیر لینا ہے۔ بِشْرَ۔ خندہ پیشانی، کشادہ روئی، چہرہ کی رونق، پیشانی پر خفگی کی وجہ سے شکن نہ ڈالنا، تیوری نہ چڑھانا۔ یہ عَبُوس کی ضد ہے عبوس کے معنی ترش روئی کرنا، چیں بچیں ہونا، تیوری چڑھانا ہے۔ یَتَفَقَّدُ۔ تلاش کرتے تھے۔ تَفَقُّدٌ۔ گمشدہ چیز کو ڈھونڈنا، غیر حاضر کی جستجو کرنا، تلاش کرنا۔ یُوَهِّیْهِ۔ بُری بات کو مٹاتے یَوَهِّیْ کے معنی یُسْقِطُ کے بھی کرتے ہیں۔ بجائے یُوَهِّیْهِ کے یُوَهِّنُہٗ بھی آیا ہے جس کے معنی ہیں قبول نہ پاتے تھے اس پر اعتبار نہ کرتے۔ مُعْتَدِلٌ۔ اِعْتِدَال سے ہے جس کے معنی توسط اور تناسب ہے، برابری، افراط اور تفریط کا درمیانی درجہ۔ مَخَافَۃٌ۔ گھبرانا، احتیاط کرنا، ڈرنا۔ غَفْلَۃَ۔ غافل ہونا، بھول جانا، چھوڑ دینا۔ عَتَادٌ۔ تیار ہونا۔ سامان جو کسی مقصد کے لئے تیار کیا جائے۔ ما اعدہ الرجل من السلاح والدواب وآلۃ الحرب۔ اسلحہ، گھوڑے اور سامانِ جنگ کو تیار رکھنا، لیس ہونا۔ لَا یُقَصِّرُ۔ کسی قسم کی کمی یا کوتاہی نہیں کرتے تھے۔ قَصَّرَ، یُقَصِّرُ، تَقْصِیْرًا کوتاہی کرنا۔ یَلُوْنَہٗ۔ ان کے نزدیک ہوتے، اس کا مصدر وَلْیٌ ہے جس کے معنی نزدیک ہونا، متصل ہونا، قریب ہونا ہے۔ خِیَار۔ پسندیدگی، بہت اچھا، بہترین، نیک۔ عَمَّ۔ شامل ہونا، عام ہونا۔ مُوَاسَاۃٌ۔ مدد دینا۔ وَسِیَ یَسِیُ وَسْیًا۔ مدد دینا، تسلی دینا، ہمدردی کرنا۔ تاج بیہقی میں ہے المواساۃ کسے را در چیزے ہم چو خویش دانستن۔ مُوَازَرَۃ۔ بوجھل چیزوں کا پیٹھ پر اٹھانا۔ وَزَرَ، وِزْرًا اس کے معنی ہاتھ بٹانا، تقویت دینا اور اعانت

کرنے کے بھی آتے ہیں۔ تاج بیہقی میں ہے موازرہ بمعنی معاونہ یعنی مددگاری کردن۔ جُلَسَاء۔ ہم نشین صحبت میں بیٹھنے والے۔ یہ جمع ہے اس کا واحد جَلِیْسٌ ہے۔ النَّصِیْبُ۔ حصّہ۔ اَکْرَمَ۔ بزرگ ہُوا۔ کَرُمَ یَکْرُمُ کَرَمًا۔ عزیز ونفیس ہونا۔ بزرگ ہونا۔ معزّز ہونا۔ فَاوَضَ۔ تَفَاوُض سے ہے جس کے معنی ہیں باہم بات چیت کرنا۔ شریک ہونا۔ صَابِرَہ۔ صبار او مصبرۃ کے معنی میں ہے یعنی صبر کرنے میں غالب رہنا۔ مَیْسُوْر۔ اس کی جمع میاسر ہے۔ آسان بنایا ہُوا، وہ جو آسانی سے ہوسکے۔ ممکن ہونے کے قابل۔ صاحب لغت فرماتے ہیں میسور از یسر است یعنی آسان کردہ شد و مراد سخنِ نرم است۔ وَسِعَ۔ وَسِعَ یَسَعُ وَیَسِعُ سَعَۃً وَسِعَۃً۔ کشادہ ہونا، احاطہ کرنا۔ عام کرنا۔ بہت ہونا۔ بَسَطَ۔ پھیلانا، خوش کرنا۔ قبول کرنا۔ کشادہ روئی۔ تُؤْبَنُ۔ اَبْنٌ بالفتح ہے جس کے معنی تہمت لگانا۔ عیب لگانا۔ شرم دلانا کے آتے ہیں اور جب بالکسرہ ہو یعنی اِبْنٌ تو اس کے معنی بیٹا ہے۔ اَلْحَرَمُ۔ وہ چیز جس کی حفاظت کی جائے اور جس کی طرف سے مدافعت کی جائے۔ تُنْثٰی۔ نَثٰی، یَنْثِیْ نَثْیًا۔ جس کے معنی بیان کرنا، پھیلانا، افشاء کرنا، فاش کرنا، مشہور کرنا کے ہیں۔ فَلَتَاتٌ۔ فلتۃ کی جمع ہے لغزشیں، غلطیاں۔ کہا جاتا ہے فلتات الکلام۔ کلام کی لغزشیں، غلطیاں۔ مُتَعَادِلِیْنَ۔ ای متساویین یعنی باہم برابر۔ یَتَفَاضَلُوْنَ۔ تَفَاضُل سے ہے جس کے معنی ایک دوسرے پر فضیلت حاصل کرنا یا دعویٰ کرنا کے ہیں۔ مُتَوَاضِعِیْنَ۔ تواضع سے یعنی عاجزی اور انکساری کرنا۔ یہ تکبّر کی ضد ہے۔ یُؤْثِرُوْنَ۔ الاَثَرَہ سے ہے جس کے معنی پسندیدگی، ترجیح کے ہیں۔ الغَرِیْب۔ گھربار سے دُور۔ اکیلا۔ اجنبی۔ مسافر۔

تشریح ارشاد ہے "خود شاندار تھے اور دوسروں کی نظروں میں بھی شان والے تھے" یعنی حضورِ پاک سیدِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے مرتبہ والے وجیہہ اور پُروقار شخصیت کے مالک تھے اور اسی طرح لوگوں کی نگاہ میں بھی بڑے عالیشان اور صاحبِ رعب معلوم ہوتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رعب و دبدبہ دِلوں پر پڑتا تھا گو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے جسامت زیادہ نہیں رکھتے تھے۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کی ہیبت تھی جو اس تبارک وتعالیٰ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور پر باوجود حسن وجمال ظاہری کے جلوہ فرمائی تھی۔ ارشاد ہے "ایک حِصّہ اللہ تعالیٰ کے لئے" یعنی نماز، ذکرِ الٰہی، تسبیح وتہلیل کے لئے۔ گویا اس حِصّہ میں عبادتِ خداوندی میں مشغول رہتے۔ اور "ایک حِصّہ اپنے گھر والوں کے لئے" یعنی ضروریاتِ اہلِ خانہ، حسنِ معاشرت اور ان کے ساتھ اختلاط کیلئے مخصوص

فرماتے اور" ایک حصہ اپنے لئے" یعنی وضو، غسل، دیگر حوائج ضروریہ اور نیند کے لئے مختص فرماتے۔ ارشاد ہے" پھر وہ حصہ جو اپنے لئے مخصوص فرماتے اسے دو حصوں میں بانٹ دیتے، کچھ اپنے لئے اور کچھ لوگوں کے لئے۔ یعنی جو بھی علم و حکمت، اسرار و معارف، اصلاح احوال و تزکیۂ نفس حاصل کرنے کے لئے آتے اور تبلیغ کرنے کے اُمور سیکھنے کے لئے آتے ان کے لئے خاص وقت مقرر فرما کر انہیں علم و حکمت سے بہرہ ور فرماتے۔ اسرار و معارف سے ان کے سینہ کو منور فرماتے۔ تزکیۂ باطن سے ان کے قلوب کو تجلیاتِ الٰہی کا مرکز بنا دیتے۔ اصلاح احوال فرما کر ان کو اخلاق حسنہ سے آراستہ فرماتے اور امورِ تبلیغ سکھا کر ان کو توحید و رسالت کا داعی اور مبلغ بناتے اور پھر ان حضرات گرامی کو ترجیح دیتے جو کہ صاحب علم و فضل اور مشرف بتقویٰ ہوتے۔ ایسے حضرات کو اپنے گھر میں استفادہ کرنے کے لئے اس وقت میں عوام پر فوقیت دیتے اور یہی وجہ تھی کہ جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ بابرکت سے زیادہ سے زیادہ فیوض و برکات حاصل کرتا۔ علوم و معارف سے خوب وافر حصہ پاتے اور صاحبِ صلاح و تقویٰ ہوتے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ان کی فضیلت اور بھی زیادہ ہوتی نیز ان کی محنت اور حصولِ علم و معرفت کے شوق کو ملاحظہ فرما کر ان سے کچھ بھی پوشیدہ نہ رکھتے اور تمام اسرار و رموز سے آگاہ فرماتے، جو کچھ وہ دریافت کرتے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو جوابات دے کر مطمئن فرماتے۔ یہ حضرات (رضوان اللہ علیہم اجمعین) جب مکمل طور پر اسوۂ حسنہ کا پیکر بن جاتے تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو امورِ تبلیغ پر مامور فرما دیتے تاکہ وہ حضرات جو حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں نہیں پہنچ سکتے انہیں وہ احکام پہنچا دیں اور جس احسن اور مناسب طریقہ پر ان حضرات کی تعلیم و تربیت کی گئی ہے وہ اسی طرح دوسروں کی اصلاح اور تربیت کریں۔ ارشاد ہے" جو مجھ تک پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کی ضرورت مجھے پہنچاؤ" یعنی بوجہ بیماری یا بسبب دوری مسافت یا کسی اور عذر یا وجہ سے مجھ تک نہیں آسکتا تاکہ اپنی ضروریات یا تکالیف سے مجھے آگاہ کرے تو تم لوگ اس کے دُنیادی اور دینی حوائج مجھ تک پہنچاؤ۔ مجھے اس کی تکالیف سے خبردار کرو تاکہ میں انہیں حل کردوں اور اس کی تکالیف کو دُور کردوں اور تمہیں اس کا اجر اللہ تبارک و تعالیٰ اس صورت میں دے گا کہ قیامت تک تم ثابت قدم رہو گے۔ ارشاد ہے کہ" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہی باتیں ہوتی تھیں اور کسی ایک سے سوائے ایسی باتوں کے اور کچھ قبول نہ فرماتے" یعنی تہذیب، اخلاق، تزکیۂ نفس، علم اور معرفتِ الٰہی کی گفتگو کے سوا اور کوئی فضول یا بے فائدہ باتیں قطعاً نہ ہوتیں یا صاحبانِ حوائج اپنی یا دُوسروں کی

ضروریات عرض کرتے ۔ نیز سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی سوائے اِن امور کے دیگر باتوں کی طرف توجہ نہ فرماتے ۔ ارشاد ہے "حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے گھر اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مُبارک سے کچھ چکھنے کے بغیر جدا نہ ہوتے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے کچھ کھا پی کر ہی اُٹھتے ۔ یہاں پر عَنْ ذَوَاقٍ میں عَنْ بمعنی بعد ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارکہ سے رخصت نہ ہوتے جب تک کچھ کھا پی نہ لیتے ۔ گویا کچھ کھانے کے بعد ہی مجلس سے جاتے ۔ یہ کھانا معنوی بھی ہو سکتا ہے گویا حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس مبارک سے فائدہ حاصل کر کے اٹھتے ، تربیت حاصل کرتے ، اصلاحِ حال کرتے ۔ علم و معارف سے بہرہ ور ہوتے ' اپنی ضروریات اور حاجات پوری کروا کر جاتے ' تکالیف اور مشکلات حل کرواتے ادب' اخلاق اور معرفتِ الٰہی حاصل کر کے رُوح کی پرورش کرتے اور ایمان کا مزہ پا لیتے ۔ ارشاد ہے " اور وہاں سے نکلتے تو لوگوں کو خیر پر دلالت کرنے والے ہوتے " یعنی یہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حبیب پیارے محبوب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ سے باہر تشریف لاتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی توجہاتِ عالیہ کی برکات سے لوگوں کے لئے شمعِ ہدایت ہوتے ۔ علم و عمل سے آراستہ ہوتے ' سُنّتِ نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہوتے ۔ لوگ ان مُبارک اور بابرکت بزرگ ترین ہستیوں سے تہذیبِ نفس' تزکیۂ باطن' اخلاقِ حسنہ اور علم و معرفتِ الٰہی حاصل کرتے ۔ اور ارشاد ہے "کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فضول باتوں سے اپنی زبان مُبارک کو محفوظ رکھتے تھے " یعنی امام حسین علیہ السلام کے استفسار پر امیر المومنین مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم بغیر اللہ کی مخلوق کے نفع اور فائدہ کی بات کے اور گفتگو نہ فرماتے ۔ یعنی خاموش رہتے اپنی زبان مُبارک اپنی حفاظت میں رکھتے ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک کبھی بھی بے ضرورت اور بے فائدہ باتوں پر رواں نہیں ہوئی بلکہ جب بھی گفتگو فرمائی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی بھلائی' بہبود اور فائدہ کی خاطر فرمائی پوچھی ہوئی بات کا جواب ہی ارشاد فرمایا ۔ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ارشادات سے لوگوں کو رُوحانی اور جسمانی فائدہ پہنچا ۔ ارشاد ہے " اور ان کی تالیفِ قلوب فرماتے انہیں اپنے سے مانوس فرماتے " یعنی ان لوگوں میں اپنی محبت و اُلفت کا جذبہ پیدا فرماتے اور ایسی روش اختیار فرماتے کہ ان لوگوں میں آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے نفرت کے جذبات پیدا ہی نہ ہو سکیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم لوگوں کے ساتھ کمال حسن اخلاق سے زندگی گذارتے ۔ نتیجۃً لوگ خود بخود حضور

شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گرویدہ ہوجاتے اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے محبت و اُلفت کرنے لگتے۔ اور ایسا طریقہ اختیار نہ فرماتے کہ لوگ متوحش اور متنفر ہوتے یہ آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا کمال حلم اور تواضع تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مخلوق خدا سے پیش آتے۔ ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم لوگوں سے اپنے کو یک سُو رکھتے۔ باوجودیک سُو رہنے کے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ خندہ روئی اور خوش خلقی میں کمی آنے نہیں دیتے تھے" یعنی عام لوگوں سے بہت کم اختلاط فرماتے اور اس معاملے میں بہت احتیاط فرماتے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حضور میں منافقین اور مخالفین بھی آتے تھے' لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بڑے باوقار طریقہ پر رہتے تاکہ ان لوگوں کے دِلوں میں آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمت ہو اور باوجود اس ہیبت و عظمت کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایسے افراد کے ساتھ بھی انتہائی خندہ پیشانی' کشادہ روئی اور بشاشت سے پیش آتے تھے۔ باجود منافقین اور مخالفین کی شرارتوں اور سازشوں کے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی نیک' پاکیزہ طبیعت اور اعلیٰ اخلاق کا ہی اظہار فرماتے' اور کبھی بدخوئی' گلہ' شکوہ نہ فرماتے۔ ارشاد ہے" اپنے صحابہ کی جُستجو فرماتے" یعنی جو حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کسی وجہ سے اگر چند ایک مجالس میں حاضر نہ ہوتے' یا نماز باجماعت میں شریک نہ ہوتے تو شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان کا تفحص فرماتے۔ ان کے نہ آنے کی وجوہات دریافت فرماتے' ان کی تکالیف اور حوائج کا پتہ چلاتے اور ان کی مشکلات کو حل فرما کر ان کی دلجوئی فرماتے۔ اگر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت فرماتے' اگر کوئی مسافر ہوتا تو اس کے لئے دُعا فرماتے' اگر کوئی فوت ہوگیا ہوتا تو اس کے لئے بخشش طلب فرماتے۔ ارشاد ہے" اور ہر نیک بات کی تحسین فرماتے اور اس اچھی بات کو مزید تقویت عطا فرماتے اور ہر بُری بات کی برائی بیان فرماتے اور اس کو زائل فرماتے"۔ ایک روایت بں بجائے یُوَھِّیْہِ کے یُوَھِّنُہٗ بھی آیا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ" اس بری بات کو قبول نہ فرماتے اور اس پر اعتبار نہ کرتے" عُلمائے کرام نے فرمایا ہے کہ حضور اکرم سرورِ عالم وعالمیان پیغمبرِ اسلام حضرت احمد مجتبیٰ جناب محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ارشادِ گرامی اکابرینِ اُمت حکمران' علماء اور صلحاء کے لئے مشعلِ ہدایت ہے کہ وہ اِس طریقہ پہ لوگوں کی اصلاح کریں۔ نیکی کو پھیلائیں۔ بدی اور بُرائی کو زائل کریں' مٹائیں اور روکیں۔ حضرت شارح شمائل شریف جناب مولانا مولوی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:-

"دریں ہدایت است باکابرینِ امت اواز حکام و علماء وصلحا کہ بامردم چناں بکنند"	"اس حدیث شریف کے ٹکڑے میں اکابرینِ امت حکام، علماء وصلحاء کیلئے ہدایت ہے کہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح کریں۔"

ارشاد ہے "کسی وقت بھی مخلوقِ خدا کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے کہ کہیں وہ لوگ امورِ دین سے غافل نہ ہوجائیں اور کسی دوسری طرف مائل نہ ہوجائیں" یعنی حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر وقت تبلیغ وارشاد میں مصروف رہتے تاکہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دُنیاوی امور میں اُلجھ کر عبادتِ الٰہی اور اصلاحِ احوال سے سست اور کاہلی برتنا نہ شروع کردیں۔ لہٰذا ان لوگوں کی اس کیفیت اور حال سے کسی وقت بھی بے پرواہی نہ فرماتے۔ آپ کی اس پوری توجہ مبارک کی وجہ سے امورِ دین کی انجام دہی میں سستی کاہلی اور تنفر نہیں پیدا ہوتا تھا۔ بلکہ استقامت اور انتہائی مضبوط ارادہ کے ساتھ دینِ اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ارشاد ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ہر کام کے لئے باقاعدہ انتظام ہوتا" یعنی پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاد ہو یا دیگر امورِ دین ہر وقت اور ہر حال میں اور ہر موقع کیلئے تیار رہتے۔ اسلحہ جانور اور دیگر ضروریاتِ جنگ تیار رکھتے صاحبِ لغات الحدیث لکھتے ہیں:۔

"ہر واقعہ کی تدبیر پیش از وقوع کر لیتے جو کمال دانشمندی اور انجام بینی کی دلیل ہے" ؎

ارشاد ہے" آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی افراد انتہائی بہترین افراد ہوتے" یعنی وہ لوگ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک ہوتے وہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبتِ بابرکت کی بدولت، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اکتسابِ فیوض وبرکات کرکے اور علوم ومعرفتِ الٰہی حاصل کرکے اور تزکیۂ نفس کرکے، اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظرِ عنایات اور توجہاتِ عالیہ کی بدولت اور حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں مسلسل حاضر رہنے کی وجہ سے لوگوں میں بہترین افراد ہوتے تھے۔ حضرت مولانا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی کسے کہ بخدمت او ماند بہتر مردم می شد"	"جو بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوجاتا انسانیت کاملہ کی معراج کو پالیتا۔"

؎ جلد ۳ ن ع ص ۱۵

ارشاد ہے" آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے نزدیک صاحبِ فضیلت وہ ہوتا جو از روئے نصیحت کرنے کے ہر ایک کی بھلائی چاہتا" یعنی حضور سراپا نور کے ہاں افضل ترین شخص وہ ہوتا جو لوگوں کی بھلائی چاہنے میں سب سے زیادہ پیش پیش ہوتا، گویا وہ صاحب جو وعظ، نصیحت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر عمومیت سے کرتا اور بہت کرتا۔ وہ آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بہت پسندیدہ تھا اور آپ کی نظروں میں قبولیت رکھتا تھا۔ ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے۔

" خیر الناس من ینفع الناس" — "بہترین آدمی وہ ہے جو لوگوں کو بہت فائدہ پہنچانے والا ہو"

ارشاد ہے" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بڑے مرتبے والا وہ ہوتا جو مخلوقِ خدا کی غمگساری اور مدد میں زیادہ حصہ لیتا" یعنی از روئے مرتبہ کے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی نظروں میں بزرگ ترین وہ لوگ تھے جو دوسرے لوگوں کی تکالیف اور مصیبتوں کو دُور کرتے اور امداد و اعانت کرتے، گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں وہی شخص محترم، مکرم اور بزرگ تر ہے جس کے دل میں مخلوقِ خدا کی ہمدردی کے جذبات ہوں جو غمگین لوگوں کے کام آئے، دکھیاروں کی دوا ہو، جو صاحبانِ حوائج کی حاجت بر آری کرے، مصیبت زدوں کے بوجھ اُٹھا کر ان کی مصیبتوں کو دُور کرے اور ہر ایک انسان کو اس کی ضرورت کے وقت کام آئے۔ ارشاد ہے" کہ حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اُٹھتے بیٹھتے ذکرِ الٰہی کرتے" یعنی مجلس مبارک کی ابتدا میں بھی اور اختتام پر بھی ذکرِ الٰہی فرماتے یا ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔

حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں۔

" وفیہ ندب الذکر عند القعود والقیام وھو من اعظم العبادات لقولہ سبحانہ وتعالیٰ ولذکر اللہ اکبر۔ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعوداً وعلیٰ جنوبھم"

"اس میں ثابت ہو رہا ہے کہ بیٹھے اور کھڑے ذکرِ الٰہی کرنا فضائل کی طرف سبقت کرنا ہے اور یہ بزرگ ترین عبادت ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی (عبادت) ہے"

اور دوسری آیت میں ہے" وہ لوگ جو کہ (صاحبانِ عقل و فراست ہیں) کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں کے بل اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں۔ نیز حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"وهٰذه الآية اصل فی ذالک اعنی الذکر عند القعود والقیام" "اور یہ آیت اس مسئلہ میں یعنی بیٹھے اور کھڑے ذکر الٰہی کرنے میں اساسی حکم رکھتی ہے۔"

جو مجلس ذکر الٰہی کے بغیر ہی ختم ہو جائے۔ اس پر حسرت اور افسوس ہے۔ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"مامن قوم یقومون من مجلس لا یذکرون اللہ فیہ الا قاموا عن مثل جیفۃ حمار وکان علیھم حسرۃ" (رواہ احمد و ابوداؤد) "نہیں اُٹھی کوئی قوم کسی مجلس سے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو مگر اٹھے مردار گدھے کی طرح اور ان پر حسرت و افسوس ہے"

اسی لئے فقراء اسلام و صوفیاء عظام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ "یک دم غافل سو دم کافر" ذکر الٰہی ہی ایک ایسا پاکیزہ اور اعلیٰ ترین عمل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ سبحانہٗ کے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے۔ جناب معاذ بن جبل فرماتے ہیں

"ماعمل العبد عملہ انجی لہ من عذاب اللہ من ذکر اللہ" (رواہ مالک والترمذی وابن ماجہ) "کہ بندے کا کوئی عمل ایسا نہیں جو اسے عذاب الٰہی سے بہت زیادہ نجات دے بغیر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے"

ارشاد ہے "جب کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ اس مجلس میں جگہ مل جاتی وہاں بیٹھ جاتے اور اس طرح کا حکم بھی فرماتے" یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ایسی جگہ تشریف لے جاتے جہاں پہلے ہی سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں تو اس مجلس میں جو جگہ بھی خالی ہوتی وہاں بے تکلف تشریف فرما ہو جاتے، بالانشینی پسند نہ فرماتے اور اسی طرح بے تکلف مجلس میں بیٹھنے کا اپنے صحابہ کو بھی ارشاد فرماتے۔ یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنے صحابہ کے ساتھ کمال درجے کی تواضع کا مظاہرہ تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دینا تھا اور فعلاً و عملاً سکھانا مقصود تھا کہ مجلس میں بیٹھنے کے وقت ایک دوسرے کو دھکے نہ دیں، ریل پیل نہ کریں، کندھوں پر چھلانگیں نہ لگائیں۔ بالانشینی کی ہوس میں ایک دوسرے کو آزار نہ دیں نیز ایسا کرنے سے تکبر پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ارشاد ہے "اور حاضرین مجلس میں سے ہر ایک کو اس کا حصہ عطا فرماتے" یعنی حضور سید الکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو کچھ کھانے پینے کی شے ہوتی ہر ایک کو اس کے حصہ کے مطابق برابر عطا فرماتے۔ اور جس پر

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت پڑ جاتی۔ حسبِ توفیق اپنے نصیبے کے مطابق رُوحانی فیوض وبرکات سے مالا مال ہو جاتا۔ غرضیکہ کوئی صاحب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مُبارک سے نامراد نہ ہوتا بلکہ سیر ہو کر بامُراد اُٹھتا۔ ارشاد ہے "اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ہر ایک بیٹھنے والا یہی سمجھتا کہ کوئی ایک اس سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک بزرگ نہیں ہے" یعنی آنجناب شفیقِ امت، مومنوں پر رؤف ورحیم، خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھنے والا ہر ایک شخص یہ یقین رکھتا تھا کہ حضور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک دوسرے سے میں ہی زیادہ عزیز ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر ایک ہم نشین، آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایتوں، مہربانیوں، بخششوں، کمالِ حُسنِ اخلاق اور حُسنِ معاشرت کی بدولت یہ سمجھتا تھا کہ میں ہی حضور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتہائی قریب، عزیز، بُزرگ اور معزز ہوں، کوئی دُوسرا اتنا نہیں ہے۔ ارشاد ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھتا یا اپنی کوئی ضرورت آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بیان کرتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی حوصلہ کے ساتھ تشریف فرما رہتے۔ یہاں تک کہ وہ شخص خود اُٹھ کر چلا جاتا۔" یعنی جس شخص کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی کام ہوتا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی معاملہ میں گفتگو کرنی مقصود ہوتی تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قطعاً اس شخص سے نہ اُٹھتے جب تک کہ وہ خود اس مجلس کو ختم نہ کر دیتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی صبر اور خندہ پیشانی کے ساتھ اس شخص کی عام گفتگو کو سماعت فرماتے۔ انتہائی حلم اور بردباری کا اظہار فرماتے، نیز اس شخص کو خود نہ فرماتے کہ بس اُٹھ جا، چلا جا وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ وہ خود جب اُٹھ کر چلا جاتا تو آپ بھی (صلی اللہ علیہ وسلم) اُٹھ کھڑے ہوتے۔ ارشاد ہے" اور جو شخص اپنی کسی ضرورت کو حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے نامُراد واپس نہ کرتے، اگر وہ چیز میسّر نہ ہو سکتی تو نہایت ہی نرمی سے اسے جواب مرحمت فرما دیتے" یعنی جو شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگتا۔ حاجت برآری کی طلب کرتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ضرورت کو پُورا فرماتے۔ اس کی حاجت بَرلاتے اور اگر اس کی ضرورت یا حاجت ایسی ہوتی جس کا پورا ہونا نہ ہو سکتا تو نہایت ہی نرمی اور معقُول عُذر کے ساتھ اس کو جواب مرحمت فرماتے۔ جس سے سائل کی تسلی اور تشفی ہو جاتی۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفاتِ حسنہ، حِلم، بُردباری اور مروّت کا کمال مظاہرہ ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں"

"وھذہ من کمال سخائہ ومروتہ وحیائہ" "یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی انتہائی سخاوت مروّت اور حیا کی دلیل ہے"۔

ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی خندہ روئی اور اخلاق ہر ایک کو احاطہ کئے ہوئے تھے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کمال درجے کے کشادہ رو، خندہ پیشانی والے اور خوش خلق تھے اور انتہائی برگزیدہ اور نیک خصلت تھے، جو بھی ایک بار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آنجناب صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کا گرویدہ ہو جاتا، اور آنجناب صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ صفاتِ عالیہ تمام انسانوں کیلئے عام تھیں۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق کے لئے باپ کی طرح ہو گئے تھے" یعنی شفقت محبت مودّت اصلاح خبرگیری حاجات برآری، مشکلات کا حل کرانا اور مخلوقِ خدا کی ہر ایک ضرورت کو پورا کرنے کی وجہ سے والد کی مثل تھے، بلکہ والد اپنی اولاد پر وہ مہربانیاں نہیں کرتا جو حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی اس گنہگار اُمت پر فرماتے ہیں حضرت علامہ اجل مفسرِ قرآن وحدیث مولینا بالفضل اولینا سید محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ خزائن العرفان میں آیۂ کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (سورۂ احزاب پ۲۱) کی تفسیر فرماتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔ "یا یہ معنی ہیں کہ نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رأفت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں"۔ بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے فرمایا ہر مومن کیلئے دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اولیٰ ہوں اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے بعد وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ بھی ہے"۔ ارشاد ہے "آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت مبارک علم، حیاء، صبر اور امانت کا مرقع ہوتی" یعنی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صحبت پاک علم کا افادہ اور استفادہ ہوتا تھا اور تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حیا اور شرم کے ساتھ آنحضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی مجلس مبارک میں حاضر ہوتے اور یہ حیاء و شرم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبتِ بابرکت کی تعلیم و تربیت سے ان حضرات کو حاصل ہوا تھا اور اپنی خواہشات کو پامال کر کے آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی صحبت مبارک سے صبر کی سعادت حاصل کرتے۔ "مجلسِ امانت" کا یہ معنی ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی مجلس مبارک سے فیوض و برکات حاصل کرتا یا احکام وغیرہ سنتا تو بغیر کسی قسم کی کمی زیادتی کے اس پر عمل کرتا بغیر کسی کمی بیشی کے دوسروں تک پہنچاتا اور یہ چاروں باتیں یعنی علم، حیا، صبر اور امانت آنجناب صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی مجلس مبارک

میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ ارشاد ہے "آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں کوئی بھی اُونچی آواز نہ کرتا" یعنی اہلِ مجلس انتہائی تواضع، ادب، آہستگی اور نرمی کے ساتھ گفتگو کرنے کا مظاہرہ کرتے۔ کسی قسم کا شور و شغب نہ ہوتا، نہ ایک دوسرے کو اُونچی آواز سے بُلاتے، نہ جھگڑا وغیرہ ہوتا۔

حدیث ۳۲۱ حدثنا محمد[1] بن عبداللہ بن بزیع حدثنا بشر[2] بن المفضل حدثنا سعید[3] عن قتادۃ[4] عن انس[5] بن مالک قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَوْ اُهْدِیَ اِلَیَّ کُرَاعٌ لَقَبِلْتُ وَلَوْ دُعِیْتُ عَلَیْهِ لَاَجَبْتُ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے بکری کے پائے کا بھی ہدیہ بھیجا جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا۔ اگر مجھے اس کی دعوت پر بُلایا جائے تو ضرور اس بلاوے کو منظور کر لوں گا۔

حل لغات اَلْکُرَاعُ۔ بکری یا گائے کے پائے۔ بعض کے قول کے مطابق ٹخنوں کے نیچے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع اَکْرَاعٌ اور اَکَارِعُ آتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اگر مجھے بکری کے پائے کا بھی ہدیہ بھیجا جائے تو میں اسے قبول کر لوں گا" یعنی تحفہ اگر کم سے کم اور تھوڑے سے تھوڑا کیوں نہ ہو قبول کر لُوں گا کیونکہ تحفہ کے قبول کرنے میں حظِ نفس نہیں ہوتا بلکہ بھیجنے والے کی دلجوئی مقصود ہوتی ہے لہذا تھوڑا یا بہت برابر ہے۔ ارشاد ہے اگر مجھے اس کی دعوت پر بُلایا جائے تو ضرور اس بلاوے کو منظور کر لوں گا" گویا دعوت دینے والا (اگرچہ یہ ایک حقیر اور معمولی سی چیز ہے) میرے انکار پر ملول خاطر نہ ہو اور اس کے ہاں میرے جانے پر وہ خوش ہو جائے، اس کو تسکین خاطر ہو۔ نیز ایسا نہ ہو کہ وہ میرے انکار پر کسی قسم کے احساسِ کہتری میں مبتلا ہو کر اپنے دل میں نفرت اور تذبذب کے جذبات نہ لے بیٹھے۔ اور یہ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ اخلاق اور کمالِ تواضع کی روشن دلیل ہے۔ حضرت علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وفیہ ندب قبول الھدیہ واجابۃ الدعوۃ ولو لشئ قلیل وکمال تواضعہ

"اگرچہ تھوڑی سی چیز کا تحفہ کیوں نہ ہو یا تھوڑی شئ پر دعوت کیوں نہ دی گئی ہو اُسے قبول کرنا اور

اسماء الرجال حدیث ۳۲۱

۱ محمد بن عبداللہ البصری نے خرج لہ مسلم۔ ۲۵۷ھ میں انتقال کیا۔

۲ بشر بن المفضل۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ سعید۔ دیکھو حدیث ۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

وحسن خلقه وجلبه القلوب "

دعوت پر جانا اس حدیث شریف سے مندوب ہے اور اسی حدیث شریف سے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال تواضع، حسن اخلاق اور دلوں کو موہ لینا ثابت ہو رہا ہے۔"

حدیث ۳۲۲ ۹ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد[2] الرحمٰن حدثنا سفیٰن[3] عن محمد[4] ابن المنکدر عن جابر[5] قال جاءَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَیْسَ بِرَاکِبِ بَغْلٍ وَلَا بِرْذَوْنٍ ۔

ترجمہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو خچر یا ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے۔

حل لغات رَاکِب۔ سوار۔ رَکِبَ، یَرْکَبُ، رَکْبًا۔ سوار، چڑھنا۔ بَغْلٌ۔ خچر۔ اَلْبِرْذَوْن۔ ٹٹو، گھوڑا، ترکی گھوڑا۔ اس کی جمع بَرَاذِیْن ہے۔

تشریح ارشاد ہے " میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لاتے تو خچر یا ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوتے تھے " یعنی پیادہ پا چل کر ہمارے ہاں تشریف فرما ہوتے۔ جناب جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور سرورِ کونین کی فروتنی انکساری اور تواضع کو بیان فرماتے ہیں اور اس بات کو بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاں پیدل جانے میں کوئی باک نہیں فرماتے تھے۔ علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

" فکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لتواضعہ یدور علی اصحابہ ماشیا "

یعنی " سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ہاں تواضعاً پیادہ تشریف لے جایا کرتے۔"

... شریف میں روایت ہے کہ جناب جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

اسماء الرجال حدیث ۳۲۲ ۹
[1] محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] عبد الرحمٰن
[3] سفیٰن۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
[4] محمد بن المنکدر۔ دیکھو حدیث ۲۹ باب ما جاء فی صفة خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[5] جابر۔ دیکھو حدیث ۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

"مرضت مرضا فاتانی النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یعودنی وابابکر وھما ماشیان فوجدانی اغمی علی فتوضاء النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ثم صب وضوءہ علی قال فافقت الحدیث"

"کہ میں بیمار ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں پا پیادہ میری بیمار پُرسی کے لئے تشریف لائے اور مجھے بیہوشی کے عالم میں پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر اس وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آگیا، آرام ہو گیا۔"

جناب جابر رضی اللہ عنہ ایک دُوسری حدیث شریف میں آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شفقت، فروتنی، انکساری اور تواضع کا بیان اس طرح فرماتے۔

"ہمارے پاس نبی علیہ السلام تشریف لائے، آپ نہ کسی عُمدہ گھوڑے پر سوار تھے اور نہ کسی خچر پر، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب سواری پر سوار ہوتے تو اپنے پیچھے کسی غلام کو بٹھا لیتے، اور کبھی کسی عام آدمی کو، کبھی ایسا ہوتا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خود درمیان میں ہوجاتے اور ایک عام آدمی پیچھے بٹھا لیتے اور ایک آدمی آگے جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بنی عبد المطلب کے بچوں نے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا استقبال کیا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ایک بچے کو آگے بٹھالیا اور ایک کو پیچھے۔" [1]

حدیث ۳۲۳

حدثنا عبد اللہ[1] بن عبد الرحمٰن حدثنا ابو نعیم[2] انبانا یحییٰ[3] بن ابی الہیثم العطار قال سمعت یوسف[4] بن عبد اللہ بن سلام قال سَمَّانِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یُوْسُفَ اَقْعَدَنِیْ فِیْ حِجْرِہٖ وَ مَسَحَ عَلٰی رَاْسِیْ۔

ترجمہ یحییٰ بن ابی الہیثم العطار فرماتے ہیں کہ میں نے یُوسف بن عبد اللہ بن سلام سے سُنا اُس نے فرمایا کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے میرا نام یُوسف رکھا اور میرے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اسماء الرجال حدیث ۳۲۳
۱ عبد اللہ بن عبد الرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲ ابو نعیم۔ دیکھو حدیث ۵۸ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲
۳ یحییٰ بن الہیثم العطار۔ کوفی ہے۔ ثقہ من الخامسۃ ادب المفرد میں امام بخاری نے اس سے تخریج کی ہے۔
۴ یوسف بن عبد اللہ بن سلام صحابی صغیر ہیں۔ الاسرائیلی المدنی ہیں۔ ابو یعقوب کنیت تھی۔ العجلی نے ثقات تابعین لکھا ہے۔

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ص۱۲۷ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

حل لغات

سَمَّانِیْ ۔ میرا نام رکھا۔
اَقْعَدَنِیْ ۔ مجھے بٹھایا ۔ مجھے لیا۔ حِجْر ۔ گود۔

تشریح

جس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفقت اور محبت و پیار کا ذکر یوسف بن عبداللہ بن سلام کرتے ہیں اسی طرح تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچوں کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبت و پیار فرماتے تھے۔ حضرت علامہ یوسف نبھانی رحمۃ اللہ علیہ وصائل الوصول میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب کہیں راستہ میں بچے ملتے تو ان کو سلام کرتے اور خندہ پیشانی کے ساتھ ان سے گفتگو فرماتے جب باہر سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے گھر کے بچوں سے ملتے۔ بچوں اور گھر والوں سے حد سے زیادہ شفقت و محبت فرماتے۔ جب کوئی شخص کسی بچہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں لاتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوئی کھانے کی چیز اپنے دہن مبارک میں چبا کر اس بچے کے منہ میں ڈال دیتے۔ اس کے لئے خیر و برکت کی دعا فرماتے، انصار کے گھروں میں تشریف لے جاتے تو ان کو سلام کرتے اور پیار سے ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے۔"

حدیثِ مندرجہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کمال خُلق، شفقت اور بچوں پر کمال رحمت کا اظہار تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بچوں کو گود میں لیتے، نام رکھتے اور پیار فرماتے، نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی آنحضور، رحمۃ اللعالمین، سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کتنی کمال درجے کی عقیدت اور محبت تھی کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں میں لا کر ڈال دیتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھولی میں پھینک دیتے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دامن رحمت کی پناہ میں دے دیتے، اور پھر قربان جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبت اور پیار کے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماں باپ سے زیادہ امت کے بچوں پر شفیق ہیں ان سے محبت فرماتے ہیں، ان سے شفقت و پیار فرماتے ہیں، سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں، دعاءِ برکت فرماتے ہیں۔ اپنے دستِ مبارک سے خرما کا گودا بچے کے تالو میں لگاتے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

حضرت علامہ شارح شمائل شریف جناب محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"ودریں حدیث دلالت است بآنکہ مستحب است پسر نوزاد را نام آں از زبان بزرگ آں وقت باید نہاد، واز جملہ اسماء انبیاء باید گرفت کہ احسن اسماء اند و بزرگ قوم را می باید کہ بفرزندان قوم خود تلطف نماید و در کنار خود بگیرد و دست بر سر آنہا بمالد۔"

یعنی یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ نومولود کا نام اس وقت قوم میں جو بزرگ ترین ہو اس سے رکھوانا مستحب ہے اور انبیاء کرام کے نام پر نام رکھنا چاہیئے کیونکہ وہ بہترین نام ہیں، اور قوم کے بزرگ کو چاہیئے کہ قوم کے بچوں پر شفقت کرے انہیں گود میں لے اور پیار و محبت سے ان کے سر پر ہاتھ پھیرے۔"

طبرانی میں ہے کہ یُوسف بن عبداللہ بن سلام نے یہ بھی فرمایا کہ "دَعَالِیْ بِالْبَرَکَۃِ" یعنی "میرے لئے برکت کی دُعا فرمائی"۔

حدیث ۳۲۴/۱۱ حدثنا اسحٰق[ع۱] بن منصور حدثنا ابوداؤد[ع۲] الطیالسی حدثنا الربیع[ع۳] وھو ابن صبیح حدثنا یزید[ع۴] الرقاشی عن انس[ع۵] بن مالك رضی الله عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه و اٰله وسلم حَجَّ عَلٰی رَحْلٍ رَثٍّ وَقَطِیْفَةٍ كُنَّا نَرٰی ثَمَنَهَا اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ قَالَ لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ لَا سُمْعَةَ فِیْهَا وَلَا رِیَاءَ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ایک پرانے پالان پر حج کیا، اور اس ایک کمبلی حاشیہ والی پڑی ہوئی تھی جس کی قیمت کا اندازہ ہماری نظروں میں چار درہم کے قریب تھا جب آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اپنے اونٹ پر سوار ہوئے تو آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ تبارکُ تعالیٰ میں حج کے لئے تیرے حضور میں کھڑا ہوں ایسے حج کیلئے کہ جس میں لوگوں کو نہ سُنانا مقصود ہے اور نہ ہی دکھاوا۔

حل لغات رَحْلٌ۔ روانہ ہونا، کُوچ کرنا، زین لگانا۔ پالان۔ رَثٌّ۔ پرانا، خراب، خستہ، پھٹا ہوا۔ قَطِیْفَةٌ۔ وہ کمبلی جس کا حاشیہ ہو، بالاپوش۔ گلیم ریشہ دار۔ اَلسُّمْعَةُ۔ شہرت۔ دوسروں کو سُنانا

اسماء الرجال حدیث ۳۲۴/۱۱

ع۱ اسحٰق بن منصور۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ ابوداؤد الطیالسی۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ الربیع وھو ابن صبیح۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ یزید الرقاشی۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ع۲

رِیَاءٌ ۔ دکھاوا، کوئی کام لوگوں کے دکھاوے کے لئے کرنا ۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح حدیث ۵/۳۱۲ اسی باب میں دیکھئے ۔

حدیث ۱۲/۳۲۴ حدثنا اسحٰق[1] حدثنا عبد الرزاق[2] حدثنا معمر[3] عن ثابت[4] البنانی وعاصم[5] الاحول عن انس[6] بن مالك اَنَّ رَجُلاً خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه واٰله وسلم فقرّب لَهٗ ثَرِيْدًا عَلَيْهِ دُبَّاءٌ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه واٰله وسلم يَاْخُذُ الدُّبَّاءَ وَكَانَ يُحِبُّ الدُّبَّاءَ قَالَ ثَابِتٌ فَسَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ فَمَا صُنِعَ لِيْ طَعَامٌ اَقْدِرُ اَنْ يُّصْنَعَ فِيْهِ دُبَّاءٌ اِلَّا صُنِعَ ۔

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے یہ کہ ایک درزی نے سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کھانے کی دعوت دی ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ثرید پیش کی گئی اس پر کدو کے ٹکڑے تھے ۔ آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس پر سے کدو اٹھاتے تھے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کدو بہت پسند تھے ۔ ثابت فرماتے ہیں کہ میں نے جناب انس سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے کہ اس کے بعد سے میرے لئے کوئی کھانا تیار نہیں کیا گیا' جس میں کدو ڈلوانے کی طاقت ہو اور اس میں کدو نہ ڈالا گیا ہو ۔

حل لغات ثَرِيْدٌ ۔ روٹی کو شوربے میں چُور کر کے جو کھانا تیار کیا جائے' اسے ثرید کہتے ہیں ۔
دُبَّاءٌ ۔ کدو ۔

تشریح یہ حدیث باب ماجآء فی ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں گذر چکی ہے یہاں پر پھر بقول جناب حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ ۔

لدلالته على تواضعه " " چونکہ یہ حدیث شریف آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تواضع پر دلالت بھی کرتی ہے " ۔

لہٰذا اس باب میں بھی ذکر کی گئی ہے ۔ ارشاد ہے کہ " حضرت انس فرماتے تھے کہ اس کے بعد میرے لئے کوئی کھانا تیار نہیں کیا گیا جس میں کدو ڈلوانے کی طاقت ہو اور اس میں کدو نہ ڈالا گیا ہو " سبحان اللہ ! حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ

اسماء الرجال حدیث ۱۲/۳۲۴

[1] اسحٰق ۔ دیکھیو حدیث ۲/۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۱

[2] عبد الرزاق ۔ دیکھیو حدیث ۲/۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۲

[3] معمر ۔ دیکھیو حدیث ۲/۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۳

[4] ثابت البنانی ۔ دیکھیو حدیث ۲/۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۴

[5] عاصم الاحول ۔ دیکھیو حدیث ۸/۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۳

[6] انس بن مالک ۔ دیکھیو حدیث ۱/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۴

https://archive.org/details/@madni_library

علیہم اجمعین حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرنے میں اتنا انہماک رکھتے تھے کہ جس طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کھانا کھاتے دیکھا. تو وہ بھی اسی طرح اسی کھانے کو کھا کر اپنی محبت و اطاعت کا اظہار کرتے. حضرت استاذ گرامی محدثِ جلیل شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری نوراللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ :-

"ہم مسلمانوں کے لئے بہت ہی بہتر اور لازمی ہے کہ آنجناب محبوبِ کبریا، امام الانبیاء، صاحب لواءِ حمد، مالک شفاعتِ کبریٰ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی طرح پیروی کریں جس طرح حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کرتے تھے. اسی طرح حضور پاک سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسند کی ہوئی چیزوں کو محبوب از جان اور پسند رکھیں اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناپسند کی ہوئی چیزوں کو ناپسند رکھیں بلکہ ان ناپسندیدہ اشیاء کے ساتھ دشمنی اور عداوت رکھیں."

حدیث ۱۳/۳۲۶ حدثنا محمد[1] بن اسماعیل حدثنا عبد[2] اللہ بن صالح حدثنا معاویۃ[3] بن صالح عن یحییٰ[4] بن سعید عن عمرۃ[5] قَالَتْ قِیْلَ لِعَائِشَۃَ مَاذَا کَانَ یَعْمَلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَہٗ وَیَحْلِبُ شَاتَہٗ وَیَخْدِمُ نَفْسَہٗ .

ترجمہ عمرہ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے گھر مبارک میں کیا کرتے تھے. انہوں نے ارشاد فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑے میں جوں ڈھونڈ لیتے تھے اور اپنا کام خود ہی کر لیتے تھے .

حل لغات یَفْلِیْ. فَلَا یَفْلِیْ فلیا. جب بالامر کے ساتھ آئے تو کسی معاملہ کے اسباب و وجوہ پر غور کرنا مراد ہوتا ہے جب السیف کے ساتھ آئے تو تلوار کے ساتھ مارنا مراد ہوتا ہے جب عقل کے ساتھ آئے تو آزمائش کرنا مراد ہوتا ہے اور جب رأس یا ثوب کے ساتھ آئے تو سر یا کپڑے سے جوئیں ڈھونڈنا تلاش کرنا مراد ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی ہے اس کا مصدر تَفْلِیَۃٌ بھی آتا ہے. یَحْلِبُ. حَلْبٌ یا حَلَبٌ یا حِلَابٌ مصدر

اسماء الرجال حدیث ۱۳/۳۲۶

ع۱ محمد بن اسماعیل. دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماٰخذ ۱

ع۲ عبداللہ بن صالح. دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماٰخذ ۲

ع۳ معاویہ بن صالح. دیکھو حدیث ۱ باب صلوٰۃ التطوع فی البیت ماٰخذ ۳

ع۴ یحییٰ بن سعید. دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماٰخذ ۴

ع۵ عمرہ. علامہ البیجوری فرماتے ہیں وھی فی الرواۃ ستۃ والمراد بھا ھنا عمرۃ بنت عبدالرحمٰن بن زرارۃ کانت فی حجر عائشۃ امیر المومنین و روت عنھا کثیرا.

ع۶ عائشہ. دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ماٰخذ ۵

ہے جس کے معنی دُودھ دوھنا ہے ۔ یَخْدُمُ۔ خَدْمَۃٌ یا خِدْمَۃٌ ۔ جس کے معنی تابعداری ' اطاعت خِدمت کرنا ہے ۔

تشریح ارشاد ہے "آدمیوں میں سے ایک آدمی ہیں" یعنی جس طرح کوئی شخص اپنے گھر کا کام وغیرہ کرتا ہے ' اور اپنے گھر میں خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی زندگی گذارتا ہے اپنے کام خود سرانجام دیتا ہے حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بھی اسی طرح زندگی گذارتے ہیں ' معمولی سے معمولی اور چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اپنے ہاتھ مبارک سے کر لیتے تھے اور اس کی انجام دہی میں کوئی عار محسوس نہیں فرماتے تھے ۔ آپ صلی اللہ علیہٖ الہٖ وسلم اس دنیا میں اولادِ آدم علیہ السلام سے ایک اولاد تھے جناب حضرت خواجہ محمد عبد اللہ صاحب کے فرزند تھے ۔ آپ کی (صلی اللہ علیہٖ الہٖ وسلم) والدہ ماجدہ جنابہ آمنہ تھی ۔ استغفر اللہ معاذ اللہ آنجناب صلی اللہ علیہٖ الہٖ وسلم فرشتوں سے نہیں تھے جنوں سے نہیں تھے کسی دوسری نوع کی مخلوق سے نہ تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب صلی اللہ علیہٖ الہٖ وسلم کو اپنی بہت سی خصوصی عنایات اور بخششوں سے نوازا ' وحی الٰہی اور نبوت سے سرفراز فرمایا ' معجزاتِ ظاہرہ عطا فرمائے ' اپنا حبیب بنایا اپنے دیدارِ انور سے مشرف فرمایا ۔ شمائل ترمذی ص۲۹ اسی حدیث شریف کے حاشیہ ع۲ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی پر ہے :۔

"کان بشراً یقوله قل انما انا بشر مثلکم یوحی الخ انہ قیل صلی اللہ علیہ و لہ وسلم لم یقع علیہ ذباب قط ولم یکن لقمل یوذیہ تعظیما و تکریما لجاھہ "

یعنی" اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہٖ الہٖ وسلم آپ فرما دیجئے کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح کا بشر ہوں مجھ پر وحی ہوتی ہے الخ ۔ اور محدثین نے فرمایا ہے کہ ہرگز آنجناب صلی اللہ علیہٖ الہٖ وسلم کے وجودِ اطہر و اقدس پر مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی جُوں آنجناب صلی اللہ علیہٖ الہٖ وسلم کے جسمِ انور میں ایذا پہنچانے کے لئے پیدا ہوئی ۔ یہ آنحضور صلی اللہ علیہٖ الہٖ وسلم کی کمال عزت و تعظیم ہے ۔"

دیوبندی مکتبہ فکر کے مشہور و معروف محدث جناب محمد ذکریا صاحب سہارنپوری شرح شمائل کے صـ ۲۹۶ (مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی) پر لکھتے ہیں :-

"حدیث بالا میں جوئں تلاش کرنے کا بھی ذکر ہے اور علماء کی تحقیق یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے بدن (مبارک) یا کپڑوں میں جوئں نہیں پڑتی تھی، اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جوئں بدن کے میل سے پیدا ہوتی ہے اور پسینہ سے بڑھتی ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سراسر نور تھے وہاں میل کچیل کہاں تھا اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا پسینہ سراسر گلاب تھا جو خوشبو میں استعمال کیا جاتا تھا۔ بھلا عرقِ گلاب میں جوئں کا کہاں گذر ہو سکتا ہے اس لئے اس تلاش کرنے کا یہ مطلب ہے کہ اس احتمال سے کہ شاید کسی دوسرے کی جوئں نہ چڑھ گئی ہو تلاش فرماتے تھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ تلاش کرنا دوسروں کی تعلیم کے لئے تھا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو اس کا اہتمام کرتے دیکھیں گے تو زیادہ اہتمام کریں گے۔"

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل النبہانی شرح شمائل میں جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہا کی روایت نقل فرماتے ہیں :-

"نبی علیہ السلام انتہائی بلند حوصلہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم جب گھر میں تشریف لے جاتے تو عام لوگوں کی طرح کام کاج میں مصروف ہو جاتے۔ اکثر کپڑے وغیرہ خود ہی سی لیتے۔ گھر کی چیزوں کو خود ہی اٹھاتے رکھتے، گوشت کاٹتے، خادم کی مدد فرماتے، گھر سے باہر جاتے تو گدھے پر سوار ہو کر چلے جاتے، اپنے جوتے خود ہی گانٹھ لیتے، قمیص میں پیوند لگا لیتے، چادر پھٹ جاتی تو اسے سی لیتے، اور فرمایا کرتے کہ جو میرے طریقہ سے روگردانی کرے گا وہ مجھ سے نہیں، اپنے اونٹ خود چرا لیتے، خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیتے، آٹا خود گوندھ لیتے، بازار سے گھر کا سودا سلف خود اٹھا کر لے آتے۔" [1]

آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی انتہائی تواضع کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث شریف میں ہے :-

"ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نجاشی بادشاہ کا ایک وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صـ ۱۳۲ مطبوعہ المعارف گنج بخش روڈ لاہور

میں حاضر ہوا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفسِ نفیس ان کی خدمت اور تواضع میں مصروف ہو گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)، ہمیں ارشاد فرمائیے اس خدمت کے لئے ہم کافی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا انہوں نے ہمارے لوگوں کا اعزاز و اکرام کیا تھا میں پسند کرتا ہوں کہ بذاتِ خود ان کی مہمان داری اور تواضع کروں۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ تَوَاضُعِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ خُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

یہ باب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں پندرہ ۱۵ احادیث ہیں۔)

حل لغات خُلُقٌ۔ عادت، طبیعت، خصلت، وہ قوت جس سے افعال بن سوچے اور فکر کئے ہوئے بہ سہولت صادر ہوں، اس کی جمع اَخْلَاقٌ ہے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خَلق خ کی زبر کے ساتھ ہو تو ظاہری صورت مُراد ہوتی ہے جو کہ آنکھوں سے دیکھی جاتی ہے اور خُلق خ کی پیش کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہیں اس صورتِ ظاہری کے "کہ دیدہ می شود از ملکہ نفسانیہ کہ پیدا می گردد و ازو افعال جمیلہ و او صورت باطنی است۔"[1]

تشریح اس باب میں حضورِ اکرم صاحبِ خلقِ عظیم، عالمِ علومِ اوّلین و آخرین، شفیع المذنبین، مومنوں پر رؤف و رحیم، پیغمبرِ اسلام، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اخلاقِ حسنہ کا ذکر ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا کوئی بھی احاطہ نہیں کر سکتا۔ صاحبِ شمائل شریف نے مختلف ابواب کے عنوان قائم فرما کر ان کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ اس باب میں بھی حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق کا کچھ تذکرہ فرمایا ہے۔ سعد بن ہشام فرماتے ہیں کہ میں جنابہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آنحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اخلاق کے متعلق استفسار کیا تو انہوں نے ارشاد فرمایا "کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰن" قرآنِ حکیم ہی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

[1] حلاوۃ المتعلین از مولانا محمد عاشق صاحب الٰہی قلمی

کا خلق عظیم ہے۔" استاذِ گرامی قدر، فاضلِ اکمل، محدثِ کبیر حضرت مولانا مولوی گل فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ "قرآن مجید کی ہر ایک آیت سے صاحب خلقِ عظیم، سراپا نورِ مجسم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ بیان ہو رہے ہیں۔" قرآن مجید میں سورۂ قلم پ ۲۹ میں اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ" "بے شک تمہاری خُو بُو بڑی شان کی ہے"

اور حضور پاک، صاحبِ خلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

"بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ" "میں پیغمبر ہی اس لئے بنا کر بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کر دوں"۔

دُوسری جگہ ارشاد ہے:۔

"اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا" "ایمان والوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش خلق ہو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:۔

"اَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ" "جنت میں جو بات اکثر لوگوں کو لے جائے گی وہ پرہیزگاری اور خوش خلقی ہے۔"

نیز ایک مقام پر ارشاد ہے:۔

"لَيْسَ شَيْءٌ فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلَ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ" "اعمال کے ترازو میں خوش خلقی سے زیادہ کوئی نیکی بھاری نہ ہوگی۔"

حضرت علامہ محدثِ کبیر الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "شفا" شریف سے نقل کرتے ہیں۔

"ایک روایت میں مذکور ہے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے لے کر انتہائے آفرینش

تک پوری کائنات کو جتنی عقل عطا کی ہے۔ وہ اس عقل کا ایک ذرہ ہے جو سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخشی گئی۔" [1]

امام قسطلانی "مواہب" میں "عوارف المعارف" کے حوالہ سے لکھتے ہیں :-

" اگر عقل کے سو اجزاء تسلیم کئے جائیں تو اس کی تقسیم اس طرح ہوگی کہ ننانوے جز حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کئے گئے اور ایک جزو تمام لوگوں پر تقسیم کر دیا گیا۔"

قسطلانی فرماتے ہیں :-

"جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ تدبیر کے بارے میں غور کرے تو دیکھے گا کہ عرب جو دنیا کی وحشی تر قوم تھی جسے کسی تہذیب و تمدن کی ہوا تک نہیں لگی تھی نہ ان کے سامنے ماضی کی تاریخ تھی نہ مستقبل کے اندیشے، جن کے پاس تعلیم و تعلّم کا کوئی ذریعہ اور سامان نہیں تھا، اس وحشی قوم کی تربیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انداز سے کی کہ چند ہی سالوں میں ان کی کایا پلٹ گئی۔ قتل و غارت گری کی جگہ انہوں نے ایک دوسرے سے محبت اور ایثار کو اپنا شعار بنالیا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے انہوں نے جس والہانہ عشق کا عملی مظاہرہ کیا وہ تاریخ عالم کا ایک انوکھا اور منفرد باب ہے۔ باپ بیٹے کے مقابل کھڑا ہوگیا اور بیٹے نے باپ کا سر تن سے جدا کر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر شوہر نے بیوی کو اور بیوی نے شوہر کو چھوڑ دیا، وطن چھوڑا گھر بار چھوڑ دیئے۔ یہ تمام انقلاب آفریں باتیں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر دنیا میں کوئی زیرک، دانا، عقلمند اور صاحبِ اخلاق نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دانائی سارے عالم سے بڑھ کر ہے یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا دامن اتنا وسیع ہے کہ اسے دنیا کی کوئی چیز تنگ نہیں کر سکتی۔ اور بجا طور پر یہ کہا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہے۔"

حضرت علامہ فاضلِ اکمل محدثِ کبیر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں [2] :-

[1] اردو ترجمہ مطبوعہ والمعارف مکتبہ داتا گنج بخش روڈ لاہور ص ۱۰۳

[2] حاشیہ جمع الوسائل جلد دوم ص ۱۵۲ از مناوی رحمۃ اللہ علیہ

"وحسن الخلق مخالطة الناس بالجميل، والبشر واللطافة وتحمل الاذى والاشفاق عليهم والحلم والصبر وترك الترفع والاستطالة وتجنب الغلظه والغضب والموخذة"

یعنی "اختلاط باہمی کے دلکشا مظاہر و آداب کے ہمرکاب، خندہ پیشانی اور بے پایاں لطف و مہربانی کے جلو میں دوسروں کی تکالیف کو برداشت کرنے نیز ان کے مصائب کی گرہ کشائی، بردباری، صبر و تحمل پے درپے برتری کی خو کا ترک، مروت و احسان کے مواقع پر درشتی اور سختی کی روش سے پہلو تہی بدلہ لینے کے محاسبے اور غصے سے اجتناب آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کردار اور اخلاق حسنہ کے ممتاز اور نمایاں جواہر ہیں۔"

حدیث ۱/۳۲۷ حدثنا عباس[1] بن محمد الدوری حدثنا عبداللہ[2] بن یزید المقری حدثنا لیث[3] بن سعد حدثنی ابو[4] عثمان الولید بن ابی الولید عن سلیمان[5] بن خارجة عن خارجة[6] بن یزید بن ثابت قال دَخَلَ نَفَرٌ عَلٰی زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَقَالُوْا لَهٗ حَدِّثْنَا اَحَادِیْثَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه واله وسلم قَالَ مَاذَا اُحَدِّثُكُمْ كُنْتُ جَارَهٗ فَكَانَ اِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْیُ بَعَثَ اِلَیَّ فَكَتَبْتُهٗ لَهٗ فَكُنَّا اِذَا ذَكَرْنَا الدُّنْيَا ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الْاٰخِرَةَ ذَكَرَهَا مَعَنَا وَاِذَا ذَكَرْنَا الطَّعَامَ ذَكَرَهٗ مَعَنَا فَكُلُّ هٰذَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه واله وسلم۔

ترجمہ: خارجہ بن زید بن ثابت سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ چند افراد زید بن ثابت کے پاس آئے۔ انہوں نے استدعا کی کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی احادیث میں سے کچھ احادیث بیان کریں زید نے فرمایا کہ تم لوگوں کے سامنے کون کون سی باتیں بیان کروں، میں تو آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہمسایہ ہوں۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۲۷

۱۔ عباس بن محمد الدوری، حدیث ۱ باب ماجاء فی تکاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ عبداللہ بن یزید المقری العدوی المدنی الاعور ہے المخزومی اور اسود بن سفیان کا مولی ہے، امام مالک کے شیوخ سے ہے۔ ثقہ ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔

۳۔ لیث بن سعد الفہمی ہے ذہبی نے کہا وثقوہ وکان نظیر مالک فی العلم مات یوم نصف شعبان سنۃ خمسۃ وسبعین ومائۃ عن حدی وثمانین سنۃ

۴۔ ابو عثمان الولید بن ابی الولید

۵۔ سلیمان بن خارجہ

۶۔ خارجہ بن زید بن ثابت الفقیہ ابو زید، اخذ عن ابیہ و اسامۃ بن زید وعنہ الزہری وغیرہ۔ ایک سات فقہاء میں سے ایک ہے۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔ ۹۹ ھ میں فوت ہوئے۔

جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی اُترتی تو مجھے بُلا بھیجتے تو میں اس وحی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھ لیتا۔ پس جب ہم معاملات کی باتیں کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم اخروی امور کا ذکر کرتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے، اور یہ تمام باتیں ہیں جو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔

حل لغات

نَفَرٌ۔ اشخاص، افراد۔ یہ تین سے لے کر دس تک افراد کی جماعت پر بولا جاتا ہے۔
جَارٌ۔ ہمسایہ، پڑوسی۔

تشریح

ارشاد ہے "کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث سے کچھ احادیث بیان کریں" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے ہمیں مستفیض فرمائیں جو ان کی زبان فیض ترجمان سے سُنے ہیں اور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی اور اخلاقِ حسنہ بیان کریں تاکہ ہم ان کو اپنے لئے مشعلِ راہ بنائیں اور ان سے ہدایت حاصل کریں۔ استاذِ گرامی فاضلِ اکمل صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ:۔

"اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین حضور شفیع المذنبین رحمۃ للعلمین سیدالکائنات کے حالاتِ زندگی سُننے اور اخلاقِ حسنہ سے واقفیت حاصل کرنے کا کمال درجے کا ذوق شوق ظاہر ہو رہا ہے اور ان کی اس بے پناہ محبت کا پتہ چلتا ہے جو ان کی سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔"

ارشاد ہے "زید نے فرمایا کہ تم لوگوں کے سامنے کون کون سی باتیں بیان کروں" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال مُبارک سے کون کون سے حالات واقعات اور ارشادات بیان کروں وہ تو لَا تَعُدُّ وَلَا تُحْصٰی ہیں احاطۂ بیان میں نہیں آسکتے۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ استفہام برائے تعجب است یعنی ظن آنست کہ سوال از جمیع احوال حضرت	یعنی "شیخ ابن حجر نے فرمایا کہ یہ استفہام تعجب کے لئے ہے یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے

کردہ بودند۔ بناں براں تعجب کرد و بنا براں جواب باجمال داد"	تمام احوال کے متعلق سوال کیا گیا ہو لہٰذا انہوں نے تعجب فرمایا اسی لئے جواب اجمالاً دیا"۔

ارشاد ہے "میں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسایہ ہوں" یعنی بسبب قربت کے مجھ سے زیادہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کون حالات' اعمال' اقوال اور ارشادات سے باخبر ہو سکتا ہے یہاں تک کہ جب وحی اُترتی تو مجھے طلب فرماتے اور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے لکھ لیتا" حضرات شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے لکھا ہے کہ کاتبانِ وحی بالاتفاق آٹھ تھے یعنی جناب حضرت عثمانؓ ذوالنورین' جناب حضرت علیؓ المرتضی' حضرت اُبیؓ' خالدؓ بن سعید' حضرت حنظلہؓ' حضرت علاء حضرمیؓ' حضرت ابانؓ بن سعید اور حضرت زیدؓ بن ثابت' اور امیر معاویہ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ یہ صرف مُراسلات لکھتے تھے وحی نہیں لکھتے تھے۔ صاحب اکمال فی اسماء الرجال فرماتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کی کتابت کرنے والوں میں حضرت معاویہ بھی شامل ہیں۔ کہا گیا ہے کہ انہوں نے وحی بالکل نہیں لکھی۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراسلات یہی لکھتے تھے" [1]

ارشاد ہے "پس جب معاملات کی باتیں کرتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے اور جب ہم اخروی اُمور کا ذکر کرتے تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ویسی ہی گفتگو فرماتے۔ اور جب ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ساتھ ویسی ہی گفتگو فرماتے"۔ یعنی حضور شفیق اُمت' صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود کمال قدرت وعظمت کے اپنی اُمتِ مرحومہ پر اپنے کمال حُسن اخلاق کی وجہ سے انتہائی تلطف اور شفقت فرماتے جو شخص بھی جس قسم کے مشورہ کے لئے آتا چاہے وہ دنیوی امور کا ہوتا یا اخروی امور کا یہاں تک کہ کھانے پینے کا' تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو اپنے نیک اور مبارک مشوروں سے سرفراز فرماتے' نیز مشورہ دینے میں کسی قسم کے تکبر غرور یا نفرت کا اظہار نہ فرماتے بلکہ غائت درجہ بے تکلفی فرماتے اور پوری توجہ کرتے۔

حضرت علامہ عبدالروف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ اس حدیث شریف کے ضمن میں ایک فائدہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"مما یشھد بکمال سین المصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما خرجہ الحاکم عن ابن المسیب ان عمر لما ولی خطب ثم	"حاکم نے تخریج حدیث کرتے ہوئے جو حدیث ابن مسیب سے روایت کی ہے وہ آقائے نامدار سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

[1] مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی صفحہ ۵۲۸ عدد ۲۲

قال قد علمت انکم تؤنسون منی شدة وغلظة وذلك انی کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ واله وسلم فکنت عبده وخادمه وکان کما قال اللہ تعالٰی بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمًا فکنت بین یدیه کالسیف المسلول الا ان یغمدنی فاکف والا اقدمت علی الناس لمکان لینة ." له

کمال حلم کی گواہی دیتی ہے۔ ابن مسیّب جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (یعنی جناب عمر فاروق نے) مسندِ خلافت پر جلوہ آرا ہونے کے وقت جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں فرمایا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم مجھ سے وہی پرانی شدّت اور سختی کی توقع رکھتے ہو لیکن اب ایسا نہیں ہوگا کیونکہ میں اپنے آقا و مولیٰ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صُحبتِ بابرکت میں کافی سے زیادہ عرصہ رہ چکا ہوں اور حضُور سراپا نُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا عبد بنا رہا جو کہ قدم قدم پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کا طالب تھا۔ اور خادمِ خاص رہا' اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ جل جلالہٗ کے ارشادِ گرامی کے مُطابق اپنی اُمّت کے ساتھ انتہائی ترحم اور رأفت کا سلوک فرماتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامان کے حلقہ میں میری حیثیت ایک سونتی ہوئی تلوار کی طرح تھی۔ یہ تلوار اسی وقت نیام میں بند ہو جاتی جب سرورِ عالم و عالمیان اشارہ فرما دیتے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو میں اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تاثرات

له جمع الوسائل حاشیہ ۱۵ سطر ۲۰ جلد دوم

صلی اللہ علیہ والہ وسلم

لے کر لوگوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیا کرتا اور
نرمی کو سختی پر ترجیح دیتا۔"

حدیث ۳۲۹

حدثنا اسحٰق[1] بن موسیٰ حدثنا یونس[2] بن بکیر عن محمد[3] بن اسحٰق عن زیاد[4] بن ابی زیاد عن محمد[5] ابن کعب القرظی عن عمرو[6] بن العاص قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِیْثِهِ عَلٰی اَشَرِّ الْقَوْمِ یَتَاَلَّفُهُمْ بِذَالِكَ فَكَانَ یُقْبِلُ بِوَجْهِهِ وَحَدِیْثِهِ عَلَیَّ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنِّیْ خَیْرُ الْقَوْمِ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا خَیْرٌ اَوْ اَبُوْبَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا خَیْرٌ اَمْ عُمَرُ فَقَالَ عُمَرُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا خَیْرٌ اَمْ عُثْمَانُ فَقَالَ عُثْمَانُ فَلَمَّا سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَصَدَقَنِیْ فَلَوَدِدْتُ اَنِّیْ لَمْ اَكُنْ سَأَلْتُهُ۔

ترجمہ: عمرو بن العاص سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی طرف جو بُرے سے بُرا بھی ہوتا اپنے پورے روئے انور کے ساتھ اور نرم گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے تاکہ وہ اس اخلاق حسنہ کی بدولت حق کی طرف الفت اور رغبت حاصل کرے۔ سو اسی طرح پوری توجہ اور محبت بھری گفتگو میرے ساتھ بھی فرماتے یہاں تک کہ میرا یہ یقین ہوگیا کہ میں قوم کا بہترین فرد ہوں، پس میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہتر ہوں یا ابوبکر (رضی اللہ عنہ)۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں بہتر ہوں یا عمر (رضی اللہ عنہ) تو حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا عمر (رضی اللہ عنہ)۔ پھر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آیا میں بہتر ہوں یا عثمان (رضی اللہ عنہ) تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ)۔ جب میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات پوچھی تو آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہایت ہی سچا جواب مرحمت فرما دیا۔ پس ہر وقت میں اس بات کی خواہش کرتا کہ کاش میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہ پوچھی ہوتی۔

حل لغات: یُقْبِلُ۔ قبالٌ مصدر سے مضارع ہے، اِقبالٌ کے معنی کسی کی طرف منہ کرنا، سامنے منہ کرنا

پوری طرح متوجہ ہونا۔ یَتَاَلَّفُ ۔ تاج اور بیہقی نے تَاَلَّفَ کے معنی دل بدست آوردن باہم پیوستہ شدن کے کئے ہیں۔ مانوس ہونا، محبت کرنا۔ ظَنَّ ۔ تہمت لگانا، گمان کرنا، یقین کرنا، اس جگہ یقین کا معنی ہے۔ صَدَقَ ، اَلصِّدْق سے ہے، راست، صحیح صحیح بات کرنی۔ وَدِدْتُ ۔ وَدًّا ، وِدَادًا ، وِدًّا ، مَوَدَّةً ، مَوْدُوْدَةً ۔ خواہش کرنا، چاہنا، محبت کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی طرف جو بُرے سے بُرا بھی ہوتا اپنے پُورے روئے انور کے ساتھ اور نرم گفتگو کے ساتھ متوجہ ہوتے تاکہ وہ اس اخلاقِ حسنہ کی بدولت حق کی طرف الفت اور رغبت حاصل کرے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انتہائی بداخلاق اور کمال درجے کے بدترین افراد سے بھی انتہائی خندہ پیشانی سے پیش آتے اور اپنا رُخ انور اس کی طرف پھیر کر پوری توجہ سے متوجہ ہوتے، محبت بھری گفتگو اور نظرِ کرم سے اس کے حال پر فکر فرماتے، اور اس کی اصلاح فرماتے، تاکہ اس کا دِل نرم ہو اور حق قبول کرنے کی طرف مائل ہو کر دینِ اسلام اور اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہو جائے اور قوم کا ایک قابل ترین فرد بن جائے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی ایسے بداخلاق لوگوں کے ساتھ بھی تکبر غرور یا رعونت کا طریقہ روا نہیں رکھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی طرح کے حلم، بردباری اور شفقتِ کریمانہ کے نتیجہ پر جناب عمرو بن العاص نے یہ خیال کیا کہ گویا اب میں جناب ابوبکر صدیق، جناب عمر فاروق اور جناب عثمان ذی النورین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی افضل ہوں، تو جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں، ابُوبکر، عمرُ اور عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین تجھ سے بہت افضل ہیں۔ جناب عمرو بن العاص نے جب یہ جواب سُنا تو فوراً پکار اُٹھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو حقیقت تھی وہ صحیح صحیح فرما دی اور عمرو بن العاص نے فرمایا کہ "اے کاش میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات نہ پوچھی ہوتی، شمائل شریف" اِنِّیْ لَمْ اَکُنْ سَئَلْتُہٗ " کے نیچے بطرز حاشیہ تحریر ہے۔

"ھذہ الندامۃ من السوال استحیاء من الخطاء الفاحش"

یعنی "اظہارِ ندامت کا یہ کردار اس شرمندگی کی بنا پر ہُوا کہ وہ یہ سوال کر کے صریح غلطی کے مرتکب ہوئے"

حضرت علامہ شارح شمائل شریف قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے اس قول کی تشریح ان ہی کی زبانی تحریر فرماتے ہیں :۔

"بنای آں بر شرارت ست شاید کہ در من شرارت دیدہ باشد پس شرمندگی کشیدم و نادم شدم واللہ اعلم"

"شاید یہ اس شرارت کی اساس ہے کہ جوان کی عمیق نگہی نے میرے رگ و پے میں بھانپ لی تھی پس میں انتہائی شرمسار اور نادم ہوا"

حدیث ۳۳۴ حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا جعفر[2] بن السلیمان الضبعی عن ثابت[3] عن انس بن[4] مالک قال خدمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر سنین فما قال لی اف قط وما قال لی لشیء صنعتہ لم صنعتہ ولا لشیء ترکتہ لم ترکتہ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من احسن الناس خلقا ولا مسست خزا ولا حریرا ولا شیئا کان الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولا شممت مسکا قط ولا عطرا کان اطیب من عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہنے کا شرف دس برس تک حاصل رہا۔ مجھے کبھی بھی اف تک نہیں فرمایا اور نہ کسی کام کے کرنے میں یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں ایسا کیا اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ اور حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے اخلاق کے تمام انسانوں میں بہت ہی بہتر تھے۔ اور میں نے کبھی کوئی ریشم اور ریشمی کپڑا اور روئی اور نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم ہو اور میں نے ہرگز کبھی بھی کسی قسم کا مشک اور عطر ہی حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھی۔

حل لغات خَدَمْتُ۔ میں نے خدمت کی۔ خِدْمَۃٌ یا خِدْمَۃٌ سے ہے جس کے معنی تابعداری

اسماء الرجال حدیث ۳۳۴

۱؎ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲؎ جعفر بن سلیمان الضبعی دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳؎ ثابت۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴؎ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

اطاعت، خدمت کرنا کے ہیں ۔ اُفٍّ ۔ اسم فعل ہے بمعنی اَتَضَجَّرُ وَاَتَکَرَّہُ ۔ یعنی میں بے قرار ہوتا ہوں اور میں ناپسند کرتا ہوں، کبھی کسی کو ذلیل کرنے کے موقعہ پر یہ لفظ استعمال ہوتا ہے یا زجر کرنے کے موقعہ پر تھو تھو، افوہ والے ۔ قَطُّ ۔ ظرف زمان ہے اور استغراق ماضی کے لئے آتا ہے، اور نفی کے ساتھ مختص ہے جیسے مَا فَعَلْتُ هٰذَا قَطُّ ۔ صاحب مصباح اللغات لکھتے ہیں کبھی قُطُ اور قَطْ بھی کہا جاتا ہے۔ کبھی صَنَعْتُ یا صُنْعٌ۔ بالفتح بالضم، کوئی کام کرنا یہاں یہی مُراد ہے اگر بالکسرہ ہو یعنی صِنْعٌ تو وہ مقام جہاں پانی اکٹھا یا جمع کیا جاتا ہے مراد ہوتی ہے وغیرہ وغیرہ ۔ مَسِسْتُ ، میں نے چھُوا ۔ مَسٌّ ۔ چھونا ۔ خَزًّا ۔ کھونسنا، مارنا، ایک کپڑا ہے جو اُون اور ریشم ملا کر بُنا جاتا ہے اور خالص ریشمی کپڑے کو بھی کہتے ہیں ۔ مجمع البحرین میں ہے کہ خَزٌّ ایک دریائی جانور ہے اس کے اُون کے کپڑے بنائے جاتے ہیں ۔ حَرِیْرًا ۔ ریشم، ریشم کا بنا ہُوا کپڑا ۔ اَلْیَنَ ۔ نرم ۔ شَمَّ ، سونگھنا ۔ مِسْك ، مشک، کستوری ۔ عِطر ۔ خوشبو ۔ العَرَق ۔ پسینہ، پسیجنا ۔

تشریح ارشاد ہے" اور نہ کسی کام کے کرنے میں یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں ایسا کیا ۔ اور کبھی کسی کام کے نہ کرنے پر یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ شمائل شریف میں اس مقام پر حاشیہ ہے ۔

" اعلم ان عدم اعتراض النبی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم علی انس فیما خالف امرہ انما هو فیما یتعلق با الخدمة والآداب لافیما یتعلق بالتکالیف الشرعیة فانه لا یجوز ترك الاعتراض فیه "	یعنی خوب جان لے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ پر عدم اعتراض ان امُور میں تھا جو کہ خدمت اور آداب سے متعلق تھے نہ ان امور میں جو تکالیف شرعیہ سے متعلق ہے کیونکہ ان پر ترک اعتراض روا نہیں ۔"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب اپنی شرح میں فرماتے ہیں :-

" ازیں معلوم می شود افضلیت تمام برائے انس دریں خدمت دہ سال مرتکب امرے خلاف شرع نشدہ زیرا کہ بر تقدیر وقوع آں سکوت بر ارتکاب امرے مخالف شرع آنحضرت ممکن نبود ۔"	یعنی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مکمل فضیلت کے مالک تھے کہ مکمل دس سال آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں رہ کر خلاف شرع کسی امر کے مُرتکب نہیں

ہوئے، اس لئے کہ خلافِ شرع کام پر آنحضور
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سکوت ممکن
ہی نہ تھا۔"

ارشاد ہے "اور حضور رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے اخلاق کے تمام انسانوں میں بہت ہی بہتر تھے۔" یعنی جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ابتدائے حدیث شریف میں حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اخلاق حمیدہ کا ذکر فرمایا جو خاص ان کے متعلق تھا اور اس جگہ سید الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اخلاق حسنہ کا ذکر خیر کیا جو عام لوگوں کے ساتھ تھے گویا یہ تعمیم بعد تخصیص ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف ان کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ہر ایک کے ساتھ نہایت ہی حسن اخلاق سے پیش آتے۔ حضرت محدث جلیل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"وحسن الخلق مخالطة الناس بالجميل والبشر واللطافة وتحمل الاذى والاشفاق عليهم والحلم والصبر وترك الترفع والاستطالة وتجنب الغلظة والغضب والمواخذة"

یعنی اختلاطِ باہمی کے دلکشا مظاہر و آداب کے ہمرکاب، خندہ پیشانی اور بے پایاں لطف و مہربانی کے جلوہ میں دوسروں کی تکالیف کو برداشت کرنے نیز ان کے مصائب کی گرانی، بردباری، صبر و تحمل، پے بہ پے برتری کی نوکا ترک، مروت و احسان کے مواقع پر درشتی اور سختی کی ترشی سے پہلوتہی، بدلہ لینے کے محاسبے اور غصے سے اجتناب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کردار اور اخلاقِ حسنہ کی عظمت کے ممتاز اور نمایاں جواہر ہیں"

ارشاد ہے "اور میں نے کبھی کوئی بڑا ریشم اور ریشمی کپڑا اور کوئی نرم چیز ایسی نہیں چھوئی جو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی مبارک سے زیادہ نرم ہو" یعنی جس طرح آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اخلاق کے اعتبار سے

نہایت ہی بلند اعلیٰ اور ارفع مقام رکھتے تھے اسی طرح خلقت کے لحاظ سے انتہائی لطیف اور نورانی وجود مبارک رکھتے تھے۔ ارشاد ہے "اور میں نے ہرگز کبھی بھی کسی قسم کا مُشک یا عطر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ مبارک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سُونگھی" یعنی یہ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کی اپنی خوشبو تھی کسی عطر یا مشک وغیرہ کی خوشبو نہیں تھی۔ اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں "اِنَّ تِلْكَ كَانَتْ رَائِحَتَهُ بِلَا طِيْبٍ" اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ یہ خوشبو بدون خوشبو لگائے ہوئے کے تھی گویا خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود قدسی مطہر کی تھی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک طیّب ومطیب تھا جس راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گذرتے تھے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پاکر اسی راستے پر جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پا لیتے۔ رئیس المحدثین امام بُخاری رحمۃ اللہ علیہ تاریخ کبیر میں جناب جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس راستہ پر سے گذرتے اور کوئی شخص آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کرتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں" جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں :۔

"كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا مرّ في طريق من طرق المدنيه وجدوا منه رائحة الطيب وقالوا مر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من هــذا الطريق"

(اخرج البزار و ابو یعلیٰ)

"حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منوّرہ کے بازاروں میں سے کسی بازار کو تشریف لے جاتے تو صحابہ رضی اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو پاکر اسی راستے سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پا لیتے اور کہتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی راستے سے گذرے ہیں۔"

ایک بار آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب انس رضی اللہ عنہ کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسینہ آیا۔

"فجاءت امه بقارورة تجمع فيها عرقه

"تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ

فسألها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن ذالك فقالت نجعله في طيبنا وهو اطيب الطيب"

ایک شیشی لائیں اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک جمع کرنے لگ گئیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پسینہ جمع کرنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب عرض کیا ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملا دیں گے، اور یہ پسینہ مبارک اعلیٰ درجے کی خوشبو ہے۔"

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔

"قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ نَرْجُوْ بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا قَالَ اَصَبْتِ۔" وروى البخاري نحوه۔

کہ" ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم قوی اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارے بچے اس سے بابرکت ہو جائیں گے۔ شفیق اُمت مومنوں پر رؤف و رحیم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ام سلیم تو نے سچ کہا"

صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں:۔

"وفيه استحباب التبرك والتقرب بآثار الصالحين قيل لما حضر انس بن مالك الوفاة اوصى ان يجعل في حنوطه من ذالك الطيب"

یعنی" اس سے ثابت ہوا کہ اولیائے کرام کی نشانیوں کا تقرب اور تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔ جبکہ کہا گیا ہے کہ جناب انس بن مالک کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ اس خوشبو سے مجھے خوشبو لگائی جائے۔"

حضور پاک سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی سے مصافحہ کرتے تو تمام دن اس شخص کو اپنے ہاتھ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست ہائے مبارک کو چھونے کی بدولت خوشبو آتی رہتی، اور اگر کسی بچے کے

سر پر ہاتھ پھیر دیتے تو وہ بچہ اس خوشبو کی وجہ سے دُوسرے بچوں میں پہچانا جاتا۔ جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔

"قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صَلٰوۃَ الْاُوْلٰی ثُمَّ خَرَجَ اِلٰی اَھْلِہٖ وَخَرَجْتُ مَعَہٗ فَاسْتَقْبَلَہٗ وِلْدَانٌ نَجْعَلُ یَمْسَحُ خَدَّیْ اَحَدِھِمْ وَاحِدًا وَّاحِدًا وَاَمَّا اَنَا فَمَسَحَ خَدَّیْ فَوَجَدْتُ بِیَدِہٖ بَرْدًا اَوْ رِیْحًا کَاَنَّمَا اَخْرَجَھَا مِنْ جُوْنَۃِ عَطَّارٍ" (رواہ مسلم)

"وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر کی نماز حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لے جانے کے لئے مسجد سے نکلے، میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چل پڑا، پس جو بچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سے آتے تو ہر ایک کی گال پر دستِ شفقت پھیرتے جب میری باری آئی تو میرے دونوں رخساروں پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا، میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مُبارک کی ٹھنڈک کو پایا اور خوشبو بھی پائی وہ خوشبو ایسی تھی گویا کہ ابھی کسی عطر فروش کے ڈبہ سے نکلی ہے۔"

ایک حدیث شریف میں ہے:-

"عن ابی ھریرۃ قال جاء رجل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یارسول اللہ انی زوجت ابنتی واحب ان تعیننی قال ماعندی شیئ ولکن ائتنی بقارورۃ واسعۃ الرأس وعود شجرۃ فجعل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسلت العرق من ذراعیہ حتی امتلئت القارورۃ قال

"ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میں اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی میری امداد فرماویں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں مگر ہاں ایک

خذها وامر بنتك ان تغمس هذا العود فی القارورة وتطیب به فکانت اذا تطیبت یشم اهل المدینة رائحة الطیب فسموا بیت المطیبین"
(اخرج ابو یعلٰی والطبرانی فی الاوسط وابن عساکر)

کھلے منہ والی بوتل لا، وہ لے آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بازوؤں مبارک سے پسینہ مبارک لے کر اس شیشی میں ڈالا اور فرمایا یہ لے جا اور اپنی لڑکی سے کہہ دے کہ اس شیشی سے پسینہ مبارک لے کر بطور خوشبو استعمال کرے۔ چنانچہ جب کبھی وہ اس پسینہ مبارک کو بطور خوشبو استعمال کرتی تو تمام مدینہ منورہ اس خوشبو سے مہک جاتا۔ اسی وجہ سے اس گھر کا نام ہی خوشبو لگانے والوں کا گھر پڑ گیا۔"

ابراہیم بن اسماعیل مزنی نے جناب جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

انہ اردفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فالتقمت خاتم النبوۃ بفمی فکان شیم علی مسکا"

"یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سواری پر اپنے پیچھے بٹھالیا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر نبوت کو اپنے منہ کے اندر لے لیا تو اس سے مشک کی مہک اور لپیٹ آرہی تھی۔"

صاحب روض نظیف فرماتے ہیں:۔

یفوح من عرق مثل الجمان لہ
شذا تظل الغوانی منہ تعتطر

"یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینہ مبارک میں جو چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھی خوشبوئے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اس کو بجائے عطر کے لگاتی تھیں۔"

حدیث ۳۳۴

حدثنا قتیبة بن سعید[1] واحمد بن عبدة[2] هو الضبی والمعنی واحد قالا حدثنا حماد بن زید[3] عن سلم العلوی[4] عن انس بن مالک[5] عن رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم اَنَّهٗ کَانَ عِنْدَهٗ رَجُلٌ بِهٖ اَثَرُ صُفْرَةٍ قَالَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه واٰله وسلم لَا یَکَادُ یُوَاجِهُ اَحَدًا بِشَیْءٍ یَکْرَهُهٗ فَلَمَّا قَامَ قَالَ لِلْقَوْمِ لَوْ قُلْتُمْ لَهٗ یَدَعُ هٰذِهِ الصُّفْرَةَ ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے حضور میں ایک شخص تھا جس کے کپڑوں پر زرد نشان تھا۔ راوی فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ ایسی تھی کہ کسی کی ناگوار بات کو منہ در منہ منع نہ فرماتے ہیں جب وہ شخص چلا گیا۔ تو اس وقت حاضرین سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اسے کہتے کہ زردی لگانا چھوڑ دے۔

حل لغات صُفْرَۃ۔ زردی۔ صُفرہ جب اثر کے ساتھ آئے جیسا کہ یہاں ہے تو اس کے معنی خوشبو کے آتے ہیں۔ یَکَادُ۔ مضارع۔ کَوْدًا و مَکَادًا و مَکَادَۃ مصدر آتا ہے یہ افعال مقاربہ سے ہے۔ اس کی خبر کے ساتھ اَنْ بہت کم آتا ہے۔ فعل کرنے کے قریب ہونا اور نہ کرنا' کے معنی ہیں۔ نیز یہ کلام کا صلہ بھی واقعہ ہوتا ہے جیسے لَمْ یَکَدْ یَرَاھَا میں ہے۔ یُوَاجِہُ۔ منہ در منہ ہونا' سامنے ہونا مُوَاجَہَۃٌ مصدر ہے۔ یَکْرَہُ۔ ناپسند فرماتے ہیں۔ کَرِہَ' ماضی۔ یَکْرَہُ۔ مضارع۔ کَرْہٌ یا کَرَاھَۃٌ یا کَرَاھِیَۃٌ یا مَکْرَھَۃٌ مصدر ہے۔ بدصورت' بُرا جاننا' قبیح ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "جس کے کپڑوں پر زرد نشان تھا" یعنی اس کے کپڑوں پر ایک قسم کی خوشبو لگی ہوئی تھی جس میں زرد زعفران کا اثر تھا اور یہ خوشبو عموماً زفاف کے موقع پر استعمال ہوتی ہے۔ ارشاد ہے کہ "تم لوگوں کو چاہیئے تھا کہ اسے کہتے کہ زردی لگانا چھوڑ دے" یعنی حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اس وقت موجود صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ کیا ہی بہتر ہوتا اور اچھا ہوتا کہ تم لوگ اس کو اس زعفرانی خوشبو کے استعمال کرنے سے منع کر دیتے۔ استاذ گرامی منزلت محدثِ کبیر حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا

اسماء الرجال حدیث ۳۳۴

۱۔ قتیبہ بن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ احمد بن عبدۃ الضبی۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳

۳۔ حماد بن زید۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۲

۴۔ سلم العلوی۔ بنی علی بن ثوبان کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ قیس کا بیٹا ہے ضعیف ہے من الرابعۃ خرج له البخاری فی تاریخه و تکلم فیه شعبة ووثقه یحیی۔

۵۔ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

"سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس مجلس میں اس شخص کو غایت شفقت وحیا کی وجہ سے منع نہ فرمایا۔ یہ اس بات پر بھی دلیل ہے کہ اس قسم کی خوشبو لگانا حرام نہیں ہے ورنہ حرام کام کرنے کو حضور سرورِ انس وجان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی وقت بھی برداشت نہیں فرماتے تھے اور اگر کوئی شخص بھی کسی غیر شرعی کام کو کرتا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دیکھ لیتے تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مزاج شریف غصہ کے عالم میں بدل جاتا اور پھر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس کیفیت کو دیکھ کر کانپ اٹھتے۔"

حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ شارح شمائل شریف حلاوۃ المتعلین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابن حجر گفتہ ظاہر آنست کہ ایں اثر صفرہ حرام نبود' والا تاخیر نمیکرد بے آنسرور راو ترک او تا مفارقت مجلس"

"یعنی شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ظاہر ہو رہا ہے کہ اس خوشبو کا استعمال حرام نہیں تھا' اگر حرام ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس شخص کے مجلس سے اُٹھ جانے تک کا انتظار نہ فرماتے اور اس کو اس خوشبو کے استعمال کے ترک کرنے کا حکم فرماتے۔"

حدیث ۵ / ۳۳۱ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا محمد[۲] بن جعفر حدثنا شعبۃ[۳] عن ابی اسحٰق[۴] عن عبد[۵] اللہ الجدلی واسمہ عبد بن عبد عن عائشۃ[۶] انہا قالت لَمْ یَکُنْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَلَا صَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَصْفَحُ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ تو طبعاً بدخلق تھے اور نہ ہی بتکلف فحش بات فرماتے نہ بازاروں میں شور فرماتے اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے لیکن درگزر فرما دیتے اور اعراض فرما دیتے۔

اسماء الرجال حدیث ۵ / ۳۳۱

ع۱ محمد بن بشار۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱

ع۲ محمد بن جعفر۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

ع۳ شعبہ۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳

ع۴ ابی اسحٰق۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۴

ع۵ عبداللہ الجدلی۔ اسمہ عبد بن عبد۔ چونکہ جدیلہ قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے الجدلی کہلائے۔ سمی بالشیع کبار من الثالثۃ خرج لہ د ت س

ع۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھیے حدیث ۵ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۵

حل لغات

فَاحِشًا۔ قبیح، بدخلق، بہت بخیل۔ مُتَفَحِّشًا۔ بدزبان، یاوہ گو، بے حیا۔ صاحب لغات الحدیث لکھتے ہیں "کرمانی نے کہا حدیث میں فاحش سے مُراد وہ شخص ہے جو خِلْقَۃً فحش گو، اور مُتَفَحِّش جو خواہ مخواہ فحش گو بنے مثلاً مسخرہ، بھانڈ وغیرہ" حد سے بڑی ہوئی بدی۔ صَخَّابًا۔ شور مچانے والا اور غل غپاڑہ کرنے والا۔ اَسْوَاقٌ۔ بازار، سُوْق کی جمع ہے۔ یَعْفُوْ۔ درگذر کرتے۔ عفا ماضی، یعفو مضارع اور عَفْوًا مصدر ہے جس کے معنی درگذر کرنا، معاف کرنا، سزا کو چھوڑ دینا کے ہیں۔ یَصْفَحُ، اعراض کرتے تھے۔ صَفَحَ، ماضی، یَصْفَحُ مضارع اور صَفْحًا مصدر ہے، جس کے معنی رو گردانی کرنا، اعراض کرنا، چھوڑ دینا، اور گناہ کو معاف کرنا، کے آتے ہیں۔

تشریح

ارشاد ہے کہ "آنحضور صلی اللہ علیہٖ آلہٖ وسلم نہ تو طبعاً بدخُلق تھے اور نہ ہی بتکلّف فحش بات فرماتے۔" حضرت علامہ ملا علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل ص۱۵۶ جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"والمراد بالفاحش فی الحدیث ذوالفحش فی کلامه وفعله والمتفحش بتکلف الفحش ویتعمده فنفت عنه صلی اللہ علیهٖ آلهٖ وسلم الفحش والمتفحش به طبعا وتکلفا" ذکرہ میرک۔

یعنی اِس حدیث میں غیر اخلاقی اندازِ تکلم کو خواہ وہ طبعاً ہو یا تکلفاً فحش گو کہا گیا ہے اور متفحش سے بتکلف فحش کہنا اور دیدہ و دانستہ عمل پیرا ہونا مُراد ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہٖ آلہٖ وسلم سے ام المومنین نے فحش اور متفحش ہونے کی نفی فرما دی۔"

گویا آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ طبعاً اور نہ ہی تکلفاً فحش گو تھے "ارشاد ہے" اور نہ بازاروں میں شور کرتے" یعنی بازاروں میں چیختے چلاتے نہ پھرتے تھے، بلکہ پہلی آسمانی کتابوں میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف کے موقع پر یہ صفت بھی بیان کی گئی ہے۔ کعب احبار نے کہا کہ:۔

"فی التوراۃ محمد عبدی لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخوب فی الاسواق"

"تورات میں ہے محمد (صلی اللہ علیہٖ آلہٖ وسلم) میرا بندہ ہے اکھڑ اور سخت مزاج نہیں ہے، نہ بازار میں چلانے والا اور نہ ہی شور کرنے والا"

وسائل الوصول میں علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں۔

"ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کوئی ناشائستہ اور نازیبا بات نہیں کرتے تھے۔ بازاروں میں اونچی آواز سے بات نہیں کرتے تھے۔ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برائی کرتا تو اس کا بدلہ برائی میں نہیں دیتے تھے اسے معاف کر دیتے تھے"

توریت میں خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"نہ بری شکل والا نہ سخت مزاج ہے اور نہ بازاروں میں اونچی آواز سے بولتا ہے، برائی کا بدلہ برائی نہیں دیتا لوگوں کو معاف کر دیتا ہے، اس کی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدائش مکہ مکرمہ ہے۔ طابہ (مدینہ منورہ) میں ہجرت کرے گا وہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی (رضوان اللہ علیہم اجمعین) تہبند باندھتے ہوں گے اور وضو کرتے ہوں گے۔"

یہی تعریف انجیل میں بھی مذکور ہے[1]۔ ارشاد ہے "اور نہ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے تھے لیکن درگذر فرماتے اور اعراض فرماتے" یعنی اگر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص بداخلاقی' برائی اور بدی سے پیش آتا تو آنجناب رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے انتہائی کریمانہ اور بزرگانہ اخلاق سے بخش دیتے' اور معاف فرما دیتے حضور پاک شفیق امت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ ہزارہا ایسے واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ صاحب روض لطیف فرماتے ہیں۔

يَعْفُوْ وَيَصْفَحُ عَنْ جَانٍ جَنٰى كَرَمًا
وَيَقْبَلُ الْعُذْرَ عَمَّنْ جَاءَ يَعْتَذِرُ

"یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے کرم سے ہر خطاوار کی خطا کو معاف فرما دیتے اور درگذر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا عذر قبول فرماتے۔"

---

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول، داتا گنج بخش روڈ، مکتبہ المعارف، لاہور صفحہ ۱۱۶

حدیث ۶/۳۳۲ حدثنا هٰرون[1] بن اسحٰق الهمدانی حدثنا عبدة[2] عن هشام[3] بن عروة عن ابیه[4] عن عائشة[5] قالت ما ضرب رسول الله صلی الله علیه واٰله وسلم بیده شیئًا قط الا ان یجاهد فی سبیل الله ولا ضرب خادمًا ولا امرأةً ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ہاتھ سے کسی ایک کو نہیں مارا جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے نہ تو کسی خادم کو اور نہ ہی بیوی کو کبھی مارا ہے ۔

حل لغات ضَرَبَ ۔ مارا ۔ ضَرَبَ ، ماضی ، یَضْرِبُ مضارع اور ضَرْبًا مصدر ہے جس کے معنی قرینہ کے لحاظ سے "مارنا" ہے ۔

تشریح ارشاد ہے "حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ہاتھ مبارک سے نہیں مارا، مگر ہاں مارا جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا" یعنی سوائے جہاد کے کسی کو بھی اپنے ہاتھ مبارک سے نہیں مارا۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں شَیْئًا سے مراد آدمی ہے کیونکہ بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اپنی سواری کے جانور کو مارا ہے۔ نیز حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ دست بدست لڑائی جنگِ اُحد میں واقع ہوئی تھی اور آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے ہاتھ مبارک سے اُبی بن خلف مارا گیا تھا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجاہدہ سے مراد صرف کفار کے ساتھ جنگ کرنا ہی نہیں ہے بلکہ عام بھی ہو سکتا ہے۔ نیز حدود و تعزیر بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ ارشاد ہے "اور حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے نہ تو کسی خادم کو نہ ہی بیوی کو کبھی مارا ہے۔" حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب شرح میں لکھتے ہیں۔

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ ایں تعمیم بعد تخصیص است از جہت اہتمام بشان ایں ہر دو کہ از مردم بوقوع می آیند۔"

"شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ یہ تعمیم بعد تخصیص ہے چونکہ اکثر انہی دو گروہوں کے ساتھ مار کے واقعات پیدا ہوتے ہیں اس لئے ان دونوں کا ذکر خصوصی طور پر کیا گیا ہے۔"

اور شمائل شریف کے حاشیہ پر ہے :

اسماء الرجال حدیث ۶/۳۳۲

۱۔ ہارون بن اسحٰق الہمدانی دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی صفة عمامة النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ عبدة ۔ دیکھو حدیث ۷ باب ماجاء فی صفة اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ ہشام بن عروہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۳

۴۔ ابیہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۴

۵۔ سیدہ عائشہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم حاشیہ ۵

" وھذا النفی مندرج تحت نفی العام الا انہ خصہ بالذکر اھتماما بشانہ و وجیھہ ان ضرب الزوجۃ والخادم وان کانا مباحا للادب فترکہ افضل"

یعنی یہ نفی نفی عام کے تحت ہے مخصوص طور پر ان دو کے ساتھ ذکر ہوئی ہے اس کی وجہ ہے اگرچہ ادب کیلئے عورت یا خادم کو مارنا بھی مباح ہے مگر اس کا ترک یعنی نہ مارنا افضل و بہتر ہے۔"

حدیث ۳۳۳ ع۷ حدثنا احمد بن عبدۃ الضبی[1] حدثنا فضیل بن عیاض[2] عن منصور[3] عن الزھری[4] عن عروۃ[5] عن عائشۃ[6] قَالَتْ مَا رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُنْتَصِرًا مِنْ مَظْلِمَۃٍ ظُلِمَہَا قَطُّ مَا لَمْ یُنْتَہَکْ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ تَعَالٰی شَیْءٌ فَاِذَا انْتُہِکَ مِنْ مَحَارِمِ اللّٰہِ تَعَالٰی شَیْءٌ کَانَ مِنْ اَشَدِّہِمْ فِیْ ذٰلِکَ غَضَبًا وَمَا خُیِّرَ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَیْسَرَہُمَا مَالَمْ یَکُنْ مَاْثَمًا۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ اپنی ذات (اقدس) کے لئے کسی شخص سے ظلم کا بدلہ لیا ہو۔ ہاں البتہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے۔ سو جس وقت اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو کوئی توڑتا تو اس شخص پر از روئے غصہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ غضبناک کوئی دوسرا نہ ہوتا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کو اختیار فرماتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو۔

حل لغات مُنْتَصِرًا۔ اس کا مصدر اِنْتِصَارٌ ہے جس کے معنی بدلہ لینا' انتقام لینا' غائب ہونا کے ہیں مَظْلَمَۃٍ یا مَظْلِمَۃٌ یا مَظْلُمَۃٌ۔ جو ناحق تجھ سے لیا جائے' اگر "لام" کی زیر سے ہو تو پھر ستم کے معنی میں ہے۔ ظُلِمَ مجہول ہے اس کا مصدر ظَلْمٌ یا ظُلْمٌ یا مَظْلَمَۃٌ آتا ہے' جس کے معنی کسی چیز کو بے موقع یا بے محل رکھنا' ستم کرنا' زبردستی کرنا' کسی کا حق مار لینا وغیرہ وغیرہ آتے ہیں۔ یُنْتَہَکْ، الانتہاک سے ہے جس

اسماء الرجال حدیث ۳۳۳ ع۷
[1] احمد بن عبدۃ الضبی بصری۔ حدیث ۲۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
[2] فضیل بن عیاض التمیمی الخراسانی ہے زاہد ہے امام شافعی کا شیخ ہے ۱۸۶ھ میں مکہ میں انتقال کیا۔
[3] منصور۔ دیکھیے حدیث ۲۹۲ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
[4] الزہری۔ دیکھیے حدیث ۹ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۹
[5] عروہ۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
[6] عائشہ۔ دیکھیے حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

کے معنی پھاڑنا، کھینچ کر کاٹ ڈالنا، رسوا کرنا، فضیحت کرنا۔ خَيَّرَ۔ پسند کے لئے اختیار کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "میں نے حضور پاک رسُول کریم صلی اللہ علیہ الہ وسلم کو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ اپنی ذات (اقدس) کے لئے کسی شخص کے ظلم کا بدلہ لیا ہو" یعنی یہ آنحضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم کا کمال اخلاق تھا کہ جس شخص نے بھی آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر جتنی بھی زیادتی کی، حضور پاک صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے اس شخص سے زیادتی کا بدلہ نہیں لیا بلکہ اسے مُعاف فرما دیا۔ علامہ یوسف نبہانی تحریر فرماتے ہیں :-

"اگر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ کوئی شخص بدسلوکی کرتا تب بھی آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم اس کے ساتھ بدسلوکی نہ کرتے، معذرت خواہ کوئی ہوتا اس کی معذرت قبول کرتے کوئی آپ صلی اللہ علیہ الہ وسلم کو تکلیف پہنچاتا تو اس سے درگذر کرتے اور فرماتے خدا میرے بھائی مُوسیٰ پر رحم فرمائے انہیں اس سے بھی زیادہ تکلیفیں پہنچائی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔"

ارشاد ہے "ہاں البتہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے" یعنی اگر کسی کو اوامر الٰہی کی نافرمانی کرتا اور نواہی پر علی الاعلان عمل پیرا ہوتا نیز حرام کاموں کا ارتکاب کرتا دیکھتے تو پھر اس شخص پر بہت ہی غضبناک ہوتے اور بہت سخت ناراض ہوتے اور غصہ فرماتے۔ ارشاد ہے۔ "آنجناب صلی اللہ علیہ الہ وسلم کو جب دو کاموں میں اختیار دیا جاتا تو حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم اس کام کو اختیار فرماتے جو آسان ہوتا بشرطیکہ اس میں گناہ نہ ہو" یعنی جب آنحضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم کو جب دو امور کا اختیار دے دیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کو اختیار فرماتے جس کی ادائیگی آسان اور سہل ہوتی بشرطیکہ اس کام کے کرنے میں شریعت اسلامیہ میں کوئی نقصان نہ ہوتا ہو۔ استاذ گرامی شیخ الدرس حافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا۔

"اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی اُمّت کے حق میں حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم کو دو امروں کا اختیار دیا جاتا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے حق میں جو آسان ہوتا اس کو اختیار فرماتے۔ نیز اسی طرح دنیاوی امور میں جہاں دو رائیں ہوتیں ان میں آسان کو اختیار فرماتے جب تک کہ اس میں کسی کا شرعی نقصان نہ ہو۔"

حدیث ۸ / ۳۳۵ حدثنا ابن ابی عمر[1] حدثنا سفیان[2] عن محمد بن المنکدر[3] عن عروۃ[4] عن عائشۃ[5] قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ رَجُلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَاَنَا عِنْدَہٗ فَقَالَ بِئْسَ ابْنُ الْعَشِیْرَۃِ اَوْاَخُ الْعَشِیْرَۃِ ثُمَّ اَذِنَ لَہٗ فَاَلَانَ لَہُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قُلْتَ مَا قُلْتَ ثُمَّ اَلَنْتَ لَہُ الْقَوْلَ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اَوْ وَدَعَہُ النَّاسُ اتِّقَآءَ فُحْشِہٖ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس موجود تھی کہ ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے قبیلے کا برا بیٹا ہے یا اپنے قبیلہ کا برا بھائی ہے پھر اسے اجازت دے دی اور بڑی نرمی سے اس کے ساتھ باتیں کیں، جب وہ چلا گیا تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جناب نے تو اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں دی تھی پھر جب باتیں فرمائیں تو اس کے ساتھ بڑی نرمی سے کیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) بدترین انسانوں میں سے وہ انسان ہے جس کو لوگ چھوڑ دیں یا اس کی بدکلامی سے بچنے کی خاطر اس کو چھوڑ دیں۔

حل لغات استاذن۔ اجازت مانگی۔ اِسْتِئْذَان سے ہے جس کے معنی اجازت طلب کرنا کے ہیں۔ بِئْسَ۔ فعل ماضی جامد ہے، مذمت کے لئے مستعمل ہوتا ہے، برا۔ اَلَانَ۔ نرمی سے باتیں کیں۔ تَلْیِیْن یا اَلَانَۃٌ سے ہے، نرم کرنا، ملائم کرنا۔ فحش۔ بدکلامی، بری بات۔

تشریح ارشاد ہے "ایک شخص نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی" یہ شخص کون تھا؟ بعض نے فرمایا کہ یہ شخص عیینہ بن حصین تھا اور اسے احمق مطاع کہتے ہیں۔ یہ اگرچہ اسلام کا اظہار کرتا تھا مگر ڈانواں ڈول تھا اور نفاق کو چھپائے رکھتا تھا۔ ارشاد فرمایا "اپنے قبیلہ کا برا بیٹا ہے یا اپنے قبیلہ کا برا بھائی ہے" یا یہ راوی کا شک ہے کہ یہ فرمایا وہ فرمایا۔ العشیرہ اس قبیلہ کا نام ہے گویا یہ شخص اپنے قبیلہ کا اچھا آدمی نہیں ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے بلایا اور انتہائی افق، نرمی اور ملائمت سے گفتگو فرمائی تاکہ وہ مانوس ہو اور اس میں الفت پیدا ہو، اس کے دل میں اسلام کی سچی محبت پیدا ہو اور وہ اپنے

اسماء الرجال حدیث ۸ / ۳۳۵
[1] ابن ابی عمر، دیکھو حدیث ۲ / ۲۶ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
[2] سفیان، دیکھو حدیث ۲ / ۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳
[3] محمد بن المنکدر، دیکھو حدیث ۲۹ باب ماجاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۶
[4] عروہ، دیکھو حدیث ۲ / ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲
[5] عائشہ، دیکھو حدیث ۱ / ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۵

طور پر اسلام کی طرف راغب ہو اور ایک اچھا انسان بن جائے۔ ارشاد ہے "کہ جب وہ چلا گیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جناب نے تو اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں دی تھی پھر جب باتیں فرمائیں تو بڑی نرمی کی کیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ بدترین انسانوں میں سے وہ انسان ہے جس کو لوگ چھوڑ دیں" یہ یا" راوی کا شک ہے کہ یہ فرمایا" یا یہ فرمایا" حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے بارے میں اس رائے کا اظہار فرمانا اس شخص کے حال کا بیان کرنا تھا تاکہ اور لوگ اس سے محفوظ رہیں اور اس سے اختلاط نہ کریں۔ نیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس شخص کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کرنے سے اسے اچھائی کی راغب کرنا تھا اور یہ اندازِ گفتگو کمال تالیفِ قلوب کا ذریعہ اور سبب ہوتا ہے یہ غیبت نہیں ہے۔ حضرت محدثِ کبیر علامہ ملا علی القاری رحمہ الباری کی شرح جمع الوسائل سے حاشیہ ۱۵۹ پر حضرت علامہ عبدالروف صاحب المناوی المصری تحریر فرماتے ہیں :-

ولیس ذٰلک من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی حق امتہ غیبۃ ککل ما مایصفھم بہ بل ھو من النصیحۃ والشفقہ علی الامۃ لیعرف حال المقول علیہ علی ان عیینۃ کان اذ ذاک متزلزل الایمان مضمر النفاق بدلیل انہ اظھر الردۃ بعد المصطفیٰ وجیئ بہ الی ابی بکر اسیرا فکان الصبیان یصیحون بہ فی ازقۃ المدینۃ ھذا الذی خرج من الدین فیقول عمکم لم یدخل حتی خرج فکان ذالک القول من المصطفیٰ علما من	"اور یہ امر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کی امت کے حق میں غیبت کا مقام نہیں رکھتا جیسا کہ غیبت کہہ کر بیان کیا جاتا ہے، بلکہ اسی میں اُمت کے واسطے نصیحت اور شفقت کا مواد موجود ہے اور اس کا اظہار اس لئے ضروری تھا کہ اس قسم کے حال و قال رکھنے والے شخص کی اس کی غیر موجودگی میں صحیح پہچان ہو جائے کہ اس کا ایمان ڈانواں ڈول اور اس کے دل میں نفاق کے جراثیم موجود ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اُس کا ارتداد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ظاہر ہو گیا اور وہ لایا گیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے

اعلام النبوۃ ومعجزۃ لہ لاخبارہ بغیب وقع"

قیدی کی حیثیت سے جبکہ نیچے اس پر مشکیں کس رہے تھے کہ یہ وہ شخص ہے جو دین سے نکل گیا ہے اور وہ کہتا تھا کہ تمہارا چچا داخلِ اسلام ہی کب ہوا ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا یہ قول آپ کی نبوتِ صادقہ کی واضح علامات میں سے ایک علامت اور معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ جس بات کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشگی خبر دے دی تھی، وہ ویسے ہی وقوع پذیر ہوئی۔"

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ علی الاعلان فسق کرنے والے (جس کو فاسق معلن کہتے ہیں) کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں ہے۔ فقیہہ اعظم مفسرِ جلیل محدثِ کبیر حضرت علامہ شاہ سید محمد نعیم الدین صاحب مُرادآبادی تحریر فرماتے ہیں:-

"فاسق معلن کے عیب کا بیان غیبت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے فاجر کے عیب بیان کرو کہ لوگ اس سے بچیں۔ مسئلہ حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخصوں کی حرمت نہیں ایک صاحب ہوا (بدمذہب) دوسرا فاجر معلن تیسرا بادشاہ ظالم، یعنی ان کے عیوب بیان کرنا غیبت نہیں۔" لہ

حدیث ۹/۳۳۵ حدثنا سفیٰن[1] بن وکیع حدثنا جمیع[2] بن عمیر بن عبد الرحمٰن العجلی حدثنی رجل من بنی تمیم من ولد ابی ھالۃ زوج خدیجۃ یکنی ابا عبد[3] اللہ عن ابن لابن ابی[4] ھالۃ عن الحسن[5] بن علی رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ الْحُسَیْنُ بْنُ عَلِیٍّ سَئَلْتُ اَبِیْ عَنْ سِیْرَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ جُلَسَآئِہٖ فَقَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دَآئِمَ الْبِشْرِ سَہْلَ الْخُلُقِ لَیِّنَ الْجَانِبِ

لہ ص ۲۴۸ سورہ الحجرات پ ۲۶ حم مطبوعہ تاج کمپنی

لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا صَخَّابٍ وَلَا فَحَّاشٍ وَلَا عَيَّابٍ وَلَا مُشَّاحٍ يَتَغَافَلُ عَمَّا لَا يَشْتَهِي وَلَا يُؤْيِسُ مِنْهُ وَلَا يُجِيبُ فِيهِ قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ الْمِرَاءِ وَالْإِكْبَارِ وَمَا لَا يَعْنِيهِ وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلَاثٍ كَانَ لَا يَذُمُّ أَحَدًا وَلَا يَعِيبُهُ وَلَا يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا فِيمَا رَجَا ثَوَابَهُ وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُسِهِمُ الطَّيْرُ فَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوا لَا يَتَنَازَعُونَ عِنْدَهُ الْحَدِيثَ وَمَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ أَنْصَتُوا لَهُ حَتَّى يَفْرُغَ حَدِيثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيثُ أَوَّلِهِمْ يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُونَ مِنْهُ وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُونَ وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِي مَنْطِقِهِ وَمَسْأَلَتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ أَصْحَابُهُ يَسْتَجْلِبُونَهُمْ وَيَقُولُ إِذَا رَأَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَأَرْفِدُوهُ وَلَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ إِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ وَلَا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى يَجُوزَ فَيَقْطَعُهُ بِنَهْيٍ أَوْ قِيَامٍ.

ترجمہ حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے باپ سے حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طور وطریقہ اپنے ہم نشینوں کے ساتھ کیسا تھا تو انہوں نے فرمایا' ہروقت ہنس مکھ ہوتے' نرم اخلاق والے تھے' نرم طبیعت تھے' نہ تو سخت کلام اور نہ ہی تند خو تھے' نہ تو چلانے والے اور نہ ہی فحش گو تھے' نہ کسی کے عیب بیان کرنے والے اور نہ ہی بُخل یا حرص کرنے والے تھے' نہ تو کسی کی مدح کرنے والے تھے اور نہ کسی سے مذاق کرنے والے' جو چیز پسند نہ فرماتے اس سے تغافل برتتے اور اسے ناامید بھی نہ فرماتے اور اس کا جواب نہ دیتے۔ تین باتوں سے اپنے آپ کو بالکل محفوظ کر رکھا تھا۔ جھگڑے[۱] سے' تکبر[۲] سے اور لایعنی[۳] باتوں سے' اور تین باتوں سے لوگوں کو بچا رکھا تھا' نہ کسی کی مذمت کرتے تھے نہ ہی کسی کا عیب بیان کرتے تھے اور نہ ہی کسی ایسی چیز کی جستجو کرتے تھے کہ جس کے واقع ہونے سے عار آتی ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو نہیں فرماتے تھے مگر وہی جس سے ثواب کی امید ہوتی ہو' اور جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم مجلس رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت ہی خاموش آنکھیں نیچے کی ہوئیں بیٹھتے گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں' پھر جب آنجناب صلی اللہ

اسماء الرجال حدیث ۹ ؍ ۳۲۵

۱؎ سفیان بن وکیع۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲؎ جمیع بن عمیر بن عبدالرحمٰن العجلی۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳؎ رجل من بنی تمیم من ولد ابی ہالہ زوج خدیجہ یکنی ابا عبداللہ۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴؎ ابن ابی ہالہ۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

۵؎ الحسن بن علی۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

علیہ واٰلہ وسلم خاموش ہوجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم کے ہم مجلس رضوان اللہ علیہم اجمعین گفتگو کرتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی موجودگی میں اپنی باتوں میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کرتے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض معروض کرتا باقی سب کے سب خاموش رہتے، یہاں تک کہ وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہوجاتا۔ ان حضرات کی بات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم کے حضور مبارک میں ایسی ہوتی جیسے ان میں سے پہلے شخص کی بات، جس بات سے سب حضرات ہنستے آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بھی تبسم فرماتے اور جس سے سب تعجب فرماتے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم بھی تعجب فرماتے، اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اجنبی یا مُسافر کی سخت گفتگو اور بے ادبی کے پوچھنے پر صبر کرتے تاآنکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ، مسافروں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لے آتے، اور حضورِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم یہ بھی ہدایت فرماتے کہ جب کسی ضرورت مند کو دیکھو کہ وہ اپنی ضرورت کو پورا کرنے کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کی امداد کرو۔ آنجناب صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم اس شخص کی تعریف کرنا منظور فرماتے جو حد سے تجاوز نہ کرتا، کسی ایک کی گفتگو منقطع نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ حد سے نہ بڑھ جاتا پس اسے منع فرما کر بات ختم فرما دیتے یا اٹھ کر چلے جاتے۔

حل لغات

دَائِم۔ ہمیشہ۔ دَامَ۔ ماضی۔ یدُوم و یدَام مضارع۔ دُوْمًا و دوامًا و دیمومۃ مصدر ہے جس کے معنی ہمیشہ رہنا اور ثابت رہنا کے آتے ہیں۔ اَلْبِشْر بالکسرہ، طلاقت، بشاشت فَظٌّ۔ سخت کلام، بدخلق۔ غَلِیْظٌ۔ غَلْظًا و غِلْظَۃ و غَلَظَۃ۔ گاڑھا ہونا، سخت ہونا اور تند خو ہونا۔ عَیَّاب بہت عیب پکڑنے والا۔ مُتَشَاحٌ۔ بخیل یا حریص۔ شُحّ سے ہے جس کے معنی بُخل، لالچ اور حرص کے آتے ہیں، باب مفاعلہ سے ہے اس کا مصدر المتشاحۃ ہے۔ صاحبِ تاج نے لکھا با کسی بچیزے بخیلی کردن و بعضی گفتہ اند بخیلی یا حرص۔ یُؤْیِسُ۔ ناامید کرتا ہے۔ اِیَاسًا مصدر ہے جس کے معنی مایوس کرنا، نااُمید کرنا کے ہیں۔ اَلْمِرَآء جھگڑا، جنگ۔ اَلْاِکْبَار۔ تکبر، غرور۔ رَجَاء۔ امید، اَطْرَقَ۔ خاموش ہوتے، چُپ ہوتے۔ اَلْاِطْرَاق سے ہے جس کے معنی خاموش ہونا، نگاہ جُھکا کر زمین کی طرف دیکھنا۔ نہایہ میں ہے "الاطراق ان یقبل ببصرہ الی صدرہ ویسکت ساکتًا" الاطراق سینہ کی طرف دیکھنا اور بالکل خاموش ہونا۔ اَنْصَتُوْا لَهٗ۔ جب۔ انصات، صلہ لہ آئے تو اس کے معنی "بات سُننے کیلئے خاموش رہنا" کے آتے ہیں اور جب اس کا صلہ لا آئے تو خاموش کرنے

کے ہوتے ہیں۔ الغَرِیب۔ مسافر، وطن سے دور، اجنبی۔ جَفْوَۃً۔ جَفَاء یا جِفْوَۃٌ بھی آتا ہے جس کے معنی بے مروت ہونا' دور ہونا' بے ادب ہونا' آرام نہ پانا اور سخت ہونا کے ہیں۔ یَسْتَجْلِبُوْنَ۔ وہ لے آتے تھے۔ جَلْبًا و جَلْبٌ مصدر ہے ہانکنا۔ ایک جگہ سے دُوسری جگہ لے جانا' وغیرہ وغیرہ۔ اَرْفَدُ۔ اَلْاِرْفَاد سے ہے جس کے معنی عطا کرنا' دینا اور مدد کرنا ہے۔ الاعطاء والاعانۃ، مُکَافِئٍ۔ مُکَافَاۃ سے ہے جس کے معنی بدلہ لینا' مشابہ ہونا' برابر ہونا' تاک میں رہنا' مقابل ہونا اور دفع کرنا کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "نرم اخلاق والے تھے اور نرم طبیعت تھے" یعنی انتہائی نرم خو' اپنے بیٹھنے والوں کے ساتھ انتہائی خوش لہجہ' جس کی بدولت نفرت مٹ جاتی اور میل ملاپ و محبت بڑھتی' ہر ایک کی بات کو سُنتے' چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت ہی نرم طبیعت' حلیم اور بردبار تھے اس لئے اگر کسی کو کسی بات میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے مبارک کی موافقت کی ضرورت ہوتی تو بسہولت اور بآسانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موافقت کو حاصل کر لیتا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کریمانہ اخلاق تھے جن میں کسی قسم کی درشتگی نہ تھی اور کسی شخص کو کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی اور نہ ہی کسی کی تکلیف یا مصیبت کا سبب بنے۔ ارشاد ہے "نہ تو آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت کلام تھے اور نہ ہی تندخو تھے" یعنی نہایت ہی خوش گفتار اور نرم دل تھے۔ شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان دو صفتوں کا بیان مقام مدح ہے۔ تاکید اور مبالغہ کے لئے ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہ قرآن مجید پ۴ رکوع ۸ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ۔"	"تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوا اور اگر تندمزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزاج مُبارک اور طبیعت شریف کمال درجے کی اور انتہائی رأفت و رحمت کا مظہر تھی کہ اپنے بڑے سے بڑے دشمنوں پر بھی غضب نہیں فرمایا اور ہمیشہ معاف فرمایا۔ ارشاد ہے "نہ کسی کے عیب بیان کرنے والے" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر شرعی وجہ کے کسی میں کوئی عیب نہ پکڑتے اور نہ ہی کسی شخص کے

عیوب بیان فرماتے یہاں تک کہ جو کھانا ہوتا اس کا بھی عیب نہ بیان فرماتے۔ حدیث شریف میں ہے۔

"مَا عَابَ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم طَعَامًا قَطُّ" "حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کسی کھانے کا عیب نہیں بیان فرمایا۔"

یعنی یہ بدمزہ ہے یا پھیکا ہے یا تلخ ہے یا بدبودار بلکہ اچھا معلوم ہُوا تو نوش فرمایا ورنہ چھوڑ دیا نہ کھایا۔ ارشاد ہے "جو چیز پسند نہ فرماتے اس سے تغافل نہ برتتے اور اسے نا اُمید بھی نہ فرماتے اور اس کا جواب نہ دیتے" یعنی ناپسند بات سے اعراض فرماتے ہیں اور ادھر التفات نہ فرماتے اس پر گرفت نہ کرتے۔ اگر کسی دوسرے شخص کی کوئی خواہش پسند نہ آتی تو تصریحاً آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس شخص کو مایوس نہ کرتے بلکہ خاموش بھی ہو جاتے، نیز یہ بھی معنی کئے گئے ہیں کہ اموال دُنیا کو آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پسند نہیں فرماتے اور دُوسروں کو محروم اور نا اُمید نہ کرتے تھے بلکہ دُوسروں کو عطا فرماتے۔ یہ معنی تقدیر پر ہیں کہ ضمیر مِنْهُ مالا یشتھی کی طرف راجع ہو اور اگر حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی طرف راجع ہو تو اس کے معنی ہوں گے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنے کرم اور اپنی بخشش و عطا سے کسی کو نا اُمید و نامُراد نہ فرماتے۔ شمائل النبویہ کے حاشیہ پر ہے کہ وَلَا یَجِبُ فِیْهِ میں جو ضمیر ہے۔

"الضمیر راجع الی مالا یشتھی فی المعنی انہ لا یجیب احدا مالا یشتھی بل یسکت عنہ عفواً او تکرماً" یعنی نا اُمید نہیں کرتے تھے مالا یشتھی پر، بلکہ از روئے عفو و کرم خاموشی بھی اختیار فرما لیتے۔"

نیز یہ معنی بھی لکھے ہیں کہ:۔

"لانہ لیس لہ ان یتبع غیرہ" "آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اس بات میں کسی دُوسرے کی اتباع نہیں کرتے تھے۔"

اور نہ ہی یہ آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شانِ اقدس کے مُناسب ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کسی اور کی اتباع کریں۔ ارشاد ہے کہ "اور جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم گفتگو فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے ہم مجلس رضوان اللہ علیہم اجمعین نہایت ہی خاموش آنکھیں نیچے کئے ہوئے بیٹھتے، گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔" یعنی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سرورِ دو عالم، شفیع المذنبین، عالم علوم اوّلین و آخرین

جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے حضور اقدس میں نہایت ہی خاموش، مؤدب، گردن جھکا کر آنکھیں نیچی کر کے بیٹھتے، ارشاداتِ گرامی سنتے اور سمجھتے اور ان پر عمل کرتے۔ صاحبِ نہایہ فرماتے ہیں۔

" اَلْاَطْرَافُ اَنْ یُقْبِلَ بِبَصَرِہٖ اِلٰی صَدْرِہٖ وَیَسْکُتَ سَاکِتًا۔"
" سینہ پر نظر جمائے رکھنا اور بالکل خاموش ہونا۔"

گویا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت مبارک میں ہمہ تن سرِ جیب مراقبہ رہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر فیض آثار اور توجہاتِ عظیمہ سے مستفید ہوتے رہتے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار و تجلیات سے اپنے سینوں کو منور کرتے رہتے تھے۔ ارشاد ہے " پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو جاتے تو پھر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم مجلس گفتگو کرتے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں اپنی باتوں میں کسی قسم کا جھگڑا نہ کرتے " یعنی جب تک حضور سرورِ کونین مالک و مختار، آقا و مولیٰ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادات سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو سرفراز فرماتے رہتے اور جب خاموش ہو جاتے تو پھر حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں گفتگو کرتے مگر پھر بھی اس مجلسِ اقدس کا اتنا ادب اور احترام فرماتے کہ اپنی گفتگو میں نہ تو کسی قسم کا نزاع کرتے اور نہ ہی جھگڑا، اور نہ ہی باہم الجھتے، تاکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطرِ عالی کے لئے تشویش کا باعث نہ ہو۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی دنیا و آخرت دونوں کی تباہی و بربادی کا سبب ہے اس لئے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مجلس مبارک میں ادب و احترام کا انتہائی اہتمام کرتے اور نہایت ہی محتاط رہتے۔ ارشاد ہے " اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں عرض معروض کرتا باقی سب کے سب خاموش رہتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی گفتگو سے فارغ ہو جاتا۔ ان حضرات کی بات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں ایسی ہوتی جیسے پہلے شخص کی بات " یعنی جب تک پہلا شخص جو کہ مصروفِ گفتگو ہوتا اپنی بات مکمل ختم نہ کر لیتا کوئی دوسرا بیچ میں اپنی بات شروع نہ کرتا بلکہ خاموش رہتا۔ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی گفتگو سے فارغ ہو جاتے تو پھر دوسرے شخص سے گفتگو ہوتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک شخص کی بات نہایت ہی توجہ اور ہمدردی سے سماعت فرماتے۔ کسی کی بات کو بے قدری اور کم توجہی سے نہ سنتے جیسا کہ اکابرین کا طریقہ ہے کہ ادنیٰ اور اصاغر کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے بہت کم التفات کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت مبارکہ میں

قطعاً یہ عادت نہ تھی بلکہ بات کرنے والا ہر شخص یہی سمجھتا کہ حضور شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سب سے زیادہ مجھ پر ہی شفقت اور مہربانی فرما رہے ہیں اور مجھے ہی اولیت مل رہی ہے۔ ارشاد ہے "اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اجنبی یا مسافر کی سخت گفتگو اور بے ادبی کے پوچھنے پر صبر کرتے تا آنکہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے صحابہ مسافروں کو مجلس مُبارک میں لے آتے۔" یعنی جس وقت اجنبی یا مسافر آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس مُبارک میں حاضر ہوتا تو چونکہ وہ آدابِ مجلس اور حضورِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب کرنے کے آداب سے ناواقف ہوتا تو جا و بے جا سوالات کرتا اور درشت و ادب کے خلاف لہجہ اختیار کرتا اور ادب ملحوظِ خاطر نہ رکھتا مگر حضور پاک سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنے کریمانہ اور بزرگانہ اخلاق کی بدولت ان پہ گرفت نہ کرتے درگذر فرما کر انتہائی صبر، تحمل، بردباری اور حلم کا مظاہرہ فرماتے اور ان کی اس قسم کی روش پر توجہ نہ دیتے۔ ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس شخص کی تعریف کرنا منظور فرماتے جو حد سے زیادہ تجاوز نہ کرتا" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس تعریف کو پسند فرماتے تھے جو افراط و تفریط سے پاک ہوتی جو آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان ہوتی وہ بیان کرتا۔ صاحبِ لغات الحدیث جناب وحید الزمان صاحب کتاب ک "صـ۶۴ـ" پہ لکھتے ہیں :-

"بغیر احسان کے ثناخوانی پسند نہ فرماتے۔ ابن الانباری نے کہا یہ تفسیر غلط ہے کیونکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کا احسان سارے عالم پر ہے اور آپ کی تعریف کرنا ایسا فرض ہے جس کے بغیر اسلام پورا نہیں ہوتا، بلکہ صحیح تفسیر یہ ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اسی کی تعریف قبول فرماتے جس کو سچا مسلمان جانتے جو دل سے ثنا اور تعریف کرتا لیکن منافقوں کی تعریف کو قبول نہ کرتے جو صرف زبانی جمع خرچ ہوتا۔ ازہری نے کہا کہ ایک اور مطلب بھی ہو سکتا ہے یعنی آنحضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اس کی تعریف پسند فرماتے جو اعتدال کے ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی صحیح تعریف کرتا اس میں افراط اور تفریط نہ ہوتی یعنی جو آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) کی واقعی شان ہے نہ اس سے بڑھاتا نہ گھٹاتا۔"

حضرت استاذ گرامی قدر محدث کبیر شیخ الدرس مولانا مولوی حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا۔

"کہ ایسی مدح و ثنا حضور شفیع المذنبین، عالمِ علومِ اولین و آخرین، صاحبِ لواءِ حمد، سید الانبیاء جناب احمد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بیان کرنا جو عیسائیوں نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کی کی،

کہ انہیں الوہیت میں شامل کر دیا جو کہ عظمتِ باری تعالیٰ میں انتہائی تجاوز ہے اور وہ بات جو سید الکونین رحمۃ اللعالمین پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ مبارک سے کم ہو اور اسے ثنا یا مدحِ مصطفیٰ کہی جائے وہ بھی نامقبول اور مردود ہے۔"

صاحبِ قصیدہ بردہ شریف (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:-

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّهِمْ
وَ احْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْهِ وَاحْتَکِمْ

یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح کرتے ہوئے صرف ایک بات کا خیال رکھو کہ کہیں نصاریٰ کے ساتھ مشابہت پیدا نہ کر دو۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا یا خدا کا بیٹا نہ کہنا) اور اس کے ماسوا جس طرح کی ثنا و مدح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت کرو، دُرست ہے۔ اس کے ماسوا (یعنی جو نصاریٰ نے کہا) توصفت بیان کرا اور اس پر قائم رہو۔"

اور نیز استاذِ گرامی فرمایا کرتے تھے:-

لَا یُمْکِنُ الثَّنَآءُ کَمَا کَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

حدیث ۳۳۶ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی حدثنا سفیٰن[3] عن محمد[4] بن المنکدر قال سمعت جابر[5] بن عبد الله یقول ما سُئِلَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا۔

ترجمہ محمد بن المنکدر فرماتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبد اللہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرما دیا ہو۔

اسماء الرجال حدیث ۳۳۶
۱۔ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۸ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ سفیٰن۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۴۔ محمد بن المنکدر۔ دیکھو حدیث ۱۴ باب ماجاء فی صفۃ ادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۵۔ جابر بن عبد اللہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

حل لغات

قَطُّ - کبھی
سُئِلَ - مانگا گیا۔ طلب کیا گیا' مجہول ہے، سَأَلَ ماضی ہے۔

تشریح

ارشاد ہے کہ جناب رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی بھی کوئی چیز نہیں مانگی گئی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمادیا ہو" یعنی جس وقت بھی آنحضور سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے کچھ مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا' اگر اس وقت موجود نہیں ہوتا تو کسی سے قرض لے کر اس کے سوال کو پُورا فرمادیتے یا دوسرے وقت پر دینے کا وعدہ کرلیتے۔ غرضیکہ نہ نہ فرماتے۔ اکثر اس طرح بھی ہوتا کہ ایک چیز ہے جس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود ضرورت ہے اور مانگنے والا وہی چیز مانگتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ضرورت کی پرواہ نہ فرماتے ہوئے سائل کو وہ چیز عطا فرمادیتے۔ یہی جناب جابر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس کام کے بارے میں کہا جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے کرگذرتے اور اگر ارادہ نہ ہوتا تو خاموشی اختیار فرماتے مگر "نہیں" کسی کے جواب میں نہیں فرماتے تھے بلکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت نہ ہوتا تو سائل سے فرماتے کہ "کچھ انتظار کر' اگر میرے پاس کچھ آیا تو دے دوں گا" ایک بار اسی طرح کا واقعہ ہُوا تو حضرت سیدنا امیرالمؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا "یارسُول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے طاقت سے بڑھ کر کسی کو کسی عمل کی تکلیف نہیں دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری یہ بات ناپسند فرمائی" عربی کا مشہور و معرُوف شاعر فرزدق آنحضور سراپا نُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اخلاقِ حمیدہ وجلیلہ کو اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں اس طرح بیان کرتا ہے۔

مَا قَالَ لَا قَطُّ اِلَّا فِیْ تَشَهُّدِهٖ
لَوْلَا التَّشَهُّدُ كَانَتْ لَاؤُهٗ نَعَمٖ

نرفت لا بزبان مبارکش ہرگز
بجز در اشہدان لا الٰہ الّا اللّٰہ

حدیث ۱۱/۳۳۷ حدثنا عبد اللہ[1] بن عمران ابو القاسم القرشی المکی حدثنا ابراھیم[2] ابن سعد عن ابن شہاب[3] عن عبید اللہ[4] عن ابن عباس[5] قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا یَكُوْنُ فِیْ شَهْرِ رَمَضَانَ حَتّٰى یَنْسَلِخَ فَیَاْتِیْهِ جِبْرِیْلُ فَیَعْرِضُ عَلَیْهِ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِیَهٗ جِبْرِیْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اَجْوَدَ بِالْخَیْرِ مِنَ الرِّیْحِ الْمُرْسَلَةِ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس جو بھی اچھی چیز ہوتی اس کو عطا کرنے میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم رمضان شریف کا مکمل مہینہ بہت ہی سخاوت فرماتے ہوئے گذار دیتے تھے، جب جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حضور میں قرآن مجید سنانے کے لئے حاضر ہوتے تو اس ملاقات کے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھلائی میں نہایت تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔

حل لغات اَجْوَد۔ بہت زیادہ سخاوت کرنے والے، اس کا مصدر جَوْدٌ ہے جس کے معنی سخاوت کرنا ہیں۔ جَوَادٌ۔ سخی۔ فیاض۔ یَنْسَلِخُ مجرد میں سَلْخًا مصدر ہے جس کا معنی مہینہ ختم ہونا، پوست نکالنا، کھال کھینچنا اور گذار دینا کے ہیں۔ یَعْرِضُ۔ عَرْضٌ مصدر ہے جس کا معنی پیش کرنا ہے، اور جب اس کا قرینہ کتاب ہو تو زبانی پڑھنا مراد ہوتا ہے جیسے کہ اس جگہ ہے۔ اَلرِّیْحُ الْمُرْسَلَۃ۔ تیز بارش۔

تشریح ارشاد ہے "اور آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم رمضان شریف کا مکمل مہینہ بہت ہی سخاوت فرماتے ہوئے گذار دیتے تھے" یعنی ویسے تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہر حال میں اور ہر چیز کے مرحمت فرمانے میں انتہائی درجے کے سخی تھے۔ کوئی شخص بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی سخاوت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ باوجود بخشش و عطا کے رمضان مبارک کا پورا کا پورا مہینہ سخاوت ہی فرماتے رہتے تھے۔ اَجْوَدُ مَا یَكُوْنُ۔ كَانَ کا اسم ہے اور فِیْ رَمَضَانَ خبر ہے اور مَا مصدریہ ہے یعنی كَانَ كَوْنُهٗ اَجْوَدَ كَائِنًا فِیْ رَمَضَانَ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے بہت سخی ہونے کا وقت رمضان میں ہوتا تھا۔ چونکہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دوسرے گیارہ مہینوں

اسماء الرجال حدیث ۱۱/۳۳۷

۱۔ عبداللہ بن عمران ابو القاسم القرشی المکی مخزومی ہے۔ عابد ہے، زاہد ہے، صدوق ہے۔ روی عن فضیل و ابراھیم بن سعد وعنہ المصنف وکذا ابن صاعد والقضایری وغیرھم وغیرہ العصام۔ ابو حاتم نے کہا صدوق ہے۔ ۲۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

۲۔ ابراہیم بن سعد۔ ابو اسحٰق کنیت ہے۔ زہری ہے۔ اخذ عن ابیہ والزھری وطائفۃ وعنہ ابن مہدی واحمد وخلق۔ ۱۸۳ھ میں انتقال فرمایا۔

۳۔ ابن شہاب۔ دیکھو حدیث ۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۴

۴۔ عبید اللہ۔ یہ ابن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہیں۔ ملا علی القاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ میرک شاہ نے کہا جو شخص یہ کہے کہ یہ ابن ابی بکر ہے اس نے غلطی کی ہے۔

۵۔ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۹ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۶

کے مقابلہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل جلالہٗ کی رحمتیں اور بخششیں بہت زیادہ ہوتی ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بھی اس بابرکت مہینہ میں نیکیوں میں بہت ہی زیادہ انہماک فرماتے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عنایات بے پایان کو حاصل کرتے۔ نیز اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ اس عظیم برکات والے مہینہ میں آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر ہر قسم کی نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم ان کا شکر بجالانے میں زیادہ سے زیادہ سخاوت فرماتے' اور شارحین رحمھم اللہ علیہم اجمعین نے یہ بھی فرمایا ہے کہ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی ذات ستودہ صفات مُتخلّق باخلاقِ اللہ تھی۔ لہٰذا سُنّتِ الٰہی کی پیروی میں آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس مہینہ میں مال و متاع کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ بعضوں نے اَجْوَد کو منصوب پڑھا ہے۔ اس صورت میں وہ کَانَ کی خبر ہوگی، اور کَانَ کا اسم ایک ضمیر مستتر ہوگی۔ جو آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف پھرتی ہے۔ بعض نے ما کو موصولہ یا موصوفہ بھی کہا ہے۔ ارشاد ہے "جب جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے حضور میں قرآن مجید سنانے کے لئے حاضر ہوتے۔" یعنی رمضان مبارک میں جناب جبریلِ امین حاضر ہوکر آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے حضور میں قرآن پاک کا دورہ کرتے تھے حدیث شریف میں ہے۔

"اِنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُهُ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً وَاِنَّهٗ عَارَضَهُ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ (اوكما قال صلى الله عليه وآله وسلم الحديث)

یعنی بیشک جبریلِ امین ہر سال آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ساتھ ایک بار قرآن مجید کا دور کیا کرتے لیکن جس برس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہونا تھا اس میں دوبار دورہ کیا۔

فَبِاٰتِیْہِ میں فَا تعلیل ماسبق کے لئے ہے یعنی رمضان شریف میں آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی انتہائی سخاوت اس وجہ سے تھی کہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو یہ نعمتِ عظمیٰ حاصل ہوتی۔ ارشاد ہے "تو اس ملاقات کے وقت حضور پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بھلائی میں نہایت ہی تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوتے۔" یعنی اس وقت آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی سخاوت کا کوئی حساب نہیں لگا سکتا تھا اور کوئی احاطہ نہیں کرسکتا تھا۔ حضرت علامہ عبدالرؤف مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

" وعبر بالمرسلة اشعارا بدوم هبوبها بالرحمة وعموم النفع بجود المصطفى

کہا نعم المرسلة سائرما مرت علیه"

اس مُبارک وقت کی کیفیت کو علامہ موصوف اس طرح بیان فرماتے ہیں۔

"والحدیث سوق لبیان اثبات افضل الملائکة الی افضل الخلق با فضل کلام من افضل متکلم فی افضل وقت"

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ:

"ان صحبة الصلحین مؤثرة فی دین الرجل وعلمه ولذالك قالوا لقاء اهل الخیر عمارة القلوب"

اور رمضان المبارک میں سخاوت کی زیادتی کا جواز بھی اس حدیث شریف سے ثابت ہو رہا ہے چنانچہ علامہ موصوف فرماتے ہیں:-

"وفیه ندب اکثار الجود فی رمضان ومزید الانفاق علی المحتاجین فیه والتوسعة علی عیاله واقاربه ومحبیه وعند ملاقاة الصالحین وعقب مفارقتهم شکرالنعمة الاجتماع بهم ومدارسة القران وجواز المبالغة والاغباء فی الکلام کماذکره القرطبی" (حاشیہ جمع الوسائل صـ۱۲۱)

حضرت مولینا محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں:-

"و دریں حدیث اشارتست بآنکہ اکثار جود در ماہ رمضان مستحب ست" یعنی اس حدیث شریف میں اس بات کا اشارہ ہے کہ رمضان المبارک میں زیادہ سخاوت کرنا مستحب ہے۔"

حدیث ۱۲/۳۳۸ حدثنا قتیبة[۱] بن سعید حدثنا جعفر[۲] بن سلیمان عن ثابت[۳] عن انس[۴] بن مالك قال کان النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لا یدخر شیئا لغد۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے دن کے لئے کسی چیز کا بھی ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔

حل لغات یُدَّخِرُ۔ ذخیرہ کرتے تھے، جمع کرتے تھے۔ پس انداختہ کرتے۔
غَدٌ۔ آنے والا دن، کل، دُوسرا دِن، فردا۔

تشریح ارشاد ہے "حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنے والے دن کے لئے کسی چیز کا بھی ذخیرہ نہیں کرتے تھے۔" یعنی جو کچھ بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہوتا یا آنجناب کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا سب کا سب تقسیم فرما دیتے، دوسرے دن کے لئے کچھ بھی نہ رکھتے۔ حضرت علامہ محمد الشیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جب بھی غنیمت، زکوٰۃ یا خراج وغیرہ کا سامان یا روپیہ پیسہ آتا تو نہ اس پر رات گزرتی اور نہ دوپہر، یعنی اگر صبح سویرے آتا تو دوپہر سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تقسیم فرما دیتے، اور اگر دن ڈھلے آتا تو رات آنے سے پہلے مستحق لوگوں میں بانٹ دیتے۔ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ درہم و دینار نے کبھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں رات نہیں گذاری اگر کبھی کوئی چیز بچ گئی، اس کا لینے والا کوئی موجود نہ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک مسجد سے اپنے حجرہ مبارک میں تشریف نہیں لے گئے جب تک وہ بھی کسی ضرورت مند کو نہیں دے دی۔" [1]

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ فرماتے ہیں:-

"ان عدم الادخار آیۃ عظیمۃ علی اعظم التوکل والایثار وھما من محاسن الاخلاق"	یعنی یہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم توکل اور ایثار کی بہت ہی شاندار دلیل ہے اور یہ دونوں محاسن اخلاق سے ہیں۔"

حضرت علامہ ملا علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد ۲ ص۱۷۱ پر تحریر فرماتے ہیں:-

وجہ مناسبۃ الحدیث بعنوان الباب	اس حدیث شریف کی عنوان باب سے یہ

اسماء الرجال حدیث ۱۲۲
۱ قتیبہ بن سعید دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ جعفر بن سلیمان دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ ثابت دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ انس بن مالک دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول ص۱۳۱ مکتبۃ المعارف، داتا گنج بخش روڈ، لاہور

ان الكرم والجود والتوكل والاعتماد على واجب الوجود دون الخلق من كمال الخلق"	یہ وجہ مناسبت ہے کہ کرم، سخاوت، توکل اور واجب الوجود پر اعتماد سوائے مخلوق کے کمال خلق سے ہے۔"

حدیث ۱۳ / ۳۳۹ حدثنا ھرون[1] بن موسٰی بن ابی علقمة الفروی المدنی حدثنی ابی[2] عن ھشام[3] بن سعد عن زید[4] بن اسلم عن ابیه[5] عن عمر[6] بن الخطاب اَنَّ رَجُلاً جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فَسَئَلَهٗ اَنْ يُّعْطِيَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم مَا عِنْدِیْ شَیْءٌ وَّلٰكِنِ ابْتَعْ عَلَیَّ فَاِذَا جَآءَ نِیْ شَیْءٌ قَضَيْتُهٗ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ اَعْطَيْتَهٗ فَمَا كَلَّفَكَ اللّٰہُ مَا لَا تَقْدِرُ عَلَيْهِ فَكَرِہَ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم قَوْلَ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْفِقْ وَلَا تَخَفْ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم وَعُرِفَ الْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ بِقَوْلِ الْاَنْصَارِیِّ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتُ۔

ترجمہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور پاک رسول خدا صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا پس اس نے سوال کیا تاکہ آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اس کو کچھ عطا فرمائیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے پاس کچھ بھی نہیں البتہ جو لینا ہے وہ خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہے۔ پھر جس وقت میرے پاس کچھ آجائے گا تو میں اسے ادا کردوں گا۔ حضرت عمر نے فرمایا۔ یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطا فرما دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو تکلیف نہیں دی، اس چیز کی جس کا کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے ذمہ نہیں۔ تو آنحضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات کہنی پسند نہ فرمائی تو انصار میں سے ایک صاحب نے عرض کیا یا رسول اللہ! خرچ کیجئے۔ کسی قسم کی کمی کا خوف صاحب عرش سے نہ کیجئے، تو حضور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے تبسم فرمایا اور انصاری کی اس بات سے آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے رُخِ انور پر فرخندگی اور تازگی ظاہر ہو رہی تھی۔ پھر ارشاد فرمایا مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۱۳ / ۳۳۹

[1] ہارون بن موسیٰ بن ابی علقمہ الفروی المدنی۔ اخذ عن مالک، وعنہ ابنہ۔ اس کی جد کی نسبت کی وجہ سے فروی کہا جاتا ہے۔ ذہبی نے کہا صدوق ہے۔ النسائی نے اس سے تخریج کی ہے۔ ۲۵۲ھ میں فوت ہوا۔

[2] ابی۔ الشاذی لکھتے ہیں۔ مجہول من التاسعۃ۔ مصنف نے اس سے تخریج کی ہے۔

[3] ہشام بن سعد ابی العباس یا ابی سعید کنیت ہے۔ ابو حاتم نے کہا لا یحتج بہ اور احمد نے کہا لم یکن بالحافظ۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے۔ ۱۶۰ھ میں فوت ہوا۔

[4] زید بن اسلم۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم جائزہ ۵۔

[5] ابی۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم جائزہ ۵۔

[6] عمر بن الخطاب۔ دیکھو حدیث ۵ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم جائزہ ۹۔

حل لغات

اِبْتَعْ ۔ خریدے ۔ بَیْعٌ اس کا مصدر ہے بمعنی خریدنا۔ کَلَّفَ ۔ مشقت میں ڈالا۔ تَکْلِیْفٌ مصدر ہے بمعنی سختی اور مشقت میں ڈالنا۔ تُقْدِرُ ۔ بس میں تھا۔ قَدْرٌ و قُدْرَۃٌ مصدر ہے بمعنی کرسکنا۔ طاقت دینا۔ اندازہ کرنا۔ روک رکھنا۔ اِقْلَالٌ ۔ کم کرنا۔

تشریح

ارشاد ہے "کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں البتہ جو لینا ہے وہ خرید لے اور اس کی قیمت میرے ذمہ ہے" یعنی تمہیں جس چیز کی ضرورت ہے وہ بازار سے میرے نام پر خرید لے اس کا قرضہ میرے ذمہ ہوگا۔ اس شخص کو میں رقم ادا کردوں گا جس سے تم اپنی ضرورت کی چیز خریدو گے۔ جناب بلال رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جو کوئی مسلمان ہوکر حاضرِ خدمت ہوتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو برہنہ دیکھتے تو مجھے اس کے لباس کا بندوبست کروانے کا حکم فرماتے۔ میں کہیں سے قرض وغیرہ کرکے اس کو کپڑے بنوا دیتا کھانا کھلا دیتا وغیرہ وغیرہ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قرضہ کی ادائیگی فرما دیتے۔ ارشاد ہے "تو (حضرت) عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے تو اسے عطا فرما دیا' بس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہیں دی اس چیز کی جس کا کرنا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ نہیں" یعنی نرم جواب بھی تو بمنزلۂ عطا و بخشش کے ہے سو وہ تو آپ نے اسے دے دیا ہے یا جو چیز آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھی مرحمت فرما دی اور اب جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ بھی موجود نہیں تو خواہ مخواہ لوگوں کے قرضے اپنے ذمے کیوں لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کے سپرد یہ کام نہیں کیا ہے کہ لوگوں کے قرضے ان کی جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ادا کریں۔ ارشاد ہے "تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جناب عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات کہنی پسند نہ آئی" یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ بات اس لئے ناگوارِ خاطر ہوئی کہ ایک سائل نامراد واپس لوٹتا تھا اور یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ سے بعید تھا۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ یہ کلمہ اس لئے ناگوارِ خاطر نہ تھا کہ خلافِ شریعت تھا۔ ارشاد ہے "انصار میں سے ایک صاحب نے عرض کیا یارسول اللہ خرچ کیجئے کسی قسم کا خوف صاحبِ عرش سے نہ کیجئے" یعنی وہ ذاتِ اقدس جو عرشِ عظیم کی مالک ہے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمانے والا ہے لہٰذا آپ کسی قسم کی کمی کا اندیشہ یا فکر یا ڈر' یا غم نہ کیجئے۔ جل جلالہ وعم نوالہٗ اپنی بارگاہِ عالیہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ کچھ عطا فرماتا ہے جو عالم یا عالمیان میں سے کسی ایک کو نہیں عطا فرماتا۔ ارشاد ہے "تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

انصاری کی اِس بات سے بہت خُوش ہوئے اور اس خوشی کا اظہار طبیعت مُبارک اور چہرۂ انور سے بھی ہونے لگا۔ چنانچہ راوی نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رُخِ انور پر فرخندگی اور تازگی انصاری کی اِس بات سے ظاہر ہو رہی تھی"۔ نیز ارشاد فرمایا کہ مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے" یعنی خرچ کروں اور افلاس وفقیری کا کوئی فکر و اندیشہ نہ کروں۔

حدیث ۱۴/۳۴۰ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا شریک[2] عن عبد[3] اللہ بن محمد بن عقیل عن الربیع[4] بنت معوّذ بن عفرا قالت اَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم بِقِنَاعٍ مِنْ رُطَبٍ وَّاَجْرٍ زُغْبٍ فَاَعْطَانِیْ مِلْأَ کَفِّہٖ حُلِیًّا وَّذَھَبًا۔

ترجمہ ربیع بنت معوّذ بن عفراء سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں تازہ کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی ککڑیوں (جن پر خفیف رُواں) کا طباق لے کر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی۔ پس حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دستِ مبارک بھر کر زیور و سونا مجھے عطا فرمایا۔

حل لغات قِنَاعٌ۔ طباق جس پر کھانا کھاتے ہیں، اس کو قُنْع بھی کہتے ہیں. کھجور کی لکڑی کی تھالی جس میں کھانا رکھا جاتا ہے۔ رُطَبٌ۔ تازہ کھجور، پختہ تازہ کھجور۔ اَلْجَرْوُ۔ چھوٹی چیز، انار ہو یا خربوزہ یا ککڑی۔ اس کی جمع جَرَاءٌ و اَجْرٌ آتی ہے اور جمع الجمع اَجْرِیَۃٌ ہے۔ زُغْبٌ۔ نرم روئیں، بال اور پر نکلنا۔ اصل میں زُغْبٌ اس روئیں کو کہتے ہیں جو چوزے کے بدن پر شروع میں نکلتا ہے۔ مَلَاءَ۔ بھرنا، لبالب کرنا۔ حُلِیٌّ۔ ہر ایک زیور کو کہتے ہیں۔ ذَھَبٌ۔ زر سُرخ۔

تشریح اِس حدیث شریف کی تشریح باب ماجاء فی صفۃ فاکھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حدیث ۶/۱۷ میں گذر چکی ہے۔ ملاحظہ فرما لیجئے۔

حدیث ۱۵/۳۴۱ حدثنا علی[1] بن خشرم وغیر واحد قالوا حدثنا عیسٰی[2] بن یونس عن ھشام[3] بن عروۃ عن ابیہ[4] عن عائشۃ[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کَانَ یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ عَلَیْھَا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۴/۳۴۰

۱۔ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ شریک۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی فاکھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ عبد اللہ بن محمد بن عقیل۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی فاکھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۳
۴۔ الربیع بنت معوذ بن عفراء۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی فاکھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۴

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تحفہ قبول فرماتے تھے اور اس کا بدل عطا فرماتے تھے۔

حل لغات اَلْهَدِيَّةُ۔ تحفہ، ہدیہ۔
يُثِيبُ۔ بدل دیتے۔ ثَوَّبَ سے ہے جس کا معنی بدلہ دینا ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تحفہ قبول فرماتے تھے"۔ یعنی جب کوئی شخص آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں کوئی چیز ہدیۃً اور تحفۃً پیش کرتا تو اسے قبول فرماتے اور رد نہ کرتے۔ ارشاد ہے "اور اس کا بدل عطا فرماتے تھے"۔ یعنی جو شخص تحفۃً یا ہدیۃً کچھ حاضرِ خدمت کرتا تو آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اس کے بدلہ میں ضرور کچھ نہ کچھ چیز مرحمت فرماتے۔ حضرت شیخ الدرس محدثِ کبیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ

"جیسے وہ تحفہ ہوتا تو آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی قیمت کی کوئی چیز یا اس سے بھی زیادہ قیمت کی اور بہتر چیز بدلہ میں عطا فرماتے۔ اور کسی تحفہ دینے والے کو خالی ہاتھ رخصت نہ کرتے بلکہ عنایتوں اور بخششوں سے نواز کر رخصت کرتے۔"

جیسا کہ حدیث ۱۴/۳۴۰ میں گذر چکا ہے۔ ایک حدیث شریف میں بہتر بدلہ کے الفاظ مبارک بھی موجود ہیں وَيُثِيبُ خَيْرًا مِنْهَا۔ گویا تحفہ سے زیادہ قیمتی بدلہ عطا فرماتے۔

اہلِ سنت وجماعت کے ہاں آج تک یہ معمول ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، عالمِ علوم اوّلین وآخرین، صاحبِ قاب قوسین او ادنیٰ جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی اولاد مبارک یعنی سادات عظام کے گھروں میں ہدیۃً و تحفۃً جو چیز بھیجتے ہیں تو وہ ضرور کچھ نہ کچھ حسبِ توفیق ان کو بدل میں دیتے ہیں، اور یہ سنت اسی طرح جاری ہے۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي خُلُقِ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ۱۵/۳۴۱
۱ علی بن خشرم۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عیسیٰ بن یونس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۳ ہشام بن عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ حَیَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیا کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں دو احادیث ہیں)

حل لغات الحیاء بالقصر ہو تو اس کے معنی بارش کے ہیں اور الحیاء بالمد ہو تو اس کے معنی "کسی چیز سے منقبض ہونا اور ملامت کے خوف سے چھوڑ دینا" کے ہیں۔ اور شرع شریف میں اس کے یہ معنی بیان کئے گئے ہیں:-

"ھو خلق یبعث علی اجتناب القبیح ویمنع من التقصیر فی حق ذوی الحق"

یعنی "وہ خلق ہے جو افعال قبیحہ سے اجتناب کا باعث ہو اور صاحب حق کے حق کی تقصیر کرنے سے مانع ہو"

نزو تازگی۔ توبہ۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ عالم و عالمیان، عالمِ علومِ اولین و آخرین، صاحبِ خلقِ عظیم جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیاء کا ذکر خیر ہے۔ علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبھانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:-

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاء کا یہ عالم تھا کہ کسی چہرہ پر نظریں گاڑ کر گفتگو نہیں فرماتے تھے۔ اگر اپنی منشا کے خلاف کوئی بات کہنا چاہتے تو اشاروں کنایوں میں کہتے قضائے حاجت کی ضرورت پیش آتی تو لوگوں سے دور کسی میدان وغیرہ میں چلے جاتے اور اس وقت تک کپڑا اوپر نہ اٹھاتے جب تک زمین پر بیٹھ نہ جاتے۔" [1]

[1] وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اردو ترجمہ) ص ۱۲۰ مطبوعہ مکتبۃ المعارف لاہور

سنن ابن ماجہ میں ابی بکرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔

"الحیاء من الایمان والایمان فی الجنۃ الخ" — "حیاء ایمان کی نشانی ہے اور ایمان کا ہونا جنتی ہونا ہے ۔"

ابن ماجہ کی دوسری حدیث ابن عباس سے ہے ۔ وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"ان لکل دین خلقا وان خلق الاسلام الحیاء" — "یقیناً ہر دین کے لئے ایک خلق ہے اور اسلام کا خلق حیاء ہے ۔"

ایک حدیث شریف میں ارشاد ہے :۔

"الحیاء شعبۃ من الایمان" — "حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے ۔"

بخاری شریف میں ہے عمران بن حصین فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :۔

"الحیاء لا یاتی الا بخیر" — "حیاء سے بھلائی ہی پیدا ہوگی ۔"

حدیث ۱/۳۴۲ حدثنا محمود بن غیلان[1] حدثنا ابوداؤد[2] حدثنا شعبۃ[3] عن قتادۃ[4] قال سمعت عبد اللہ[5] بن ابی عتبۃ یحدث عن ابی سعید[6] الخدری قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم اشد حیاءً من العذراء فی خدرھا وکان اذا کرہ شیئا عرف فی وجھہ ۔

ترجمہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی بہت زیادہ شرم وحیاء رکھتے ہیں جو مکان کے اندر ایک اپنے مخصوص حصہ میں رہتی ہے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی بات ناگوارِ خاطر ہوتی تو اس کا اثر رُخِ انور سے معلوم ہو جاتا ۔

حل لغات اَشَدّ ۔ بہت زیادہ ۔ مضبوط ۔ اَلْعَذْرَاءُ ۔ دوشیزہ ، باکرہ ، کنواری ، دُرِّ نا سفتہ ۔

انما الرجال حدیث ۳۴۲
[1] محمود بن غیلان ۔ دیکھیو حدیث ۱۰ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] ابوداؤد ۔ دیکھیو حدیث ۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] شعبہ ۔ دیکھیو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
[4] قتادہ دیکھیو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[5] عبد اللہ بن ابی عتبہ ۔ عن عمر الفقیہ الاعمی اخذ عن عائشۃ وابی ہریرۃ وکنیہ وعنہ الزہری وسلیمان وخلق وھو معلم عمر بن عبد العزیز کان من بحار العلم خرج لہ الجماعۃ ۹۸ھ میں فوت ہوئے ۔
[6] ابی سعید الخدری ۔ دیکھیو حدیث ۵ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۵

کی جمع العذاری آتی ہے۔ خِدْر۔ پردہ۔ وہ پردہ جو لڑکی کیلئے مکان کے کو گوشہ میں لگا دیا جائے، لڑکی کے لئے مکان کا مخصوص حصہ، شیر کی جھاڑی، رات کی تاریکی۔

تشریح ارشاد ہے "کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی بہت زیادہ شرم وحیا رکھتے تھے جو مکان کے اندر ایک مخصوص حصہ میں رہتی ہے" حضرت شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ "یہ کنایہ ہے شادی کی پہلی رات سے، اس لئے کہ اس کے شرم وحیا کی اس رات انتہا ہی ہو جاتی ہے" صاحب جمع الوسائل فرماتے ہیں کہ "کنواری لڑکیوں کی تربیت پردہ میں کی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کو دوسری عورتوں کے سامنے بھی نہیں ہونے دیا جاتا۔ اس لئے کہ عام بازاروں میں پھرنے والی کنواری لڑکیوں میں شرم وحیا بہت ہی کم رہ جاتی ہے" حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۰۳ھ تحریر فرماتے ہیں:-

"وفیہ ان الحیاء من الاوصاف المحمودۃ لمر ینتہ الی ضعف اوجبن اوخروج عن الحق اوترك اقامۃ حد والا کان مذموما وحیاؤہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کان مبراء من ذالك کلہ"	"اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حیاء اوصاف محمودہ میں سے جب تک کہ اس میں کمزوری نامردی، حق سے نکلنا اور حسد کا پیدا ہونا نہ پایا جائے۔ اگر یہ چیزیں پیدا ہوں تو پھر مذموم ہے اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حیا تو ان تمام چیزوں سے کلی طور پر پاک اور مبرا تھا۔"

ارشاد ہے "اور جب آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو اس کا اثر رخ انور سے معلوم ہو جاتا" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم از راہ حیاء اپنی زبان مبارک سے اس ناپسندیدگی کا اظہار بھی نہ فرماتے بلکہ رخِ انور سے سمجھ لیا جاتا کہ یہ بات ناپسند ہے۔

حدیث ۳۴۳[۲] حدثنا محمود[۱] بن غیلان حدثنا وکیع[۲] حدثنا سفیٰن[۳] عن منصور[۴] عن موسیٰ[۵] بن عبد اللہ بن یزید الخطمی عن مولی[۶] لعائشۃ قال قَالَتْ عَائِشَۃُ[۷] مَا نَظَرْتُ اِلٰی فَرْجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَوْقَالَتْ مَا رَاَیْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَطُّ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محلِ شرم پر نظر نہیں کی' یا فرمایا کہ میں نے کبھی بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرم گاہ نہیں دیکھی۔

حل لغات فَرْجٌ۔ شرم گاہ۔

تشریح صاحب حلاوۃ المتعلمین حضرت محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"یعنی بواسطہ بسیاری شرم وحیا عورت خود را بوجہی مستوری داشت کہ گاہے نظر من بروی نیفتاد"

یعنی "آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بوجہ انتہائی شرم وحیا کے اپنی شرم گاہ کو اس طرح ڈھانپے رکھتے کہ میری نظر اس پر کبھی پڑی نہیں"۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں:۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یغتسل من وراء الحجرات ومارأی احد عورتہ قط"

"کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجروں کے پیچھے جا کر غسل کرتے تھے اور کسی نے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محلِ ستر کو کبھی نہیں دیکھا۔"

حضرت استاذِ گرامی فاضل اکمل شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا:۔

"کہ حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس اسوۂ حسنہ میں مسلمانوں کے لئے عموماً اور امراء ومشائخ کیلئے خصوصاً ایک عظیم درس ہے۔ کاش کہ ہمارے امراء بے ستر می اور

اسماء الرجال حدیث ۳۴۳

۱ محمود بن غیلان۔ دیکھیے حدیث ۲۲ باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ وکیع۔ دیکھیے حدیث ۶ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

۳ سفیان۔ دیکھیے حدیث ۷ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ منصور۔ دیکھیے حدیث ۲۹ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۵ موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید الخطمی۔ اس نے حدیث اخذ کی اپنے والد اور ابی حمید سے' اور اس سے اعمش اور مسعر نے۔ قال الذہبی وغیرہ ثقۃ۔

۶ مولیٰ لعائشۃ۔

۷ عائشہ صدیقہ۔ دیکھیے حدیث ۲۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

بے حیائی کی محفلوں کو چھوڑ دیں اور پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اِس عظیم اخلاق یعنی شرم وحیا کو اپنائیں تو ہمارے معاشرہ کی کیفیت ہی بدل جائے۔ اللھم ارزقنا اتباعہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم"

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ حَیَاءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلم
پُورا ہوگیا۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ حِجَامَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پچھنے (سینگی) لگوانے کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات اَلْحِجَامَۃُ۔ پچھنے لگانے کا پیشہ۔ حَجْمٌ سے ہے جس کے معنی اُونچا ہونا، بڑھ جانا، چُوسنا، اور روکنا کے ہیں۔ حَجَّامٌ۔ پچھنے (سینگی) لگانے والا۔

تشریح اس باب میں حضور شافع یوم النشور، نبی الانبیاء، امام الانبیاء، خاتم النبیین، سرورِ کونین جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دونوں شانوں مبارک اور پُشت قدم مبارک پر پچھنے (سینگی) لگوانے کا ذکر ہے۔ نیز پچھنے لگوانے پر مزدوری ادا کرنے کا بیان بھی ہے۔

پچھنے (سینگی) لگوانا سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول مُبارک اور فعل پاک سے ثابت ہے۔ اطباء نے اس کے بہت سے فوائد تحریر کئے ہیں۔ "ذکرِ جمیل" میں حضرت خطیبِ اسلام مولینا مولوی محمد شفیع صاحب اوکاڑوی ص۲۹۸ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے۔ جو خون نکلا وہ ایک قریشی غلام نے پی لیا۔ فَقَالَ اذْھَبْ فَقَدْ اَحْذَرْتَ نَفْسَکَ مِنَ النَّارِ (خصائص کبریٰ، زرقانی ص۲۲۹) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا جا تونے اپنے نفس کو دوزخ سے بچا لیا۔"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون پی گئے تھے جب کہ

پچھنے لگوا کر خون ان کو دیا تھا کہ جاؤ کہیں باہر ایسی جگہ چھپا دو جہاں کوئی نہ دیکھے وہ باہر نکل کر چلی گئے۔ جب واپس آئے تو فرمایا کہ کیا کر آیا ہے؟ عرض کی ایسی جگہ چھپا کر آیا ہوں جہاں کوئی نہ دیکھے گا۔ فرمایا شاید تو پی آیا ہے۔ عرض کی ہاں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس میں آپ کا خون ہو گا اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔ ارشاد فرمایا جا تو بھی دوزخ کی آگ سے بچ گیا۔ پھر فرمایا افسوس ان لوگوں پر جو تجھے قتل کریں گے اور افسوس کہ تو ان سے نہ بچے گا"

(مستدرک، کنز العمال شریف، بزاز، ابو یعلی، بیہقی، خصائص کبری ج۱ ص۶۹ از قاتی ص۲۳۰ ج۴)

عبداللہ بن زبیر سے کسی نے پوچھا کہ خونِ اقدس کا ذائقہ کیا تھا تو فرمایا شہد کی طرح اور خوشبو کستوری جیسی۔ (شرح شفا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ)

حدیث ۳۴۴ ع۱ حدثنا علی[1] بن حجر حدثنا اسمٰعیل[2] بن جعفر عن حمید[3] قال سُئِلَ اَنَسُ[4] بْنُ مَالِكٍ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ فَقَالَ اَنَسٌ اِحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حَجَمَهٗ اَبُوْ طَيْبَةَ[5] فَاَمَرَ لَهٗ بِصَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ اَهْلَهٗ فَوَضَعُوْا عَنْهُ مِنْ خَرَاجِهٖ وَقَالَ اِنَّ اَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ اَوْ اِنَّ مِنْ اَمْثَلِ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ۔

ترجمہ حمید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ انس بن مالک سے پچھنے (سینگی) لگوانے کی مزدوری کے متعلق دریافت کیا گیا تو جناب انس نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پچھنے (سینگی) لگوائے تھے (اور یہ پچھنے) ابو طیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو لگائے تھے۔ پس حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دو صاع خوراک دینے کا امر فرمایا' اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس کے مالک کے ساتھ گفتگو کر کے اس پر سے کمی کروا دی' اور ارشاد فرمایا یقیناً بہتر علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنے لگانا ہے یا افضل کی جگہ اَمْثَل فرمایا۔

حل لغات کَسْبٌ۔ جمع کرنا' طلب کرنا' نفع کمانا' روزی تلاش کرنا' کما دینا۔ صَاعَیْن۔ تثنیہ ہے واحد صاع ہے' تقریباً چار سیر کا ایک صاع ہوتا ہے۔ یہ ایک وزن ہے۔ خَرَاج یا خِرَاج۔ پیداوار

اسماء الرجال حدیث ۳۴۴ ع۱

ع۱ علی بن حجر۔ دیکھو حدیث ع۴ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جلد اول

ع۲ اسمٰعیل بن جعفر۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی دائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جلد اول

ع۳ حمید۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی سن رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جلد اول

ع۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جلد اول

ع۵ ابو طیبہ۔ ط کی زبر ہے اور اس کا نام نافع ہے اور محیصہ کا مولیٰ ہے۔

وہ محصول جو بادشاہ یا زمین کا مالک وصول کرتا ہے۔ آمدنی۔ تَدَاوِیْ۔ خود اپنا علاج کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "انس بن مالک سے پچھنے (سینگی) لگوانے کی مزدوری کے متعلق دریافت کیا گیا" یعنی کیا پچھنا (سینگی) لگوانے کی اُجرت لینا جائز ہے یا نہیں۔ جناب علامہ قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:-

"بعضی شارحان گفتہ اند کہ شاید منشاء سوال آں باشد کہ حدیث وارد ست در خباثت ایں کسب و کسب الحجام خبیث پس توہم کرد سائل کہ اعطاء اجرت بحجام حلال نباشد"	یعنی "بعض شارحین نے فرمایا ہے کہ شاید یہ سوال، اس لئے کیا گیا ہو کہ اس پیشہ کی خباثت میں حدیث کسب الحجام خبیث وارد ہے۔ لہٰذا پوچھنے والے نے یہ وہم کیا کہ شاید حجام کو اُجرت دینی جائز نہیں"

ارشاد ہے "تو جناب انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے پچھنے لگوائے (اور یہ پچھنے ابوطیبہ نے حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو لگائے تھے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اسے دو صاع خوراک دینے کا امر فرمایا۔" ابوطیبہ کا نام نافع ہے اور محیصہ کا آزاد کردہ ہے، یہ پچھنے لگانے کا پیشہ اختیار کئے ہوئے تھے۔ جب ابوطیبہ پچھنے لگا چکا تو حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے حکم دیا کہ اسے بطور مزدوری دو صاع یعنی آٹھ سیر کھانا دے دو چنانچہ اُسے دیا گیا۔ صُوفی باصفا حضرت مولینا محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں

"پس معلوم شد کہ اعطائے اجرت بحجام مباح است و الا آنسرور حکم نمیکرد بے بدادن چیزے"	"یعنی معلوم ہو گیا کہ حجام کو اُجرت دینا مباح ہے ورنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اسے کسی چیز کے دینے کا حکم نہ فرماتے۔"

ایک روایت میں دو صاع تمر یعنی کھجور بھی آیا ہے۔ گویا دو صاع کھجور دینے کا حکم دیا۔ ارشاد ہے "اور حضور پاک صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اس کے مالک کے ساتھ گفتگو کر کے اس پر سے کمی کروادی" یعنی وہ جس کا غلام تھا اس سے آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے اس کے آقا سے سفارش کی کہ اس کا غلام جو روزانہ کا محصول ادا کرتا ہے چونکہ وہ زیادہ ہے لہٰذا اسے کم کرے۔ ابوطیبہ کے آقا کا نام محیصہ بن مسعود تھا۔ اس نے اس شرط پر اس کو چھوڑ دیا تھا کہ وہ تین صاع کھجور روزانہ اپنے مالک کو ادا کرے گا اور اس سے زائد خود لے گا۔ ایسے غلام کو عبدِ ماذون کہتے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سفارش پر بجائے تین صاع کے اس کے مالک نے دو صاع کھجور لینا منظور کر لیں۔ بے بس، لاچار اور غلاموں پر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت اور محبت اتنی تھی جس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا اس جذبۂ صادقہ کا اظہار اس مظلوم غلام کی امداد حمایت اور اعانت پر فرمایا۔ ارشاد ہے "یقیناً بہتر علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنے لگانا ہے"۔ صاحب حلاوۃ المتعلمین مولینا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

"بعضی گفتہ اند کہ ایں مخصوص است باہل مدینہ کہ ایشاں مداومت دارند بخوردن خرما و ازان خون غلیظ پیدا می کرد۔"

"بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اہلِ مدینہ منورہ کے لئے ہے وہ اکثر خرما کھاتے ہیں اور اس سے غلیظ (گاڑھا) خون بنتا ہے۔"

چونکہ یہ خون سینگی لگانے سے خارج ہوتا ہے اس لئے سینگی لگانے کا ارشاد فرمایا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ جن کا مزاج گرم ہے اور ان کا خون غلیظ (گاڑھا) ہے تو ان کو پچھنے لگوانا مستحب ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو بہت بار پچھنے لگوائے۔ اطباء نے لکھا ہے کہ وہ لوگ جو سرد مزاج ہیں اور سرد ممالک میں رہتے ہیں ضرورت پڑنے پر فصد ان کے لئے مفید ہے۔ علامہ البیجوری صاحب متوفی ۱۲۷۶ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

"ویوخذ من الحدیث حل التداوی بل سنه واخذ الاجرة للطبیب والشفاعة عند رب الدین۔"

حدیث ۳۴۵/۲ حدثنا عمرو[1] بن علی حدثنا ابوداؤد[2] حدثنا ورقاء[3] بن عمر عن عبد[4] الاعلی عن ابی جمیلة[5] عن علی[6] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اَحْتَجَمَ وَاَمَرَنِیْ فَاَعْطَیْتُ الْحَجَّامَ اَجْرَهٗ۔

ترجمہ امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور مجھے امر فرمایا پس میں نے اس حجام کو اس کی اُجرت ادا کر دی۔

تشریح ارشاد ہے "یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے" (سینگی) پچھنے لگوانا آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول و فعل سے ثابت ہے۔ ارشاد ہے "اور مجھے امر فرمایا" یعنی مجھے حکم دیا کہ پچھنے لگانے

اسماء الرجال حدیث ۳۴۵/۲
[1] عمرو بن علی۔ دیکھو حدیث ۵/۱ باب ما جاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[2] ابوداؤد۔ دیکھو حدیث ۱/۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[3] ورقاء بن عمر۔ ابو بشر کنیت ہے الیشکری ہے الکوفی ہے مدائن میں سکونت اختیار کی تھی۔ ذہبی نے کہا صدوق صالح اور کہا فیہ لین من السابعة۔ ایک جماعت نے اس سے تخریج کی ہے
[4] عبد الاعلی۔ دیکھو حدیث ۳/۳ باب ما جاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الطعام و بعد ما یفرغ منه۔
[5] ابی جمیلہ۔ اس کا نام میسرہ بن یعقوب الطہوی ہے تابعی ہے من الثالثة، حرج به ابوداؤد و نسائی
[6] علی المرتضیٰ۔ دیکھو حدیث ۵/۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۱

والے کو مزدوری دی۔ ارشاد ہے "بس ہیں نے اس حجام کو اس کی اُجرت ادا کردی" یعنی دو صاع (۸ سیر) طعام پچھنے لگانے کی مزدوری اسے دے دی۔ بخاری شریف باب السعوط میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتجم و عطے الحجام اجرہ واستعط" — "یعنی یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو مزدوری عطا فرمائی اور ناک میں دوا ڈالی۔"

حدیث ع۳۴۶ حدثنا ھرون[۱] بن اسحٰق الھمدانی حدثنا عبدۃ[۲] عن سفین[۳] الثوری عن جابر[۴] عن الشعبی[۵] عن ابن عباس[۶] اظنّہ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِحْتَجَمَ فِی الْاَخْدَعَیْنِ وَبَیْنَ الْکَتِفَیْنِ وَاَعْطَی الْحَجَّامَ اَجْرَہٗ وَلَوْکَانَ حَرَامًا لَمْ یُعْطِہٖ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گردن کی دونوں رگوں کی طرف اور دونوں شانوں کے درمیان پچھنے لگوائے اور پچھنے لگانے والے کو اس کی اُجرت عطا فرمائی اور اگرچہ یہ حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے۔

حل لغات اَخْدَعَیْن۔ تثنیہ ہے اس کا واحد اَخْدَع ہے گردن کی رگ، گردن کے دونوں پہلوؤں پر دو پوشیدہ رگوں کا نام ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں "فلان شدید الاَخْدَع" یعنی فلاں بڑا گردن کش ہے۔ کَتِفْ۔ شانہ، مونڈھا۔ کَتِفَیْن تثنیہ ہے۔

تشریح ارشاد ہے کہ "اگر یہ حرام ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے" یعنی پچھنے لگانے کی مزدوری اگر حرام ہوتی تو حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے عطا نہ فرماتے۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ یا تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے یا مصنف رحمۃ اللہ علیہ کا۔ حضرت امام احمد بن حنبل ممانعت اور غیر ممانعت کی احادیث میں اس طرح تطبیق کرتے ہیں کہ اجازت کی روایات غلاموں کے بارے میں ہیں اور ممانعت کی روایات آزاد افراد کے حق میں ہیں۔ چونکہ ابو طیبہ غلام تھے اس لئے انہیں اُجرت

اسماء الرجال حدیث ۳۴۶

ع۱ ہارون بن موسیٰ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی صفۃ عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ عبدۃ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۳ سفین الثوری۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ جابر۔ دیکھو حدیث ع۲۹ باب ما جاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۴

ع۵ الشعبی۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

ع۶ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۶

ادا کرنے میں کوئی اشکال نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ جواز کے قائل ہیں۔

حدیث ۳۴۷ حدثنا ھرون[1] بن اسحٰق حدثنا عبدۃ[2] عن ابن ابی لیلیٰ[3] عن نافع[4] عن ابن عمر[5] اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم دَعَا حَجَّامًا فَحَجَمَہٗ وَسَاَلَہٗ کَمْ خَرَاجُکَ فَقَالَ ثَلٰثَۃُ اٰصُعٍ فَوَضَعَ عَنْہُ صَاعًا وَاَعْطَاہُ اَجْرَہٗ۔

ترجمہ ابن عمر سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے پچھنے لگانے والے کو بُلایا اور پچھنے لگوائے اور اس سے پوچھا کہ تیرا روزانہ کا کتنا محصول ہے تو اس نے عرض کیا کہ تین صاع۔ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک صاع کم کروا دیا اور اس کو مزدوری بھی عطا کر دی۔

حل لغات اٰصُعٌ۔ پیمانے۔ صَاعٌ کی جمع اٰصُعٌ اور اَصْوُعٌ آتی ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اور اس سے پُوچھا کہ تیرا روزانہ کا کتنا محصول ہے تو اس نے عرض کیا کہ تین صاع" اس شخص سے مُراد ابوطیبہ ہے اس کا نام نافع ہے اور یہ محیصہ بن مسعود کا غلام تھا۔ عرب میں یہ طریقہ رائج تھا کہ غلام کو اس شرط پر چھوڑ دیا جاتا کہ وہ مقررہ مقدار آقا کو دے اور باقی خود لے لے۔ اس قسم کے غلام کو عبد ماذون کہتے ہیں۔ ابوطیبہ بھی اسی طریق کے غلام تھے۔ وہ تین صاع کھانا از قسم کھجور یا گیہوں وغیرہ مالک کو دیتے اور بقیہ جو بھی ہوتا خود لے لیتے، اور یہ پیشہ یعنی پچھنے لگانے کا اختیار کر رکھا تھا۔ حضور پاک شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ الہ وسلم نے اس کے مالک سے سفارش کر کے اس کے اس روزانہ مقدار سے ایک صاع کم کروا دیا۔ نیز اسے دو صاع کھجور بھی عطا فرما دی۔

حدیث ۳۴۸ حدثنا عبدالقدوس بن محمد العطار البصری حدثنا عمرو[1] بن عاصم حدثنا ھمام[2] و جریر[3] بن حازم قالا حدثنا قتادۃ[4] عن انس[5] بن مالک قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم یَحْتَجِمُ فِی الْاَخْدَعَیْنِ وَالْکَاھِلِ

اسماء الرجال حدیث ۳۴۷

ع۱ ہارون بن اسحاق۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی صفۃ عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۲ عبدۃ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۳ ابی لیلیٰ۔ ان کا نام عبدالرحمٰن ہے۔ انصاری ہیں مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ پھر کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ع۴ نافع۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

ع۵ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱

وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَاِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گردن کی دونوں رگوں کی جانب اور مونڈھوں کے درمیان پچھنے لگواتے تھے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۱۷، ۱۸، اور ۱۹ تاریخ کو پچھنے لگواتے

حل لغات کَاهِلٌ۔ گردن کے قریب پیٹھ کا بالائی حصہ، اس کی جمع کَوَاهِلُ ہے۔ یعنی دونوں مونڈھوں کے درمیان۔

تشریح حلاوۃ المتعلمین میں حضرت مولینا مولوی محمد عاقل تحریر فرماتے ہیں :۔

"شیخ ابن حجر گفتہ درباب تواریخ مذکورہ احادیث بسیار واقع شدہ تا آنکہ آنسرور فرمودہ کہ حجامت کردن دریں تواریخ شفا وصحت است از ہر مرض"

"یعنی شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ان مذکورہ تواریخ کے باب میں بہت احادیث واقع ہیں یہاں تک کہ آنحضور سرور عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان تواریخ میں پچھنے لگوانا بیماری سے صحت وشفا کا باعث ہے۔"

نیز تحریر فرماتے ہیں :۔

"بدانکہ گفتہ اند کہ حجامت روز شنبہ وچہار شنبہ مکروہ است وموجب برص است وازابن عمر مروی است کہ شنیدم آنسرور کہ می گفت کہ حجامت زیادہ می کند حفظ وعقل راپس حجامت کنید بر اسم خدا وحجامت نکنید روز پنجشنبہ جمعہ وشنبہ ویک شنبہ وحجامت کنید روز دوشنبہ وجزام و برص نازل نمی شود مگر روز چہار شنبہ ابوداؤد

یعنی" جان لے کہ علماء نے فرمایا کہ حجامت کرنا ہفتہ کے دن اور بدھ کے دن مکروہ ہے۔ اور برص کی بیماری پیدا ہونے کا باعث ہے۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : پچھنے لگوانا قوت حافظہ اور عقل کی زیادتی کا باعث

اسماء الرجال حدیث ۳۴۸

۱ عبدالقدوس بن محمد العطار البصری۔ من الحادیۃ عشر النسائی نے اس سے تخریج کی ہے

۲ عمرو بن عاصم، دیکھو حدیث ۶ باب ما جاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۲

۳ ہمام۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴ جریر۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتختم فی یمینہ۔

۵ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۵

۶ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

روایت کردہ کہ مکروہ است حجامت روز سہ شنبہ"

ہے لہٰذا اللہ جل جلالہٗ کا اسم پاک لے کر پچھنے لگوایا کرو۔ اور جمعرات، جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو پچھنے نہ لگوایا کرو، مگر ہاں پیر کے دن پچھنے لگوایا کرو، جزام اور برص تو بدھ کے دن ہوتی ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت ہے کہ منگل کے دن پچھنے لگوانا مکروہ ہے۔"

اس تمام بحث کو ختم فرماتے ہوئے قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"شیخ ابن حجر گفتہ کہ تحقیق ظاہر شد از احادیث کہ بہتر روز ہا برائے دوشنبہ است وقتی کہ موافق افتد تاریخ ہفدھم یا نوزدھم یا بست ویکم را"

یعنی "شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یقیناً احادیث سے ظاہر ہو گیا کہ دنوں میں بہتر دن پچھنے لگوانے کے لئے پیر کا دن ہے جبکہ ۱۷، ۱۹ یا ۲۱ کو یہ دن آئے۔"

حدیث ۳۴۹[6] حدثنا اسحٰق[1] بن منصور حدثنا عبد الرزاق[2] عن معمر[3] عن قتادة[4] عن انس[5] بن مالك اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِحْتَجَمَ وَھُوَ مُحْرِمٌ بِمَلَلٍ عَلٰی ظَھْرِ الْقَدَمِ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ملل کے مقام پر پاؤں مبارک کی پشت پر پچھنے لگوائے اس حال میں کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے۔

حل لغات
مُحْرِمٌ۔ احرام باندھے ہوئے۔
مَلَل۔ مکہ مکرمہ سے آتے ہوئے مدینہ منورہ سے دس میل کے فاصلہ پر یہ گاؤں ہے۔
ظَھْرَ الْقَدَم۔ پشت پا۔

اسماء الرجال حدیث ۳۴۹

۱۔ اسحاق بن منصور۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ عبد الرزاق۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۳۔ معمر۔ دیکھو حدیث ۹ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۴۔ قتادہ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ ۵

۵۔ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳

تشریح ارشاد ہے" پاؤں مبارک کی پشت پر پچھنے لگوائے اس حال میں آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم احرام باندھے ہوئے تھے "یعنی احرام کی حالت میں پشتِ قدم پر پچھنے لگوائے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"فیہ حل الحجامۃ للمحرم حیث لا ازالۃ شعر والاحرمت بلاضرورۃ"

"محرم کے لئے پچھنے لگوانا جائز ہے بشرطیکہ بال نہ اکھڑیں۔ ورنہ بلاضرورت حرام ہے۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِي حِجَامَةِ رَسُوْلِ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
پُورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء مُبارک کے بیان میں ہے

(اس باب میں دو ۲ احادیث ہیں)

حل لغات اَسْمَاءٌ۔ نام۔ اس کا واحد اِسْمٌ ہے۔ صاحب مصباح اللغات ص۳۷۷ پر لکھتے ہیں۔ "وہ لفظ ہے جو کسی جوہر یا عرض کی تعیین وتمیز کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ اس کا ہمزہ، ہمزۂ وصل ہے۔"

تشریح اس باب میں حضور پاک، رسولِ کریم، نبی الانبیاء، مومنوں پر رؤف و رحیم، عالمین پر رحمت، صاحبِ لواءِ حمد، عالمِ ماکان ومایکون، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند ناموں اور القاب مبارکہ کا ذکرِ خیر ہے۔ حضرت علامہ الشیخ ابراہیم بن محمد البیجوری المتوفی س۱۲۷۶ھ شمائل کی شرح ص۱۸۳ پر کعب احبار سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"اہلِ جنت کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی عبدالکریم ہے۔ اہلِ دوزخ کے نزدیک عبدالجبار، اہلِ عرش کے نزدیک عبدالمجید، تمام فرشتوں کے نزدیک عبدالحمید، انبیاء کرام کے نزدیک عبدالوہاب، شیاطین کے لئے عبدالقہار، جنات کے نزدیک عبدالرحیم، پہاڑوں میں عبدالخالق، صحراؤں میں عبدالقادر، سمندروں میں عبدالمہیمن، زندوں کے نزدیک عبدالقدوس، حشرات الارض کے نزدیک عبدالغیاث، جنگلی جانوروں میں عبدالرزاق، درندوں میں عبدالسلام، چوپایوں میں عبدالمؤمن، پرندوں میں عبدالغفار، توارت میں موذموذ، انجیل میں طاب طاب، صحف میں عاقب، زبور میں فاروق، اللہ

تبارک وتعالیٰ کے نزدیک طٰہٰ و یٰسین اور مومنین کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ آلہ وسلم اور کنیت ابوالقاسم ہے اس لئے جنتیوں میں آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم جنت کو تقسیم فرمائیں گے۔"

- حضرت علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل النبہانی تحریر فرماتے ہیں :-

"آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے اسماء مبارکہ میں سب سے افضل نام "محمد" صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہے، جناب انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ خدائے بزرگ و برتر نے تخلیقِ کائنات سے دو ہزار سال قبل آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا نام مُبارک مُحَمَّد رکھا۔"

امام حافظ قاضی ابوبکر بن عربی مالکی اپنی کتاب احوذی میں لکھتے ہیں۔ یہ کتاب ترمذی شریف کی شرح ہے :-

"کہ بعض صوفیائے کرام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہزار نام ہیں اور نبی مختار صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے بھی ہزار ہی نام ہیں۔"

پھر فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ کے اسماء تو ہزار کے عدد میں محصور نہیں ہو سکتے لیکن حضور پرنور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے صفاتی نام بھی بے شمار پائے گئے ہیں۔"

قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :-

"بعضی گفتہ اند کہ ہزار است و بعضی گفتہ اند کہ نود و نہ نام است، و بعضی گفتہ اند کہ سی صد نام اند"	یعنی "بعض علماء نے ایک ہزار نام اور بعض نے ننانوے اور بعض نے تین سو اسماء مُبارکہ بتلائے ہیں۔"

علامہ الشیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"حافظ جلال الدین سیوطی "البھجتہ السنیہ فی الاسماء النبویہ" کے عنوان سے ایک رسالہ تالیف کیا، جس میں نبی علیہ السلام کے پانچ سو اسماء گرامی ذکر کئے ہیں۔"

حدیث ۳۵۰/۱ حدثنا سعیدؔ بن عبدالرحمٰن المخزومی وغیر واحد قالوا ثنا سفینؔ عن الزہریؔ عن محمدؔ بن جبیر بن مطعم عن ابیہؔ قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اِنَّ لِیْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیُ الَّذِیْ یَمْحُوا اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ وَاَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیٌّ۔

ترجمہ جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ بیشک میرے بہت نام ہیں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی ہوں یعنی اللہ تعالیٰ میری وساطت سے کفر کو نیست و نابود فرماتا ہے، اور میں حاشر ہوں یعنی لوگ میدانِ حشر میں میرے پیچھے ہو کر چلیں گے، اور میں عاقب ہوں یعنی عاقب وہ ہے کہ جس کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے۔

حل لغات مُحَمَّدٌ۔ بہت تعریف کیا گیا، بہت ہی عمدہ خصلتوں والا۔ مَاحِیُ۔ اس کا مصدر مَحْوٌ ہے جس کے معنی مٹ جانا، نشان باقی نہ رہنا، نیست و نابود ہونا کے ہیں۔ حَاشِرٌ اس کا مصدر حَشْرٌ ہے جس کے معنی جمع کرنا، اکٹھا کرنا، شہر بدر کرنا وغیرہ کے ہیں، اور جب الناس کے ساتھ آئے تو جمع کرنا اکٹھا کرنا مراد ہوتا ہے۔ عَاقِبٌ۔ پیچھے سے پلٹنا۔ ایڑی پر مارنا۔ قائم مقام ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "کہ بے شک میرے بہت نام ہیں" امام حافظ ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبداللہ شافعی دمشقی نے (جو کہ ابن عساکر کے نام سے مشہور ہیں) اپنی کتاب "تاریخ دمشق" میں باقاعدہ ایک باب باندھا ہے جس میں آنجناب صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بہت سے اسماء کا ذکر کیا ہے ان میں سے بعض نام مبارک تو بخاری شریف اور مسلم شریف میں آچکے ہیں اور باقی دوسری کتب احادیث میں موجود ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔ محمد، احمد، حاشر، عاقب، مقفی، ماحی، خاتم النبیین، نبی الرحمۃ، نبی الملحمہ، نبی التوبۃ، الفاتح، طٰہٰ، یٰسین، عبداللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور امام حافظ ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض علماءِ کرام نے ان ناموں کے ساتھ وہ اسماءِ مبارکہ بھی جمع کر دیئے ہیں جو کہ قرآن حکیم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے رکھے ہیں مثلاً رسول، امی، نبی، شاہد، مبشر، نذیر، داعیاً الی اللہ باذنہ، سراج، منیر، رؤف، رحیم، مذکر، رحمت، نعمت، ہادی صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۳۵۰/۱

۱؎ سعید بن عبدالرحمٰن المخزومی دیکھو حدیث ۲؎ باب ما جاء فی صفۃ وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۲؎

۲؎ سفیان۔ دیکھو حدیث ۶؎ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۳؎

۳؎ الزہری۔ دیکھو حدیث ۶؎ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۶؎

۴؎ محمد بن جبیر بن مطعم۔ علامہ عبدالرؤف مناوی لکھتے ہیں ثقۃ عارف بالنسب مات علی راس سنۃ مائۃ خرج لہ الستۃ۔

۵؎ ابیہ۔ یعنی جبیر بن مطعم

حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "البہجۃ السنیہ فی الاسماء النبویہ" کے نام سے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ سو اسماءِ گرامی ذکر کئے ہیں۔ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :-

"قسطلانی فرماتے ہیں' ایک ہزار اسماءِ مبارکہ سے مُراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف حمیدہ ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جتنے اسماء مذکور ہیں وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحیہ صفتیں ہیں' اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر صفت کے لئے ایک نام ہو گیا' تو جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف بے شمار ہیں ایسے ہی اسماءِ گرامی بھی بے شمار ہیں"

ارشاد ہے "میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)" حضرت شارح شمائل شریف قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"ایں علم است کہ منقول شدہ از اسم مفعول بمعنی بسیار ستودہ شدہ"

یعنی "یہ اسم علم ہے اور اسم مفعول بیان کیا گیا ہے جس کے معنی بہت ہی تعریف کیا گیا کے ہیں۔"

علمائے دیوبند کے مشہور و معروف عالم محدث سہارنپوری جناب زکریا صاحب شرح شمائل میں لکھتے ہیں :-

"علماء نے لکھا ہے محمد حمد کا مبالغہ ہے جس کے معنی ہیں بہت حمد کیا گیا"

چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاءِ سابقین علیہ السلام' ملائکہ معصومین اور اولیاءِ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے آنجناب حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال درجے کی حمد کی ہے۔ اس لئے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی و اسم گرامی ہی اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھ دیا۔ قاضی محمد سلیمان منصور پوری اپنی کتاب رحمۃ للعلمین کے ص۱۲ پر حاشیہ ۱ میں تحریر فرماتے ہیں :-

"لفظ محمد' حمد سے اسم مفعول ہے یعنی مضاعف سے مبالغہ کے لئے ہے اور احمد بھی حمد سے واقع علی المفعول ہے۔ اسم محمد سے حمد کی کثرت و کمیت اور اسم احمد سے حمد کی صفت اور کیفیت ظاہر ہوتی ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا شعر ہے :-

ے وَ شَقَّ لَہٗ مِنَ اسمِہٖ لِیُجِلَّہٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَھٰذَا مُحَمَّدٌ

خدا نے اس کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اس کا نام اپنے نام سے مشتق کیا۔ دیکھو رب العرش تو محمود ہے اور آنحضرت محمد ہیں ــــــ واضح ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حمد سے خاص مناسبت ہے حضور کا نام محمد و احمد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقامِ شفاعت کا نام محمود ہے۔ امتِ محمدیہ کا نام حمادون ہے اور آنحضرت کی لواء کا نام لواءِ حمد ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک حمداً کثیرا "

مشہور غیر مقلد صاحبِ لغات الحدیث جناب وحید الزمان صاحب لکھتے ہیں :۔

"ایک عجیب امر یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے عرب میں کسی کا نام محمد نہیں ہوا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت تھی کہ لوگوں کو کسی اور کے پیغمبر موعود ہونے کا اشتباہ نہ ہو۔"

ارشاد ہے "اور میں احمد ہوں" یعنی میرا نام احمد ہے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :۔

"واین علم منقول است از افعل تفضیل بمعنی فاعل یعنی ستائش کنندہ بسیار پس او احمد الحامدین است۔"

"یہ علم افعل تفضیل سے فاعل کے معنی میں ہے یعنی بہت ہی زیادہ تعریف بیان کرنے والا، پس حمد بیان کرنے والوں میں بہت ہی زیادہ حمد بیان کرنے والا ہے۔"

حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ نامِ نامی و اسمِ گرامی مرتبت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس طرح لیا تھا۔ اَللّٰھُمَّ اجعلنی من امۃ احمد" اے میرے اللہ مجھے امتِ احمد سے کیجئے۔ (حجۃ الوسائل ج ۲ ص۱۸۲) اور جناب عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی نامِ پاک کو لے کر آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی فرمایا۔ "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِ اسْمُہٗ اَحْمَدُ"

ارشاد ہے" اور میں ماحی ہوں یعنی میری وساطت سے کفر کو نیست و نابود فرماتا ہے" گویا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجودِ اطہر و مقدس کی بدولت اور وساطت سے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور تمام بلادِ عرب نیز روئے زمین سے کفر و شرک مٹ جائے گا۔

قاضی محمد عاقل صاحب تحریر کرتے ہیں :۔

" دریں اشارتست بظہور غلبۂ دین بر سائر ادیان و بکثرت فتوح بلاد ۔"

" یعنی تمام ادیان پر غلبہ اور بلاد کی فتح کی طرف اشارہ ہے ۔"

آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر و شرک کو مٹانے والے ہیں ۔ کذابوں اور جھوٹوں کو دلائل و براہین سے شکست دینے والے ہیں ۔ نیز اپنی اُمت کے گناہوں کو مُعاف کرنے والے ہیں ۔ ارشاد ہے " اور میں حاشر ہوں یعنی اگر میدانِ حشر میں میرے پیچھے ہو کر چلیں گے یا سب سے پہلے قیامت کے دن قبر سے اُٹھوں گا اور لوگ میرے بعد اُٹھیں گے میرے قدم پر " ایک حدیث شریف میں ہے :۔

" اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ "

" میں پہلا شخص ہوں جس کے لئے قبر سب سے پہلے شق کی جائے گی ۔"

لہٰذا تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حشر کئے جائیں گے ۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

" بدانکہ اسناد محو و حشر بسوئے آنحضرت از روئے مجاز است و الا محو و حشر حقیقۃً کارِ خدائے تعالیٰ است ۔"

" خوب جان لو ! کہ محو اور حشر کی نسبت حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف از روئے مجاز ہے ، اور حقیقۃً تو محو اور حشر اللہ جل جلالہ کا کام ہے ۔"

ارشاد ہے " اور میں عاقب ہوں یعنی عاقب وہ ہے جس کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے " گویا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کُل انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لائے ہیں اور اب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں ہے اور نہ ہی آ سکتا ہے اور اب جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ دجّال ، کذاب اور جھوٹا ہے ۔

حدیث ۳۵۱ حدثنا محمد [۱] بن طریف الکوفی حدثنا ابوبکر [۲] بن عیاش عن عاصم [۳] عن ابی وائل [۴] عن حذیفۃ [۵] قال لَقِيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِيْ بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ

وَاَنَا الْمُقَفِّى وَاَنَا الْحَاشِرُ وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ ۔ حدثنا اسحٰق بن منصور حدثنا النضر بن شميل حدثنا حماد بن سلمة عن عاصم عن زرٍّ عن حذيفة عن النبی صلى الله عليه وآله وسلم نحوه بمعناه هكذا قال حماد بن سلمة عن عاصم عن زرٍّ عن حذيفة ۔

ترجمہ حذیفہؓ سے روایت ہے کہ میری ملاقات سید عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدینہ منورہ کے بعض راستوں پر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد ہوں، اور احمد ہوں، اور میں نبی رحمت ہوں، اور نبی توبہ ہوں اور تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا ہوں، اور میں حاشر ہوں اور میں نبی جہاد ہوں۔

حل لغات اَلرَّحْمَةُ ۔ نرم دلی، مہربانی، جس کا نتیجہ مغفرت و احسان ہے۔ دردمندی ظاہر کرنا۔
اَلتَّوْبَةُ ۔ باز آنا، گناہ پر نادم اور شرمندہ ہونا، بخش دینا اور دوبارہ مہربان ہونا۔
اَلْمُقَفِّى ۔ تَقْفِيَةٌ سے ہے جس کے معنی پیچھے لگانا کے ہیں۔ قَفْوٌ اور قُفُوٌّ ۔ پیچھے رہنا۔ آخری ہونا۔
اَلْمَلَاحِم ۔ مَلْحَمَةٌ سے ہے جس کے معنی بڑا حادثہ، جنگِ عظیم۔ اس کی جمع مَلَاحِمُ ہے، گھمسان کی جنگ کا موقع۔ جہاد۔

تشریح ارشاد ہے "اور میں نبی رحمت ہوں" یعنی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے نبی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے باعثِ رحمت ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدِ رعنا کو رحمۃ اللعالمین کے لباسِ فاخرہ سے مزین فرمایا۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔

ارشاد ہے "میں نبی توبہ ہوں" یعنی صرف استغفار کرنے سے میری اُمت کی توبہ قبول ہو جائے گی قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری حلاوۃ المتعلمین میں لکھتے ہیں:۔

"توبہ اُمتِ او مقبول است بمجرد استغفار بخلاف امم سابقہ"

یعنی "حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی توبہ بمجرد استغفار مقبول ہے بخلاف گذشتہ اُمتوں کے۔"

حضرت شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ "آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسماء الرجال ۔۔۔ محمد ۔۔۔ حدیث ۔۔۔ صفۃ ۔۔۔ باب ما جاء فی ۔۔۔ الله علیہ ۔۔۔ حاشیہ ۱
۲ ابو بکر بن عیاش ۔ دیکھو حدیث ۲۲ باب ما جاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ عاصم ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ
۴ ابی وائل ۔ دیکھو حدیث ۱۵ باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۵ حذیفہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی صفۃ نوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶

اُمّت کو نہایت ہی زیادہ استغفار پڑھنے کا اور توبہ کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ نیز خود بھی بہت ہی استغفار پڑھنے والے تھے۔ ارشاد ہے "اور تمام انبیاء کے آخر میں آنے والا ہوں۔" گویا آنجناب صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم سلسلۂ نبوّت کے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آنے والا نہیں۔ ارشاد ہے "اور میں نبی جہاد ہوں" یعنی کسی ایک پیغمبر نے یا کسی ایک پیغمبر کی اُمّت نے اللہ تعالیٰ کے دین اور کلمۂ توحید کو بلند کرنے کے لئے اتنا جہاد نہیں کیا جتنا آپ صلی اللہ علیہٖ آلہٖ وسلم اور آنجناب صلی اللہ علیہٖ آلہٖ وسلم کی اُمّت نے کیا' اور کرتے رہیں گے یہاں تک کہ دجّال اور اس کے متبعین سے لڑیں گے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب شیخ ابن حجر سے نقل کرتے ہیں :-

"کہ اقتصار براین اسماء باوجود اسماء دیگر برائے آنست کہ اسماءِ مذکورہ بامم سابقہ معلوم بود کہ دراایشان مسطور است"

یعنی "صرف ان اسماءِ مبارکہ کو بیان کرنا باوجودیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہٖ آلہٖ وسلم کے اور بھی بہت اسماءِ مُبارکہ ہیں اس لئے تھا کہ اُمم سابقہ کو حضور پُرنور صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے یہ نام مُبارک اپنی کتابوں اور اپنے علماء سے معلوم تھے۔"

۹۹

کنز العباد میں آنحضور صلی اللہ علیہٖ آلہٖ وسلم کے یہ ننانوے نام لکھے ہیں :-

محمد۔ احمد۔ محمود۔ حامد۔ عاقب۔ فاتح۔ خاتم۔ حاشر۔ ماحی۔ داعی۔ سراج۔ مبشر۔ بشیر۔ نذیر۔ رسُول۔ نبی۔ ہاد۔ مہتد۔ مہدی۔ خلیل۔ ولی۔ نصیر۔ طٰہٰ۔ یٰسین۔ مزمل۔ مدثر۔ حبیب۔ کلیم۔ مُصطفےٰ۔ مرتضیٰ۔ مختار۔ مصدق۔ قائم۔ حجہ۔ بیان۔ حافظ۔ شہید۔ عادل۔ حکیم۔ نور۔ مبین۔ برہان۔ مذکر۔ امین۔ واعظ۔ صاحب۔ ناطق۔ مکی۔ مدنی۔ ابطحی۔ عربی۔ ہاشمی۔ قریشی۔ عزیز۔ مضری۔ حریص۔ رؤف۔ رحیم۔ جواد۔ غنی۔ کریم۔ علیم۔ طیب۔ مطیب۔ خطیبۃ۔ فصیح۔ سید۔ طاہر۔ مطہر۔ امام۔ اُمّی۔ متقی۔ بار۔ شفاء۔ متوسط۔ سابق۔ مقتصد۔ متین۔ اوّل۔ آخر۔ ظاہر۔ باطن۔ رحمۃ۔ شافع۔ مشفع۔ محلل۔ امر۔ ناہی۔ حلیم۔ قریب۔ شکور۔ رقیب۔ مجتبیٰ۔ منیب۔ منجی۔ منیر۔ بصیر۔ صادق۔ رشید۔

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ اَسْمَآءِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پُورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَيْشِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گذر اوقات کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں ۹ احادیث ہیں)

حل لغات عَيْشٌ۔ زندگی۔ کھانا۔ روٹی۔ گذر اوقات۔

تشریح اس عنوان سے پہلے ایک باب گذر گیا ہے اس میں دو احادیث تھیں۔ اس باب میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام کی گذر اوقات کا بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح وہ صبر و استقامت کے ساتھ فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرتے تھے۔ دوبارہ اسی عنوان سے یہ باب کیوں قائم کیا گیا۔ اس کی توجیہہ جناب مولینا محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے۔

"بدانکہ دریں باب امورے آوردہ است کہ در باب بالا نبود پس تکرار محض نشد۔"

یعنی "جان لے کہ اس باب میں وہ باتیں آئی ہیں جو گذرے ہوئے باب میں نہ تھیں لہٰذا محض تکرار نہ ہوا۔"

حدیث ۳۵۲

حدثنا قتیبۃ[1] بن سعید حدثنا ابوالاحوص[2] عن سماک[3] بن حرب قال سمعت النعمان[4] بن بشیر یقول اَلَسْتُمْ فِیْ طَعَامٍ وَّشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَاَیْتُ نَبِیَّکُمْ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَمَا یَجِدُ مِنَ الدَّقْلِ مَا یَمْلَأُ بَطْنَہٗ۔

ترجمہ

سماک بن حرب نے کہا کہ میں نے نعمان بن بشیر سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ آیا کھانے اور پینے میں جو کچھ تم چاہتے ہو تمہیں میسر نہیں ہے۔ البتہ تحقیق میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیٹ بھر کر ردی کھجور بھی نہ پاتے۔

حل لغات

دَقَلٌ۔ ردی کھجور، بادبان کا ڈنڈا۔ کہتے ہیں۔ اراك اطول من الدقل وانت تنتثر کلامك بنثر الدقل، میں تم کو دیکھتا ہوں کہ بادبان کے ڈنڈے سے بھی زیادہ لمبے ہو اور نقتد ردی قسم کی کرتے ہو۔

تشریح

ارشاد ہے "آیا کھانے اور پینے میں جو کچھ تم چاہتے ہو تمہیں میسر نہیں ہے؟" یعنی جس چیز کی تمہیں خواہش ہوتی آسودگی اور فراخی کی بدولت تمہیں ملتی ہے۔ ارشاد ہے "البتہ تحقیق میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیٹ بھر کر ردی کھجور بھی نہ پاتے" یعنی تمہارے نبی برحق حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کی اتباع اور پیروی کرنا تم پر لازمی ہے گھٹیا قسم کے خرما پر بھی قناعت فرما لیتے تھے اور اس سے بھی شکم سیری نہ ہوتی اور تمہارا یہ عالم ہے کہ تم دنیاوی نعمتوں کی فراوانی میں مستغرق ہو گئے ہو، پس تم پر افسوس ہے کہ تم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی اختیار نہیں کرتے اور ان کے مبارک اُسوۂ حسنہ پر عمل نہیں کرتے ہو۔ یہ حدیث مبارک "باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" حدیث ۲ پر بھی ہے۔

حدیث ۳۵۳

حدثنا ھرون[1] بن اسحٰق حدثنا عبدۃ[2] عن ھشام[3] بن عروۃ عن ابیہ[4] عن عائشۃ[5] قَالَتْ اِنْ کُنَّا آلَ مُحَمَّدٍ نَمْکُثُ شَھْرًا مَا نَسْتَوْقِدُ بِنَارٍ اِنْ ھُوَ اِلَّا التَّمْرُ وَالْمَاءُ۔

ترجمہ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ یقیناً ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

اسماء الرجال حدیث ۳۵۲

۱ قتیبہ بن سعید۔ دیکھیں حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔
۲ ابوالاحوص۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔
۳ سماک بن حرب۔ دیکھیں حدیث ۸ باب ماجاء فی خاتم النبوۃ۔
۴ نعمان بن بشیر۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴۔

اسماء الرجال حدیث ۳۵۳

۱ ہارون بن اسحٰق۔ دیکھیں حدیث ۶ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔
۲ عبدۃ۔ دیکھیں حدیث ۳ باب ماجاء فی صفۃ اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔
۳ ہشام بن عروہ۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳۔
۴ ابیہ۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳۔
۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھیں حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔

ہم پر پورا پورا مہینہ گذر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ نہیں سُلگتی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور کوئی غذا نہ ہوتی۔

حل لغات نَمْکُثُ ۔ مَکْثٌ سے ہے جس کے معنی گذرنا' ٹھہرنا کے ہیں۔
مُسْتَوْقِدٌ ۔ استقاد سے ہے جس کے معنی آگ جلانا کے ہیں۔

تشریح ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کا ارشاد ہے "کہ ہم یقیناً آلِ محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم پر پورا پورا مہینہ گذر جاتا تھا کہ ہمارے گھر کے چولہے میں آگ نہیں سُلگتی تھی سوائے کھجور اور پانی کے اور غذا نہ ہوتی" یعنی گھر میں چولہا نہ جلتا' روٹی اور سالن پکانے کی نوبت ہی نہ آتی' صرف پانی اور کھجور پر گذر اوقات ہوتا حضرت شیخ یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:-

"ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا نے جب عروہ سے ارشاد فرمایا اے بھتیجے! خدا کی قسم ہم ایک چاند دیکھتے ہیں وہ مہینہ ختم ہوجاتا ہے دوسرا چاند دیکھتے ہیں وہ بھی ختم ہوجاتا ہے تیسرے مہینہ کا چاند دیکھتے ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے گھروں میں چولھا روشن نہیں ہوتا۔ عروہ نے کہا اے خالہ جان! پھر آپ لوگوں کا گذر کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا کھجور اور پانی پر۔ ہاں ہمارے دو انصاری ہمسایہ ہیں جو کہ صاحبِ وسعت ہیں' وہ کبھی کبھی دودھ وغیرہ بھیج دیتے ہیں۔ تو ہم حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کر دیتے ہیں۔"

جناب انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کوئی چیز آنے والے دن کے لئے ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب رات کا کھانا تناول فرمالیتے تو صبح کے لئے کچھ نہ ہوتا اور اسی طرح جب صبح کا کھانا تناول فرماتے تو رات کے کھانے کے لئے کچھ نہ ہوتا" ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبریل علیہ السلام صنعاء پہاڑ پر کھڑے تھے' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم اس ذات کی جس نے تمہیں حق دے کر بھیجا۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں شام اسی حالت میں آتی ہے کہ ان کے پاس ایک چٹکی آٹا بھی نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کلام اس سے بھی زیادہ صاف سُنائی دیا جیسے آسمان سے کسی دھماکے کی آواز سُنی جاتی ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں" آلِ محمد

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر میں ایک صاع کھانے نے بھی کبھی شام نہیں گذاری۔"

حدیث ۳۵۴ حدثنا عبداللہ[1] بن ابی زیاد حدثنا سیار[2] حدثنا سھل[3] بن اسلم عن یزید[4] بن ابی منصور عن انس[5] عن ابی طلحۃ[6] قَالَ شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْجُوْعَ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَنْ بَطْنِہٖ عَنْ حَجَرَیْنِ قَالَ اَبُوْعِیْسٰی ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ طَلْحَۃَ لَا نَعْرِفُہٗ اِلَّا مِنْ ھٰذَا الْوَجْہِ وَمَعْنٰی قَوْلِہٖ وَرَفَعْنَا عَنْ بُطُوْنِنَا عَنْ حَجَرٍ حَجَرٍ کَانَ اَحَدُھُمْ یَشُدُّ فِیْ بَطْنِہِ الْحَجَرَ مِنَ الْجَھْدِ وَالضَّعْفِ الَّذِیْ بِہٖ مِنَ الْجُوْعِ۔

ترجمہ ابوطلحہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے پیٹوں پر سے کپڑے اٹھائے تو ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا پس حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے شکم مبارک سے اپنے کپڑے کو ہٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹ مبارک پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

حل لغات شَکَوْنَا۔ ہم نے شکایت کی۔ شَکْوٌ یا شَکْوٰی یا شَکَاۃٌ سے ہے جس کے معنی دردمند ہونا، رنج دینا، شکایت کرنا کے ہیں اَلْجُوْعُ۔ بھوک۔

تشریح ارشاد ہے "اور ہم نے اپنے پیٹوں پر سے کپڑے اٹھائے تو ہر ایک نے اپنے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا" یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بھوک کی شدت اور زیادتی کی عملی طور پر شکایت کی۔ کہ اے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمایئے کہ ہم میں ہر ایک بھوک سے نڈھال ہے۔ حَجَرٍ حَجَرٍ کا تکرار باعتبار تعدد شاکیان ہے اور لفظ عن حجر حجر بدل اشتمال ہے اپنے ماقبل سے باعادہ جار۔ فافھم

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"آوردہ اند کہ عادتِ اہل عرب یا اہل ریاضت" "یعنی بعض علماء نے کہا ہے کہ اہل عرب یا

بیان الرجال حدیث ۳۵۴
[1] عبداللہ بن ابی زیاد۔ عبدالحکم القطوانی کا بیٹا ہے صدوق من العاشرۃ خرج لہ د ت۔
[2] سیار۔ یہ سیار بن نضیر ہے اس کی کنیت ابوالمنہال ہے ثقہ من الرابعۃ خرج لہ الجماعۃ۔
[3] سہل بن اسلم۔ العدوی مولاھم البصری ابوسعید صدوق من الثامنۃ۔
[4] یزید بن ابی منصور۔ الازدی ابو روق البصری لا بأس بہ۔ ووھم من ذکرہ فی الصحابۃ خرج لہ مسلم۔
[5] انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
[6] ابی طلحہ

یا اہل مدینہ آنست کہ چوں شکمہائے ایشاں خالی
بود سنگہا بر شکمہائے بر می بستند تا رودہائے
مسترخی نگردد وحرکت بر ایشاں گراں نباشد
وچوں افزوں می شد سختی گرسنگی سنگ دیگر
می بستند وشکم محکم گردد وحرکت بسیار آساں گردد"

اہلِ محنت یا اہلِ مدینہ کی یہ عادت تھی کہ جب
ان کے پیٹ خالی ہوتے تو اس پر پتھر باندھ
لیتے تاکہ انتڑیاں نہ اتر جائیں اور چلنا مشکل
نہ ہو جائے۔ اور جب بھوک خوب شدت اختیار
کر لیتی تو ایک پتھر اور باندھ لیتے تاکہ پیٹ مضبوط
ہو جائے اور چلنا پھرنا بہت آسان ہو جائے۔"

حدیث ۳۵۵/ع۳

حدثنا محمد[1] بن اسماعیل حدثنا آدم[2] بن ابی ایاس حدثنا شیبان[3] ابومعاویة حدثنا عبد الملک[4] بن عمیر عن ابی سلمة[5] بن عبد الرحمٰن عن ابی ہریرة[6] قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِی سَاعَةٍ لَا یَخْرُجُ فِیْهَا وَلَا یَلْقَاهُ فِیْهَا اَحَدٌ فَاَتَاهُ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ مَاجَاءَ بِکَ یَا اَبَا بَکْرٍ فَقَالَ خَرَجْتُ اَلْقٰی رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَاَنْظُرُ فِیْ وَجْهِهٖ وَالتَّسْلِیْمِ عَلَیْهِ فَلَمْ یَلْبَثْ اَنْ جَاءَ عُمَرُ مَاجَاءَ بِکَ یَا عُمَرُ قَالَ الْجُوْعُ یَا رَسُوْلَ اللہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَاَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذٰلِکَ فَانْطَلَقُوْا اِلٰی مَنْزِلِ اَبِی الْهَیْثَمِ بْنِ التَّیْهَانِ الْاَنْصَارِیِّ وَکَانَ رَجُلًا کَثِیْرَ النَّخْلِ وَالشَّجَرِ وَالشَّاءِ وَلَمْ یَکُنْ لَهٗ خَدَمٌ فَلَمْ یَجِدُوْهُ فَقَالُوْا لِامْرَاَتِهٖ اَیْنَ صَاحِبُکِ فَقَالَتِ انْطَلَقَ یَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ فَلَمْ یَلْبَثُوْا اَنْ جَاءَ اَبُو الْهَیْثَمِ بِقِرْبَةٍ یَزْعَبُهَا فَوَضَعَهَا ثُمَّ جَاءَ یَلْتَزِمُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَیُفَدِّیْهِ بِاَبِیْهِ وَاُمِّهٖ ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ اِلٰی حَدِیْقَتِهٖ فَبَسَطَ لَهُمْ بِسَاطًا ثُمَّ انْطَلَقَ اِلَی النَّخْلَةِ فَجَاءَ بِقِنْوٍ فَوَضَعَ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اَفَلَا تَنَقَّیْتَ لَنَا مِنْ رُطَبِهٖ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللہِ اِنِّیْ اَرَدْتُّ اَنْ تَخْتَارُوْا اَوْ تَخَیَّرُوْا مِنْ رُطَبِهٖ وَبُسْرِهٖ فَاَکَلُوْا وَشَرِبُوْا مِنْ ذٰلِکَ الْمَاءِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم هٰذَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مِنَ

اسماء الرجال حدیث ۳۵۵/ع۳

ع۱ محمد بن اسماعیل۔ دیکھو حدیث ع۵ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاریۂ

ع۲ آدم بن ابی ایاس۔ خراسانی ہے بغداد میں زندگی گذاری عابد امن التاسعة خرج له البخاری وابوداؤد۔

ع۳ شیبان ابومعاویہ۔ دیکھو حدیث ع۵ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۴ عبدالملک بن عمیر۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳

ع۵ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن دیکھو حدیث ع۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

ع۶ ابوہریرہ۔ دیکھو حدیث ع۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱۰

النَّعِيمِ الَّذِي تُسْئَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ظِلٌّ بَارِدٌ وَرُطَبٌ وَطَيِّبٌ وَمَاءٌ بَارِدٌ فَانْطَلَقَ اَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم لَا تَذْبَحَنَّ لَنَا ذَاتَ دَرٍّ فَذَبَحَ لَهُمْ عِنَاقًا اَوْجَدْيًا فَاَتَاهُمْ بِهَا فَاَكَلُوْا فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم هَلْ لَكَ خَادِمٌ قَالَ لَا قَالَ فَاِذَا اَتَانَا سَبْيٌ فَاْتِنَا فَاُتِيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بِرَاْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ فَاَتَاهُ اَبُو الْهَيْثَمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اِخْتَرْ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ اخْتَرْ لِي فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ خُذْ هٰذَا فَاِنِّي رَاَيْتُهُ يُصَلِّي وَاسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوْفًا فَانْطَلَقَ اَبُو الْهَيْثَمِ اِلَى امْرَاَتِهِ فَاَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فَقَالَتْ امْرَاَتُهُ مَا اَنْتَ بِبَالِغٍ مَا قَالَ فِيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اِلَّا اَنْ تَعْتِقَهُ فَقَالَ فَهُوَ عَتِيْقٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اِنَّ اللهَ تَعَالٰى لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلَا خَلِيْفَةً اِلَّا وَلَهُ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَاْلُوْهُ خَبَالًا وَمَنْ يُوْقَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِيَ ۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک روز (خلاف عادت شریفہ) سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ایسے وقت باہر تشریف لائے جس وقت آپ باہر تشریف نہیں لایا کرتے تھے، اور نہ ہی اس وقت کوئی ایک ملاقات کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے ملنے آتا۔ دریں اثنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابوبکر اس وقت تیرے آنے کا باعث کیا ہے" انہوں نے عرض کیا کہ اس ارادہ و نیت سے گھر سے نکلا ہوں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ملاقات کروں اور چہرۂ اقدس کو دیکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں سلام عرض کروں۔ پس تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے۔ پس سرورِ کائنات نے ارشاد فرمایا اے عمر تجھے اس وقت کونسی ضرورت لے آئی تو انہوں نے عرض کیا کہ بھوک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم)۔ تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کچھ تو میں بھی محسوس کرتا ہوں پھر یہ تینوں حضرات ابی ہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف

لے گئے اور یہ صاحب کافی کھجور، درخت اور بکریاں رکھتا تھا اور اس کا کوئی نوکر نہیں تھا۔ یہ انصاری گھر پر موجود نہ تھا اس کی بیوی سے پوچھا تیرا خاوند کہاں ہے اس نے کہا وہ تو ہمارے لئے میٹھا پینے کا پانی لانے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ وہ انصاری پانی سے بھری ہوئی مشک لے آیا جس کو وہ بوجھ کی طرح اٹھا رہا تھا پس فوراً اس مشک کو رکھ دیا پھر آئے اور آتے ہی فرطِ محبت سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے لپٹ گئے۔ اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنا ماں باپ قربان کرنے لگے، پھر ان تمام حضرات کو اپنے کھجوروں کے باغ میں لے گئے، ان بزرگوں کے لئے بچھونے بچھائے، پھر ایک درخت کی جانب گیا اور کھجور کا خوشہ لے آیا (جس میں پکی پکی آدھ کچری کھجوریں تھیں) اور ان گرامی قدر بزرگوں کے آگے پیش کردیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا تونے ہمارے لئے پکی کھجور چھانٹ کر کیوں نہ توڑی۔ تو ابوالہیثم نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ چاہتا تھا کہ آپ خود پکی اور کچی کھجوریں پسند فرما کر تناول فرماویں۔ تینوں حضرات نے وہ کھجوریں نوش فرمائیں اور اس پانی سے پانی پیا۔ پھر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذاتِ اقدس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ بھی اس نعیم میں داخل ہے جس کا سوال قیامت میں ہوگا' ٹھنڈا سایہ، تازہ کھجوریں' اور ٹھنڈا پانی۔ ابوہیثم جانے لگے تاکہ مہمانوں کے لئے کھانے کا انتظام کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہمارے لئے دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا۔ تو ان حضرات کے لئے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا وہ ان صاحبان کے سامنے پکا کر پیش کردیا۔ ان حضرات نے اسے تناول فرمایا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تیرا خادم کوئی نہیں ہے؟ ابوہیثم نے عرض کیا کہ نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جب بھی غنائم میں غلام آئیں تو مجھے یاد کرنا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں دو غلام پیش کئے گئے۔ ابوہیثم آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ان دونوں میں سے ایک کو پسند کرلے۔ ابوہیثم نے عرض کیا اے اللہ پاک کے نبی آپ ہی میرے لئے ایک منتخب فرمالیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے۔ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ غلام لے لے۔ کیونکہ میں نے اسے نماز ادا کرتے دیکھا ہے اور میری ایک وصیت اس کے حق میں قبول کر، وہ یہ کہ اس کے ساتھ نیکی کرتا رہ، ابوہیثم اپنی بیوی کے پاس گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد اُسے بتایا تو اُسے اس کی بیوی نے کہا کہ اس غلام کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو فرمایا ہے تو اس کو پورا نہیں کرسکتا سوائے اس

بات کے تو اسے آزاد کر دے۔ فوراً ابو ہیثم نے کہا کہ غلام آزاد ہے تو جب اس کی آزادی کی اطلاع آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پہنچی) نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر نبی اور اس کے جانشین کے لئے دو باطنی مشیر اور صلاح کار پیدا کرتا ہے جن میں سے ایک مشیر بھلائی کا امر کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور ایک مشیر تباہ و برباد کرنے میں ذرا بھی کمی نہیں کرتا۔ اور جو شخص بُرے مشیر سے بچا لیا جائے وہ ہر قسم کی برائی سے بچا لیا گیا۔

حل لغات

اِنْطَلَقُوْا چلے گئے : اِنْطِلَاقٌ۔ چلا جانا۔ مَنْزِلٌ۔ مکان، جگہ۔ یَسْتَعْذِبُ۔ اِسْتِعْذَابٌ سے ہے جس کے معنی پانی پلانا، میٹھا پانی لانا، پینے کا پانی لانا کے ہیں۔ قِرْبَۃٌ۔ مشک، اس کی جمع قِرَبٌ اور قِرْبَاتٌ آتی ہے۔ یَزْعَبُ۔ زَعْبٌ سے ہے جس کے معنی بھری ہوئی مشک اٹھانا، کاٹنا، بھرنا، آواز کرنا وغیرہ وغیرہ کے ہیں۔ یَلْتَزِمُ۔ اِلْتِزَامٌ سے ہے گلے سے لگانا، فرطِ محبت سے چمٹ جانا۔ بِسَاطاً۔ بچھونا، فرش۔ اس کی جمع بسط ہے۔ قِنْوٌ اور قُنْوٌ۔ خوشہ۔ تَنَقَّیْتَ۔ تو نے چھانٹا اِنْقَاءٌ سے ہے جس کے معنی ہیں صاف کرنا، کچرا نکال ڈالنا۔ رُطَبٌ۔ پکی کھجور۔ بُسْرٌ۔ بسورٌ بھی آتا ہے گدر کھجور کو خشک کھجور کے ساتھ ملانا۔ ذَاتَ دَرٍّ۔ دودھ والا جانور۔ اَلْعِنَاقُ۔ بکری کا بچہ۔ ابن حجر کے کہنے کے مطابق بکری کا وہ مادہ بچہ جو کہ چار ماہ کا ہو۔ اَلْجَدْیُ۔ بکری کا نر بچہ۔ ابن حجر کے کہنے کے مطابق بکری کا وہ نر بچہ جو کہ ایک سال کا نہ ہو۔ سَبْیٌ۔ قید کرنا، لوٹنا، غارت کرنا، لونڈی غلام بنانا۔ مُؤْتَمَنٌ۔ اسم مفعول ہے جس کے معنی امین کے ہیں۔ اِسْتَوْصِ امر ہے اِسْتِیْصَاءٌ سے جس کے معنی وصیت قبول کرنا کے ہیں۔ تَعْتِقُہٗ۔ تو اس کو آزاد کر دے عِتْقٌ سے ہے جس کے معنی آزاد کرنا کے ہیں۔ بِطَانَۃٌ۔ راز، بھید، دلی دوست، مشیر۔ اَلْخَبَالُ۔ فساد نقصان ہلاکت، بردباری، زہرِ قاتل۔ وُقِیَ۔ بچایا گیا۔ اَلْوَقْیُ وَالْوِقَایَۃُ۔ بچانا۔ نگاہ داشتن۔

تشریح

ارشاد ہے " انہوں نے عرض کیا کہ اس ارادہ و نیت سے گھر سے نکلا ہوں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ملاقات کروں اور ان کے چہرۂ اقدس کو دیکھوں اور آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں سلام عرض کروں " امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے استفسار پر اپنے حاضر ہونے کے تین مقاصد عرض کئے۔ سبحان اللہ! محبت اطاعت اور عشقِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کتنے پیار اور عاشقانہ انداز میں اظہار فرما رہے ہیں۔ جناب قاضی محمد عاقل

صاحب حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایسے وقت میں باہر تشریف لانے کی کیا ہی خوب وجہ تحریر کرتے ہیں فرماتے ہیں۔

"آوردہ اند کہ ظن آنست پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم بنور نبوت دانست کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ طالب ملاقات اوست پس برآمد در آں وقت بخلاف عادت و ابوبکر ظاہر گشت بنور ولایت کہ آنحضرت دریں وقت برآمدہ است برائے او تا مطلوبش محصل گردد۔"

یعنی علمائے کرام کا بیان ہے کہ حقیقت یہ ہے۔ حضور عالم علوم اوّلین و آخرین صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حاضر ہونا نور نبوت سے (یعنی علم غیب سے) جان لیا تھا اسی لئے اپنی عادت شریفہ کے خلاف اس وقت باہر تشریف فرما ہوئے۔ ادھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نور ولایت (یعنی کرامت) کی طاقت سے موجود ہو گئے کیونکہ اسی نور ولایت کی بدولت آپ کو معلوم ہوا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم آپ کی ملاقات کے لئے باہر تشریف لا رہے ہیں تاکہ جناب صدیق رضی اللہ عنہ کی ضرورت پوری فرما دیں۔"

اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ضرورت کیا تھی۔ وہ ان کے جواب سے ظاہر ہے کہ ملاقات کروں، رُخِ انور کو دیکھوں اور سلام عرض کروں۔

ارشاد ہے "اے عمر تجھے اس وقت کونسی ضرورت لے آئی" یعنی تیرا اس وقت خلافِ معمول آنا کیسے ہوا۔ یہ وقت تو ملاقات کا نہیں ہے" ارشاد ہے "تو انہوں نے عرض کیا بھوک یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ وسلم)" یعنی مجھے اس وقت نہایت ہی شدید بھوک لگی ہوئی ہے اور حاضرِ خدمت ہُوا ہوں۔ جناب حضرت قاضی محمد عاقل صاحب شارح شمائل شریف تحریر فرماتے ہیں:۔

"آوردم مرا گرسنگی اے پیغمبر خدا تا تسلی و آرام شود بنظرِ سوئے مبارک تو چنانچہ اہل مصر برائے

"یعنی جناب عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ تعالیٰ کے نبی! مجھے بھوک لے آئی ہے، تاکہ آنحضور

صلوٰۃ اللہ علیک یا رسول اللہ

تسلی خاطر خود میکردند در زمان یوسف صلوٰۃ اللہ علیہ وعلی نبینا۔"

سراپا حسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مبارک سے میری تسلی ہو اور مجھے چین نصیب ہو۔ چنانچہ اہل مصر اس طرح کرتے تھے اور تسلی خاطر کے لئے جناب یوسف علیہ السلام کے رُخِ انور کو آکر دیکھ لیتے۔"

ارشاد ہے "پھر یہ تینوں حضرات ابی ہیثم بن تیہان انصاری کے گھر تشریف لے گئے" حضرت علامہ شیخ الدرس مولٰنا مولوی حافظ گل فقیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پشاوری کا فرمانا ہے کہ :۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے بلند مرتبہ والا یعنی وہ شخص کہ جس کی پرہیزگاری اور تقدس کی وجہ سے اس کے ساتھی اس کا احترام اور عزت کرتے ہیں، اگر اپنے احباب کے گھر بغیر اطلاع کے کھانے پینے کے لئے چلا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔"

ارشاد ہے "تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ وہ انصاری پانی سے بھری مشک لے آیا جس کو وہ بوجھ کی طرح اٹھا رہا تھا، پس فوراً اس مشک کو رکھ دیا" حضرت استاذ گرامی شیخ الحدیث والتفسیر صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ :۔

"حدیث شریف کے اس ٹکڑے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص خواہ کتنا ہی مالدار کیوں نہ ہو گھر والوں کی خدمت اور ان کے حوائج ضروریہ کو پورا کرنا بزرگی اور بڑائی کے منافی نہیں ہے بلکہ اس میں تو کمال تواضع اور حسن خلق ہے۔"

ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہمارے لئے دودھ والا جانور ذبح نہ کرنا" حضرت شیخ الدرس مولٰنا مولوی محدث جلیل حافظ فقیر احمد صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ :۔

"آنجناب شفیق اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس انصاری پر اور اس کے اہل وعیال پر کمال درجے کی شفقت فرمائی، یہ منع فرما کر کہیں یہ صاحب فرط محبت میں آکر ایسا جانور ذبح نہ کر ڈالے جو دودھ دے رہا ہو یا عنقریب بچہ جن کر دودھ دینے والا ہو۔ یہ ہی شفقت اور ہمدردی کی وجہ تھی۔"

ارشاد ہے "ابو ہیثم آئے" یعنی وہ بات یاد دلانے کے لئے کہ یارسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنجناب نے غلام عطا کرنے کا ارشاد فرمایا تھا، اب چونکہ دو غلام آگئے ہیں لٰہذا میری اس ضرورت کو پورا فرما دیجئے۔ ارشاد ہے "تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے" یعنی مشورہ دینے والے کو ایسا مشورہ دینا چاہئیے جس سے مشورہ چاہنے والے کو فائدہ اور بھلائی پہنچے اور اس مشورہ کی برائی اور اچھائی کو خُوب اچھی طرح سے وضاحت سے بیان کرے تاکہ بد دیانت نہ کہلائے کیونکہ اس پر اعتماد، اعتبار، یقین اور بھروسہ کیا جاتا ہے۔ ارشاد ہے "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ غلام لے لے، کیونکہ میں نے اس کو نماز ادا کرتے دیکھا ہے اور میری ایک وصیت اس کے حق میں قبول کر؛ وہ یہ اس کے ساتھ نیکی کرتا رہ۔" یعنی اس کے ساتھ احسان، بھلائی اور نیکی کرنا۔ استاذِ گرامی فاضلِ جلیل حضرت صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے فرمایا کہ

"یہی معنی مناسب اور دُرست ہیں کیونکہ یہاں پر مَعْرُوْفًا مفعول بہ واقع ہے اور اگر مَعْرُوْفًا کو مفعول مطلق تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس جملہ کے یہ معنی ہوں گے قبول کر میری وصیت اس کے حق میں جو کہ قبول کی جاتی ہے کہ نیک ہے۔"

جب ابو ہیثم کی بیوی نے یہ بات سُنی تو خاوند کو کہا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا یہ مطلب ہے کہ اسے آزاد کر دے۔ چنانچہ ابو ہیثم نے اسے فوراً آزاد کر دیا۔

حدیث ۵ / ۳۵۶ حدثنا عمر[1] بن اسماعیل بن مجالد بن سعید حدثنی ابی[2] عن بیان[3] حدثنی قیس[4] بن ابی حازم قَالَ سَمِعْتُ سعد[5] بن ابی وقاص یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ اَهْرَاقَ دَمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَاِنِّیْ لَاَوَّلُ رَجُلٍ رَمٰی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ اَغْزُوْ فِی الْعِصَابَةِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا نَاْکُلُ اِلَّا وَرَقَ الشَّجَرِ وَالْحُبْلَةَ حَتّٰی تَقَرَّحَتْ اَشْدَاقُنَا حَتّٰی اِنَّ اَحَدَنَا لَیَضَعُ کَمَا تَضَعُ الشَّاةُ وَالْبَعِیْرُ وَاَصْبَحَتْ بَنُوْ اَسَدٍ یُعَزِّرُوْنَنِیْ فِی الدِّیْنِ لَقَدْ خِبْتُ اِذًا وَضَلَّ عَمَلِیْ۔

ترجمہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں کافر

اسماء الرجال حدیث ۵ / ۳۵۶
۱۔ عمر بن اسمٰعیل بن مجالد بن سعید۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ ابی۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ بیان۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳
۴۔ قیس بن ابی حازم۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی تعطر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵۔ سعد بن ابی وقاص

کا لہو بہایا ہے اور یقیناً سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں تیر پھینکا ہے۔ بے شک میں جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک ایسے گروہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتا تھا جن کا گذر اوقات صرف درختوں کے پتے اور ببول کے کانٹے ہوتے جن سے ہمارے جبڑے پھٹ گئے۔ اور ہم میں سے ہر ایک بکری اور اونٹ کی طرح پاخانہ کرتا۔ اس کے باوجود قبیلہ بنو اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں اور میری ناواقفیت کا یہ عالم ہے تو میرے عمل اکارت ہو گئے۔

حل لغات

اَھْرَاقَ۔ لہو بہایا۔ سَھْمٌ۔ تیر۔ عِصَابَۃٌ۔ مہذب میں ہے "آدمیوں اور جانوروں کا گروہ" صاحب قاموس لکھتے ہیں "دس سے لیکر چالیس آدمیوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔

حُبْلَۃ۔ سمر کا پھل جو لوبیہ کے مشابہ ہوتا ہے بعضوں نے فرمایا ہے کہ جنگلی کانٹے دار درخت کا پھل۔ منتہی الارب میں ہے۔ سمر طلح کا درخت، طلح جنگل کے بڑے درخت کو کہتے ہیں یعنی ببول۔ تَقَرَّحَتْ۔ زخمی ہو گئے، پھٹ گئے اَلْقَرْح۔ زخم، پھوڑا، پھٹ۔ اَشْدَاقٌ۔ جبڑے۔ یُعَزِّرُوْنَنِیْ۔ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں، مجھ کو ملامت کرتے ہیں۔ میرا عیب بیان کرتے ہیں۔ عَزْرٌ سے ہے جس کے معنی ملامت کرنا، سزا دینا، تادیب کرنا وغیرہ وغیرہ کے ہیں جب احکام اور فرائض کے ساتھ آئے تو اس کے معنی "فرائض اور احکام سے واقف کرا دینا یا سکھانا کے آتے ہیں۔ خِبْتُ۔ میری ناواقفیت یہ ہے۔ اَلْخَیْبَۃ سے ہے جناب مولٰینا محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

"بدانکہ خبت ماخوذ از خیبتہ، در تاج بیہقی آوردہ الخیبتہ بے بہرہ ماندن و ناامید شدن"

"جان لے خبت خیبتہ سے ماخوذ ہے۔ تاج بیہقی میں ہے کہ الخیبتہ بے بہرہ رہنا، ناواقف رہنا اور مایوس ہو جانا کے ہیں۔"

تشریح

ارشاد ہے "سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یقیناً پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ تعالٰی کے راستے میں کافر کا خون بہایا ہے" شیخ ابن حجر ابن اسحاق سے روایت کرتے ہیں کہ ابتدائے اسلام میں صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی رازداری سے عبادت کیا کرتے تھے۔ پہاڑوں اور دروں میں جا کر یادِ الٰہی کرتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً مکہ مکرمہ کے پہاڑوں میں صحابہ مشغولِ عبادت تھے کہ مشرکوں کا ایک گروہ اچانک نمودار ہوا اور برا کہہ کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ سعد بن ابی وقاص کے قریب ہی اونٹ کا ایک جبڑا پڑا ہوا تھا انہوں نے

اُٹھا کر مشرکوں پر ہلہ بول دیا۔ سات مشرکین نے سر اس جبڑے سے پھٹ گئے اور ان کے سروں سے خون بہنا شروع ہوگیا۔ سعد بن وقاص کا یہ فرمانا اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ ارشاد ہے " اور یقیناً سب سے پہلا شخص میں ہی ہوں جس نے اللہ کی راہ میں پہلے تیر پھینکا ہے " بقول مواہب شریف سلھ میں ابوسفیان کی زیر سرکردگی مشرکین کا لشکر آیا جو کہ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ اسلام کا سب سے پہلا لشکر عبیدہ بن حارث کی زیر امارت حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے بھیجا تاکہ اس کا حملہ روکا جائے۔ چنانچہ رابغ کے مقام پر مشرکین سے مسلمانوں کا آمنا سامنا ہوا۔ اس جہاد میں مسلمانوں کا جھنڈا سفید تھا۔ اسی جہاد میں حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے تیر چلانے والے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ارشاد ہے " بلشبہ میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ایک ایسے گروہ کے ساتھ مل کر جہاد کرتا تھا جن کا گذر اوقات صرف درخت کے پتے اور ببول کے کانٹے ہوتے جن سے ہمارے جبڑے پھٹ گئے ہم میں سے ہر ایک بکریوں اور اونٹ کی طرح پاخانہ کرتا " یعنی جب ۸ھ میں تین سو مہاجرین وانصار کی قیادت حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے مرحمت فرما کر مدینہ منورہ سے پانچ روز کی منزل پر سمندر کے کنارے قبیلہ جہینہ کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔ اس سریہ میں سعد بن وقاص بھی تھے۔ یہ سریہ بہت سخت تھا اور مسلمانوں نے انتہائی مشقتوں، مصیبتوں، صعوبتوں اور تکالیف کو برداشت کیا یہاں تک کہ جنگلی درختوں کے پتے اور کانٹے جھاڑ کر کھانے کی نوبت آئی۔ اسی لئے اس جہاد کو " سریہ الخبط " کہتے ہیں۔ خبط کے معنی ہی پتے جھاڑنے کے ہیں۔ جناب سعد بن وقاص نے اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ اس حدیث شریف کا ترجمۃ الباب یہی ٹکڑا ہے۔ ارشاد ہے " اس کے باوجود قبیلہ اسد کے لوگ مجھ کو اسلام سکھاتے ہیں " اگر میری ناواقفیت کا یہ عالم ہے تو پھر میرے عمل اکارت ہوگئے " یعنی جب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جناب سعد بن وقاص کو کوفہ کا امیر مقرر کیا گیا تو حسبِ عادت کوفہ والوں نے جناب سعد بن وقاص کے خلاف بھی سازشیں کیں اور ان سازشوں میں ایک یہ سازش تھی کہ جناب عمر فاروق کو شکایت کی کہ امیر کوفہ نماز اچھی نہیں پڑھاتے ہیں۔ جناب امیر المومنین نے انہیں مدینہ منورہ طلب کیا اور اس شکایت سے انہیں آگاہ کیا جس کے جواب میں جناب سعد نے ان الفاظ میں اپنی صفائی پیش کی۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ میں تو وہی نماز پڑھاتا ہوں جس طرح حضور رسول کریم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو میں نے نماز پڑھتے دیکھا ہے، اس میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں کرتا۔

حدیث ۶/۳۵۷ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا صفوان[2] بن عیسیٰ حدثنا عمرو[3] بن عیسیٰ ابونعامۃ العدوی قال سمعت خالد[4] بن عمیر وشویسا[5] ابا الرقاد قالا بَعَثَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُتْبَةَ بْنَ غَزْوَانَ وَقَالَ انْطَلِقْ اَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ حَتّٰی اِذَا كُنْتُمْ فِیْ اَقْصٰی اَرْضِ الْعَرَبِ وَاَدْنٰی بِلَادِ الْعَجَمِ فَاَقْبَلُوْا حَتّٰی اِذَا كَانُوْا بِالْمِرْبَدِ وَجَدُوْا هٰذَا الْكَذَّانَ فَقَالُوْا مَا هٰذِهٖ قَالُوْا هٰذِهِ الْبَصْرَةُ فَسَارُوْا حَتّٰی اِذَا بَلَغُوْا حِيَالَ الْجِسْرِ الصَّغِيْرِ فَقَالُوْا هٰهُنَا اُمِرْتُمْ فَنَزَلُوْا فَذَكَرُوا الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهٖ قَالَ فَقَالَ عُتْبَةُ بْنُ غَزْوَانَ لَقَدْ رَاَيْتُنِیْ وَاِنِّیْ لَسَابِعُ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَا لَنَا طَعَامٌ اِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ حَتّٰی تَقَرَّحَتْ اَشْدَاقُنَا فَالْتَقَطْتُ بُرْدَةً فَقَسَمْتُهَا بَيْنِیْ وَبَيْنَ سَعْدٍ فَمَا مِنَّا مِنْ اُولٰٓئِكَ السَّبْعَةِ اَحَدٌ اِلَّا وَهُوَ اَمِيْرُ مِصْرٍ مِنَ الْاَمْصَارِ وَسَتُجَرِّبُوْنَ الْاُمَرَاءَ بَعْدَنَا۔

ترجمہ خالد بن عمیر اور شویس ابا الرقاد فرماتے ہیں کہ جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو مقرر فرما کر حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ یہاں تک کہ منتہائے سرزمین عرب پر پہنچو جس جگہ سے سرزمین عجم بہت ہی نزدیک رہ جاتی ہے پس وہ لشکر روانہ ہوا یہاں تک کہ مربد پہنچا۔ انہوں نے وہاں سفید پتھر دیکھے، لوگوں سے پوچھا یہ کیا ہے؟ پھر چل پڑے یہاں تک کہ چھوٹے پل کے قریب پہنچ گئے۔ تو انہوں نے آپس میں کہا کہ یہ جگہ وہی ہے جس جگہ ہمیں اترنے کا حکم دیا گیا تھا تو وہاں انہوں نے پڑاؤ ڈال دیا۔ پھر تمام واقعہ راویوں نے مفصل بیان کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ عتبہ بن غزوان نے کہا البتہ تحقیق مجھ پر ایک ایسا دور گذرا ہے کہ میں حضور سرور عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں سے ساتواں فرد تھا ہمارے پاس کچھ بھی کھانے کا نہیں ہوتا تھا مگر درختوں کے پتے۔ ان کے کھانے سے ہمارے جبڑے زخمی ہو گئے تھے۔ نیز مجھے ایک دفعہ ایک چادر ملی جو کہ نصف میں نے اور نصف سعد نے لے لی۔ پس (آج یہ عالم ہے) ہم ان سات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک صحابی

اسماء الرجال حدیث ۶/۳۵۷
[1] محمد بن بشار۔ دیکھیں حدیث ۲/۳۵۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
[2] صفوان بن عیسیٰ الزہری۔ القسام البصری۔ ہے۔ ذہبی نے کہا ثقہ ہے۔ ۲۰۰ھ میں فوت ہوا۔ خرج لہ الجماعۃ۔
[3] عمرو بن عیسیٰ ابو نعامۃ العدوی۔ ذہبی نے کہا ثقہ ہے۔ یقال تغیر قبل موتہ۔ من السابعۃ۔ خرج لہ مسلم وابوداؤد۔
[4] خالد بن عمیر العدوی البصری ہے۔ مخضرم۔ خرج لہ البخاری والنسائی و ابن ماجہ۔
[5] شویسا ابا الرقاد العدوی البصری من الثالثۃ۔

کسی نہ کسی شہر کا حاکم ہے، اور عنقریب تم ہمارے بعد کے حکام کو آزما کر دیکھو گے۔

حل لغات مِرْبَد ۔ اس مقام کو کہتے ہیں جہاں اونٹ اور بکریاں رات رہتی ہیں یعنی تھان، باڑہ۔ نیز اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں میوہ توڑ کر سکھاتے ہیں، کھجور خشک کرنے کی جگہ، اور مجلس کو بھی مربد کہتے ہیں۔ اَلْکَذَّان۔ سنگ ہائے نرم و سفید کہ کلوخ نما باشند۔ حجارة رخوة کا نھا مدر ماَئلة الی البیاض۔ نرم اور سفید پتھر۔ اَلْبَصْرَة۔ شہر کا نام ہے۔ یہ دجلہ و فرات کے دوآبہ کے مغربی کنارے پر واقع ہے۔ نَقْطٌ۔ زمین سے اٹھالینا۔ سَتُجَرِّبُوْنَ۔ عنقریب آزماؤ گے۔ تَجْرِبِیْبٌ سے ہے، آزمانا، پرکھنا۔

تشریح ارشاد ہے "جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوان کو مقرر فرما کر حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ جب منتہائے سرزمین عرب پر پہنچو جس جگہ سے سرزمین عجم بہت ہی نزدیک رہ جاتی ہے۔" جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ چلا کہ یزدجرد نے عجم سے امداد منگوائی ہے اور وہ عرب پر اس راستہ یعنی بصرہ سے آئے گی تو جناب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تین سو مجاہدین اسلام کا ایک لشکر عتبہ بن غزوان کی زیر قیادت روانہ فرما کر یہ حکم دیا۔ ارشاد ہے "پھر تمام واقعہ راویوں نے مفصل طور پر بیان کیا" یعنی خراسان کے لشکر کے آنے کا اور جناب عتبہ بن غزوان کے فتح کرنے کا پورا قصہ بیان کیا۔ چونکہ اس مقام پر باب کی مناسبت کے لحاظ سے ان کے گذر اوقات کی تنگی کا بیان کرنا مقصود تھا اس لئے امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ واقعات چھوڑ دیئے اور اصل مقصود بیان فرما دیا کہ ہم پر تکلیف و مصائب کے ایسے دور بھی گذرے ہیں کہ ہم پتے کھا کر پیٹ بھر لیتے تھے۔ اگر کہیں گری پڑی چادر مل جاتی تو باہم آدھی آدھی کر لیتے تھے اور آج یہ عالم ہے کہ وہ سات کے سات آج کسی نہ کسی جگہ کے حاکم ہیں۔ اور فرمایا "اور عنقریب تم ہمارے بعد کے حکام کو آزما دیکھو گے" یعنی ان کو ہماری طرح نہ پاؤ گے۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"گفتہ اند دریں اخبار است بآنکہ امراء بعد ایشاں در عدالت و امانت و اعراض از دنیا مثل آنہا نخواہند بود و تجربہ رسید کہ چناں باشد"	یعنی علماء نے فرمایا ہے کہ ان کے اس ارشاد میں اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ صحابۂ کرام کے بعد عدالت، امانت اور اعراض دنیا ان کی

مثل حکام پیدا نہیں ہوں گے۔ اور یہ بات تجربہ نے ثابت کردی ہے کہ ایسا ہی ہوا۔"

حدیث ۳۵۸ حدثنا عبدُ اللّٰہ بن عبدالرحمٰن حدثنا روحٌ[۲] بن اسلم ابوحاتم البصری حدثنا حمادُ[۳] بن سلمۃ حدثنا ثابتٌ[۴] عن انسٍ[۵] قال قال رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم لَقَدْ اُخِفْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اُوْذِیْتُ فِی اللّٰہِ وَمَا یُؤْذٰی اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَیَّ ثَلٰثُوْنَ مِنْ بَیْنِ لَیْلَۃٍ وَیَوْمٍ وَمَالِیْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ یَاْکُلُہٗ ذُوْکَبِدٍ اِلَّا شَیْءٌ یُوَارِیْہِ اِبْطُ بِلَالٍ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا ڈرایا گیا ہوں اتنا کسی ایک کو بھی نہیں ڈرایا گیا اور قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا دکھ مجھے دیا گیا ہے کسی ایک شخص کو اتنا دکھ نہیں دیا گیا ہے۔ اور قسم ہے کہ گذرتے تھے مجھ پر تیس دن رات حالانکہ میرے لئے اور بلال کے لئے کھانا نہیں ہوتا تھا کہ ہم کھاتے جس کو کوئی جاندار کھا سکے بجز اس تھوڑے سے کھانے کے جو بلال کی بغل میں چھپا ہوا ہوتا۔

حل لغات اُخِفْتُ۔ میں ڈرایا گیا ہوں، دھمکایا گیا ہوں۔ اَخَافَۃٌ سے ہے جس کے معنی ڈرانا، دھمکانا خوف دلانا، گھبراہٹ میں ڈالنا۔ ذُوْکَبِدٍ۔ جگر والا یعنی جاندار۔ اِبْطٌ۔ بغل۔

تشریح ارشاد ہے "قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا میں ڈرایا گیا ہوں" یعنی جب آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کلمہ توحید کا اعلان عام فرمایا اور تبلیغ اسلام شروع کی تو آپ کو ہر ممکن طریقہ سے ڈرایا دھمکایا گیا۔ تاکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تبلیغ نہ کریں۔ ارشاد ہے "اور قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جتنا دکھ مجھے دیا گیا ہے کسی ایک شخص کو اتنا دکھ نہیں دیا گیا" یعنی دین اسلام کی اشاعت وحی الٰہی کے پہنچانے اور کلمۂ توحید کو غالب کرنے میں جتنی ایذا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دی گئی اور پہنچائی گئی کسی شخص کو بھی اتنا دکھ نہیں دیا گیا۔ ارشاد ہے "اور قسم ہے کہ گذرتے تھے مجھ پر تیس دن رات حالانکہ میرے لئے اور بلال کے لئے کھانا نہیں ہوتا تھا کہ ہم کھاتے

اسماء الرجال حدیث ۳۵۸

[۱] عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱۔
[۲] روح بن اسلم ابوحاتم البصری۔ الباہلی ہے۔ ذہبی نے کہا کہ ضعیف ہے۔ من التاسعۃ۔
[۳] حماد بن سلمۃ۔ دیکھو حدیث ۳ باب ما جاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳۔
[۴] ثابت۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ...
[۵] انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱۔

جس کو کوئی جاندار کھا سکے، بجز اس تھوڑے سے کھانے کے جو بلال کی بغل میں چھپا ہوا ہوتا" یعنی آنحضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابۂ کرام کے گذر اوقات کی یہ کیفیت تھی۔

حدیث ۸/۳۵۹ حدثنا عبداللہ[1] بن عبدالرحمٰن انبانا عفان[2] بن مسلم حدثنا ابان[3] بن یزید العطار حدثنا قتادة[4] عن انس[5] بن مالك اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لَمْ یَجْتَمِعْ عِنْدَهٗ غَدَاءٌ وَلَا عَشَاءٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ اِلَّا عَلٰی ضَفَفٍ قَالَ عَبْدُاللّٰہِ قَالَ بَعْضُهُمْ هُوَ كَثْرَةُ الْاَیْدِیْ۔

ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستر خوان پر صبح اور شام کے کھانے میں روٹی اور گوشت جمع نہیں ہوا مگر بہت مہمانوں کی موجودگی میں۔ عبداللہ نے کہا کہ بعض نے کہا ہے کہ ضَفَف کے معنی ہیں کھانے میں بہت ہاتھ۔

حل لغات غَدَاءٌ۔ صبح کا کھانا۔ عَشَاءٌ۔ شام کا کھانا۔
ضَفَف۔ مال کی قلت، حاجت، کمزوری، جلد بازی، اہل وعیال کی کثرت۔

تشریح جناب مولینا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور مبارک میں جب مہمانوں کی کثرت ہوتی تو روٹی اور گوشت مہیا کیا جاتا ورنہ جیسے بھی ہوتا گذر اوقات فرما لیتے۔ مشہور لغوی عالم ابو یزید کے نزدیک ضَفَف کے معنی "شدت" کے ہیں اور فراء کے نزدیک "حاجت" کے ہیں تو اس لحاظ سے یوں معنی ہوگا کہ کھانا میسر نہ ہوتا مگر بھوک کی سختی کے وقت"۔

حدیث ۹/۳۶۰ حدثنا عبد[1] بن حمید حدثنا محمد[2] بن اسماعیل بن ابی فدیك حدثنا ابن ابی[3] ذئب عن مسلم[4] بن جندب عن نوفل[5] بن الهذلی قَالَ كَانَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ لَنَا جَلِیْسًا وَكَانَ نِعْمَ الْجَلِیْسُ وَاِنَّهٗ انْقَلَبَ بِنَا ذَاتَ یَوْمٍ حَتّٰی اِذَا دَخَلْنَا بَیْتَهٗ وَ دَخَلَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ وَاُتِیْنَا بِصَحْفَةٍ فِیْهَا خُبْزٌ وَلَحْمٌ فَلَمَّا وُضِعَتْ بَكٰی عَبْدُالرَّحْمٰنِ

اسماء الرجال حدیث ۸/۳۵۹
ع۱ عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خضاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ عفان بن مسلم۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی تقنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲
ع۳ ابان بن یزید العطار۔ دیکھو حدیث ع۱۸ باب ماجاء فی صفة ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۳
ع۴ قتادہ۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵
ع۵ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

اسماء الرجال حدیث ۹/۳۶۰
ع۱ عبد بن حمید۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک دیکھو حدیث ع۳
ع۳ ابن ابی ذئب۔ دیکھو حدیث ع۵ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲
ع۴ مسلم بن جندب۔ الهذلی المدنی ع۳ قاضی لها۔ ثقہ۔ ۱۰۶ھ میں فوت ۱۳۰ھ۔ خرج له البخاری۔
ع۵ نوفل بن ایاس الهذلی۔

فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا يُبْكِيكَ قَالَ هَلَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وَلَمْ يَشْبَعْ هُوَ وَأَهْلُ بَيْتِهِ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ فَلَا أُرَانَا أُخِّرْنَا لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَنَا۔

ترجمہ نوفل بن ایاس ہذلی سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہم نشین تھے اور وہ ایک بہترین نیک ہم نشین تھے۔ ان کے ساتھ واپسی پر ایک دن ہم آئے تو ان کے گھر چلے گئے وہ اندر تشریف لے گئے غسل فرمایا پھر باہر آئے۔ ہمارے سامنے ایک بڑا کاسہ لایا گیا جس میں روٹی اور گوشت تھا۔ جب وہ رکھ دیا گیا تو عبدالرحمٰن رو پڑے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ اے ابو محمد کونسی ایسی بات تھی جس کی وجہ سے آپ پر گریہ طاری ہوا۔ انہوں نے فرمایا حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم وفات پا گئے مگر انہوں نے اور ان کے اہلِ بیت نے جَو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی، پس میرے خیال میں جو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد وقت دیا گیا ہے تو یہ آسودگی کی حالت ہمارے لئے کچھ اچھی نہیں۔

حل لغات اَلْجَلِیْس۔ ہم نشین۔ اُتِیْنَا۔ لایا گیا ہمارے لئے۔ اتیان مصدر ہے جس کا معنی حاضر کرنا، لانا ہے، مجہول ہے۔ صَحْفَۃٌ۔ بڑا چوڑا پیالہ، کاسہ جس سے پانچ آدمی سیر ہو جائیں۔ اُرَانَا مجہول ہے۔ یرٰی رأی رُؤْیَۃً وَرَاءَۃً وَرِئْیَانًا۔ بصارت یا بصیرت سے دیکھنا۔ یرٰی کی اصل رأی ہے اور اصل کا استعمال نادر ہی ہوتا ہے۔ مضارع کا صیغہ "گمان" کے معنی میں مجہول ہی سُنا گیا ہے لہٰذا اُرَانَا کا معنی ہوگا "میرا خیال ہے" اُخِّرْنَا کا مصدر تَاخِیْر ہے جس کے معنی پیچھے کرنا، مہلت دینا ہے۔ اُخِّرْنَا کے معنی ہمیں مہلت دی گئی۔ ہمیں پیچھے رکھا گیا۔

تشریح ارشاد ہے "عبدالرحمٰن بن عوف ہمارے ہم نشین تھے" عبدالرحمٰن بن عوف کی کنیت ابو محمد ہے۔ آپ زہری قرشی ہیں۔ عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں، قدیم الاسلام ہیں، حبشہ اور مدینہ منورہ کو ہجرت کی تھی۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ تمام جہادوں میں شریک ہوئے۔ اُحد کی جنگ میں انتہائی پامردی اور استقلال کا ثبوت دیا۔ آپ کو اُحد کی جنگ میں بیس زخم آئے تھے۔ اسی لڑائی میں ایک ٹانگ کام آئی۔ عام الفیل سے دس برس پہلے پیدا ہوئے تھے اور ۳۲ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا، جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ آپ کی عمر ۷۲ برس تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

بَابُ مَا جَاءَ فِي عَيْشِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
پورا ہو گیا۔

بَابُ مَاجَاءَ فِی سِنِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ باب حضور سید الانبیاء جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں چھ احادیث ہیں)

حل لغات سِن۔ بالکسر۔ اس کی اَسنان آتی ہے۔ دانت' درانتی یا کنگھی وغیرہ کا دندانہ' قلم میں تراشنے کی جگہ۔ ریڑھ کی ہڈیوں کا کنارہ' چربیدگی' عمر' کہا جاتا ہے۔ وَھُوَحَدِیْثُ السِّنّ۔ وہ نئی عمر کا ہے۔ ھُوَکَبِیْرُالسِّنِ۔ وہ بوڑھا ہے۔ ھُوَسِنُّ فَلَانَ وہ فلاں کا ہم عمر ہے۔

تشریح اس باب میں حضور رحمۃ اللعالمین' شفیع المذنبین' نبی الانبیاء جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کا ذکر ہے۔

حضرت علامہ مولینا مولوی علی القاری رحمہ الباری جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ پر فرماتے ہیں' کہ میرک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

"فی قدر عمرہ ثلاث روایات احداھا انہ توفی وھوابن ستین سنۃ والثانیۃ خمس وستون والثالثہ ثلاث وستون"

یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف کے متعلق تین روایتیں ہیں' پہلی یہ کہ عمر مبارک ساٹھ برس تھی' دوسری یہ کہ عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) برس تھی' تیسری یہ کہ عمر مبارک تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔"

اور فرماتے ہیں :۔

"وھی اصحھا واشھرھا رواھا البخاری من روایة ابن عباس ومعاویة ایضًا واتفق العلماء علی ان اصحھا ثلاث وستون"

"اور یہی صحیح ومشہور تریسٹھ برس کی عمر شریف ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس اور معاویہ سے بھی یہی روایت کی ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عائشہ صدیقہ، ابن عباس اور معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی روایت کی ہے اور علماء کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے بھی آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف تریسٹھ برس ہونے پر اتفاق فرمایا ہے۔"

حدیث ۱/۳۶۱ حدثنا احمد[1] بن منیع حدثنا روح[2] بن عبادة حدثنا ذکریا[3] بن اسحٰق حدثنا عمرو[4] بن دینار عن ابن عباس[5] قال مَکَثَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بِمَکَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً یُوْحٰی اِلَیْهِ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرًا وَتُوُفِّیَ وَھُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّیْنَ ۔

ترجمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ[13] برس مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے، اس حال میں آنجناب پر وحی ہوتی رہی، اور دس[10] برس مدینہ منورہ میں گذارے اور وصال مبارک ہوا جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر تریسٹھ برس تھی۔

حل لغات مَکَثَ۔ ٹھہرے، اقامت کی۔ مَکْثًا مصدر ہے جس کے معنی اقامت کرنا، ٹھہرنا کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرہ برس مکہ مکرمہ میں جلوہ افروز رہے" یعنی نبوت مبارکہ کا دعویٰ اور اعلان عام فرمانے کے بعد تیرہ برس مکہ مکرمہ میں جلوہ فرما رہے، چالیس برس کی عمر مبارک میں دعوی نبوت فرما کر اعلانِ عام فرمایا پھر تیرہ برس مکہ مکرمہ میں تبلیغ کرکے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آنجناب صلی اللہ

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۶۱
۱؎ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۳/۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱؎
۲؎ روح بن عبادة۔ ابو محمد کنیت ہے۔ القیسی ہے، الحافظ ہے، البصری ہے۔ لہ تالیف، خرج لہ البخاری فی تاریخہ ۲۰۵ھ میں فوت ہوا۔
۳؎ ذکریا ابن اسحٰق۔ المکی ہے، ثقہ ہے۔ رمی بالقدر، من السادسة۔ خرج لہ الستة۔
۴؎ عمرو بن دینار، ابو محمد کنیت ہے، المکی ہے، الامام، الجمحی، ثقة، ثبت۔ خرج لہ الجماعة۔ ۱۲۶ھ میں فوت ہوا۔
۵؎ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۲/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱؎

علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف اس وقت ۵۳ برس کی تھی۔ ہجرت کے بعد دس برس مدینہ منورہ میں بسر کئے۔ گویا ترسیٹھ برس کی عُمر مبارک میں وصال ہُوا۔

حدیث ع۲ ۳۶۲ حدثنا محمد بن بشار حدثنا محمد بن جعفر عن شعبة عن ابی اسحٰق عن عامر بن سعد عن جریر عن معاویة انّه سمعه یخطب قال مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه واٰله وسلم وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَسِتِّیْنَ وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَاَنَا ابْنُ ثَلٰثٍ وَسِتِّیْنَ۔

ترجمہ جریر نے امیر معاویہ سے سُنا جبکہ وہ خطبہ دے رہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال اس وقت ہُوا جبکہ ان کی عُمر مُبارک ترسیٹھ برس تھی۔ ابوبکر اور عُمر کی عمر بھی اتنی ہی تھی اور اس وقت میری عمر بھی ترسیٹھ برس ہے۔

تشریح ارشاد ہے "اس وقت میری عمر بھی ترسیٹھ برس ہے" شمائل کے حاشیہ میں ہے کہ جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کا مطلب یہ ہے۔

"انا متوقع ان اموت فی هذه السن فی موافقته لهم قال میرك لكن لم ینل مطلوبه بل مات وهو قریب من ثمانین"

یعنی میں امید کرتا ہوں کہ ترسیٹھ برس کی عُمر میں مروں تاکہ ان حضرات کی عُمر کی موافقت ہو جائے میرک نے فرمایا امیر معاویہ کی یہ تمنا پوری نہ ہوئی اور اسی یا چھیاسی برس کی عمر میں انتقال کیا۔"

ترجمۃ الباب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف ترسیٹھ برس تھی

حدیث ع۳ ۳۶۳ حدثنا حسین بن مهدی البصری حدثنا عبد الرزاق عن ابن جریج عن الزهری عن عروة عن عائشة انّ النّبیّ صلی اللّٰه علیه واٰله وسلم مات وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَسِتِّیْنَ سَنَةً۔

اسماء الرجال حدیث ع۲ ۳۶۲
ع۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء نمبر ا
ع۲ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء نمبر ۲
ع۳ شعبہ۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء نمبر ۳
ع۴ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ع۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء نمبر ۵
ع۵ عامر بن سعد بن ابی وقاص ... الزہری ... ثقہ ... تابعی کبیر ... خرج لہ الجماعۃ ... میں فوت ہوا۔
ع۶ جریر۔ ابن حازم ... حضرت جنازۃ ابی الطفیل ... بمکۃ وسمع رجاء العطاردی والحسن وعنہ ابنہ وابن مہدی ثقۃ لکنہ اختلط فحجبہ اولادہ ... میں فوت ہوا۔
ع۷ معاویہ

اسماء الرجال حدیث ع۳ ۳۶۳
ع۱ حسین بن مہدی البصری۔ الابلی ... ابو حاتم نے کہا صدوق ہے۔ ابن ماجہ نے اس سے تخریج کی ہے۔ ۲۴۷ھ میں فوت ہوا۔
ع۲ عبد الرزاق۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاء نمبر ۳
ع۳ ابن جریج۔ دیکھو

ترجمہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت وصال فرمایا جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف ترسیٹھ برس تھی۔

تشریح حضرت استاذ گرامی شیخ الحدیث صاحبزادہ حافظ علی احمد جان نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ "یہ حدیث شریف پہلی اور دوسری حدیث کی تائید کرتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف ترسیٹھ برس ہی تھی۔"

حدیث ۳۶۴/۴ حدثنا احمد[۱] بن منیع ویعقوب[۲] بن ابراھیم الدورقی قالا حدثنا اسماعیل بن علیۃ[۳] عن خالد[۴] الحذاء حدثنی عمار[۵] مولٰی بنی ھاشم قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ تُوُفِّیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَھُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَّسِتِّیْنَ۔

ترجمہ عمار مولٰی بنی ہاشم نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے سُنا ہے وہ کہتے تھے کہ جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف پینسٹھ برس کی تھی۔

تشریح ارشاد ہے "جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عُمر شریف پینسٹھ برس تھی" شمائل شریف مطبوعہ قرآن محل کراچی ص ۳۲ ع ۲۰ پر ہے:-

"توفی وھو ابن ثلاث وستین ھذا مما اختلف فیہ قال الامام النووی فی کتاب تھذیب الاسماء واللغات توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولہ ثلاث وستون سنۃ وقیل خمسون وستون سنۃ وقیل ستون سنۃ۔ والاول اصح وقد جاءت الاقوال الثلثۃ فی الصحیح قال العلماء الجمع بین الروایات

یعنی "سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ الامام النووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ترسیٹھ برس کی عُمر میں ہُوا، بعضوں نے پینسٹھ برس اور بعضوں نے کہا کہ ساٹھ برس کی عمر میں وصال ہُوا۔ مگر پہلا قول نہایت ہی صحیح ہے۔ یہ تینوں اقوال روایات میں آتے ہیں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ

حدیث ۷ باب ما جاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۱
۱۲ الزہری۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۲
۵ عروہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۳۶۴/۴

۱ احمد بن منیع۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ یعقوب بن ابراہیم الدورقی ثقۃ، حجۃ، من العاشرۃ۔ خرج لہ الجماعۃ۔
۳ اسماعیل بن علیہ۔ ثقۃ، حافظ، خرج لہ الجماعۃ۔ ان کے باپ کا نام ابراہیم ہے۔ علیہ ان کی والدہ کا نام ہے۔ ان کی توثیق اور جلالت پر اتفاق کیا گیا ہے۔ جناب شعبہ نے فرمایا کہ ابن علیہ سید المحدثین اور ریحانۃ الفقہاء ہے۔
۴ خالد الحذاء۔ دیکھو حدیث ۱۱ باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۲
۵ عمار مولٰی بنی ہاشم۔ ھو ابن ابی عمار صدوق ویخطئی من الثالثۃ خرج لہ مسلم والاربعۃ۔
۶ ابن عباس۔ ایک نسخہ میں عمار کی جگہ ... دیکھو حدیث ۶ باب خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۹

ان من روی ستین لم یعتبر مدۃ الکسور ومن روی خمسا وستین عدسنتی المولد والوفات ومن روی ثلثا وستین لم یعدھا والصحیح ثلاث وستون۔"

روایات میں اس طرح توفیق وتطبیق ہے جنہوں نے ساٹھ برس روایت کی ہے۔ انہوں نے کسور کو نظر انداز کر دیا ہے اور جنہوں نے پینسٹھ برس روایت کی ہے۔ انہوں نے سال ولادت اور سال وفات کو مستقل شمار کیا ہے۔ نیز جنہوں نے ترسیٹھ برس روایت کی ہے انہوں نے ان دونوں برسوں کو نہیں گنا اور صحیح ترسیٹھ برس ہی ہے۔"

حدیث ع۳۶۵[۵] حدثنا محمد[ع۱] بن بشار و محمد[ع۲] بن ابان قالا حدثنا معاذ[ع۳] بن هشام حدثنی ابی[ع۴] عن قتادة[ع۵] عن الحسن[ع۶] عن دغفل[ع۷] بن حنظلة اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبض وَھُوَ ابْنُ خَمْسٍ وَسِتِّیْنَ سَنَةً قَالَ اَبُوْعِیْسٰی وَدَغْفَلٌ لَا نَعْرِفُ لَہٗ سَمَاعًا مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم وَکَانَ فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ والہ وسلم رَجُلًا۔

ترجمہ دغفل بن حنظلہ سے روایت ہے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رُوح مبارک قبض کی گئی جبکہ عُمر شریف پینسٹھ برس کی تھی۔ صاحب شمائل ابوعیسٰی فرماتے ہیں کہ دغفل کو ہم نہیں پہچانتے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے حدیث سُنی ہو لیکن آنحضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے زمانہ میں یہ جوان تھا۔

تشریح صاحب ترمذی کے قول کے مطابق اگرچہ دغفل بن حنظلہ جوان تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ان کا حدیث سُننا ثابت نہیں ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری تحریر فرماتے ہیں:۔

"لم یثبت انہ اجتمع بہ" یعنی "حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے ان کی ملاقات ثابت نہیں"

اسماء الرجال حدیث ع۳۶۵

ع۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جائزہ ع۱

ع۲ محمد بن ابان۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم قبل الطعام وبعد ما یفرغ منہ جائزہ ع۱

ع۳ معاذ بن ہشام۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جائزہ ع۲

ع۴ ابی۔ دیکھو حدیث ع۸ باب ماجاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جائزہ ع۳

ع۵ قتادہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جائزہ ع۲

ع۶ الحسن۔ علامہ مناوی فرماتے ہیں ابی العلاء البصری۔

ع۷ دغفل بن حنظلہ الدوسی ہے۔ النسابة، مخضرم، بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

حدیث ۶/۳۶۶ حدثنا اسحٰق[1] بن موسی الانصاری حدثنا معن[2] حدثنا مالك[3] بن انس عن ربیعة[4] بن ابی عبدالرحمٰن عن انس[5] بن مالك انه سمعه یَقُولُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه واٰله وسلم لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ وَلَا بِالْاَبْیَضِ الْاَمْهَقِ وَلَا بِالْاٰدَمِ وَلَا بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ وَلَا بِالسَّبِطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَاْسِ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً فَاَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِیْنَ وَبِالْمَدِیْنَةِ عَشْرَ سِنِیْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی رَاْسِ سِتِّیْنَ سَنَةً وَلَیْسَ فِیْ رَاْسِهٖ وَلِحْیَتِهٖ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَیْضَاءَ۔ حدثنا قتیبة ابن سعید عن مالك بن انس عن ربیعة بن ابی عبدالرحمٰن عن انس بن مالك نحوه۔

ترجمہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ انس بن مالک سے میں نے سُنا کہ وہ فرماتے تھے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نہ زیادہ دراز قد تھے، نہ پستہ قد، نہ بالکل سفید تھے نہ بالکل گندمی رنگ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ الہٖ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچیدہ تھے نہ بالکل سیدھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ الہٖ وسلم کو چالیس برس کی عُمر شریف میں نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد دس برس مکہ مکرمہ میں اور دس برس تک مدینہ منورہ میں جلوہ افروز رہے اور اللہ تعالیٰ نے ساٹھ برس کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ الہٖ وسلم کو وفات دی اور آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے سرِ اقدس اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔

تشریح اس حدیث شریف کی تشریح اور حل لغات حدیث ۱ باب ماجآء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ملاحظہ کیجئے۔

اسماء الرجال حدیث ۶/۳۶۶

[1] اسحٰق بن موسیٰ الانصاری دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حاشیہ ۱

[2] معن۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہٖ وسلم حاشیہ ۲

[3] مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہٖ وسلم حاشیہ ۲

[4] ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن۔ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہٖ وسلم حاشیہ ۳

[5] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہٖ وسلم حاشیہ ۵

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ سِنِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه واٰله وسلم

پُورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَاءَ فِیْ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

اس باب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے وصال مبارک کا ذکر ہے ۔

(اس باب میں چودہ احادیث ہیں)

حل لغات وَفَاة بمعنی موت ہے اور وفی بالتخفیف ہو تو تم اجلہ یعنی وقت پورا ہوگیا۔ صاحب حلاوۃ المتعلمین جناب محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"یا از قول عرب کہ وفی فلاناً یعنی داد آں را حق او پس مراد آنست کہ داد اللہ تعالیٰ حق او را از حیات"

یعنی "قول عرب ہے کہ وفی فلاناً یعنی فلاں کو اس کا حق دیا گیا۔ پس مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کو زندگی کا حق دے دیا ہے۔"

حضرت محدث کبیر علامہ عبد الرؤف صاحب مناوی مصری المتوفی ۱۰۳۱ھ نے بھی یہی معنی لکھے ہیں۔

" او من وفی فلانا اعطاہ حقہ لان اللہ اعطاہ حقہ من الحیاۃ "

تشریح اس باب میں نبی کریم، رؤف و رحیم، بشیر و نذیر، صاحب شفاعت کبریٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی مرض وفات کی کیفیت اور وصال مبارک کا ذکر ہے۔

انبیاء کرام پر آن کی آن موت وارد ہوتی ہے اور پھر وہی حیات جاودانی ان کو نصیب ہوتی ہے۔ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "منتطاب انباء الاذکیاء بحیات الانبیاء" میں فرماتے ہیں:-

"کہ احادیث متواترہ اور علم قطعی سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور انبیاء کرام کی زندگی

ہمارے علماء (علماءِ اہلِ سُنّت وجماعت) کے نزدیک دلائل سے ثابت ہے۔ جیسا کہ امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گذرے اس حال میں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر شریف میں نماز پڑھ رہے ہیں۔"

نیز اسی حدیث کو ابونعیم نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے:۔

"کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔"

بیہقی نے کہا کہ انبیاء کے وصال کرنے کے بعد ان کی زندگی ثابت کرنے کے لئے دلائل موجود ہیں، چنانچہ واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جماعتِ انبیاء میں ہر ایک جماعت کو ملے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گفتگو کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے گفتگو کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا پس جب نماز کا وقت آیا تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔

شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:۔

"کہ انبیاء کرام اور شہداء کی قبری زندگی بعینہٖ دنیوی زندگی کی طرح ہے اور اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا ثبوت کے لئے کافی ہے۔ چونکہ نماز پڑھنے کے لئے جسم ضروری ہے اور معراج شریف کی رات یہ تمام صفتیں انبیاء کرام میں کلی طور پر موجود تھیں لہٰذا ان کی حیات ثابت ہے۔"

حضرت علامہ شیخ علی القاری رحمہ الباری "درۃ المضیئۃ فی زیارۃ المصطفویہ" میں فرماتے ہیں:۔

"کہ ان احادیث سے معلوم ہو گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ ہیں۔"

حضرت محدثِ کبیر استاذ العلماء مولانا مولوی محمد ایوب صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ دلائل براہین بیان فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:۔

"ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور ان کا جسم زمین نہیں کھا سکتی اور تمام انبیاء بھی اسی طرح زندہ ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک میں کوئی اور کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی اور اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسا کہ دنیا میں زندہ تھے۔"

بعض حضرات نے لکھا ہے کہ انبیاء کرام کی زندگی شہداء کی طرح ہوتی ہے مگر حضرت علامہ محقق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مستطاب اشعۃ اللمعات" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وحیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست۔ حیات جسمانی حقیقی دنیوی، نہ حیات روحانی معنوی چنانکہ شہدا را است۔"

"انبیاء کرام کی زندگی شہداء کی طرح نہیں ہوتی، کیونکہ ان کی زندگی معنوی روحانی ہے اور انبیاء کرام کی زندگی دنیوی جسمی اور حقیقی ہے۔"

صاحب مظاہر حق جلد اول ص۴۵۶ سطر ۲۰ تا ۲۲ میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور اخیر حدیث کا حاصل یہ ہے کہ زندہ ہیں انبیاء قبروں میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے نہ حیات معنوی روحانی جیسے شہداء کو ہے۔"

تحفۃ الفحول میں حضرت محدث کبیر مولینا و بالفضل اولینا محمد ایوب صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:۔

"شیخ محمد عابد السندھی نے اپنی شرح مسند امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ میں فرمایا ہے کہ علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اپنی زیارت کرنے والوں کو پہچانتے ہیں، اس کی طرف دیکھتے ہیں، اس پر خبردار ہیں بسا اوقات اللہ تعالیٰ زائر کے دل کی خبر آپ کو دیتا ہے اور جو کچھ اس کے دل میں ہے، اس کی بھی اطلاع دیتا ہے۔ اور جس کو یہ حضوری حاصل ہو وہ ہر کمال کے ساتھ مزین ہے۔" انتہی۔

خلاصۃ الوفا میں حضرت امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ ابن جوزی سے نقل کرتے ہیں :-
"کہ ابن مسیب نے فرمایا۔ حرّہ کی رات کو میں نے مسجد نبوی میں دیکھا (جبکہ مسجد نبوی میں بغیر میرے کوئی نہیں تھا) جس وقت بھی نماز کا وقت آتا تھا حضور سرورِ عالم وعالمیان صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز آتی تھی اور اقامت نماز ہوتی تھی تو میں بھی نماز پڑھتا۔"

حدیث ۳۶۷[1] حدثنا ابو عمار[1] الحسین بن حریث وقتیبۃ[2] بن سعید وغیر واحد قالوا حدثنا سفیٰن[3] عن عیینہ عن الزھری[4] عن انس[5] بن مالك قال اٰخِرُ نَظْرَۃٍ نظرتُهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وَکَشَفَ السِّتَارَۃَ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ فَنَظَرْتُ اِلٰی وَجْهِهٖ کَاَنَّهٗ وَرَقَۃُ مُصْحَفٍ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ خَلْفَ اَبِیْ بَکْرٍ فَکَادَ النَّاسُ اَنْ یَّضْطَرِبُوْا فَاَشَارَ اِلَی النَّاسِ اَنِ اثْبُتُوْا وَاَبُوْبَکْرٍ یَؤُمُّهُمْ وَاَلْقَی السِّجْفَ وَتُوُفِّیَ مِنْ اٰخِرِ ذَالِكَ الْیَوْمِ۔

ترجمہ انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آخری دفعہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کو مجھے دیکھنا نصیب ہوا تو وہ اُس وقت تھا جبکہ پیر کے دن آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے پردہ ہٹا کر نمازیوں کو دیکھا۔ پس جب میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے رُوئے مبارک پر نظر ڈالی تو گویا وہ قرآن مجید کا ایک ورق نظر آیا صحابہ کرام جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔ صحابہ مضطرب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو اور ابوبکر تمہارا امام ہو اور پردہ گرا دیا اور اسی دن پچھلے پہر وصال پاگئے۔

حل لغات نَظْرَۃٌ۔ ایک نگاہ۔ اِسْتَارَۃٌ۔ پردہ۔ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ۔ روز دوشنبہ، پیر کا دن۔ مُصْحَفٌ قرآن مجید۔ اَلسِّجْفُ۔ دروازہ کا پردہ۔ بعض کہتے ہیں کہ سِجْفٌ اس پردے کو کہتے ہیں جس کے دو ٹکڑے ہوں، جیسے دروازہ کے دو پٹ ہوتے ہیں۔

ترجمہ ارشاد ہے "آخری دفعہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کو مجھے دیکھنا نصیب ہوا تو اس وقت تھا جبکہ

اسماء الرجال حدیث ۳۶۷[1]
[1] ابو عمار الحسین بن حریث دیکھو حدیث ۵۷ باب ما جاء فی خاتم النبوۃ حاشیہ[1]
[2] قتیبہ بن سعید دیکھو حدیث[1] باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ[1]
[3] سفیٰن بن عیینہ۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ[2]
[4] الزہری۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ[2]
[5] انس بن مالک۔ دیکھو حدیث[1] باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ[1]

پیر کے دن آنجناب صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم نے پردہ ہٹا کر نمازیوں کو دیکھا" یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم نے پیر کے دن صبح کی نماز کے وقت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک کے دروازہ سے پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں نمازیوں کو دیکھا۔ ارشاد ہے "پس جب میں نے آنجناب صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم کے رُوئے مبارک پر نظر ڈالی تو گویا وہ قرآن مجید کا ایک ورق نظر آیا۔" حضرت مولٰنا مولوی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

" در صفا و سفیدی و روشنی و حسن و جمال و ہدایت و حاصل تشبیہہ آنست کہ از دیدن روئے مبارک اقتدا حاصل می شود۔ چنانچہ از دیدن ورق مصحف زیراکہ روئے مبارک او جا محاسن بود "

یعنی آنحضور سراپا حُسن و جمال صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم کا رُخِ انور صفائی، سفیدی، روشنی، حُسن، جمال اور ہدایت میں قرآن پاک کی طرح تھا اور حاصل تشبیہہ یہ کہ آنجناب صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم کے رُوئے مبارک سے ہدایت ملتی ہے جو کہ جا مع محاسن ہے جس طرح قرآنِ پاک سے ہدایت نصیب ہوتی ہے۔"

حضرت محدثِ کبیر علامہ عبد الرؤف صاحب المناوی المصری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

" وجه التشبيه حسن الوجه وصفاء البشرة وسطوع الجمال لما افيض عليه من مشاهدة جمال الذات "

"یعنی اس تشبیہ سے یہ مراد ہے کہ جو فیضان آنحضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو رؤیت باری تعالیٰ سے حاصل ہوا وہ آپ صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم کے منہ مبارک چہرۂ اقدس کی پاکیزگی اور انتہائے جمال کی صورت میں جلوہ افگن تھا۔"

ارشاد ہے "صحابۂ کرام جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے۔" یعنی جس وقت سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے حجرۂ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر صحابہ کو ملاحظہ فرمایا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جناب سیّدنا امیر المؤمنین ابوبکر صدیق امامت کروا رہے تھے، اور یہ وقت صبح کی نماز کا تھا۔ ارشاد ہے " صحابہ مضطرب ہونے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر رہو۔" یعنی جب حضور سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ اٰلہ وسلم کی تشریف آوری

کاصحابہ کو احساس ہُوا تو ان کی کیفیت بدل گئی اور ان پر ایک قسم کا سُرور و حال کا عالم طاری ہو گیا جس کی وجہ سے صحابہ میں اضطراب پیدا ہُوا مگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرما کر ان کو اپنی اپنی جگہ پر جمے رہنے کا ارشاد فرمایا۔ بس پھر کیا تھا آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ہی نظرِ عنایت سے اضطراب جاتا رہا اور صحابۂ کرام نے اطمینان و سکون سے جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نمازِ فجر ادا کی۔ حضور گھر مُبارک تشریف لے گئے اور پھر اسی دن (یعنی پیر کے دن) وصال فرمایا۔ جس حُجرہ مُبارک میں وصال فرمایا وہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔

حدیث ۲/۳۶۸ حدثنا حمید[ع۱] بن مسعدۃ البصری حدثنا سلیم[ع۲] بن اخضر عن ابن عون[ع۳] عن ابراھیم[ع۴] عن الاسود[ع۵] عن عائشۃ[ع۶] قالت کُنْتُ مُسْنِدَۃً النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلٰی صَدْرِیْ اَوْقَالَتْ اِلٰی حِجْرِیْ فَدَعَا بِطَسْتٍ لِیَبُوْلَ فِیْہِ ثُمَّ بَالَ فَمَاتَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے سینے کے آسرے پر لئے ہوئے تھی یا یہ فرمایا کہ حِجْرِیْ میری گود میں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سلفچی منگوائی تاکہ اس میں چھوٹا پیشاب کریں۔ پھر چھوٹا بول کیا پھر وصال ہوا۔

حل لغات مُسْنِدَۃً۔ جیر ٹیک، آسرا، تکیہ۔ صَدْرٌ۔ سینہ۔ حِجْرٌ۔ گود۔ طَسْتٌ۔ الطَّشْتُ سے ہے جس کے معنی ہیں ہاتھ دھونے کے لئے تانبے کا برتن۔ سلفچی، چلمچی، لگن

تشریح ارشاد ہے "یا یہ فرمایا" یعنی یہ راوی کا شک ہے کہ صَدْرِیْ فرمایا یا حِجْرِیْ فرمایا، بہر حال معنی اور مفہوم ایک ہی ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۲/۳۶۸

ع۱ حمید بن مسعدۃ البصری الباہلی ہے، صدوق ہے۔ خرج لہ الجماعۃ الا البخاری ۲۴۴ھ میں فوت ہوئے وفی نسخۃ صحیفۃ حمید بن مسعدۃ۔

ع۲ سلیم بن اخضر البصری ہے۔ اخذ عن سلیمان التیمی و ابن عون وعنہ احمد بن عبدۃ وغیرہ۔ ثقہ ہے، حافظ ہے۔ خرج لہ مسلم ابوداؤد والنسائی۔

ع۳ ابن عون یعنی عبداللہ بن عون البصری ہے۔ ثقہ ہے ثبت ہے۔ عبداللہ بن مغفل المزنی کا مولیٰ ہے۔ ثقہ ہے۔ احد الاعلام ہے۔ ہشام بن حسان نے کہا میری آنکھوں نے اس کی مثل نہیں دیکھا۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۱۵۱ھ میں فوت ہوئے۔

ع۴ ابراہیم۔ علامہ مناوی لکھتے ہیں۔ کان ینبغی ان یبینہ اذا ابراھیم مبینۃ فی ھذا الکتاب۔

ع۵ اسود۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی صفۃ خبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیث ۲/۱۴۲۔

ع۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی سعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۵

حدیث ۳۶۹

حدثنا قتیبة حدثنا اللیث عن ابن الهاد عن موسیٰ بن سرجس عن القاسم بن محمد عن عائشة انها قالت رأیتُ رسُولَ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم وَهُوَ بِالْمَوْتِ وَعِنْدَهُ قَدَحٌ فِيهِ مَاءٌ هُوَ يُدْخِلُ يَدَهُ فِي الْقَدَحِ ثُمَّ يَمْسَحُ وَجْهَهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى الْمُنْكَرَاتِ الْمَوْتِ اَوْقَالَ عَلٰى سَكَرَاتِ الْمَوْتِ۔

ترجمہ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک پیالہ وصال کے وقت پڑا ہوا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کاسہ میں ہاتھ ڈالتے، پھر اس پانی سے اپنا چہرۂ اقدس تر فرماتے۔ پھر فرماتے جاتے اے میرے اللہ موت کی سختیوں پر میری مدد فرما، یا یہ فرمایا کہ بجائے منکرات کے سکرات فرمایا۔

تشریح ارشاد ہے "اے میرے اللہ! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما" حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"وهذا انما كان بحسب مايظهر للناس مما يتعلق بحاله الظاهر لاجل زيادة رفع الدرجات والترقى فى اعلى المقامات والكرامات اما حاله مع الملئكة والملاء الاعلىٰ فكان علىٰ خلاف ذالك فان جبريل اتاه فى مرضه الشريف ثلاثة ايام يقول له كل يوم ان الله ارسلنى اليك اكراما واعظاما وتفضيلا يسئلك عماهو اعلم به منك كيف تجدك وجاءه فى يوم

"منکرات الموت سے مراد نزع کی سختی ہے کیونکہ اس وقت ایسی تکالیف وارد ہوتی ہیں یا منکرات الموت کی جگہ سکرات الموت کے کلمات استعمال کئے جس سے مراد شدائد کے بحر میں ڈوبنا ہے لیکن ان سب تکالیف و آلام کا ظہور فقط ظاہری امر ہے جو کہ اس وقت میت کے حسبِ حال نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں یہ سب کچھ میت کے درجات کی ترقی اور اس کے عند اللہ مقام کی رفعت اور انعام و اکرام کی زیادتی پر دال ہے لیکن محبوب رب العلمین صلی اللہ علیہ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۳۶۹

۱۔ قتیبہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲۔ اللیث۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی قراءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲

۳۔ ابن الہاد۔ ان کا نام یزید بن عبد اللہ بن اسامہ بن الہاد اللیثی المدنی ہے ثقہ ہے مکثر ہے۔ امام مالک کا شیخ ہے۔ خرج له الجماعة۔ ۱۳۹ھ میں فوت ہوا۔

۴۔ موسیٰ بن سرجس۔ علامہ مناوی لکھتے ہیں۔ مستور خرج له الجماعة۔

۵۔ قاسم بن محمد

۶۔ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

الثالث بملك الموت فاستاذنه فی قبض روحه الشریفه فاذن له ففعل"

کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے. ظاہر تو سکرات الموت ہے لیکن باطن میں معاملہ ذات باری تعالیٰ اور ملائکۃ المقربین کے ساتھ تھا، جس ذاتِ گرامی صفات کی مزاج پرسی کے لیے جبریل علیہ السلام پورے تین دن آپ کے پاس رہیں اور اس مرض الموت کے دوران ہر روز یہ کہتے رہیں کہ حضور اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف اس غرض سے بھیجا ہے کہ آپ سے سوال کرے، درآنحالیکہ وہ آپ کے حال کو آپ سے زیادہ جانتا ہے. محبوب تو اپنے آپ کو کس حال میں پاتا ہے اور بتایئے تیرا منشا کیا ہے. اور پھر جبریل نے یہ بھی کہا کہ یہ مزاج پُرسی اس شرافت اور عظمت اور فضیلت کے اظہار کے لئے ہے جو آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں ثابت ہے اس عیادت کے تیسرے روز ہی جبکہ جبریل کی زبان سے كَيْفَ تَجِدُكَ (آپ کا منشا مبارک کیا ہے؟) کا جملہ نکلا تو ملک الموت درِ اقدس پر حاضر ہو کر روحِ مکرم و مقدس کو قبض کرنے کی اجازت مانگنے لگا. پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی اور ملک الموت نے اپنا کام کیا.

حدیث ۴ ۳۷۰ حدثنا الحسن[1] بن الصباح البزار حدثنا مبشر[2] بن اسماعیل عن عبد الرحمن[3] بن العلاء عن ابیه[4] عن ابن عمر[5] عن عائشة[6] قالت لا اَغْبِطُ اَحَدًا بِهَوْنِ مَوْتٍ بَعْدَ الَّذِیْ رَاَیْتُ مِنْ شِدَّةِ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم قال ابو عیسیٰ سالت ابا زرعة فقلت له من عبد الرحمن بن العلاء هذا قال هو عبد الرحمٰن بن العلاء بن اللجلاج۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی تکلیف دیکھنے کے بعد اب مجھے کسی ایک آدمی کے مرض الموت میں تکلیف نہ ہونے پر رشک نہیں ہوتا

حل لغات اَغْبِطُ۔ میں رشک نہیں کرتی ہوں۔ اَلْغِبْطَةُ۔ حسن حال، خوشی، رشک، یہاں یہ آخری معنی مُراد ہے، رشک کے معنی دوسرے کے مال وجاہ کی آرزو کرنا اس کے زوال کی خواہش نہ کرے اگر دوسرے کا زوال جاہ کر اپنے لئے خواہش کرے تو وہ حسد ہے۔ هَوْنٌ۔ آسانی، نرم، سہل۔

تشریح صاحب لغات الحدیث کتاب غ جلد ۴ صـ۸ پر تحریر کرتے ہیں:۔
"معلوم ہوا کہ موت کی سختی عمدہ چیز ہے جب ہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سختی ہوئی۔ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رائے تھی۔ حالانکہ آپ پر کوئی ایسی زیادہ سختی نہیں ہوئی تھی، بلکہ ملک الموت نے نہایت نرمی سے روح مبارک کو قبض کیا تھا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ نے کوئی اضطراب نہیں فرمایا صرف پیشانی پر پانی ملتے رہے اور وفات تک نماز کی وصیت فرماتے رہے اور آخری کلمہ آپ نے یہ فرمایا اَللّٰهُمَّ اَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی۔

حدیث ۵ ۳۷۱ حدثنا ابو کریب[1] محمد بن العلاء حدثنا ابو معاویة[2] عن عبد الرحمٰن[3] بن ابی بکر هو ابن الملیکی عن ابن ابی ملیکة[4] عن عائشة[5] قالت لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم اِخْتَلَفُوْا فِیْ دَفْنِهٖ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وآله وسلم شَیْئًا مَا نَسِیْتُهٗ قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا فِی الْمَوْضِعِ الَّذِیْ یُحِبُّ

اسماء الرجال حدیث ۴ ۳۷۰
۱۔ الحسن بن الصباح البزار۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ مبشر بن اسماعیل الحلبی۔ الکلبی سے مراد ہم صدوق من التاسعة۔
۳۔ عبد الرحمٰن بن العلاء۔ حلب میں سکونت پذیر ہو گئے مقبول۔ من السابع۔
۴۔ ابیہ۔ العلاء بن اللجلاج ثقہ ہے۔ من الرابعة
۵۔ ابن عمر۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی کحل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵
۶۔ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

اسماء الرجال حدیث ۵ ۳۷۱
۱۔ ابو کریب محمد بن العلاء۔ دیکھو حدیث ۵ باب ما جاء فی خُبز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ ابو معاویہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی ضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ عبد الرحمٰن بن ابی بکر هو ابن الملیکی۔ دیکھو حدیث ۲۱
۴۔ ابن ابی ملیکہ۔ دیکھو حدیث باب ما جاء فی صفة ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴
۵۔ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

اَنْ یُّدْفَنَ فِیْہِ ادْفِنُوْہُ فِیْ مَوْضِعِ فِرَاشِہٖ ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ جب آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا وصال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہوگئیں۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے جسے میں نے نہیں بھولا ہے فرمایا تھا کہ انبیاء کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اسی آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کرو۔

تشریح ارشاد ہے "جب آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا وصال ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہوگئیں" یعنی کسی کی رائے تھی کہ مسجد رسول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم میں کسی کی رائے تھی کہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں، کسی نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کی قبر انور کے قریب دفن کیا جائے"۔ ارشاد ہے" تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے ایک بات سنی ہے جسے میں نے نہیں بھولا ہے" یعنی مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے، یا وہ بات میں بھول ہی نہیں سکتا ہوں۔ ارشاد ہے "فرمایا تھا کہ انبیاء کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے جہاں وہ پسند کرتے ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو اسی آپ کے بستر کی جگہ پر دفن کرو" چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا ارشاد قبول کر لیا گیا اور جہاں آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا وصال ہوا تھا، وہاں ہی دفن کئے گئے۔ بعض شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے اس ٹکڑا کا یہ ترجمہ بیان کیا ہے "کہ اللہ تعالیٰ نے کسی ایک پیغمبر کو وصال نہیں دیا مگر اس جگہ کہ پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ کہ اس کو اسی جگہ دفن کیا جائے" اور یہ جگہ حجرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تھا۔

حدیث ۶ / ۳۷۲ حدثنا محمد[1] بن بشار وعیاش[2] العنبری وسوار[3] بن عبد اللہ وغیر واحد قالوا حدثنا یحیی[4] بن سعید عن سفیان[5] الثوری عن موسی[6] بن ابی عائشۃ عن عبید[7] اللہ بن عبد اللہ عن ابن[8] عباس وعائشۃ[9] رضی اللہ عنہم اَنَّ اَبَا بَکْرٍ قَبَّلَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَعْدَ مَامَاتَ ۔

اسماء الرجال حدیث ۶/۳۷۲

[1] محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳/۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حاشیہ ۱۔

[2] عیاش العنبری۔ ثقہ ہے حافظ ہے۔ من العاشرۃ۔ احمد قدم ببغداد وجالس احمد نسبتہ لبنی العنبر طائفۃ من تمیم۔ خرج لہ الجماعۃ۔

[3] سوار بن عبد اللہ۔ یہ سوار العنبری ہے۔ قاضی تھا اخذ عن عبد الوارث ومعمر وعنہ ابوداؤد والنسائی والمصنف ابوحریر وصاعد۔ ثقہ ہے ۲۴۵ھ میں فوت ہوا۔

[4] یحیی بن سعید۔ دیکھو حدیث ۲/۲ باب ما جاء فی ترجل رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حاشیہ ۲۔

[5] سفیان الثوری۔ دیکھو حدیث ۲/۲ باب ما جاء فی اکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حاشیہ ۲۔

[6] موسیٰ بن ابی عائشہ۔ مولاہم ابوالحسن الہمدانی ہے۔ عابد ہے۔ من الخامسۃ الکوفی۔ ثقہ ہے۔ مرسل ہے۔ خرج لہ الجماعۃ۔

[7] عبید اللہ بن عبد اللہ۔ دیکھو حدیث ۱/۷ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵۔

[8] ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱/۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حاشیہ ۶۔

[9] عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲/۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم حاشیہ ۵۔

ترجمہ حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چُوما ۔

حل لغات قَبَّلَ ۔ چُوما، بوسہ دیا ۔ اس کا مصدر تقبیل ہے یعنی چومنا، بوسہ دینا ۔

تشریح ارشاد ہے "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چُوما" یعنی پیشانی مُبارک پر بوسہ دیا
حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"تیمنا وتبرکا" یعنی تیمن اور تبرک کے لئے بوسہ دیا"

نیز فرماتے ہیں :-

"اقتداء تقبیلہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن مظعون" نیز چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو وفات کے بعد چُوما تھا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کی پیروی کی"

حضرت الشیخ ابراہیم البیجوری رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۹۵ پر لکھتے ہیں :-

"فتقبیل المیت سنۃ" یعنی میت کا بوسہ لینا سنت ہے"

حدیث ۳۷۳ حدثنا نصر[۱] بن علی الجہضمی حدثنا مرحوم[۲] بن عبد العزیز العطار عن ابی[۳] عمران الجونی عن یزید[۴] بن بابنوس عن عائشۃ[۵] اَنَّ اَبَا بَکْرٍ رضی اللہ عنہ دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بَعْدَ وَفَاتِہٖ فَوَضَعَ فَمَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْہِ وَوَضَعَ یَدَیْہِ عَلٰى سَاعِدَیْہِ وَقَالَ وَانَبِیَّاہُ وَاصَفِیَّاہُ وَاخَلِیْلَاہُ ۔

ترجمہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے یہ کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تشریف لائے ۔ دونوں آنکھوں کے درمیان مُنہ رکھا اور آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اور فرمایا ہائے نبی، ہائے صفی، ہائے خلیل ۔

اسماء الرجال حدیث ۳۷۳

۱ نصر بن علی الجہضمی ۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ مرحوم بن عبد العزیز العطار الاموی البصری ہے ۔ ثقہ عابد مثالہ اواہ ۔ خرج لہ الستۃ ۔ ۱۸۸ھ میں فوت ہوئے ۔

۳ ابی عمران الجونی ۔ نسبۃ بطن من الازد ۔ اس کا نام عبد الملک بن حبیب البصری الازدی ہے ۔ علماء بصرہ سے ہیں ۔ ثقہ ہے ۔ خرج لہ الجماعۃ ۔ ۱۲۸ھ میں فوت ہوا ۔

۴ یزید بن بابنوس ۔ بصری ہے ۔ خرج لہ البخاری فی الادب والجماعۃ ۔ دارقطنی نے کہا ۔ لا باس بہ ۔ ملا علی قاری نے لکھا ۔ معتبر من الثالثۃ علی ما نقلہ میرک عن التقریب ۔

۵ عائشہ صدیقہ ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

حل لغات فَمٌ ۔ مُنہ ۔ سَاعِد ۔ بازو ۔

تشریح ارشاد ہے "جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تشریف لائے" یعنی جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے وصال شریف کی اطلاع پہنچی، تو آپ رضی اللہ عنہ حجرۂ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں تشریف لائے۔ ارشاد ہے "دونوں آنکھوں کے درمیان مُنہ رکھا" یعنی دونوں آنکھوں مُبارک کے درمیان پیشانی کو بوسہ دیا" ارشاد ہے "آنجناب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دونوں بازوؤں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے" یعنی کمال محبت سے آپ پر جھکے۔ جناب حضرت مولینا مولوی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں :۔

"دریں دلیل است بر جواز مساس میت" "اس میں دلیل ہے میّت کو ہاتھ لگانے کے جواز پر"

ارشاد ہے "فرمایا ہائے نبی، ہائے صفی، ہائے خلیل" یعنی ہائے نبی، ہائے برگزیدہ، ہائے دوست۔ ہائے کا لفظ عربی میں اظہارِ افسوس کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے، مقصود رنج اور دُکھ کا اظہار ہے۔ حضرت علامہ علی القاری رحمۃ اللہ الباری جمع الوسائل جلد دوم صفحہ ۲۰۹ پر امام احمد کی روایت نقل فرماتے ہیں :۔

"اتاہ من قبل راسہ فحدر فاہ فقبّل جبھتہ ثم قال وانبیاہ ثم رفع وحدر فاہ وقبّل جبھتہ ثم قال واصفیاہ ثم رفع رأسہ وحدر فاہ وقبّل جبھتہ وقال واخلیلاہ"

"یعنی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سراقدس کی طرف سے تشریف لائے اور چہرۂ انور پر سر جھکایا اور پیشانی مُبارک کو چُوما، پھر فرمایا ہائے نبی! پھر سر اٹھایا اور روئے مبارک پر پھر سر جھکایا اور پیشانی مبارک پر بوسہ دیا پھر فرمایا ہائے برگزیدہ۔ پھر سر اٹھایا اور پھر روئے اطہر پر سر جھکایا اور پیشانی مبارک کو بوسہ دیا پھر فرمایا ہائے دوست۔"

نیز حضرت علامہ اپنی کتاب میں ابن ابی شیبہ سے نقل کرتے ہیں۔

"فوضع فمہ علیٰ جبینہ فجعل یقبلہ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر

"ویبکی ویقول بابی انت وامی طبت حیاو میتا"

منہ رکھا اور بوسہ لینا شروع کر دیا اور روتے بھی جاتے تھے اور فرماتے بھی جاتے تھے کہ میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی زندگی بھی پاک اور وصال بھی پاک"

حضرت استاذ گرامی شیخ الدرس حافظ صاحبزادہ علی احمد جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی برگزیدہ عالم محقق یا شیخ طریقت کے وصال پر اس کے اچھے اوصاف بیان کرنا مستحب ہے۔ اس لئے کہ یہ خلفاءِ راشدین کا طریقہ تھا کہ وہ برگزیدہ حضرات کی وفات کے بعد اوصاف حسنہ بیان کرتے تھے۔"

علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"وھذا یدل علی جواز عد اوصاف المیت بلا نوح بل ینبغی ان یندب لانہ من سنۃ الخلفاء الراشدین والائمۃ المھتدین وقد صار ذالك عادۃ فی رثاء العلماء بحضور المحافل العظیمہ والمجالس الفخیمۃ"

"یہ دلیل ہے میت کے اوصاف بیان کرنے کے جواز پر بشرطیکہ اس بیان میں کسی قسم کا نوحہ نہ پایا جائے بلکہ یہ مندوب ہے اس لئے کہ یہ سنت خلفاءِ راشدین اور ائمۂ مہتدین ہے اور یہ علماءِ کرام کی عادت ہو چکی ہے، بڑی بڑی محفلوں اور مجالس میں اسی طرح بیان کرتے ہیں۔"

حدیث ۸/۳۷۴ حدثنا بشر[1] بن ھلال الصواف البصری حدثنا جعفر[2] بن سلیمان عن ثابت[3] عن انس[4] قَالَ لَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ دَخَلَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم الْمَدِیْنَۃَ اَضَاءَ مِنْھَا کُلُّ شَیْئٍ فَلَمَّا کَانَ الْیَوْمُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ اَظْلَمَ مِنْھَا کُلُّ شَیْئٍ وَمَا نَفَضْنَا اَیْدِیَنَا عَنِ التُّرَابِ وَاِنَّا لَفِیْ دَفْنِہٖ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم حَتّٰی اَنْکَرْنَا قُلُوْبَنَا۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں جس دن رسول کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم مدینہ منورہ میں

اسماء الرجال حدیث ۸/۳۷۴
۱ بشر بن ھلال الصواف البصری ہے ثقہ ہے من العاشرۃ خرج لہ مسلم والاربعۃ ۲۴۷ھ میں فوت ہوئے۔
۲ جعفر بن سلیمان۔ دیکھو حدیث ۷ باب ما جاء فی عیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۳
۳ ثابت۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۲
۴ انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ۵

تشریف فرما ہوئے تو مدینہ منورہ کا ذرّہ ذرّہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور سے منوّر ہوگیا۔ سو جس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہُوا تو مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا۔ اور ہم نے قبرِ مبارک کی مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے اور ہم تدفین میں مصروف تھے مگر ہمارے دِل یہ ماننے کے لئے آمادہ نہ تھے کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے۔

حل لغات اَضَاءَ ۔ تاباں ہوگیا، منوّر ہوگیا۔ ضَوْءٌ مصدر ہے چمک اُٹھنا روشن ہونا۔ اَظْلَمَ۔ تاریک ہوگیا۔ اندھیرا چھاگیا۔ اس کا مصدر ظُلْمَۃٌ ہے تاریک ہونا۔ نَفَضْنَا۔ ہم نے جھاڑے۔ اس کا مصدر نَفْضٌ ہے، جھاڑنا، بیشفاندن۔

تشریح ارشاد ہے ”جس دن رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے تو مدینہ منورہ کا ذرّہ ذرّہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور سے منوّر ہوگیا“ یعنی مدینہ منورہ کی ہر شے چمک اُٹھی اور روشن ہوگئی حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لکھتے ہیں:۔

”از پرتو جمال باکمال او در و دیوار ہمہ روشن شدہ بود و تمام مدینہ را روشنی محیط گشتہ“

یعنی ”حضور پُرنُور مجسم سیّدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال باکمال کے پرتو سے در و دیوارِ مدینہ منوّرہ سب کے سب روشن ہوگئے اور تمام مدینہ منورہ کو اس نُور نے احاطہ کرلیا تھا“

حضرت علامہ عبدالرؤف صاحب مناوی مصری متوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

”وفی قولہ کل شیٔ مبالغۃ لطیفۃ کان کل شیٔ فی العالم اقتبس النور واخذہ من المدینۃ فی ذالك الیوم والاصح ان المراد بہ ان کل جزء من اجزاء المدینۃ اضاء ذالك الیوم حقیقۃ ولا تجرید و کیف لا یضیٔ لہ ذالك وقد کانت ذاتہ کلھا نورا وسماہ اللہ نورا فقال سبحانہ

”یعنی حدیث شریف میں جو ’کل شیٔ‘ آیا ہے، یعنی ہر ایک شے۔ یہ ایک لطیف مبالغہ ہے اس لئے کہ کائنات کی ہر چیز اسی نُور سے مستفید ہورہی ہے اور اس دن مدینہ منورہ بھی اسی نُور سے تابناک ہورہا تھا اور صحیح بات تو یہی ہے کہ مدینہ منورہ کا ہر ایک گوشہ حقیقتاً اس دن روشن تھا اور کیوں نہ روشن نہ ہوتا، جب کہ

قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین
فکان نورا اضاء للعالمین وسراجا منیرا" [1]

حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس سراپا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک نور رکھا۔ سو ارشاد فرمایا سبحانہ وتعالیٰ نے کہ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب، اور حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نور تمام جہانوں کو روشن کرتا ہے اور ان کا پیکر جمیل روشن چراغ ہے۔"

حضرت علامہ البیجوری رحمۃ اللہ علیہ اس کی تشریح فرماتے ہیں :-

"ای استنار من المدنیۃ الشریفۃ کل شئ نورا حسیا ومعنویا لانہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نور الانوار والسراج الوھاج ونور الھدایۃ العامۃ ورفع الظلمۃ الطامۃ" [2]

"یعنی مدینہ منورہ کی ہر شے حسیاتی ومعنوی طور پر نور سے منور ہو گئی اس لئے کہ حضور الانور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ذات اقدس نور الانوار، نہایت ہی روشن چراغ، ہدایت عامہ کے نور اور کمال تاریکی کو دور کرنے والی ہے۔"

ارشاد ہے" سو جس دن آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا وصال ہوا تو مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا۔" گویا ہر شے پر غم کا عالم طاری تھا۔ ہر ایک شخص پریشان اور مضطرب تھا گویا ہر طرف تاریکی ہی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ حضرت قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :-

"از غم فراق آنسرور چناں حالت روئداد کہ گویا تاریک گشتہ در و دیوار ہائے مدینہ وتاریکی محیط گشت"

یعنی "حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فراق کے غم میں ایسی کیفیت ہو گئی کہ تمام مدینہ منورہ تاریکی میں ڈوب گیا گویا مدینہ پر تاریکی چھائی ہوئی تھی۔"

ارشاد ہے" اور ہم نے قبر مبارک کی مٹی سے ہاتھ بھی نہیں جھاڑے تھے اور تدفین میں مصروف تھے مگر ہمارے دل یہ ماننے کے لئے آمادہ نہ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے ہیں۔ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[1] جمع الوسائل حاشیہ ج ۲ ص ۲۰۹

[2] المواہب اللدنیہ حاشیہ العلامہ شیخ مزکور ص ۱۹۶

تحریر فرماتے ہیں :-

"کہ انکار کردیم و بدگفتیم دلہائے خود را کہ چوں راضی شدید بریختن خاک بر قبر آنسرور" "ہم پسند نہیں کرتے تھے اور اپنے دلوں کو بُرا کہا کہ اے ہمارے قلوب تم کس طرح قبر مبارک پر مٹی ڈالنے پر راضی ہوئے۔"

شرح السنۃ میں جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم دفن کرکے جنابہ سیدۃ النسا فاطمۃ الزہرا جگر گوشہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا :-

"یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا التراب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم" "اے انس کیا تیرا دل اس کام سے خوش ہوا کہ تو حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مرقدِ انور پر مٹی بچھاور کرے۔"

اور فرماتے ہیں :-

" واخذت من تراب القبر الشریف فوضعتہ علی عینہا وانشدت :

ماذا علی من شم تربۃ احمد ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیا لیا "

یعنی" سیدۃ النساء خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبر شریف سے تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں سے لگائی اور یہ دو شعر پڑھے ۔ (۱) سیدنا احمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) کی تربت مبارک کی خاک شریف جو شخص سونگھے گا اس کا کیا حکم ہے؟ تو اس کے لئے یہ حکم ہے ------- کہ جب تک زمانہ ہے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھے گا ۔ (۲) اے حضور (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جناب کے تشریف لے جانے کے بعد مجھ پر کچھ ایسی مصیبتیں نازل ہوئیں کہ اگر وہ روزِ روشن پر نازل ہوتیں تو وہ بھی شب بلدا بن جاتا۔"

حدیث ۹ / ۳۷۵ حدثنا محمد[1] بن حاتم حدثنا عامر[2] بن صالح عن هشام[3] بن عروة عن ابيه عن عائشة[5] قالت تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیر (دوشنبہ) کے دن وصال پایا۔

حل لغات تُوُفِّيَ۔ وفات دی گئی۔ مجہول کا صیغہ ہے۔

تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روزِ وصال تمام علماء اور محدثین کے نزدیک پیر کے دن ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:

"متفق عليه بين ارباب النقل" "مورخین علماء کے نزدیک اسی پر اتفاق ہے"

حدیث ۱۰ / ۳۷۶ حدثنا محمد[1] بن ابی عمر حدثنا سفيٰن[2] بن عيينة عن جعفر[3] بن محمد عن ابيه[4] قال قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه واٰله وسلم يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ فَمَكَثَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَيْلَةَ الثُّلَاثَاءِ وَدُفِنَ مِنَ اللَّيْلِ وَقَالَ سُفْيٰنُ وَقَالَ غَيْرُهٗ يُسْمَعُ صَوْتُ الْمَسَاحِيْ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ۔

ترجمہ امام باقر سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال شریف پیر کے دن ہُوا، پس یہ دن اور منگل (سہ شنبہ) کا دن وجودِ اطہر گھر میں رہا اور بدھ کی رات (یعنی شب چہار شنبہ) دفن کئے گئے سفیان جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ امام باقر کی حدیث میں تو اتنا ہی ہے لیکن اور روایت میں یہ بھی ہے کہ رات کے آخری پہر میں پھاوڑوں کی آواز آتی تھی۔

حل لغات مَكَثَ۔ ٹھہرے رہے۔ مَكْثًا مصدر ہے جس کے معنی ٹھہرنا، اقامت کرنا کے ہیں۔
اَلْمَسَاحِيْ۔ پھاوڑے۔ مہذب میں ہے۔ پائے روب از آہن۔ اس کا واحد مِسْحَاةٌ ہے۔

تشریح پیر کے دن وصال شریف ہُوا، پیر اور منگل کے دن لوگ زیارت سے مشرف ہوتے رہے۔ غسل اور تدفین

اسماء الرجال حدیث ۹ / ۳۷۵

۱ محمد بن حاتم۔ المؤدب ببغداد، روی عن هیثم وطبقة وعنه النسائی والمصنف وخلق کثیر ثقة۔ ۲۴۶ھ میں فوت ہوئے۔
۲ عامر بن صالح۔ بن رستم المری ابوبکر بن ابی عامر البصری الخزازی ہے۔ ابوحاتم نے کہا قوی نہیں ہے۔ واقرط ابن حبان فنسبه للوضع قیل هو عامر بن صالح بن عبداللہ بن عروة بن الزبیر اذ هو الراوی عن هشام وعنه احمد ویعقوب الدورقی۔ امام احمد نے کہا ثقہ ہے۔ لم یکن یکذب۔ اور ابن معین نے کہا کذاب فقیل له فاحمد یحدث عنه قال ماله جن۔ اور دارقطنی نے کہا متروک ہے۔
۳ ہشام بن عروۃ۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جابر ۲
۴ ابیہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم جابر ۲
۵ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جابر ۵

اسماء الرجال حدیث ۱۰ / ۳۷۶

۱ محمد بن ابی عمر۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کان یختضب۔ عینہ جابر ۱

کا انتظام کرتے رہے۔ صلوٰۃ وسلام عرض کرتے رہے اور منگل اور بدھ کی درمیانی شب دفن کئے گئے۔ قاضی محمد عاقل نے بھی تحریر فرمایا ہے:۔

"پس معلوم شد کہ دفن در آخر شب واقع شد" — یعنی "معلوم ہوا کہ رات کے آخری حصہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دفن فرمائے گئے۔"

جمہور کا بھی یہی قول ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

حدیث ۱۱/۳۷۷ حدثنا قتيبة[1] بن سعيد حدثنا عبد[2] العزيز بن محمد عن شريك[3] بن عبد الله بن ابى نمر عن ابى سلمة[4] بن عبد الرحمن بن عوف قال تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَوْمَ الاِثْنَيْنِ وَدُفِنَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ قال ابو عيسى هذا حديث غريب۔

ترجمہ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک پیر کے دن ہوا اور منگل کے دن دفن کئے گئے۔ ابوعیسیٰ یعنی صاحب ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث غریب ہے۔

تشریح حدیث ۱۰/۳۷۶ میں منگل اور بدھ کی درمیانی شب تدفین کا ذکر ہے۔ اور اس حدیث شریف میں منگل کے دن کا بیان ہے۔ لہٰذا علماء کرام نے دونوں احادیث میں اس طرح توفیق فرمائی ہے۔ قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"شروع در تجہیز وتکفین از روز سہ شنبہ شدہ باشد وفراغ در آخر شب چہار شنبہ" — یعنی "تجہیز وتکفین منگل کے دن شروع ہوا ہوگا اور دفن سے فراغت بدھ کی شب آخر کو ہوئی ہوگی۔"

سفیان بن عیینہ۔ دیکھیے حدیث ۵ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۔ جعفر بن محمد دیکھیے حدیث باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ۔ ابیہ دیکھیے حدیث باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۱/۳۷۷
[1] قتیبہ بن سعید دیکھیے باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۔
[2] عبدالعزیز بن محمد دیکھیے حدیث باب ما جاء فی عمامۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۔
[3] شریک بن عبداللہ بن ابی نمر دیکھیے حدیث باب ما جاء فی ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یتختم فی یمینہ حاشیہ ۵۔
[4] ابی سلمۃ بن عبدالرحمٰن بن عوف دیکھیے حدیث باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ۔

حدیث ۱۲/۳۷۸ حدثنا نصر[1] بن علی الجهضمی حدثنا عبد[2] الله بن داؤد قال حدثنا سلمة[3] بن نبیط اخبرنا عن نعیم[4] بن ابی هند عن نبیط[5] بن شریط عن سالم[6] بن عبید وکانت له صحبة قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فِیْ مَرَضِہٖ فَاَفَاقَ فَقَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ مُرُوْا بِلَالًا فَلْیُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ النَّاسِ اَوْقَالَ بِالنَّاسِ ثُمَّ اُغْمِیَ عَلَیْہِ فَاَفَاقَ فَقَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ قَالُوْا نَعَمْ فقال مُرُوْا بِلَالًا فَلْیُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَۃُ اِنَّ اَبِیْ رَجُلٌ اَسِیْفٌ اِذَا قَامَ ذَالِکَ الْمَقَامَ بَکٰی فَلَا یَسْتَطِیْعُ فَلَوْ اَمَرْتَ غَیْرَہٗ قَالَ ثُمَّ اُغْمِیَ عَلَیْہِ فَاَفَاقَ فَقَالَ مُرُوْ بِلَالًا فَلْیُؤَذِّنْ وَمُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَاِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ اَوْصَوَاحِبَاتُ یُوْسُفَ قَالَ فَاُمِرَ بِلَالٌ فَاَذَّنَ وَاُمِرَ اَبَا بَکْرٍ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم وَجَدَ خِفَّۃً فَقَالَ اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ اَتَّکِیُٔ عَلَیْہِ فَجَآءَتْ بَرِیْرَۃُ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَاتَّکَاءَ عَلَیْہِمَا فَلَمَّا رَاٰہُ اَبُوْبَکْرٍ ذَھَبَ لِیَنْکُصَ فَاَوْمَا اِلَیْہِ اَنْ یَّثْبُتَ مَکَانَہٗ حَتّٰی قَضٰی اَبُوْبَکْرٍ صَلٰوتَہٗ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قُبِضَ فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰہِ لَا اَسْمَعُ اَحَدًا یَذْکُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قُبِضَ اِلَّا ضَرَبْتُہٗ بِسَیْفِیْ ھٰذَا قَالَ النَّاسُ اُمِّیِّیْنَ لَمْ یَکُنْ فِیْہِمْ نَبِیٌّ قَبْلَہٗ فَاَمْسَکَ النَّاسُ قَالُوْا یَا سَالِمُ انْطَلِقْ اِلٰی صَاحِبِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فَادْعُہٗ فَاَتَیْتُ اَبَا بَکْرٍ وَھُوَ فِی الْمَسْجِدِ فَاَتَیْتُہٗ اَبْکِیْ دَھِشًا فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ لِیْ اَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قُلْتُ اِنَّ عُمَرَ یَقُوْلُ لَا اَسْمَعُ اَحَدًا یَذْکُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قُبِضَ اِلَّا ضَرَبْتُہٗ بِسَیْفِیْ ھٰذَا فَقَالَ لِیْ اِنْطَلِقْ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ فَجَاءَ ھُوَ وَالنَّاسُ قَدْ دَخَلُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فَقَالَ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اَفْرِجُوْا لِیْ فَجَاءَ حَتّٰی اَکَبَّ عَلَیْہِ وَمَسَّہٗ فَقَالَ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَاِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ ثُمَّ قَالُوْا یَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اَقُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

اسماء الرجال حدیث ۱۲/۳۷۸

۱؎ نصر بن علی الجهضمی۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱؎

۲؎ عبداللہ بن داؤد۔ دیکھو حدیث ۹؎ باب ماجاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲؎

۳؎ سلمہ بن نبیط۔ ابو فراس کوفی ہے۔ الاشجعی الکوفی ہے۔ ثقہ ہے۔ اختلط من الخ ... خرج لہ ابوداؤد ... وابن ماجہ

۴؎ نعیم بن ... الاشجعی ثقہ ... رمی بالنصب من الرابعۃ ... سنہ عشرین ومائۃ

۵؎ نبیط بن شریط۔ الاشجعی الکوفی ہے۔ صحابی صغیر خرج لہ الستۃ

۶؎ سالم بن عبید۔ الاشجعی ہے۔ صحابی ہے ثقہ ہے۔ اہل صفہ سے ہے۔ خرج لہ الاربعۃ ومسلم

قَالَ نَعَمْ فَعَلِمُوا اَنْ قَدْ صَدَقَ قَالُوا يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم اُنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ نَعَمْ قَالُوا وَكَيْفَ قَالَ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ ثُمَّ يَدْخُلُ قَوْمٌ فَيُكَبِّرُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ وَيَدْعُوْنَ ثُمَّ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَدْخُلَ النَّاسُ قَالُوا يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللهِ اَيُدْفَنُ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قَالَ نَعَمْ قَالُوا اَيْنَ قَالَ فِي الْمَكَانِ الَّذِيْ قَبَضَ اللهُ فِيْهِ رُوْحَهٗ فَاِنَّ اللهَ لَمْ يَقْبِضْ رُوْحَهٗ اِلَّا فِيْ مَكَانٍ طَيِّبٍ فَعَلِمُوا اَنْ قَدْ صَدَقَ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يُغَسِّلَهٗ بَنُوْ اَبِيْهِ وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ يَتَشَاوَرُوْنَ فَقَالُوا انْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اِخْوَانِنَا مِنَ الْاَنْصَارِ نُدْخِلُهُمْ مَعَنَا فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ اَمِيْرٌ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَنْ لَهٗ مِثْلُ هٰذِهِ الثَّلٰثِ ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا مَنْ هُمَا قَالَ ثُمَّ بَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعَهٗ وَبَايَعَهُ النَّاسُ بَيْعَةً حَسَنَةً جَمِيْلَةً۔

ترجمہ صحابیٔ رسول سالم بن عبید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ بیماری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوجاتی اور پھر آرام ہوجاتا تو ارشاد فرماتے کیا نماز کا وقت ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں۔ ارشاد فرمایا بلال کو کہو کہ اذان کہے۔ اور ابوبکر صحابہ کو نماز پڑھائیں۔ پھر بے ہوشی طاری ہوئی اور پھر آرام ہوگیا تو ارشاد فرمایا کیا نماز کا وقت ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں! ارشاد فرمایا بلال کو کہو اذان دے اور ابوبکر صحابہ کو نماز پڑھائیں۔ عائشہ صدیقہ نے عرض کیا کہ بیشک میرا باپ رقیق القلب ہے جب وہ آپ کے مصلیٰ پر کھڑا ہوگا تو بے ساختہ رو پڑے گا۔ لہٰذا وہ آپ کی جگہ پر نہیں کھڑا ہوسکے گا۔ لہٰذا آرزو رکھتی ہوں کہ کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیجئے۔ سالم بن عبید نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوئی اور پھر آرام ہوگیا، تو ارشاد فرمایا بلال کو کہو اذان کہے اور ابوبکر کو کہو صحابہ کو نماز پڑھائے۔ بس یقیناً تم یوسف علیہ السلام کے واقعہ والی عورتیں بن رہی ہو۔ سالم بن عبید نے فرمایا کہ چونکہ بلال کو امر کیا گیا تو اس نے اذان دی، اور ابوبکر کو امر کیا گیا، تو انہوں نے نماز پڑھائی۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ آرام محسوس فرمایا، تو ارشاد فرمایا دیکھو کوئی ہے جس پر

سہارا لے کر مسجد تک جاؤں جناب بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں پر سہارا لیا۔ پس جب ابوبکر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو۔ یہاں تک کہ ابوبکر نے نماز پوری کر لی۔ بالآخر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم جس نے بھی یہ بات کہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا ہے اس کی گردن اپنی تلوار سے اُڑا دوں گا۔ راوی نے کہا کہ لوگ ناخواندہ تھے نیز ان میں پہلے کوئی نبی بھی نہ ہوا تھا۔ لہٰذا لوگ چپ ہو گئے۔ صحابہ نے کہا اے سالم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی کو بلا لو۔ ابوبکر صدیق اپنے محلہ کی مسجد میں تھے کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ میں روتا ہوا دہشت زدہ ان کے پاس پہنچا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ عمر فرماتے ہیں کہ میں جس کو یہ کہتے ہوئے سنوں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے تو اس کی گردن اڑا دوں گا۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ چلو۔ سو میں ان کے ساتھ آ گیا۔ اُس وقت صحابہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود مبارک کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اے لوگو مجھے راہ دے دو۔ پس آئے یہاں تک کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گر پڑے اور وجود مُبارک سے لپٹ گئے اور فرمایا یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انتقال کرنا ہے اور بیشک انہوں نے بھی مرنا ہے۔ پھر صحابہ نے کہا اے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفیق! کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ آپ نے جواب دیا ہاں۔ پس صحابہ کو یقین آ گیا۔ صحابہ نے کہا اے رفیقِ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز پڑھیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح؟ فرمایا کہ ایک گروہ داخل ہو پس تکبیر کہیں، دعا کریں اور نماز پڑھیں۔ پھر وہ باہر چلے آئیں۔ پھر دوسرا گروہ آئے تکبیر کہے نماز پڑھے اور دُعا کہے پھر باہر چلا آئے حتیٰ کہ ساری مخلوق اسی طرح حجرہ مبارکہ میں داخل ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اے رفیقِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کیا جائے گا؟ انہوں نے فرمایا ہاں: صحابہ نے کہا کہ کہاں؟ ابوبکر صدیق نے فرمایا جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہُوا ہے وہی مدفن ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک جگہ میں کیا ہے۔ پس صحابہ جان گئے کہ انہوں نے صحیح صحیح فرمایا ہے پھر ابوبکر صدیق نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باپ کے بیٹوں کو فرمایا کہ تم غسل دو۔ اور مہاجر جمع ہو کر باہم دگر

مشورے کر رہے تھے۔ سو مہاجرین نے ابوبکر صدیق کو کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں انصار کی طرف چلیں تاکہ وہ بھی اس مشورہ میں شریک ہوجائیں۔ انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم سے ہو۔ تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ کون ہے جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہیں "صرف ذوجان سے جب وہ دونوں غار میں تھے جب اپنے یار سے فرماتے تھے کہ غم نہ کھا، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے" تم جانتے ہو وہ دونوں کون سی ہستیاں تھیں۔ راوی کہتا ہے کہ پھر عمر نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر صدیق کے ہاتھ بیعت کی۔ ابوبکر صدیق کے دست مبارک پر لوگوں نے بیعت کرلی۔ بیعت نیک اور بہترین۔

حل لغات اُغْمِی۔ بے ہوشی طاری ہوئی۔ اِغْمَاءٌ۔ بے ہوش رہنا۔ برابر ہونا۔ اَسِیْفٌ۔ رقیق القلب، غمگین۔ اَسَفٌ سے ہے جس کے معنی حزن اور لکا کے ہیں۔ خِفَّۃٌ۔ ہلکا پن محسوس کیا۔ یَنْکُصُ۔ النکوص سے ہے جس کے معنی لوٹنا، پیچھے ہٹنا، برگشتن کے ہیں۔ اَکَبَّ۔ جھکا۔ اِکْبَابٌ۔ جھک پڑنا۔

تشریح ارشاد ہے "بیماری کے دوران آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم پر بے ہوشی طاری ہوجاتی" درحقیقت یہ ضعف بدن تھا نہ کہ قطعی بے ہوشی۔ ارشاد ہے "بس یقیناً تم یوسف علیہ السلام کے واقعہ والی عورتیں بن رہی ہو" یعنی اے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو زلیخا کی مثل بن رہی ہے۔ گویا یہ تشبیہ ہے کہ جس طرح زلیخا نے تمام زنانِ مصر کی عزت و تکریم کے ساتھ دعوت کی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال کو دیکھ مجھے معذور جانیں۔ اسی طرح تو جو یہ کہہ رہی ہے کہ وہ رقیق القلب ہے۔ جب آپ کے مصلیٰ پر کھڑا ہوگا تو بے ساختہ رو پڑے گا لہٰذا وہ آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی جگہ پر نہیں کھڑا ہوسکے گا" تو اس کا مطلب یہ ہے۔

"بتوہم آنکہ مردم نسبت تشائم بوے خواہند کرد
پس تو ہم مثل زلیخا شدی"[1]

"اس وہم کی وجہ سے کہ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کی طرف نحوست کی نسبت کریں گے لہٰذا تو بھی
زلیخا کی طرح ہوگی"۔

یعنی جو بات دل میں ہے اس کا اظہار نہیں کیا۔ ارشاد ہے جنابہ بریرہ اور ایک دوسرے شخص آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں پر سہارا لیا" یعنی ان دونوں پر سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے۔ جنابہ بریرہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیزہ تھیں اور اس وقت جب دوسرے صاحب پر سہارا لیا تھا بقول شیخ ابن حجر

[1] حلاوۃ النعمین از حضرت مولانا مولوی محمد عاشق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

رحمۃ اللہ علیہ وہ نوبہ تھے۔ رضی اللہ عنہما۔

ارشاد ہے "یہاں تک کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کر لی" حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس بیماری کے عرصہ میں جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازوں کی امامت کروائی۔ علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :۔

"سبع عشر صلوٰۃ کما نقله الدمیاطی" "یعنی سترہ نمازیں پڑھائیں جیسا کہ الدمیاطی نے نقل کیا ہے۔"

"بالآخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو گیا" یعنی اس نماز کے بعد جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باہر مسجد میں تشریف لائے تھے۔ وصال مبارک ہوا اور یہ نماز صبح کی تھی۔ ارشاد ہے "حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو مجھے راہ دے دو، پس آئے حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر گر پڑے اور وجود مبارک سے لپٹ گئے" یعنی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا۔ حاشیہ شمائل شریف میں ہے۔

"انه قبل ناصيته عليه السلام" "یعنی حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشانی مبارک کو چوما"

ارشاد ہے "صحابہ نے کہا اے رفیق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نماز پڑھیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں، صحابہ نے عرض کیا کہ کس طرح؟ انہوں نے فرمایا ایک گروہ داخل ہو پس تکبیر کہیں، دعا کریں اور نماز پڑھیں، پھر وہ باہر چلے آئیں تو دوسرا گروہ داخل ہو" یعنی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں لوگ حجرہ مبارکہ میں جائیں، تکبیر، دعا اور صلوٰۃ پڑھ کر واپس چلے آئیں۔ چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اور حضرت امام الاولیاء اسد اللہ الغالب علیٰ کل غالب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ارشاد کے مطابق :۔

"کہ امامت نکند کسے از شما بر پیغمبر خدا زیرا کہ اوست امام شما در حالہ حیات و حالہ ممات" [1]

"کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تم سے کوئی شخص نماز جنازہ کی امامت نہ کرے اس لئے کہ حالتِ حیات اور حالتِ ممات میں وہ تمہارے امام ہیں۔"

صاحبِ سیرۃ النبی شبلی ص ۱۴۵ پر لکھتے ہیں :۔

[1] حلاوۃ المتعلمین حضرت مولانا قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

"جنازہ تیار ہو گیا تو لوگ نماز کے لئے ٹوٹے (جنازہ حجرے کے اندر تھا باری باری سے لوگ تھوڑے تھوڑے کرکے جاتے تھے) پہلے مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے نماز پڑھی لیکن کوئی امام نہ تھا۔"

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"مردم گروہی بعد گروہی می درآمدند و بر حضرت نماز جنازہ تنہا تنہا می خواندند تا آنکہ بعد مردان زنان درآمدند و نماز جنازہ خواندند و بعد زنان خوردان آمدند و نماز خواندند، اما ہمہ تنہا تنہا بے امام نماز خواندند"

"یعنی ایک گروہ کے بعد دوسرا گروہ حجرۂ اقدس میں داخل ہوتا اور اکیلا اکیلا نمازِ جنازہ پڑھتا مردوں کے بعد عورتوں نے اسی طرح نماز پڑھی اور پھر چھوٹوں نے مگر اکیلے اکیلے بغیر امام کے نماز پڑھتے تھے۔"

جناب جعفر پھلواری صاحب لکھتے ہیں :۔

"جنازہ تیار ہونے کے بعد سب سے پہلے اہل قرابت نے، پھر مہاجرین نے پھر انصار نے، پھر عام مسلمانوں نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے نمازِ جنازہ پڑھی، حجرہ کے اندر کم و بیش دس دس آدمی جاتے تھے کیونکہ حجرہ تنگ تھا اور صلوٰۃ و سلام کے ساتھ کچھ دعائیں پڑھ کر واپس آجاتے تھے۔ یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ تھی۔ جو گروہ اندر جاتا اس کا امام نہ ہوتا تھا۔" [1]

حضرت قاضی محمد عاقل صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"در روایتے آمدہ کہ اول ملائکہ نماز جنازہ خواندند گروہ گروہ پستر اہلبیت پستر مردم و دیگر پستر ازواج مطہرات"

یعنی "ایک روایت میں آیا ہے کہ پہلے گروہ ملائکہ نے، پھر اہل بیت نے، پھر اور لوگوں نے پھر ازواج مطہرات نے نماز جنازہ ادا کی۔"

جناب قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری لکھتے ہیں :۔

"نماز جنازہ پہلے کنبے والوں نے، پھر مہاجرین نے، پھر انصار نے، مردوں اور عورتوں نے، پھر بچوں

[1] تذکرہ جمیل ماہنامہ [illegible] رسول نمبر ۱۹۵۹ء دہلی

نے ادا کی' اس نماز میں کوئی امام نہیں تھا...... نماز یہ تھی . ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما . اللّٰھم ربنا لبیك وسعدیك صلوٰۃ اللہ البر الرحیم . والملٰئکتہ المقربین والنبیین والصدیقین والصالحین وما سبح لك من شئ یارب العٰلمین علی محمد بن عبداللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العٰلمین الشاھد المبشر الداعی باذنك السراج المنیر وبارك وسلم" [1]

ارشاد ہے" ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال ہوا ہے وہی مدفن ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال پاک جگہ میں کیا ہے" علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی سنہ ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں :-

"اخرج ابن الجوزی فی الوفاء عن عائشۃ قالت لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اختلفوا فی دفنہ فقال لی علی رضی اللہ عنہ انہ لیس فی الارض بقعۃ اکرم علی اللہ من بقعۃ قبض فیھا نفس نبیہ قال الشریف السمھودی فھذا اصل الاجماع علی تفضیل البقعۃ التی ضمت اعضاءہ علی جمیع الارض حتی من الکعبۃ" [2]

"یعنی الوفاء میں ابن جوزی تخریج کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو دفن کرنے کی جگہ پر مختلف آراء پیدا ہوگئیں پس مجھے علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین پر اس جگہ سے افضل کوئی مقام نہیں جہاں اس کے نبی کا وصال شریف ہوا ہو. الشریف السمھودی نے فرمایا یہ حدیث اجماع (امت) کی اصل ہے . اس بات پر کہ تمام روئے زمین حتیٰ کہ کعبۃ اللہ سے بھی وہ جگہ افضل ہے جہاں حضور اقدس نبی الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ مطہر کے اعضاء

[1] رحمۃ العالمین ج ۱ ص ۱۷۰ مطبوعہ شیخ غلام علی

[2] جمع الوسائل ج ۲ ص ۲۱۶ کا حاشیہ

شریفہ لگے ہوئے ہیں"۔

ارشاد ہے" پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے باپ کے بیٹوں کو فرمایا کہ تم غسل دو" یعنی عصبہ نسبی کو فرمایا۔ آنجناب صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے غسل شریف میں حضرت عباس، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عباس کے دونوں بیٹے فضل اور قثم، حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام اسامہ بن زید اور صالح حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین شریک تھے۔ اور بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی اجازت سے اوس بن خولی انصاری سعد بن وقاص کے کنویں سے پانی بھر کر لاتے تھے اور حجرۂ انور میں پہنچاتے تھے۔ حجرۂ انور کا دروازہ بند تھا اور صرف یہ چھ حضرات اندر تھے۔ حضرت علامہ قاضی محمد عاقل صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"اختلاف افتاد در آنکہ حضرت را در جامہ غسل دہند یا برہنہ سازند مانند موتیٰ دیگر"۔

یعنی" اس بات پر اختلاف ہوا کہ آیا سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دیا جائے یا دوسرے مُردوں کی طرح برہنہ کرکے نہلایا جائے"

"پس حق تعالیٰ دریں وقت نیم خوابی بر ایشاں غالب گردانید کہ ذقنہائے خود برسینہائے خود نہادند"۔

"پس اللہ تعالیٰ نے ان حضرات پر نیم خوابی کا عالم طاری کردیا کہ انہوں نے اپنی ٹھوڑیوں کو اپنے سینوں پر پہنچا دیا یعنی خوب اونگھ گئے"

"ناگاہ شخصے از زاویہ خانہ آوازے برآورد کہ برہنہ نکنید پیغمبرِ خدائے را، در پیراہن او غسل دہید اورا"

"اچانک گھر مبارک کے ایک کونہ سے ایک شخص کی صدا آئی کہ خدا کے پیغمبر کو برہنہ نہ کرو، اور اس کے کپڑوں ہی میں اسے غسل دو"۔

چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ ارشاد ہے" اور مہاجر جمع ہوکر باہم دگر مشورے کر رہے تھے" یعنی مہاجرین آپس میں بیٹھ کر امرِ خِ، فت کے حل کرنے میں مشورے کر رہے تھے کہ یہ اہم مسئلہ کس طرح طے ہو۔ ارشاد ہے" پھر مہاجرین نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائیوں انصار کی طرف چلیں تاکہ اس اہم مشورہ میں وہ بھی شریک ہو جائیں" یعنی مہاجرین اور انصار مل کر صلاح و مشورہ کے ساتھ اس امرِ خلافت کو احسن طریقہ پر حل کریں تاکہ ایسے نازک وقت میں تشتت و افتراق پیدا نہ ہو۔ چنانچہ دونوں نے باہم مشورہ شروع کردیا۔ یہ مشورہ

سقیفہ میں ہؤا۔ ارشاد ہے "انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم سے ہو اور ایک امیر تم میں سے ہو"۔ یعنی مہاجرین کا بھی ایک امیر ہو اور انصار کا بھی ایک امیر ہو۔ ارشاد ہے "تو عمر بن الخطاب نے کہا کون ہے جس میں یہ تین فضیلتیں جمع ہیں:۔

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا "

یعنی" پہلی فضیلت ثَانِيَ اثْنَيْنِ دُوسری فضیلت اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اور تیسری فضیلت اِنَّ اللّٰهَ مَعَ

لہٰذا کون سا ایسا دوسرا شخص موجود ہے سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جس میں یہ تینوں فضیلتیں موجود ہیں۔ ارشاد ہے "تم جانتے ہو وہ دونوں کیسی ہستیاں تھیں" یعنی تم خوب اچھی طرح جانتے ہو کہ ایک پیغمبرِ اسلام تھے اور دوسرے یہی ابوبکر صدیق۔ یہ استفہام تقریری ہے۔ اس آیۂ کریمہ میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، اور اس پر اجماعِ اُمت ہے۔ لہٰذا جو شخص بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مصاحبت سے انکار کرتا ہے وہ نصِ قطعی کا انکار کرتا ہے۔ ارشاد ہے" راوی کہتا کہ پھر حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی، اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دستِ مُبارک پر لوگوں نے بیعت کر لی، نیک بیعت اور بہترین" یعنی نہایت ہی خوشی کے ساتھ احسن طریقہ پر برضا و رغبت تمام مہاجر اور انصار نے بیعت کر کے جناب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسُول اللہ اور امیر المومنین منتخب کر لیا۔

حدیث ۱۳/۳۷۹ حدثنا نصر[1] بن علی حدثنا عبدُ[2] اللہ بن الزبیر شیخ باھل قدیم بصری حدثنا ثابتُ[3] البنانی عن انسٍ[4] بن مالك قَالَ لَمَّا وَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ كَرْبِ الْمَوْتِ مَا وَجَدَ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَاهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لَا كَرْبَ عَلٰى اَبِيْكِ بَعْدَ الْيَوْمِ اِنَّهٗ قَدْ حَضَرَ مِنْ اَبِيْكِ مَا لَيْسَ بِتَارِكٍ مِنْهُ اَحَدًا الْوَفَاةُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

اسماء الرجال حدیث ۱۳/۳۷۹

۱ نصر بن علی۔ دیکھو حدیث ۱۰ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ عبداللہ بن الزبیر شیخ باہل قدیم بصری۔ ابوحاتم نے کہا مجہول ہے۔ المزی نے کہا کہ ترمذی نے یہی حدیث اس سے نقل کی ہے اور بعض نے کہا کہ شیخ ہے بصری ہے مقبول ہے۔ من الثامنۃ۔

۳ ثابت البنانی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۴ انس بن مالک۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

ترجمہ جناب انس بن مالک سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت انتقال کے وقت تکلیف محسوس فرما رہے تھے تو وہ تکلیف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی گذر رہی تھی تو جنابہ فاطمہ نے فرمایا ہائے میرے ابّا جان کی تکلیف۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (اے میری بیٹی) آج کے دن کے بعد تیرے باپ پر کوئی تکلیف نہ ہوگی یقیناً تیرے باپ پر وہ چیز موجود ہوئی ہے جو قیامت تک کسی ایک سے ٹلنے والی نہیں۔

حل لغات کَرْبٌ ۔ شاق ہونا، سخت ہونا، بٹنا، تنگ کرنا، تکلیف میں ہونا۔

تشریح ارشاد ہے "ہائے میرے ابا جان کی تکلیف" یعنی سیدۃ النسا جگر گوشۂ رسول الثقلین خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی زبان مبارک سے بے ساختہ یہ افسوس کا اظہار ہوا۔ آنجنابہ رضی اللہ عنہا کو اس دنیاوی جدائی اور فراق کا بہت ہی شدید غم تھا جس کا اظہار اپنے پیارے ابا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن کرنے کے بعد جناب انس سے اس طرح فرمایا۔

"یا انس اطابت نفسك ان تحثوا علی رسول الله التراب"

"اے انس کیا تیرا دل اس کام سے خوش ہوا کہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر مٹی نچھاور کرے۔" [1]

اور لکھتے ہیں :-

"واخذت من تراب القبر الشریف فوضعته علی عینها وانشدت :

ماذا علی من شم تربة احمد
ان لا یشم مدی الزمان غوالیا
صبت علی مصائب لو انها
صبت علی الایام صرن لیالیا

یعنی "سیدۃ النساء خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے قبر شریف سے تھوڑی سی مٹی لے کر اپنی آنکھوں سے لگائی اور یہ اشعار پڑھے :

(۱) (سیدنا) احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تربت کی خاک شریف جو شخص سونگھے کا اس کا کیا حکم ہے؟ تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جب تک زمانہ ہے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھے گا (۲)، اے حضور صلی اللہ

[1] حاشیہ ص۳ ع۱۱ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

علیہ الٰہ وسلم جناب کے تشریف لے جانے کے بعد
مجھ پر کچھ ایسی مصیبتیں نازل ہوئیں کہ اگر وہ روز
روشن پر نازل ہو جاتیں تو وہ بھی شب یلدا بن جاتا"

علامہ یوسف بنہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب وسائل الوصول الی شمائل الرسول میں حدیث شریف نقل کرتے ہیں :-

"عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ الہ وسلم کا وصال ہوا تو صحابہ غم سے نڈھال ہو گئے۔ بہت سے لوگوں کی روتے روتے آنکھیں بند ہو گئیں۔ میں نے اپنے کپڑے سے حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم کا جسم مبارک ڈھانپ دیا' لوگ مختلف باتیں کرنے لگے، کسی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی رحلت نہیں ہوئی، کسی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں گے اور منافقوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے ان کا قلع قمع کریں گے۔ حضرت عمر نے جواب دیا جو یہ کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ الہ وسلم کی رحلت ہو گئی ہے میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ مختلف باتوں سے شور و شغب ہو گیا۔ حضرت علی نڈھال ہو کر گھر بیٹھ گئے۔ عثمان غنی پر سکتہ کا عالم طاری ہو گیا لوگ کوئی بات پوچھتے تو ہاتھ کے اشاروں سے جواب دیتے۔ مصیبت اور غم و اندوہ کے اس طوفان میں جس کو اپنے ہوش و حواس پر مکمل قابو تھا وہ صرف ابوبکر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقعہ پر ابوبکر کی مدد فرمائی اور انہیں ثابت قدم رکھا۔ ابوبکر نے جب یہ آیت لوگوں کو پڑھ کر سنائی تو لوگ مطمئن ہو گئے

انك ميت وانهم ميتون۔ ثم انكم يوم القيامة تبعثون۔"

حدیث ۱۲/۳۸۰ حدثنا ابو[1] الخطاب زياد بن يحيیٰ البصري ونصر[2] بن علی قالا حدثنا عبد[3] ربه بن بارق الحنفی قال سمعت جدی[4] ابا امی سماك بن الوليد يحدث انه سمع ابن[5] عباس يحدث اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه عليه وآله وسلم يَقُوْلُ مَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطَانِ مِنْ اُمَّتِیْ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِمَا الْجَنَّةَ فَقَالَتْ لَهٗ عَائِشَةُ فَمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِكَ قَالَ وَلِمَنْ كَانَ لَهٗ فَرَطٌ يَا مُوَفَّقَةُ قَالَتْ فَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ فَرَطٌ مِنْ اُمَّتِكَ

اسماء الرجال حدیث ۱۲/۳۸۰

۱۔ ابو الخطاب زیاد بن یحییٰ البصری۔ الکری ہے۔ بنی عبد قیس کی طرف نسبت ہے۔ بنی عبد قیس سے ہے ثقہ ہے۔ حافظ ہے۔ روی ابن عیینہ والمعتمر وعنہ الجماعۃ۔ ۲۵۴ھ میں فوت ہوا۔

۲۔ نصر بن علی۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ الہ وسلم جلد ۲

۳۔ عبد ربہ بن بارق الحنفی۔ الکوسج ہے الکوفی ہے یمامہ سے ہے۔ صدوق یخطئ۔ امام احمد نے کہا۔ لا باس بہ یحییٰ نے کہا لیس بشیٔ من الثامنۃ۔

۴۔ جدی ابا امی سماک بن الولید ابو زمیل کنیت ہے۔ حنفی قبیلہ سے ہے۔ کوفہ میں سکونت کی الحنفی۔ ابو حاتم نے کہا، صدوق ہے۔ لا باس بہ۔ خرج لہ الجماعۃ۔ من الثالثۃ۔

۵۔ ابن عباس۔ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلد ۱

قَالَ اَنَا فَرَطٌ لِاُمَّتِیْ لَنْ یُّصَابُوْا بِمِثْلِیْ۔

ترجمہ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے جس شخص کے میری اُمت سے دو چھوٹے بچے فوت ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی فوتیدگی کی وجہ سے اس کو جنّت میں داخل کر دے گا۔ عائشہ صدیقہ نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت سے اگر کسی کا ایک چھوٹا بچہ ہی فوت ہوا ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہاں جس کا ایک چھوٹا بچہ بھی فوت ہوا ہو اے عائشہ تو نیک اُمور میں توفیق دی گئی ہے۔ عائشہ صدیقہ نے پھر عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں سے اگر کسی کا ایک بچہ بھی فوت نہ ہوا ہو تو پھر۔ تو ارشاد فرمایا تو ان کے لئے میں ذخیرۂ آخرت ہوں اس لئے کہ میرے وصال کا رنج آل اولاد سب سے زیادہ ہوگا۔

حل لغات فَرَطٌ۔ بچے کا بچپن میں مرجانا۔ قافلہ پہنچنے سے پہلے ایک شخص کا مقامِ مقررہ پر پہنچ کر پانی اور چارے وغیرہ کا بندوبست اور انتظام کرنا۔

تشریح ارشاد ہے "جس شخص کے میری امت سے دو چھوٹے بچے فوت ہو جائیں" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمتی میں سے کسی ایک شخص کے دو چھوٹے بچے مرجائیں تو یہ دونوں اس کیلئے آخرت کا ذخیرہ ہوں گے۔ یہ اس شخص کی سفارش کریں گے اور اس کی بخشش کا ذریعہ ہوں گے، ان کی بدولت یہ جنّت میں جائے گا۔ گویا اس کے دخولِ جنّت کا یہ بچے وسیلہ بنیں گے۔ اُمّ المومنین رضی اللہ عنہا کے استفسار پر تو اس شفیقِ اُمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یہاں تک ارشاد فرما دیا کہ اگر ایک چھوٹا بچہ فوت ہوا تو وہ بھی ذخیرہ بن جائے گا۔ نیز اُمت میں وہ لوگ کہ جن کا کوئی چھوٹا بچہ فوت نہ ہوا ہو تو ان کے متعلق ارشاد ہے "تو ان کے لئے میں ذخیرۂ آخرت ہوں" چونکہ اُمتِ محمّدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمّتِ اجابت ہے اس لئے اس کی شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے حدیث شریف میں ہے۔

"انا فرطکم علی الحوض" "میں حوض کوثر پر تمہارا پیش خیمہ ہوں"

یعنی پہلے جا کر تمہارے لئے تمام سہولت اور آرام کا انتظام کرنے والا ہوں۔ اس لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو تعلیم دی کہ جب تمہارا چھوٹا بچہ فوت ہو جائے تو اس کی نمازِ جنازہ میں یہ دُعا پڑھا کرو:۔

"اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا" "یا اللہ! اس بچہ کو ہمارا پیش خیمہ بنا"
یعنی یہ جو ہم سے آگے آیا ہے اس کو آخرت میں کام آنے کے لئے ہمارے لئے اجر اور ثواب بنا یا ہمارا سفارشی بنا دے۔ ایک حدیث شریف میں ہے "صغرسن بچہ جو گذر گیا ہو اپنے ماں باپ کی سفارش کرے گا"
ارشاد ہے "میرے وصال کا رنج آل اولاد سب سے زیادہ ہوگا" یعنی میری اُمت کو میرا یہ دُنیاوی فراق ناقابلِ قبول صدمہ ہوگا۔ حدیث شریف میں ہے "جب کسی شخص کو کوئی مصیبت پہنچے تو میری جُدائی کی مصیبت سے تسلی حاصل کرے" حضرت احمد عبد الجواد الدومی تحریر فرماتے ہیں [1]

"وکان الرجل من اھل المدینۃ الشریفۃ اذا اراد من یعزی افاہ عزاہ فی النبی قبل ان یعزیۃ فی مصیبۃ"

[1] الاتحافات الربانیہ ص ۲۰

باب ما جاء فی وفاۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پورا ہوگیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ مِیْرَاثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ باب حضور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ترکہ کے بیان میں ہے۔

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات مِیْرَاثُ۔ ترکہ۔ میت کا چھوڑا ہُوا مال، خواہ کسی صُورت میں ہو۔

تشریح اس باب میں حضور سرورِ کون و مکان، خاتم النبیین، شفیع المذنبین، صاحبِ قاب قوسین اَواَدنیٰ جناب احمد مجتبےٰ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ترکہ کا بیان ہے۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سب کا سب ترکہ صدقہ ہے۔ اس مسئلہ میں اہل سنت وجماعت مُتفق ہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ترکہ میں ہتھیار، ایک سفید خچر اور کچھ زمین تھی جو کہ صدقہ فرمادی۔ اسلحہ خود، نیزہ، تلوار اور زِرہ پر مشتمل تھا۔ صاحبِ اتحافات الربانیہ حضرت علامہ عبدالجواد الدومی صفحہ ۲۰۵ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"وفی الباب سبعۃ احادیث ومنہ
ندرك ان ھذا الرسول العظیم
قد ودع الدنیا بمثل ما جاء ھالم
یکنز الاموال ولم یترك القصور،
ان ما کان عف الید واللسان،
طاھر النفس والقلب، نظیف

"یعنی اس باب میں سات احادیث ہیں
ان احادیث سے ہم سمجھے ہیں کہ اِس
عظیم شان والے رسُول نے دنیائے فانی
کو اس حالت میں چھوڑا ہے جس حالت
میں پایا تھا، نہ تو دولت کے ڈھیر لگائے
اور نہ ہی اپنے بعد محلات چھوڑے، اس

السيرة والثياب، مسكينا من المساكين، ونفسه اعلىٰ من نفوس الملوك وتلاميذه اساتذة العالمين، ولقد انتقل الى الرفيق الاعلىٰ ولم يترك شيئا من الحطام الفاني، وانما ترك لنا ما ان تمسكنا به لن نضل بعده ابدا، كتاب الله وسنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، يا امة الاسلام، ان ميراث نبيكم فى كتاب الله والسنة الهادية فحافظوا عليهما تكونوا من الصالحين"

میں کوئی شک نہیں۔ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں اور زبان سے عفت اور پاکیزگی ظاہر ہوتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس پاک دل مقدس، سیرت عمدہ اور کپڑے ستھرے تھے، اگرچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اقدس تمام مسکینوں میں سے ایک مسکین جیسا تھا، لیکن شان یہ تھی کہ دنیا کے تمام شہنشاہوں سے ارفع و اعلیٰ، اور آپ کے شاگرد یعنی صحابۂ کرام تمام دُنیا کے اساتذہ تھے، اور یقیناً جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبوبِ حقیقی سے واصل ہوئے، اس وقت حقیر و فانی دنیا کی کوئی چیز نہیں چھوڑی، اور درحقیقت ہمارے لئے ایک ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر ہم اس کو مضبوطی سے پکڑ لیں تو کبھی بھی گمراہ نہ ہوں گے اور وہ قرآنِ مجید اور سنتِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اے ملتِ اسلامیہ! بیشک آپ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث قرآنِ مجید اور سنت ہے جو کہ ہدایت کے راستے پر پہنچا دیتی ہے۔ پس ان دونوں چیزوں کی حفاظت کرو تو صالح بن جاؤ گے۔"

حدیث ۳۸۱/۱ حدثنا احمد بن منیع حدثنا حسین بن محمد حدثنا اسرائیل عن ابی اسحاق عن عمرو بن الحارث اخی جویریہ لہ صحبۃ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِلَّا سِلَاحَہٗ وَبَغْلَتَہٗ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً ۔

ترجمہ عمرو بن الحارث جو کہ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کا بھائی ہے سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ بھی نہیں چھوڑا مگر اپنے ہتھیار، ایک اپنی خچر اور کچھ زمین جو کہ صدقہ فرمادی۔

حل لغات سِلَاحٌ ۔ ہتھیار ۔
بَغْلَۃٌ ۔ خچر ۔

تشریح شیخ ابن حجر فرماتے ہیں کہ "یہ حصر اضافی ہے کیونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدن مبارک کے کچھ کپڑے اور کچھ گھر کا سامان بھی چھوڑا تھا یا شاید ان چیزوں کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ بہت تھوڑی تھیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خچر کا نام دُلدل تھا اور اس کا رنگ سفید تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہتھیار، خود نیزہ، تلوار اور زرہ تھی ۔

حدیث ۳۸۲/۲ حدثنا محمد بن المثنی حدثنا ابوالولید حدثنا حماد بن سلمۃ عن محمد بن عمرو عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قَالَ جَآءَتْ فَاطِمَةُ اِلٰی اَبِیْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہما فَقَالَتْ مَنْ يَّرِثُكَ فَقَالَ اَهْلِیْ وَوَلَدِیْ فَقَالَتْ مَالِیْ لَا اَرِثُ اَبِیْ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ وَلٰكِنِّیْ اَعُوْلُ عَلٰی مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يَعُوْلُهٗ وَاُنْفِقُ عَلٰی مَنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم يُنْفِقُ عَلَيْهِ ۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ (خاتونِ جنت) فاطمۃ الزہرا علیہا السلام جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف فرما ہوئیں اور فرمایا آپ کا وارث کون ہوگا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے گھر والے اور میری اولاد۔ تو سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وارث کیوں

اسماء الرجال حدیث ۳۸۱/۱
۱۔ احمد بن منیع۔ دیکھیو حدیث ۲ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱ ۔
۲۔ حسین بن محمد البصری ثقہ ہے۔ خرج لہ النسائی۔ ۲۱۴ھ میں فوت ہوئے۔
۳۔ اسرائیل۔ دیکھیو حدیث ۱ باب ما جاء فی لباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳ ۔
۴۔ ابی اسحق۔ دیکھیو حدیث ۳ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳ ۔
۵۔ عمرو بن الحارث۔ صحابی ہیں۔ المصطلق میں سے ہیں۔ خرج لہ الجماعۃ۔

اسماء الرجال حدیث ۳۸۲/۲
۱۔ محمد بن المثنی۔ دیکھیو حدیث ۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱ ۔
۲۔ ابوالولید۔ دیکھیو حدیث ۸ باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲ ۔
۳۔ حماد بن سلمۃ۔ دیکھیو حدیث ۷ باب ما جاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳ ۔
۴۔ محمد بن عمرو۔ دیکھیو حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵ ۔
۵۔ ابی سلمۃ۔ دیکھیو حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۶ ۔
۶۔ ابی ہریرہ۔ دیکھیو حدیث ۱۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۷ ۔

نہیں بن سکتی۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہماری وراثت نہیں ہے اور لیکن میں روٹی کپڑا ان کو دیتا ہوں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روٹی کپڑا مرحمت فرماتے تھے اور میں ان لوگوں پر خرچ کروں گا جن پر سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خرچ فرماتے تھے۔

حل لغات اَعُوْلُ ۔ میں روٹی کپڑا دیتا رہوں گا۔ عِیَالَۃٌ مصدر ہے جس کے معنی خبر گیری کرنا، پرورش کرنا اور روٹی کپڑا دینا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "آپ کا وارث کون ہوگا" یعنی اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آپ کا وصال ہو جائے گا تو پھر آپ کے ترکہ کا وارث کون ہوگا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ "میرے گھر والے اور میری اولاد" یعنی یہ وارث ہوں گے تو سیدۃ النساء علیہا السلام نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "میں اپنے والد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وارث کیوں نہیں بن سکتی ہوں" شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"فاطمہ رضی اللہ عنہا ایں سوال برائے آں کرد کہ شنیدہ بود از ابوبکر رضی اللہ عنہ کہ از پیغمبر خدا ارث بردہ نمی شود تا استدلالے کند"

"یعنی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے یہ استدلال اس لئے کیا تھا کہ ان کو یہ معلوم ہوا تھا کہ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ورثہ نہیں ہے لہٰذا یہ سوال کیا۔"

ارشاد ہے "پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہماری وراثت نہیں ہے" یعنی ہم (انبیاء) کا کوئی وارث نہیں ہوتا بلکہ تمام سامان قوم کی ملکیت ہوتا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کچھ چھوڑ کر گئے ہی نہیں۔ بخاری شریف کتاب الوصایا میں عمرو بن الحارث سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں۔

"مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم عِنْدَ مَوْتِهٖ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّا بَغْلَتَهٗ"

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال کے وقت نہ تو کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم، نہ غلام، نہ لونڈی، نہ کچھ اور مگر ایک سفید خچر اور کچھ

"الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً۔" — اسلحہ اور کچھ زمین، جسے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کر دیا تھا۔"

نیز ابوداؤد میں ہے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا :۔

"مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَا بَعِيْرًا وَلَا شَاةً" — یعنی "جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم، نہ اونٹ، نہ بکری"

اسی لئے ارشاد فرمایا :۔

"لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" (کتاب الجہاد، بخاری شریف) — "یعنی ہم (انبیاء) کسی کو وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔"

حدیث ۳۸۳[۳] حدثنی محمد[۱] بن المثنی حدثنا یحییٰ[۲] بن کثیر العنبری ابو غسان حدثنا شعبة[۳] عن عمرو[۴] بن مرة عن ابی البختری[۵] اَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَاءَ اِلٰى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ يَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ اَنْتَ كَذَا اَنْتَ كَذَا فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدٍ اَنْشُدُكُمْ بِاللهِ اَسَمِعْتُمْ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يَقُوْلُ كُلُّ مَالِ نَبِيٍّ صَدَقَةٌ اِلَّا مَا اَطْعَمَهُ اِنَّا لَا نُوْرَثُ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ۔

ترجمہ ابوالبختری سے روایت ہے یہ کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ اس حال میں کہ دونوں حضرات باہم جھگڑ رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے تو جناب عمر نے جناب طلحہ، جناب زبیر، جناب عبدالرحمٰن بن عوف اور جناب سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب فرما کر فرمایا۔ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دلاتا ہوں کہ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ وہ فرماتے تھے نبی کا سارا کا سارا مال صدقہ ہوتا ہے مگر صرف اتنا جو کہ وہ اپنے اہل و عیال کو کھلائے ہماری وراثت نہیں ہے اور اس حدیث میں ایک واقعہ ہے۔

اسماء الرجال حدیث ۳۸۳

۱؎ محمد بن المثنی دیکھو حدیث ۸ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲؎ یحییٰ بن کثیر العنبری ابو غسان البصری ہے۔ ثقہ ہے۔ من التاسعۃ۔ خرج لہ الجماعۃ ۲۰۸ھ میں فوت ہوئے۔

۳؎ شعبہ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۳

۴؎ عمرو بن مرہ دیکھو حدیث ۱۲ باب ما جاء فی صفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۴

۵؎ ابی البختری۔ صاحب اتحافات الربانیہ لکھتے ہیں اسمہ سعید بن عمران وقیل فیروز۔

حل لغات اَنْشُدُکُمْ۔ میں تم کو قسم دلاتا ہوں۔ نَشْدٌ مصدر ہے قسم دلانا یا اللہ تعالیٰ کا نام یاد دلا کر کوئی بات پوچھنا۔

تشریح ارشاد ہے "دونوں باہم جھگڑا کر رہے تھے" یعنی سرورِ عالم و عالمیان صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ترکہ کے متعلق جھگڑا کر رہے تھے۔ ارشاد ہے "ان میں سے ہر ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا کہ تو ایسا ہے تو ایسا ہے" یعنی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم جناب عباس رضی اللہ عنہ کو کہہ رہے تھے کہ چونکہ آپ چچا ہیں لہٰذا حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ ایک قرابت رکھتے ہیں، اور میں چچا زاد ہوں، قرابت دار ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے مجھے اپنی فرزندی میں قبول کیا تھا، میری پرورش خود بنفسِ نفیس فرمائی تھی۔ دوسری طرف حضرت عباس بھی اسی طرح کی کلام فرما رہے تھے۔ شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "کہ اس جھگڑے میں اسی قسم کی باتیں ہو رہی تھیں، کوئی اور کسی قسم کا گالی گلوچ یا سب و شتم نہ تھا۔" ارشاد ہے "اور اس حدیث میں ایک واقعہ ہے" یعنی جتنا ٹکڑا اس باب میں تعلق رکھتا تھا وہ صاحبِ شمائل رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کر دیا ہے۔ چونکہ باقی واقعہ عنوان باب سے متعلق نہیں تھا اس لئے اسے ذکر نہیں کیا۔

حدیث ۳۸۴ حدثنا محمد[1] بن المثنی حدثنا صفوان[2] بن عیسی عن اسامة[3] بن زید عن الزهری[4] عن عروة[5] عن عائشة[6] اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه واٰله وسلم قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

تشریح ارشاد ہے "جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے" یعنی انبیاءِ کرام جو کچھ بھی چھوڑ کر وصال پا جائیں وہ سب کا سب صدقہ ہوتا ہے۔ حضرت علامہ مولینا عبد الرؤف صاحب المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ تحریر فرماتے ہیں:۔

"قال الحافظ ابن حجر الذی یظهر" یعنی حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو

اسماء الرجال حدیث ۳۸۴

۱۔ محمد بن المثنی۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حاشیہ ۱
۲۔ صفوان بن عیسی۔ دیکھو حدیث ۶ باب ماجاء فی عیش النبی صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حاشیہ ۲
۳۔ اسامہ بن زید۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی صفۃ مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حاشیہ ۲
۴۔ الزہری۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی ذکر خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حاشیہ ۵
۵۔ عروۃ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حاشیہ ۴
۶۔ عائشہ۔ دیکھو حدیث ۲ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم حاشیہ ۵

ان ما ترك النبی بعد من جنس الاوقاف المطلقة ينتفع بها من يحتاج اليها وتقر تحت يد من يؤتمن عليها ولهذا كان له عند سهل قدح وعند انس اٰخر وعند عبد الله ابن سلام اٰخر، وكان الناس يشربون منها تبركا وكانت جبة عند اسماء بنت ابی بكر الی غير ذالك مما هو معروف "

بات اس سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد جو چیز رہ گئی ہے وہ محض وقف تھی جو اس کا محتاج ہوتا تھا وہ اس سے نفع حاصل کرتا، نیز وہ چیز اسی کے قبضہ میں رہی جو امانت سمجھ کر استعمال کرتے تھے. اسی واسطے حضرت سہل کے پاس ایک پیالہ تھا، حضرت انس کے پاس ایک دُوسرا پیالہ تھا اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن سلام کے پاس ایک تیسرا پیالہ تھا، اور صحابہ کرام اور دیگر حضرات ان پیالوں میں پانی ڈال کر بطور تبرک پیتے تھے۔ اور اسماء بنت ابی بکر کے پاس حضور پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جُبّہ مُبارک تھا. ان معروف اشیاء میں سے یہ مشہور چیزیں ذکر کی گئی ہیں."

حدیث ع۵ ۳۸۵ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن[2] بن مهدی حدثنا سفين[3] عن ابی الزناد[4] عن الاعرج[5] عن ابی هريرة[6] عن النبی صلی الله عليه واٰله وسلم قال لَا يَقْسِمُ وَرَثَتِیْ دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

ترجمہ ابی ہریرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (میرے وارث) تقسیم نہ کریں میرے مال سے آپس میں دینار کو یا درہم کو، جو کچھ میری بیویوں اور میرے عامل کے خرچہ کے

اسماء الرجال حدیث ع۵ ۳۸۵
ع۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۱
ع۲ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ع۹ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاشیہ ع۲
ع۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ع۲ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۳
ع۴ ابی الزناد۔ دیکھو حدیث ع۷ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۴
ع۵ الاعرج۔ دیکھو حدیث ع۷ باب ماجاء فی نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۵
ع۶ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ع۱۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حاشیہ ع۶

بعد بچ جائے وہ صدقہ ہے۔

تشریح ارشاد ہے "(میرے وارث) تقسیم نہ کریں میرے مال سے آپس میں دینار یا درہم کو" یہ نفی نہی کی ہے ارشاد ہے "جو کچھ میری بیویوں اور میرے عامل کے خرچہ کے بعد بچ جائے وہ صدقہ ہے" یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر خرچ کرنا ہے، ان کو نان و نفقہ ادا کرنا ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں "کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد شادی کرنا حرام ہے لہٰذا انکو نان و نفقہ ادا کرنا فرض ہے" حضرت قاضی محمد عاقل صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"گفتہ اند کہ عدت بر ایشاں نیست کہ نبی علیہ السلام وسائر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ اند با جساد در قبر خود ہا"

"یعنی محدثین نے فرمایا ہے کہ ازواجِ مطہرات پر عدت نہیں ہے کیونکہ نبی علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی قبروں میں اپنے وجود کے ساتھ زندہ ہیں۔"

اور عامل سے مراد خلیفہ ہے جو کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مقرر ہو، بعض علماء نے فرمایا ہر وہ عاقل جو مسلمان ہو در حقیقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی عامل ہے۔

حدیث ۶/۳۸۶ حدثنا الحسن[1] بن علی الخلال حدثنا بشر[2] بن عمر قال سمعت مالك[3] بن انس عن الزهری[4] عن مالك[5] بن اوس بن الحدثان قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عُمَرَ فَدَخَلَ عَلَیْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَطَلْحَةُ وَسَعْدٌ وَجَاءَ عَلِیٌّ وَالْعَبَّاسُ یَخْتَصِمَانِ فَقَالَ لَهُمْ عُمَرُ اَنْشُدُكُمْ بِالَّذِیْ بِاِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم قَالَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَاهُ صَدَقَةٌ فَقَالُوا اللّٰهُمَّ نَعَمْ وَفِی الْحَدِیْثِ قِصَّةٌ طَوِیْلَةٌ۔

ترجمہ مالک بن اوس فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر فاروق کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اِتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف

اسماء الرجال حدیث ۶/۳۸۶
۱؎ الحسن بن علی الخلال۔ ثقہ ہے، حافظ ہے، لہ تصانیف من الحادیۃ عشر خرج لہ البخاری ومسلم وابوداؤد۔
۲؎ بشر بن عمر، الجہمی ہے، الزہری ہے، الازدی ہے، البصری ہے، ثقہ ہے، من التاسعۃ۔ خرج لہ الجماعۃ
۳؎ مالک بن انس۔ دیکھو حدیث ۱؎ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱؎
۴؎ الزہری۔ دیکھو حدیث ۴؎ باب ماجاء فی خاتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵؎
۵؎ مالک بن اوس الحدثان۔ ابو سعید المدنی کنیت ہے۔ کہا گیا ہے کہ انہوں نے جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے۔ سمع عمر وعثمان وعنہ الزہری۔ خرج لہ الجماعۃ اتفقوا علی توثیقہ۔

طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہم بھی تشریف لے آئے اور علی المرتضیٰ اور عباس رضی اللہ عنہم بھی باہم جھگڑتے ہوئے آگئے تو حضرت عمرؓ نے ان صحابہ کبار کو مخاطب کر کے فرمایا تمہیں اس ذات اقدس کی قسم جس کے حکم و ارادہ سے یہ زمین و آسمان قائم ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہماری وراثت نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پس ان تمام حضرات نے کہا اے اللہ! ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ایک طویل واقعہ ہے۔

تشریح حدیث ۳ اسی باب میں اس کی شرح گذر چکی ہے۔ یہاں اس کے اسناد مختلف ہیں۔

حدیث ۳۸۷ حدثنا محمد[۱] بن بشار حدثنا عبدالرحمٰن[۲] بن مهدی حدثنا سفیٰن[۳] عن عاصم[۴] بن بهدلة عن زر[۵] بن حبیش عن عائشة[۶] قالت ما ترك رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم دینارا ولا درهما ولا شاة ولا بعیرا قال واشك فی العبد والامة.

ترجمہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں وصال کے بعد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو دینار نہ ہی درہم، نہ ہی بکری اور نہ ہی اونٹ چھوڑا۔ راوی فرماتے ہیں کہ مجھے شک ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے غلام اور لونڈی کا ذکر نہیں فرمایا۔

تشریح دوسری روایت میں آتا ہے جو کہ بخاری میں جویریہ سے ہے وہ فرماتی ہیں "ولا عبدا ولا امة" کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ غلام اور نہ ہی لونڈی وصال کے بعد چھوڑی۔

بَابُ مَا جَآءَ فِی مِیْرَاثِ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم پورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ۳۸۷
۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۲ عبدالرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۸ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۳ سفیان۔ دیکھو حدیث ۲ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲
۴ عاصم بن بہدلہ۔ المقرئ مولیٰ بنی اسد المشہور۔ مولیٰ بنی اسد وغیرہ وثق۔ قال الدارقطنی فی حفظہ شیئ وحدیثہ فی الصحیحین۔
۵ زر بن حبیش۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی صوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱
۶ عائشہ صدیقہ۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

بَابُ مَاجَآءَ فِي رُؤْيَةِ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي الْمَنَامِ

اس باب میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کا بیان ہے

(اس باب میں سات احادیث ہیں)

حل لغات رُؤْيَةٌ۔ دیکھنا (آنکھ سے یا دِل سے) رَاءَةٌ یا رَأْيَةٌ یا رِئْيَانٌ۔ گمان کرنا۔ سُلگانا۔ پھیپھڑے پر مارنا۔

المَنَام۔ خواب، نیند۔ اس کی جمع مَنَامَات ہے۔

تشریح اس باب میں حضور فخرِ کون ومکان، سیدالانس والجان، صاحب شفاعتِ کبریٰ، سید العرب والعجم، احمد مجتبیٰ جناب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس نے نیند میں دیکھا اُس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی دیکھا۔ شیطان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل میں نہیں آسکتا کا ذکر ہے۔

حضرات عُلماءِ کرام رحمہم اللہ علیہم اجمعین اہلِ سُنّت وجماعت نے اس امر کو بھی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ حضور پاک شفیع المذنبین، سردارِ کُل انبیاء جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری میں اولیاء اللہ کو زیارت نصیب ہوئی ہے۔ ائمہ شافعیہ میں غزالی بارزی ابن السبکی اور یافع رحمہم اللہ علیہم جیسے حضرات فرماتے ہیں۔

"ان جماعة من ائمة الشريعة نصوا على ان من كرامته الولى انه يرى النبى صلى الله عليه واله وسلم ويجتمع

یعنی" ائمہ شریعت کی ایک جماعت نے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی کرامت کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت

به في اليقظة ويأخذ عنه ما قسم له من معارف ومواهب"

بحالت بیداری بھی کرسکتا ہے اور آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر بھی ہو سکتا ہے بلکہ اپنی استعداد کے مناسب علوم و معارف کا استفادہ بھی کرسکتا ہے"۔

مالکیہ میں امام قرطبی، حافظ ابن ابی جمرہ، امام ابن الحاج وغیرہ حضرات بعض اولیاءِ کرام کے حالات المدخل میں نقل کرتے ہیں[1]:

"انه حضر مجلس فقيه فروى ذالك الفقيه حديثا فقال له الولي هذا الحديث باطل فقال الفقيه ومن اين ذالك هذا فقال هذا النبي صلى الله عليه وآله وسلم واقف على راسك يقول اني لم اقل هذا الحديث وكشف للفقيه فراٰه۔"

"یعنی وہ کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ اس فقیہ نے کوئی روایت بیان کی یہ ولی بولے یہ حدیث تو باطل ہے۔ اس فقیہ نے کہا تم نے یہ کیسے حکم لگا دیا۔ اس ولی اللہ نے کہا یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم تیرے سامنے کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میں نے نہیں کہی ہے۔ اس فقیہ کو بھی اس امر کا انکشاف ہو گیا اور اس نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لیا۔"

[1] الحاوی۔ ج ۲ ص ۲۶۳ بحوالہ ترجمان السنۃ ج ۳ ص ۳۸۱

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ولو حجبت عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم طرفة عين ما عددت نفسي من المسلمين"

یعنی "اگر میرے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک پلک جھپکنے کے برابر بھی حجاب پڑ جائے تو میں اپنے آپ کو زمرۂ مسلمین میں شمار نہ کروں"۔

حضرت الشیخ سراج الدین بن الملقن طبقات الاولیاء میں نقل کرتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب

غوث الاعظم السیّد شیخ عبدالقادر الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی" نیز فرماتے ہیں :-

"وکان الشیخ عبد الغفار یری رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فی کل ساعۃ"

"حضرت الشیخ عبد الغفار رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے مشرف ہُوا کرتے تھے۔"

علامہ عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر جلد ۱ صـ۱۳۳ پر تحریر فرماتے ہیں) :-

"قال الشیخ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فی الیقظۃ بضعا وسبعین مرۃ وقلت لہ فی مرۃ منہا اھل انا من اھل الجنۃ یارسول اللہ فقال نعم فقلت من غیرہ عذاب لیسبق فقال لک ذالک"

"حضرت علامہ شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بحالت بیداری کچھ اُوپر ستر مرتبہ دیکھا ہے۔ ایک بار میں نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا میں جنتی ہوں۔ ارشاد فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا کیا عذاب کے بغیر؟ ارشاد فرمایا جاؤ تمہارے لئے یہ بھی سہی۔"

حدیث ۱/۳۸۸ حدثنا محمد بن بشار حدثنا عبد الرحمٰن بن مہدی حدثنا سفین عن ابی اسحٰق عن ابی الاحوص عن عبد اللہ عن النبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِیْ۔

ترجمہ جناب عبد اللہ سے روایت ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔

اسماء الرجال حدیث ۱/۳۸۸

۱؎ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۲/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۱

۲؎ عبد الرحمٰن بن مہدی۔ دیکھو حدیث ۵/۳ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۲

۳؎ سفیان۔ دیکھو حدیث ۷/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۳

۴؎ ابی اسحٰق۔ دیکھو حدیث ۷/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۷

۵؎ ابی الاحوص

۶؎ عبد اللہ۔ دیکھو حدیث ۱۵/۵ باب ماجاء فی عبادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حاشیہ ۵

تشریح ارشاد ہے "کیونکہ شیطان میری شکل اختیار نہیں کرسکتا" یعنی شیطان کو یہ قدرت اور طاقت ہی نہیں کہ وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شکل وصورت میں ظاہر ہوسکے۔ صاحب اتحافات الربانیہ علامہ عبدالجواد الدومی اپنی شرح کے صفحہ ۴۰۶ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"وھذا معجزۃ لہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم" یعنی "اور یہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا معجزہ ہے۔"

حضرت علامہ عبدالرؤف المناوی المصری المتوفی ۱۰۳۱ھ جمع الوسائل جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ کے حاشیہ پر ہے:۔

"لانہ سبحانہ وتعالیٰ جعلہ رحمۃ العالمین ھادیا للضالین محفوظا عن وسواس الشیاطین واذا تنور العالم بنور وجودہ ورجمت الشیاطین لمیلادہ وھدمت بنیان الکھنۃ فکیف یتصور ان یتمثل الشیطان لصورتہ"

"جبکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین بنایا، گمراہوں کے لئے ہادی بنایا، ہر قسم کے شیطانی وسوسوں سے محفوظ رکھا اور جبکہ آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے وجود انور کے نور سے کل عالم کو منور فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پیدائش کے وقت شیطانوں پر سنگباری کردی گئی اور اسی وقت کہانت کی بنیادوں کو گرادیا گیا تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے اور تصور کیا جاسکتا ہے کہ شیطان (نعوذ باللہ) آنجناب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی شکل اختیار کرسکتا ہے۔"

حدیث ۲/۳۸۹ حدثنا محمد[1] بن بشار ومحمد[2] بن المثنی قالا حدثنا محمد[3] بن جعفر حدثنا شعبۃ[4] عن ابی حصین[5] عن ابی صالح[6] عن ابی ھریرۃ[7] قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَصَوَّرُ اَوْقَالَ لَا یَتَشَبَّہُ بِیْ۔

ترجمہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا

اسماء الرجال حدیث ۲/۳۸۹

۱۔ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳/۱۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱/۱

۲۔ محمد بن المثنیٰ۔ دیکھو حدیث ۸/۱۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱/۱

۳۔ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۳/۱۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱/۲

۴۔ شعبہ۔ دیکھو حدیث ۳/۱۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۱/۲

۵۔ ابی حصین۔ احمد بن عبداللہ بن یونس التمیمی۔ الکوفی ہے۔ من العاشرۃ۔

۶۔ ابی صالح۔ دیکھو حدیث ۲۵/۱۔ باب ما جاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲/۲

۷۔ ابی ہریرہ۔ دیکھو حدیث ۱۱/۱۔ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حاشیہ ۲/۱

جس نے مجھے خواب میں دیکھا، پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا، اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا یا فرمایا میری مانند نہیں ہوسکتا۔

حل لغات لَا یَتَصَوَّرُ۔ وہ میری صورت میں نہیں آسکتا۔ اَلتَّصَوَّرُ۔ خیال میں لانا، ذہن میں لانا۔ صورت شدن، صورت بستن، تصور باندھنا۔ لَا یَتَشَبَّہُ۔ وہ میری مانند نہیں ہوسکتا۔ اَلتَّشَبَّہ۔ مانندگی کردن، مانند ہونا۔

تشریح اگرچہ شیطان کو یہ قدرت اور طاقت حاصل ہے کہ وہ انسانی صورت وشکل میں ظاہر ہو مگر شیطان کی ہرگز ہرگز یہ قدرت وطاقت نہیں کہ وہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی شکل وصورت مبارک اختیار کرسکے۔ حضرت استاذ گرامی شیخ الدرس صاحبزادہ حافظ علی احمد جان صاحب نور اللہ مرقدہ نے فرمایا کہ

"شیطان جبکہ نیند کی حالت میں آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانی شکل بنانے پر قادر نہیں تو عالم بیداری میں قطعاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل، صورت اور جسم کی مانند بن کر نہیں آسکتا۔ لہٰذا اس عالم بیداری میں جن گرامی قدر حضرات نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت انور ہی سے مشرف ہوئے ہیں۔"

حدیث ۳۹۰ حدثنا قتیبۃ[1] حدثنا خلف[2] بن خلیفۃ عن ابی[3] مالک الاشجعی عن ابیہ[4] قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ قال ابو عیسیٰ وابو مالک ھذا ھو سعد بن طارق بن اشیم وطارق بن اشیم ھو من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد روی عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث وسمعت علی بن حجر یقول قال خلف بن خلیفۃ رایت عمرو بن حریث صاحب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وانا غلام صغیر۔

ترجمہ طارق بن اشیم سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے مجھے نیند میں دیکھا پس یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا۔

اسماء الرجال حدیث ۳۹۰

۱؎ قتیبہ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲؎ خلف بن خلیفہ۔ صاعد الاشجعی ہے۔ الکوفی ہے۔ واسط میں سکونت پذیر ہوا۔ پھر بغداد چلا آیا۔ صدوق اختلط اخرا۔ زعم انہ رأی عمرو بن حریث الصحابی وانکر علیہ۔ من الثامنۃ۔ ۱۸۱ھ میں فوت ہوا۔

۳؎ ابی مالک الاشجعی۔ روی لہ الجماعۃ۔

۴؎ ابیہ۔ طارق بن اشیم نام ہے۔ الاشجعی ہے۔ صحابی ہے سوائے اس کے بیٹے کے اور کسی نے اس سے روایت نہیں کی ہے۔ خرج لہ البخاری۔ مسلم۔ وغیرھما۔

تشریح یعنی کوئی اور حضور سراپا نُور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل و صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا ہے۔ لہٰذا جس نے بھی خواب میں یا بیداری میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو وہ یقیناً آنجناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارتِ پاک سے ہی مشرف ہُوا ہے۔ بخاری اور مسلم شریف میں ہے۔

"مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِیْ فِی الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِیْ"

"جس نے مجھے نیند میں دیکھا عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری شکل اختیار نہیں کر سکتا۔"

محدثِ کبیر استاذ الاساتذہ حضرت مولٰنا مولوی محمد ایوب صاحب خطیب جامع مسجد سنگِ مرمر پشاور (رحمۃ اللہ علیہ) تحفۃ الفحول میں تحریر فرماتے ہیں۔ "ائمہ کرام کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیداری کے عالم میں دیکھنے کے ممکن ہونے اور واقع ہونے کی قائل ہے۔"

حضرت علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض مجامیع سے تحریر کیا ہے کہ میرے سردار حضرت احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے حج کرنے کے بعد مدینہ منوّرہ کی حاضری دی تو کچھ دیر توقف کے بعد حجرہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار پڑھے۔

"فی حالة البعد روحی کنت ارسلها ... فقبل الارض عنی فهنی نائبتی
وهذه نوبة الاشباح قد حضرت ... فامدد یدك تحظی بها شفتی"

جب یہ اشعار پڑھے تو سیّدِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مُبارک قبر شریف سے رونق افروز ہوا تو دستِ مُبارک پر حضرت سیّدی سیّد احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے بوسہ دیا۔"

حدیث ۴ / ۳۹۱ حدثنا قتیبة[1] هو ابن سعید حدثنا عبد[2] الواحد بن زیاد عن عاصم[3] بن کلیب حدثنی ابی[4] انه سمع ابا هریرة[5] یقول قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه واٰله وسلم مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُنِیْ قَالَ اَبِیْ فَحَدَّثْتُ بِهٖ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ قَدْ رَاَیْتُهٗ فَذَکَرْتُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ فَقُلْتُ شَبَّهْتُهٗ

اسماء الرجال حدیث ۳۹۱ ، ۴

۱ قتیبہ ھو ابن سعید۔ دیکھو حدیث ۱ باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱

۲ عبد الواحد بن زیاد۔ العبدی البصری ہے۔ مولاھم۔ النسائی نے کہا لا بأس بہ۔ وقال غیرہ ثقۃ۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۱۷۶ھ میں فوت ہوا۔

۳ عاصم بن کلیب ابن شہاب الجرمی ہے۔ الکوفی ہے۔ ابن مدینی نے کہا۔ لا یحتج بما انفرد بہ۔ ابو حاتم نے کہا صالح۔ خرج لہ الجماعۃ۔ ۱۳۷ھ میں فوت ہوا۔

۴ ابی۔ دیکھو حدیث ۱۱

۵ ابو ہریرہ۔ دیکھو باب ما جاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۷

بِهٖ فَقَالَ بْنُ عَبَّاسٍ اِنَّهٗ كَانَ يُشْبِهُهٗ ۔

ترجمہ کُلیب فرماتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے نیند میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا اس لئے کہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔ کلیب فرماتے ہیں کہ میں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ حدیث بیان کی، اور میں نے کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا ہے۔ پس مجھے حسن بن علی علیہما السلام یاد آگئے۔ سو میں نے (ابن عباس کو) کہا کہ وہ شبیہہ مبارک جو خواب میں، میں نے دیکھی تھی وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے زیادہ مشابہ تھی۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ بے شک وہ ان کے ہم شکل تھے۔

تشریح ارشاد ہے "پس مجھے حسن بن علی علیہما السلام یاد آگئے۔" یعنی امام حسن علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل نورانی ملتی جلتی ہے۔ ارشاد ہے" پھر ابن عباس نے فرمایا بے شک وہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان (علیہ السلام) کے ہم شکل تھے" جناب سیدنا امیر المومنین امام حسن علیہ السلام سر سے لے کر سینہ تک اور جناب شہید کربلا، امام ھمام سیدنا امام حسین علیہ السلام سینہ سے نیچے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔ حضرت اسد اللہ الغالب امام الاولیاء سیدنا امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے۔ وہ فرماتے ہیں:-

"الحسن اشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما بین الصدر الی الرأس، والحسین اشبہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما کان اسفل من ذالک۔"

یعنی "(امام) حسن (علیہ السلام) سر سے سینہ تک اور (امام) حسین (علیہ السلام) سینہ سے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ تھے۔"

حدیث ۵/۳۹۲ حدثنا محمد[1] بن بشار حدثنا ابن[2] ابی عدی ومحمد[3] بن جعفر قالا حدثنا عوف[4] بن ابی جمیلة عن یزید[5] الفارسی وکان یکتب المصاحف قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِی الْمَنَامِ زَمَنَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّیْ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی النَّوْمِ فَقَالَ بْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ

اسماء الرجال حدیث ۵/۳۹۲

۱ محمد بن بشار۔ دیکھو حدیث ۳/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔

۲ ابن ابی عدی۔ محمد بن ابراہیم بن ابی عدی ہے۔ وقد ینسب لجدہ ابی عمرو البصری ہے ثقہ ہے۔ من التاسعة۔

۳ محمد بن جعفر۔ دیکھو حدیث ۳/۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔

۴ عوف بن ابی جمیلہ الاعرابی العبدی، البصری ہے۔ ثقہ رمی بالقدر وبالتشیع۔ من السادسة خرج له الستة۔

۵ یزید الفارسی۔ ھرمز کا بیٹا ہے۔ المدنی اللیثی ہے تابعی ہے۔ خرج له مسلم وابوداؤد والنسائی۔ ذہبی نے کہا۔ کان راس الموالی یوم الحرة وھو والد عبداللہ الفقیہ بقی الی ستة مائة۔

الشَّيْطٰنَ لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّتَشَبَّهَ بِيْ فَمَنْ رَاٰنِيْ فِي النَّوْمِ فَقَدْ رَاٰنِيْ هَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَنْعَتَ هٰذَا الرَّجُلَ الَّذِيْ رَاَيْتَهٗ فِي النَّوْمِ قَالَ نَعَمْ اَنْعَتُ لَكَ رَجُلًا بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ جِسْمُهٗ وَلَحْمُهٗ اَسْمَرُ اِلَى الْبَيَاضِ اَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ حَسَنُ الضَّحِكِ جَمِيْلُ دَوَائِرِ الْوَجْهِ قَدْ مَلَاَتْ لِحْيَتُهٗ مَا بَيْنَ هٰذِهٖ اِلٰى هٰذِهٖ قَدْ مَلَاَتْ نَحْرَهٗ قَالَ عَوْفٌ وَلَا اَدْرِيْ مَا كَانَ مَعَ هٰذَا النَّعْتِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ رَاَيْتَهٗ فِي الْيَقْظَةِ مَا اسْتَطَعْتَ اَنْ تَنْعَتَهٗ فَوْقَ هٰذَا۔ قال ابو عیسٰی ویزید الفارسی ہو یزید بن ھرمز وھو اقدم من یزید الرقاشی وروی یزید الفارسی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما احادیث ویزید الرقاشی لم یدرک ابن عباس وھو یزید بن ابان الرقاشی وھو یروی عن انس بن مالک ویزید الفارسی ویزید الرقاشی فلاھما من اھل البصرۃ وعوف بن ابی جمیلۃ ھو عوف الاعرابی حدثنا ابو داؤد سلیمان بن سلم البلخی حدثنا النضر بن شمیل قال قال عوف الاعرابی انا اکبر من قتادۃ۔

ترجمہ یزید الفارسی سے روایت ہے اور وہ قرآن مجید لکھا کرتے تھے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نیند میں دیکھا۔ اس وقت ابن عباس زندہ تھے۔ میں نے یہ خواب ابن عباس کو بیان کی تو ابن عباس نے فرمایا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً فرماتے تھے کہ بیشک شیطان طاقت نہیں رکھتا کہ میری صورت پہ آسکے لہٰذا جس نے مجھے نیند میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔ کیا تو اس (صلی اللہ علیہ وسلم) شخص کی صورت مبارک کو جسے تو نے خواب میں دیکھا ہے بیان کرنے کی طاقت رکھتا ہے کہا کہ ہاں میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مبارک اور قد مبارک دونوں درمیانہ اور معتدل تھے۔ رنگ مبارک گندمی مائل بسفیدی تھا' آنکھیں مبارک سرمگیں' خندہ رو' خوبصورت' گول چہرہ اقدس' گھنی داڑھی مبارک چہرۂ اقدس کو گھیرے ہوئے تھی' سینۂ پاک پر آئی ہوئی تھی۔ عوف فرماتے ہیں کہ یزید الفارسی نے اور جو جو صفتیں بیان کیں وہ مجھے یاد نہیں رہیں۔ پھر ابن عباس نے فرمایا (اے یزید الفارسی) اگر تو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بحالت بیداری بھی دیکھتا تو اس توصیف سے بڑھ کر حلیۂ مبارک کے اوصاف بیان نہ کر سکتا۔

تشریح یعنی یزید الفارسی رضی اللہ عنہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیۂ مبارک بیان کرنے میں کوئی کسر باقی

نہیں چھوڑی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مبارکہ ۔۔۔ مطہرہ و منورہ سے خواب میں مشرف ہوتا ہے۔ وہ بعینہ اسی طرح مشرف ہوتا ہے جس طرح حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفسِ نفیس ہیں۔

حدیث ع ۳۹۳ حدثنا عبدُ اللہ[1] بن ابی زیاد حدثنا یعقوبُ[2] بن ابراھیم بن سعد حدثنا ابن اخی[3] ابن شہاب الزھری عن عمّہٖ[4] قال قال ابوسلمۃ[5] قال ابوقتادۃ[6] قال رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مَنْ رَاٰنِی یَعْنِیْ فِی النَّوْمِ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ۔

ترجمہ جناب ابوقتادہ فرماتے ہیں کہ جناب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھا یعنی نیند میں بے شک اس نے حق دیکھا۔

حل لغات حَقٌّ۔ یقین کرنا، واجب ہونا، ثابت ہونا۔ الحق، اللہ تعالیٰ کا نام بھی ہے، کیونکہ حقیقتاً موجود وہی ہے۔ باقی سب چیزوں کا وجود مثل عدم کے ہے جو زوال پذیر ہے۔

تشریح ارشاد ہے "جس نے مجھے دیکھا یعنی نیند میں بے شک اس نے حق دیکھا۔ شارحین رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے اس حدیث شریف کے بہت معانی بیان فرمائے ہیں۔ حضرت علامہ علی القاری رحمہ الباری کرمانی سے نقل کرتے ہیں:۔

"ای الثابتۃ لا اضغاث فیہ ولا احلام" — یعنی "یہ اسی طرح صحیح اور درست ہے جس طرح کہ دیکھا گیا ہے اس میں کوئی گڑبڑ نہیں ہے۔"

الطیبی فرماتے ہیں:۔ "الحق ھنا" "حق یہی ہے۔" ز ابن العرب فرماتے ہیں:۔ "الحق ضد الباطل" "حق کی ضد باطل ہے۔" یعنی یہ خواب حق ہی ہے۔

حضرت علامہ موصوف فرماتے ہیں:۔

"نعم یصح ان یراد بہ الحق سبحانہ علی تقدیر مضاف ای رأی مظھر الحق ومظھرہ" — یعنی "ہاں صحیح ہے اگر بتقدیر مضاف اس "الحق" سے مراد حق سبحانہٗ و تعالیٰ مراد لیا جائے گویا مظہر

اسماء الرجال حدیث ع ۳۹۳

ع۱ عبداللہ بن ابی زیاد

ع۲ یعقوب بن ابراہیم بن سعد الزہری ہے۔ الثبت، الحجۃ، الورع۔

ع۳ ابن اخی ابن شہاب الزہری ہو محمد بن مسلم وابن اخی محمد بن عبداللہ بن مسلم من اکابر الائمۃ وسادات الامۃ۔ محمد بن مسلم ۱۲۴ھ میں فوت ہوئے۔ محمد بن عبداللہ بن مسلم من الرابعۃ خرج لہ الستۃ۔

ع۴ عمہ۔ الزہری دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ع۲

ع۵ ابوسلمہ۔ دیکھو حدیث ع۱ باب ماجاء فی صفۃ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۵

ع۶ ابوقتادہ

ومن رآنی فسیر اللہ سبحانہ لان من رأی
النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی المنام
فسیراہ بیقظۃ فی د سلام فیلزم منہ
انہ یر اللہ فی ذالك المقام ولا یبعد ان
یکون المعنی من رآنی فی المنام فسیری
اللہ فی المنام فان رؤیتی لہ مقدمۃ
ومبشرۃ لذالك المرام وقال الحنفی
الحق مفعول بہ ای الامر الثابت الذی
ھو انا فیرجع الی معنی قولہ فقد رانی"

حق کو دیکھا یا اس کے مظہر کو (یعنی حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس سبحانہ وتعالیٰ کے
مظہر ہیں) اور جس نے مجھے دیکھا عنقریب
اللہ جل جلالہ کو دیکھ لے گا' اس لئے کہ جس نے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا خواب میں' تو
عنقریب وہ بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی زیارت سے دارالسلام میں مشرف ہوگا لہٰذا
ضروری ہے کہ وہ اللہ جل جلالہ کی زیارت اس
مقام پر کرے گا اور یہ بھی محال نہیں ہے کہ اس کا
یہ معنی ہو کہ جس نے مجھے نیند میں دیکھا تو وہ
عنقریب اللہ تعالیٰ سبحانہ کو نیند میں دیکھے
گا۔ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت
اس امر کا پیش خیمہ اور خوشخبری ہے کہ وہ شخص
اللہ تعالیٰ سبحانہ کی زیارت سے مشرف ہوگا"۔

حضرت الشیخ الامام والحبر البحر الھمام' شیخ العارفین ومربی السالکین قطب الزمان ومرشد الاوان الشیخ عبد الغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ ونفعنا بہ وبعلومہ آمین فصوص الحکم کی شرح جواہر النصوص فی حل کلمات الفصوص جلد دوم صفحہ ۲۴۰ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

" قال تعالیٰ وتراھم ینظرون والیك
ولا ھم لا یبصرون ۔ وقال علیہ السلام
من رآنی فقد رأی الحق (واخبر الحق
تعالیٰ نفسہ عبادہ بذالك)"

" یعنی اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان کو
دیکھتے کہ وہ آپ کی طرف نگاہ کرتے ہیں حالانکہ
وہ نہیں دیکھتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
ہے مَنْ رَاٰنِی فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ یعنی جس نے مجھے

دیکھا، واقعی اس نے خدا کو دیکھا اور اللہ تعالیٰ
نے خود اپنے بندوں کو ذات سے اس بات
کی خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ صورتِ محمدیہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔"

حدیث ۳۹۴ حدثنا عبدُ اللہ[1] بن عبدالرحمٰن حدثنا معلّی[2] بن اسد حدثنا عبدالعزیز[3] ابن المختار حدثنا ثابت[4] عن انس[5] اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَخَیَّلُ بِیْ قَالَ وَرُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّۃِ۔

ترجمہ جناب انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے یہ کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا ہے۔ پس یقیناً شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس جزمیں سے ایک جزو ہوتا ہے۔

حل لغات التخیل۔ خیال بستن مراد تمثل است۔ تخیل کے معنی تصور کے ہیں۔

تشریح ارشاد ہے "جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو بے شک اس نے مجھے ہی دیکھا۔ پس یقیناً شیطان میری مثل نہیں بن سکتا" حضرت علامہ محمد عاقل رحمۃ اللہ علیہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"نمی تواند کہ صورت من گرفتہ در خواب کسے ظاہر شود یا صورت آدم دیگر شدہ از نام من نمودار گردد۔"

"یعنی شیطان یہ طاقت نہیں رکھ سکتا کہ میری صورت بنا کر کسی شخص کو خواب میں آئے یا کسی دُوسرے آدمی کی شکل میں ہو کر میرے نام پہ نمودار ہو۔"

بَابُ مَاجَآءَ فِیْ رُؤْیَۃِ رَسُوْلِ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فِی الْمَنَامِ پُورا ہوگیا۔

اسماء الرجال حدیث ۳۹۴

۱۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ دیکھو حدیث ۱۳ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔

۲۔ معلی بن اسد۔ ابوالہیثم العمی البصری ہے۔ ثقہ ہے، ثبت ہے، ذو صلاح و دین۔ ابوحاتم نے کہا۔ لم یخط الا فی حدیث واحد۔ من کبار العاشرۃ۔ خرج لہ الشیخان والنسائی وابن ماجۃ۔ ۲۱۸ھ میں وفات پائی۔

۳۔ عبدالعزیز بن المختار البصری ہے الدباغ ہے، ثقہ ہے، مکرر ہے۔ ثابت اور منصور سے یہ روایت کرتا ہے۔ اور اس سے مسدد اور ابوالربیع الزہرانی روایت کرتے ہیں۔ خرج لہ الجماعۃ جمیعاً۔

۴۔ ثابت۔ دیکھو حدیث ۴ باب ماجاء فی شعر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۲۔

۵۔ انس۔ دیکھو حدیث ۱ باب ماجاء فی خلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاشیہ ۱۔

تتمہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے دو احادیث اس کتاب کے آخر میں درج کی ہیں، جن کا تعلق اس باب یا اس کتاب کے موضوع سے نہیں ہے مگر نصیحت ضرور ہے۔

عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:-

(۱) "اِذَا ابْتُلِيْتَ بِالْقَضَاءِ فَعَلَيْكَ بِالْاَثَرِ"

"جب تو قضا کے ساتھ آزمایا جائے تو اس پر عمل کر"

یعنی اگر تو قاضی بنایا جائے تو تو اپنے لئے ضروری کرلے اور لازم پکڑے کہ تو نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال، خلفاءِ راشدین کے ارشادات پر عمل کرنا ہے تاکہ گمراہی کے دلدل میں کہیں پھنس نہ جائے۔

(۲) ابن سیرین فرماتے ہیں:-

هٰذَا الْحَدِيْثُ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَاْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ۔

"یہ حدیث شریف کا علم دین ہے پس خوب تحقیق کرلو کہ کس شخص سے اپنا دین اخذ کر رہے ہو۔"

حضرت علامہ محمد عاقل صاحب لاہوری حلاوۃ المتعلمین میں تحریر فرماتے ہیں:-

"مقصود ازیں کلام آنست کہ دین مبنی برحدیث است، پس واجب است کہ آں را از ثقات باید گرفت تا در دین خللی نشود و از بدعت ہا مامون گردد"

"اس کلام سے یہ مقصود ہے کہ دین حدیث پر مبنی ہے پس ضروری ہے کہ اسے برگزیدہ لوگوں سے حاصل کیا جائے۔ تاکہ دین میں خلل پیدا نہ ہو اور بدعتوں سے محفوظ رہے۔"

شیخ ابن حجر کا قول ہے:۔

"کتاب کو ان دو حدیثوں پر ختم کرنے کی وجہ یہ ہے علم حدیث کے حصول کی ترغیب دینا ہے، خصوصاً اس علم کے حصول میں انتہائی احتیاط اور اہل دین و تقویٰ سے یہ علم حاصل کرنا چاہیئے نہ بے دین، گمراہ بدعقیدہ لوگوں سے تاکہ دین مستقیم ہو اور توہمات سے رہائی حاصل ہو۔"

الحمد للہ

کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تائید اور مدد کے ساتھ یہ شرح ۱۵ شعبان ۱۳۸۹ھ میں شروع کی گئی اور ۴ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ بروز بدھ مکمل ہوئی۔ کل ۳ ماہ ۱۹ دن صرف ہوئے۔

(فقیر) محمد امیر شاہ قادری گیلانی

مُعَنْوَن

اُن پاک حضرات کے نام

جنہوں نے

اپنی مُبارک اور پاکیزہ زندگی کا آخری لمحہ بھی
اپنے پیارے محبُوب، عالمِ علوم اوّلین و آخرین،
شفیع المذنبین، رحمۃُ للعالمین، صاحبِ خُلقِ عظیم
سرورِ عالم و عالمیان، صاحب قاب قوسَین اَو اَدنیٰ،
جناب احمدِ مُجتبیٰ، حضرت سیدنا و مولینا
محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت
اور فرمانبرداری میں گذار دیا۔ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین